

# فهرست سورتهاى تفسير فتح العزيز سيارة عم

سورة التكوين ١٢	سورة عبس ٦٠	سورة النازعات ٢٦	سورة نساو ٢
سورة البروج ١١٢	سورة الانشقاق ١٥٩	سورة التطف ١٣٢	سورة الانقطار ١١٢
سورة الفجر ٢٣٢	سورة الغاشية ٢٢٢	سورة الاعلى ٢٠٧	سورة الطارق ١٩٦
سورة الضحى ٢٢٥	سورة الليل ٣١٢	سورة الشمس ٢٧٧	سورة البلد ٢٥٩
سورة القدر ٢٩٧	سورة العلق ٣٧٢	سورة التين ٣٦٢	سورة المشرح ٢٣٥
سورة القارعات ٢٢٠	سورة العاديات ٢١٦	سورة زلزلة ٢١٢	سورة البينة ٢٠٥
سورة الفيل ٢٣٢	سورة الهنق ٢٢١	سورة العصر ٢٢٥	سورة التكاثر ٢٢٢
سورة الكافرون ٢٢٥	سورة الكوثر ٢٢١	سورة الماعون ٢٣٩	سورة القرش ٢٣٥
سورة الفلق ٢٥٧	سورة الاخلاص ٢٥٣	سورة تبت ٢٥٠	سورة النصر ٢٢٦
سورة الناس ٢٦٥			

فوائد فقیر فتح الغنم سہ ماہی عم

۵۵	قصہ حضرت مصعب بن عمر رضی اللہ عنہ اور عمر بن عمیر کا	۱۱	قیامت کو کئی چیزیں لازم ہیں
۵۶	کابھی کچھتیں جو غیب والی کا دعوا کرے جن کی تعلیم سے اور آئندہ کی خبر دے	۱۴	بہشت سا تون آسمان کے اور برہی
۷۳	مرد کے جلانے کے عیبوں کا بیان	۲۰	بہشتیوں کی عمر کا بیان
۷۴	قصہ ایک ہندو دانشمند کا	۲۲	روح کا احوال
۸۰	سورہ بئس کے نازل ہونے کے فائدے کا سبب	۲۸	ان چیزوں کا بیان جو بعض ناسیکی تکمیل کے واسطے ضرور ہیں
۸۰	پیغمبروں سے بھی کبھی بہتاد میں حجاب واقع ہوتی ہے	۳۳	مفسرین کے اختلاف کا بیان
۹۱	جانوروں میں سے کئی قسم کے بہشتی ہونے اور کئی قسم کے دوزخ میں	۳۵	خراول کہتے ہیں فرج کے آگے جاؤ گے کو
۹۳	بیان ہجرتوں کے بیت کرانے کے جائز ہونے کا اور عزال کے جائز ہونے کا	۴۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام قصے کا بیان
۱۰۳	نقل حضرت جبریل علیہ السلام سے	۴۹	آسمانوں کی بلندی کا بیان
۱۰۴	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اصل صورت پر دیکھا	۵۲	علماء کے اختلاف کا بیان آسمان اور زمین کے پیدا ہونے میں



# فوائد تفسیر فقہ الغزالی فی سبب غم

۳۷	مسئلہ شرعی	۱۰۶	کاہن کی حیثیت
۱۳۷	دین کے کام دنیا کے واسطے کرنا بہت برا ہی نظر نہیں دیکھ کر کرنے سے	۱۱۳	آدمی کو خلافت کے مرتے حاصل کرنے کے واسطے اس جہاں میں لائے ہیں
۱۴۶	انسان کے دل کی کیفیت	۱۱۶	عالم کے اصول کا بیان
۱۴۸	دیباچہ کی دلیل اور کیفیت		
۱۵۱	عجبین کے لفظ کی تحقیق	۱۱۸	دربار کے میکر و ن کا بیان
۱۵۱	نظام علیہ کا بیان اور مومنوں کی	۱۲۰	کریم کے معنوں کا بیان
۱۶۴	اردو کے نظام کا اور ان کے علم کا بیان		
۱۶۴	اسد تعالیٰ بندے میں دو غم جمع ہیں کہ	۱۲۲	نجات کے سببوں کو گنہگار کے بھرتجات کا متوقع ہونا حاققت اور زائدانی ہی
۱۶۶	مسئلہ شرعی نفق کی تحقیق	۱۲۴	حکایت سلیمان بن عبد الملک اور ابو حازم کی
۱۷۱	ان گناہوں کا بیان جو اگلی امتوں میں	۱۲۹	سیان کرانا کائناتین کے معاملے کا آدمیوں کے ساتھ
۱۷۵	بارہ سرجوں کا احوال	۱۳۶	پانچ چیزوں کے سبب آدمی ہاجج چروغین میں مبتلا ہونا ہی
۱۸۰	جمع کے دن کی بزرگی	۱۳۶	جوہری کے نصاب کی حد

فہرست: فوائد تفسیر فتح العزیز میں پندرہ عم

۲۰۷	فہرست: جہاد کے علم نازل ہونے کی وجہ	۱۸۰	فہرست: جب کے دن سے ابتدا ہی ہفتے کی ہماری شریعت میں
۲۱۵	فہرست: دین کی خوبی اور عبادت اور توجہ خدا کی بنی آدم کی عقل میں بیداری ہے دنیا کی آگ تیزوان حصہ ہی کہیں	۱۸۳	فہرست: خندق والوں کے قصوں کی ابتدا
۲۱۷	فہرست: دوزخ کی آگ سے	۱۷۸	فہرست: دوسرا حصہ
۲۱۸	فہرست: پاک کتھون کا بیان	۱۸۹	فہرست: تیسرا حصہ
۲۲۱	فہرست: آسمانی کتابوں کی گنتی	۱۸۹	فہرست: چوبیسویں کے پاس بھی کتاب لکھی
۲۲۲	فہرست: آگے کاردن عذاب کی تھون کا بیان	۱۸۹	فہرست: چوتھا حصہ
۲۲۳	فہرست: جہاد تہ خدا کی رسالت کے انکار کے ساتھ رسول نہیں	۱۹۵	فہرست: فوج محفوظ کا بیان
۲۲۴	فہرست: دوزخ کی آگ کا بیان	۱۹۹	فہرست: شہادت نامہ کا احوال
۲۲۵	فہرست: زمین کی شکل گول ہے	۲۰۰	فہرست: ان فرشتوں کا بیان جو آدمی کی بچھانی کرتے ہیں
۲۳۵	فہرست: محمدان کا شبہ	۲۰۲	فہرست: دونوں لٹھوں کے درمیان میں چالیس برس کا عرصہ ہو گا

فہرست: فوائد فقہ الغریب سیانہ عم

	کافرون کے عمل موقوف ہیں		شبہ کا جواب اور بڑا کی توقف کی حکمت کا
۲۷۱	ایمان لانے پر	۲۳۶	بیان
۲۷۱	صبر کی بزرگی کا بیان	۲۳۹	معراج کی تاریخ
۲۷۲	صبر کی حقیقت	۲۴۳	فاد کے قصے کا بیان
	نبوت کا افتاب ظاہری افتاب کے	۲۴۶	ملک الموت کا حال
۲۷۷	ساتھ مناسب ہی انکام بیان		
۲۷۷	کھیتی کے دستے چھ چیزیں ضروری ہیں	۲۴۷	شہزاد کی بہشت کے غائب ہونے کا حال
	مسلمان کی غفلت اور راحت		مال کی محبت ضرورت کے قدر ہو
۲۸۲	بھی بزرگی رکھتی ہی	۲۵۵	تو معیوب نہیں
۲۸۲	تشریف آسا کی مانند محط اور کھیری ہوئی ہی		نفس امارہ اور لوامہ اور
۲۸۶	شبہ اور اس کا جواب	۲۵۸	بیطہنہ کا بیان
۲۸۷	بھری اور مجوز کے معنی	۲۶۲	آدمی کی شرف اور ریح کا بیان
۲۸۹	وجود کا قصہ		
۲۹۱	حضرت صالح علیہ السلام کی دشمنی کا قصہ	۲۶۷	ہوشیار اور نگہین اور زبان پیدا کرنے کی حکمت
۲۹۹	تذہران لحم کے زیادہ بہت بخت ہو سکی	۲۷۰	سکین کی تحقیق
۳۰۶	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قصہ		

فہرست : قواعد فقہ الغزنی سیاق و سباق

۳۳۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح کا مخصوص جیزین	۳۰۷	آدینہ کا وزن کو تین ٹولے کے قریب ہوتا ہی
۳۳۵	صلال کے معنوں کا بیان	۳۱۳	مسئلہ شرعی
۳۳۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا جاہلیت کے اس وقت آدھ تعلیم کے فضل اور کرم	۳۱۵	تقدیر پر بچھو دسا کے عمل کو چھوڑ دینا چاہئے
۳۳۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبہ اور تفسیر ہونے کی وجہ	۳۱۶	اس نیکی اور دلالت کا بیان جو اللہ تعالیٰ کے ذمے پر ہی
۳۳۵	گم ہوئی چیز کے ملنے کا عمل	۳۱۹	مستی کی تعریف
۳۳۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریح صدر کا بیان	۳۲۰	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان
۳۵۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری تشریح صدر کا بیان	۳۲۰	تفضیلیہ سے کہتے ہیں جو حضرت علی کو حضرت ابو بکر اور عرس سے افضل جانتے
۳۵۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریح صدر کا بیان	۳۲۲	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بزرگی
۳۵۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے تشریح صدر کا بیان	۳۳۰	مفسرین کا اختلاف صحیح اور دلیل کے معنوں میں
۳۵۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریح صدر کا بیان	۳۳۲	ان خصوصیتوں کا بیان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تھیں

فہرست فوائد تفسیر فتح العزیز بیان عمر

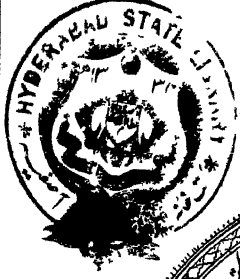
۳۹۳	حاطبی اور نخعی کا نسخ	۳۵۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خونچ
	محمد بنی حالت بن ادنیٰ زیادہ	۳۵۸	رہنہ شرح صدر کا بیان
۳۹۵	تغریب جنات باری سے ہونگی وجہ		زندہ کے معنوں کے اختلاف کا بیان
	فاہدے اور بار یکساں جو اس وقت تک	۳۵۹	بین جا رہے آنحضرت صلی اللہ کا نام اللہ
۳۹۵	لکھے ہیں		تعالیٰ کے نام کے ساتھ نہیں لیا جاتا
۳۹۶	اسلم کی لغت سے بڑھ کے ہی	۳۱۲	اجتہاد کی مقفونوں کا بیان
	بنی امیہ کی سلطنت کی مدت	۳۶۳	مذہبوں کے قائدوں کا بیان
۳۹۷		۳۶۷	ریتا پیار کا بیان
۳۹۸	شب قدر کی بزرگی کا بیان	۳۶۹	مکہ معظمہ کے حرم کی حد کا بیان
	جماعت کی زیادتی نماز میں دلکے	۳۷۱	مسئلہ شرعی
۴۰۱	بوز کا اور قبولیت کا سبب برقی ہی		توجہ کی قسموں کا بیان
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات	۳۷۸	کانحے لفظ کی تحقیق اور اس کے
۴۰۵	مقدس خود دلیل روشن تھی اپنی نبوت	۳۸۶	بھید کا بیان
	عرب کے لوگ قبل نبی ہونے آنحضرت	۳۹۰	مسئلہ شرعی
۴۰۶	صلی اللہ علیہ وسلم کے دو قسم تھے		
۴۱۳	شبہ اور شبہ کا جواب		

مواہل تفسیر فتح العزیز پانچم

۴۴۳	ان علموں کا بیان جو اس انٹ کے واسطے خاص ہیں	۴۴۵	وے لعین جن بن غنی اور فقیر شریک ہیں
۴۴۴	جان آدمی کی سوا حق تعالیٰ کے کسی کی ملک نہیں ہوتی	۴۴۲	ابرہہ کا قصہ
۴۵۵	باطل مذہب والوں کا بیان	۴۴۱	فنا ریا شرک سے بھی زیادہ بدی
۴۶۶	شیطان کے دوسوں کی قسموں کا بیان	۴۴۲	فنا باعون کی تحقیق

تمام ہوتی نیرت  
ترجمہ تفسیر فتح العزیز کے سہارہ  
میں ملان کی

اقول من ان الله ان كان الله كما صرنا



شجرہ نبوی کی مطبعہ محمدی بن اہتمام سے خاکِ نعلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لکھی گئی ہے۔  
 چھپا گیا



الحمد لله الذي وفق عبادة الصالحين لاشاعة انواع الخيرات المبترت و سيرهم سلوك طرف الباقيات  
 الصالحات والصلوة والسلام على فضل المخلوقا وعلى آله واصحابه ذري المقامات والكرامات  
 اما تعجب بجهائون وبندار اور زمين تغوي شعار اور شايقان كلام رباني و منحصان احكام يزداني پر روشن  
 اور هويدا هوجو کہ افضل الذکر فرض الہی کے ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن مجید اور قرأت فرمائے جمیع دہی  
 کہ پڑھنے والا اسکا بلا واسطہ اپنے مالک اور خالق سے ہمکلام ہونا ہی اور ہر حرفت ثواب مانا ہی چاہئے  
 رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی من قرأ حرفا من کتاب الله تعالى فله به حسنة والحسنة  
 بعشرة امثالها الا قول الاحرف ولكن قول الفحرف ولا الحرف ومم حرفك یعنی تڑندی میں حضرت  
 عبد اللہ بن مسعود <sup>رضی اللہ عنہ</sup> روایت ہی کہ کہا انھوں نے کہ سنا میں نے رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائے  
 کہ جو شخص پڑھے قرآن سے ایک حرف نواسکے واسطے اس پڑھنے کے سبب ثواب نیک ہی اور ہر حرف  
 عوض میں دس کنا ثواب بلنا ہی ہن کہتا ہوں ہن کہ آں ایک حرف ہی لیکن کہتا ہوں ہن کہ الف ایک  
 حرف ہی اور لام ایک حرف ہی اور میم ایک حرف ہی سو بغیر معنی سمجھنے اور مطلب بوجھنے کے اسکی  
 لذت سے بے بہرہ رہتا ہی اور جب تک معنوں کو نہ سمجھیں گانب مک عمل کرنا ہی اسکے نصیب نہوگا اور  
 قرآن کمازل ہو سے مقصود اصل ہی ہی کہ اسے عمل کھئے اور سعادت داین اور کرامت کونین حاصل کیجئے  
 چنانچہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی من قرأ القرآن وعمل به الدلالة تلجأ يوم القيمة  
 ضوا احسن من ضوع الشمس بت من بیوت الدنيا لو كانت فیه فما ظنکم بالدی عمل به ابو داؤد  
 حضرت سہیل بن معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ فرما بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مسلمان



قرآن کو پڑھے اور ہر عمل کرے تو ہنٹے جائیگے اباب اس کے مانج قیامت کے دن جس کی جگت نہ ہو گی  
انقلاب کی روشنی سے جو تمہارے کسی گھر میں ہو دنیا کے گھر زمین سے چھو کبا گھاں ہی تھا ار اس کے ساتھ  
جس نے عمل کیا اسی نے جب اس کے بیت اس کے اباب کو بہ زنبہ اور بزرگی حاصل ہو گی تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ ہی  
معلوم ہی کہ کیا کچھ ہو گا علی مخصوص ہر دستاں کے عوام لوگ بالکل اس نیت محسوس ہیں اور قرآن شریف کا مطلب  
سمجھنا اپنے زبان دشوار ہی ہر جید بعضے دیدار عالموں نے ہندوستانی زبان میں ترجمہ کیا ہی لیکن بعضوں نے  
محض لفظی ترجمہ کیا ہی جس قرآن شریف کا مطلب عوام لوگ بوجہ نہیں سمجھتے اور بعضوں اس قدر طول کیا  
کہ اکثر ذہنوں کی پریشانی کا سبب بن گئی مگر خوش گزشتہ الغر تصنیف کی ہوئی حضرت قدوہ السالکین زبدۃ العارفین  
انوار الاولیاء علامۃ الاصفیاء رئیس العلماء افضل الفضلاء جامع کمالات الہانی مورد مرام بزدانی ذوالشرف  
المجد والتمیز حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ کی کہ علم فہم خواص پسند ہی اور بوجہ مضمون  
حدیث شریف خیر الامور وسطہا کے درجہ متوسط میں واقع ہی اختصار محل اور الطاب لا طائل سے بری ہی  
اور کوئی چیز جو خوف علیہ مطلب کی ہی اس میں رہ نہیں گئی گویا جامع التفاسیر ہی اور مرغوب طبع ہر صغیر و کبیر  
اور اس کی خوش سلیبی اور خوش بیانی ترجمہ علماء متفق ہیں لیکن فارسی عبارت کے سبب اکثر لوگ اس کے فائدے  
محسوس نہیں اور ہر چند کہ سوائس سبب اس کی تفسیر ہی لیکن اگر کسی کو بخوبی یاد ہو تو تمام قرآن شریف کے واسطے  
کافی ہی ہو ان سبب دہون نظر کر کے جامع حسانہ مصدر خیرات مجمع فیوضات منبع برکات محسن دوران  
دیاض زمان ہواد جمان عالی قدر در دران علما و شرفا جناب ما و خد احمد علی ابن محمد حسین صاحب  
روگے دام اقبال نے اس امر شریف کو باقیات صالحات سمجھ کر ایک روز فرمایا کہ اگر اس کا ترجمہ  
ہندوستانی زبان میں ہو کر چھے تو بہت لوگوں کو فائدہ ہو جو جناب مدرس کے فرمانے کے بموجب افسس  
سرا تفصیر فیل البضاعت فی الاستطاعت خادم علماء زمان اخراجا و محمد حسن خان مصطفیٰ ہادی  
عرف رہسوری نے اس امر شریف کو سعادت دارین اور خیر کوبین سمجھ کر کوشش کی اس کے سر انجام دینے میں  
مضبوط بادھی اور حق تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اور بانی موصوف کی خوش نیتی کے سبب تھوڑے ہی دنوں میں  
اختتام کو پہنچا یا چنانچہ ۱۲۸۰ھ میں شہر رابع الاول عشر متوسط میں استیذان ترجمے کے تحریر کی اور اسی

یہ ہے بن جناب ناخذ اصحاب مسدوح کے جو حکم کے بموجب پھینا بھی تشریح ہوا اور مجدداً سنہ ۱۲۷۰ھ میں تاریخ  
 رمضان المبارک سنہ ۱۲۷۰ھ کی شجر مراد طبع نے عمدتاً ختام کا پھینا

فائدہ معلوم کیا چاہئے کہ اس ترجمے میں کئی چیزوں کی رعایت کی گئی ہے اور اسکا دریافت کرنا مطالعہ کر نیوالے کے  
 واسطے ضروری اول تو یہ کہ اسکا ترجمہ لفظاً بلفظ نہیں کیا گیا بلکہ ہندی محاورے کے موافق ہی ناکہ مطلب محل  
 فہم میں آدے دوسرے یہ کہ التزام اس امر کا کیا ہی کہ کچھ زیادتی یا کمی اصل مطلب سے ہونے باوے ناکہ اعتبار  
 پانے سے خارج نہو جاوے لیکن تشریح اور توضیح کے طور پر کسی محل مطلب کی تصریح میں ابک دو کلمے برحق  
 ہیں یہ سب یہ کہ جہاں کوئی مطلب قیق اور مشکل گیا احکا سمجھا گیا اور علم کی نہایت پر موقوف ہی جسے کوئی  
 قاعدہ علم ریاضی یا ہندسہ وغیرہ کا تو اسکا لفظ ترجمہ کر دیا ہی واسطے کہ اسکا سمجھا غیر اس علم سے مضطرب  
 دریافت کر سکے ہو نہیں سکتا اور اسکی تشریح فیما تفسیر فیہ سے خارج ہی اس واسطے کہ یہاں پر قرآن شریف کی  
 تفسیر عوام فہم منظور ہو سکے قواعد کی تحقیق جو سمجھ بہ کہ یہ ترجمہ کلکتہ کی چھپی ہوئی تفسیر عزیز کی عبارت  
 موافق ہی اس واسطے کہ دان کے علمائے شکوہت نصیح چھا پای

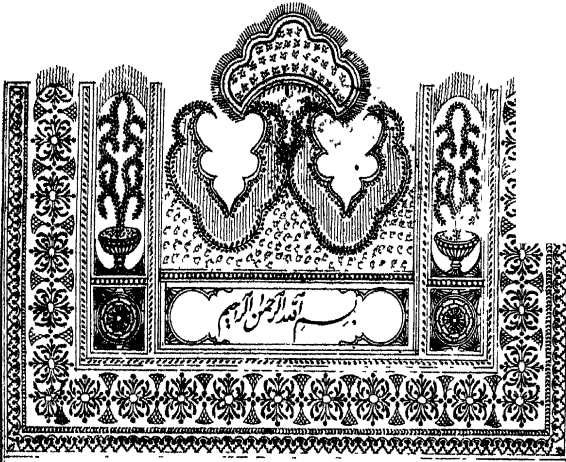
اب صاحبان ذی عقل اور تہمت کی خدمت میں عرض بہہ ہی کہ انصاف کی نظر سے اس ترجمے کو ملاحظہ فرمادین  
 اور اگر کوئی عہد چوک نظر میں آوے تو اپنی دالالتی پر نظر فرما کے اصلاح دینے میں درجہ نفاذ دین کہ  
 ہو جاس قول کے انسان مریک من الخطا والنسیان کوئی شخص بھول چوک سے خالی نہیں ہے  
 اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَالْعِزُّ الْغَنِيُّ

قطعہ تاریخ فارسی طبع اور شکر علی صاحب	
تفسیر عم عزیز در فارسی کہ بود بہت	آوردہ اشرف بار دو چون بولوی حسن خان
صد گہر معانی آری مرہن تار بیخ	ابنت ہرناظر تفسیر بحر عرفان
ابصار سید صاحب موصوف	
محمد علی ناخذ کے لئے	حسن خان مترجم ہوئے ہائے تہمت
جو اردو طبع ترجمہ ہوئے	بنی آج تفسیر قرآن عزیز

ترجمہ

تفسیر فتح العزیز کے

اسپان عم کا



اور سورت کا نام تمام دل ہی آدر اس کو سورہ بنا بھی کہتے ہیں سہی ہی یعنی قبل ہجرت تک پہلے یونہی ہی آدر ہیں ؟  
 یا ایسے کہتے ہیں اور ایک سو تتر کلمے اور سات سو تتر حرف ہیں آدر بطاس سورت کا سورہ رسالت اس پہ سورت  
 واقع ہی کران دونوں سورتوں میں جزا اور سورت کے اساطے کو یوم الفصل کے آنے پر وابستہ کیا ہی اور تھوڑا سا  
 یوم الفصل کا بیان فرمایا آدر کا فزون کا تعجب کرنا قیامت کے آنے میں ہی معتد سے دفع کیا کہ قیامت کا  
 آنا بدو یوم الفصل کے نہیں ہو سکتا اور یوم الفصل بدو ن خواب کرنے اس عالم کے اور منقطع کرنے  
 ذریعہ انسانی کے عمل نہیں ہی پھر قبل اس دن کے طلب جزا اور سزا کی کرنا ایسا ہی جیسے کوئی گروہی کے  
 دونوں میں جا ر دن کا پیوہ طلب کرے یا جا ر دوین پیوہ گروہیوں کا کہ سولے صحت بے فائدہ اور  
 طاقت کے کچھ حاصل نہیں ہی اسی سبب مضمون میں بھی ان دونوں سورتوں کے بہت مشابہت  
 واقع ہی جیسے اس سورت میں راز السماء فرجت واذ الیھمال فسفت واقع ہی آدر اس سورت میں و  
 نصت السماء نکانت ہوا یا و سیرت الیھمال نکانت سرا با آدر اس سورت میں الیھمال الارض کھانا تلو  
 جعلنا فیہا و اسی شامحات واستقینا کہ ماؤ فریٹا واقع ہی آدر اس سورت میں الیھمال الارض  
 معاد الیھمال انما و انزلنا من العصارت ماء یقحا جھا واقع ہی آدر اس سورت میں سورش و ذریعہ کی  
 اور تھوڑا سا در شعلے مانا سا مذکور ہی آدر اس سورت میں تھوڑا سا پانی کا اور پینا بہت گہنی کا ذریعہ میں

مذکور ہی اور اس سورت میں ہذا یوم لا ینطقون مذکور ہی اور اس سورت میں یوم یقوم  
الروح والملائکۃ صفا لا ینکلمون ہی اور اس سورت میں ان المستقین فی ظلال و عیون و فواکہ مذکور  
ہی اور اس سورت میں حدائق و اعنابا متقیون واسطے و عدہ دیا گیا ہی اور اس سورت میں ارشاد فرمایا ہی  
کہ اگر کافرون کو دنیا میں کہا جاوے کہ خدا کے واسطے ایک مرتبہ جھکنا اور سجدہ کرو تو کبھی نہ کریں اور اس  
سورت میں ارشاد دہوا ہی کہ قیامت کو کافر آرزو کریں گے کہ کاش مٹی ہو جاوین اور دفع کے عذاب سے  
خلاصی پاوین آسے مگر اور غرور کو اس گریہ و زاری اور ذلت و خواری سے کہا نسبت رہی اور اس  
سورت کا سورہ نام اولی نام رکھنے کا سبب یہ ہی کہ اول عرب کی لغت میں کسی چیز آپس میں بہت  
سوال کرنے کو کہتے ہیں اور اس سورت میں بیان کرنا اس سبب کا منظور ہی کہ بہت پوچھ پوچھ یا چھ آخوت کے کاموں کی  
حقیقت سے اور بحث اور تکرار ذات اور صفات الہی میں کیا اور قضا اور قدر اور جبر اور اختیار اور  
توحید وجودی اور شہودی کے مسئلے میں زیادہ مباحثہ کرنا اور اسباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپس کے  
جھگڑے بیان کرنا اور شرعی حکموں کی وجہوں میں غور کرنا جملہ عوام کی فہم اور بوجھ میں آنا محال ہی اور انکی  
عقل ان چیزوں کے فہم کی گنجائش نہیں رکھتی آپس چیزوں کی بحث اور تکرار نہایت قبیح اور بد ہی اس  
واسطے کہ اکثر بحث کرنا آپس چیزوں میں نا فہمی کے سبب ان چیزوں کی حقیقت کے انکار کا سبب ہو جاتا ہی  
اور اگر انکار ہی تو اکثر شرک کے دونوں شبہ پر جائیں تو کچھ شک ہی نہیں ہی اور حال ہے کہ ایمان فقط  
ان چیزوں کے یقین لانے پر موقوف ہی انکی وجہوں اور تفصیلات کے دریافت کرنے اور زیادہ تفتیش کر نیے  
واسطے علم نہیں کیا گیا تاکہ ان چیزوں کا حقیقت حال دریافت کرنا دین کی ضروریات سے ہر جواب ہی کھن  
اور لا علاج بیماری اس امت میں عقیدوں کے فاسد ہونے کا اور گمراہ فرقوں کی جدائی کا سبب ہوئی ہی  
اور ایمان ایک عالم کا بالکل برباد کیا ہی سوائے تعالیٰ نے اس سورت میں اسکی برائی بیان فرمائی تاکہ  
آدمی اس سے ڈرتے رہیں اور گمراہی کے مجبور میں دوبنجاوین اور اس سورت کو سورہ نبی اس  
واسطے کہتے ہیں کہ نبی عرب کی زبان میں خبر کو کہتے ہیں اور خبر قیامت کی اس سورت کو پڑگی اور برائی رکھتی ہی  
کہ گویا سوائے کئی خبر نہیں ہی جسکو پوچھے اسے سوائے اس خبر کو بناوے غظیم فرمایا ہی کہ بہرہ اپنی

دلت میں بھی عظمت اور بزرگی رکھتی ہی اور اسکے ہونے میں بھی عظمت اور بزرگی ہی اور سمجھ بوجھ میں بھی  
اسکی عظمت ہی اور یہ بات ظاہر ہی کہ بزرگی خبر کی یا باعتبار اسکی دلت ہوتی ہی کہ اسکو عمدہ  
شخص بیان کرتا ہی یا وہ عظمت اس خبر کے مضمون واقع ہونیکا اعتبار سے ہوتی ہی کہ ایک برسے عادت پر  
دلالت کرتی ہی یا وہ عظمت اسکے احوال اور حقیقت سمجھنے اور پوچھنے کے اعتبار سے ہوتی ہی  
کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتی اور نہایت ذلت سے سمجھی جاتی ہی اور جو یہ تینوں صفتیں اس خبر میں جمع  
ہوتی ہیں یعنی یہ خبر اُسے دی ہی جو سبے بڑا ہی وہ احد تعالیٰ ہی کہ کولے اسکے اس خبر کو  
کوئی کہہ نہیں سکتا اور یہ بھی ہی کہ ایک ایسے برسے عادت کے واقع ہونے پر دلالت کرتی ہی  
کہ کسی کی سمجھ اور خیال میں نہیں آتا اور سمجھنا بھی اسکا نہایت مشکل ہی کہ آدمی کی عقل بغیر انوار عینی کی  
مدد کے اسکو بوجھ نہیں سکتی تو ان سببوں اس خبر نے نہایت بزرگی پیدا کی ہی جس ایسی چیز میں دعویٰ  
کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ خبر سچی کا نام ہی اور بے خبرین بیچ ہیں اور جب آپس میں کہا جاوے کہ خبر  
کجا خبر ہی تو گویا یہی خبر پوچھی جاتی ہی تو جس صورت میں یہ خبر بیان ہووے اسکا نام بھی خبر رکھنا چاہیے  
اور اس صورت کے نازل ہونے کا سبب یہ ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے اور قیامت کا حال  
بیان فرمایا تو کافروں کو یہ بات انوکھی معلوم ہوئی اور آپس میں تعجب اور ہنس سے کچھ بے اسبات کا  
شروع کیا بعض کہتے تھے کہ کیف یحیی العظام مدعی دیکھ یعنی کہوں کہ زندہ ہوگیں ہدیان جب تر گل گشت  
اور بعض کہتے تھے کہ متی هذا الوعد یعنی کب ہو گا یہ وعدہ اور بعضوں کو شبہ تھا اور کہتے تھے کہ  
وما اظن الساعة قائمة یعنی ہرگز یہ بات ہونیوالی نہیں ہی انھی کلام چھوٹنا اللہ یا نموت دنیا  
وما نخی بمبعوثین کچھ نہیں کیر ہی زندگانی دنیا کی مرتے ہیں ہم اور زندہ ہو اور ہم بعد میں کے اٹھنے والے  
نہیں ہیں پھر آخر کلام انکی سمجھ اور بوجھ کا یہ تھا کہ اگر یہ بات ہونے والی ہی تو کس واسطے ایک مرتبہ سے  
سناٹے نہیں ہوتی اور بدلا دینے میں آج اور برون کے آنے کا مومن کے موافق انتظار ہر دن کا کس واسطے ہی دنیا  
میں کیوں نہیں دیتے کہ آدمیوں کو اسکے دیکھنے سے عبرت اور نصیحت ہو جاوے اور بد کام چھوڑ دیں اور نیک کام  
کرنے لگیں احد تعالیٰ نے یہ سب باتیں انکی رد کر کے جزا اور سزا کا دنیا قیامت کے دن پر موقوف رکھے گا سب بیان فرمایا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَمِّي تَسَاءَلُونَ يَسْئَلُونَ جِزْرَةَ لَوْ كَانُوا يَسْمَعُونَ يَسْمَعُونَ يَسْمَعُونَ يَسْمَعُونَ يَسْمَعُونَ يَسْمَعُونَ  
 قائل ان کے سوال کرینگے ہی اور اس کے سمجھنے کا استعداد رکھتے ہیں کہ بہت پوچھ پوچھ کرنے سے انکی سمجھ  
 میں آجائیگی یا ایسی چیز ہی کہ لائق جستجو کے نہیں اور جس قدر اس میں چھتیر چھتر کرینگے مطلب سے دور پڑینگے  
 اور اس طور کے پوچھنے میں کہ جس چیز سے سوال کرتے ہیں اس بات کا اشارہ ہی کہ عاقل کو چاہئے کہ کوجہ  
 کسی چیز کا سمجھ بوجھ کے کرے اور پہلے یہ سوچ لے کہ یہ بات میری بوجھ میں آنے کے لائق ہی یا نہیں اگر ہر تو  
 اس میں ہاتھ ڈالے اور اگر نہ ہو تو ایسا نکرے کہ محنت اس کی ضائع ہو جاوے اور کچھ فائدہ حاصل نہ ہو  
 اور مطلب برابر ہو جاوے مثل مشہور ہی کہ محنت برابر باوگنہ لازم اور عم کا لفظ اصل میں عاتما الف  
 مختلف اور کثرت استعمال کے سبب گر گیا اور عرب کا قاعدہ ہی کہ ما موصولہ کے الف کو آتھ حرفوں کے  
 بعد گرا دیتے ہیں ان لفظوں کی کثرت استعمال کے واسطے اور وہ حرف یہ ہیں عین و من و با و لا و موقی  
 و علی و الی و حتی اور جب بنا کلام کی سوال و جواب پر کھی اور جواب اس سوال کا ظاہر اور کھلتا تھا تو آپ ہی  
 جواب فرمایا کہ عین التباؤ العظیمہ یعنی اس میں سوال کرتے ہیں ایک بری چیز سے کہ باعتبار اپنی ذات کے بھی  
 بزرگی رکھتی ہی اور باعتبار واقع ہونے اپنے مضمون کے بھی بری ہی بسے جو چیزیں کہ ان میں واقع ہوئیں وہ بہت  
 پیچوف ہیں کہ نہ اکھدا کو دیکھ سکے اور نہ کان انکو سن سکے اور باعتبار سمجھنے اور دریافت کرنے کے بھی  
 بری ہی کہ کسی بشر کی عقل کو یہ طاقت نہیں کہ اسکی حقیقت کا تھہ دریافت کر سکے پس وہ خبر اللہ ہی ہم  
 فیہ مخلصون وہ چیز ہی کہ وہ اس میں کئی طرف ہو رہے ہیں ہر چند کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے  
 اس دم تک حق تعالیٰ انبیاء اور رسولوں کے واسطے سے یہ خبر ہی در پی اپنے بندوں کو پہنچاتا رہا اور انبیاء  
 اور رسول اس خبر کے ثابت کرنے میں دلیون اور مثالوں کے ساتھ دل اور جان سے کوشش  
 کرتے رہے ہیں اور علامتیں اور نشانیاں اسکی مفصل اور مجمل کھلی کھلی بیان کرتے رہے ہیں کہ اس میں  
 کسی طرح کا وہو کھاتی ہیں رہا لیکن باوجود ان س باتوں کے بھی آدم کا شہہ ہرگز دفع نہیں ہوتا



چنانچہ بعضے تو بالکل اسکا انکار ہی کرتے ہیں کہ قیامت کا وجود ہی نہیں ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ مجازات عقلی ہر گاہ اور بس اور بعضے کہتے ہیں کہ خیالی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ حسی ہی یعنی ظاہر میں ہوگا اور بعضے ایک اور طرح سے کہ سوائے عقلی اور خیالی اور حسی کے ہی بوجھتے ہیں اور بعضے معاد کو منحصر تئیں کے طریقے میں جانتے ہیں یعنی ایک مرنہاں ہی وہی روح دوسرے جسم میں آتی ہی اور اسی عالم دنیا کو جزا اور سزا کی جگہ جانتے ہیں اور خراب ہونا تمام عالم کا کہ رولوں اور شیوں کی زبانی سنتے آتے ہیں آدمی کے بد عملی خرابی کے احوال پر کہ موت کے وقت ہوتی ہی سمجھتے ہیں حاصل کلام کلیہ یہ ہی کہ باوجود ایسے بیان واضح کے جو اختلاف اس مسئلہ میں ہی اور کسی مسئلہ میں نہیں ہی اور یہی اختلاف انکار اور شک کا سبب پر اہم جو اکثر ذہنوں میں واقع ہی طریقہ اسلام اور نشان ایمان کلیہ یہ ہی کہ جب ایسی کوئی بات مشکل کہ عقل میں نہیں آتی اور آدمی اس کے کہ اور حقیقت دریافت نہیں کر سکتا پیغمبروں کی زبان سے یقینا سننے تو بجز دہسنے کے اسپر ایمان لاوے اور اُسے مان لے اسی کا نام ایمان اجالی ہی کہ ہمیشہ کی نیک نیتی کا سبب اور موجب نجات کا ہی اور زیادہ کھوج اور تلاش اس کے احوال اور خصوصیات میں مکرے والا اپنے مطلب اصلی کو کہ ایمان مجمل ہی مادہ سے دگا اور خرابی میں پیرگا اور کچھ حاصل ہوگا اور جو اس کلام کے مضمون سے ظاہر ہوگا کہ اس مسئلہ میں پوجھ باجھ بہت اور سوالات بے فائدہ لوگوں میں جاری ہیں اور یہ سب مفرد اور بے فائدہ ہیں سو اب اس گفتیش اور تحقیق بے محل پر خصلی فرماتے ہیں کہ کلا یعنی ایسا کرنا چاہئے اور زیادہ جستجو ان چیزوں میں کرنا مناسب نہیں اس واسطے کہ ایسی چیزوں سے ایمان اجالی میں برا فعل پڑتا ہی سِعْلَمُونَ سو قریب ہی کہ کیفیت مجازات اخروی کو اس طرح سے جانینگے کہ کچھ شک اور شبہ باقی نہ رہیگا ثُمَّ كَلَّا سِعْلَمُونَ ہر ہم کہتے دیتے ہیں کہ ایسا چاہئے کرنا اور نزدیک ہی کہ جان لینگے اور مکرار اس کلام کی صرف زجر اور توبیح کے تاکید کے واسطے ہی گویا بار بار ایسے بُرے کام سے منع فرماتے ہیں اور اس کے معلوم کرنے کے زمانے کو بہت قریب بتاتے ہیں اس واسطے کہ جو چیزانے والی ہی وہ قریب ہی اور بعضے مفسرین نے اہل بار کے سِعْلَمُونَ عالم برزخ کے دریافت ہونے پر عمل کیا ہی اس واسطے کہ مجازات یعنی جزا اور سزا وہاں نہ مانند خیال کرینگے



واقع ہوگی اور دوسرے بار کو قیامت کے دریافت ہونے پر کہ وہاں جزا اور سزا حتمی ہوگی اس واسطے کہ وہاں روح کو بدن سے تعلق ہو جاوے گا اور باوجود اس تعلق کے فتنے تجرد کے روح پر غالب ہو گئے اور کیفیت تعلق کی باوجود غلبہ تجرد کے اس روز کھل جاوے گی اس واسطے کہ دنیا کا تعلق تجرد کے مغلوبیت کا سبب ہی اور عالم برزخ میں اس کے برعکس ہو گا یعنی تجرد غالب اور تعلق مغلوب ہو گا پس مطلع ہونا تعلق کی دنیا جامعیت پر اور تجرد کے غلبے پر قیامت کے آنے سے پہلے کسی طرح ممکن نہیں آتا اس جگہ ایک سوال جواب طلب باقی رہا وہ یہ ہے کہ سورہ نکاشترین کلا سوف تعلمون تم کلا سوف تعلمون واقع ہوا ہی اور اس سورت میں سب علموں واقع ہی اور سوف تاخیر اور جہلت پر دلالت کرتا ہی اور سین ستانی اور جلدی پر آتا ہے اگر قیامت کے آنے کو قریباً اعتبار کریں تو لفظ سوف کو سورہ نکاشترین کیوں لائے اور اگر دور اعتبار کریں تو اس جگہ حرف سین کے کہا معنی ہو گئے جو آتا ہے اس سوال کا یہ ہے کہ سورہ نکاشترین کفار مخاطب ہیں اور ان کے نزدیک قیامت بہت دور ہی اس واسطے اس جگہ ان کے گمان کے موافق خطاب فرمایا اور حرف سوف کا کہ دوری اور تہید پر دلالت کرتا ہی لائے اور اس سورت میں ایمان والے مخاطب ہیں کہ قیامت کے آنے پر ایمان لائے ہیں اور جو چیز حقیقتاً آنے والی ہی وہ بہت نزدیک ہی اس واسطے ایمان لائے کہ یقین کے موافق خطاب فرمایا اور حرف سین کا جو نزدیک پر دلالت کرتا ہی لائے بموجب اس آیت کے انہم یرونہ بعیداً و نزلہ فیہم ینا گویا کہ مومن کو ارشاد ہونا ہے کہ بے کافر عنقریب قیامت کے سبب احوال اور واقعات کے ساتھ جان لینے اور جب ان سوالات بے فائدہ کی توجیح اور تہیہ سے فرشتے پائی تو اب استفہام تقریری کے طور سے کئی چیزوں سے پوچھا جاتا ہی اور اقرار کرایا جاتا ہی اور وہ سب چیزیں ہیں کہ عوام الناس کے ذہنوں میں قرار و مدار دنیا کا ان نو چیزوں پر ہی اگر کوئی ان نو چیزوں سے محروم رہے تو گویا وہ دنیا میں نہیں ہی تو جو کوئی دنیا میں زندہ ہی ضرور ہی کہ ان نو چیزوں میں شریک ہوگا اور باوجود ان نو چیزوں کی شرکت کے بالکل جدائی آدمیوں کی تہیہ حاصل نہیں ہو سکتی پھر جدائی اور فرقت کا چاہنا ان نو چیزوں کی شرکت کے ساتھ ویسا ہی کہ جسے ایک گھر کے رہنے والے آدمی چاہیں کہ سب کے سب کھانے اور پینے اور لباس اور گھراور فرشتوں اور سب



دوسری جگہ فرمایا ہے فاذا نفع في الصور فلا انساب بينهم اور دوسری جگہ فرمایا ولا یستحل حمیم  
 وجمیماً وجعلنا قومک کوسباً تاگ اور ہم نے دنیا میں تمہاری نیند کو آرام و چین کا سبب اور کام سے  
 فراغت کا باعث کیا تا مانگی اور شقت دور ہو اور خوشی اور تروتازگی حاصل ہووے اور یوم الفصل کہ  
 چاہئے کہ نیند نہو اس واسطے کہ اگر آدمی نیک ہی اسکو خوشی اور خرقی کے سواے اور کچھ نہو گا جب کہ  
 دوسری جگہ ہشتیوں کے حق میں فرمایا ہے لا یمسهم فیہما نصب ولا یمسهم فیہما الغوب تیر حاجت  
 نیند کی بھی نہوگی بلکہ اگر وہ نیند ہووے تو ہرے فائدے پہنچنے سے بے نصیب ہونے کا سبب ہووے  
 اور ہمیشہ کے ثواب سے نقصان کا باعث ہووے اور اگر آدمی بد ہی تو اسکو ہمیشگی کا رنج اور طرا  
 اور فریاد اور شور لازم ہی رنج اور عذاب سے اسکو کب فرصت ہوگی کہ ایک دم آرام سے گزارے  
 اور وہ ن سوائے صراح اور زفیور اور شہیق اور وادیل کے کچھ نہو گا جب کہ دوسری جگہ ان معنون کو  
 تصریح سے بیان فرمایا ہے وجعلنا اللیل لباساً اور ہم نے رات دنیا والوں کے واسطے لباس اور  
 پردہ بنا یا کہ جو چیز چھپانے کے لیلین ہی اس میں کیا کریں جسے صحبت داری عورتوں سے اور مشورے  
 پوشیدہ اور بھاگنا دشمنوں سے اور چوری اور خیانت اور عیث و عشرت اور ناچ رنگ اور تہجد اور  
 مراقبہ اور سوائے اسکے فائدگی بہت باتیں ہیں مگر پردہ پوشی اور چھپنے سے رکھتی ہیں اس پر واسطے  
 کہا ہی شاعر نے اللیل للعاشقین ستر یالیت اوقاتہ تدوم یعنی رات عاشقوں کے واسطے  
 پردہ پوشی ہی کہا اچھا ہوتا کہ رات ہمیشہ رہتی اور قیامت کو چاہئے کہ احوال اسکے ہر کسی خاص و  
 عام پر ظاہر اور کھلے ہوں چھپے اور پوشیدہ ہوں وگرنہ عظمت اور بزرگی نیکون کی اور قضیعت اور  
 رسوائی بدون کی ثابت نہوے اور حضرت عبدالمدین عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا کہ  
 عقد نکاح کی مجلس رات کو کرنا چاہئے یا دن کو آپ نے فرمایا رات کو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو  
 لباس فرمایا ہی اور نکاح والی عورتوں کو بھی لباس فرمایا ہی ہن لباس لکھو اور ایک لباس کو دوسرے  
 لباس کے ساتھ پوری مناسبت ہی وجعلنا اللیلاً معاشاً اور ہم نے دن کو دنیا کے آدمیوں کے واسطے  
 روزی تلاش کرنے کا وقت کیا اور قیامت کے دن ہرگز تلاش نہوگی اس واسطے کہ نیکون کو آپ ہی آپ

سپاسخ حمد العرقہ الکرمہ سوسٹا سوال

تعمین جیسا اور موجود ہونگی کیوں کہ اگر انکو وہاں بھی تلاش کرنا ضرور ہے تو عین عذاب میں ہوں اور بدوں کو بھی وہاں تلاش کرنا نہیں ہی اس واسطے کہ ان کے پیڑوں میں زنجیر اور گردن میں طوق پترا ہوا ہی ووزخ کے بجبانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہونگے اور پھوکھ اور پیاس کے عذاب میں بیقرار ہونگے تاہم یہی جہائی دونوں فرقوں کی معاش کے درمیان ظاہر ہو اور دنیا کی طرح ایک ان رنج اور گرفتاری میں ہوں **وَبَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا** اور ہم نے تمہارے اوپر سات طبقے سخت اور مضبوط بنائے کہ ہرگز کبھی ہرانے نہیں ہوتے اور انہیں سات ستارے پھرنے والے بنائے کہ انہیں حرکتیں ایک دوسرے مخالف کرتے ہیں اور نئی نئی طرحیں ظاہر کرتے ہیں اور ہر طرح میں ایک تاثیر ان سے ظاہر ہوتی ہی اور ہر مومن اور کافر اور نیک اور بد اس تاثیر کے نفع اور نقصان میں شریک ہی قیامت کے دن کے برخلاف کہ وہاں نیکوں کو درجے جنت کے مانند جھٹ کے ہیں اور دو جہن لوہائی بیون اور پیشوا یوں کی درجے بڑے نیچے والوں کے حق میں مدد فرما دینگے اور نیچے والے انکی امداد سے ترقی حاصل کرنے اور بدو کو نیچے سے درکات ووزخ کے گھیر پھینکے اور رو جہن جہنٹ اور انکے پیشوا اپنی اندھیرویوں کی کیفیات سے اوپر ڈال دینگے اور انکے **وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا** اور بنایا ہم نے دنیا والوں کے نفع کے واسطے ایک چراغ چمکتا ہوا تیز روشنی والا کہ آفتاب ہی اور گرمی اور روشنی کتنی اس میں بائی جاتی ہی اور ہر کوئی شخص نیک ہو یا بد اسکی روشنی اور حرارت سے نفع اور نقصان میں برابر ہیں بخلاف قیامت کے دن کہ جلال الہی کی روشنی بہشت میں نیلون کو منور کرے گی اور جلال الہی کی تجلی کہ حدیث میں اس معنی سے قدم کا لفظ آیا ہی ووزخون کو سخت حرارت اور نہایت گرمی سے جلا دے گی **وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ** اور ہم نے اُتارنا کھینے والے بادلوں سے **مَاءً نَّجًّا جَاهًا** پانی بہت پینے والا **لِيُخْرِجَ بِهِ حَبًّا** کہ ہم اس پانی سے اناج نکالیں کہ کھانا تمہارا ہووے **وَنَبَاتًا** اور بہت ساسبزہ گھاس کہ بعض کو بھاجی بناتے اور بعض کو مصالح کرتے ہو اور بعض دانا اور چارا تمہارے جانوروں کا ہوتا ہی تا اس سے دودھ دے ہی گھی اور نمیر لیکے اپنے کام میں لاو **وَجَنَاتٍ أَلْفَاظًا** اور گنجان درختوں کے باغ ملائم کو میوہ کھانے اور لذت اٹھانے کے کام آویں اور ان باغوں کے میووں کو طرح طرح کی ترتیب دیکے مانند اچار

اور مرنے اور رس اور شراب وغیرہ بنانے کے لھاؤ اور اس مسفت میں تم سب بیک اور ہ  
 مسلمان اور کافر شریک ہو کسی طرح کی جدائی نہیں ایسا نہیں کہ پانی ایک جگہ برسے اور دوسری جگہ نہ برسے  
 اور کھیتی ایک جگہ پیدا ہو دے اور دوسری جگہ نہ ہو اور باغ ایک جگہ ہے اور دوسری جگہ نہ ہے اور جوہر تڑا  
 بجلا فلان قیامت کے کہ دکان نیلون کے عمل اور اعتقاد اور احوال اور دے جے کھا پوئے بدلیون کی مانند  
 دو دھادے شریک اور شراب زیدارا اور پانی صاف برسے اور نیس نہیں جاری ہوگی اور درخت  
 بہشت کے اس پانی کی قوت سے اور پانی کی نہروں کی طراوت سے کہ انکی جڑوں میں پیوستی ہوئے تھے  
 مزید ایسے خود بخود دینے اور جو قوت کوئی چھل کسی شاخ سے توڑ کے لکھایا جاوے گا تو اسی وقت سرا  
 میوہ جو اکی ترو نمازگی اور کمال نشوونما کے سبب اس جگہ پیدا ہو جاوے گا اور تلہ و اور میوہ و بناوے گا ان کے  
 درختوں کا کہھی منقطع ہوگا اور بدو کے عمل اور اعتقاد اور نہ سے خلق دھو سکی مانند تھینے اور چکا ریان  
 برسے اور ان کے جسموں کو بلا دینے جیسے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے و ظللن من سجودنا انطلقوا الی ارضنا  
 ثلاث شجوب اور زقوم اور دوسرے درخت فاروار اور بد فرہ اور بری شکل کے پیدا ہونے کا سبب ہوگا تو انکی  
 اور جدائی دونوں فرقوں کی گزرا نہیں خوب طرح سے حاصل ہووگی تو معلوم ہوگا کہ یوم الفصل و نیا بین نہیں  
 ہو سکتا ہی اس واسطے کہ جدائی اور ملاپ پس میں ایک دوسری ضد میں ایک جگہ پائین کے قیامت کا دن ہوگا  
 باوجود ان چیزوں کے باقی رہنے کہ ان میں شراکت اور اتفاق واقع ہے مگر ان میں شراکت کے بلکہ اس عالم کے خوب  
 ہونے اور اس نیکانے انما کے اور شراکت کے اصول و ارکان و رہم برہم کرنے کے بعد الہیہ اسکی امید رکھی جاوے  
 اور قیامت کے آنے کا وقت اس عالم کی خرابی کی شروع سے بوجھا جاوے جیسے کہ فرمایا ہے ان کو مہ الفضل  
 یعنی الہیہ ہوا کا دن اور نیلون کا بدن سے امتیاز اور فرق کر دینا اور آپس میں نیلون کے مرتبے علمدہ  
 کرنا اور بدو کے مرتبے ایک دوسرے سے علمدہ کرنا کا ان میں اتفاق تھا ایک وقت تھبرا یا ایک کا اس سے  
 تھکے پیچھے نہیں ہو سکتا اور دنیا میں کافروں کے جلدی کرنے سے اس وقت کے لانے میں جلدی نہیں کرتے  
 اس واسطے کہ اس وقت کو کئی چیزیں لازم ہیں پہلے یہ کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ کہ اب حاصل ہوا بعد جدا  
 ہونے کے مرتبے علمدہ عالم ہر نفع میں بھی یہاں ممکن نہیں اس واسطے کہ وہاں روح کو بدن سے ہرگز جلا تو نہیں

ف  
 سرور حسین لازم نہیں  
 قیامت کی چیزیں لازم نہیں

سپاٹھ عم      الوقف      اللہ      الکرمیا      سورہ نسان

اور روح کو پہلے بدن سے تعلق رکھنے کے سوا اس بدن کے کئے ہوئے کاموں کی جزا اور سزا دیکھنا ممکن نہیں ہے اس واسطے کہ روح کو بے تعلق بدن کے سیر تمام عالم کی کرنا مثل خیال کرنے کے ہی اور کچھ نہیں مانند ایک لکھنے والے کے کہ اُس کے ہاتھ کا تہ دالین اور وہ انہی انگلیاں ہلاوے اور اپنے خیال میں گویا لکھتا ہے بس یہ حقیقت میں کچھ لکھنا نہیں خیال محض ہی دوسرے یہ کہ روح میں اور بدن سب تعلق میں جمع ہو ہیں اس واسطے کہ فرق اور جہائی بدون جمع ہونے کے ممکن نہیں مثلاً ایک گروہ کے ساتھ ایک جگہ پر ایک طرح کا معاملہ کیا امتیاز اس گروہ کا حاصل نہوگا جب تک کہ اور جامعوں کے ساتھ اسی جگہ اسی وقت دوسری طرح کا معاملہ مگرین والا کمان اس بات کا ہونا ہی کہ شاید یہہ معاہدہ بوقت اسی وقت کے اس مکان میں ہوا اگر اور جامعین اسی وقت اس مکان میں ہو نہیں تو ان کے ساتھ ہی معاہدہ ہوتا ہے کہ دنیا والے غنا و روزت اور رزق کی کشادگی اور تنگی کو زمانہ کی گردش کے تقاضے سے سمجھتے ہیں اور اپنے دل کو سمجھاتے ہیں کہ اگر اگلے اس وقت میں ہونے تو اسی حالت میں گرفتار ہونے اور اگر اذانی کے ملکوں کے رہنے والے قحط والے ملکوں میں ہوتے تو بھوکھ بھوکھ پکارتے اس واسطے ضروری کہ قیامت کا دن نوع انسانی کی تمام ارواح اپنے بدن سے جدا ہونے کے بعد واقع ہووے تا ایک وقت میں ایک جگہ ہر سب روجوں کا اُنکے بدنوں سے تعلق ہووے پھر یہ کہ شکر نعمتیں جو فقیر اور غنی مومن اور کافر و کفر اور بد بخت نعمت والا اور عذاب اللہ تندرست اور بیمار کے درمیان دنیا میں برابر ہیں کچھ باقی نہیں والا برابری اور شراکت لازم آتی ہی اور مقصود اصلی کہ تفرقہ اور امتیاز ہی حاصل نہوچکھے یہ کہ اس آسمان اور زمین کے بدلے ایک اور مکان چاہئے اور جب وہ تمام اور وہ جگہ اس عالم میں آسمان و زمین کے نیچے چھپ چھپی ہی تو اُس کے ظاہر کرنے میں آسمان و زمین کا بخت کرنا بھی ضرور ہوا تاکہ نیکیوں کو بہشت آسمان پر سے ظاہر ہونے اور بد و نکو دوزخ زمین کے نیچے سے بھر کے اسی واسطے وہ روز نہ آویگا مگر \* **يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ نِسْفَةَ جَبَلٍ يَخْرُجُ يَوْمَئِذٍ خِشْفًا لَهُ شَأْنٌ يَوْمَئِذٍ عَدُوٌّ مُّبِينٌ** اور اُس جھونکنے کے سبب روح میں ہر فرد ان کی اپنے اپنے بدنوں سے ہر کہ ہر مذہب والا علیحدہ علیحدہ اٹھیکا اور فرشتے توڑک کی طرح سب آدمیوں کے

علمیدہ علمیدہ جمعہ کر دینے کے جیسے یہو اور نصاریٰ اور مجوسی اور ہندو اور ان کے سوا سب کی صفیہ میں  
 جدا جدا ہونگی اور مسلمانوں کی صف علمیدہ ہونگے پھر ہر پھر پھر کی امت علمیدہ اور ایک پھر کی امت میں بھی  
 ہر مذہب والا علمیدہ اور اس طرح ہر عمل والا نیک ہو یا بد علمیدہ ہو گا جیسے نمازی علمیدہ اور روزہ دار  
 علمیدہ اور حرام کار علمیدہ اور چنے علمیدہ اور شرابی علمیدہ اس طرح ہر خلق والا علمیدہ ہو گا جسے  
 متکبر اور بد خلق علمیدہ اور رحم دل اور محبت والے علمیدہ اس طرح ہر تپے والا علمیدہ ہو گا جسے حمد  
 کرنے والے علمیدہ اور صبر کرنے والے علمیدہ اور شکر کرنے والے علمیدہ اور متواکل قدم پر بھروسہ کرنے والے  
 علمیدہ کہتے کئے جاویں گے تیرے شکر کے رسولوں اور پیغمبروں کی مانند کہ پہلے امیرون کے سب سے پہچانے  
 جاتے ہیں کہ یہہ شکر فلانے امیر کا ہی پھر رسالہ داروں سے کہ یہہ رسالہ فلانے رسالہ دار کا ہی اور یہہ  
 لوگ فلانے جمدار کے ساتھ ہیں پھر تھے ان سب کو اسی انتظام سے حشر میدہ نہیں لیا جائے گا فناقون اولجا  
 یسے پھر آوے گے تم سب غول غول اور فوج فوج ہو کر کہ ہرگز ایک گروہ کے لوگ دوسرے گروہ سے ملنے نہ پاویں گے اور  
 ان معنون کو یہاں آیتوں اور حدیثوں میں بیان فرمایا ہی انہوں سے ایک یہ آیت ہی ویوم یحشر احداء اعداء  
 الی اللہ و فہم فیۃ یومئذ ۲۳ ج ۷ ع اور دوسری جگہ فرمایا ہی ویوم یحشر من کل امۃ فوجا من یکذب  
 بالبدینۃ فہم فیۃ یومئذ ۲۲ ج ۷ ع اور سو اس کے بہت سی آیتیں ہیں کہ ان سب کے ذکر کرنے میں کلام بڑھ جائیگا  
 اور بعضی صحیح حدیثوں میں نشان اور علامت ہر فوج کی بھی بیان فرمائی ہی جیسے دغا بازوں اور پھینکوں کی  
 مقعدہ پر ایک نشان یعنی جھنڈا ہو گا اس طرح سے کہ تیرے مقابلے کے دغا بازوں پر تیرا جھنڈا اور چھوٹے مقعدے  
 دغا بازوں پر چھوٹا جھنڈا اسی مکان پر جمے گا اور جھنڈوں نے غنیمت کے مال میں دغا بازی کی ہی اور کوئی  
 چیز اپنے سردار کی بے خبری سے لے لی ہی وہ چیز اس کی گردن پر لدی ہی ہوئی لاویں گے اگر اونٹ یا بکری یا گاسے  
 ہی تو وہ اواز کرے گی اور اگر تھان یا کوئی کپڑا ہی پھر یہی کی مانند آریگا اور شہیدوں کو خون بھرا ہوا تھا وینے اور  
 انکی زخموں سے مشک کی بو آوے گی اور زلہ نیوالی عورت کا کرتا کندھک کا ہو گا اور بدن اسکا مارشٹوں کا سا ہو گا  
 اور بے احتیاج سوال کرنے والے کا منہ زخمی اور چھلدا ہوا ہو گا علی ہذا القیاس صحیح حدیثوں میں تلاش کرنے سے اس  
 طرح کی نشانیان بہت سی پائی جاتی ہیں اور تعلیمی نے اپنی تفسیر میں معرہ سبب بیان کیا ہی اگرچہ سند اسکی

بہت مضربین ہی اور روایتیں اسکی بہت مضبوط ہیں جن وہ بہ ہی کہ ایک روز صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان فوجوں کا حال جو اس سرور میں مذکور ہی پوچھا تھا آپ نے فرمایا کہ دوسرے فریقے اس امت سے دوسرے جتنے ہو کر آئیں ایک فرقہ بندرون کی شکل ہوگا وہ چل خور ہونگے دوسرا فرقہ سور کی شکل ہوگا وہ حرام اور رشوت لینے والے ہونگے تیسرا فرقہ اوندھالینے سے اور پانوں اور ہونگے اور فرشتے انکو منہ کے بل کھینکے وہ بیابان کھانے والے ہونگے چوتھا فرقہ اوندھے ہونگے وہ فاسی اور مضمی ہونگے کہ نافی حکم کرنے تھے اور جھوٹا فتویٰ دیتے تھے پانچواں فرقہ گونگے ہر سے ہونگے وہ دولک ہونگے کہ اپنی عبادت اور بندگی پر گھمنڈ کرتے ہیں اور اپنے برابر دوسروں میں جانتے جھٹا فرقہ زبانیں اپنی جلا دینے اور انکی زبانیں منہ سے نکل آئی جھلمیوں پھیری ہونگی اور دندو بانہی اور پیپ انکے منہ سے ہوتا ہوگا کہ سب محشر والے آئے دیکھنے سے کراہت کریں گے یہ لوگ عالم اور مشائخ ہونگے ان کے عمل انکے قول کے مخالف ہونگے کہیں کچھ اور کریں گے کچھ سنا تو ان فرقہ ہاتھ پیرکتے ہونے ہونگے وہ دولک ہونگے کہ بے زبان جانوروں کو ایذا دیتے ہیں اور ہمایہ کورج دیتے ہیں آسمان فرقہ آگ کی سولیوں پر کھینچے ہونگے وہ دولک ہونگے کہ لوگوں کے مجید ظالم حاکموں سے ظاہر کر کے ایذا رسانی کرنے ہیں تو ان فرقہ وہ لوگ ہونگے جنکی بدبو مردار سے ہونے کی بدبو سے زیادہ ہوگی اور سب محشر والوں کو اس بدبو سے ایذا پہنچگی وہ دولک ہونگے کہ اپنی شہوتوں اور دنیا کے مزوں میں گرفتار ہونے ہونگے اور اپنے مال سے اللہ کا حق نہ دیا ہوگا اور وہ مال اپنے جی کی خواہشوں میں خرچ کیا ہوگا تو ان فرقہ وہ لوگ ہونگے کہ گندھک کے کرتے پیرون تک اور انکے بدنوں پر بچکے ہونے ہونگے یہ لوگ تکبر اور غرور کرنے والے ہونگے یہ سب بدسخت اور گنہگار اس امت کے ہیں لیکن ایماندار اور نیک بخت سب بعض ان سے جو دھوپن رات کے چاند کے مانند اور بعض آسمان کے ستاروں کے جیسے کچے ہونگے اور بعض لڑکے فیر دن پر بیٹھے ہونگے اور بعض جراد کر سیون پر اور بعض مشک اور زعفران کے تیلوں پر دعلی ہذا القیاس وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ اور کھولا جاوے آسمان پھٹنے سے تا فرشتے نازلہ اعمال لیکے اتریں اور ان عملوں کی صورتیں کہ آسمان پر چرھنے کے بعد پیدا ہوئی تھیں ظاہر ہووین اور بہشت کہ جاے فرار اسکا تو ان آسمان کے اوپر ہی ظاہر ہووے گو باکہ آسمان مانند سرورش کے خان سے اٹھا لیا ہی فَكَانَتْ جَعْلًا بَابًا یعنی پھر ہو جاوے آسمان دروازے کو اسی راہ سے بہشت میں داخل ہونا ہوگا

بہشت آسمانوں  
روپا



اور نعمتیں بہت کی دیکھنے کے واسطے بہت کھجالی اور چلائے جاویں گے پہاڑ کہ زین کے بیخون کے مانند تھے  
 فکے آنت سکا با جو ہو جاوین وہ پہاڑ جسے ازنی رب تے کہ دور سے پانی کی طرح نظر آتی ہی اور حقیقت میں  
 رب تے ہی اس طرح سب پہاڑ چلنے کے وقت دور سے ایسے معلوم ہونگے کہ پہاڑ میں اور حقیقت میں ٹکڑے ٹکڑے  
 ہو کر رب تے کی مانند ہو چکے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے و کانت الجبال کذباً حمیلاً ۲۹ ۱۳۶ اور دوسری  
 جگہ فرمایا ہے و کانت ہباءً منبثاً ۲۷ ۱۳۷ اور جب زین کی بیخون کی یہ حالت ہوگی تو زین بطریق اولیٰ  
 درہم برہم ہوگی اور تھکانا و وزخ کا کہ ان کے نیچے تھا کھل جاوے گا تا آسمان کی جگہ بہت تھہرے اور زین کی جگہ وزخ  
 اور جدائی بنکون اور بدون بنی اور تا بعد از اور نافرمانوں میں ثابت ہو اور جب آسمان اور زمین سے ہیج سے اٹھ گئے  
 تو سورج اور برسات اور دوسری نعمتیں کہ کافر اور مسلمان اسیں شریک ہیں سب فنا ہو جاویں گی اور کسی طرح نہ  
 اور برابر بنکون اور بدون میں نہ رہیں اس واسطے کہ بنکون کی جگہ اور تھہری اور بدون کی جگہ دوسری تھہری اِن  
 جہتہ کا نکتہ و مضمنا دے شک و وزخ ہی ناک میں اور مکان دھر پڑے گا کہ ان کے کنارے ہر فرشتے گرز  
 اور زنجیر اور طوق آگ کے لئے ہوتے تھے ہونگے اور وزخ میں کو پڑے کے لجاوینگے للظاہرین ما باہا  
 شریون کا تھکانا اور مسلمانوں اور نیلو کارون کو سوائے اُس پر گزرنے کے اور اُس کے دیکھنے کے خوف کے اور  
 کوئی بیخ اور اذیت پہنچے گی بعض اُسے بکلی کی طرح تڑپے اُس پہلے سے بارہو کر بہت میں پہنچے اور بعض اُسے  
 طرح اور بعضے دور تے گورے کی طرح اور علی بن ابی القیس بیان تک کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کہ بہت  
 گناہوں میں آلودہ ہو گا گرتے پرتے سات ہزار برس میں اُس پہلے سے بارہو گا اور حضرت فضیل  
 ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسافت بل صراط کی تین ہزار برس کی راہ ہی بال سے زیادہ  
 باریک اور نوار سے زیادہ تیز ہی ہزار برس چڑھاؤ اور ہزار برس اتار اور ہزار برس برابر کی راہ ہی بہت  
 ایسا نڈارون کا حال ہی اور کافر و وزخ کے موتکون کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر و وزخ میں لالے جاوینگے لا یشین  
 قہہا اکحاً باگہ رینگے اسی وزخ میں بے شمار قرون اور ہلال ہجری سے منقول ہے کہ انھوں نے حضرت علیؑ کو  
 و جد سے جھکے معنی بوجھے تھے سو آپ نے فرمایا کہ جہتہ ستر ہزار برس کا ہوتا ہے اور ہر برس بارہ مہینے کا  
 اور مہینا تیس دن کا اور ایک ایک دن دنیا کے برس کے برابر ہے اور یہاں مراد ہی بے شمار مدت سے اور بعضے

نادان اس آیت میں فہم کی غلطی سے کہتے ہیں کہ اس آیت سے دوام اور ہمیشگی کو بھی نہیں جانی جیسا کہ اور آیتوں سے معلوم ہوتا ہے اور حال یہ ہے کہ اس آیت میں احباب کی نقیب نہیں فرمائی ہے تاکہ عذاب کا منقطع ہونا معلوم ہو دے بلکہ کثرت سے ہی بوجھا جاتا ہے کہ احباب غیر مشاہدہ ہیں اور ان نادانوں کو اس بات کا شبہ ہے کہ جو خبیثہ کی مدت معین ہی تو احباب بھی معین تھے اور یہ نہیں بوجھے ہیں کہ ایک خبیثہ کی مدت کا معلوم ہونا احباب کی مدت معلوم ہونے کا سبب نہیں ہو سکتا ہے اور بعضے معتبروں نے کہا ہے کہ اس آیت میں دو چیزوں کے دوزخ میں تھمرنے کی مدت کا بیان کرنا منظور نہیں بلکہ منظور یہ ہے کہ دوزخوں کے تھمرنے کی مدت دوزخ میں جنوں سے اندازہ کیا جاتا ہے ترقیوں اور ہر یوں اور ہینوں اور دونوں اور ساعتوں سے اس واسطے کہ اگر مدت کسی چیز کی کم ہوتی ہے تو ساعتوں سے گنتے ہیں اور اس سے زیادہ ہو تو دونوں سے اور جو اس سے بھی زیادہ ہو تو ہینوں سے اور جو اس سے بھی زیادہ ہو تو ہر یوں سے اور اس سے بھی زیادہ ہو تو ترقیوں سے گنتے ہیں اور جو شمار میں نہ آسکے تو جنوں سے بولتے ہیں جس طرح تھورے مال کو روپیوں سے شمار کرتے ہیں اور جو کچھ زیادہ ہو تو پونچوں اور دہوں سے اور جو اس سے بھی زیادہ ہو تو سبکروٹوں سے اور اس سے بھی زیادہ ہو تو ہزاروں اور جو شمار میں نہ آسکا ہو تو لاکھوں اور کروڑوں سے بغیر کرتے ہیں اور قرآن ایک برسے عالم کا نام ہی اس نے کہا ہے کہ لفظ احباب کی اس صفت کے ساتھ موصوف ہی جو آگے آتی ہے بنے لایدا و قون فیہا بؤدا و لا شرا با لے زبان کچھ مزہ تھدھک کا نہ چکھینگے اور نہ کچھ پینے کو ملیگا جو کچھ بھی سرد ہولے باہر کے دن کو اور سرد پینے سے اندر کے بدن کو تھوری تخفیف اس جلنے کے عذاب سے حاصل ہو دے جیسا کہ دنیا میں پتلے کو ایسی چیزوں سے تخفیف ہوتی ہے تو گویا وہی ارشاد ہوا کہ اتنی مدت دراز میں سردی کے نام سے واقف ہونگے بعد اس کے انکو زہر ہر کے طبع میں لجا وینگے اور سردی کے عذاب میں گرفتار کرینگے یہاں تک کہ انکی رگین اور پتھے سردی کی زیادتی سے عم جاینگے پھر دوزخ کی آگ میں وینگے اور جتنی مدت کا پتلے کو زہر بچا اتنی مدت اسی طرح جلا وینگے اس طرح ابدالابا و عذاب میں رہینگے کبھی گرنی بن کبھی سردی بن اور جو اس آیت میں حکم ہوا کہ اتنی مدت دوزخ میں کچھ پینے کی چیز نہ چکھینگے اور حال یہ کہ دوسری جگہ فرمایا ہے لھم شراب من جمیم ج ۲ ص ۱۴ ع اس واسطے اس جگہ بطور استثناء

فرمایا اے جیسا کہ گر باطنی گرم کھولنا ہوگا انہی انشیریاں کات ڈالے گا اور اندر کی گرمی کو باطنی جو گرمی کرے گی  
 شخصیف کا تو لپکاؤ کر ہی ہو غسٹا قانگا اور پیب اور زرد پانی کہ دو ذخیوں کے ہر ہر جیلے ہوتے بندوں  
 سے نکل کے کر خون میں جمع ہو گا اور پیاس کی نہایت بیقراری سے اسکو باطنی سمجھ کر ہی جاتا ہے  
 اور وہ انکے اندر کو ایسی ہی طرح سے خواب کر دیکھا کہ اسکا زہ تمام بدن میں پھیل جا دیکھا اور اگر  
 دو ذخیوں کے دو مزج میں رہنے کی مدت دور و دراز نہ کر کسی کے دل میں نہ آوے کہ کافر کو  
 کفار اور گناہ دینیوں توڑ سے دونوں کیا تھا یعنی عمر بھر کہ وہ مدت مقرر ہی اور اس کے عوض میں ہی  
 عذاب کی سزا دینا ظلم صریح ہی اسکا جواب رہے ہی کہ یہ تمھاری غلط فہمی ہی بلکہ تجویز کرنا ہی ہے  
 عذاب کا نئے واسطے عین انصاف ہی اور اس عذاب میں جزا نہ دے جاوے گی مگر جو جزا اور عاقبت سے بدلتا  
 موازین ان کے عملوں کے نزدیک وہ اس سے بواسطے کہ بعد تاثر اور غور کرنے معلوم ہوتا ہی کہ عمل انکے  
 بھی آبدی اور غیر منشا ہی تھے بواسطے کہ انھوں کا فو اکیر کجوتان حسنا بااود و درگز حسابی  
 توقع نہ رکھتے تھے اور جب آئید حساب کی نہ تھی تو انکے کاموں کا موقوف ہونا لا جاری سے اور اس  
 بات کے کم ہونے سے خانا نہ عذاب الہی کے خوف سے اور ثواب زمین کے سبب سے بواسطے کہ دینے  
 دونوں باتیں حساب کی توقع کی صورت میں ہوتی ہیں اور انکے عمل نہ کرنے کی وہ مثل ہی کہ عصمت  
 بی بی ازبے جاوری اور انکے دونوں میں محبت گناہ کی ایسی کہی تھی کہ انکی روحوں کی رگ و ریشون  
 میں طرح کی تھی اور ایک خاص طبیعت کا حکم پیدا کیا تھا اور روح تو آبدی ہی ہمیشہ رہیگی اور اس  
 خاص طبیعت کا حکم اس سے جدا ہونا محال ہی تو وہ خاص طبیعتیں بھی جب تک بروج ہی اسکے ساتھ  
 ہیں اور سب اسکے عذاب کا اور جب سب ہمیشہ رہا تو سب کے پائے جانے میں کیا تعجب ہی اور جو  
 بے ارتقا دی حساب آخرت سے عمل جوارح پر کفایت نہی تھی بلکہ وہ عمل کہ انکی روح کی ذات سے  
 تعلق رکھتے تھے اور درگز اسباب اور جوارح کو اس میں دخل نہ تھا ان سے صادر ہوتے تھے تو وہ فضل  
 ہمیشہ روح کے ساتھ ہیں بواسطے کہ یہ فو کرتے تھے و کذبوا یا یا قننا اور جھٹلائیں ہا رکی  
 آیتیں جو جزا اور حساب کے ہونے پر دلالت کرتی تھیں کذبوا یا کذبوا کہ انکے دلوں میں انکے پستے

ہونے کا مکان بھی نہ تھا اور اس طرح کا مکر جانا کام روح کا ہی نہ بدن کا تو بعد جدا ہونے روح کے بدن سے برزخ میں اور پھر بعد طے روح کے بدن سے عالم حشر و نشر میں ہمیشہ وہی انکار باقی ہی مانند بد مزاجی سخت کے کہ وہ مدم سبب رنج کا ہوتا ہی اس طرح پہ انکار بھی وہ مدم زیاقتی عذاب کا سبب ہو گا اور پھر اگر کسی کی خاطر میں شبہ گذرے کہ گناہ کی محبت اور آیتوں کا انکار اور دوسرے روح کے بر عمل اس طرح کے تھے کہ کسی پر ظاہر ہوتے ہوئے بدلے میں اس طرح کا عذاب کرنا ظاہر میں کہاں سے درست ہو گا اور جب تک گناہ ظاہر میں ثابت ہو موصوفہ اور پکڑ اس پر درست نہیں ہی اور جو ان لوگوں کے گناہ آویسے سامنے ظاہر ہوتے تھے ہی عمل بدن کے تھے کہ سبب جدا ہونے روح کے بدن سے موقوف ہو وہ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ بُرائی کا حال عالم کو معلوم ہونا ضرور ہی کسی کو معلوم ہو یا نہ ہو اور ان کے اعمال راجحہ اور تعالیٰ غیب جانتا ہی بلکہ ان کے خفیہ نویسی کرنا کاتبین نے بھی لکھ رکھا ہی اور قول اور فعل ان کے بھی اس پر دلالت کرتے ہیں **وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ بِحِسَابٍ** اور وہ قول اور فعل کر ان پر دلالت کرنے تھے **أَحْصِينَا هُمْ نَعْمَ انْ لَوْ كُنْ رَكْعَةٍ يَدْرُسُ** اور عمل غیر متناہی چیز بھی غیر متناہی **يَا بَعْثُوا فِئْتَانًا يَلْعَابُ عَيْنَيْكَ خَالِدَتَانِ يَخْتَفَيْنَا أَنَّ صُورَتَنَا غَيْرُكَ فَيَخْتَفِي عَنْكَ فِئْتَانَتَا لَمْ يَمْلِكَا** کہ ان کی روحیں ایمان کے سبب بدی سے پاک تعین یعنی بدی نہ کہتی تھیں اور تبتیہ العاقلین میں لکھا ہی کہ جب دوزخی بہت پاس ہونگے اور پانی مانگیں گے تو ایک سیاہ بادل پیدا ہو گا اور اس سے سانس اور بچھو بخشنی اور نئون کی گردنوں کے جیسے برسین گے اور انکو چھار چھار کھا دینگے اور انکا زہریا ہو گا کہ ہزار ہا سال تک اسکی تاثیر انکے بدنوں سے بجا ویگی اور یہی معنی ہیں اس آیت کے کہ **زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الَّذِي كَانُوا فِيهِ يَخْتَفُونَ** اور اس آیت میں بھی کہ **فَذَوْقُوا فَلِنْ نَزِيدَكُمْ الْعَذَابَ بَآءًا** اور اس جگہ ایک شبہ اکثر آدمیوں کی خاطر میں گذرنا ہی وہ یہ ہے کہ جو چیز مخالف مزاج کے ہو تو دوام اور پیشگی کے سبب سے اسکی تاثیر معلوم نہیں ہونی اور کچھ رنج اور دکھ نہیں ہوتا جس طرح دق والے کو گرمی سے کچھ ایذا

نہیں ہوتی ہی اسکا جواب یہ ہے کہ اس طرح کا معلوم ہونا بد مزاجی متقی کی صورت میں ہی نہ بد مزاجی  
مختلف میں اور دوزخ والوں کو طرح طرح کے عذاب سے دکھ دینے اور ہر قسم کے عذاب کو دو لوگ  
قوت سے دریافت کرنے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اور دوسرا جواب یہ بھی ہے کہ دریافت  
کرنے کا واسطہ آدمی کے بدن میں جلد ہی پنے بذلی چڑھی اور دوزخوں کی جلد جلنے کے بعد چھٹے سے  
پیدا ہوگی اور اس جلد کی دریافت کی قوت قوی ہوتی ہی اور ادنیٰ سے ادنیٰ سردی اور گرمی اس سے معلوم ہوجاتی  
ہی اور دوزخوں کے عذاب کی زیادتی کا سبب ایک یہ بھی ہوگا کہ ان کے مخالف اور دشمن طرح طرح کی نعمتوں  
نوازے جاویں گے جیسا کہ فرمایا ہے **اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازِحًا** بے شک دوزخوں کو مراد ملتی ہی اور انکا  
مرتبہ بے حکموں نافرمانوں کے مرتبہ سے جدا اور ممتاز ہی **سَدًا** قی باغ بن بیوں سے بھرے اور  
گرداگرد ان باغوں کے دیوار ہی محافظت کے واسطے اور حدیث عرب کی لغت میں اسی باغ کو کہتے ہیں جسکے  
چاروں طرف دیوار ہو **وَاَعْنَابًا** اور انگور بہت تینوں سے لگی ہوئی اور یہ باغ دوزخوں پر  
مانند دوسری دیوار کے ہوگا اور جو انگوروں کی تیشیاں مکان کیسے ہوتی ہیں کہ اس کے ساتھ بن بیٹھتے  
ہیں اور مانند چھت کے اسکو بناتے ہیں اور ایک طرح سے وہ درخت ہیں کہ مقصود اس سے میوہ کھانا ہی  
اسی واسطے اسکو خاص کر کے ذکر کیا واللہ یہ بھی اُنھیں سب بیوں میں داخل ہی کہ حدائق کی لفظ ان سبکو  
شامل ہی توگو یا ارشاد ہوتا ہے کہ ان باغوں میں سایہ بان انگور کے تیشوں کے ہونگے سجائے بارہ دری اور  
بیلکے کے **وَكُوَاعِبَ** اور نوجوان عورتیں ان بہا ہی کہ انکی چھاتیاں اُنھی ہوئی سخت ہونگی بلوغت کے  
پہنچی ہوئی یہ اسواسطے کہ سب باغ دیہار کی بے یاروں اور خوبصورت آستانوں کے اور بغیر یوشاک  
بے لطف اور بے مزہ ہی آتشک باغ یعنی دوسب عورتیں ہر سن ایک عمر کی ہونگی اور ہر ہیز گار دن کی عمر کے  
برابر اسواسطے کہ سبکی روحوں کا بدن سے ملنا ایک ہی وقت میں ہوگا وہ وقت جب دوسرے مرتبے  
چھوڑ چھوڑکا جاویگا کہ صور کے چھوکنے کے ساتھ ہی سب روحیں اپنے اپنے بدن سے مل جاویں گی توگو با ایک ہی  
وقت کے سب پیدا ہونے جیسا دوسری جگہ فرمایا ہے **اِنَّا نَشْأُنَا نَاھُمْ اَنفَاۓ فَجَعَلْنَاھُمْ اِسْکَامًا**



عربا اثرا بلا ضحاج الیمین ۲۷ ج ۳۱ ع اور یہ عورتیں دنیا کی ہونگی کہ متقیوں کے بھجسے کے سبب انکی  
صحت سے محبت اور خوشی خاطر خواہ حاصل ہوگی اور انکا ہم عمر ہونا الفت اور محبت کا زیادہ سبب ہوگا اور  
یہی سبب ہی بوڑھوں کو جوانوں کی صحبت سے اور جوانوں کو بوڑھوں کی صحبت سے نفرت ہوتی ہی اور اکثر  
تفسیر و تہذیب مذکور ہی کہ بہشت میں مرد اور عورتیں تینتیس سال کی ہونگی اس واسطے کہ کمال ہر قوت کا اور  
خوشی اسی عمر میں زیادہ ہوتی ہی والا پیدائش انکی دوسرے صورتوں کے وقت ہوگی اور اس وقت سے  
بہشت میں داخل ہونے تک مدت بہشت ہی اور جو بعضی روایتوں میں آیا ہے جیسا کہ تفسیر زاہدی اور  
تفسیر واحدی میں مذکور ہے کہ عورتیں سترہ اٹھارہ برس کی عمر کی ہونگی اور مرد تینتیس برس کی عمر کے  
ہونگے اسکا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی صورت اور جو بند جنت میں دنیا کی عورتوں کے موافق ہونگے اس  
واسطے کہ عورتوں میں خوبصورتی کا کمال اسی عمر میں ہوتا ہی اور اس کے بعد نقصان شروع ہوتا ہی اور  
چھاتیان جتنے اور دو دھ پلانے کے سبب اہل جاتی ہیں اور اونٹنی مزاج یعنی زمانہ مزاج کہ نہایت تر ہی  
اس وقت میں خشکی کے سبب اعتدال پر ہو جاتا ہی اور بدن کا سہول خوش تھتی ہونا اور سادہ  
پن اور ماں سمجھ ہونا کہ مجھوں اور معشوقوں میں مرغوب ہی اس عمر میں بہت ہوتا ہی بخلاف مردوں کے کہ  
کامل ہونا عقل کا اور ہر کام میں آزمودہ کار ہونا مردوں میں بہتر اور پندیدہ ہی مانند میوے کے کہ  
پکا ہوا میوہ بہتر ہوتا ہی پکے سے اور عورتیں مانند اس میوے کی ہیں کہ کچا اسکا بہتر اور مزیدہ ہوتا ہی پکے  
میوے سے جیسے گلتی گھیراؤ کا مٹا اور پیالے شراب کے دلھا قبا بھرے پھلکتے ہوئے ایک ہر ایک  
دھ لگے اور دہان کی لفظ سے عرب کی استعمال کے موافق دونوں باتیں تو بھی جاتی ہیں بھرا ہونا اور  
جی و رپی دنیا اور بہتر گارڈ نکو شراب پلانا خوشی اور مزے کی زیادتی کے واسطے ہوگا اس واسطے  
کہ شراب پینے سے ایسی بکڑی اور خوشی انکو حاصل ہوگی کہ بے باک اور پشچاب ہو کے عورتوں سے  
مزیداریاں کریں گے اور باعون کی سیر کا لطف بخوبی پاویں گے اور تمکین اور ذقار ان مزیداریوں کے حاصل  
کرنے میں کچھ مانع ہوگا جیسا کہ دنیا میں محبت الہی کی شراب سے مست ہونے کے احوال اور مقامات اور  
ابکار لواجع و طوابع و واردات کے باغوں سے بھل اور لذتیں حاصل کی تھیں لیکن وہ ان کی شراب

بہشت میں عورتیں

کہ صحبت

کہ صحبتِ الہی کے معنوں کی مثال ہا کوئی نفا و کمی بات ما در کچھ برائی نہ ہوگی جسے دُنیا کی شراب  
 میں ہوتی ہے اس واسطے حضرت عبدالقادر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے کہ بہشت کی چیزوں کے  
 نام دُنیا کی چیزوں کے مانند ہونگے اور حقیقتیں سب کی تحلیف ہوگی اس واسطے کہ دُنیا کی چیزوں کا خاصہ ہونا  
 عنصر یہ کیفیت میں صورت نوعیہ کے درانے سے ہوتا ہے اور بہشت کی چیزوں کا خاصہ اسماءِ الہیہ اور تعالیٰ  
 قدر سید کی تجلیات کی تاثیر سے کہ مادہ لطیفہ مثالیہ میں حاصل ہوگی پایا جاگا ہر چند دُنیا اور آخرت میں  
 اسماءِ الہیہ اور ظہور تاثیرات اُن اسماء کے غلبے کے ہوا کوئی دوسرا سبب نہیں ہے لیکن کمال ظہور اور  
 طہارت نفاط اور لطافت مواد کے لحاظ سے اور ناپاکی برائیوں کے دور ہونے سے دونوں کے درمیان میں  
 تفاوت آسمان اور زمین کا ہے وہ آگ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکی روشنی طور پر دیکھی تھی  
 اُسکو چھٹی کی آگ سے کہ گدھے اور گلے کی لید سے حاصل ہوتی ہے کہا نسبت ولغم ما قبل یسے کہا تھی  
 بات ہے کسی شاعر کی ہر مرتبہ از وجود علمی دارد نہ کہ فرق مراتب نکتی زندگی ہے ہر مرتبہ کو بہشتی کے  
 ایک حکم و رہی ہا سمن جہانی جو کرے وہ بہتر ہے پس بہشت میں شراب کی مجلس ایسی برائیوں سے پاک ہے  
 کہ **لَا يَكْتُمُونَ فِيهَا الْعُزَّاءَ وَلَا يَتَذَابَا بِهِنَّ اَسْ شَرَابِ كَيْ يَنزِيَهُنَّ** وہ بات سینکے  
 اور نہ جھوٹھہ تڑائی اور گالی اور پند پان اور بک بے فائدہ کا کہا ذکر ہے جس طرح انکی مجلس  
 دُنیا میں بھی ایسی نکتی باتوں سے پاک تھی اور جھوٹھہ اور تھتھے بازی اور سحر کی اور عیب گیری انکی  
 صحبت میں دخل نہ رکھتی تھی اسی طرح بہشت میں بھی ہوگی اور یہ نعمتیں اور لذتیں کہ وہاں انکو حاصل  
 ہونگی اس طور پر نہیں ہیں کہ اُس عالم کی آب و ہوا کے تقاضے سے ہوتی ہوں جیسا کہ دُنیا میں ولایتوں  
 اختلاف سے سردی اور گرمی اور خطا اور رزانی ہوا کرتی ہے بلکہ یہ چیزیں انکو لینے بجز ارض میں  
**وَبَلَدٍ** بدلے پروردگار کی طرف سے کہ کابل ہیں اور کابل جو دیگا تو پورا دیگا اور اگر  
 کسی کے دل میں گذرے کہ بدلے میں دو چیز کا لحاظ ضرور ہوتا ہے ایک مرتبہ دینے والے کا دوسرے  
 قدر اُس کام کی جسے عوض میں بہہ دینا ہے اور یہاں ہر چند کہ جزا دینے والا نہایت اعلیٰ مرتبہ کا ہے  
 لیکن اُنکے کام سے بدلے کے استدر کمال نہیں رکھتے ہیں اُسکے جواب میں کہنے کہ یہ نعمتیں اور لذتیں حقیقت میں

سپارہ عمہ      الوصف      لکھنؤ      سورۃ تہٰویل

جراہین بن ملکہ عطاء بخشش اور انعام ہی لیکن بخشش اور انعام ابتداء نہیں بلکہ حساباً بہ موافق  
 اُنکے عملوں کے دیاجی نہ عمل کے اندازے پر مثلاً جیسے کسی بادشاہ کو انعام اور بخشش اپنے نوکروں کو دینا  
 منظور ہو تو وہ رے کہ جو جاری جلوین حاضریتہ بن انکو اتنا دے اور جو غلٹے قلعے پر متعین ہی اسکو اتنا دو  
 اور جو فانی خدمت پر مقرر ہی اسکو اتنا دو تو اسی جگہ انعام کی تقسیم بن لحاظ کام کا اور انعام دینے والے  
 قدر کا نہیں ہونا ہی بلکہ فقط کاوشگار کے نشان اور پیمان کے واسطے ہی اور بس لیکن جو انعام اور بخشش کے  
 علون پر مقرر فرمایا ہی اس واسطے جرات کے ساتھ بہت مشابہت پیدا کی اور اسی سبب اسکا نام جزار لکھا  
 ہی اور جی جو یہ جرات دینے والا ای شخص ہی جسکی صفت یہ ہے رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا  
 بَيْنَهُمَا پروردگار آسمان اور زمین کا اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان میں ہی اور آسمان اور زمین پر اور  
 جو کچھ اُنکے درمیان میں ہی سب پر بخشش اور انعام ابتدائی بدون تکلیف اور بے اگلے وعدہ اور بے  
 سعی ہونے کے نہایت اعلیٰ مرتبے پر کیا ہی تو یہ انعام اور بخشش اپنی ان لوگوں کے حق میں جو تھوڑی سی  
 لیاقت ہی رکھتے ہیں اور وعدہ ہی اُن سے ہوا ہی اور تکلف بھی نہیں کس طرح پوری نہ کرے اسی واسطے  
 اسکا نام یہ ہی الرَّحْمٰن یعنی بخشنے والا مطلق اور جو یہ نام رکھتا ہی سب سے وعدہ ہزاروں احسان کرنا  
 تو جس وعدہ کیا ہو کیونکہ پورا کر لیا لیکن باوجود اسکی اسی رحمت کے کہ ماہاب سے زیادہ اپنے فرمان  
 بردار بندوں پر شفیق اور مہربان ہی بزرگی اور جلال ہی اسکا نہایت مرتبہ اعلیٰ پر ہی پیمان تک کہ نہ کَا  
 يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ قُوَّةً نَزَّحِيْلَةً اس سے باوجود اس قدر توجہ اور غنایت اور نزدیکی اور مرتبے کے  
 خِطَاباً بَابَاتٍ کہنے کی بدن وسیلے کے اپنے مقدمے میں یا کسی کی شفاعت میں قریب ہو یا اتنا آشنا  
 ہو اور یہ عظمت اور بزرگی پر چند کہ اسکی ذات کو لازم ہی لیکن ظہور کا مل اسکا ہونگا مگر جِيَوْمَ يَقَعُ  
 الرُّوْحُ جس دن کھڑی ہو ویگی رُوح اور روح نام ہی ایک لطیفہ ذرا کہ متبعضہ کا کہ ہر مخلوق کو دی ہی  
 آسمان ہو یا زمین پہا تہو یا دریا درخت ہو یا پتھر اور اسی کو دوسری جگہ ہر ملکوت کل شیخ کے کہ  
 تعبیر فرمایا ہی جیسا کہ سورہ یس کے اخیر میں ہی اور اسی لطیفہ ذرا کے سبب ہر مخلوق کو اپنے پروردگار کی تسبیح  
 اور عبادت میں ہی وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يَسْبُحُ بِحَمْدِ ۛ اَج ۛ اَع ۛ كَلَّ قَد عَلِمَ صَلٰوٰتِهٖ وَتَسْبِيْحِهٖ ۛ اَج ۛ اَع

فصل کا حال  
روح



اور حقیقت میں وہ لطیفہ ایک جو ہر ہی نورانی کجاہ اور اجزا میں سے تعلق رکھتا ہے اور اسی جو امر و عافی کے  
 سب سے قرآن کی سورتیں اور نیک عمل جیسے نماز اور روزہ اور کعبہ معظمہ عالم برزخ میں اور قیامت میں شفاعت  
 کرینگے اور گواہی دینگے اور آسمان اور زمین اور دن اور رات سب گواہ ہونگے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ  
 مؤمنوں کے واسطے ہر پتھر اور ڈھیلہ اور درخت اور لکڑی جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہے قیامت کے دن  
 گواہی دے گا اور اس دن دو جو نورانی اپنے اپنے مناسب شکل میں برکت کے حشر میدانیوں کو لے ہونگے اور گواہی دینے میں  
 اور شفاعت کرنے میں مشغول ہونگے اور فرق آدمیوں اور جانداروں کی روح کے تعلق میں اور دوسری مخلوقات کے  
 روحوں کے تعلق میں یہ ہے کہ تعلق پہلا دائمی ہی اور حلول سریانی سے ہوتا ہے جو سب قوائے طبعیہ اور  
 نباتیہ اور حیوانیہ میں درک کے اپنے حکم کا تابع کیا ہے اور دوسرا تعلق دائمی نہیں ہے اور حلول طریانی سے مشابہ  
 ہی ہے اس واسطے دنیا میں بھی بعض وقت اثرات اس تعلق کا ظاہر ہوتا ہے اور پتھر اور درخت بیہوش سے کلام کرتے ہیں  
 اور ان کے حکم پر کام کرتے ہیں اور انکو سلام کرتے ہیں اور قیامت کے نزدیک پہ تعلق ہی نزدیک تینگی کے اور  
 سریانی کے ہو جائیگا اور یہی سبب ہے جو ماوریش میں آیا ہے کہ قیامت کے نزدیک اسے ایسے عجائبات بہت پائے  
 جائینگے اور اسکا عہد یہ ہے کہ اس تعلق کے اثر کا ظہور اپنے وقت میں ہوتا ہے کہ علم روحانی غالب ہو جاوے تو  
 قیامت کے قریب کا احکام روحی غلبے کا وقت ہی زیادہ تر ظاہر ہونگے اور نبیوں اور ولیوں کی ہمت سے انکے سامنے  
 بھی روح کے حکم غالب ہوتے ہیں اور دوسرے مقتدروں نے روح کی تغیر میں بائیں تعلق لکھی ہیں لیکن حق بات  
 یہ ہے جو اس جگہ مذکور ہوئی وَلَلَّذِينَ كَفَرُوا صَفَاءً اور کفرے ہووین درشت ساؤن آسمان اور زمین صفین بانڈھکر  
 آسماں کے کاموں کے جاری کرنے میں جیسے جڑا اور سزا دینا اور علون کو توڑنا اور نامرزا عمل کو دکھلانا اور پل پر  
 حراط سے آنا زنا اور سوائے اور کا نہیں سزا دینا اور تیار رہیں کا بیگم توں اس وقت میں بات نکرنیگے بلکہ دم نہ لہو  
 اگر وہ وقت شفاعت اور شہادت کا ہی اِلَّا مَنْ اٰذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ لَمْ يَجْعَلْ لَكَ شَرْكًا اور علم  
 ہووے کہ فلانے شخص کی شفاعت کرو یا گواہی دو اور یہ علم رحمت کے تقاضے سے ہو گا اس شخص کے حق میں  
 وقا ک صواباً اور کہیں گادہ شخص بات سچی اور خلاف قاعدے کے عرض نہ کرے گا مثلاً کافر اور بد عقیدوں کے واسطے  
 شفاعت نہ کرے گا بلکہ جو شخص ایمان کے سب سے لائق بخشش ہو گا اس کے گناہ کی بخشش طلب کرے گا اور اس طرح

شہادت میں احتیاط کریگا کہ وہ زیادہ نہ کہیں گی اس واسطے کہ ذلک الیوم الحق وہ دن کا دن ہے  
 جھوٹھ اور کئی بات اس دن پیش نہ آویگی اور سب سب نہ ہو گی دنیا کے دنوں کے برخلاف کہ یہاں  
 سچ اور جھوٹھ اور اچھا اور بُرا فی سب ملی ہوئی ہے کچھ فرق نہیں ہے اور ان معنوں کا بھی احتمال ہو سکتا ہے  
 کہ وہ روز وہ ہی کہ جہائی اور تفرق نیلون اور بدون میں اور امتیاز کرنا مسلمان اور کافر میں حق اس دن  
 ہی اور وہ دن اسی کا ہے قابل ہی نہ اندونیکے دنوں کے کہ فریب اور دغا اور برابری نیک و بد  
 اور شریک ہونا فرمان بردار اور گنہگار کہ یہاں سب جاری ہے قس **مَا تَخَذُ الْاِلٰہُ وَبِهٖ مَا بَا**  
**عِبْرُو حُو** چاہے بنالیو سے اپنے پروردگار کے یہاں ٹھکانا تاکہ اس دن اس کو امتیاز ہو عزت مجسموں اور  
 اور برابری والوں میں حاصل ہووے اور طرح طرح کے عذاب سے کہ نافرمانی اور بے پروائی کے  
 سب حق تعالیٰ کی طرف سے اس دن تیار ہوئے ہیں خلاصی باوے اور رجوع الی اللہ کا فائدہ اس  
 عذاب کی خلاصی میں کہ قیامت کو نافرمانوں کے نصیب ہوگا منحصر نہیں ہے بلکہ **اِنَا اَنَّا ذُنَا کُم**  
 ہم نے بار بار قرآن مجید میں اور پیغمبروں کی زبان سے نکلو دروایا ہے کہ تم رجوع الی اللہ میں تقصیر کرتے ہو  
 اور اس کے حکم کی اطاعت سے سرکشی کرتے ہو عذاکا قریباً ایک نزدیک کے عذاب سے کہ شخص کو  
 مرنے کے بعد عالم برزخ میں پیش آوے گا اور اس عذاب میں اصل اور زرک عالم کے خراب کرنیکی خراج  
 نہیں ہے بلکہ عالم صغیر انسانی کو خراب کرنا اور اس کے رکن اور بنیاد کو گرا دینا کفایت کرتا ہے اس واسطے  
 کہ اس عذاب کی حقیقت بدعملوں کی بری اور کالی شکلوں کا ظاہر ہونا ہے جو بد عمل مردے کی ذات پر  
 غالب تھے بد صورتوں اور توہنی شکلوں سے ایسی قوت خیالیہ میں اس طرح سے کہ وہ قوت  
 اپنے اثر سے جو جائیگی بغیر سب بات کے کہ نامہ اعمال کھولے جاوے اور توحسے بہت ہراگاہ کہ رین ما  
 اور گواہ اور شاہدوں کو حاضر کریں اور وہ مالک علی الاطلاق بے پردہ تجلی فرماوے اور اپنے اپنے  
 حصوں کے دعویٰ کرنے والے جمع ہووے اور سب اگلے اور پچھلے لوگ جمع ہواوے اور ایکسا تھی جگہ  
 نیلون کے واسطے اور دوسری خراب جگہ بدوں کے واسطے علمدہ علمدہ معجز کی جاوے اس واسطے  
 وہ عذاب قریب واقع ہوگا **یَوْمَ یُنظَرُ الْمَرْءُ مَا قَاتَلَ مِنْ دَاہِ** جس دن ہر شخص دیکھیگا جو اپنے

دونوں ہاتھوں نے بہانہ وہ ہاتھوں سے مراد ہی عمل کرنے والی دو قوتیں یعنی نیک عمل کی قوت اور بد عمل کی  
 قوت اور تقدیم دلیل ہی اس بات کی کہ ہیئت نوزانی اور ہیئت ظہانی ان عملوں کی اسکی ذات میں پیدا ہوتی  
 اسوقت کہ تقدیم اور ترجیح عمل کی بدون جو جانے اس عمل کی محبت اسکے دل میں منصور نہیں ہی اور وہ ہیئت نامک  
 صورت رکھتی ہی عالم مثال میں اسکے مناسب ترین نفسانی اور اکات و تقاضات اس عالم سے خارج ہو کے  
 بالکل متوجہ اور اکات اس عالم کا ہو گا اسوقت ان صورتوں کو دیکھنا اور یہ عذاب اس قسم کا ہی کہ کھار اور نفاذ  
 ہی اسکے قائل ہیں اور عالم خواب برعکاس کر کے اسکو واقعی جانا ہی مگر اتنا فرق ہی کہ خواب کے عذاب سبب  
 متوجہ ہونے نفس کے ساتھ اور اکات اس عالم کے جاننے کے وقت غلامی اس عذاب سے منصور ہی اور برفز کے  
 عذاب اس طرح سے غلامی منصور ہیں ہی اس واسطے کہ وہ خواب اپنے پیچھے بیداری میں رکھتی ہی اسطرح عذاب  
 قبائلیہ کہ کسی کی عقل اسکو دریافت نہیں کر سکتی تو یہ عذاب بھی قریب ہی زمانے وقوع کے اعتبار سے  
 اور بھی قریب عقل کے باعتبار تصور اور تصدیق کے لیکن ایمان اور اعتقاد کی درستی کے سبب اس عذاب قریب سے  
 بھی نہات ہوگی اس واسطے کہ چہرہ اسکے بد عملوں نے شکلین تارک اس شخص کی ذات میں پیدا کی تھیں لیکن ایمان صحیح  
 اور اعتقاد درست نے بھی بڑی شکل نوزانی اس میں پیدا کی تھی جسے کھانچ کے دونوں طرفوں سے نورا جان کا  
 گناہ کے اندھیرے پر غالب ہو گا اور وہ شکل تارک مانند بدلی سبب تہ بند کے شدت روشنی آفتاب سے  
 پست جائیگی اور کافر کو اسے اس شکل تارک کے کوئی چیز دوسری پاس ہوگی تاکہ اسے نور سے اس اندھیرے کو  
 دور کرے کہ لا حرجت کریگا **وَقَوْلُ الْكَافِرِ** اور کیگا کہ فوج سے صورتیں بڑی بڑی اپنی کور اور  
 گناہ کی دیکھنا اور اس کے مقابل میں کوئی صورت نوزانی ایمان کی اپنے پاس نہ پاسے گا **يَا لَيْتَنِي كُنْتُ**  
**تَرًا** یا ہا ہا تو تا کہ میں متی ہوتا اور کاتے انسان کی شکل پیدا ہوتا تو مجھ سے بری صورتیں ظاہر نہیں ہوتیں  
 اور متی کو خاص اس واسطے یاد کریگا کہ اصل آدمی کی خاک ہی اس واسطے کہ اگر لفظ ہی تو خدا سے پیدا ہوتا ہی اور خدا پائین  
 گئے والی چیز سے پیدا ہوتی ہی یا حیوانات سے اور یہ دونوں چیزیں خاک سے پیدا ہوتی ہیں اور گنت اور کمال  
 اور غن اور غلطی بھی خدا اور دو ایسے سے پیدا ہوتا ہی اور چوڑا کر کہ ہر سب خاک ہوتا ہی اور جو خاک کے  
 بعد کوئی مادہ دوسرا اسکے خیال میں نہیں ہی لہذا ہر وقت بھاگنے کے صورت انسان سے ابد مادے کو

کہ خاک ہی آرزو نہ تھی جس طرح کسی کو مغزین رنج پہنچنا ہی تو کہتا ہی کیا تھی بات ہوتی کہ لگے سے بن باہر نہ نکلتا اور پہرہ نہیں پہناتا کہ بن رادے پھر جانا یا مایہ بن رہ جاتا اور اسے لکیریں کھینے سے کمال دوری اس بلا سے محفوظ رہتی اور یہ بھی جان لیگا کہ یہ سب گرفتاری میری روح کے باقی رہنے کے سبب ہوئی اگر میں صرف بدن ہوتا اور خاک ہو جاتا تو اس عذاب میں گرفتار نہ ہوتا اور حضرت عیساٰ علیہ السلام اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرفو نما اور نو تو فخر و ادب ہی کہ کیا جسکے دن جانوروں سے حساب لیا جائے بعد جسے جو جانور کسی دوسرے جانور کو سینگے یا کٹو مارا ہو گا وہ ان قصاصوں کا لیکہ علم ہو گا کہ سب خاک ہو جاؤ اسوقت کا فرآن کے حال کو دیکھ کر غبطہ کر لیا اور کہہ لیا کہ کیا تھی بات ہوتی کہ جھکو ناک ہونے کا حکم ہوتا اور اس جرمی اومیت سے کہ میری اس خوبی کا سبب ہوا ہی و دور رہتا اور بیٹھے صوفیہ نے فرمایا ہی کہ مراد خاک ہونے سے پہر ہی کہ مانند خاک کے عاجزی اور فروتنی کرنا میں اور کبوتر اور غرور اور نافرمانی نہ کرنا اور بیٹھے واعطون کہا ہی کہ مراد کا فر سے ایلیس ہی کہ کونین سے برہکے ہی سوجب حضرت آدم اور انکی اولاد پر طرہ طرح کی بخشش میں اور نازش میں دیکھے گا آرزو کرے گا کہ کہا خوب ہو تاکہ میں بھی خاک ہوتا اور خاک سے پیدا ہوتا اور آگ سے نہ پیدا ہوتا کہ اسی سبب فرمایا میں نے اور کہا خلقتنی من نار و خلقتہ من طین

سورۃ التائز عات

یہ سورت کمی ہی اس میں چھالیس آیتیں اور ایک نو تو اسی کلمے اور سات سو تیرہ حرف ہیں اور ظاہر نظر میں اس سورت کا ربط سورہ رسالت سے قوی معلوم ہوتا ہی اسلئے کہ ابتدا اس سورت کی اس سورت کی ابتدا سے بہت مشابہت رکھتی ہی بلکہ تمام آیتیں اس قسم کی ابتدا باج سورتوں میں واقع ہوتی ہی پہلے صافات و سورہ ذاریات تیسری رسالت چوتھی نازعات پانچون عادیات اور صافات میں ہیں صفین بیان کی گئی ہیں اور ذاریات میں چار صفین اور باقی تین سورتوں میں باج پانچ صفین مذکور ہیں لیکن عادیات کی سورت دو سبب سے مشابہت ہے ان دونوں سورتوں سے کہ ہی اول چھوٹا ہونا اسکا اور بڑا ہونا ان دونوں کا دوسرے یہ کہ دو صفین وہاں فعل کے صیغے سے مذکور ہیں جیسے فاقون بہ فقعا فوسطن بہ جمعا اور ان دونوں سورتوں میں



باخون صغیرین اسم عامل کے صیغے سے مذکور ہوئی ہیں سو ان دونوں سو تو ن کو شروع کے روش اور انداز میں بہت  
 مناسبت ظاہر ہے لیکن بار بار یکین صحابین نے بہت غور کر کے دریافت کیا ہے کہ مار سورۃ والمرات کی مناسبت  
 اور اس کے حکموں کے بیان پر ہی اور سورۃ عمیت لون بھی اسی قیامت کے وقایع اور احوال کی ستر ہے تو گو کلمہ  
 سورۃ اول شرح اور عامی رسالت کی ہی اسپر وسطی دونوں کو ایک جگہ پر لکھا ہے بعد کے ابتدائی مناسبت  
 رعایت سے اس سورۃ کو لائے اور بعد خوب غور کرنے کے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس سورۃ کے مضمونان کو سورۃ  
 اول کے مضمون کے ساتھ اس قدر مناسبت واقع ہے کہ کورت اتحاد کی پہنچی ہے اور باوجود اس مناسبت کے  
 رعایت مناسبت مطلع کی چنداں ضرور نہیں ہی تفصیل اسرا حال کی ہے یہی کہ اس سورۃ کے اول میں اسپین حال  
 کرنا کافرون کا قیامت سے مذکور ہے اور اس سورۃ میں سوال کرنا کافرون کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 مذکور ہے جیسا کہ بیسٹونٹ عن الساعة ایا ان مرسھا اور اس سورۃ میں بھی اوجعل الارض  
 رطاً واد اور اس سورۃ میں ولا ترض بعد ذلك وحھا اور اس سورۃ میں والجبال اوتاداً  
 اور اس سورۃ میں والجبال ادسھا اور اس سورۃ میں والللیل لسا والنفار معات اور اس سورۃ  
 میں واغطش لیلھا واخرج خصلھا اور اس سورۃ میں سبعا شد او اور اس سورۃ میں وآنتم  
 اشد خلقاً المرئیاً ناھا اور اس سورۃ میں بارش کے بانی کا ذکر ہے کہ اسمان سے نیچے آتا ہے  
 اور سبر کھوگا گا تا ہی اور اس سورۃ میں چشمون کے بانی کا ذکر ہے کہ زمین سے نکلتا ہے اور سبر کے اگانے  
 میں مدد کرنا ہی اخرج منها ماءھا ومرعھا اور اس سورۃ میں یوم فیغ فی القوی اور اس  
 سورۃ میں تبثھا الراء و فہ اور اس سورۃ میں جنم کے حق میں فرمایا ہی للظانین ما با اور اس سورۃ  
 میں فانما من طغی وان الجبجی الذی انا ان الجحیم ہی الما وی اور اس سورۃ میں ورنی تمہا و دونیو  
 ووزخ بن رس ہمارے ارشاد ہوئی کہ لائین فہما احتقا با اور اس سورۃ میں کم تمہا و ووزخون کا  
 دنیا اور برزخ میں اس ہمارے فرمایا کہ لم یلبث الا عشیة او ضھا اور اس سورۃ میں بت اور اسکی  
 نفیون کے حق میں یون فرمایا ہی للمتقین مفاد اور اس سورۃ میں واما من خاف مقام ربہ و  
 ولفی النفس عن الھوی فان الجنة ہی الما وی طر اور اس کے اور بہت ہی مناسبتیں مذکور ہیں کہ خوب

باخون صغیر اسم عامل کے صیغے سے مذکور ہوئی ہیں سو ان دونوں سو تو ن کو شروع کے روش اور انداز میں بہت  
 مناسبت ظاہر ہے لیکن بار بار یکین صحابوں نے بہت غور کر کے دریافت کیا ہے کہ مار سورۃ والمرات کی مناسبت  
 اور اس کے حکموں کے بیان پر ہی اور سورۃ عمیت لون بھی اسی قیامت کے وقایع اور احوال کی ستر ہے تو گو کلمہ  
 سورۃ اول شرح اور عامی رسالت کی ہی اسپوٹے دونوں کو ایک جگہ پر لکھا ہے بعد کے ابتدا کی مناسبت  
 رعایت سے اس سورۃ کو لائٹ اور بعد خوب غور کرنے کے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس سورۃ کے مضمونان کو سورۃ  
 اول کے مضمون کے ساتھ اس قدر مناسبت واقع ہے کہ کورت اتحاد کی پہنچی ہے اور باوجود اس مناسبت کے  
 رعایت مناسبت مطلع کی چنداں ضرور نہیں ہی تفصیل اسرا حال کی ہے یہی کہ اس سورۃ کے اول میں اسپین حال  
 کرنا کافرون کا قیامت سے مذکور ہے اور اس سورۃ میں سوال کرنا کافرون کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 مذکور ہے جیسا کہ بیسٹونٹک عن الساعة ایا ان مرسھا اور اس سورۃ میں بھی اوجعل الارض  
 رطاً واد اور اس سورۃ میں ولا ترض بعد ذلك وحھا اور اس سورۃ میں والجبال اوتاداً  
 اور اس سورۃ میں والجبال ادسھا اور اس سورۃ میں والللیل لسا والنفار معات اور اس سورۃ  
 میں واغطش لیلھا واخرج خصلھا اور اس سورۃ میں سبعا شد او اور اس سورۃ میں وآنتم  
 اشد خلقاً المرئیاً ناھا اور اس سورۃ میں بارش کے بانی کا ذکر ہے کہ اسمان سے نیچے آتا ہے  
 اور سبر کھوگا گا تا ہی اور اس سورۃ میں چشموں کے بانی کا ذکر ہے کہ زمین سے نکلتا ہے اور سبر کے اگانا  
 میں مدد کرنا ہی اخرج منها ماءھا وصرعھا اور اس سورۃ میں یوم فیغ فی القوی اور اس  
 سورۃ میں تبثھا الراء و فہ اور اس سورۃ میں جہنم کے حق میں فرمایا ہی للظانین ما با اور اس سورۃ  
 میں فانما من طغی وان الجبۃ الذی فان الجحیم ہی الما وی اور اس سورۃ میں ورنی تمہرا وونو  
 ووزخ بن رس ہمارے ارشاد ہوئی کہ لائین فہما احتقا با اور اس سورۃ میں کم قہرا ووزخون کا  
 دنیا اور برزخ میں اس ہمارے فرمایا کہ لم یلبث الا عشیة او ضحھا اور اس سورۃ میں بت اور اسکی  
 نفیون کے حق میں یون فرمایا ہی للمتقین مفاد اور اس سورۃ میں واما من خاف مقام ربہ و  
 ولفی النفس عن الجوی فان الجنة ہی الما وی طر اور اس کے اور بہت ہی مناسبتیں مذکور ہیں کہ خوب

اور بے رنج اور مشقت کے وہ کام اُس سے ہو کرے اور سب کثرت کے اس کام میں نکلے حاصل ہو جاوے اور اس حالت کو ساتھ سباحت کے جو شناوری کے معنوں میں ہی تعبیر کیا ہی اس واسطے کہ تیرنے والے نکلے اور بے رنج پانی میں سیر کرتا ہی اور اہل سلوک کے عرف میں اس حالت کو سیر احوال اور مقامات کہتے ہیں اور کمال کا اول سیر یہ حالت کہ پہلے اسکے سوا طلب اور تلاش کے کچھ حاصل نہ تھا اور حصول مطلب کا اس حالت سے شروع ہوا تو تھا درجہ پہ پہ ہی کہ اس کام میں برابر والوں سے آگے برہے جاوے اور جو اوروں سے اس صنعت اور فن میں نہ ہو سکے یہ شخص اسی سہولت اور آسانی سے کر لے اور احوال سے اعلیٰ ہی اور اس کو بھقت کہتے ہیں اور اصطلاح صوفیہ میں اس حالت کو طیران اور غریب کہتے ہیں اور پانچواں درجہ وہ ہی کہ کمال کی سب حدوں کو طے کر کے تکمیل کے رتبے کو پہنچے اور اس کام کا پیشوا اور استاد ہو جاوے کہ اور لوگ اس سے اپنی حل مشکل کریں اور اس صنعت میں بے تدبیر اور مشورے اس شخص کے کام نہ کر سکیں اسی حالت کو اس عبارت سے تعبیر فرمایا ہی فالمد بنات امر اور صوفیہ کے اصطلاح میں اس مرتبے کو مرتبہ رجوع اور نزول اور دعوت الخلق الی الخ اور مرتبہ تکمیل اور ارشاد و کائنات کہتے ہیں اور یہ پانچ مرتبے ہر کام میں خیر ہو یا شر اور ہر حال میں احوالوں سے نیک ہون یا بد آدمی کو آگے آئے ہیں سو بعض نفوس کم استعداد سے ہانگے آئے کسی مصلحت سے ان پانچ مرتبے کے حاصل کرنے میں قاصر اور محروم رہتے ہیں اور کوئی ایک یا دو یا تین یا چار مرتبے پر قناعت کرتے ہیں اور بعض تو فیق الہی سے سب مرتبے طے کر کے مقصد اور پیشوا ایک عالم ہوتے ہیں اور بعض بُرائی میں مبتلا ہونے کے ایلیس کے بھی استاد بن جاتے ہیں اور جو سورہ عم بیت اولوں میں محل اشارہ نفس انسانی کے ان مرتبوں سے واقع ہوا تھا جسے فتاوتون افواجہ اس واسطے اس سو مرتبوں شروع سے تفصیل ان مرتبوں کی منظور ہوئی لیکن قسم کے طور پر انھیں مرتبے والوں کے نام سے ناکہ ان کے نام سے قسم کھانا انکی بزرگی پر دلالت کرے اور بھی اشارہ ہوا سبابت پر کہ قیامت کا انان مرتبوں کے آثار ظاہر ہونے کے واسطے بہت ضرور ہوا اس واسطے کہ دنیا میں ان کے آثار کا ظاہر ہونا ممکن نہ تھا اس واسطے کہ دنیا کا عالم ان کے ظاہر ہونے کا بوجہ نہیں تھا اس لئے کہ وہ قیامت کا ہی مقید کیا نامعلوم ہو جاوے کہ قسم کھانا ان مرتبوں اور ان مرتبہ والوں کے ساتھ اسی وقت میں ہی

اسی قید سے اس کا قبل آنے اُس وقت کے اور بے لحاظ کرنے اُس قید کے قابل قسم کے نہیں ہیں تو یوم  
ترجف الرجفة طرف علی قسم کے فعل کا متعلق ہی کہ حرف قسم کا اُس فعل پر دلالت کرتا ہی اور مجموع اس  
ترکیب کا مانند والقراءاتق اور فاللسل اذا یعنی والذہار اذا تعلی کسی ترکیب ہوا تو گو یا اس  
کلام کے معنی یہ ہوتے کہ قسم کھانا ہوں بن اُن لوگوں کی جن میں یہ وصف پائے جاتے ہیں کہ حبدن  
قیامت قائم ہوگی اور نشان اِن صفوں کے ظاہر ہونگے تو پہلی صفت والون کا فعل علمدہ ہو گا اور  
علم اُن کے ایک طرح کے ہونگے اور دوسری صفت والون کا فعل علمدہ اور علم اُن کے دوسری طرح  
اس طرح اور صفت والون کا مال بوجھا جائے اور جن میں دو صفتیں بائیں یا چار یا پانچ مل کے لکھی جائی  
جائیں گے اُنکے فعل علمدہ علمدہ ہونگے اور علم اور طرین اُلکی آپس میں مختلف ہونگی کہ دیکھتے ہی ہر ایک کا  
مرتبہ محشر والون کو معلوم ہو جاوے اور کار فاعل اقیاناز اور جدائی کا آپس میں ہر ایک کا ظاہر ہو جاوے  
اس صفوں کو یوں سمجھا جائے کہ جیسے کوئی شخص کسی امیر کے لشکر کی تعریف میں کہے کہ قسم ہی فلان نے  
امیر کے لشکر کی کہ لڑائی کے دن جو قوت تقارہ ہو اور نقیبوں نے بجا دل اس وقت ہر ایک سے لڑا  
اپنے اپنے مثل سے فعل باندھ کر ہوا ہوتے ہیں بالکوئی شخص کسی کی کچھری کی تعریف میں کہے کہ قسم ہی  
فلانے سردار کے دربار کی کہ جس دن کچھری ہوتی ہی اور لوگ جمع ہوتے ہیں اور قلدان اور  
بستہ کھلتے ہیں تو ہر ایک اپنے قرینے سے ہوتا ہی مثلاً متصدی خالص اور تن والے علمدہ اور یونان  
اور خانامانی والے علمدہ اور اسپرچ استیفا اور تقسیم اور بازیافت والے ہر ایک علمدہ علمدہ  
اپنے اپنے مرتبے اور قرینے سے بیٹھتے ہیں اور اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں اب جانا چاہے کہ جو با جانا  
ان پانچ مرتبوں کا یاد دہین باچار مرتبوں کا انھیں مرتبوں سے آدمیوں میں باعتبار استعداد کے  
مختلف اور فرق سے ہی جیسے بعضوں کو نیک کام میں زیادتی حاصل ہوتی ہی جیسے لکھی ہو جانا  
یا کمال علم کو حاصل کرنا یا تعوی اور طہارت میں کامل ہونا یا امدہ کی راہ میں کافروں سے لڑنا اور جو  
مانندان صفوں کے ہیں انکو حاصل کرتے ہیں اور بعضے بڑے کام جیسے فقی اور فخور اور کفر اور  
بدعت اور گمراہی اور التی لوجہ اور اسی قسم کی اور برائیاں حاصل کرتے ہیں تو ضرور ہوا کہ ہر ترکیب



اور بدکار اور مسلمان کسی ایک مرتبہ میں ان مرتبوں میں سے اٹھائے جاوے اور اسی گروہ میں گئے جاوے  
 جیسا کہ مرتبین صیح اسی برد لاکرتی ہیں جیسا کہ ایک جگہ فرمایا ہے بعنہ اللہ فقہما اور دوسری جگہ فرمایا  
 فی ذمۃ المصد آء اور جو لوگ وہاں مرتے ہیں انکا جملہ اور کث الشل اسپن مشہور ہی کہ ان کو شہید  
 اپنی طرف کی صفحہ کیے لوگ شہید ہیں ہمارے غول میں آوے اور جو اپنے فرستے ہیں وہ لوگ اپنی  
 طرف کی صفحہ کیے کہ یہ اپنے فرستے ہیں ہم میں آوے انکو مرتبہ شہد کا کہاں سے بلا اور برائی میں  
 بھی اسی طرح کی کث الشل اپنی طرف ظاہر اور معلوم ہی آوے یہ مرتبہ ملے کسی قسم سے ہو دین  
 اچھے بارے رکن یوم الفعیل کے ہیں اور اس سبب کہ ظاہر ہونا عدل اور جزاء الہی کا ایجن ہوا گا اس  
 قابل اس قسم کے ہوتے اگرچہ بعض بعض ائین سے حقیقت میں مرود اور ملعون ثقی اور بد بخت ہیں نہ  
 اس واسطے کہ اس جگہ ہر فقط بیان کرنا جزا اور سزا کے تعلق کا ان کے وجود سے منظور ہی نہ حقیقت حال  
 انکی ذات با صفات کے کہ انجام کار انکا یہ ہی اس نکتہ کو خوب سمجھنا چاہئے کہ بہت بار یک بات ہی  
 اور اس کے ان میں ترو و در بعض نکتہ نچا ہے اور قرآن کی لفظ میں کہ دوسری جگہ فرمایا ہی  
 وَلَا اَقِمْ بِالنَّفْسِ الْقَوَامَةَ خُوب نُوْرُکے استنات کو بوجھا جائے تاکہ وہ مشہد جو اس بات میں  
 حاصل ہوا ہی بالکل وضع ہو جاوے جب یہ مقدمہ درست ہو چکا تو اب یہاں تک تفسیر شروع ہوتی ہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالنَّارِ غَايَتِ عِرْقَانِ قَسَمِ هِي اس جماعت کی کہ کھینچتے ہیں اپنے تئیں کام میں سخت کھینچنا اور غرق  
 لفظ اس جگہ اخراق کے معنوں میں لائے ہیں جس طرح مصدر مجرد کو مزید کے مقام پر لائے ہیں جسے  
 فَايْتَهُ اللّٰهُ بِنَا مَا اور اخراق عرب کی لغت میں سخت کھینچنے کو کہتے ہیں نکالنا ہی کان کھینچنے سے جب  
 کان کو خوب کھینچتے ہیں تو پیکان کمان کے اندر ہو جاتی ہی گویا غرق ہو جاتی ہی وَالنَّاسِطَاتِ خَسَطًا  
 اور قسم اس جماعت کی کہ شوق اور خوشی پیدا کرتے ہیں کام میں لینے کو مہنسی خوشی سے کرتے ہیں وَ  
 النَّاسِطَاتِ سَبَّحًا اور قسم اس جماعت کی جو تیرتے ہیں کام کرنے میں تیرنا کر کے اور بے رنج اور



سبب عام      الوقف      رتبہ      الکریم      سوئے قائل

مشقت کام میں مشغول ہونے میں فالیباً بقایت سبقاً بحرقم الکی جو اپنے برابر والوں سے کام میں  
 برعہ جاتے ہیں فالمدک بترات اسرا پھر قسم ہی الکی جو تدبیر کرنے والے ہیں کام کی کیفیت پہلے مذکور ہو چکی  
 سبب اپنے کاموں کی تدبیر پوچھنے میں اور شورے لینے میں الکی طرف رجوع کرنے میں اور اپنے ارے  
 کاموں کی تدبیر میں ان سے پوچھتے ہیں اور عرف نے کے لانے کا سبب ان دو دشمنوں کے آفرین یہہ  
 ہی کہ ان دونوں فرقوں کا مرتبہ بہت بلند ہی پہلے تینوں فرقوں کی نسبت سے اس واسطے کہ یہہ خود  
 بھی قابل میں اور دوسرے کو بھی قابل کر دیتے ہیں اور ان دونوں کا مرتبہ جو تھے سے بھی زیادہ ہی اس واسطے  
 کہ جو تھے رتبہ والے کی بدقت اپنے پنجمنوں سے ان ہی کے تدبیر تیلانے سے ہوتی ہی اور گویا کہ عالم دنیا  
 میں قائم رکھنے والے اس کام کے ہی ہیں اور اعلیٰ اور ادنیٰ کی قسم کھانے میں فرق ضرور ہی اس واسطے  
 نے تعقیب کی لائے تاکہ اشارہ ہو اس بات کی طرف کہ اعلیٰ کی سوگند ادنیٰ کی سوگند کے بعد ہی اور ترقی  
 ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف کرتے ہیں ہم : یَوْمَ نُوْجِبُ الْاَلْبَیْضَةَ یَعْنُ قَسْمَ اَنْ جَاعَتُوْنَ کِی اُس  
 دن ہی کہ کانپے کانپے والا یعنی زمین اور پہاڑ جنٹس میں آدین گے پہلی صورتوں سے اور روچیں  
 بیٹوں سے جدا ہو جائیں گی اور انتظام دنیا کا درہم برہم ہو جاوے گا یَوْمَ تَبْعُهَا الرَّادِفَةُ بَعْدَکَ  
 اوسے پیچھے آنے والا آخر آد پیچھے آنے والے سے دوسرے مرتبے کا صورتوں کا ہی کہ ان کے سبب سے  
 چہرہ و امین قالب میں رجوع کرینگے اور نئے سے یہ عالم دوسرے رنگ پر پیدا ہووے گا اور اس قسم کے  
 جواب کو مذکور نہیں فرمایا ہی اس واسطے کہ قسم خود جواب پر دلالت کرتی ہی یعنی ان مرتبے والوں کے  
 دل اس دن مختلف ہونگے پھر جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا مند ہیں ان مرتبوں کو حاصل کیا ہی با  
 آرام اور چین میں ہونگے اور بہتے خوشیاں کرتے چہرے تازے چمکتے ہوئے اُتھینگے اور جن لوگوں نے  
 خلاف مرضی الہی کے ان مرتبوں کو حاصل کیا ہی حیران اور پریشان ہونگے کہ ہمارا کیا کار ت گیا اور  
 جو آج کے دن کام آوے وہ ہم سے ہوا جیسا کہ ارشاد فرمایا ہی : قُلُوْبٌ یُّوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ  
 کتنے دل اس دن دھوکے ہونگے مارے بیقراری اور گھبراہٹ کے اور وہ گھبراہٹ اس طرح کی ہوگی کہ اس کو  
 تمام نہ سیکنے بلکہ اُنکے چہرہ سے ظاہر ہوگی کہ منہ پر ہوا بیان اُرتی ہوگی اَجْصَا وَاخَا شَعْفَةٌ

انکھیں اُن دلون والون کی تاریک اور حیران ہوئی اور آرام اور چین والون کے دلون کا حال اسر جگہ بیان  
 فرمایا اس واسطے کہ یہاں خوف دلانا قیامت کے دن سے اور ذرا نا اسی حال منظور ہی اور جب معلوم ہوا کہ کتنے دل  
 اُس دن بے قرار اور بے چین ہونگے دہشت سے تو ذرا چاہئے ایسا ہوا کہ ہر دل بھی اُن چین میں سے ہو ورنہ  
 اور اپنے دلون کو مطمئنہ اور آرمیدہ سے یقیناً نجانا چاہئے اس واسطے کہ یہ بات یقینی نہیں ہی بلکہ شک کی ہی  
 اور شک پر توقع اور امید نہ رکھا چاہئے اس واسطے کہ خوف کی جگہ شک بھی کافی ہی اور امید کو مطمئن غالب  
 ضروری اور بعض مبغضوں نے راجحہ کی لفظ سے زمین اور پہاڑ تراولنے ہیں جب کہ دوسری آیت میں مذکور  
 ہی یوم متوجسلا وض و لمجہا مال اور رادو کی لفظ سے آسمان اور ستارے راد لے ہیں اس واسطے کہ زلزلے  
 بعد زمین بھٹ کے منتشر ہو جائیگی اور بعض کہتے ہیں کہ راجحہ بیلے زلزلہ کا نام ہی کہ زمین اُسے سب سے ہل  
 جاوے گی اور رادو و دوسرے زلزلے کا نام ہی کہ ہر چیز زمین کا اُسے سب سے ریزہ ریزہ ہو جائیگا اب اسر جگہ  
 جانا چاہئے کہ مغضوں نے اختلاف کیا ہی تین اصدق علیہ میں اُن ہاتھوں صفوں کے کہ اس سورت کے شروع  
 میں مذکور ہیں یعنی اس بات میں اختلاف ہی کہ مراد ان ہاتھوں صفوں سے کہا ہی بعضوں نے ایک ہی چیز  
 مراد لی ہی اور بعضوں نے کئی چیزیں مراد لی ہیں لیکن مناسبت کا لحاظ کر کے یعنی اسپہن اُنکے تعلق اور ربط  
 ہو اور ایک ہی کام میں سب مشغول ہوں اور بعضوں نے اس مناسبت کا لحاظ نہیں کیا ہی اور مختلف  
 اور متفرق چیزیں مراد لی ہیں اور اسر بی طرح جس سورت کا شروع مثل اس سورت ہی جیسے والعاویات  
 اور والمرسلات اسپہن بھی ہی اختلاف ہی اب اسر اختلاف کا بیان شروع ہوتا ہی حضرت  
 صوفیہ قدس امدا سرار ہم کہتے ہیں کہ واللہ ذوات غرقا سے اہل سلوک کے دل مراد ہیں کہ اپنے  
 لغو انارہ کو جو اہشون میں غرق ہو گئے ہیں زور سے کھینچتے ہیں اور نشاطات سے بھی اُنکے دل مراد ہیں  
 جو درگاہ آپس میں پہنچنے کے مشتاق ہیں کہ روک اور موانع عبادت کے اُن کے لغووں سے دو دو ہو گئے  
 ہیں اور نہایت خوشی اور سرور سے عبادت میں فرض ہو یا نفل اپنے اوقات مشغول رکھتے ہیں  
 اور سب بات سے بھی دیرتا معرفت کے تیرنے والون کے دل مراد ہیں اس واسطے کہ اُس دیرتا بے پابان میں  
 نوح کرنا اور غوطہ لگانا غیر مجاہدی کا ہی اور چھل اس کو شش کا اُن احوال اور مقاموں کو پہنچ جانا

بیان مغضوں کے  
 اختلاف کا

سباج عم      الکونین      اللہ عزوجل      سورج تاول

بہا بقات سنے وہ دل مراد ہیں جو اپنی مراد کو پہنچے ہیں یعنی سلوک کی منزلوں کے قطع کر نیلے بعد  
 قرب اور وصال کے انتہا کے مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں اور نزدیکی اور وصال کے میدانوں میں ایک دوسرے سے نفقت  
 کرتے ہیں اور مدبران امر اسے کا ملوں اور کھلون کے دل مراد ہیں کہ بعد پہنچنے کے درگاہ الہی میں صفات الہی  
 سے موصوف ہو کے خلق کی دعوت خالق کی طرف کرنے کے واسطے ہر ہر طرف رجوع کرتے ہیں اور قسم کا  
 جواب بر صورت میں یوم توجف الراجعتہ کے پہلے مقدر ہی یعنی لنرجعن الی اللہ مرضین ان انصفتم  
 لہذہ الصفات او مطرو دین ان انصفتم باضداد ہا یعنی پہنچو گے اللہ کی طرف سبب خوشی سے  
 اگر متصف ہو گے ان صفاتوں سے اور اگر ان کے خلاف کرو گے تو راند سے جاؤ گے اور علما ظاہر کے  
 کہتے ہیں کہ مراد مراد سے کابل کرنا قوتِ علمیہ کا ہی اور نازعاتِ عرفا سے طالب علم مبتدی مراد ہے  
 ہیں کہ معنی مشکل کو اپنی فکر زور سے سنوں اور شعروں اور عایشیوں کی عبارت سے کھینچ کر نکالتے ہیں اور ناشط  
 طالب علم متوسط حال کے مراد ہیں کہ سخت مطلب کو حل کرتے ہیں اور مشکل کو آسان کرتے ہیں اور نشط کی  
 لفظ نکالی گئی ہی نشط البعیر سے پہر مثل عرب میں مشہور ہے یعنی اونٹ کے ہانوں کھول دینے اور ساجات  
 سے متنبی طالب علم مراد ہیں کہ ہر علم کے مسئلوں کو خوب دریافت کر کے علم کے دریا میں تیرتے ہیں اور نہ  
 ساقیات سے برے برے فاضل باریک بین مراد ہیں انکا ذہن مشکل مطلب اور باریک بات کی طرف  
 سبقت کرتا ہی اور مدبران امر اسے کتا بون کے تصنیف کر نیولے اور بقاعدوں کے بنانے والے اور اصول  
 اور فرس کے تھرانے والے مراد ہیں اور جواب قسم کا یہاں بھی اسی جگہ پر مقدر ہے یعنی لبتعین بجمع  
 اللہ فی کشف لکم عن حسن الاشیاء وقبھا ویعینون الحق عن الباطل والھدی من الضلال یعنی اللہ اھانے جاؤ  
 حسین کا پینچا کا بننے والا پھر کھل جاوے گی پھر نیکی اور بدی سب چھوٹو کی اور پھیلے گا سچ اور جھوٹ اور ہدایت اور  
 گمراہی اور مجاہد لوگ کہتے ہیں کہ ان تصنیفوں سے موصوف ہیں غازی اور مجاہدین اور ان کے گھوڑے اور پیادے چھلنے کا  
 عرفا سے غازیوں کے نام مراد ہیں کہ کانون کو زور سے کھینچتے ہیں اور ناشط سے بھی غازیوں کے نام مراد ہیں کہ بیرون کو  
 کافروں کی طرف چھوڑتے ہیں من نشط الدلو اذا اخرجہ بسھولۃ یعنی نشط الدلو یہ مثال ہی عرب کی جبہ دل کہ  
 آہستگی سے نکالتے ہیں تو بولتے ہیں یا وہ گر وہ غازیوں کے مراد ہیں کہ خوشی اور آبگھیلی سے لڑائی کے

سپارغ عمر  
سورة تساو  
سورة تساو

میدانون میں آتے ہیں اور سیاحت سے غازیوں کے گھوڑے مراد ہیں کہ دشمنوں کی صفوں میں تیرتے ہیں اور سیاحت سے قراول کے غول یا انکے گھوڑے مراد ہیں اور عزت امرا سے بادشاہ اور امیر اور وزیر مراد ہیں کہ لڑائی کے کام ان کی صلاح اور حسن تدبیر سے انجام پاتے ہیں اور کوچ اور مقام اور چلنا اور تھہرنا انکی تجویز سے ہوتا ہے اور نجومی کہتے ہیں کہ مراد اس جماعت موصوفہ سے ستارے ہیں کہ پہلے مانند تیرگان سے چھوٹے ہوئے کے فلک الافلاک کی حرکت کی تبعیت بہت جلد حرکت کرتے ہیں اور دو سر خاص اپنی حرکت سے ایک برج سے دوسرے برج میں نقل کرتے ہیں اور اس حرکت کو زینت کر کے تعبیر کیا ہے بجلا ہی اس لفظ کو ایک مثل سے کہ عرب میں بولتے ہیں جب بل بھاگتا ہے تو ذناشط یعنی بجلا بیل ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اور سیاحت سے حرکت لکنے مرکزوں کی مراد ہے کہ مچھلی کی مانند اس حرکت میں تیرتے نظر آتے ہیں اور جمع ہونے حرکتوں سے اور مخالف ہونے انہیں حرکتوں کے آپس میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں اور وضعوں کے اختلاف سے کہ اس حالت میں انکو حاصل ہوتا ہے عالم کی تدبیر کرنے ہیں اور ہر ستارہ اس کام میں کہ اتے تعلق ہی دخل رکھتا ہے اور بلنا اور جدا ہونا اور بدلنا فصلوں کا اور وقتوں کا اور پہچاننا دنیا کی ہونے والی چیزوں کا اور آئے و لطف و نون کا ان سے سمجھا جاتا ہے اور حضرت ابی الزر محمد بن جبرئیل رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح منقول ہے اور واعظ اور بصیغت کرنے والے کہتے ہیں کہ ان سے مراد وہ مشن ہیں جو کافروں کی روحوں کو رہنمائی سے کھینچتے ہیں تو نمازعات عرفاً انہر صادق آتا ہے اور مسلمانوں کی روحوں کو آہستگی سے نکالتے ہیں تو انہر صادق لفظ ہوتا ہے اور بعد قبض کرنے روحوں کے ان روحوں کو لیکر عالم برزخ کی سیر کراتے ہیں تو سیاحت سمجھا ہوتا ہے اور آپس میں اس جگہ ایک دوسرے کے ہو جاتے ہیں اور مولد و جواد اور غدا و ہر پتہ کی تدبیر اور جواد اس قسم کا دونوں صورتوں میں اس طرح مخدوف ہی یعنی لتبعان بدلیل انقلاب الحرب و انقلاب الحسوف بتدبیر الکواکب و شہادۃ الموت یعنی ہر ایسے اٹھانے جاؤ گے لڑائی اور حادوں کے انقلاب کی دلیل سے بہ سبب تدبیر ستاروں اور گواہی موت کے اور بعض ان سے کہتے ہیں کہ نوافذ اور نشاط وہ فرشتے ہیں جو مسلمانوں اور کافروں کی روحوں قبض کرنے پر موز ہیں اور سیاحت

اور سابقات و فرشتے ہیں جو رسالت اور کاموں کے جاری کرنے پر متوجہ ہیں اور مدبرات امر انجیل اور برے رب کے فرشتے ہیں جیسے حضرت جبریل اور حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام ماہ اپنے نشکر اور اُس کے سرداروں کے کہ ہر ایک انہیں سے ہونے والے کاموں کی تدبیروں کے واسطے متوجہ فرمایا جیسے حضرت جبریل علیہ السلام کہ انظام ہوا اور لڑائی اور وحی اتنا زما رسولوں پر ان سے متعلق ہی اور حضرت میکائیل علیہ السلام سے پانی کا برسنا اور زمین سے اُگا کر انا اور رزق کا پہنچانا ان سے تعلق رکھتا ہی اور حضرت اسرافیل علیہ السلام سے صور کا بھونکنا اور آدمیوں اور جانوروں بن روح کا والہ اور لوح محفوظ اور اندازہ کرنا رزق اور عمر پریشی کا متعلق ہی اور حضرت عزرائیل علیہ السلام مروونگی رو حیز قبض کرنے پر اور جباریوں اور آفتوں پر متوجہ ہیں اور جیسے کہتے ہیں کہ نازعات سے غازیوں کی کمانیں مراد ہیں کہ تیروں کو کمان کے اندر رکھیں ہیں اور ناطحات سے آستیاں اور پیل مراد ہیں کہ کونوٹوں سے ہانپنی کو کہتے ہیں اور اساجات سے گشتیان مراد ہیں کہ دریا میں تیرتی ہیں اور سابقات سے گھوڑے دوڑتے ہیں مراد ہیں اور مدبرات امر اسے عقل والے اور حکمت والے مراد ہیں کہ ہر مقدمے میں اپنے مفضل کے زور سے تدبیر نکالتے ہیں اور اڑنے کے واسطے چلے بناتے ہیں اور جواب قسم کا وہی ہی جو ذکر ہو چکا اور نسبت ان قسموں کی مقیم علیہ سے یعنی جب قسم کھانی گئی کہ قیامت کا دن ہی ادنی نامل سے معلوم ہو سکتی ہی جیسا کہ یہ بات ظاہر ہی کچھ بھی نہیں ہی اور جب اس کلام سے ظاہر ہو کہ قیامت کے دن کتنے دل نہایت بے چین اور بے قرار ہیں ہونگے اور انکھیں اُلٹی تار بک اور پتھرا جاوینگے تو کمان اسبات کا ہوا کہ شاید سننے والے دل میں بیگز رہے کہ اس بات کے سننے سے کہ نہایت پر خوف اور ہلکت ہی کافروں نے کہا کہا ہو گا یا وحشت اس واقعہ یعنی آنے والے سے کوئی فکر اور تدبیر کرتے ہیں یا چکی اسی طرح غافل اور بے خبر ہیں ان کے جواب میں از شہا کہ یقولون آمنا لکرمہ وودون فی الحافرقہ کہتے ہیں کہ فرما کہ پتھرا جاوینگے ہم اپنی پہلی حالت پر یعنی بعدرنے کے کہا چر زندہ ہونگے ہم اور حافرت عرب میں راہ کتنے کو کہتے ہیں اس واسطے کہ حافر اور حافرہ بیل کے گھر کو کہتے ہیں اور جس راہ میں وہ چلتا ہی اسکے گھر کے نقش بن جاتے ہیں تو گراہو کے نشان کو گراہو کا نام رکھا چہ راہ کو کہ اُس میں سم کے نشان ہوتے ہیں مجاز در

مجاز کے طور پر مافروہ کہا اور غرض اس سے یہ ہے کہ کافر و فاجر کے جینے کا انکار کرتے ہیں اس شہ سے  
 کہ اگر بعد موت کے پھر زندگی ہوتی تو اسی اپنی پہلی حالتوں پر رجوع کرنا ہوتا اور رجوع اس حالت اول پر  
 خلاف واقع کے ہی والا نقطہ لازم آوے اور جو ان ہونا بدھے اور لڑکا ہونا جو ان کا اور لڑکے کا ماکے  
 پیت میں پھر جاننا سب درست ہو جاوے اور پھر اپنے شہ کے قوت اور مضبوط کرنے کے واسطے ایک  
 اور استہفام بخاری اور نجی سے پوچھتے ہیں ائذ انکنا عطا ما نخرہ کہا پھر زندہ ہونے ہم کہ ہو جائے  
 ہم بدیان کھو کھلا سے کہ ہوا کے اندر جانے سے ان ہدیوں میں سے آواز نکلتی ہی اور خیر لغت عرب  
 میں ہوا کی آواز کو کہتے ہیں کہ جو چیز اندر سے عالی ہی اس میں سے ہوا نکلتے وقت ہوتی ہی اور ان کے  
 شہ کو اس مقدمہ کے برہان سے قوت دینے کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی چیز کو ترکیب بگڑ گئی اور اس کے  
 جزاؤں میں جدا جدا ہو گئے اور صورت ترکیب اسکی باطل ہو گئی تو اگر اسی وقت بے ذہیل چاہیں کہ پھر اسی  
 صورت پر گردین تو ہو سکتا ہی اس واسطے کہ اجزاء اصلی اس کے ابھی سب موجود ہیں کوئی متفرق اور  
 پریشان نہیں ہوا اور کسی طرح کا نقصان ان اجزاؤں میں پہلی صورت پر چر جائیکے واسطے پیدا نہیں  
 ہوا اور جب زمانہ بہت گزرتا ہی اور اس کے جزا اصلی متفرق اور پریشان ہو جاتے ہیں اور ان کے  
 جزاؤں میں نقصان آجاتا ہی یا بعض جزا کھل خراب ہو جاتے ہیں پھر اس چیز کا پہلے طور پر ہونا شکل  
 بلکہ محال ہو جاتا ہی جب کہ اپنی ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزوں میں بہت بات دیکھی ہوئی ہی اور بار بار تجزیہ میں  
 آچکی ہی پھر دعویٰ پھرنے اور زندہ کرنے مردوں کا مسلمان کرتے ہیں اگر اسی وقت بعد موت کے  
 ہونا تو شاید ہو سکتا اور جب بہت وعدہ بعد گزر جائے قرون اور زمانوں کے کرتے ہیں کہ ہدیوں  
 سے گل جاوینگے اور رطوبت اور تری کہ شرط زندگی کی ہی بالکل خشک ہو جاوے گی تو کس طرح  
 یقین کیا جاوے اور اگر کافروں کو ظاہر دلیلوں سے ثابت کیا جاوے اور اس استہفام کے جو ہمیں  
 کہا جاوے کہ البتہ پھر پہلی حالت پر ان معنوں ہو سکتا ہی کہ ایک حالت جو پہلی حالت سے مشابہت  
 رکھتی ہی تعاقب کی مثال کی طرز پر حاصل ہوگی نہ پہلی حالت پر پھر نا بعینہا اور تعاقب امثال میں کچھ  
 تردد اور انکار کی نہیں ہی اس واسطے کہ پی در پی آنا نیندا اور ہوشیاری کا دن اور رات میں اور

سب سے  
سب سے  
سب سے

تغایب امثال یعنی  
تغایب امثال یعنی  
تغایب امثال یعنی

سابعاً عم الکرفہ فی الکرمیہ سدھ نامرہات

جاننا کہ بدلتا نئی شکل پر روز اور مختلف ہوتا فصلوں کا ہر مہینہ میں بدسبب جانے آفتاب کے نیچے  
 برج میں اور بدل جانا موسم جارے اور گرمی کا ہر سال میں ہر شخص پر ظاہر ہی ہرگز جگہ شب  
 اور تامل کی نہیں اور کسی چیز کو بجارہ والنا اور بعد ایک مدت دراز کے پھر اسکو اسی طرح کا  
 بنا دینا کچھ موجب تعجب کا نہیں ہی خصوصاً جو وقت بنانے والا بری قدرت والا کامل بلکہ اکل ہووے  
 تو اس کے نزدیک بجارہ کر اسی وقت بنانا اور بعد گزرنے ہزاروں سال کے بنانا ایک ان ہی نہ  
 قالوا پھر دوسری مرتبے میں اور تعجب سے کہتے ہیں کہ تِلْكَ اِذَا كَرِهْتَ خَالَسَهُ بِهٖ جِنًا وِ سُرٰی  
 مرتبے کا بعد ہوا ہونے ہر عضو کے اور خشک ہو جانے سب زطوبات کے تو برا تو تا ہی اسوا سطلے  
 کہ بعض چیزوں اپنے کو بناوینگے اور بہت سی چیزیں ہم سے گم ہو جاوینگی اور مال اور اسباب اپنا کامیا  
 ہوا آپ سے جدا ہو جاوے گا تو پھر ناہانلا و وسر مرتبے اس جہان میں مانند پھر نے اس سبب فرما کہ ہوا  
 کہ اپنے گھر سے مال اور اسباب بہت سالیگر صحیح اور سلامتی کے ساتھ سافرت کو گیا اور سب چیز  
 اسکی لٹ گئی اور آپ تین تہا سب بدن زخون سے چور ہو کر ملکہ ہتھ ہانوں کٹوا کر اپنے گھر کو پھرایا  
 تو یہ پھر نا بالکل نقصان کا ہوا حق تعالیٰ جل شانہ انکے تعجب کرنے کے جواب میں فرمانا ہی کہ یہ تعجب  
 تمہارا اس سبب ہے کہ اقد تعالیٰ کے کام اور تاثیر کو اپنے کام اور تاثیر پر قیاس کرتے ہو اور  
 اس تا در علی الاطلاق کو اپنی طرح کا پابند اسباب کا جانتے ہو کہ بے آلات اور اسباب کے کوئی چیز نہیں  
 نہیں سکتی اور یہ ہمید کی غلطی ہی اسوا سطلے کہ اس مالک اللک کا فعل اور تاثیر کسی چیز پر موقوف  
 نہیں ہی کہ جب وہ چیز باقی جاوے تو وہ کام ہو سکے اور نہ باقی جاوے تو نہ ہو سکے بلکہ اس کے حکم  
 میں سب چیز ہو جاتی ہی اور آلات اور اسباب ہی اس کے حکم سے جمع ہو جاتے ہیں فَاْتَمَّ اَھٰی وِ حَرَمًا  
 وِ اِحْلَاقًا پھر نہیں ہی یہ زندگی گمراہی اور مراد اس جھوکی سے دوسرے مرتبے کا تصور پھولنا  
 ہی کہ مجھو اس آواز کے سب رو عین اپنے بدنوں سے مل جاوینگی اور بلنا رو کا بدن سے زندگی کے  
 سب شرطوں اور اسباب کو جمع کر دیگا اور اس نفلت کے سبب زندگی کا بل حاصل ہوگی نہ مانند زندگی  
 اس نفلت کے جو ملے بیت میں زندہ ہی یا ابھی پیدا ہوا ہی کہ اسکی عقل اور دریافت ضعیف ہوتی ہی



اور تری مُشکل سے ہلنا اور جنبش کرنا ہی اِس واسطے کہ وہ سب مجرّد تھے اُس آواز کے زور سے جلدی حرکت کرینگے اور زمین کے نیچے سے پلینگے **فَاِذَا هَمُّ بِالْشَّاهِرَةِ يَهْتَمُّ** وہ سب اکے برابر میدان آدیں اور ساہرہ کُنت بن سُنید اور برابر زمین کو کہتے ہیں اور حشر کے میدان کا نام ہی اِس واسطے کہ اُس دن اُس زمین کی یہی حالت ہوگی اور یہ بھی اِجتہال ہو سکتا ہے کہ ساہرہ اِس جگہ جاگنے کے معنوں میں ہو سہر کی لفظ سے نکالا گیا ہو جو بخوابی کے معنوں میں ہی مانند کا ذب اور غلطیہ کے اور اِس آیت کے معنی اِس اِجتہال پر یہ ہو گئے کہ جو کافر مسلمانوں کو الزام دیتے ہیں کہ بعد مرنے کے قیامت تک کہ وہی وعدہ پھر جینے کا ہے ہزاروں سال کا فاصلہ اور ووری ہی اور اِس عرصے میں ہڈیاں گل ستر جاؤں گی اور بدن کے سب جزا اور رطوبتیں نیت اور نابود ہو جاؤں گی پھر دوسرے مرتبے اُس شکل کا درت ہونا کہ زندگی اُسی پر موقوف ہے کس طرح سے ہووے گا۔ اور مسلمان کہتے ہیں کہ باوجود ان سب باتوں کے پھر زندہ ہونگے اِس واسطے کہ اصلی جُزؤن کا باقی رہنا شرط ہی دوسری زندگی کے واسطے سب چیزوں کا باقی رہنا کچھ ضرور نہیں ہی اور اصلی جُزؤن کو حق تعالیٰ اپنی قدرت کا طے سے محفوظ رکھے گا پھر دوسری مرتبے کا جُزؤن نہ کہا کہ تَمَلَّكَ اِذَا كَرِهَتْ خَاسِرَةٌ یعنی اِس طرح کا زندہ ہونا کہ سب جزا باقی نہ رہینگے ناقص ہی اِس واسطے کہ سب جزا زندہ ہوں تو دوسری زندگی کا اصلی جُزؤن کے سب سے باقی گئی وہ بھی ناقص ہوگی جیسے پیت کے بچے اور جنے ہوئے لڑکے کی زندگی ناقص ہوتی ہی اور تم دعویٰ کرتے ہو کہ وہ زندگی اِس دنیا کی زندگی سے بہت زور آو اور کامل ہوگی تو تمہارے مذہب اور دعویٰ کے خلاف ثابت ہوا حق تعالیٰ نے اُن کافروں کے جواب میں یہ فرمایا ہے **فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَاِذَا هَمُّ بِالْشَّاهِرَةِ** یعنی پھر نہیں ہی وہ جینا دوسرے مرتبے کا مگر اثر ایک چنگھار کا بس تھی پیلے سب بخوابی اور میداری یعنی کچھ غفلت اور کچھ ہوشیاری میں آویگے حاصل کلام کا یہ ہے کہ زندگی کا کمال قوت روحانیت کے کامل ہونے پر ہی اور اُس کا نقصان اُس کے نقصان پر کچھ بدن کے جُزؤن کی کئی زیادتی پر نہیں ہی اور پیت کے بچے اور جنے ہوئے لڑکے کی زندگی کے نقصان کا سبب یہ ہی کہ قوت روحانی اُنکی ایسی اپنے کمال کو نہیں پہنچی ہی بلکہ روز بروز ترقی پر نہیں سمجھتا روح موتی کے کہ اپنے اپنے کمال کو پہنچ کے اِس جہان سے مرگے ہیں اور اُنکی روح صحت کا اُنکے بدنوں سے جدا ہونا بعد موت کے باعث نقصان قوت روحانیت کے کمال کا نہیں ہوا

تاکہ جینے کے وقت ناقص اٹھیں بلکہ اس جینے کو بعد مرنے کے جاگنے پر بعد نیند کے قیاس کیا جانے اس واسطے کہ  
دقت مرنے کے تعلق روح کا ظاہر بدن سے بالکل منقطع ہو جاتا ہے اور جس وحولت ہوتا اور بوجہنا باطل ہو جاتا ہے  
اور ایک آواز سخت کرنے میں وہ تعلق جیسا تھا ویسا ہی چہرہ ہو جاتا ہے اور اس کے فوت روحانیہ میں کچھ نقصان  
ہینہ پایا جاتا اور پھر محتاج حاصل کرنے کسی حال کا ہینہ ہوتا کہ مانند چھوٹے لڑکے اور پیت کے بچے کے انتظار  
بالغ ہونے کا لکھنے اور رفتہ رفتہ کمال کو پہنچے اور یہ بھی ارجمال ہی کہ سا پرہ کی لفظ اسم فاعل ہی سپہر کے  
لفظ سے نکلی ہے جو سچوابی کے معنوں میں ہی ہے فاذا ہمہ منبلسون بلا بدان الساہرة یعنی پھر کا ایک  
انہی روح میں درآویںگی جگے ہوئے بدنوں میں کہ صور کے چھوکنے کے پہلے سب تعلق نفوس سماویہ قویۃ الادراک  
اور روانے انکے قواسم تعد اور تیار زندگی کے قبول کرنے کے ہر پہ تھے یہاں تک کہ قابل خواجگے ہی نہ رہے  
اسی سبب وہ ان کی زندگی دنیا کی زندگی سے قابل ہوگی اس واسطے کہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا نیل موت کا بھی  
رکھتی ہے جسے نیند کہ موت کے برابر ہی اور وہ ان کی زندگی نیند بھی ہینہ رکھتی ہے اس قدر موت اور جو مشاہدت  
موت سے رکھتی ہے اُسے دور ہے اس واسطے پہلے تینوں کو بیہوش میں اور دوزخوں کو دوزخ میں نیند آویگی  
جیسا کہ فرشتے اور نفوس سماویہ کو نیند ہینہ ہی اور جب کافر باوجود ایسے بیان واضح اور مثالوں کے آخرت کے  
جینے کو یقین ہینہ کرنے اور اپنے ہی ضد پر قائم ہینہ اور کہتے ہینہ کہ ان دلیلوں اور تمثیلوں سے ہماری خاطر نشا  
ہینہ ہوتی اس واسطے کہ ایسی ہدیان سوکھی بلکہ گلی اور ستری کہ ہرگز زندگی کے قبول کی ہنکی لیاقت ہینہ رکھتے ہینہ  
ایک ہی دن میں سب زندہ ہو جاوین اس طرح کا پی ورنی آنا زندگی کا بعد گذرنے ایک مدت دراز کے ہرگز  
بیماری عقل میں ہینہ آتا جب تک اپنی آنکھ سے اس طرح کی کوئی چیز نہ دیکھیں ہم اور ایک مرتبہ کسی مردے کو  
زندہ ہونے نہ دیکھ لیں مسلمان عاجز اور بے حیدہ ہو کے اپنے دلوں میں کہتے تھے کہ کیا اچھی بات ہوتی کہ حق تعالیٰ  
ایک مردے کو چہر صد ہا برس گذرے ہوتے انکے سامنے زندہ کر دینا تو سب انکا انکار توٹ جانا اور حجت  
الزام لکھا جاتے اس واسطے قنائل ہر ایک مسلمان سے خطاب کر کے فرماتا ہے اور بطریق استفہام کے  
ہو چتا ہے هل انکات حدیث صوہی کچھ پہنچی ہی تجھ کو خبر موسیٰ کے قصے کی کہ فرعون کے سامنے جو  
بڑا سرکش بادشاہ تھا اور ہزار ہا آدمی انکے دربار میں حاضر ہوتے تھے بارہا اپنے ہاتھ لگی لکڑی کو زمین پر

آں یا بجز وزینج گر نیکے وہ عصا ایک بڑا اژدہ کا ہو جاتا تھا اور اپنے منہ کو پسارتا تھا اور آوار مسنت کرتا تھا پھر بعد  
 واقع ہونے ایسی زندگانی ہی در پی کے ایک لکڑی میں کچھ لپاقت زندگانی کی نہ رکھتی تھی اور تر بھی نہ تھی کون  
 جگہ ترو دار شک کی باقی رہی تھی لیکن فرعون باوجود دیکھنے ایسی زندگی گام لے کے کہ ایک لکڑی مجبور زمین  
 میں پہنچنے کے اژدہ کا ہو جاتی تھی معتقد روز جزا کا اور فاعل عموم قدرت مالک ارض و سما کا ہوا تو یے کا فر بھی  
 اگر ایک رُوس کو زندہ ہوا دیکھیں گے تو بھی راہ پر نہ آویں گے اور اپنے انکار سے باز نہ ہینگے بلکہ اور مستحق عذاب  
 ہو جائیں گے اس واسطے کہ عادت الہی یوں ہی جاری ہی کہ بعد دیکھنے معجزہ کے اگر کافر ایمان نہ لایں اور اسی کو زور انکار  
 پر اصرار رکھے جاوین تو اس وقت عذاب الہی میں گرفتار ہووین اور ایک دم کی بھی فرصت نہ پاوین اور اگر وہ قصہ حضرت  
 موسیٰ کا تفصیل سے ہر سامان نے نہ سنا ہو تو مجمل وہ قصہ تھو را یہاں بیان ہوتا ہی اذنا دہ و ربہ  
 بالواد المقدس طویا یعنی ابتدا اس قصے کی اُس وقت تھی کہ پکارا اُس کو اُس کے رب نے پاک  
 میدان میں چکا نام طوی ہی اور کیفیت اس قصے کی جس طرح سورہ طہ اور سورہ قصص اور دوسری  
 سورتوں میں مذکور ہی وہ یہ ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر مصر سے کہ جگہ بیدایش اور سکونت  
 آپ کی تھی ایک قبطنی ظالم کے خون کے سبب کہ آپ کے ہاتھ سے بے قصد دھوکے میں ہو گیا تھا اور فرعون  
 آپ کے قتل کی فکر میں ہوا تھا جاگے شہر مدین کی طرف گئے اور اُس شہر میں حضرت ثقیب علیہ السلام  
 مکان تھا انکا قصہ بھی قرآن شریف میں کئی جگہ بیان فرمایا ہی وہاں جا کر اُترے اور حضرت ثقیب کی خدمت میں  
 مشغول ہوئے اور حضرت ثقیب نے اپنی بیٹی کو آپ کے نکاح میں ویاہب دس برس یا آٹھ برس اسمن  
 اختلاف ہی وہاں گزرے تب حضرت ثقیب سے رخصت چاہی کہ اگر حکم ہو تو میں اپنے وطن کو جاؤں اور  
 اپنے قبیلے کو ساتھ لے جاؤں اور اپنی ماکی زیارت کروں اور اپنے بڑھائی حضرت ہارون سے ملاقات کروں  
 اس واسطے کہ اتنی مدت گزرنے میں فرعون اور اُس کے لوگ قبطنی کے خون کو بھول گئے ہونگے حضرت ثقیب نے  
 راضی ہو کر آپ کو رخصت کیا اور آپ کی بی بی کو بھی آپ کے ساتھ کر دیا اور اپنے دو غلاموں کو آپ کے  
 ساتھ کیا کہ مصر میں پہنچا کر پھر آدین حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بی بی کو ساتھ لیکر وہاں سے روانہ ہوئے  
 اور آپ کے فرزند میں غیرت بہت تھی اپنی بی بی کو لے چلنا فاعل کے ساتھ گوارا کیا کہ شاید سواری پر چڑھتے

فلسفہ قصہ کا  
 موسیٰ کا بیان

اُترتے یا نکلے بیٹھے کسی نامحرم کی نظر اُپر نہ پڑ جاوے اس واسطے وہ ان سے تنہا آپ اپنی بی بی کو لیکر روانہ ہوئے اور شام کے درے کو چھوڑ کر دریا کے کنارے کی راہ لی ایسے لحاظ سے کہ یہاں کوئی فرعون کی طرف کا عالم پہچانے اور خون کی عذبت سے گرفتار کرے یا کچھ ایذا پہنچاوے اور آپ کے ہمراہ ایک خنجر تھا اس پر خورجی اپنے اسباب کی لاد کے ایک غلام اُس پر موز کیا اور کچھ کبریاں آپ کے ساتھ تھیں دو سے غلام کو انکی نگہبانی اور ہاتھ دیکھنے پر موز کیا اور آپ اپنی بی بی کی سواری کے ساتھ بولے چلنے پھلنے ایک دن راہ بھول گئے اور کوہ طوری کی طرف جانچنے لگتا ہی راہ دھونڈھی بھکا نامہ ملا اور دن آخر ہوا اور رات نمودار ہوئی وہ رات جمعہ کی تھی ذی قعدہ کی تھا از روئے تاریخ اور موسم جارے کا اتفاقاً بکریاں جنگل میں مُتفرق ہو گئیں دو لون غلام ہانکے جمع کرنے میں مشغول ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بی بی کے پاس ایک جگہ پر بیٹھ گئے کہ بجایک آپ کی بی بی کو راہ چلنے کی سختی اور سواری کی حرکت سے دروزہ شروع ہوا اور حمل کی مدت بھی تمام ہو چکی تھی تنہا آپ کی بی بی نے آپ سے اس حال کو ظاہر کیا اور کہا کہ اگر کہیں آگ ملے تو خوب ہی کہتا ہے کہ کام آوے اور روشنی بھی ہووے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غلاموں سے فرمایا کہ دیکھو تو کہیں اس جنگل میں آگ کا بھی نشان ہی غلاموں نے چاروں طرف دورے دیکھا کچھ تپا آگ کا اور آبادی کا معلوم نہوا تنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ آئے اور آگ کی تلاش کو تشریف لے گئے آپ کو ایک پہاڑ پر کہ آپ کے سیدھے ہاتھ کی طرف تھا کچھ روشنی معلوم ہوئی آپ نے بی بی اور غلاموں سے فرمایا کہ تم اسی جگہ پر بیٹھو کہ میں نے پہاڑ پر روشنی دیکھی ہے وہاں جا کر آگ لے آتا ہوں اور جو وہاں ہو گا اُس سے راستے کا پتا بھی پوچھتا آؤں تاکہ منزل پر پہنچے یہ کہہ کر آپ چلے جو ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام قریب اُس مکان کے پہنچے دیکھا کہ وہ آگ نہیں ہی بلکہ تعلق قدرت الہی کی ہی کہ دوسرے مثل آگ کے معلوم ہوئی تھی اور چھت میں وہ ایک لوزی بہت بڑا کہ عوسج کے درخت کو گھبر لیا ہی عوسج ایک درخت ہی عتاب کے درخت کے مشابہہ شام کی طرف پہاڑوں میں بہت ہوتا ہی اور وہ درخت جس سے چونتہ تک تر و تازہ ہو رہا ہی اور اُس روشنی میں اس قدر جگ اور تابندگی ہی کہ اُس پر آنکھ نہ ٹھہر سکتی ہی اور گرد اگر دُلب کے آواز فرشتوں کی تسبیح کی آ رہی ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام

باوجود دیکھنے ان سب چیزوں کے گھاس چھوٹا سب پیدائش سے جمع کر کے ایک بولنا سا ہانڈھ کے  
 جاؤ کہ اس نواز آتشی رنگ سے جلا یونین پہنرا وہ کر کے بون ہی اس کے نزدیک ہوئے کہ یکایک وہ  
 آگ آگنی طرف لپکی گویا جاپتی تھی کہ انکو جلا دیوے حضرت موسیٰ علیہ السلام بہرہ حالت دیکھ کر خوف  
 کھلے کہ پیچھے ہٹے آگ بھی درخت پر پڑ گئی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارا وہ کیا جلانے کا پھر وہ آگ  
 آگنی طرف دوری چھ پیچھے ہٹے اسی طرح کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس  
 طرح کے ماجرے کو دیکھ کر حیران و متعجب ہوئے اور اس عجوبہ کار فائدہ الہی کا ثمار دیکھنے لگے  
 کہ بجایا ایک نور بڑا اُحسب بٹ ہوا اور زمین آسمان تک سب کو روشن کر دیا اور روشن اس  
 نور کی یہاں تک غالب ہوئی کہ حضرت موسیٰ کی آنکھ میں تاریکی آگئی اور آنکھ دیکھنے سے رو گئی اور رخنوں  
 اپنے ہاتھ اپنی آنکھ پر رکھ لیے اور آواز فرشتوں کے تسبیح کرنے کی بہت بلند ہوئی اور حضرت موسیٰ نے  
 اس وقت اس آگ سے ایک آواز سنی کہ یا موسیٰ اِن انا ربک فاخلع نعلیک یعنی اے موسیٰ  
 میں ہوں پروردگار تیرا کہ آگ کی مانند تجلی کی ہی میں نے اور دونوں جوتوں کو بانوں سے اپنے دو  
 کدو واسطے کہ اس مکان نے تجلی الہی اور حاضر ہونے فرشتوں کے سبب کہ اس تجلی کے خادم ہیں حکم کہہ  
 اور مسخ کلام کہ پیدا کیا ہے پھر کلام شہادت کہ نام شروع ہوا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے سیدھے ہاتھ  
 میں کہا ہی اُنھوں نے عرض کی کہ لا تھی ہی میں اپنے ہاتھ میں رکھتا ہوں حکم ہوا کہ اس کو زمین پر ڈال دے  
 رخنوں نے زمین پر ڈال دیا پھر ڈگر سننے کے زمین پر ایک اڑ دیا ہوئے کے دور تر نے لگا حضرت موسیٰ سے اس  
 دور کے جھاگے ارشاد ہوا کہ درو مت اور اس راہ دہتہ کو اپنے ہاتھ سے پکڑو وہی لکڑی ہو جائیگی پھر حکم ہوا  
 کہ اپنے ہاتھ کو اپنے نعل میں رکھو اور پھر نکالو اُنھوں نے اسی طرح کیا اُنکا ہاتھ مانند آہنا سب کو روشن  
 ہو گیا کہ آنکھ اس کی روشنی پر تھہر نہیں سکتی تھی حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے پھر دئے اس کو اور  
 معلوم کیا کہ یہ آواز حق تعالیٰ کی ہی اس واسطے کہ جو طریقوں سننا تھا میں اور سب جسم اپنے سے سننا تھا  
 میں یہاں تک کہ ہر ہر عضو اور جو تہ میرا کان ہو گیا تھا حاصل کلام کا یہ ہے کہ بعد و کھلانے اس کے نشے کے  
 اور تعلیم کرنے تو یہ کی حقیقتیں اور ہمدادت کے آداب کے اور بیان قیامت کے آئیگی کے ہوا ایک



لے آئے قارۃ الایۃ الکبریٰ پھر دکھلائی موسیٰ نے فرعون کو ایک نشانی تری اگرچہ حضرت موسیٰ  
 پاس درویشیاں تھیں ایک عصا کو اڑا ڈھو جاتا تھا اور دوسرا آب کا گٹھہ کہ مانتا تھا کہ کرسن  
 ہو جاتا تھا لیکن ایک ہی مجلس میں ایک ہی مطلب کے ثابت کرینے واسطے تھیں اس واسطے کہ ایک ہی نشانی  
 اعتبار کیا آوے اور یہی کہ یہ بیضا تاج تھا عصا کے والنے کے لینے جب پہلے عصا کو زمین پر ڈالتے تھے  
 اور وہ اڑا ڈھو جاتا تھا تب کتھ نعل بن والنے سے مثل آفتاب کے پکنے لگتا تھا تو گویا اصل نشانی وہی عصا  
 تھا اور کتھ زمین بہہ رہی کہ جب نبی اور رسول بھیجے جاتے ہیں تو پہلے قرا و غضب سے مخالفوں اور منکر و منکی  
 طرف مشغول ہوتے ہیں بعد اُس کے ہدایت اور رہنمائی طلبوں اور سترندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں  
 سو عصا قریب کی شکل تھا اور یہ بیضا نمونہ تھا ہدایت اور رہنمائی کا آوے یہی عصا بین زندگان فی غیبہ خوفناک اور  
 دہرا نبی شکل سے ظاہر ہوتی تھی اور یہ بیضا بین نورغیبی تھا کہ پرلے دربے کی روشنی اور چمک سے ملوہ گر  
 ہوتا تھا اور قرا اور سیاسات ظاہر نبوت سے متعلق ہی اور نور اور تجرّب باطن نبوت سے متعلق ہی کہ وہ مرتبہ  
 ولایت کا ہی اور فرعون کو کہ کافرازی تھا اس پر لازم کرنا حجت کا اور خوف و لانا غرض تھا اُس کے حق میں  
 آیت کبریٰ عصا تھا یہ بیضا اور عصا بین دوسرا اور بھی مجرب سے ایک بہرہ کہ پانی کھینچنے کے وقت پانی  
 گہرائی کھونٹے کے برہ جاتا تھا اور اُس کی لڑیں و دل سے بندھ جاتی تھیں اور دوسرے بہرہ کہ تاریکی میں دو نو  
 شانیں اُس کی مانند شعل کے روشن ہو جاتی تھیں اور تیسرے بہرہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سو جانے  
 تھے تو وہ کھڑا ہوا کجبا فی کرنا تھا اور اگر کو یوں پاس چھوڑ آتے تھے تو کسی درندہ کو مثل جیتنے وغیرہ کے آنے  
 پہن دیتا تھا یہاں تک کہ بعضوں نے کہا ہی کہ عصا بین ہزار معجزے تھے چنانچہ دو معجزے عمدہ کلام اقدین  
 بھی مذکور ہیں ایک دریا کا چھٹا اُس کے ضرب سے دوسرے نتیجہ میں سے جاری ہونا پانی کے چشموں کا اُس کے  
 ضرب سے نوات کبریٰ وہی عصا ہوا بیضا اور بعضوں نے کہا ہی کہ یہ بیضا بہت بزرگ تھا اس واسطے کہ حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام کی ولایت کے کال کی صورت تھی اور نبی کی ولایت افضل ہوتی ہی اُس کی نبوت سے اور بھی فرج  
 جاوے اور یہ بیضا کی نقل رکبے اور عصا کی نقل کی آوے ہی بات بہرہ ہی کیسے دو نوں معجزے برے تھے اور  
 آیت کبریٰ بن دا نعل بن اور یہ دو نوں علم ایک نشانی کا رکھنے ہیں اور معجزہ بن کی نسبت ہو حضرت

لے آئے فَا رَمَلْنَا الْاَيَةَ الْكُبْرَىٰ پھر وہ کھلائی موسیٰ نے فرعون کو ایک نشانی تھی اگرچہ حضرت موسیٰ  
 پاس و نشانیاں تھیں ایک عصا کہ اڑو ڈھو جو جاتا تھا اور دوسرا آب کا ڈنٹھ کہ مانند آفتاب کے روشن  
 ہو جاتا تھا لیکن ایک ہی مجلس میں ایک ہی مطلب کے ثابت کرنے کے واسطے تھیں اس واسطے دونوں کو ایک ہی نشانی  
 اعتبار کیا اور ایک وجہ اور بھی ہے کہ یہ بیضا تابع تھا عصا کے والے کے یعنی جب پہلے عصا کو زمین پر ڈالتے تھے  
 اور وہ اڑو ڈھو جاتا تھا تب ڈنٹھ بغل بن والے سے مثل آفتاب کے چلنے لگتا تھا تو گویا اصل نشانی وہی عصا  
 تھا اور کچھ ایمن بہہ ہی کہ جب بنی اور رسول بھیجے جاتے ہیں تو پہلا قہر اور غضب سے مخالفوں اور منکر و کفری  
 طرف مشغول ہوتے ہیں بعد اُس کے ہدایت اور رہنمائی طلبوں اور سترندہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں  
 سو عصا قہر کی شکل تھا اور یہ بیضا غم و تہا ہدایت اور رہنمائی کا اور بھی عصا میں زندگی وغیبی خوفناک اور  
 دہرا نی شکل سے ظاہر ہوتی تھی اور یہ بیضا میں نور غیبی تھا کہ پرلے درجے کی روشنی اور چمک سے بلوہ گر  
 ہوتا تھا اور قہر اور سیاحت ظاہر نبوت سے متعلق ہی اور نور و تجلوی باطن نبوت سے متعلق ہی کہ وہ مرتبہ  
 ولایت کا ہے اور فرعون کو کہ کافرا زلی تھا اس پر لازم کرنا حجت کا اور خوف و لانا غرض تھا تو اس کے حق میں  
 آیت کبریٰ عصا تھا نہ یہ بیضا اور عصا میں دوسرا اور بھی مجرے سے ایک بہو کہ پانی کھینچنے کے وقت بائیں  
 گہرائی کھنڈے کے برہ جاتا تھا اور اس کی لڑیں و دل سے بندھ بائیں اور دوسرے بہو کہ تاریکی میں دونوں  
 شاخص اس کی مانند شعل کے روشن ہو جاتی تھیں اور تیسرے بہو کہ جب حضرت موسیٰ عیدالسلام سو جانے  
 تھے تو وہ کھڑا ہوا انگبانی کرنا تھا اور اگر کربوں پاس چھوڑ آتے تھے تو کسی درندہ کو مثل جھیرے وغیرہ کے آنے  
 نہیں دیتا تھا یہاں تک کہ بعضوں نے کہا ہے کہ عصا میں ہزار مجرے سے تھے چنانچہ وہ مجرے عمدہ کلام اعدین  
 بھی مذکور ہیں ایک دریا کا چھٹنا اس کے ضرب سے دوسرے بہو میں سے جاری ہونا پانی کے چشموں کا اس کے  
 ضرب سے قرابت کبریٰ وہی عصا ہوا بیضا اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ بیضا بہت بزرگ تھا اس واسطے کہ حضرت  
 موسیٰ اعم کی ولایت کے کمال کی صورت تھی اور نبی کی ولایت افضل ہوتی ہی اس کی نبوت سے اور بھی فرمود  
 جاوے کہ یہ بیضا کی نقل رک رک کے اور عصا کی نقل کی اور بنی بات یہ ہے کہ یہ دونوں مجرے برسے تھے اور  
 آیت کبریٰ میں داخل ہیں اور یہ دونوں علم ایک نشانی کا رکھتے ہیں اور مجرے کی نسبت سے جو حضرت



عام پر خاطر داری اور خدمت گزار ی میں اور دو سے کہ یہ بھی ہی کہ ربوبیت حق تعالیٰ کی آنکھ سے غائب  
 ہی اور عقل میں نہیں آتی اور میری ربوبیت ظاہری کی تم سب دیکھتے ہو اور بھی ایچی حق تعالیٰ کا کہ حضرت موسیٰ  
 بن میرے ایچیوں کی طرح طمطراق یعنی ظاہر کا اسباب درست ہیں رکھتے نہ مومن کے لگن ہاتھوں میں ہیں  
 اور نہ خزانہ اور نکر ساتھ ہی تو اسکی ایچی گری میں نقصان ہوا اور اس کے نقصان سے اس کے بادشاہ کا  
 نقصان جب کی طرف سے بہ آیا ہی صاف بوجھا گیا حاصل کلام کا یہ ہے کہ فرعون قبل آنے ہرت موسیٰ کے  
 ان تدبیروں اور حیلہ سازیوں سے بچا تھا اور مرتبے ساقیات میں داخل ہو کر گراہیہ مرجع میں پھنسا تھا اور  
 بعد آنے حضرت موسیٰ کے کہ انکے چھوٹے کرنے کی تدبیر میں پرا تو تدبیرات امر کے درجے کو پہنچا تو دونوں شخص  
 ہدایت اور گمراہی کے مرتبے میں کمال کو پہنچے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہدایت کے کمال کو پہنچے اور فرعون  
 گمراہی کے انتہا کو پہنچا لیکن عنایت حضرت پروردگار بھوق کی حضرت موسیٰ کی تدبیر کو شامل ہونے کے اعلیٰ  
 درجے کو پہنچایا اور وہ ملعون خسرت دنیا والا فرہ ہوا فَاخَذَهُ اللهُ تَمَازًا لِّاٰلِ الْاٰخِرَةِ وَاَلُوْا لِيْ سَجْرًا اَسْوَا  
 اعد تعالیٰ نے عذاب پچھلے اور اگلے میں ایسے دنیا میں بانی میں دہو کر سوا کیا اور آخرت کو دوزخ میں ڈالے گا  
 جس طرح دوسری جگہ فرعون اور اس کے نکر کے حق میں فرمایا ہی کہ اُغْرَفُوْا فَاَدْخَلُوْا فَا وَا اور اگر چہ دنیا کا  
 عذاب مقدم ہی آخرت کے عذاب پر لیکن یہاں اس واسطے آخرت کو مقدم فرمایا کہ مقصود اصلی وہی ہی اور  
 دنیا کا عذاب اس کا وسیلہ ہی اور یہ بھی ہی کہ عذاب آخرت کا جاودانی ہی اور ہزاروں مرتبے سخت  
 ہی عذاب دنیا سے اس واسطے مقدم ذکر کرنا اس کا ادلیٰ ہوا اور ہر چند کہ دنیا دار بجزا نہیں ہی لیکن ایسے  
 فرعون کو اور شہیروں کو دنیا میں بھی بعد الزام حجت کے اور دن کی عبرت کے واسطے لگنے بد کاموں کی سزا  
 دی جاتی ہی چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہی اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْتَشِعُ بے شک اس میں سوج کی جگہ ہی ۔  
 اس کو جو حق تعالیٰ سے ڈرتا ہی کئی وجہوں سے پہلی وجہ یہ ہے کہ گمراہی کے پتو اڈن کی تدبیر چل نہیں سکتی  
 اور ایک نہ ایک وقت اگلیا بر باد ہو جاتا ہی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ اگر اپنی صفت علمی  
 سے گمراہوں کو ڈھیل دیتا ہی لیکن مہل نہیں چھوڑتا بلکہ ایک نہ ایک دن سزا قرار واقعی دیتا ہی نہ  
 تیسری وجہ یہ ہے کہ معجزوں کا دیکھنا اس شخص کو مفید ہوتا ہی کہ کفر کی جرات کے دل میں نہ مگنی ہو اور اس

سپارہ عمہ الکریمہ عیدہ الکریمہ سورہ نازعات

جر کے ریشے پھیل نہ گئے ہوں والا ہر معجزے کو کسی حیلہ اور مکر سے دفع کر دیگا اور ہر دلیل اور حجت کو منطقی  
 سے دور کرے گا یعنی دھوکا دیکے مقابلہ کرے گا جو سچی وجہ بہہ ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے کافر کر کے  
 کہ دعویٰ خدائی کا کرتا تھا نہایت نرمی اور بردباری سے بات کہتے تھے پھر آخر کو اس پر فتح اور ظفر پائی  
 تو پیغمبروں اور ان کے فرمان برداروں کو چاہئے کہ بے ادبی اور کفر کے کلمات سن کر غصے میں نہ آجائیں اور  
 غمگین نہ ہوں تاکہ آخر کو فتح پادین اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ثابت ہو چکا کہ فیضانِ غیب کی  
 زندگی کا جسم کی ایسا وقت پر موقوف نہیں ہی اور البتہ زندگی کا کافی غیب کا بار بار آنا اور جانا ہو سکتا ہی  
 چنانچہ عصا میں ظاہر ہوا اب کافروں کو اس دلیل میں بات کہنے کی گنجائش تھی کہ زندگی حیوان کی ناقص  
 ہی اگر کوئی پیغمبر یا لکڑی میں یہ زندگی پائی جاوے تو ہو سکتا ہی اور اسی طرح بار بار آنا اس زندگی کا  
 بھی کبھی بید نہیں ہی اس واسطے کہ ایام بہارا اور برشکال میں ہم خود دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے جانور جیسے  
 سانپ پھو بسندک خود بخود بے جوتے کے پیدا ہوتے ہیں اور زمین خشک ہو یا تران حیوانوں کی صورت  
 قبول نہیں کرتی ہی پھر جب وہ موسم گزر جاتا ہی وہ صورت اپنے مادے سے جدا ہو جاتی ہی اور جب  
 پھر وہی موسم آتا ہی وہی اجزائے مادہ کہ اس مکان میں پڑے رہ گئے تھے پھر اسی صورت پر ہو جاتے ہیں  
 اور انہیں جان آجاتی ہی لیکن پیدائش آدمی کی اس طور پر ہرگز نہیں ہو سکتی اس کی نشیل بیان  
 کیا جا چکے تاکہ ذہن نشین ہو جاوے اسکے جواب میں ارشاد ہوتا ہی کہ **ءَاَنْتُمْ اَسْتَدُّ خَلْقًا**  
 کہا تم زیادہ سخت ہو بتے ہیں اور پیدائش تمہاری زیادہ سخت ہی **اَمْ السَّمَاءُ بِاَسْمَانٍ زِيَادَةٍ سَخِطٌ**  
 ہی بتے ہیں اور پیدائش اس کی تمہاری نظر دین میں مشکل معلوم ہوتی ہی اور جو اس سوال کا ظاہر ہی  
 آسمان اندازے میں ہی آدمی سے بہت برآ ہی اس حد کو کلاصلاً اسکو اس سے کچھ مناسبت نہیں اور  
 تفصیل اجزائے اعتبار سے بھی یہی بروج اور ستارے مختلف تاثیروں اور حکمون والے اور حدود جدا  
 جدا اسکے آدمی سے بہت زیادہ ہیں اور قوت جسمانیہ بھی اس کی آدمی کی قوت جسمانیہ بہت زیادہ ہی  
 کہوں کہ حق تعالیٰ نے بنا آھا بنا کیا اسکو ایسی سخت بنا کہ ہرگز باوجود گذرنے قرون کے اور سد پھرنیکے  
 پڑنا ہی نہیں ہوتا اور تو تنہا چھو تنہا ہی نہیں اور قوت روحانیہ بھی اس کی آدمی کی قوت روحانیہ سے بہت



غالب ہی اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے دفع سمکھا اونچی کی ہی بلندی اسکی بغیر تکیوں اور دیواروں کے اور سمک لغت میں اس امتداد کو کہتے ہیں کہ طول اور عرض پر اس امتداد کو قائم اعتبار کرکے اگر نیچے سے اوپر کو نظر کریں تو اس امتداد کو سمک کہتے ہیں اور ارتفاع بھی بولتے ہیں چنانچہ مشہور ہے کہ ارتفاع یعنی بلندی اس دیوار یا چھت کی اس قدر ہی اور اگر اوپر سے نیچے کو دیکھیں تو اس امتداد کو عم کہتے ہیں چنانچہ بولتے ہیں کہ عم یعنی گہرائی اس دریا کا یا اس کوٹے کا اس قدر ہی اور اہل تفسیر اور اہل حدیث نے یوں روایت کی ہے کہ دنیا کے آسمان کی بلندی رو سے زمین سے پانسو برس کی راہ ہے اور اسی طرح سے ساتوں آسمانوں کے درمیان میں مفاصلہ ہے اور مقابلہ ہوا دل بھی آسمان کا اسی قدر ہی اسی بات سے بلندی اور چوڑائی ساتوں آسمانوں کی قیاس کیا جائے کہ کہا کچھ ہوگی اور اہل ہیئت کو علم ابعاد اور اجرام میں آسمانوں کی متافی دریافت کرنے کے واسطے ایک اور ہی طریقہ ہے کہ علم ہندسہ کی دلیلین اس پر قائم کی ہیں نہ اور جو راہ پانسو برس کی کہ روایتوں میں وارد ہے کچھ متور نہیں ہے کہ کون سے چلنے والے کی راہ ہے اور کون سی جاں مڑا ہے اور یہ بھی ہے کہ قطع کرنا چرھائی کی مسافت کا ہوا زمین کی مسافت قطع کرنے سے زیادہ مشکل ہوتا ہے اور چھتوں کو اسکی مسافت قطع کرنے میں لگتی ہے اس سے دو فی اس میں ہوتی ہے چنانچہ ہوا زمین کے چلنے میں اور پہاڑ کی چرھائی میں شجرہ ہو چکا ہے اور اہل ہیئت نے کوسوں سے اندازہ انکے بعد کا کیا ہے اور اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ روایات شرعیہ اور مراہین ہندسیہ دونوں مطابق ہو جاویں لیکن اہل ہیئت کے نزدیک افلاک کے سطوح آپس میں ملے ہیں اور انکے درمیان میں مفاصلہ نہیں اور روایات شرعیہ کے موافق مفاصلہ ہی ثابت ہوتا ہے لیکن اہل ہیئت کے نزدیک ایک دوسرے آسمان کا چسپیدہ ہونا آپس میں لافضل فی الفلکیات کے قاعدے پر مبنی ہے اور قاعدہ ظنی ہے کوئی دلیل قطعی اس کے واسطے نہیں اور اس بات کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اہل ہیئت کی نظر میں حاجت مفاصلہ کی آسمانوں میں متحقق نہیں ہوتی اس لیے جہت سے مفاصلہ کو ثابت نہیں کیا اور شرع والوں کو ڈرو سیر فرشتوں کا دونوں آسمانوں کے درمیان میں معلوم ہوا تو مفاصلہ کو ثابت کیا ہے بس کسی طرح کی مخالفت نہیں رہی مگر یہی کہ برہین ہندسیہ سے بیان میں ابعاد فلکیات کے ثابت ہوتا ہے کہ بے فرجہ کے معلوم کیا ہے اس چیز سے کہ روایات شرعیہ سے ثابت ہے لیکن

ف بیان ہوا ہے بلندی کا

سپارہ عمر      سورۃ النور      سورۃ نوح

یہ مخالفت لفظی ہی کہوں کہ جس مقدار کو کہ اہل ہیئت نے آسمان کے مٹانے میں داخل کیا ہی شاید بعض کو  
 اس میں سے اہل شرع نے فرجہ اعتبار کیا ہو اور باقی کو مٹا پان فی نفع التواضع پس جگہ آ آتھ گیا اب  
 حاصل کلام کا یہ ہے کہ آسمان کی قوت جسمانیہ اور روحانیہ کا زیادہ ہونا آدمی کی قوت جسمانیہ اور روحانیہ  
 اظہر من الشمس ہی اور اگر آدمی کو اس بات کا فخر ہی کہ میرا مزاج کمال اعتدال پر واقع ہوا ہی کہ نفس ناطقہ  
 مجردہ کے تعلق کے قابل ہوا ہوں جو اب اسکا یہ ہے کہ آسمان بھی کمال اعتدال اور لطافت میں واقع ہوا  
 خواجہ فرمانے ہیں: **فَسَوِّهَا** پھر معتدل المزاج کیا ہی اس آسمان کو اور نفوس کا ملکہ کو اس کے اجرام سے  
 متعلق کیا ہی کہ لطافت اور تجرد میں نفوس انسانیہ سے زیادہ تر کامل ہیں اور باوجود ان سب باتوں کے  
 آسمانوں کو ایک بری زبردست تاثیر بخشی ہی کہ بسبب ظاہر ہونے آفتاب اور ستاروں کی شعاع کے  
 ایک حرارت قوی عالم میں ظاہر کرتے ہیں اور انکی روشنی چھپ جانے سے نہایت خلی عالم میں پیدا کرتے  
 ہیں اور یہ تاثیر ہر روز آنے جانے میں دن رات کے نظر آتی ہی نہ **وَأَعْطَشَ كِلَيْهَا** اور اندھیری کی رات  
 اسکی تاکہ آفتاب کی شعاع گرم جہان والوں پر نہ چلے اور سردی پیدا ہوا اور ہر جگہ کہ شب نام محروم ظلی زمین کا  
 ہی لیکن جو وہ محروم آفتاب کی شعاع کے سبب پیدا ہوتا ہی اور غروب آفتاب کا ایک کنارے پر اس  
 مخروط کے طلوع کا سبب ہوتا ہی اس کنارے والوں پر اور طلوع آفتاب کا اس مخروط کے غروب کے  
 موجب ہوتا ہی اور آفتاب کی حرکت آسمان کی حرکت کے تابع ہی توہم نشینات کو آسمان کی طرف نسبت فرمایا  
 ہی اور بعضوں نے ارباب ہیئت سے آسمان کی ترویج کو اسکی گروہیت پر حمل کیا ہی اور کہتے ہیں کہ شکل کردی  
 آفتاب کو قببول نہیں کرتی بر خلاف اور شکلوں کے بس اس جہت بھی خلقت آسمان کی زیادہ تر محکم  
 آدمی کی خلقت سے اور بعضوں نے ترویج کو آسمان کے شقوق اور شکاف ہونے پر حمل کیا ہی بر خلاف نہ  
 آدمی کے کہ سام اور شقوق بہت رکھتا ہی اسی واسطے بہت سی آفتابیں ہی کہ مناسب اور نامناسب  
 ہوا اسکی بر زمین داخل ہوتی ہی اور کھانا اور پینا اور گرم و سرد ہوا اور موسمی جانور اسکی بدن کے  
 سوراخوں کی راہ سے گھسکتے ہیں بر خلاف آسمان کے کہ ان سب آفتابوں سے بالکل محفوظ ہی نہ نہ  
**وَأَخْرَجَ ضُحًى** اور نکالی روشنی اسکی کہ صبارت اسکی آفتاب ہی اور ضعیف کے وقت کا

ذکر اس واسطے اختیار فرمایا ہی کہ وہ وقت کا بل ٹری سب اجزاؤں سے دن کے نور اور روشنی میں  
 اور آفتاب کی شعاع کو ایک تاثیر ہی نہایت محسوس گرم کرے میں عالم کے آدرا تمام عناصر کی شعاع کے  
 سبب گرم ہو جاتے ہیں خصوصاً زمین کو سبب کثافت اور جس کے بہت دیر تک اس کیفیت مقبول کو محسوس  
 رکھتی ہی اور جرات دن آسمان کو تیز و تسخیر یعنی سردی اور گرمی ہم ہوتی اور آسمان قابل ان کو محسوس  
 نہ تھا تو لاچاران دونوں کو زمین نے قبول کیا اور قابل جوٹے بونے اور چٹنے اور نہرین جاری ہو نیکی  
 ہوئی نہ **وَأَلْأَرْضُ يَصُدُّكَ ذَٰلِكَ دَحْيَاهَا** اور زمین کو رات و دن کی تدبیر کے بعد ہوا و چمن ہندی  
 کی کہو کہ صبح ہونے سے گرمی سردی کے زمین میں نہ **أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءً فَسَاءَ تِلْكَ الْأَرْضُ** زمین سے پانی  
 اسکا تاکہ زمین میں کے گھر سے ہونے پانیوں کو کہ سردی کے سبب پانی کی صورت قبول کرنے کے  
 مستعد ہوتے تھے آفتاب کی شعاع کی گرمی سے ہند کر زمین باہر نکل آوے اور جب پانی اور خاک مل گئے  
 اور حرارت نے ہمارا اور گرمی کی زمین اثر کیا تو بس لگھاس اور سبزہ آگیا چنانچہ فرماتا ہے **وَمِنْ عَمَلِكُمْ**  
 اور نکالا چار اُس زمین کا گویا زمین اس تدبیر سے پہلے اور چتر ہی تھی اب اسکو باغ بنا دیا کہ پانی بھی زمین  
 جاری ہی اور طرح طرح کا سبزہ بھی آگاہی اور اس واسطے کہ مارت پانی کا زمین میں محفوظ ہو ایک تدبیر اور  
 فرمائی ہی **وَالْجِبَالُ أَوَّسَاءٌ** اور پہاڑوں کو لنگر وں کی طرح سے زمین پر مقرر کیا کہ جو تجارت کے  
 زمین میں گھر سے بڑے چاہیں کہ باہر نکلےں تو پہاڑوں کے متشابہ کے سبب نکل نہیں سکتے ناچار کوئے کہ  
 پانی ہو جاتے ہیں اور سورانوں کی راہ سے جو ان پہاڑوں میں ہاتے ہیں چشموں اور نہروں کے طور  
 جاری ہوتے ہیں اور یہ بھی ہی کہ جو پانی کہ آسمان سے نازل ہوتا ہی تو پہاڑوں کے متشابہ کے سبب  
 زمین اسکو جذب نہیں کر سکتی اور پہاڑوں کی جو تہوں پر جمع ہوا ہوتا ہی پھر آہستہ آہستہ نشیب کی  
 طرف جاری ہو تا ہی اور اسی واسطے نہرین اور چٹنے پہاڑوں سے جاری ہوتے ہیں اور قرآن مجید میں  
 جا بجا چشموں اور نہروں کے ذکر کے ساتھ پہاڑوں کا ذکر بھی آیا اور یہ سب تدبیریں اس واسطے  
 فرمائی ہیں کہ **مَتَابِعًا لِّكُلِّ نَقَّاطَةٍ** کہ کام چلانے کو تمھارے اور تمھارے چار ہایوں کے بس  
 بقا اور معاش تمھاری سب آسمان سے مربوط ہی اور حیات تمھاری مدد چاہنے والی اسکی جہات سے

ف  
بیان حکم جلاک  
اول سورہ نازعات  
آسمان زمین

ہی چہ اپنے کو خلقت میں اس سے زیادہ محکم کس طور سے گمان کر سکو گے اور یہاں پر سمجھا جائیے کہ دوسری  
روایتوں میں کہ سورہ بقرہ اور سورہ فصلت میں واقع ہوئی ہیں زمین کی خلقت کو آسمان کی خلقت سے  
پہلے بیان فرمایا ہی ملکہ پہاڑوں کے قائم کرنے کو زمین پر اور الفا کو نابرکت کا ساتھ پیدا کرنے قوتوں کے  
زمین میں بھی سورہ فصلت میں آسمان کی خلقت پر مقدم ہی آورہ جو کثاف ولے اور دوسرے  
مفسروں نے کہا ہے کہ خلقت زمین کے جرم کی آسمان کی خلقت پر مقدم ہی اور سمجھا نا اور پھیلا نا زمین کا  
آسمان کی خلقت سے بعد ہی سو یہ تفسیر پیش نہیں جاتی کیوں کہ سورہ فصلت میں زمین کی نام خلقت کے  
اور جو کچھ کہہ ہیں ہی آسمان کی خلقت سے مقدم فرمایا ہی اور سورہ بقرہ میں بھی خلق لکھ ملے الا وض  
سمیعا فداستوی الی السما و زمین کی تمام مخلوقات کی تقدیم آسمان کے تنویر پر دلالت کرتی ہی اسی  
واسطے ایک جماعت علما کی اس بات کی طرف لگی ہی کہ خلقت آسمان کی زمین سے مقدم ہی مگر تنویر آسمان  
زمین کے بعد ہی سو اس جماعت کو اس سورہ سے غفلت واقع ہوئی ہی کیوں کہ اس جگہ پر فسق مھا  
وا غطش لیلھا و اصرح ضحھا فرمایا ہی اور بعد اُس کے ارشاد کیا ہی والارض بعد ذلك و حھا  
پس تحقیق یہ بات ہی کہ مراد دُخو رین سے کہ آسمان کے تنویر کے بعد ہی مرتبہ نضا اور ایجا و ما فی الارض کا ہی  
اور زمین کو بطور باغ کے مرتب کیا اور مراد خلقت سے ما فی الارض من البہال والنبات والافان کی  
کہ سورہ فصلت اور سورہ بقرہ میں ہی آسمان کی تنویر پر مقدم ہی سو ان چیزوں کے اندازے اور تقدیر کا  
متنبہ ہی نہ بالفعل کی ایجاد کا والا ظاہر ہی کہ کون معادین اور نباتات کا بلکہ کائنات جو بھی الشوہ آسمانی پر  
اور اوضاع مختلفہ پر اس شعبے کو موقوف ہیں کہ حرکت سے آسمان کی مربوط ہیں اور بعض مفسروں نے کہا ہی کہ  
ثو اور بعد ذلك ان آیتوں میں ترتیب کے واسطے نہیں ہیں بلکہ نعمتوں کی گنتی کے واسطے ہیں کہ سبب  
کثرت غیاث کے رعایت پس و پیش کی ذکر میں نہیں کرتے ہیں جسے کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ میں نے  
تجھ کو فلا فی فلانی چیز میں نہیں دین پھر تیری پرورش نہیں کی پھر تجھ کو اگلے مالک کے ہاتھ سے کہ تجھ پر ظلم  
کرنا تھا نہیں پھر آیا بلکہ بعضوں نے انہیں سے کہا ہی کہ بعد یہاں پر مرتبے کی تراخی کے واسطے ہی جیسے  
ثم کان من الذین امنوا میں ہی کہ بعد فلک زبہ کے اور دوسری عبادات مالک کے مذکور فرمایا ہی

کائنات  
آسمان اور زمین  
کی مخلوق کو ترتیب  
میں نہیں

اور زمین کا بچھانا اور مومن کو حق میں بہت بری نعمت ہی آسمانی نعمتوں سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عنہما سے منقول ہے کہ بعد ذلک یہاں پر مع ذلک کے معنوں میں ہی جیسے ایک عمل بعد ذلک ذنیہ میں اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پہلے زمین کو بہت چھوٹا پیدا کیا اور پھر زمین کو بڑا کر دیا اور ان لوگوں میں برکت دی کہ ان کے سب سے پانی کو اپنے اندر کھینچ لے اور چھوٹے جاری ہوں اور اندازہ لگانے کی چیزوں کا مقرر کر دیا پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور آسمان ایک دھونچک مانند تھا اس کے سات آسمان نائے ہوز میں کو بچھلایا جسد رکاب ہی اور اول پیدائش زمین کی کعبہ معظمہ مقام پر تھی وہیں سے بچھلائی گئی ہی اسی واسطے اس فائدہ کرم کے حق میں دوسری جا پر فرمایا ہی ان اول بیت وضع للناس اور کے کے شہر کو اسی واسطے ام القریٰ کہتے ہیں و امدا علم اور یہ بھی سمجھ لیا جا چکا کہ ان نعمتوں کی تعداد میں بعضے مکانون پر حرف عطف کالائے ہیں اور بعضے مکانون پر حذف کیا ہی سو اس نکتے کے دریافت کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ جس مقام پر کہ پہلی نعمت مجمل ہی اور اس کی تفصیل منظوری تو عطف کے حرف کو و کائے حذف فرمایا تو واسطے کہ مجمل اور مفصل آپس میں ایک ہیں حرف عطف کی گننا بشر نہیں مگر نہیں جیسے و کلا رض بعد ذلک وحھا اخرج منها ماءھا ومرجھا اور جیسے بناھا و رفع سمکھا فتوھا اور جس جگہ پر کہ پہلی نعمت کے بیان سے فارغ ہو کر دوسری نعمت کا بیان کرنا مقصود ہی وہاں پر عطف کا حرف لائے ہیں چنانچہ اور رب اتون میں مذکور ہی اور جو دفع کرنے سے کافروں کے شہوں کے کہ حیات اخروی میں بیان کرتے تھے فارغ ہوئے اور وہ بات کہ مقصود تھی یعنی تفصیل نیلون اور بدون کے حال کی اور امتیاز ہر ایک کا ان دونوں نعمتوں اپنے حال کے اندازہ ہو رہا رہ لیا تھا پھر نام کرنے کو اس مقصد کے رجوع فرماتے ہیں کہ کہتے دل اس پر وہی دوبارہ زندگی کے سب سے اور نفعہ صورت کی آواز سننے سے مضطرب اور سیرا رہو جاوینگا اور غرہ بھی ان کے اس اضطراب کا ظہور کریگا اور جس بلا سے کہ در تھے وہی واقع ہو نیکی صورت بگڑے گی فیاذلک جاء الطائفة الیک بتیری بس آئے سے راوند کے لوگ مضطرب اور سیرا رہو جاوینگا اور ہر شخص پر اپنے حال کا انہیں غلبہ کریگا کہ دیکھا جائے مجھے آج کے دن اس مقام پر اس زندگی میں کس طرح کے معاملے

پیش آتے ہیں اور کہا کرتے ہیں اور جب دوسرا حادثہ آجگا کہ وہ بہت تیرا اور بے ماوٹن پر غالب ہی  
کہ مراد بخلی قہر الہی ہے ہی مجازات کے واسطے اور حاضر کر نیکو علموں کے صحیفوں کے اور شاہدوں کے اور  
ارواحوں اور ملائکہ کے اور نزدیک لانے کو دوزخ کے اسے موقوف پر لینے کہتے ہو نیکی جگہ پر اور دھرم پر  
گناہ گاروں کی اور سوال درجہ ہون کی سزا کے واسطے اور عامہ کا لفظ مانو ذہنی علم کے نیکے اور علوم کے  
مستون میں ہی یقال فی اللیل جری الوادی فطمہ علی القری جب نالہ جاری ہوتا ہی تو گھڑے پر پانی غالب  
ہو جاتا ہی اور کبریٰ ناکید پر ناکید اس حادثے کے نیکے اور علم پر ہی اور جزا اسے نہ ملے کہ حرف ادا کا  
مذلول ہی لفظ فاما من طغی کا اپنے معطوف کے ساتھ ہی اور جو یہہہ حادثہ بلا صالت نوع انسانی کی  
مجازات کے واسطے واقع ہو کا اور آسمان کا چھٹنا اور زمین کا تزلزل اور دوسرے حادثے مھن اسکی  
تہید اور تو طویلین بس واقع ہونا اس حادثے کا ہو سیکا گم کیوہہ دینا کر لانا انسان ماسعی  
جس دن باو کر گیا آدمی ان چیزوں کو جو دنیا میں ہی اور تلاش سے ہی تھیں گویا کام کرنے کے بعد  
کہ جزا اسکی نہیں دیکھی اور ثمرہ اسکا نہیں کھھا تو بھول گیا تھا اب جو اسکا بدلہ انکھوں سے دیکھگا تو  
ان سبکمون کو یاد کر گیا اور اپنے اعمالوں کو کتنے کئے ہونے اور صحیفوں میں بھی لکھے ہونے دیکھگا اور جو چیزیں  
کہ اسے ذہن سے جاتی ہی تھیں چہرے کے ذہن میں بس جائینگے اور تو اسے نیکے کے سرات کرنے سے  
اسکے مدد اور خیال میں ان علموں کو انکی صورتوں سے دریافت کرے گا اور آسمان کے جرنے اور زمین کے  
پھٹنے سے عالم مثال علوی اور سفلی کو دیکھگا ویزرت الجیم اور کھول دکھائی جائینگی ووزخ بلون  
سیرمجا جو چاہے دیکھے اور سب آدمی اسوقت دوزخ کے دیکھنے میں برابر ہونگے جیسے دنیا میں انبیا اولیا  
دوزخ کو دیکھنے پر اور عوام دوزخ کو بہان دیکھتے اس جہا میں یہہہ تفرقہ نہ ہوگا بس زیادہ کرنا لمن ہری کا  
اسکے ظہور کی تیمم کے واسطے ہی جیسے فدین الصبح لذی عینین یعنی ظاہر ہونی صبح اس شخص کے  
واسطے کہ وہ انکھیں رکھتا ہی چہند کہ یہہہ حادثہ عظیم تمام محشر والوں کو بے حواس کر دگا اور دیکھنے سے  
قہر الہی کی نشانوں کے کہ دوزخ کی صورت سے نمودار ہو نگی بس شربک ہونگے لیکن انرا اس  
غضب کا ہر کسی نہ پہنچیکا بلکہ لوگ اس وقت میں دو فریق ہو جائینگے فاما من طغی کا یہہہ جس شخص





سپتہ جمعہ الرکعتہ صلیبہ الکبریٰ سورہ ناعث

مصروف رہتی تھی ایک انہن سے کہ مصعب بن عمیر رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے دنیا کی لذتیں چھوڑ دین چھین اور راتوں کو بیدار رہنے اور بیدار رہتے تھے اور ہمیشہ روز سے رکھتے تھے اور اچھا کھانا نہ کھاتے تھے کہ عیرون کی خواہش زیادہ ہوگی آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے وہ مال و متاع اور دولت و حشمت چھوڑ کر اور سارے گویا سے جدا ہو کر غرت و کسرت میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور قرآن برعائین میں وہ ان کے لوگوں کے مستغول ہوئے اور جنگ احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نشان اٹھا کر کمال استقلال و جوا نردمی اور آزا دیگی کے ساتھ دنیا سے لگے اور شہید ہوئے انا لله وانا الیہ راجعون یہاں تک کہ ان کے کفن کے واسطے سو اہلک کے کھڑے نہ ہو اور وہ بھی اُنکے قد کے برابر نہ تھی اگر پانچ جھانے نے نہ لکھ لیا جاتا تھا اور اگر کبھی چھپے نہ تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جس نے لگے سے اُنکے سر کو چھیدا اور اُنکے پاؤں کو حوش بردار لگھا سے لڑا سکر اذخرا کہنے میں چھپا دو دوسرے لوگوں نے ویسا ہی کیا اور دوسرا بھائی کہ جب کا نام عاز بن عمر تھا غیب و رومش و غزوت میں مصروف تھا اور صحرا میں سرعید بن مسروق اور زکریا کے واسطے میثابے جانی سے لڑتا بھگتا تھا اور دنیا کی محبت کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے جدا ہوا تھا اور حاضر نہ ہوا تھا اور ایمان اور ایمان کے حکموں کو قبول نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ جنگ بدر کے دن کافروں کے ساتھ مارا گیا اور کئی دنوں کا دوزخ ہوا اعداؤں نے انا لله من سواہ الخائفہ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں کے سامنے قیامت کا احوال بیان فرماتے اور کہتے کہ دوزخ طامیون اور سرکشون اور دنیا طلبون کی جا سے ہی اور بہشت متقون اور دروالمون کا مقام ہی تو کافروں کو چھین لگتے کہ یہ تب قیامت کے بعد ہو گا پھر تم ہم کو بناؤ کہ قیامت کب ہوگی اور اُنکے آنے کا کون سا وقت ہی اللہ تعالیٰ نے اُنکے اس میں یہودہ سوال چلی فرمائی اور ارشاد ہوا کہ یسئلونک عن النشأۃ لوجہ ہیں پنہ سے قیامت کے آنے کا وقت آتیا ان صر سہ لک ہو گا بر با کرنا اس قیامت کا اور لوگوں سے وقت ہوگی حالانکہ یہ سوال کا محض بیجا ہی کہوں کہ آئندہ کی باتیں بنانا کچھ نیرا کام نہیں ہے کچھ سے اس قسم کی باتیں بوجھتے ہیں یہ تو مبغون اور مالون اور بضریون اور مفلون دیکھتے ہیں

اور کاہنوں کا کام ہی تیرا کام تو احاطہ الہی پہنچا دینے کا ہی اور ورا دینا اللہ کے عذابوں سے بغیر  
 نعتیں وقت کے فہیم آگت من ذکر کھٹا تو کس بات بن ہی اس قیامت کا وقف بیان کرنے میں کہوں کہ  
 ایسا اولیا گاہے گاہے آگے ہونے والی بات کے وقت کو بیان کر دیتے ہیں سو محض اس واسطے کہ جب وہ بات سنی  
 وقت ہو جاتی ہی تو لوگوں کو انکی نبوت اور ولایت پر اعتقاد آجاتا ہی اور ان سے اللہ کی راہ سیکھنے  
 اور ہدایت پانے میں جیسے ظاہری اہل کتب بعضے وقت بطور تقدیر معرفت کے مریض کے تغیرات فرجی آئندہ کو  
 بتا دیتے ہیں اس واسطے کہ لوگوں کو اس بات کے ظہور میں آنے کے بعد انکی طبابت کا اعتقاد آجاسے اور مخلوق  
 کے معالجے سے نفع اٹھاؤن والا بیان کرنا آئندہ کے حادثوں کے وقت کا نبوت اور ولایت کی شرطوں  
 نہیں ہی چنانچہ بیاں تقدیر معرفت کا لینے آگے کی بات چھانسنے کا بیان کھ طبابت کی شرطوں سے نہیں ہی  
 اور ایک بات معنی ہی کہ اس میں توفی محمد کھ فائدہ چھوٹا ہی اور قیامت کے وقت کے بیان کرنے میں کچھ بڑھتی  
 نہیں کہوں کہ اگر کسی کو بعد واقع ہونے قیامت کے انبیاءوں کی نبوت پر اعتقاد آجاسے تو کجا حاصل کرایان کا  
 وقت توفیق ہو گیا اور اگر قیامت کے واقع ہونے کے قبل مواہت اس وقت بیان کئے گئے کی معلوم ہو  
 نہیں سکتی بس قیامت کے وقت کا ذکر کرگز نبوت کے کام سے مواہت نہیں رکھنا اور ان سب باتوں کے ساتھ  
 خود پیر علم بھی ایسا نہیں کہ کسی بشر کا مدد کر اسکا احاطہ کرے کہوں کہ تمام حادثے کہ عالم میں واقع  
 ہوتے ہیں سو اسباب بھی ان حادثوں کے عالم میں موجود ہیں تو ان حادثوں کے واقع ہونے کا وقت مقرر  
 کر کے میں اور پیر کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ اسباب جمع ہو ویسے اور یہ مواقع دور ہو جائیں گے جو وقت میں  
 ہوں تب خواہ مخواہ یہ حادثہ واقع ہو گا برخلاف اس حادثہ عامہ کے کہ تمام ارکان توں پر اس عالم کے صدمہ  
 پہنچاویگا اور اسباب مانند مہیات کے درہم برہم ہو جائیں اس کے واسطے ایک سبب ہی اس عالم کے  
 اسباب کے مامولک بشر کے عدد ان میں پہنچتی ہی اس واسطے جو شخص کہ اس عالم میں سے سوال کیا جاتا ہی  
 باواسطہ یا بیواسطہ اسکو علم الہی کے حوالے کر دیتے ہیں اور اس واسطے فرمایا ہی اَللّٰی رَبَّکَ مُنْتَهٰی سُرَّتْ  
 رب ہی کی طرف ہی انتہا ہی قیامت کے واسطے کہ قیامت کے وجود کا سبب ارادہ فہری ہی ذات پاک کا  
 ہی کہ عوض لینے کے واسطے نبی آدم کے گنہگاروں کی طرف متوجہ ہو گا اور اس ارادے کے وقت لاجائنا

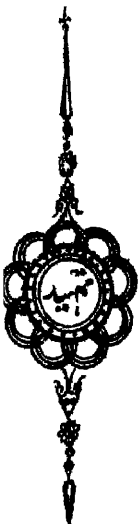
کتابت میں غور فرمائی  
 کہ کہتے ہیں غور فرمائی  
 دعویٰ کہ جن کی تعلیم  
 اور یہ وہی کہ جس سے تلافی

کہ کب ہی اور نبی آدم کی برائوں کے اندازے کو معلوم کرنا کہ کتنی ہیں اور کون برائی قابل مستدائیت کے ہی بہت  
 سب فاصدائیں ذات پاک کا ہی شیرا کام اور دوسرے آدمیوں کا بہن ہی کہ اس علم کو  
 جان سکیں مگر ایک طور سے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکو یہ علم عنایت ہو اور وہ ہونو الا بہن  
 کیوں کہ برائے انکے مٹنے و مٹنے یحشم سا ہیں ہی نو مگر درانے والا اس شخص کا جو قیامت سے  
 ورتا ہی اور یہاں پر ایک سببہ بیان کرتے ہیں کہ درتے کو درانا کہا معنی تو آب اسکا بہن ہی کہ  
 علم جمالی کے سبب سے کہ ہر عاقل کو مجازات پر حاصل ہی نہ جانتا ہی کہ دنیا میں مجازات واقع بہن  
 ہو سکتا سو ایک اور عالم اس کے واسطے چاہئے پس خوف بنامت کا اسے پیدا ہوتا ہی اور انبیا اور  
 مرسلین کا درانا بیان کرنے سے مجازات کی تفصیل اور مضرات اور نافعات سے اس جہان کے ہما پس  
 جو شخص کہ علم جمالی مجازات پر بہن رکھتا انبیا اور مرسلین کے درانے سے بے بہہ ہی اور بعض مفسروں  
 کہا ہی کہ مراد من بخشی سے یہ ہی خوف آخرت کی استعداد کا لقبہ اس میں موجود ہی نہ بہہ کہ بالفعل ورتا ہی  
 اور جو درانے سے انبیا و ان کے سواے ان لوگوں کے کہ استعداد خوف کی رکھنے میں فائدہ مند  
 بہن ہوتے تو گویا انبیا و ان کو دوسروں کے درانے کا منصب بہن ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ درینوں  
 اور درانوں کے سوال اس ہمز کے وقت کا اصلا در کار بہن ہی جیسے کسی مسافر کو جو چورون کا در ہو یا  
 کوئی دوسرا اس کو ذرا فون در اوے اور وہ پوچھے کہ مجھ پر کس وقت پرینگے جب تک اسکا وقت بیان  
 نہ کرے گی تب تک بن پرگز یقین نکر دنگا اور ظاہر ہی کہ اگر کا فون کا سوال قیامت کے وقت کا اس سسطے  
 تھا کہ اگر وقت کا بیان کرینگے تو ہم ایمان لاوینگے بس بہہ صاف بیجا ہی کہوں کہ بیان کا وقت اس صورت  
 میں موجب ایمان کا ہوتا ہی کہ وقوع واقعہ کا موافق اس وقت کے ہووے اور اس سے پہلے بیان  
 کرنا اور نکرنا وقت کا برابر ہی اور بعد واقع ہونے قیامت کے ایمان کا اعتبار بہن ہی اور اگر اس سسطے  
 ہی کہ اسکا بعد اور قرب معلوم کر لیں اگر دور ہو تو ہا طریج سے بیٹھ رہیں اور اگر نزدیک ہو تو اسکی  
 فکر کریں تو بہہ بھی بے حاصل ہی کہونکہ قیامت قائم ہونے کے وقت بہہ مدت دراز نگذری ہی انکو بہت بخوردی  
 معلوم ہوگی کا ہم یومیر و نھا دگو یا کہ وہ لوگ جس روز کہ دیکھنے کے نشان اناس

قیامت کی تو جانینگے کہ اُنکے ٹھہرنے کی مدت دُنیا میں نہایت تھوڑی تھی اور ایک روز کامل کو بھی نہیں پہنچی تھی بلکہ ایسا گناہ کرینگے کہ لکھنے والا دیر نہیں کی تھی دنیا اور برزخ میں الا عیشیۃ مگر ایک عشا کہ آفتاب کے زوال سے غروب تک ہوتی ہی آؤ صبح ہوا یا برابر اسکی صبحی کے کہ طلوع آفتاب زوال کے قریب تک اسکا وقت ہوتا ہی اور تردد انکے عشا اور صبحی میں اسواسطے ہو گا کہ اگر عمر انکی شفقت اور رنج میں گزری تھی اور برزخ میں عذاب میں گرفتار تھے اسواسطے اپنی بقا کی مدت کو آدھے عشا یعنی پچھلے آدھے دن کی برابر جانینگے کہ وہ ماندگی اور رنج کا وقت بھی ہی اور اگر ان کی عمر راحت میں گزری تھی اور برزخ میں بھی چندان معذب نہیں ہوئے تو اپنی بقا کی مدت کو صبحی سمجھینگے اور بعض علمائے کہا ہی کہ شروع رات دن کے دور کا اکثر لوگوں کے نزدیک جیسے ہنود اور یونانی وغیرہ ہیں دو پہر سے ہی اور شریعت میں اول فجر سے اور جو اہل مشرک منظور رکھیں گے کہ اپنی بقا کی مدت کو آدھے دن سے بھی کمتر بیان کریں تو کہیں گے کہ اگر شروع دن کا نصف النہار سے ہی تو ہم نے دیر نہیں کی مگر برابر ایک عشا کے اور اگر امتداد اول فجر سے ہی تو ہم نے دیر نہیں کی مگر ایک صبحی اور ظاہر عہد مقدم ہونے میں عشا کے صبحی پر ہی ہیں لیکن اضافت صبحی کی عشا کی طرف اس جهت سے ہی تاکہ آگاہی ہو اس بات کی طرف کہ بالکل دنیا کی مدت اُنکے گمان میں ایک روز کے برابر ہوگی چنانچہ دوسری جاے پُرانکی زبان سے فرمایا ہی کہ ان لپٹتہ الا یوما اور اپنے نوع کی بقا کا زمانہ دُنیا میں اس روز کی ایک عشا برابر جانینگے نہ یہ کہ عشا ایک دن کی اور صبحی دوسرے دن کی اور اگر عیشیۃ واضحی فرمانے اور اضافت صبحی کی عیشیۃ کی طرف نکتے نوا اتحاد ایک روز کا بوجھا نجانا اور اتھال ہی کہ معنی اس آیت کے اس طور سے ہوں الا عیشیۃ او صبحا ایضا مع العشیۃ اور حاصل یہ کہ اپنی دنیا کے باقی رہنے کی مدت میں تردد کرینگے کہ آدھا روز تھا یا سارا روز چنانچہ دوسری جاے پُرانہ میں کی زبان سے نقل فرمائی ہی کہ

لثنا یوما وبعض یوم فاسال العادین ولسه اعلم

سورہ عبس



یہ سورہٴ مکی ہے یہاں آیتیں اور ایک سو تیس کلمے اور ہائونین تیس حرف بین اور اس سورہٴ بکاربط  
سورہٴ والنزعات سے کئی طور سے ظاہر ہی اول تو یہ کہ آخرین سورہٴ والنزعات کے آتمانت منذر  
سن یخشیہا فرمایا ہی اور اس سورہٴ بین عنابا در خطاب ہی ترک کرنے پر اس منصب کے لوازمات کے کہ  
امان جاؤک یسعٰی وھو یخشی فانت عنہ قلہی ووسر یہ کہ اس سورہٴ کا قصہ اُس سورہٴ کے قصے سے  
تقابل رکھنا ہی وہاں ہر ایک پغمبر علیہ السلام کو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے رو بردیک بادشاہ صاحبِ اقتدار  
بھیجا اور اُسکی خوشامد کا حکم فرمایا فضل حلک الی ان تزکی اور یہاں پر ایک فقیر مدھے خاک  
آگے قائم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے اور اُسکی خاطر واری کا حکم ہوا اور اغنیاء اور ثروت والوں  
توجہ کرنے پر عناب فرمایا وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بطور آرزو کے کہتے تھے حلک الی ان تزکی اور  
یہاں حق جل وعلیٰ امیدوار کرتا ہی کہ لعلہ یزکی اور اُس بادشاہ کو طغیان اور سرکش سے وصف فرمایا  
اور اس فقیر کا خوف و خشیت وہ بادشاہ جبار اپنے مکان پر تھا اور پغمبر کو اُس کے پاس جانے کا حکم ہوا کہ  
اذھب الی فرعون اور یہاں پر وہ فقیر خود دورا جلا آتا ہی کہ اما من جاؤک یسعٰی نامعلوم ہو کہ  
کار و بار انبیاء کا نام تابعداری او فرمان برداری ہی جس طرح سے ارشاد ہوتا ہی اسی طرح سے  
سجالانے ہیں اگر اغنیاء اور سرکشوں کی ملاقات کا حکم ہوتا ہی تو سر و چشم اور اگر فقیر و خاکساروں کی  
تعظیم اور توفیر کو ارشاد ہوتا ہی تو علی الراس والعین نہ تابعداری اور فرمان برداری سے فقیروں کی  
خوشدل ہوتے ہیں اور نہ سرکش اور جباری سے متکبروں کی تنگدل فرعون کو دیکھا چاہئے کہ کس صفت سے  
موصوف ہوا کہ خدا دبو یسعٰی پھر پیچھے پھیر کر راہ حق سے بھاگت تھا اور اس سلین اندھے کو غور  
کیجئے کہ کس طور سے آتا ہی جاؤک یسعٰی یعنی حق کی طرف منہ کر کے دور تا ہی تیسرے پہر کہ ان دونوں  
سورہٴ بن وحر کے قیامت کے دن کے اور تکلفین اُس روز کی ایک ہی طور سے مذکور ہیں جیسے اُس  
سورہٴ میں فاذا جاءت الطامة الکبریٰ یومئذ کن لانسان ما سعی الی اخرھا فرمایا ہی اور اس  
سورہٴ میں فاذا جاءت الصاخة یومئذ فی اللامن ایخہ الی اخرھا ارشاد ہوا جو تھے یہ کہ کہ تعداد اللہ تعالیٰ کی  
نعمتوں کا درست کرنے ہیں آدمی کی معاشرہ و حلقہ کے اور اُس کے اصول بھی ان دونوں سورہٴ میں

مناسبت قریباً اتحاد کے رکھتے ہیں گویا دونوں ایک ہیں اور اس سے جو عین باخبر نہ ہا، وہ منشا مشاعاً لکھ لکھ کر  
 مذکور ہی اور اس سورہ میں دعا لکھتا یا با منشا عا لکھ لکھتا مگر اور اس سورہ میں خلعت آسمان کی اور رات  
 و دن اور زمین اور پہاڑوں کی یا فرمائی ہی اور اس سورہ میں خلعت آدمی کی نطفہ کی حالت کے وقت سے  
 تا دم مرگ ارشاد ہوئی اور پہلے اس بات کے کہ سب اس سورہ کے نازل ہو چکا مذکور ہو تمہید ایک مقدمے کی  
 ضرور ہی اول سمجھ لیا جائے کہ امد تعالیٰ کے محبوبوں میں کہ انکو ہدایت اور ارشاد کے کام کے واسطے جن لیا  
 ہی اور درمیان میں سب لوگوں کے بمعیت میں اوصاف بشریت کے اور صفات نفس کے کچھ فرق نہیں  
 ہوتا بلکہ فرق اس جس سے ہی کہ محبوبوں کو خود تربیت فرماتے ہیں اور جب کہیں کوئی صفت نفس کی صفات  
 میں سے آئے موافق منفصلے جملہ شریک کچھ ظاہر ہوئی ہی اور اپنی خودی سے کوئی حرکت کر سکتے ہیں  
 کہ موجب رفق کے استجاب کا ہو تو جلد تا دیر با در عتاب آگاہ کر دینے ہیں اور اسکا تدارک فرماتے ہیں چنانچہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہی کہ اذ بتی ربی فاحسن تا دینی و  
 علمنی فاحسن تعلیمی یہاں تک کہ اول تخلق با خلقا لیسہ ائلو حاصل ہو کہ مرتبہ وصول کو اور فنا سے نفس کو  
 لازم ہی اور بعد اس کے تخلق ساتھ ان اخلاق کے سبب ہو کہ مرتبہ بقا کے تابع ہی اور اسکو حالت متعلق  
 اور تکلیف کی کہتے ہیں بس مارد ہو نا اس قسم کی حرکتوں کا آنحضرت صلعم سے کچھ اس جناب کے مرتبہ اور منصب کے  
 منافی نہیں بلکہ تاویب اور عتاب الہی ان حو کا ہے جس میں ہل ہی اس منصب اور اس مرتبہ عظیم کی اور  
 جو یہ مقدمہ تمہید کیا گیا ہو تو سمجھ لیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد حرام میں تشریف رکھتے  
 تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عمدہ اور سردار فریش کے جیسے عمدہ اور پیو شہید کے  
 بیٹے اور ابو جہل شام کا بیٹا اور حضرت عباس عبدالمطلب کے بیٹے اور دو سردار پیش بیٹھے تھے اور آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم انکو بین اسلام کی غوی اور بت پرستی کی بُرائی سمجھاتے تھے اور کمال توجہ سے انکے غم  
 باتوں میں مشغول تھے کہ ان میں ایک اندھا یعنی عبد القدر بن شریح بن الکلب بن ریبہ زہری کہ انکو ابن نام کہتے ہیں کہتے  
 تھے اس واسطے کہ تو تم اندھے کہتے ہیں اور انکی مالو ام کہتے ہیں کہا کہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 پاس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوقت کے آنے سے ان کے ناخوش ہوئے اور جانا گیا ہے

شخص نابینا ہی مجلس کے رنگ دھنک تو جانیکا جنین بے عمل اور بے موقع کلام کر گیا اور بات میں بات کر بیٹھے گا اور یہ جو میں ان سرداروں سے باتیں کر رہا ہوں اور دعوت اسلام کی کرتا ہوں ناقصام رہ جاوے گی آخر اُس نابینا نے کچھ مجلس کے پس پیش کا خیال نہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آکر بیٹھا اور کہنے لگا کہ مجھ کو کلام اللہ کی غلامی غلامی غلامی اور میری طرف کو توجہ فرماؤ کہ میں بغیر ہر کے بری محنت اور مشقت سے پوچھتا پوچھتا آپ تک آیا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سرداروں کی ناظر داری کے واسطے کچھ جواب نہ دیا اور فرمایا کہ تمہارے وہ نابینا تھوڑی دیر تو تمہارا پھر اسی طرح سے کہنے لگا کہ جہاں تک کہ کئی بار یہ مقدمہ اسی طور سے ہوا آخر اس کی اس حرکت سے کبھی کہ اُن سرداروں کی تنگدلی اور بخشش کا باعث تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چین بر چین ہوئے اور چہرہ مبارک پر آثارِ خفگی کے نظر آنے لگے اور اپنا منہ اُس نابینا کی طرف سے پھرا کر اُن سرداروں کی طرف متوجہ ہوئے بس اسی حال میں یہ سورت نازل ہوئی اور اس معاملے پر سخت خفگی اُتری اور روایت کیا گیا ہے کہ جون جون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کو جبریل علیہ السلام کی زبان سے سنتے تھے وون وون رنگ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف سے زرد ہو جاتا تھا یہاں تک کہ جب کلامِ انفا تن کونہ کو زبان سے حضرت جبریل علیہ السلام کی سُناتا خوش ہوئے اور وہ خوف دل سے کم ہو اور رنگ تھکانے آیا اور سمجھا کہ یہ خفگی فقط نصیحت کے واسطے ہی مہربانی اور عنایت کی راہ سے کچھ غضب کی راہ سے نہیں ہی بعد اُس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس نابینا کے گو گو جو یا پس ہو کر چلا گیا تھا تشریف فرما ہوئے اور عذر کیا اور اُس کو ہمراہ لیکر دولت خانے کو تشریف لائے اور اپنی چادر مبارک بچھا کر اُس کو اُس پر بٹھا یا پھر جب کبھی وہ نابینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے اور ارشاد فرماتے کہ مرجأ بمن عابتنی فیہ دبی یعنی خوش آیا تو وہ شخص ہی جس کے واسطے میرے پروردگار نے مجھ کو عتاب فرمایا اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نابینا کو دیکھتے تو فرماتے تھے کہ اگر تیری کچھ حاجت یا کام ہو تو کہہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس نابینا کو دو بار مدینہ منورہ میں اپنے قائم مقام امام نازک کا معزز کر کے سو کو تشریف فرما ہوئے ہیں



اور انس بن مالک نے ایک عجیب احوال انس نابینا کا دعوت کیا ہے کہ میں نے اُسکو تاویس کی لڑائی  
 میں دیکھا زہر پینے اور ایک نازی گھوڑے پر سوار اور آگے آگے ایک سیاہ نشان تھا اور باوجود  
 انس نابینائی کے کافروں کی صفوں سے گھٹ کر ناکھا اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم اِس قصے کے بعد کسی فقیر سے چین برعین ہین ہوئے اور کسی دولت مند سے تعلق اور ملاوت ہین  
 کی اور اِس مقام پر مفرودن کو اس خطی اور عتاب ہونے کے مقدمے میں بڑا اشکال ہی کیوں کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملے میں کوئی ایسی بات کہ خلاف قواعد شریعہ کے ہو عمل میں ہین آئی جو  
 اِس قدر خطی اُن پر کرسا سطرے فرمائی کہ ہون کہ شرع کا قاعدہ ہی کہ عام نفع مقدم ہی خاص نفع پر بس  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کو جو اُن سرداروں کو کر تھے قرآن سکھانے پر  
 اُس نابینا کے اس واسطے مقدم رکھا کہ اُنکے اسلام لانے میں سارے شہر کے اسلام لانیکی توقع  
 تھی کہ الناس علی دین مملوک کھس اور تعلیم کرنے میں قرآن کی سورتوں کے اُس نابینا کو خاص اس نابینا ہی کے  
 واسطے فائدہ تھا اور بس دوسرے پہر کہ اسلام کی دعوت مقدم ہی قرآن سکھانے سے کیوں کہ وہ اصل  
 ہی اور بہ فرج اور فقہاء کے نزدیک بہ بات تھہر چکی ہی کہ اگر کوئی شخص کسی کے پاس آوے اور کہے کہ مجھکو  
 اسلام کی تعلیم کر اور دوسرے شخص سیرقت کہنے کہ مجھکو قرآن پڑھا یا کچھ ارشاد اور نصیحت کی جو اشر  
 کرے تو اسوقت اسلام کی تلقین کو مقدم کرنا چاہئے کہ اُسکے دیر کرنے میں بڑا نقصان ہی اور بائون میں  
 دیر کر نیکی نسبت کہونکہ کافر کی حالت اپنے مرض و حافی کے مبتلا ہونے میں کہ گزری سرسام ولے کی  
 مانند ہی کہ ذراسی غفلت اور سستی میں علاج کے درجے سے گذر جانا ہی اور اِس شخص کی حالت  
 جو سائل شریعہ یا قرآن برخصنا ہین جانتا مانتا اُس مریض کے ہی کہ مرض اُسکا چنداں سخت ہین آہستہ  
 آہستہ تدارک اُسکا ہو سکتا ہی اور ترش و بی نصرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اُس نابینا کی  
 حکمت نامعلوم کے سببے ظاہر ہوئی تھی دوہرت سے خطی کے قابل ہین تھے اول تو یہ کہ یہ فقیر بے  
 اختیار ہی ہی اختیار ہی ہین بس اس قسم کے کاموں کی تکلیف دینا تکلیف مالا بطاق کی قسم سے ہی  
 دوسرے پہر کہ نابینا کے سامنے ترش رو ہونا اور منہ پھیر لینا یا کٹ دہ پینا ہی ہونا اور اُسکی طرف

سیار عم      الرَّقِیَّةُ      عَلَیْہِ      الْکَرِیْمِ      سُوْرَةُ عَبَسَ

تسخ کرنا برابر ہی کہوں کہ وہ کچھ دیکھتا نہیں ہی کہ اس کو ترش روئی کا رنج ہو اور ان سے علاوہ یہاں ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت تک جناب الہی بن اس فعل کا ناپسند ہونا بھی معلوم تھا اس وقت تک اس فعل کی نازل نہیں ہوئی تھی بس اس بنا سے ہی بن اس قدر خشکی کا کیا حاصل تھا جو اس اشکال کا یہ ہے کہ شعر کا رپا کاں راقبا سے از خود گینگر گرجیہ ماند در نوشتن شیرین ہر چہ کہ وہ ناپسند چہ مبارک کے تغیر کو نہ دیکھتا تھا لیکن دوسرے لوگ تو دیکھتے تھے اور اغنیاء کی خاطر وہاری اور فقرا کی طرف سے ہر دوائی دریافت کرتے تھے جن تعالیٰ نے اپنے محبوب کے حق میں اپنے توہم کو بھی پسند نہ رکھا اور چاہا کہ ظاہر و باطن میرے محبوب کا یہی عارضہ مندی دہو نہ دھنے بن مصروف رہے اور ہرگز کسی کو میرے محبوب کی طرف ریا کی تہمت کا گمان بھی نہ رہے اور یہ بھی ہی کہ نفوس قدسیہ کو چاہئے کہ سیکھنے والی کی استعداد کے موافق فیض اور فائدہ پہنچانا منظور رکھیں اور کام کے انجام پر نظر کریں کہ بہت سے فقیر خاک اپنی استعداد عالی کے سبب شمع اور چراغ عالم کا ہوتے ہیں پس قوت استعداد سے شاکر کی امید و ارعام نفع کا چاہئے رہنا اور کثرت پر تا بعد ارون کی کہ بالفعل اغنیاء کو حاصل ہی فریب لھانا ظاہر بیخون اور ناواقفوں کا کام ہی جو استعداد نفوس کے مراتب کو نہیں جانتے ہیں اور یہ بھی ہی کہ اس ناپسند کو فائدہ ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحت یعنی امر تھا اور ان سرداروں کا فائدہ اتھانا دعوت اسلام سے پھر فائدہ اتھانا مشہر والوں کا انکی پر دی سے ایک خیالی بات تھی اور موہوم بات کو معلوم پر ترجیح دینا خوب نہیں اور کہنے بات کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حرکت گناہ اور خلاف شرع ہونے کا لگا وہی نہیں رکھتی تھی لیکن مجھوں کے فقط گناہ سے بچنے پر اتھانا نہیں کرنے ہیں بلکہ ان سے نخلق باخلاق الہی چاہتے ہیں جیسے نطق باب اگر کوئی بات اپنے فرزندوں سے خلاف اپنی وضع اور آئین کے دیکھتا ہی گو کہ وہ مشروع اور اچھی ہو غصہ کر تا ہی چنانچہ بادشاہ اپنے فرزندوں کے واسطے نہیں چاہتے کہ صلحا اور مشائخوں کی طرح سے مسجد و مین متکلف ہوں باگو مشہر گیری احتیابا رکین اور مشایخ اور صلحا نہیں چاہتے کہ ہماری اولاد سپاہیوں اور نوکری پیشوں کی مانند تلاش معاش میں مشغول ہوں گو کہ وہ حلال سے ہو و علیٰ ہذا القیاس بس ہر عقاب اور خطاب

کچھ گناہ اور تقصیر پر نہیں ہی کہ وجہ اسکی بے گناہی کی صورت میں مشکل ہو جاوے بلکہ یہ تو اس قسم سے ہی جیسے والدین کی تربیت اپنے فرزندوں کے واسطے ہوتی ہی سو وجہ اسکی ظاہری اور وجہ اسکی باطنی ہونے کی ساتھ عبس کے یہ ہی کہ خفا ہونے کا اُس سزا تہاک کے ایسے بنی عظیم القدر پر اسباب برکہ اذنی سے اذنی شاگرد منہ پھرایا اور امیرون کی طرف متوجہ ہوئے نام ایک سورچا قرآن مجید کے سورون سے ہوا اور مدون اور قرون تک عنایت اور مہربانی امدت تعالیٰ کی شاگردوں اور طالب علموں پر پیش نظر ہر مسلمان کے خصوصاً مرتدون اور معلموں کے ہو کہ فقط اس سورچا نام سنتے ہی وہ قصہ اُنکو یاد آوے اور عبرت پکڑیں اور یہ بھی ہی کہ کمال محبوبیت اس غمخیز کی حضور خداوند میں ثابت ہو کہ اس قدر تغیر چہرے کو اُنکی اتنا شاق جانا کہ بار بار قاریوں اور پڑھنے والوں کی زبان سے یاد فرماتے ہیں اور اسکی خبر دیتے ہیں اور اس کلام کو کہ بہن یہہ قصہ مذکور ہی اسی طور سے شروع کیا جیسے کہ عاشق شہد اپنے محبوب کے معاملے نامرغوب کو شاق جان کر اُس معاملے کے وقت اور مکان کا بھی پنا اُس معاملے کے ساتھ بتاتا ہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عبس بن توری چرھائی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اس قدر بھی التفانہ کی بلکہ وقویٰ اور منہر موران آن جاءہ الاکھی ایسے سے کہ آیا اس پاس اندھا اور مصتربن کا اختلاف ہی اسبات بن کہ نایینا کا آنا کس واسطے اس جاب بر مذکور فرمایا بعض کہتے ہیں کہ محض بیان واقع کا ہی اور بعض کہتے ہیں کہ کفر کتاب کے واسطے ہی کہ ہم نے اس پیغمبر کو رحمة للعالمین کیا اور مخلوق کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور زیادہ تر لایق رحمت ضعیف اور فقیر اور اندھے ہیں اور سخی رہہ نمائی کے اندھے شاگرد ہیں بس اس قسم کو گون سے منہ پھرایا پیغمبر کی مرتب سے نہایت بعید ہی مثال اسکی ایسی ہی جیسے ایک شخص اپنے خادم کو فرماوے کہ جو راہ بھولے اسکو تار دیا کر اور وہ خادم دیکھنے بھالنے والوں کو راہ بتاوے اور اندھے دُھندے کی طرف التفات نہ کرے اور بعضوں کہا ہی کہ کمال خلق کی سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کلام میں مخاطب بھی نہ فرمایا کیونکہ اسوقت آنحضرت امدت تعالیٰ کی مرضی سے غائب ہو گئے تھے اگرچہ اس کے بندوں کو اسکی طرف بلاتے تھے لیکن حضور حق سے غائب



سپاہِ عمر      الوقوف علی الصلوٰۃ      الکوثر

حکم میں قرار دیا ہی اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت حضور حق کے طالبوں کے مطالب سے غفلت کی تھی اور غائب کو خطاب لایں نہیں ہی جو جو گلہ شکر کوہ کرنا شروع ہو گیا تو اسی طرح سے ، حکمانہ کے واسطے خطاب فرمایا جیسے کوئی شخص کہ اول اپنے گنہگار بند کی شکایت لوگوں کے سامنے کرتا ہے اور اس کے بعد ان کی شکایت کے سبب غما طلب نہیں کرتا پھر جب شکایت کے وقت جو ہوش ہن آجاتا ہے تو خطاب بس بندے کی عمر و شرف شروع کرتا ہے اور جو یہاں پر دوسرا کوئی غما طلب نہ تھا ان کی شکایت اُس کے سامنے بیان فرماتے تو اول شکایت نامی اُنھیں کے سامنے بطور رعیت کے بیان فرما کے پھر خطاب عقاب امیر شروع کیا تاکہ ارشاد اسطور کی طرح ہو اور شدت غفلت کی معلوم ہو اور محققین نے کہا ہے کہ اس قصے کا لانا تمہیدِ عذر کے واسطے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس معاملے میں کہ اس نابینا کے ساتھ کیا اور یہ نہایت رحمت اور محبت کا مہکتھا ہے کہ عین عقاب بن انکا عذر بھی بیان فرماتے ہیں جیسے کوئی نسیخ باب شکایت نامناسب اپنے بیٹے کی لوگوں کے سامنے کرتا ہے اور عین شکایت میں اپنے بیٹے کا عذر بھی بیان کئے جاتا ہے تاکہ لوگ جاہل نہ کہہ لیں کہ یہ لوگ قابلِ غفلت کے نہیں ہی اور ان کاموں کے کرنے میں معذور ہی لیکن یہہ شفقت پر یہ کیا کمال ہی کہ اُس کے حق میں اس قدر بھی راضی نہیں ہی اور چاہتا ہی کہ تربیت اُس کی کمال کے درجے کو پہنچا دے اور جو عذر کی یہہ ہی کہ گویا یوں ارشاد ہوتا ہے کہ حسن خلق اس پیغمبر کا اصلا اس بات کو نہیں چاہتا تھا کہ تفریق و محابوں سے کہ طلب حق کی کرتے ہیں اور دین کی راہ دھونڈتے ہیں اس طور سے پیش آوے لیکن اس پیغمبر نے جانا کہ یہ شخص نابینا ہی منہ پھر اپنے میں اور توجہ کرنے میں اور ترش روئی اور خندہ روئی میں امتیاز نہیں کر سکتا ہی تو اُس کی بیجا حرکتوں کے سبب تیوری چڑھا ئی اور منہ مورا اور اپنی جان کو زور سے اس عمل سے نہ روکا اور بسبب کمال رحمت اور شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس مقام میں حذف کر کے فعل غائب کو فاعل سے خالی لاتے ہیں تاکہ نہ صریح نسبت اس فعل کی اس محبوب کی طرف نظر نہ لگایا اس طور سے ارشاد ہوتا ہے کہ تیوری چڑھا ئی اور منہ مورا ایک تیوری چڑھانے والے اور منہ موزنے والے نے اور اگر خطاب کا لفظ فرماتے تو اُس فعل کی نسبت صریح اس محبوب کی طرف سمجھی جاتی اور وہ کمال رحمت اور شفقت کے خلاف ہی اس میں شکایت اور عقاب بن لفظ اور رحمت کے مراتب کی رعایت کئے چلے جاتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اندھ کی تقلید مشکل ہی کہوں کہ وہ

فقط یاد کرنے ہی پر اکتفا کرتا ہی مروجت طرف متوجہ کیے اُن سے ملنے نہیں پس عذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 اس کو سزا دیا ہوا کہ تو نے اُس نابینا کو کم استعداد جان کر اُسکی تعلیم سے منہ پھرایا حالانکہ اُنکو نکلا  
 اندھا پا موجب اس منہ پھرانے کے نہیں بلکہ دل کا اندھا پا موجب اس منہ پھرانے کے ہی اور وہ امیر اور سردار  
 سب کے اندھے تھے بس تم کہہ لائق تھا اُن سے منہ پھراتے نہ اس آنکھوں کے اندھے سے کیوں کہ  
 شاید کہ یہ اندھا نابینا دل ہو و ما یذکر لعلہ من کئی اور کیا جانتا ہی تو شاید کہ وہ اندھا پاک  
 ہو جاوے اور ایشہ اُس کے دل کا ابا صاف ہو جاوے کہ جو کچھ آنکھوں کے امور غیبیہ اور کشفیہ ہیں دیکھ سکتے ہیں وہ دیکھے  
 اور معتد ایک عالم کا بن جاوے اور وہ ایک اندھا ہزاروں آنکھیاں سے بہتر ہو جاوے اسے کبھی کہا گیا ہی بیت  
 فدائے کورئی نفاش چشم بینائی کہ بے خبر زرخ آفتاب نیم شبی است اویڈ کر یا وہ نابینا نصیحت  
 قبول کرے اور اگرچہ صیقل قلب کے مرتبے کو نہ پہنچے لیکن قرآن کے معنی اور امر و نہی اُسکی اُسکے  
 دل میں ایسی قائم ہو جائیگی کہ وہم و خیال اُس میں آمیزش نہ کرے گا فَتَنَّفَعَهُ الذِّكْرُ بِسُفْحِ وَ  
 اُسکو یہ نصیحت پڑے تاکہ اُسکے سبب عمدہ عمدہ منفعتیں دین کی حاصل کرے اور ضرور پہچانے والی  
 چیزوں کو دفع کرے اور لطیفہ اُسکی عقل کا روشن ہو جاوے اور ہزاروں آنکھیاں سے بہتر  
 ہو جاوے اور عالم ربانی بن جاوے جیسے کہ اول شق میں لطیفہ قلب اُسکا صاف ہو کر مرتبہ ولی  
 صاحب کشف اور عرفان کا حاصل ہوا اور جو حاصل ہونا ایک شق کا بالخصوص اُس اندھے کے حق میں حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور دوسرے احوال دیکھنے والوں کو اُسکے یقینی معلوم نہ تھا تو اس مضمون کو  
 کلمے سے اُسکے کہ دلالت مشک اور منع فلو پر کرتا ہی ارشاد فرمایا لیکن اُس نابینا کے کمال شوق اور  
 کثرت حرص سے فیض حاصل کرنے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور اُن سے اُسکی تلاوت پر  
 قرآن کی اور تامل کرنے سے اُسکے معنوں میں اس قدر یقین تھا کہ آخر کچھ ہو رہیگا اور ان دونوں مرتبہ  
 مرتبوں سے محروم مطلق نہ رہیگا اور کشف والا بھی کلمہ اُسکے مدلول سے منہ پھرا کر اپنی تفسیر میں  
 بطور سوال کے لایا ہی کہ پاک ہونے سے زیادہ کون سا نفع بند کا متوقع ہی اور جواب لکھا ہی کہ پاک ہونا  
 عبارت ہی پر ہنر گار نہی اور گناہوں کے بچنے سے اور نفع کرنا نصیحت کا عبارت طاعت اور بندگی کے

کاموں سے ہی کہ اُنکے سبب ثواب حاصل ہو نیکی امید ہی اور ثواب منفعت ایسی ہی لیکن اس بات پر  
اُسکی ایک ایراد کی ہے کہ حاصل ہونے سے علم کے دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں گناہوں سے بچنا  
بھی اور عمل طاعت کا بھی بس یہ مقام تھا واد کے حرف لانے کا نہ آف کے حرف لانے کا جواب میں اس  
ایراد کے کہا گیا ہے کہ طالب علم کو یقینی معلوم نہیں رہی کہ کیا سنیگا اگر نہی سنیگا تو گناہ سے باز رہیگا  
اور اگر ام سنیگا تو بندگی میں زیادہ ہوگا اور اگر دونوں سنیگا تو دونوں کام کریگا بس استعمال کو  
حرف آف کے کہ منع غلو کے واسطے ہی نہ منع جمع کے واسطے ایک وجہ و وجہ پیدا ہوئی اور حق وہی بات  
ہی جو پہلے مذکور ہوئی **أَمْثَلَمِنْ أَسْتَعْتَى مَفْرُوجٍ** جو شخص کہ بے پروائی کرتا ہی تیرے ارشاد سے  
بلکہ تیری راہ سے اور اپنے مال و جاہ پر بچھرا رہی **فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّقُ** بس تو اُسکی ہدایت کے  
واسطے تصدیع کرتا ہی اور ثوقین شاگردوں سے منہبہ ہوتا ہی اس خیال پر کہ بے پروا کو طالب اور ثوقین  
اس راہ کا چاہئے کرنا اور اُسکے مال پر متوجہ ہونا چاہئے اور ثوقین طالب کو اُسکا شوق ہی راہ بر بس  
ہی آخر مطلب کو پہنچ رہے گا **وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا تَوَكَّلَ اللَّهُ** اور تجھ پر الہا نہیں اس بات کا کہ وہ بے پروا  
ہا کہ نہو کیوں کہ تیرا کام تو احکام الہی پہنچا دینے کا ہی اور تربیت مستعدون ثوقین کی کرنا اور وہ مستغنی  
یعنے بے پرواؤن کی قبول و ردنا قبول کرنے کی صورت میں تجھکو حاصل ہی **وَأَمْثَلَمِنْ جَاءَكَ يَسْعَى**  
اور مقرر جو شخص کہ تیرے پاس دور تا آتا ہی محنت اٹھا کر جیسے وہ نابینا کہ ہاتھ پکڑنے والا بھی نہیں رکھتا تھا  
اور جا بجا تھو کرین کھاتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچتا تھا **وَهُوَ يَخْشَى** اور وہ  
درتا ہی اول تو خدا تعالیٰ سے تاکہ مرضیات سے اُسکی دور نہ جا پرے اور منہیات میں مبتلا نہ ہو جا  
اور یہ خوف طلب کرنے میں علم کے اور حاضر ہونے میں تیری صحبت کے موجب اُسکے شوق کا ہوتا ہی  
پھر راہ میں کافروں کی ایذا سے درتا ہی کہ مبادا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس جانے سے اُسکے  
مطلع ہو جاوین اور ایذا دین پھر گرنے اور تھو کرین کھانے سے درتا ہی اور جب تیرے حضور میں آتا ہی تو  
اپنے سبب کا وقت فوت ہونے سے درتا ہی کہ مبادا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ثعل درپیش ہو جاوے  
اور میں محروم رہوں **فَأَنْتَ عَنْهُ تَلْعَى** بھر تو اُسے منہبہ پھر کہ دوسروں کی طرف مستول ہوتا

اور اُس کے حال کی طرف مشغول ہونے پر ناگوار یا کہ فائدہ کھلی اسی بات میں دیکھنا ہی تو کہ بے پروا اون اور  
بھانگے والوں کو تابع دار کرے اور راہ پر لاوے اور مشتاقوں اور سچے طالبوں کو ناخیر اور دُرنگی سے  
کمال شوق میں مضطرب رکھے کلاً : بعد اُس کے ایسا نہ کہوں کہ : اِنھما لَنْ یَسْتَفِیٰ حَتّٰی یَاْتِیَ آیَاتِ قُرْآنی  
فَعَدَا اِسْمَکَ اِسْمُکَ ناموں کے اور اُسکی صفوں اور افعال اور احکام اور اُسکی جزاؤں کے یاد کرنے کے واسطے ہیں  
تاکہ لوگوں کو راہ معرفت اور عبادت اور محبت اور خوف ورجا کی کھل جاوے اور امد کی راہ پر چلنا اختیار  
کریں اور اس بات میں پابلیسی اور التبا اور زاری مفید ہیں بلکہ اختیار و دل کا اور رغبت طبیعت کی درکار  
ہی : فَنَسَاوَدَ کِسْ : پھر جو شخص کہ خواہش صادق رکھتا ہی ہے اسے اس قرآن کو کہ حقیقت میں ذکر  
افتد ہی اور ذکر الہی بغیر دل کی رغبت کے اور صدق ارادت کے مفید نہیں اور وجہ نانیست کی ضمیر جو نیکی  
افعال میں اور تذکیر کی ذکر میں باوجود اس بات کے کہ مرجع واحد ہی یعنی قرآن ہے ہی کہ تذکرہ ہونا  
قرآن کا باعتبار آیاتوں کے اور اُسکی سورتوں کے ہی کہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ مضمون رکھتی ہیں بعضیوں  
بیان اسما اور صفات کا ہی اور بعضیوں میں بیان احکام اور شریعتوں کا اور بعضیوں میں وعدہ وعید  
اور نکرہ ہونا قرآن کا باعتبار اُسکی وحدانیت کے ہی کہ تمام قرآن اُس میں برابر ہی اور مضامین کے  
اختلاف کو ذکر ہونے میں اُس کے کچھ دخل نہیں اس واسطے کہ کسی مضمون کا ہو کلام الہی ہی اور متصل ہونا  
کلام کا متکلم سے اقوی اور اشد ہی متصل ہونے سے نام کے نام و ملے سے اور جو التفات کہ کسی کا نام  
لینے کے وقت اُسکی طرف حاصل ہوتا ہی اُس سے بہت کم ہوتا ہی جو اُس کے کلام پر ہننے کے وقت اُس سے  
حاصل ہوتا ہی چنانچہ یہ بات تجربہ کاروں کو خوب معلوم ہی اور یہ بھی ہی کہ کلام شخص کا ایک عمدہ نشان  
ہی اُسکی ذات کے نشانوں سے کہ اُس کلام کے ہر ہننے کے وقت ہر ہننے والے کے دل پر روشن ہوتی  
ہی اسی واسطے بزرگوں کا کلام دلون میں زیادہ تاثیر کرتا ہی اُنکے نام سے اور اسی سبب سے حدیث شریف میں  
وارد ہی کہ قرآن کے حق میں فرمایا ہی ہو جَلَّ اللهُ المَکِیْنِ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ  
عنه نے فرمایا ہی کہ تَجَلَّى اللهُ لِعِبَادِهِ فِی کَلَامِهِ وَلاَکُنْہُمْ کَالْبَصْرَانِ اَوْ اَلْاُکْرَسِیِّ کے اس بات کے سبب سے  
بہتر نظرہ خاطر میں گذرتے کہ عمدہ اور سردار اور غنی اور دولت مند شوق کسی کتاب یا کلام کا یا شعر کا کرتے ہیں

تو قدر اور عزت اُس کلام اور کتاب کی برتر ہے جاتی ہی اور اسکو خوش نویسیوں زین رقم کے ہاتھ سے  
 حریری طلا کاری کاغذوں پر لکھانے ہیں اور مطلقاً اور مذہب اور مہجور کر کے زین غلافوں میں  
 رکھتے ہیں اور جراور حلون پر دھرے ہوتے ہیں اور مکلف صندوق میں احتیاط سے دھرے  
 ہوتے ہیں اس سبب عزت اور مذہب اُس کلام کا زیادہ ہونا ہی اور لوگوں کے دلوں میں عظمت اور تبراہی  
 اُسکی ساتھی ہی جیسے کوئی دلچسپ شجر جو خوش آوازی سے پرھا جاتا ہی تو اس سے زیادہ تاثیر کرتا ہے سرسری  
 برھا جاوے بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اس بات میں کہ امیرون سرداروں کی دعوت میں  
 مشغول تھے اور فیرون محتاجوں سے منہ پھراتے تھے یہی غرض ہوگی ہم کہتے ہیں کہ یہہ قرآن اُس قسم کا ہین  
 ہی کہ ان چیزوں سے عزت اور بزرگی اُسکی زیادہ ہو بلکہ عزت اور قدر اُسکی اُس عالم میں کہ وہ ان سے  
 زین والوں کے پاس آتا ہی دیکھا جائے فی صحیف مکتومہ یعنی آئین قرآن کی لکھی گئی ہیں عزت کے  
 ورفوں میں کہ حق تعالیٰ نے خود اُنکی عزت بری کی ہی مرفوعہ یعنی وہ صحیفہ اونچے دھرے ہیں بیت  
 العزت میں کہ ایک عمدہ جاسے ہی آسمان دنیا میں اور قرآن مجید کو اول لوح محفوظ سے نقل کر کے اس مقام  
 میں پہنچا باوہ ان سے تھوڑا تھوڑا نازل ہونا تھا مطلقاً وہ صحیفہ پاک کئے گئے ہیں نام آلودگیوں اور پلیدیوں سے  
 اور اگر دنیا کے سردار اور امیر اس قرآن کی آیتوں کو حریری طلائی کاغذوں پر لکھا وین ہرگز اُس کرامت اور  
 بزرگی کو نہ پہنچا اور اگر حلون پر اور صندوق میں رکھیں لیکن ہرگز اُس بلندی اور اُس مرتبہ کو نہ باسیگا  
 اور اگر حطرتین گے اور نجاستوں سے پاک رکھینگے تو بھی اُس پاکیزگی کو نہ پہنچا کہ ہرگز ہاتھ کسی کتہہ گار کا  
 انکو بنین پہنچتا بلکہ وہ ورقِ جایدی سفیر سوئے گئے ہیں ہاتھوں میں اسے لکھنے والوں کے کراہت ہوئی  
 کہ بری قسم والے اور نیلو کار ہیں کہ کبھی سوائے کرم اور نیکی کے اُن سے ظہور میں ہین آتا اور دنیا کے لکھنے  
 والے گناہوں اور نجاست ذاتی میں آوہ ہین اگرچہ ظاہر آتا آرسہ کہین اس سے کہا حاصل بس قرآن کے  
 حق میں دنیا داروں کی رغبت اور اہل دول کی عزت اور قدر کی توقع رکھنا محض بیجا ہی بلکہ اہل دول قدر کو اسکے  
 جاین تو غیبت ہی کہوں کہ آدمی بالطبع کفران نعمت پر مجبول ہی قیل الا انسان مما الافرار مارا جائیو  
 آدمی کیا ناشکرا ہی کہ جسنے اس کلام عظیم العذر سے اسکو نوازا ہی اور طرح طرح کے ارشاد اور



ہدایتیں اُسین فرمائی ہیں ہین جاننا اور اُسکے حقوق ادا ہین کرنا اور مال و جاہ پر اپنے مستغنی اور بے پروا  
 ہو جاتا ہی بلکہ اپنی اصل کی خبر ہین رکھنا کہ کیا تھا من ایسی شیخ و خلقہ کس خیر خبر سے پیدا کیا ہی اسکو  
 اور اگر انسان جیلے کے سبب اس سوال کا جواب نہ لے تو ہم کہے دیتے ہین من فُطِفَہُ خَلْقَہُ نَطْفَہُ کے  
 بوند سے پیدا کیا ہی اسکو کہ ایک پیشاب کی راہ سے نکلا اور دوسرے پیشاب کی راہ میں گیا اور لہو اور  
 نجاستوں کے ساتھ ملکر ایک گوشت کا ٹکڑا ہو گیا فَفَقَدَنَّہُ جو اندازہ کیا اسکو اعضا میں بھی یعنی  
 دانتھ اور ہانوں اور آنکھ اور کان اور قد و قامت اور روزی رزق اور موت اور زیت اور نیک و بد عمل  
 اُسکے معین کئے اور مالے پیشاب میں رہنے کی مدت اُسکی تو ہینے یا کم و زیادہ معین فرمائی ثُمَّ السَّبِيلُ يَسِيرُ  
 پھر نکلنے کی راہ آسان کر دی اُسکو ہون کہ لڑکا جب ما کے پیٹ میں ہوتا ہی تو اُسکا سرا کے سر کی طرف  
 ہوتا ہی اور ہانوں پا کے ہانوں کی طرف پھرجب پیدا ہونے کا وقت قریب آتا ہی تو اُسکو الہام ہوتا ہی بس  
 وہ بچہ خود بخود پھر جاتا ہی سر اور ہانوں اوپر کی طرف کر لیتا ہی کہ نکلنا اُسکو آسان ہو جاوے پھر جب  
 ما کے پیٹ سے باہر آتا ہی تو معاشر کی تلاش کی راہ اُسکو آسان کر دی جاتی ہی اور اگر جھونک کے وقت ہین  
 اُسکے دانتھ میں آجاتی ہی تو ایک دانتھ سے ہستان کو مضبوط پکڑ کے پینا شروع کرنا ہی اور رونے دھونے  
 سے اپنے جھونکے پن کو ظاہر کرنا ہی اور اسی طرح سے سال بال طرح طرح کی راہیں اُسکو آسان کر دیتا ہی  
 یہاں تک کہ کمال کے درجے کو پہنچ جاتا ہی اور راہ بُری صلیبی حق باطل کی بھیجے سے ہنمبروں کے اور نازل  
 ہونے سے کتابوں کے اور مشردون ثقین کی صبح اور علما با تحقیق کی شاگردی سے آسان ہو جاتی ہی  
 پھر بعضوں کو بہشت اور نجات کی راہ آسان ہو جاتی ہی اور اُس راہ پر چلنے کی توفیق پاتے ہین اور بعضوں کو  
 ہلاکت اور دوزخ کی راہ سہل و آسان نظر آتی ہی اور اُس راہ میں جا پرتے ہین حاصل کلام کا یہہ ہی  
 کہ حاصل کرنا کمالات کا آخر عمر تک آسان ہوتا جیلا جاتا ہی ثُمَّ اَمَّا نَفۡہُ جَوَادًا تَاہِیۡ اُسکو تا کہ اپنی  
 محنتوں کا کہ کمال حاصل کرنے کو اسد وارد دنیا ہین کی عین حمل پاوے اور عالم برزخ میں نشانیاں  
 اپنے حالوں کی دیکھے بس موت بھی ایک بری نعمت ہی کہ تجارت کا فائدہ اسی سفر کے سبب حاصل ہوتا ہی اگر  
 موت نہ ہوتی تو آدمی ہمیشہ کشمکش میں اعمال شاقہ کی گرفتار رہتا اور پل اس مشقت کا ہرگز نہ پاتا اسی سبب

رنے کو بھی نعمتوں کی گنتی کے مقام پر یاد فرمایا ہی اور بزرگوں سے منقول ہی کہ الموت جس یوصل الحیب الی الحیب اور بعضے ظاہر میں مفسر اس مقام پر موت کے نعمت ہونے کی وجہ سے غافل ہو کر بطور سوال کے لائے ہیں کہ نعمتوں کی گنتی میں موت کو کس واسطے گنا ہی جواب اس سوال کا اس طور سے دیا گیا ہی کہ بلعائے نزدیک مدار کلام کا اور فائدہ حاصل ہونے کی جگہ انجام اس کلام کا ہوتا ہی اور بعد موت کے حکم گور کرنے کا جو فرمایا ہی یہ بھی ایک بری نعمت ہی کہ آدمی کو ساتھ اس کے معزز و مکرم کیا ہی گو کہ فی نفسہ موت نعمت نہو جیسے کوئی شعیق یا سپاہی نصیحتیں بیان کرنے کے وقت اپنے بیٹے سے کہتے کہ میں نے تجھ سے اس طرح کا سلوک کیا ہے تو بیمار ہوا تو تیری دوا دارو کی بس خفیت میں نعمت مقصودہ علاج ہی لیکن جو نعمت ہونا علاج کا لائق ہونے پر مرض کے موقوف ہی تو کلام میں مرض کا ذکر کرنا بھی ضرور ہوا اور اسی بات کے ابشاریہ کے واسطے امانت اور اقبار کے درمیان میں تم کی لفظ کو نہ لائے اور نے کے خوف کو ارشاد فرمایا **فَاَقْبِرُوْهُ** پھر گور کر آیا اس کو بس گویا ارشاد فرماتے ہیں کہ مجموع امانت اور اقبار کا نعمتوں میں داخل ہی نہ فرد فرد اور یہاں پر چاہیے کہ گزوانے کو اقبار کہتے ہیں اور گارنے کو قبر يقال **اقبر الرجل عبدا** اذا حکم بان یقبر و **قبر الرجل عبدا** اذا دخله فی القبر یعنی کہا جاتا ہی اقبال الرجل عبدا اپنے غلام مرے ہوئے کو گارنے کا حکم کرتا ہی اور بولا جاتا ہی قبر الرجل عبدا جب گار دیتا ہی اس کو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کرنے کی صورت مردوں کے گزوانے کے واسطے اول بار اس طور سے واقع ہوتی ہی کہ جب قبیل کو قبیل نے مار والا اور آدمی کا مرنا دنیا میں پہلی بار وہی ہوا تھا تو قبیل کو کچھ معلوم تھا کہ اس مردے کو کہا کہ تو لا چار اس لاش کو ایک چادر میں باندھ کے اپنے ساتھ لے پھر تا تھا آخر کو جب اس لاش کے لئے پھرنے سے تھک گیا تو ایک جگہ میں ٹھہر گیا ہو کر بیٹھ گیا کہ ناگاہ دو کوئے آمو جو دھوئے اور آپس میں لڑنے لگے یہاں تک ایک کوئے دو سے کو مار ڈالا پھر اپنے بچوں اور چوچ سے ریت کو ادھر ادھر ہٹا کر اس مرے کوئے کی لاش کو اس گڑھے میں ڈال دیا پھر وہ ریت اس پر ڈال کر خوب ایک ٹودہ بنا دیا قبیل نے معلوم کیا کہ مرے کو اسی طور سے دفن کرنا چاہئے بس اپنے بھائی کی لاش کو بھی اسی طور سے دفن کر دیا اور قبر بنا دی پھر حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی تو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور انکی اولاد کے سامنے

اگو تجیز و تکفین کر کے قبرین دفن کیا اس روز سے ہی طریقہ معمول ہو گیا اور یہ تعلیم الہی پہلے بار قابیل کی  
 اولاد کو اسکی استعداد کی تصور سبب سے کوسے کے واسطے سے واقع ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام کی  
 اولاد کو فرشتوں کے واسطے سے تعلیم فرمائی پس یہ ایک نہایت بری نعمت ہی کہ اپنے بندوں پر مرحمت  
 کی ہی والہ دلی لاش کو دوسرے جانوروں کی طرح سے گھٹ دیکے پھینک دیا کرتے اور وہ لاش ادر حوا  
 ماری ماری پھرتی اور جب سترتی گھٹی تو لوگ اسکی بدبو سے بترنگ آتے اور بدگوئی مان کرتے چورندے اور  
 پرتے اسکے اعضا اور بند بند لوگ کوچین لے چرتے اور ناپاک جانوروں مردار خوار کی خوراک ہو جاتی اور  
 ہر خاص عام کے سامنے اسکے عیب ظاہر ہوتے اور عزت اور توقیر اسکی لوگوں کی نظروں میں کم ہوتی  
 بس اسکی عزت اور تکریم کے واسطے یہ بات غیب سے تعلیم فرمائی اب آئے ہم اسبات پر کہ ہندو اپنے  
 مردے کو جلاتے ہیں گارتے نہیں اور کہتے ہیں کہ اگ ہر ناپاک کو پاک کر نیوالی اور ہر بدبو کو مٹانے والی ہی  
 سو جن لوگوں کو سترانا بدبو کرنا منظور ہی دے دفن کرتے ہیں اور اگ میں جلا دینا بہتر ہی حوا اب اسکا یہ  
 ہی کہ اگ خان ہی جو چیز اسکو سوچو وہ کھا جاتی ہی اور زمین امانت دار ہی جو چیز اسین دفن کر وہ باقی  
 رہتی ہی سو دیو زمین میں رکھنا بہتر ہی اس بات سے کہ خان کو سوچیں ایسا واسطے آدمی کی  
 ملکہ دوسرے جانوروں کی بھی عادت ہی کہ جس چیز کو چاہتے ہیں کہ محفوظ رکھیں جیسے مال خزانے کو  
 زمین میں دفن کرتے ہیں اور جب چاہتے ہیں کہ اسکو نیت دنا بود کر دالین تو اگ میں جھونک دیتے ہیں اور آدمی  
 اٹھنے کا انتظار اور ادا عوں کے داخل ہونیکا اپنے چھوڑے ہوئے جسموں میں درپیش ہی بس دیکو اگ  
 میں جلا دینا اس انتظار کے خلاف ہی اور دوسرے یہ کہ خردی کی کمال بیقدری ہی کہ اسکو اپنے ماتھوں  
 سے اگ میں جلا دین اور اسکی خاک کو ہوا میں اڑا دین کیوں کہ ایسا معاملہ ناکاری ناپاک چیزوں سے  
 کرتے ہیں اور جب کسی عمدہ پاکیزہ چیزوں کا باقی رکھنا منظور ہو تا ہی تو زمین میں دفن کرتے سسکے سوا  
 معمول نہیں اور وہ جو کہتے ہیں کہ اگ بدبو کو دفع کرتی ہی زمین اسکے برخلاف ستراتی ہی اور بدبو کو قتی  
 ہی بس یہ بات سس وقت ہو کہ اس چیز کا چھرنکا لنا منظور ہو اور جب اسکو زمین میں چھوڑنا منظور  
 ہو تو چھسترنے گھلتے سے کہا علاقہ کہوں کہ اسکا کچھ اشر زمین کے لوگوں پر ظاہر نہیں ہونا اور باوجود سبب

ف  
 نبع شریکی جلا نیچے  
 عین

بھی کتنی رطوبتیں بدن کی گل سر کر خشک ہو جاتی ہیں اور ڈاٹھ پیر جو بربند سب اپنی شکل و صورت پر رہتے ہیں بس ایسا ہوتا ہی جیسے آدمی اپنی زندگی گزارتا تھا ویسا ہی اب بھی سوتا ہے پر خلاف جلائے کے کہ اگے انداموں اور شکل و صورت اور ہیئت مجموعی کا کچھ اثر باقی نہیں رکھتی اور یہ بھی ہے کہ خلقت آدمی کی خاک سے ہی تو موافق کُل شئی کَجِجُ اِلَیْ اَصْلِہِہِ کے اسکو اپنی اصل کی طرف پہنچا دینا چاہئے بہ خلافت کہ جن پیشیاطین کی خلقت کا مادہ ہی جو جب آدمی کے بدن کو موٹے بعد اس میں جلائے میں تو اسکی روح لطیف اگے کے دھوئیں سے مل کر پیشیاطین اور جنات کے ساتھ گالِ مشابہت پیدا کرتی ہی اور اسی سبب سے اکثر رو میں ان لوگوں کی کہ جلائے جاتے ہیں بعد موت کے شیاطین کا حکم پیدا کرتی ہیں اور آدمیوں سے چستی ہیں اور ایذا دیتی ہیں بس دفن کر دینے میں اس شئی کا رجوع کر دینا ہی اسکی حقیقت کی طرف اور جلائے میں اس کے برخلاف ہی تغفل کرتے ہیں کہ اسلام کے زمانے کی ابتداء میں ایک لشکر اسلام لشکر دین سے سیستان کے ضلع میں دار دہوا تھا تو ایک عاقل ہند کے عاقلوں میں سے اسلام کی چال دھال دیکھنے کو کہ اس وقت میں وہ مذہب نیا تھا وہ ان گیا چہ اہل اسلام کی وضع اور ان میں دریافت کر لینے کے بعد کہنے لگا کہ تمہاری سب چیزیں ابھی ہیں مگر ایک بات کم دیکو دفن کرتے ہو اور اگ میں نہیں جلائے حالانکہ دفن کرنا بد بونی اور ناپائی کا موجب ہے اور جلا نا بد بوا اور تعض کو متا دینا ہی اتفاقاً ایک فقہ فقہائے اسلام سے اس وقت حاضر تھا اس ہند سے کہا کہ میں مجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں پہلے تو اس بات کا جواب چہ میں تیرے اعتراض کا جواب دینا اس ہند نے کہا پوچھتے عالم نے کہا جلا کر کوئی شخص کسی ملک میں دار دہوا وہاں کسی عورت سے نکاح کرے اور ایک عورت کو پکانے کے وہ بھٹے بھٹے اور اس منکوہہ سے اسکو ایک لڑکا ہو چوگا اس شخص کو سفر کا اتفاق پڑے تو اس لڑکے کو کسی سپرد کرے اس پکانے والی کے پاس لڑکے کی ماں کے ہندو نے کہا لڑکے ہوتے پکانے والی کو ہرگز نہ منو پنا چاہئے کہوں کہ وہ لڑکا اپنی ماں کا بیٹا تھا کچھ پکانے والی کا بیٹا نہیں ہی فقہ نے کہا تو نے خوب بات کہی اب اپنے اعتراض کا جواب سنے کہ روح آسمانی جب دُنیا کے گورن آئی تو ایک بدن زمین سے بنا کر اسکو غیبت کیا اور ہمیت غذا اور دوا اور لباس اور رہنے سہنے کی بلے اور طرح طرح کے فائدے اسکو زمین سے پہنچائے اور اگ سوا کچھ دُنپر کے آدمی کے اور کچھ

ف  
قصہ ایک تہ و  
داشتمہ کا

کام ہوتی کمال فائدہ اگ کا یہ ہے کہ جو کچی چیزیں کہ زمین سے اگی ہیں انکو پکا دیتی ہے بس آدمی کی مازین ہی اور باورچن اسکی اگ ہی جس وقت روح نے کہ بدن کے باکے مانند ہی جاؤ کہ عالم برزخ کو جاوے نا چار اپنے بیٹے کو کہ بدن ہی اسکی ما کے حوالے کیا چاہئے نہ اس بجائے والی کو ہندو نے سنا اور قبول کیا اور قایل ہوا اور یہ ہے ہی کہ اگ سے جلانا میت کے بدن کو پراگندہ کر دیتا ہے کہ اس کے سبب روح کا علاقہ بدن سے بالکل جھوٹ جاتا ہے اور آنا اس عالم کے اس روح کو کہ پہنچے ہیں اور کسے نہیں اس روح کی بھی اس عالم میں بہت کم سہاوت کرتی ہیں اور جو دفن کرنے میں اجزا بدن کے اس اپنے مقام پر سب اپنے حال پر برقرار رہتا ہے اور روح کا علاقہ بدن سے انزوا نظر و غائب کے حال رہتا ہے اور زیارت کرنے والوں اور دوستوں اور فائدہ لینے والوں کی طرف تو جہود کی اسانی سے ہوتی ہے کہ بدن کے مکان معین ہونے سے گو باروح کا مکان بھی معین ہی اور آثار اس عالم کے جیسے صدقہ اور فاتحہ اور تلاوت قرآن مجید کی جو اس مقام پر کہ اسکے بدن کا دفن ہی واقع ہوتی تو اسانی سے فائدہ چشتی ہی بس جلا دینا گو باروح کو بے مکان کر دینا ہی اور دفن کرنا گو یا روح کا تھکانا بنا دینا ہی اور اس سبب ان اولیاء اللہ اور صلحاء مومنین سے کہ دفن کئے گئے ہیں نفع اور فائدہ لینا جاری ہے اور مدد اور فائدہ بھی ان سے منصور ہی برخلاف جلائے ہوئے مردوں کے کہ یہ چیزیں انکے مذہب والوں کے نزدیک بھی 'صلوات' سے وقوع میں نہیں آتی ہیں حاصل کلام کا یہ ہے کہ دفن کرنے کا طریقہ آدمی کے حق میں ایک بڑی نعمت ہی ہے چہر اگر بعضے انہن سے اس نعمت کا بھی کوثران کریں جیسے اور نعمتوں کا کرتے ہیں تو ان سے کچھ شکوہ نہیں کہوں کہ آدمی کی جسد میں کفران نعمت ہی اور فقط اسی نعمت پر اسکے حق میں کفران نہیں فرمایا بلکہ 'فَتَقَدِّدْ اَشْءَا' انشراح ہر جب چاہے کا زندہ کر کے اسکو قبر سے باہر نکال لیا کہ بدلا اپنے کاموں کا آخرت کے عالم میں ابدا باوند تک چلے اور ہمیشہ کی زندگانی پاس پر چند کہ بہ نعمت اب تک وقوع میں نہیں آتی ہی کہ نعمتوں معلومہ مگفورہ کی تعداد میں گنی جاوے لیکن عاقل کو خود سے خیال کرنے میں معلوم ہو جاتا ہے کہ جو اس حالت میں کسی چیز نے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مخالفت نہیں کی ہی تو اس حالت میں اٹھنا اور جینا اس کی مشیت سے مخالفت نہ کرے اس سبب اس نعمت کو مشیت کے وقت پر متعلق فرمایا ہی اور آج ہی کی ابتداء کی خلقت دلیل صریح اور بڑے واضح ہی اسکی دوسرے بار کی خلقت پر

اور اس نعمت کا بھی الگ آدمی نادانی اور ہل سے انکار کرے تو اسکی حماقت اور نادانی سے عالی ہنر ہی اور جو بہانہ برنگانہ اس شے کا تھا کہ اسکا پیدا آدمی نے کہا میں نے کہ جو ہم کو پیدا کرنے کی شروع سے بزرگی اور کرامت کے ساتھ سرفراز فرمایا ہی اور جینے اور مرنے میں دوسری مخلوقات سے معزز و ممتاز کیا ہی تو آخرت میں بھی میرے ساتھ اس طرح سے بخوبی پیش آویں گے کہ ذرا شہ رانا یاد انداختہ و عزیز کردہ خود راویل بناید ساخت اور پیر بھی ہی کہ میں دو سر بار روح بدن میں دانے کے بعد بھی انسان ہی ہو گا اور انسانیت البتہ موجود الکریم و تعظیم کا ہی تو اس گمان کے توقع کرنے کے واسطے فرماتے ہیں کہ کلا یسے ہین ہین ایسا گمان کرنا نہ چاہئے اس واسطے کہ اول کا الکریم اس چہرے سے تھا کہ ابھی وہ مصدر لگتا ہوں کا ہین ہوا تھا اور بعد لگتا کہ نیک پھر لانے کے وقت ہر چند کہ اسکو پھر بھی انسان ہی کہیں گے لیکن گتہ کار انسان کہ مصدر لگتا ہوں کا ہوا ہی اس حال کے اعادة یہی حالت کو پہلی حالت پر قیاس کرنا نہ چاہئے اور کرم سابق کے پانے سے کرم لاحق کا امیدوار نہ ہوا چاہئے اور کس طرح سے آدمی کرم لاحق کی امید گاہی خاطر جمع کر لگا اور کرم پر چھوٹے کا اور اسکا بہ حال ہی کہتا یقیض ما امرہ ہوز تمام ہین کیا اور سر انجام کو ہین پہنچا یا ہی اس چیز کو کہ اسکو فرمائی ہی اس کے خالق اور عزت بخشنے والے نے اور اگر اس کے فرمان کو سر انجام کو پہنچاتا اور عہد سے بندگی کے برآسا تو البتہ توقع عزت اور الکریم کی اسکو بجاتھی اور اب تعصیر اور نافرمانی پر واری کی صورت میں خوف کرنا اور ڈرنا چاہئے اور امیدوار ذلت و خواری کا رہنا چاہئے اور وہ جو کہتے ہیں کہ تو اب بنا بد انداختہ و عزیز کردہ خود را ذلیل بناید ساخت واقع کے خلاف ہی بلکہ بہت سی چیزیں ہیں کہ بعد الکریم کے سزاوار تزییل اور تحیر کے ہو جاتی ہیں اور اگر اس بات میں کچھ شک ہو تو فیکنظر الکریم الی طعنا صد پھر چاہئے کہ آدمی اپنی خوراک کی طرف دیکھے کہ کس طرح کا ناپاک فضلہ ہو جاتی ہی بعد اس بات کے کہ نہایت عزت اور سحرانی اور اعیانہ ط سے ہالی جاتی ہی اور وہی عنایتیں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے میں مصروف ہوتی ہیں جو آدمی کے پیدا کرنے میں مصروف ہوتی ہیں چنانچہ اس بات میں بخوبی غور کرے کہ انا صیبت اللہ صبا خیق ہینے بیٹا پانی آسمان سے جیسا کہ حق بیٹے کا ہی لادمی نطفے کے بتوں سے کہیں زیادہ اور بہت ہی نہ شہ شققۃ الارض شہا پھر چاہئے

ہم نے زمین کو جیسا کہ چھارت نے کاغذی ہی کہ کھولنے سے بچہ دان کے کہ آدمی کے تولد کے واسطے کھولا جاتا ہی بہت زیادہ  
 ہی اور بے غمایتین تھیں ایک ضعیف گھاس کے حال پر کہ زمین سے باہر نکلنے کی قدرت نہیں رکھتی تھی فَأَبَدَّتْ  
 رِجْمًا كَبَّأً پھرا گائے ہمنے اُس زمین میں دانے کہ قوت کے قابل ہیں جیسے گھون اور چنے وَعِنبًا اور  
 انگور کہ قوت بھی ہی اور میوہ بھی اور دو ابھی اور شراب بھی وَقَضْبًا اور جرجین جو قابل کھانے کے ہیں جیسے  
 شلم اور گاج اور چھندرا اور شکر کہ لکڑی کھانے میں نہایت قوت بخشی ہی پھر اگر انکو کچی کھاو تو حرارت اور  
 نشنگی کو دفع کرتی ہیں اور اگر پکا تو معقول سالن ہی اور اگر تریا یا چار بناوین تو میو پکا حکم پیدا کرتے ہیں  
 وَزَيْتُونًا اور زیتون کو کہ تیل بھی ہی اور سالن بھی ہو سکتا ہی وَخَلْجًا اور کھجور کہ قوت بھی ہی  
 اور میوہ بھی اور سالن بھی اور اُس سے بنید اور دو شراب بناتے ہیں اور پینے کے خرچ میں لاتے ہیں اور  
 سرکہ بھی بناتے ہیں وَحَلَاكٍ اور باغ چار دیوار یوں کے کہ انہیں طرح طرح کے میووں کے اور دو اون  
 درخت ہوتے ہیں اور جیتے ہیں + خُلْبَاگ گھنے درختوں والے کہ انکی ٹہنیاں موٹی موٹی ہیں اور عرب کی لغت  
 اُس وقتنی کو کہ جب کی گردن پر بہت بال ہوں غلبا کہتے ہیں اور جس اونٹ کی گردن پر جو بہت بال ہوتے ہیں  
 تو اُسکو بھی اسد غلب کہتے ہیں اور یہاں پر اُس باغ کو کہ جبکہ درخت گنجان اور والے موئے موئے  
 ہوں بطور استعارے کے اُسکو غلبا فرمایا ہی وَفَاكَةً اور دوسری قسم کے میوے کہ باغون میں نہیں  
 ہوتے بلکہ صحرائی اور گوبستانی ہوتے ہیں وَأَبْنَا اور سب طرح کی گھاس کہ خوبخود اگتی ہی اور کوئی  
 اُسکو بونا نہیں مَثَلًا كَالْكُرِّ وَالْكَعْبِ كَمَا جَلَانُ كُونَهَارًا اور تمھارے چار پایوں کا کہ بعضی قسم  
 ان چیزوں میں سے جو مذکور ہوئی ہیں خاص ہیں جانوروں کے واسطے جیسے گھاس بھوس اور بعضی مشترک  
 ہیں آدمیوں اور جانوروں میں جیسے اناج کے دانے اور بعضی اس قسم کی ہیں کہ اچھی اچھی انہیں سے آدمی  
 کھاتے ہیں اور بھوس اور چھلکے اور گھٹلیاں اور پتے اُس کے جانور کھاتے ہیں پھر کھانے کے بعد کہ قدر  
 ذلیل و خفیر ہو جاتے ہیں کہ نجاست اور گوید ہو جاتا ہی اور اُسکو گرون سے دور پھینک دیتے ہیں اور اُسکی  
 بدبو کے سبب سے اُسے نفرت کرتے ہیں اب اُس پہلے کرم کو اور اِس پھلی ذلت کو قیاس کرے اور معزور ہنود  
 برا فرق ہی اس بات میں کہ آدمی کی خوراک کو عزت اور بزرگی دیکے حجت بہت ذلیل اور خوار کرتا ہے ہیں کہ غلیظ

ناپاک ہو کے باہر نکلتا ہی اور آدمی خوب اُسکو جانتا ہی اور بزرگی آدمی کی بعد مدت دراز کے وقت سے بدل  
 جاتیگی اور اس مدت کی حد متین ہی وہ پہہ ہی **فَاِذَا جَاوَزَتِ الصَّاحَّةُ** پھر جاوے وہ غل کہ پھر سے  
 کرے جہان والوں کے کان اور بہار اشارہ صور بھونکنے کی طرف **يَوْمَ نَقِيضُ الْمَرْءِ مِنْ آخِيهِ حَبَدًا**  
 کہ بھلگے گا آدمی اپنے بھائی سے باوجود اس بات کہ اُسکو سب فیرون سے زیادہ دوست رکھتا ہی اور پچھن  
 اُسکے ساتھ اُنت رکھتا تھا اور مدد اور تائید اور مشورت ایک دوسرے کی آپس میں تھی **وَأَمَّا** اور اپنی  
 ماسے کہ اُسکو بھائی سے بھی زیادہ دوست رکھتا ہی اور اُسکے ذمے پر اُسکے حق بھی بہت ہیں **وَآيَاتِهِ**  
 اور اپنے باپ سے کہ اُسکی تعظیم ماسے بھی زیادہ ہی اور حق بھی اُسکا برا ہی بلکہ گویا بیتا اُسکا ہی **وَصَلَاتِهِ**  
 اور اپنی جو روسے کہ آدمی کو ما باپ سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہی کہونکہ اُسکے ساتھ دم مرگ تک صحبت منظور ہوتی  
 ہی اور ما باپ کے حق کو جانتا ہی کہ خواب و خیال تھا کہ گزر گیا اب اُن سے کچھ واسطہ نہ رہے **وَيَدْبِثُ لِي** اور اپنے  
 بیٹوں سے کہ بیٹے آدمی کو عورت سے بھی زیادہ پیار سے ہیں اس واسطے کہ انکو اپنے رنے کے بعد اپنا قائم مقام  
 جانتا ہی اور ذکر کرنے میں ان قربانوں کے ترقی ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف چنانچہ ظاہر ہی کہ جو آدمی باوجود  
 ان قربانوں کے اپنے اقربا سے بھاگے گا تو غیروں سے بطریق اولیٰ بھاگے گا اور کہتے ہیں اول جو شخص کہ اپنے  
 بھائی سے بھاگے گا وہ تاویل ہو گا کہ ہیریل سے بھاگیگا کہ دُنیا کے خون کی عوض میں اُسکو پکڑے نہیں  
 اور اول جو شخص کہ اپنی ما اور باپ سے بھاگے گا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہونگے کہ مبادا شفاعت کے واسطے  
 الحاج وزاری کرین اور کافروں کے حق میں شفاعت مقبول نہیں ہی اور اول جو شخص کہ اپنی عورت سے بھاگیگا  
 حضرت نوح اور لوط علیہما السلام ہونگے کہ اُن دونوں کی عورتیں منافق تھیں اور منافق کے حق میں بھی شفاعت  
 مقبول نہیں اور اول جو شخص کہ اپنے بیٹے سے بھاگیگا حضرت نوح علیہ السلام ہونگے کہ اُنکی بیٹا کنعان کا فرما  
 اور عمانے اختلاف کیا ہی اس بات میں کہ اُس دن اپنے اقربا سے بھاگنے کی کہا وجہ ہو کی بعضہ کہتے ہیں کہ  
 حق کے طلب کرنے کے خوف سے کہ مجھ سے جو کچھ اُسکی حق تلفی ہوئی ہی مبادا کہ مجھے دیکھ کر طلب کرنے لگے  
 جیسے مفلس آدمی قرض خواہ سے بھاگتا ہی **اِسِيْمَا** حدیث شریف میں وارد ہوا ہی کہ قیامت کے دن آدمی اپنے  
 آشناؤں دوستوں سے زیادہ بھاگے گا غیروں نا آشناؤں کی بہ نسبت کہوں کہ دُنیا میں اُن سے



کچھ معاملہ نہ رکھتا تھا کہ مطالبہ کا خوف ہو اور بعضوں نے کہا ہی کہ دوا اور شفاعت کے خوف سے بھاگیگا کہ  
ایسا ہو کہ اُس ناستے والے کو یا آشنا کو و ذبح کو لے چلین اور مجھ کو اُس کے چھرائے کے واسطے اپنی نیکیوں میں سے  
کچھ دینا پڑے یا اُس کے کچھ گناہ اپنے ذمے پر لینا پڑیں چنانچہ قحطِ سال کے دنوں میں بھی اسی قسم کے خوف سے  
اپنے اقربا سے کم التفاتی کرتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ اس سب سے کہ تکلف و عذاب اٹکا دیکھانے جاویگا اور  
قدرتِ شفاعت کی اور طاقتِ نیکیاں دینے کی بھی نہ رکھتا ہو گا نا چار اُن کی ہنگاموں سے چھب جاویگا  
اور صحیح یہ بات ہی کہ ان سب جہتوں کے سب سے بھاگے گا کوئی تو ایک جہت سے کوئی دوجہت سے  
اور کوئی تینوں جہتوں سے بلکہ اُس دار و گیر کے دن ہر شخص اپنے حال میں گرفتار ہوگا اور دوسری  
طرف کچھ التفات نہ کرے گا چنانچہ فرماتے ہیں لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَانُ يَغْتَبِ بَئِذٍ شَخْصًا  
واسطے تزدیکوں سے کہ مذکور ہونے ایک حالت ہوگی کہ کفایت کرے گی اس کو غم اور توشیح کھینچنے میں اور تنہا  
فرضت نہ پاویگا کہ دوسرے کے حال کی طرف متوجہ ہو اور خبر لے پھر جب ایسا حادثہ ہو گا تو لوگ عزت  
اور ذلت میں مختلف ہو جائینگے وَجُوعًا يَوْمَئِذٍ كَتَمْتُمْهُنَّ اُسْدًا مِّنْهُنَّ رُودِشْنَ ہونگے  
اس واسطے کہ ایمان کا نور اُن کے باطن سے ظاہر کی طرف جلوہ فرماویگا اور اُن کے چہرہ نکو روشن کرے گی  
ضاحکہ بنت ہونگے انعام و کرام کی توقع پر کہ آثار اُس کے اپنے میں دیکھنے کے مستبشرۃ خوشیاں  
کرتے اس واسطے کہ دم بدم انعام و کرام میں زیادتی پادین گے اور اسبابِ خوشی اور خورجی کار و زہروز  
بڑھتا جاویگا وَجُوعًا يَوْمَئِذٍ اور کتے منہ اُس دن عینکھا خبرۃ اُس پر سپاہی اور گردا و  
غبار ہو گا سب ظاہر ہونے لگتا ہوں کی تاریکی کے کہ باطن میں اُن کے گھر کو گئی تھی اور تہ نشین ہو گئی تھی  
اُس وقت ظہور کی ترقی کا قتنۃ جڑھی آتی ہی اُس پر سپاہی اور یہ سپاہی ہر چند کہ گھر کا  
ادھر ہی اور فرد کی تہ میں ہوتا ہی کہ گناہوں کی سپاہی سے بھی زیادہ پوشیدہ ہی لیکن کفر کے غلبے کے  
سبب غالب ہو کر ظہور میں لگتا ہوں کی تاریکی کے اوپر آجا ویگی جیسے نیل کہ ہر چند اُس کو پانی کے نیچے  
کرین اوپر آجاتا ہی اُولَئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ الْعٰجِزُوْنَ یہ لوگ منہ کالے ہی ہیں کا فربد کار کہ کفر بھی  
کرنے سے اور گناہ بھی اور کمالِ ذلت اور خواری کے سزاوار ہوتے اور اُن کی انسانیت کچھ کام نہ آئی

اور اکرام کے لائق نہوئے باوجود اس کے کہ پہلی بار دنیا کی پیدائش میں وہ لوگ معزز و مکرم تھے اور عنایت الہی ان کی پرورش کے واسطے مصروف ہوئی تھی اور جمع ہونا اس قسم کے دوزخگوں کا خاصہ ان لوگوں کا ہی کہ کفر اور گناہ دونوں کرنے تھے اور جو لوگ کہ فقط کفر یا فقط گناہ کرتے تھے ان کے واسطے ایک ہی رنگ پر انکشاف کی جاوے گی اور گناہوں کا رنگ سیاہ مٹیللا ہو گا اور کفر کا رنگ کالا بھنورا اب باقی رہا یہاں پر ایک سوال اور وہ یہ ہے کہ اول میں اس سورت کے جناب باری کا عتاب ایسے پیغمبر جلیل القدر پر مذکور ہے پس نازل کرنے میں اس قصے کے قرآن مجید میں کہا حکمت ہی ظاہر تو عقل سے یوں مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس عتاب و خطاب کو پوشیدہ حضرت جبریل علیہ السلام کی زبانی ارشاد فرماتے اور وہ پیغمبر علیہ السلام خبردار کر دیتے اور حال یہ ہے کہ یہ قصہ قرآن مجید میں نازل ہوا اور مدتوں قرون تک زبان ہر تلاموت کر نیوا اور قاریوں کی جاری رہتے گا اور بار بار یہ قصہ لوگوں کو یاد آوے گا جو اب اسکا یہ ہے کہ اس قصے اور ننگی میں بہت فائدے آداب اور تعلیم اور ارشاد کے اور قاعدے حسن اخلاق کے نئے تو چاہا کہ اس قصے کو تمام فائدوں کے ساتھ قرآن مجید کا جز کر دین تاکہ لوگ و بدمرد اس سے فیض یاب ہوں اور محروم نہ رہیں اور ان سب فائدوں میں سے کہ اس قصے میں ہیں کتنے انہیں سے بیان کئے جاتے ہیں اور باقی کو سننے والے کی عقل کا مل اور فہم صائب کو سونپتے ہیں اول فائدہ یہ ہے کہ کبھی کبھی پیغمبر بھی جہتسا دہرتے ہیں اور اپنی عقل کے زور سے شرع کے قواعد سے ایک حکم دریافت کرتے ہیں اور وہ حکم خطا ہو جاتا ہی تو حضور خداوندی سے پیغمبروں کو اس خطا پر عتاب لگا کر دیتے ہیں چنانچہ اس قصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں سمجھے کہ عام کے نفع کو خاص کے نفع پر مقدم رکھنا چاہئے اور اسلام کی دعوت کو قرآن کی تعلیم پر ترجیح دینا چاہئے اور اس راہ سے بدلے ہوئے لوگوں کو تائب اور نہ ناپاہنے اور جو شخص کہ خود بخود طالب و شوقین ہی فی الفور تکلیف اس قدر انفعالات نہ چاہئے کہ ناکار اور شوق اسکا کہ تھکانے لگا دے گا اور اس بوجہ میں نبی خطا واقع ہوئی کہ اس صورت میں عام کے نفع موہوم تھا اور خاص کا نفع ظاہر اور عام کے نفع کو خاص کے نفع پر اوقت مقدم کرتے ہیں کہ دونوں معلوم ہوں یا دونوں موہوم بس موہوم معلوم ہر ترجیح دینا شرع کے قاعدے کے خلاف ہی اور اسلام کی دعوت کو قرآن کی تعلیم پر اس وقت

ف  
سورة عبس کے نازل ہونے کے  
قائے کا سبب

ف  
پیغمبروں کو بھی ایسی ہی  
خطا واقع ہوتی ہے

ترجیح دینا چاہئے جس وقت دعوتِ اسلام قبول ہونا مقین ہو اور جو یقین قبول ہو نیکانہو تو الزامِ حجت کا نہ  
ایک بار سے بھی ہو جاتا ہی حاجتِ خوش ہا اور چاہو س کر لیکھی ہنیں دوسرا مورث دین کو اس وقت چھوڑ دینا کچھ  
ضرور نہیں ہی اور اس طرح سے نا بعد ار کرنا بدلہ لو گنا اس وقت ضرور ہی کہ انکے تا بعد اریلی توقع ہو اور نیا  
صور نہیں گویا تھندے لوہے کو پتیا ہی اور اسپر بھی جو غرض صالح ظاہرین عرض فاسک مشتبہہ  
ہو جاوے تو اس غرض صالح کو بھی موافق حکمِ شرع کے چھوڑ دینا چاہئے اور اس جگہ پر فاطمہ داری  
کرنا اغنیائی اور اندھے ضعیف محتاج فقیر و یتیموں سے منہ پھرانامل ریالی تہمت کا اور  
دنیا دار دن کی پاس خاطر کا ہوا جاتا تھا تو ایسے وقت میں اس غرض صالح کو بھی چھوڑ دینا چاہئے  
کہ اقصا من مواضع التعمیر یعنی بچو تم تہمت کے مکانون سے دوسرا فائدہ یہ کہ کبھی ایسی  
چیز پر کہ گناہ ہونا اسکا اھی معلوم نہیں ہوا ہی لیکن باعث ہار اس گناہ کر نیوالے کے حال کے اور  
اسکی استعداد کی قوت اور عالی منصبی کے سبب گو کہ نامعلوم ہو تو بھی خفگی اور شکوہ منوجہ  
ہو سکتا ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع ہونا اس فعل کا معلوم تھا اسپر بھی خفگی ہوئی  
تیسرا فائدہ یہ کہ واجب التعظیم کے واسطے رعایت تعظیم کی ضرور ہی گو کہ وہ اس تعظیم پر مطلع  
ہو کہون کہ وہ اندھا اندھا پے کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی کیفیت سے  
کہ ترش ہی یا خندان ہی اور میری طرف منوجہ بن یا منہ پھرے بن کچھ جبر نہ رکھتا تھا کہ رنجیدہ ہو لیکن  
ازبکہ یا ندار تھا اور خدا کی راہ کا طالب تھا تو تعظیم اسکی ضرور تھی پس اسکی تعظیم ترک کرنے پر  
خفگی ہوئی اسپر حدیث بن وارد ہی کہ ترک السلام علی الضریحیانہ یعنی سلام علیک ترک کرنا  
اندھے سے اسلام کے حق میں خیانت ہی کہون کہ اگرچہ وہ سلام علیک کے ترک کرنے سے رنجیدہ  
ہوا لیکن اسلام کا حق تو تلف ہوا تھا فائدہ یہ کہ کفار کی طرف سبیل کرنا اگرچہ باعث ہار ایک غرض  
شرعی نیک کے رخصت ہی لیکن ضرر سے عالی بین ہی پانچواں فائدہ یہ کہ امانت اور منہ پھراناسلمان  
اگرچہ بے قصد واقع ہو تو بھی قباحت عالی بین چھٹا فائدہ یہ کہ دوستوں کو خفگی اور تنبیہ انکی تقصیر سے  
کرنا چاہئے کہ دوستی کے باقی رہنے کی نشانی ہی ویفقی الود ما بقی العتاب یعنی جب تک غمہ اور شکوہ

باقی ہی دستہ بھی باقی ہی غصہ کرنا سوقت موقوف کرنے ہیں کہ دوستی موقوف کرنا منظور ہوتا ہی سا تو  
 فائدہ یہ کہ اگر کسی کو ایک عہد پر مقرر فرماوین ہر چند کہ وہ سرکار کا مقرب ہو اور عالی مرتبت ہرگز بارہا پرس  
 احوال کے اور پوچھنے سے اُسکے کاموں کے غافل ہونا نہ چاہئے کہ یہ پوچھ پوچھ بادشاہی کی شرط ہی  
 اور ملک داری کو لازم مطلق العنان کرنا عہدہ داروں کا اور کارپردازوں کا مملکت میں رخنہ ڈالنا ہی نہ  
 آسٹھوان فائدہ یہ کہ کسی کو اگرچہ ظاہر میں حقیر نظر آتا ہو حقیر نہ جانا چاہئے کیا معلوم ہی کہ اُسکا اللہ تعالیٰ کے  
 نزدیک کیا مرتبہ ہی بیت خاک ارانِ جہاں را بحتارت منکر نہ تو جہدانی کہ درین گردوارے باشد  
 وہ نابینا ظاہر میں فقیر و حقیر معلوم ہوتا تھا اور اُسکے سبب سے تہ مخلوقات کے سردار پر  
 عتاب ہوا تو ان فائدہ یہ کہ طالبِ علم کو اگرچہ موانع پیش آوین لیکن علم کی طلب نہ چھوڑے  
 کیوں کہ وہ اندھا فقیر بھی تھا اور اُسکا ہاتھ پکڑنے والا بھی کوئی نہ تھا اسپر بھی علم کی طلب کے واسطے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا تھا اور اگر علم کی طلب میں اور خدا تعالیٰ کی راہ دھونڈنے  
 میں موانع کا ہسانہ کرے تو ہرگز مطلب کو نہ پہنچا کیوں کہ کوئی شخص اپنے حال موافق موانع سے غالی  
 نہیں آسٹھوان فائدہ یہ کہ اُسٹاد اور مرشد کو لازم ہی کہ طالبِ علم کو اور اللہ کی راہ کے طالب ہر جس قدر  
 برو کے شفقت اور عنایت کرے اور جو مطلب کہ اُسکا مطلوب ہی اُسکو پہنچا دے گیا رعو ان  
 فائدہ یہ کہ معلم اور مرشد کو چاہئے کہ طالبِ علموں اور مریدوں میں دنیلے مال و جاہ کے شرف کے  
 سبب فرق نہ کرے بلکہ شوق کی کثرت اور استعداد کی قوت پر امتیاز کرے بارہوا ان فائدہ یہ کہ اگر  
 کسی ضعیف کو کسی بزرگ سے کوئی سبب کچھ رنج پہنچ جاوے تو اُس بزرگ کو لازم ہی کہ اسی وقت  
 اُسکا تدارک کرے کہ یہ بات کچھ اُسکے مرتب کو مُرض نہیں بلکہ اُسکے علو مرتبے کی زیادتی کا موجب ہی اسوا  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان ایٹون کے نازل ہونے کے ساتھ ہی اُسنا ایلیک پیچھے دوڑ گئے  
 اور ان امیرن سرداروں سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کچھ جاتکی اور کیا  
 خوب کہا ہی سے تو اضع زگردن فرازان نکوست گدا کر تو اضع گندخوی اوست تیرھوا ان فائدہ یہ کہ جب  
 روٹھ کو مناوین تو چاہئے کہ اُسکے مرتبے کو زیادہ کریں اور قدیم معمول سے اُسکی تعظیم اور تکریم برہاوین

تاکہ اسکے زخم کا مرہم ہو اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس نایب کو راستے سے پھیر لا کر  
 اپنی چادر پر بیٹھا یا اور فرمایا کہ انت فی عیال محمدی ما بقیت یعنی تو میری عیال کے علم میں آیا جب تک  
 تو زندہ ہی تیرا بوجہ بن اٹھا وگلا چو دھوان فائدہ یہ ہے کہ ان آیتوں کے باقی رہنے سے قرآن مجید میں معلوم  
 ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وحی پہنچانے میں نہایت مانت دار تھے والا اس عتاب و  
 شکایت کو کہ آپ کی ذات مبارک بر نہایت گران تھا اور انکی کسر نشان کا موجب ہرگز عوام الناس  
 کان میں نہ دالتے چنانچہ ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی قسم کی بات میں فرمایا ہے کہ اگر  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ وحی میں پوشیدہ رکھتے تو حضرت زینب ہی قصہ کو پوشیدہ رکھتے  
 کہ موجب بحال حیا کا تھا پندرہوان فائدہ یہ ہے کہ طالب علم کو چاہئے کہ خدا ترس ہو کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اُس  
 طالب علم کے حق میں مرح کے طور سے فرمایا ہے کہ اما من جاءك بسعی وهو یحشی یتلو ان فائدہ یہ ہے  
 اس مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب اور دو سر نزدیکے نامے والے جیسے  
 ابو جہل وغیرہ حاضر تھے اختلاط اور صحبت انکی باوجود قرب فرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو  
 عتاب فرمایا بس معلوم ہوا کہ جب کسی شخص کے اقربا اللہ تعالیٰ سے روگردان ہو جاویں تو ان سے  
 اختلاط اور صحبت کرنا چاہئے اور غیروں سے کہ حق کے طالب ہوں صحبت اور اختلاط کرنا چاہئے کہ دوست  
 دشمنوں کو دوست رکھنا خطا ہی اور دوست کے دوست سے منہ پھرانار بخشش کا مقام ہی ایسیا ہے قرآن  
 مجید میں دوسری جا پر فرمایا ہے لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الآخر یؤذون من حاد الله  
 ورسوله ولد کافرا باء ہم او ابنا کھم اباخوان کھم او غنیر قہم ۲۸ ج ۳ ع اور یہیں معلوم ہوا  
 کہ تعلیم اور ارشاد میں بھی استغداد اور شوق والوں کو قرابت والوں پر مقدم رکھنا چاہئے تھو فائدہ یہ ہے کہ  
 اُس شخص کو کہ اسکے سب سے جناب الہی سے یا پیغمبر کے حضور یا تادوست کی طرف سے اس شخص پر خلی کی جاوے  
 تو اس شخص سے بغض کرنا نہ چاہئے بلکہ اُسے زیادہ دوستی کرنا چاہئے کہ اسکے سب سے ایک عمدہ غرض کہ او ب ہی  
 حاصل ہو چنانچہ اس خلی کے وارد ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس نایب کو دوست رکھتے  
 اور تعظیم کرتے تھے اور وہ جہاں کہتے تھے اور انکی حاجتیں روا لیا کرتے تھے واللہ الموفق والمبرور والیوم النور

## سورۃ الزمر

کئی ہی اس میں آیتیں اور ایک کو چار رکعت اور پانچ سو تیس حرف ہیں اور حدیث صحیح میں وارد ہے  
 عبد اللہ بن عمر کی روایت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جاہت کی قیامت کے  
 دن کو دنیا میں ان آنکھوں سے دیکھے لے تو اسکو چاہئے کہ سورۃ اذا الشمس کورت کو پڑھے اور یہ بھی  
 حدیث میں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز جناب میں آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے عرض کی کہ یا رسول اللہ بڑھاپے نے آپ پر تباہی کی یعنی آپ کے مزاج مبارک کی قوت  
 سے یہ توقع نہ تھی کہ اتنی عمر میں کہ قریب ساٹھ کے ہی آثار بڑھاپے کے آپ پر ظاہر ہونگے لیکن یہ بہت  
 ہمارے قیاس کے خلاف وقوع میں آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو ان پانچ سورتوں نے  
 بوز رکھا کہ وہ سورہ ہود اور سورہ واقفہ اور سورہ المرسلات اور سورہ عم سوات اور سورہ اذا الشمس  
 کورت نے بس ان سورتوں میں عذاب الہی دنیا اور آخرت میں کہ امتوں پر سبب مخالفت کرنے سے بغیر ان  
 جو گذر ہی اور گذر گیا مذکور ہی مجھکو انکے شے سے اپنی امت کا غم نہایت غلبہ کرتا ہی اور غم کا خاصہ ہی کہ  
 آدمی کو بوز رکھا کہ دنیا ہی چنانچہ نقل کرنے میں سألک من الاطباء ذوات دیومہ : انجری فی ما یثبني قال بلعم  
 ثقلت له علی غیر تحت امر لقد اخطات فيما قلت بل غمہ لیکن مراد بوز ہے ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ضعف قوی کا اور بدن کی کستی مراد ہی نہ سفید ہونا بالون کا کون کہ موسے مبارک آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے سفید نہیں ہر شے تھے کہ دیکھنے والے پر ظاہر ہوں چنانچہ انس ابن مالک رضی  
 اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم ہیں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات  
 شریف کے قریب مبارک اور ریش مبارک بن سفید بال نیل تک نہیں پہنچے تھے اور ظاہر ہی کہ ان  
 قدر بال دیکھنے والے کو بھی معلوم نہیں ہوتے اور عرف میں ہی اس قدر سفیدی کو بڑھاپا نہیں کہتے ہیں اور  
 اور اس سورت کے ربط کی وجہ سورہ عبس سے بہر ہی کہ اول بن اس کے وصف قرآن مجید کے اس طور سے  
 مذکور ہیں کہ کلا انھا تذکرۃ فمنشاؤذکرہ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطہرۃ بایدی صرۃ

کہ اور برہ اور آخرین اس سورہ کے بھی مضمون ساتھ ترتیب معلوم کرنے کے لئے کہ اِنَّهُ لَقَوْلُ سَوَّلِ  
 کریم اور انھوں نے اللہ کے عالمین اور آخرین اس سورہ کے قیامت کا اور اس کے اوصاف اور ہول اور  
 سختیوں کا مذکور ہے کہ ہوم فی المزمع من اخیہ وامہ وایہ وصاحبتہ وبنیہ اور اس سے پہلے  
 اول اس مضمون کو خوب شرح و بطل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اس کے نام کی وجہ ساتھ تکوین کے ہے کہ اس  
 سورہ میں اول اسی حادثے کو مذکور کیا ہے کہ آفتاب کا نور زائل ہو جائیگا اور اس سورت میں قیامت کے بارہ  
 حادثے یاد فرمائے ہن لیکن ان سب حادثوں سے یہ حادثہ ہیایت سخت ہے اور تفصیل اس اجمال کی یہ  
 ہے کہ حادثہ مقصود بالذات پر واقع ہوتا ہے وہ بہت سخت ہوتا ہے اس حادثے سے کہ مقصود بالذات  
 غیر پر واقع ہو مثلاً ضایع ہونا جان کا کہ آدمی مقصود بالذات ہی زیادہ سخت ہی ضایع ہونے سے مال کے کہونکہ  
 مال جان کے نفع کے واسطے مطلوب ہے نہ بالذات اور دوسرے کہ جس حادثے کو دوسرا حادثہ  
 معارض ہو تو بہت سخت ہوتا ہے اس حادثے سے جو دوسرا حادثہ معارضہ کرے کہونکہ معارضہ  
 صورت میں شدت حادثے کی کم ہو جاتی ہے مثلاً ایک طرف سے آدمی کو خوف جان کا ہو اور دوسری  
 طرف توقع مال و جاہ کی دامن گیر ہو تو اس وقت بن جانی حادثے کو بھی چندان سخت ہن عا نانا بلکہ اس  
 حادثے سے جمی ہن جراتا اور ہر حادثہ ان بارہ حادثوں میں سے قیامت کے کہ اس سورت میں یاد فرمایا ہے  
 یا تو غیر مقصود بالذات کو صدمہ پہنچاتا ہے جسے پوست آما زما آسمان کا کہ آما کو خراب کر دالیکا اور آسمان نسبت  
 اہل دنیا کے مطلوب بالذات ہن ہی کہونکہ فائدہ لینا امل دنیا کا محض ستاروں سے ہی اور آسمانی  
 مثال مانند ایک صندوق کے ہی کہ اس میں جو اور عمدہ لباس رکھیں اگر وہ صندوق ٹوٹ گیا اور جواہر  
 اور اسباب سلامت رہے تو کچھ تو تناسل کا چندان گران ہن گذرتا اور یا معارض دوسرے کے ساتھ  
 ہی کہ موجب فرحت اور خوشی کا ہے جیسے تعبیر محکم کی کہ مقابلے میں اس کے ازلا ف یعنی پاس لاناخت کا بھی  
 ہو گا تو اسے اس حادثے کے کہ ایک نو مطلوب بالذات کو کہ آفتاب کی شعاع ہی صدمہ پہنچاویگا دوسرے  
 یہ کہ مقابلے میں اسے کوئی اور حادثہ فرحت افزا ہی موجود ہو گا اور بے نور کرنا آفتاب کا کہ نہایت عمدہ  
 اسباب ہن حالاتہ و جدانی نفس انسانی کے لھونے کا کہ چھل سے آفتاب کے شعاع کی آنکھوں کے دیکھنے کی

سپارح عمدہ      الوفاقہ      رتیبہ      الکونین      سورج تکوین

چیزیں تو نظر آتی ہیں مگر معقولات و وجدانیات کے ادراک کے واسطے محاب ہوتی ہیں اور ایسی سب سے پہلے ہوتی ہیں اور عقلی چیزوں میں فکر کرنے کے واسطے رات کا وقت مقرر کیا ہی اور خواب دیکھنے کا بھی وہی وقت ہی اور زیادہ کیفیات نفسانیہ کا ان چیزوں کے عاشقوں کو یا مریضوں کو اور درمندان کو یا مصیبت زدوں کو جو پیش آتی ہیں تو وہ بھی وہی وقت ہی اور اہل مراقبہ اور توجہ بھی اس وقت نسبت باطنہ کو اپنی برہانے ہیں اور ساحر اور تاثرات نفسانی والے بھی اس وقت کام میں مشغول ہوتے ہیں اور سیاہ ہو جانا نسبتاً بھرکانے سے دریا ٹھوڑا اور جنبش سے پہاروں کے بھی مقابلے میں اس حادثے کے کچھ بررگی نہیں رکھتا کیونکہ ستارے اکثر تیرہ اور بے نور ہو جاتے ہیں اور دریا سے سوز چندان حواجج میں بنی آدم کے نافع نہیں ہی کہ اسکو مقصود بالذات تصور کیجئے اور علی ہذا القیاس پہاڑ اور سنگینی دو سکے حادثوں کی خود اظہر ہی اب بیان کرتے ہیں ہم اسباب کو کہ ان بارہ حادثوں کو کس واسطے اس مقام پر حاضر کر کے مذکور فرماتا ہی وجہ اسکی یہ ہے کہ منظور بیان کرنا انقطاع نفس انسانی کا توجہ سے طرف مافات اور مضرات کے ہی اور کثادہ ہونا اس کے شعور اور فہم کا ارواح سماویہ کی مدد سے اور ظاہر ہونا اعمالوں کی صورت مثالیہ کا اور کھلنا مقدار پر نیک و بد کام کی جزا کا مضمون علمت نفس ما الحضرت کا ہی اور ہر حادثہ ان بارہ حادثوں سے اس امر میں دخل رکھتا ہی بس سبب آفتاب کی تلویر کے اور سیاہ ہونے ستاروں کے تعلق نفس انسانی کا کہ اپنے حواجج میں آسمان کے ساتھ تھا منقطع ہو جاوے گا کیوں کہ نفع لینا اسکا دیکھنے کی چیزوں میں اور بدلنے میں فصلوں اور موسموں کے آؤرٹے ہونے میں مہینوں اور چاندوں کے اور پہلے سے معلوم کر لینا اینوںے حادثوں کا محض چل اور حرکتوں سے ان اجرام کے تھا اور قضا کے عالم مالف کی اس انقلاب سے خراب ہو جائیگی اور بسبب تیرہ جبال و تزلزل زمین یعنی بسبب چلنے پہاروں اور تھمھانے زمین کے امید اسکی حکومت زمین کی اور استخراج معادن اور اگلنے سے کھیتی اور میوؤں کے اور بیٹے سے چشموں کے اور نہروں توت جاویگی اور صحن اس کے گھو کا خراب ہونا شروع ہو گا اور بسبب تقطیل عشار کے توجہ اسکی خیر گیری گھر کے جانوروں کی اور حاصل کرنے سے دودھ اور گھی اور صوف اور پشم اور نسل کے سمت ہو جاویگی اور اس انقلاب سے گویا مطبخ اور خزانہ خانہ اسکا خراب ہو جاوے گا اور بسبب جمع ہونے دوحش کے



ہمت اُسکی شکار اور تخییر سے جنگل کے جانور ون کی اور جو نفع کہ پوست اور پشم اور مشک نامہ یا اور اجڑا  
اُنکے حاصل کرتا تھا بالکل منقطع ہو جاگی اور بسبب بوشن ہونے دریاؤں کے سرکش تھی کا اور تاجزین بحری اور صید کرنے  
سے جانور ون بحری کے اور نکالنے سے موٹی مونٹے اور عقیق اور عنبر کے ماہوس ہونگے اور بہ چھ حادثے متعلق عالم دنیا  
اور انسان کے جسم بن اور بعد اگلے نئے سے نیک نفون کے اپنے ہم جنون اور شریر نفون کے اپنے ہم جنون  
اور ایک کی کیفیات نفسانہ کے متعکس ہونے سے دوسرے کے قلب پر شخص کو وجدانیات اپنے کا محاطہ ظاہر  
ہو جائینگے اور اپنے کو بالاجال ہل خیر و شر سے معلوم کر لیگا اور سوال کرنے سے موؤدہ کے کہ نفس اسکا اس  
جہاں سے نہایت سادہ گیا تھا معلوم کر لیگا کہ فہم شعور انسانی نے ایک وسعت عظیم پیدا کی ہے کہ اس  
نفس کی الواح سادہ بھی نقش بزر سوال و جواب کی ہوئی ہیں اور یہ بھی معلوم کر لیگا کہ اس عالم میں بھربانے  
سے حقوق کے ہر ادنیٰ عملی چھو تا بڑا باوجود اس بات کے کہ تلف کرنے والے کو حقوق کے اشتد علاقے  
درمیان میں ہیں جیسے پدری اور مادری ہرگز عالی چھو تینگے اور بسبب کھولے جانے صحیفون اعمال کے تفصیل  
اپنے افعال و اقوال کی دریافت کر لیگا اور بسبب پورے آسمان کے کہ کنا بیت ہی عالم مثال کی بجلی سے  
کہ معدن اور اصل اُسکی فحاک کی قوت خیالیہ ہی اپنے اعمال کی صور مثالہ کو دیکھ لیگا اور حقیقت کو حال کے  
معلوم کر جائیگا مصرع کہ بالکہ باختتام عشق در شب بچور اور بھرگانے سے دوزخ کی آگ کے اور نزدیک لاف سے  
بہشت کے اور آرایش اور سجادت سے موافق جزاؤں عملون کے کہ خواہش ان کی صور مثالہ کی ہی نہایت  
روشنی پیدا کر یگا اور اس وقت مضمون عکس نفس ما احضرت کا جلوہ گر ہوگا اور چھ انقلاب تعلق  
آخرت کے عالم سے اور قوائے عقلیہ اور خیالیہ سے انسان کی رکھنے ہیں اور اسی تقریر سے وجہ اس  
ترتیب کی رعایت کی بھی ظاہر ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوتا کہ عالم برزخ میں نفس انسانی کو باوجود بدن کی مفارقت  
یہ اطلاع احوال پر اپنے اعمالون کے ممکن نہیں ہی کہوں کہ ہنوز آسمان وزمین قائم ہیں اور تعلق اُسکا  
مکانات و راہی رغبت کی چیزون کی طرف اوزوجہ حال پر اقربا اور اپنے نبی نوع کے اور یا دکرنا اپنے  
گذرے حالات کا ہنوز منقض نہیں ہوا اور ملنا عالم غیب بطور خلوص اور کمال کے اُسکو حاصل نہیں ہوا  
اسی عالم کو برزخ کہتے ہیں کہ مس وجہ احکام دنیا کے رکھتا ہی اور من وجہ احکام آخرت کے جیسے

کسی شخص نے ایک شہرین یا ملک بہت مدت گزارا کی پھر کسی اور شہر یا اور ملک کو چلا گیا اور ہنوز  
گھر اسکا اُس پہلے شہر میں موجود ہی اور قارب بھی اُسکے وہاں رہتے ہیں اور خط کتابت کی بھی آمد و رفت  
ابھی جاری ہی ایسی حالت میں انقطاع کئی اُسکو اُس شہر سے ممکن نہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الشَّمْسُ كُوْنَتْ بِحَسْبِ وَقْتِ كَرَاخَابٍ لِّبِنَا جَاوَسَ كَا اَدْمِثْنِ تَكْوِيْرَ كِ عَرَبِ كِي لَعْنَتِ مِيْن  
کسی چیز کو گرد لپٹنے کے ہیں جیسے رسی یا لکڑی کہ اُسکو حلہ کر کے لپٹتے ہیں وَ كُوْنُوْا لِّلْعَاْمِيْنَ مَعْنِيْ بِنِ كَلِمٰتِيْ كِي  
سچ کے ایسی لفظ سے ہی آد جو آفتاب کے شعائیں دراز رکھتا ہی ہر قوف کرنے کو اُس شعاع کے ذہن میں  
تشبیہ لپٹنے سے لکڑی سے دی ہی اور اِس لفظ کو بطور استعارہ کیے استعمال فرمایا ہی گویا کہ جب  
کہ شعاع اُسکی پھیلی ہوئی ہی تو مانند اُس تخان یا پارچہ کی ہی کہ ہسک کو کول کر پھیلا دیا ہی اور جب  
وہ شعاع زائل ہو گئی اور جرم اُسکا پتیر کے چلنے کے مانند بے زور رہ گیا تو گویا اُس تخان کو تہہ کر لیا  
اور مدیث شریف میں وارد ہی کہ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُتَوَيَّرَانِ مَكُوْرَانِ يَدُوْعَالْفِئْتَةَ يَبْنُوْنَ اَخْتَابًا دَرَا مَاهِنًا  
پتیر کے دو چلیون کی مانند بے زور پڑے ہونگے قیامت کے دن اور بعضی روایتوں میں قُوْدَانِ عَقْبَرَانِ  
بھی واقع ہو اِی یعنی مانند دیبلون کو پھینکتے ہوؤں کے پڑے ہونگے اور دوسرا اِنکا منقطع ہو جائیگا  
اور نور عرب کی لعنت میں لکھی ہے اور پتیر کے چلنے کو بھی آد جب تعلق ستاروں کی ارواح کا  
چرمون سے اُنکے منقطع ہو جائیگا اور شعاع اور ذر بھی زائل ہو جائیگا اور دوسرے بھی ہر قوف کو کبھی  
تو وال زور پھیال کر کے پتیر کے چلنے سے بہت دی ہی اور کبھی ہر کت کے موقوف ہونے پر نظر کر کے کو پھین  
کتے میل سے تشبیہ ہی ہی آد پر چہ کہ آفتاب مہتاب موافق مدیث کے اس حادثہ میں شرمیک  
ہونگے لیکن یہاں ہر انکشاف خط آفتاب کی تکویر پر ذکر فرمائی کیونکہ شعاع آفتاب کی جرم سیاہ کو آہتاب  
نور اور روشنی بخشی ہی جس کو آفتاب کی مستلزم ہی مہتاب کی تکویر کو حاجت عینہہ بیان کی  
نہیں وَاِنَّ الْجُوْمَرُ اِنَّكَ دَرَتْ اور جس وقت کہ ستارے میل ہو جائیں گے اور تو بھی اُنکا



زائل ہو جائیگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ستار سب سے  
 قدیلوین نور کی ریخروں سے لگتے ہیں اور وہ ریخروں فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں جب فرشتے مر جائیں  
 تو وہ قدیلوین ان کے ہاتھوں سے گر جاویں گے اور ستارے گرتے گھر جلیں گے اور نور ان کا زائل ہو جائیگا  
 بس اس سورت میں بیان اس انقلاب کی انتہا کا ہے کہ ستاروں پر ظاہر ہو گا اور اگلی سورت میں بیان  
 ہے اس انقلاب کی ابتدا کا اور اختلاف لفظ میں نجوم اور کواکب کے تعین کلام کے اسلوب کے واسطے  
 ہی اور اس واسطے بھی ہے کہ نجم کے لفظ سے ظہور اشراق کا سمجھا جاتا ہے تو انکدار اس کو مناسب ہی اور کواکب کے  
 لفظ میں استوار اور استحکام پر لوجا جاتا ہے تو انشائے ساتھ مناسب ہی **وَإِذَا الْجِبَالُ سَيْرَتٌ**  
 اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے اور یادوں کی طرح سے ہو این اڑائے جائیں گے اور پہاڑ زمین کے لنگر اور  
 فرش کے ماتھے جی الکی یہ حالت ہوگی تو زمین کی حالت کو بھی اسی پر قیاس کر لیا جائے کہ کیا  
 کچھ اس کی خرابی ہوگی **وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ** اور جب گا بھن اونٹنیاں جنکا حل دس مہینے کا ہونہ  
 چھوٹی پھریں اور ان کے مالک ان کی طرف کچھ التفات کریں گے اور وہ ایسی اونٹنی کی تھیس کر نے کی  
 یہ ہے کہ متلو تعلق انسانی کے انقطاع کا بیان ہی اپنے مالوں سے اور سب مال میں سے جو زیادہ پر  
 محتاج خبر داری کا ہی سو جانور ہیں کہوں کہ زرد جو اہر اور دوسرے اسباب و مبدم محتاج محتاج  
 ہیں ہوتے اور زراعت اور ورخت اور عمارات اور مکانات بھی محتاج محافظت اور خبر گیری کے  
 ہوتے ہیں لیکن نہ ہر لحظہ اور ہر ساعت بر خلاف جانوروں کے کہ ہمیشہ دھوپ سے چھانوں میں اور چھا  
 سے دھوپ میں بانڈھنے کے محتاج ہوتے ہیں اور ہر دم دانے پانی گھاس کی خبر گیری چاہتے ہیں  
 اس واسطے تجربہ والوں نے کہا ہے کہ غم نذاری بزیخچر اور ان سب جانوروں میں اعلیٰ اور عمدہ عرب کے نزدیک  
 جتنے کے قریب والی اونٹنی ہے کہ اُس میں دو طرح کی خوشی ہی ایک تو بچکی دوسرے دودھ کی اور  
 بسب برے پن کے دودھ اسکا اور جانوروں کے دودھ سے دو چند سہ چند زیادہ ہوتا ہے  
 اور جو مخاطب اس کلام ہدایت فرجام میں اول فرقہ عرب کا ہے تو رعایت اس چیز کی کہ ان کے ذہن میں  
 جلد آجاد سے یادہ چیز ان کے خیال میں بسی ہے ضرور پری کہوں کہ مقتضا بلاغت کا ہی ہے اور یہاں پھر

ایک اشکال ہی نہ بھنے اذکیا اسکو مشکل جانتے ہیں ماحصل اسکا یہ ہے کہ بعد اس کے کہ حضرت اسرا<sup>۳</sup> فیل  
 تیغ صور فرما دینے کو سب جانور مر جاویں گے اور عقینان کہاں ہونگی جو چھوٹی چھری لگی اور صور چھوٹنے سے پہلے  
 قیامت کہاں ہی کہ اور عقینان معطل چرین چھریہ بات کن سے وقت کی ہی اکثر دشمن مندوں نے کہا ہی  
 کہ یہ کلام فرضی اور خیالی ہی تھے بالفرض اگر اس وقت اور عقینان اس صفت کے ساتھ موجود ہوں تو مشرت  
 ہول سے اس روز کے کوئی انکی طرف متوجہ نہ ہو جیسے یوماً یجعل اللولکان شیباً بین فرمایا ہی لیکن  
 بعد مال کے معلوم ہو تا ہی کہ کہاں ہر حاجت اس تکلف کی نہیں ہی اس واسطے کہ جو وقت حضرت اسرا<sup>۳</sup>  
 پہلی صور چھریں گے تو آدمی اور جاہل اور عقینان کتھی مر جائیں گے اور جب دوسرے بار صور چھریں گے تو سب کتھے  
 ہی آئیں گے تو وہ اور عقینان کہ جن کے حل برہمن ہینے گذر گئے تھے وہ بھی اسبطور سے زندہ ہو گی جتنی  
 حدیث صحیح میں ہی بے شمار انسان بیوہ العنہ علی ما ماقوا علیہ اور مالک انکے اس وقت انکی طرف  
 متوجہ ہونگے اور معطل چھری دینے اور بھنے اہل نفسیہ کہا ہی کہ مراد مشرت سے اہرین کہوں کہ عرب  
 اہر کہو حل ولے جانور سے نسبت دیتے ہیں اور ان کے خیال میں اہر کی صورت مادہ کی سہی ہی اور  
 ہوا کی صورت نہر کی تہی جسے مادہ سے مل کے حاصل کر دتا ہی اس طرح ہول سے اہرین پانی جو جاتا ہی  
 بسرغ ض بہ ہی کہ اس وقت اہر پانی سے خالی ہونگے اور کچھ کام نہ آویں گے اور اس نفسیر میں جو کچھ لکھ ہی  
 سو ظاہر ہی اور عث اربع عشر کی ہی جیسے نفاس جمع نفسانی اور عشر اوس ہینے کی حاملہ ادنتنی کو کہتے  
 ہیں تمام سال تک اور تمام ہونا سال کا ادنتنی کے حل کے تمام ہونے کی پوری ہوت ہی تو اس نام سے اسکو  
 مذکور فرمایا حکا ذالو حیوین حیوینت اور حسن فت کہ وحشی جانور کہ ہی اور بیابانی جمع کنے جاویں  
 اور وہ انکے جمع کرنے کی پہر ہی کہ رہنے کی جاگہ انکی کہ پہاڑ اور جنگل تھے خراب ہو جاویں گے اور آگ  
 اور دھواں ہر طرف سے انکے پیچھے ہر لگانا جاہار آدمیوں کے مجمع میں مکان انکے سمجھ کہ جھاگ آویں گے  
 جیسے سردی کی ملک میں برف پڑنے کے وقت وحشی جانور طبیعت اصلی کو اپنی کہ نفرت اور وحشت  
 ہی چھوڑ کر بستیوں اور گروہین کھتے ہیں اور اس وقت میں دلیل صریح ہی اس بات برکہ ہول اس  
 روز کا اس نے کہ پہنچیکہ کہ وحشیرن کو اس سے نفرت نہ رہیگی اور بعض جو جسے سے عداوت طبعی رکھتے تھے

اُس روز کچھ خوف و ڈر ایک دوسرے کا باقی نہ رہے گا اور قتا وہ اورد و سکتے دن ت کہا ہی کہ ہر اُ  
 حشر سے خوشی کے اُنکا زندہ کرنا ہی بعد مرنے کے کہ قصاص کے واسطے اُنکو بچر زندہ کرینگے اور حشر  
 شریف میں ہی کہ جانور و بہن بھی قصاص جاری ہوگا جیسا کہ منہدی بکری سبگون والی بکری سے  
 اپنا بدلہ لےگی لیکن قصاص ہو چکنے کے بعد بک کو خاک کر دینگے اور جو خدا کے نام پر زوح ہوئی ہیں وہ  
 خاک ہونگے گروہ جانور بہشتیوں کی خوشی کا باعث ہونگے یا سبب اُن کی لذت کا سو وہ جانور  
 بہشتیوں باقی رہینگے جیسے طاؤس یا کھولیا اور کوئی جانور خوب صورت خوش آواز یا وہ جانور کہ جھکا  
 گوشت بہشتیوں کو مرغوب ہوگا وہ اُنکی غذا کے واسطے چھوڑ دئے جائینگے چنانچہ قرآن مجید میں  
 سورہ واقعہ میں مذکور ہی ہے ولحمہ طیر ما یشتون اور وہ چیزیں باقی رہینگی جو دوڑنیوں کے عذاب  
 زیادہ ہونے کا سبب ہوں سو وہ زخمین جا دینگے جیسے سانپا دیکھو اور مٹی کہ اُنکے جلع بچنے بدن پر  
 بیٹھتی اور اُنکو رنج دو کو دینگے بغیر اس بات کے کہ اُن جانوروں کو اُس روز خ کی آگ سے  
 کچھ رنج و کلفت ہو اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ الد باب کلہ فی النار اور یہ بھی  
 حدیث صحیح میں وارد ہے کہ ان فی الجنة طیرا ناعۃ واکلھا انعم منھا باء البعاز  
 شجرہات اور جس وقت کہ دریا بھر گائے جلیے ننگے اور پانی اُنکا دھوان اور آگ ہو جاوے گا اور  
 ہوائیں آگ اور دھوین کے طے سے حدت اور حرارت پیدا کرگی اور اہل محشر کی تکلیف  
 اور رنج کا سبب ہوگی لیکن باایمان لوگ شہر سے اس دھوین کے محفوظ رہینگے چنانچہ حدیث صحیح میں  
 ہے و ہونو ہی کہ اُس روز کے دھوین سے باایمان لوگوں کو اسی قدر تکلیف پہنچے گی کہ نہ کام ہو جاوے گا  
 وَادَّ الْمَفُوسُ رُوحًا اور جس وقت کہ نفوس اہل فی نفس سماوی اور ارضی سے طائے جائینگے  
 تاکہ قوت خیر دیکھ سکے اذراک کی زیادہ ہو جاوے اور پوری بقرہ عمل کی نہایت کے درجہ میں چلیں  
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد تزویج نفوس سے ازواج حق کا ملنا ہی جسموں کے ساتھ اور بعضوں نے کہا ہے  
 کہ مراد یہ ہے کہ لوگوں کو ازواج ملنے نہ دینگے یعنی تین قسم کرینگے کہ تفصیل اسی سورہ واقعہ کی آیت  
 و کنت ازواجاً ثلاثتہ میں مذکور ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر شخص کو اپنے ہم مشرب اور ہم مذہب کے

ف سے کہی کہ  
 جانور زمین سے کہی کہ  
 بہشتیوں سے کہی کہ  
 ف سے کہی کہ

8

8

8

اُس روز کچھ خوف و ڈر ایک دوسرے کا باقی نہ رہا اور فتادہ اور دو سو گھنٹوں تک کہا ہی نہ سکا  
 حیرت و خوشی کے انگنائزہ کہ نہ ہی بعد مرنے کے کہ قصاص کے واسطے انکو پھر زندہ کرینگے اور حیرت  
 شریف میں ہی کہ جانور و بہن بھی قصاص جاری ہوگا یہیں تک کہ مُتَدی بکری سبگون والی بکری سے  
 اپنا بدلہ لے لیگی لیکن قصاص ہو چکنے کے بعد سب کو خاک کر دینگے اور جو خدا کے نام پر سوچ ہوئی ہیں وہ  
 خاک ہونگے گروہ جانور و ہر ہشتیوں کی خوشی کا باعث ہونگے یا سبب ان کی لذت کا سو وہ جانور  
 ہر ہشتیوں باقی رہینگے جیسے طاؤس یا گھوٹلا اور کوئی جانور خوب صورت خوش آواز یا وہ جانور کہ جھکا  
 گوشت ہر ہشتیوں کو مرغوب ہوگا وہ انکی غذا کے واسطے چھوڑ دئے جاوینگے جہاں پر قرآن مجید میں  
 سورہ واقعہ میں مذکور ہے: وَلِحَدِّ طَيْرٍ مَا يَشْتَمُونَ اور وہ چیزیں باقی رہینگے جو درختوں کے عذاب  
 زیادہ ہونے کا سبب بن سو و درخت میں جاوینگے جیسے سانپ اور بچھو اور مٹی کہ انکے جلے مجھے بدن پر پہنچا  
 بیچھنکی اور انکو رنج و دکھ دینگے بغیر اس بات کے کہ ان جانور و درخت کو اُس درخت کی آگ سے  
 کچھ رنج و کھٹ ہو اس واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ الدُّبَابُ كَلْهٍ فِي النَّارِ اور یہ بھی  
 حدیث صحیح میں وارد ہے کہ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ طَيْرًا نَاعَتْهٖ وَاسْكَلَهَا اَنْعَمَ مِنْهَا يَا اَبَا الْعَبَّاسِ  
 سُحَيْرًا اور جس وقت کہ دریا بھر کائے جاوینگے اور پانی اٹکا و حوان اور آگ ہو جاوے گا اور  
 ہوا اُس آگ اور دھوین کے طے سے حدت اور حواست پیدا کرے گی اور اہل محشر کی تکلیف  
 اور رنج کا سبب ہوگی لیکن باایمان لوگ شہر سے اسی دھوین کے محفوظ رہینگے جہاں حدیث صحیح میں  
 وارد ہے کہ اُس روز کے دھوین سے باایمان لوگوں کو اسی قدر تکلیف پہنچے گی کہ نہ کام ہو جاوے گا  
 وَ اِنَّ الْمَفْؤُوسَ نُوْجِبَتْ اور جس وقت کہ نفوس اِن فی نفوس ساوی اور ارضی سے جائینگے  
 تاکہ قوت نیر و ستر سے اذراک کی زیادہ ہو جاوے اور پوری قیڑا ہر عمل کی نہایت کے درجے میں چلکیں  
 اور بعضوں نے کہا ہی کہ مُرَادُ تَرْوِجِ نَفُوسٍ سے ازواج و حوان کا ملنا ہی جسموں کے ساتھ اور بعضوں نے کہا ہی  
 کہ مُرَادُ يَهْرَبُ هِيَ كَلُوْغُوْنَ كُوْزِ و اوج ٹلنے کر دینگے یعنی تین قسم کر دینگے کہ تفصیل اسی سورہ واقعہ کی آیت  
 و کتہ اذواجاً ثلثتہا میں مذکور ہے اور بعضوں نے کہا ہی کہ ہر شخص کو اپنے ہم مشرب اور ہم مذہب کے

ف جانور زمین سے کئی قسم کے  
 ہر ہشتیوں کے ہر درخت کی  
 ف سے درخت میں

8

8

8

بن نفعیل بن حجاز اور حضرت امیر المومنین عمران بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مین پیدا ہوئے اور چہان سننے کے وقت  
 گھر میں لڑکی پیدا ہوئی تھی اور وہ جیتی گاڑی جائیگی تو چھپت کے وہاں جاے اور کہتے کہ اسکو مین نے اپنی بیٹی  
 کیا جو کچھ کہ اس کے کھانے پینے کا اور بیاہ شادی کا خرچ ہی وہ سب میرے سر تکو کچھ کام نہیں اسی  
 طور سے بہت سی لڑکیاں بچائیں اسی سوا انکو محی الاموات کہتے تھے اور ان کے اس رسم صلح  
 اور قبیلوں کے ہی بعضے بعضے عرب اتباع کرتے تھے چنانچہ صحیحہ فرزوق شاعر کا دادا بھی یہی کام کرتا تھا  
 اسی سوا فرزوق نے اپنے دادا کے اس فعل کی برائی انکرا پنے شعر و نثر کی ہی آداب اس امت میں  
 اس فعل شنیع نے دوسری صورت سے نمود پکری ہی اور شیطان کا قاعدہ ہی کہ جو کسی  
 برے کام کو لوگ مانفت شہید لائل عقلیہ کے سبب قبیح جان کر چھوڑ دیتے ہیں نو وہ یعنی اسی  
 کام کو دوسری صورت میں انکی نظر زمین بھلا دکھانا ہی تاکہ اسکا اصل مطلب فوت نہو اور وہ صورت  
 جو اس امت میں رکھتی ہی ابہر ہی کہ اگر کسی لوندی بادی یا کسی اور کم اصل عورت کو کسی سے صل  
 رہ گیا تو مارے غیرت کے کہ مبادا لڑکی پیدا ہو تو کسی کم اصل سے رشتہ کرنا پریگا بس اس بات کو  
 تنگ و غیرت شرافت کی جان کر بعد جان پڑنے کے کہ مدت اسکی انفر جا رہینے گذرنے کے بعد ہی  
 گراو دیتے ہیں اور اس امر شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں اور بطور فخر اور ترائی کے اسکو بیان کرتے  
 ہیں حالانکہ خون ناحق میں یاد دوسری قباحتوں بن سر مومو و دوسرے بہ فعل کم نہیں ہی لیکن اگر روح  
 پڑنے سے پہلے ہو تو صحابہ کو گرانے میں عذر شرعی سے جیسے جتنے کی سخنیا کثرت عبال کی یا قتل مال کی یا سوا کچھ  
 سبب یا جانے کہ اگر بہ لوندی جنینکی تو خدمت نکر سیکگی اختلاف واقع ہو ماقا اور حضور میں حضرت  
 امیر المومنین عمران بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس امر میں بہت گفتگو ہوئی یہاں تک حضرت امیر المومنین  
 رضی علیہم اجمعین نے فرمایا کہ وادہ لائکون مومند حتی تاق علیہ التارات السبع اس  
 کلام کو حضرت امیر المومنین عمران بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پسند فرمایا اور یہی بات عمر گئی اور بس  
 صحابہ اسکو بھی احتیاط کے واسطے حرام جانتے تھے اور اسکو مومو وہ صغرا کہتے تھے کہون کہ کہ اگرچہ  
 قتل نفس کا اس عمل میں نہیں ہی لیکن اسکی زراقت پر عدم توکل اور معارضہ اس کے فعل ساتھ صدقے

بیان عورتوں کے بیٹ کرانے  
 جائز ہونے اور عزال کے جائز  
 ہونے کا ۱۳

بلا وجہ اور سوائل کے دوسری قبلہ جہتیں بھی موجود ہیں لیکن صحیح یہ بات ہی کہ جائز ہی عزل کے قیاس کے اعتبار سے اور وہ جو حدیث شریف بن عزل کے حق میں وارد ہی کہ ذلک الواد الخفی وہ عزل کی حرمت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کراہت اور اولاد کے ترک ہونے پر دلالت کرتا ہی کہونکہ نفی ہر امر کا اُسکے حلی کا حکم نہیں رکھنا جیسے ریا کہ ترک حنفی ہی حکم شرک حلی کا نہیں رکھتی اور جائز ہونا عزل کا روایات صحیح مشہورہ سے ثابت ہی کہ لا شہۃ فیہ اور استعمال کرنا دواؤں کا قبل جماع کے یا بعد جماع کے کہ عمل نہ رہنے پاوے مانند عزل کے جائز اور روا ہی اور ہمان بر ایک شبہ ہی کہ اکثر خیال میں گذرنا ہی وہ یہہ ہی کہ موؤدہ بیچاری مظلوم ماری گئی ہی اُس سے سوال کرنا کوئی وجہ نہیں رکھتا چاہے تھا کہ سوال اُسکے قاتل سے کیا جاتا تا کہ اُسکو زینش ہوئی پس جواب اس پیشہ کا یہہ ہی کہ سوال موؤدہ سے اس وضع پر ہو گا کہ تو کون ماری گئی تاکہ خلاف قاعدیے ہو بلکہ اس وضع سے ہو گا کہ جاتی ذنب نہ قتلت کس گناہ پر ماری گئی ہی وہ موؤدہ اور لایق اس سوال کے مظلوم ہی نہ ظالم کہوں کہ غرض اس سوال سے تلیقن دعویٰ کی اور ظاہر ہونا ظلم کی وجہ کا منظور ہو تا ہی کہ مظلوم کہدے کہ تھہ پر فلا نے نے بے وجہ پر ظلم کیا ہی اور موؤدہ سے سوال کرنے میں اس طور سے یہ بھدی کہ نفس صغیر ہر چند کہ اس جہان میں شعور اور فہم اور ادراک پیدا کر گیا لیکن کوجہی ادراک اُسکا ادراک سے دارالقضا کے مشاقون کے اور دنیا کے جھگڑنوالوں سے کہ ایمن کامون میں تمام عمر ای صرف کی البتہ کم ہوا چاہے اور جو کچھ کہ دکھ درد اُسکو جان جانے کا گذرنا تھا سو چند ان اُسکو گران نہیں گذرنا تھا کہوں کہ وہ زندگی اُسکی ایک خواب و خیال تھی کہ دیکھی اور گذر گئی اور یہہ بھی ہی کہ پہلے ہی دعویٰ مانا پر کرنے میں حیا کے سبب پیش قدمی نہ کر سکیگی تو ضرور ہو کہ اس طرف سے اس طور سے اُسکو تلیقن اور یاد دلانا دعویٰ کا ہو گا جسے کوئی مظلوم بے سمجھ کو بیان کرنے میں اپنی جہت کے اور پورا کرنے میں اپنے دعویٰ کے قصور کرتا ہی تو حکام با انصاف اُسکو اس قسم کی تلیقن و تذکر کر تے ہیں کہ حقوق برباد نہ جائیں اور اسی طور سے اگر کوئی مظلوم بسبب کسی علاقے کے ظالم رکھتا ہی صاف صاف بیان کرنے سے اُسکے ظلم کے شرمانا ہی یا خوف کھانا ہی اُسکے حق میں بھی اربلب عدالت کا یہی وسیع معمول ہی اور فقہانے بھی لکھا ہی کہ قاضی کو تلیقن دعویٰ اور شاہکی اس قسم کی صورتوں میں درست ہی



کہونکہ مظلوم کا حق کو پہنچنا بدون اسکے ہونہیں سکتا اور باوجود اسباب کے اس سوال میں بھی مراتب اسکے ادب کے والدین کے ساتھ مودہ ہیں کہوں کہ اول ذکر اسکے قاتل کا نغمہ لیا گیا کہ فانی سے سوال منظر ہی نہیں ہی تاکہ فیضیت ہو اسے چھوڑنے سے لائے ہیں کہ قتلت یا سوال اس گناہ کا فرمایا کہ موجب اسکے قتل کا ہو لگا یا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ والدین کو تو اپنی اولاد سے کمال شفقت اور محبت ہوتی ہے بغیر کسی گناہ عظیم کے تجھے بہ معاملہ لیا ہوگا اس واسطے تجھے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا گناہ تھا لیکن رعایت اس ادب کی باب کے حق میں مودہ کی طرف سے موجب باب کی کمال روانی اور فیضی کا ہوگا خصوصاً مودہ کے گناہ کے سوال کرنے میں کہ وہ مرکز محل گناہ کا نہیں ہو سکتی غمی تفریض الزام صریح سے اُنٹے ہوگی اور اگر پہلے ہی سوال والدین سے واقع ہوتا کہ تم نے گناہ اپنی بیٹی کو کہوں مار ڈالا تو یہ فیضی اور روانی اور اتنا زیادتی خوف اور دہشت حاصل نہوتا اور یہ بھی ہی کہ ترک کرنے میں سوال کے اُنٹے اور متوجہ کرنا سوال اور خطاب کا مودہ سے اُنکی کمال شقاوت اور بیخبری کی نشانی ہی کہ اُن سے بسبب کمال قہر و غضب کے اس حرکت بے برکت کے سوال خفگی اور عقاب بھی نہیں فرماتے ہیں کہوں کہ کلفت عذاب اور عقاب کی لذت سے کلام و خطاب کی سبک معلوم ہوگی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِہٖ رٰجِعُوْنَ ہما چہ کسی کا قول ہی شعور پرشس اگر نیت بلو نامہ نہ نہ کہ دہشت یک سخم آرزو دست اور بہان پر سمجھ لیا چاہیے کہ حدیث صحیح بن وادو ہی کہ الوالۃ واللود فی النار یعنی جس عورت نے کہ اپنی بیٹی یعنی کا زوی ہی وادو اس کی بیٹی دونوں زمین چاہیگی مگر اس حدیث کے تشبیہ سے متحرک ہوتے ہیں اور تعال میں اس حدیث صحیح کے اس آیت کو سند پرستہ ہیں اور کہتے ہیں کہ جو حق تعالیٰ بسبب مودہ کے کافروں کو زجر و توبیح فرمایا تو ممکن نہیں کہ مودہ عذاب کا جو اور اس دلیل پکڑنے سے اُنکی کمال جمل و نادانی ثابت ہوتی ہی کہوں کہ باب پر عذاب اس واسطے کہ خون ناحق کیا ہوا اور مودہ پر عذاب اس جہت سے ہی کہ گنہگارین باب کے تابع ہی جیسے ظالم اور مظلوم کہ دونوں کافروں کو عذاب پر دیکھ کر واسطے عذاب کرینگے اور اصل عذاب میں دونوں شریک ہیں بسبب کفر کے اس واسطے کہ اہل سنت کے نزدیک کافروں کو عذاب ہو نا انجبارت ہونے کے ناعی کے ظاہر ہی کہوں کہ نفس طفل کا خصوصاً وہ طفل کہ ایسی چھوٹی عمر میں اس جہنم سے کیا ہووے تو گویا باب کے وجود کا ایک ٹکڑا ہی ابھی استقلال تکمیل

حاصل نہیں کی ہی جب والدین عذاب کئے جائیگے تو یہ نفس سادہ بھی انکی طبیعت سے عدا میں ہوگا جیسے  
 تو امین کہ ساتھی ہنستے ہیں اور تھی روئے ہیں اور بھوکے پیاسے بھی ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں کہوں کہ  
 اتصال نفسانی انکا مفارقت استعمال سے ہو زبندل نہیں ہوا وادعہ علم اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ  
 قابل بیان کے ہی وہ بہہ ہی کہ قتل کو غائب کے بننے سے کسوٹھ لائے خطاب تو اس بات کو چاہتا تھا کہ قتل  
 مومنٹ مہول مخاطب کے صیغہ سے فرمانے جواب اسکا بہہ ہی کہ منظور تو واقعا قیامتکا بیان ہی اور موؤدہ کا  
 حال غیبت کے بننے سے کہاں فرماتے ہیں بس بد عاجز و بیٹا ہی موؤدہ کے سوال سے کہ واقع ہوگا نہ  
 حکایت خطابی کہ اسکا تھ درمیان میں آویگی اور حکم فقہ کا بہہ ہی کہ اگر کسی شخص کے ہاتھ سے  
 اسکی اولاد خطا سے تلف ہو جاوے جیسے چار مہینے کا حمل گرا دینا یا اندازے سے زیادہ ایفون کھلا دینا یا  
 محافظ میں تصور واقع ہونا مثلاً کوئی عورت چھجے پر بیٹھی اپنے لڑکے کو کھلاتی تھی اور وہ لڑکا اس کے ہاتھ سے  
 چھوٹ کے زمین پر گر پڑا اور مر گیا اور علی ہد القیاس تو ان پر کفارہ لازم ہوتا ہی اور قتادہ سے روایت  
 کہ قیس عاصم تمیمی کا بیٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایک  
 برس سخت گناہ ہوا ہی کہ کوئی حالت میں آتھ بیٹیاں میں نے جینی گا زدن ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ عوض میں ہر لڑکی کے ایک ایک غلام آزاد کو اسے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نواؤن تون والا ہوں غلام  
 میرے پاس نہیں ارشاد ہوا کہ ہر لڑکی کے عوض ایک ایک اونٹ سادہ کی راہ میں دے وَاِذَا لَصَحَفًا  
 نَشْرَتًا اور جس وقت کہ صحیفے اعمالوں کے کہ لپٹے ہوئے سجن اور علیس میں رکھے تھے کھولے جاویں گے  
 اور ہر شخص جو کچھ کہ اس کے صحیفوں میں ہی معلوم کر لیگا اور قتادہ سے مروی ہی کہ آدمی کے اعمال کے  
 صحیفوں کو اس کے منہ کے بعد لپٹ کے دفتر میں نگاہ رکھتے ہیں اور بعضے مفسرین نے نشر کو پر الگ  
 معنون میں لیا ہی یعنی اعمال ناموں کو بکھیر دینے اور جس دفتر میں کہ اکٹھے جمع تھے وہ ان سے نکال کر  
 بانٹ دینے کی کو بائیں ہاتھ میں پتھر کے پیچھے سے اور کسی کو داہنے ہاتھ میں منہ کے سامنے سے  
 دینے اور مرتبہ وادعہ سے مروی ہی کہ قیامت کے دن صحیفوں کو عرش کے نیچے سے ارا دینے بس  
 جو صحیفہ کہ ایماندار کے ہاتھ آویگا اس میں بہ لکھا ہوگا کہ فی حنة عالیة اور جو کافر کے ہاتھ میں آویگا

اسین بہ لفظ لکھا ہو گا کہ فی سمور و حمیم اور یہ صحیفہ فال کے قرعوں کی مانند ہونگے اعمال کے صحیفے ہونگے  
چنانچہ کتافین مذکورہ ہیں۔ **وَإِذَا السَّمَاءُ كَشَّطَتْ** اور جب آسمان کا پوست اُتارنا جا یا جیسے جانور کا  
کہ بعد وچ کے پوست اُتار لیتے ہیں اور تمام اعضاء اور اعضا اور رگ دریختے اُسکے ظاہر ہو جانے ہیں اسی طرح  
اور خیالات فلک کے ملکوتات کہ ایشیا کی صورت مثالیہ میں ظاہر اور منکشف ہو جائیں گے اور فرشتے حاملان  
اور دوسری قسم کے فرشتے نازل ہونگے **وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ** اور جس وقت کہ دوزخ بھڑکانی جائیگی اور شد اسکی سوزنی  
زیادتی پڑیگی **وَإِذَا الْجَنَّةُ أُنْفِثَتْ** اور جس وقت کہ بہشت محبت کے نزدیک لاسی جا بیگی بس لہانوں کو  
خوشی پر خوشی زیادہ ہوگی اور کافروں کو حسرت بر حسرت اور جو بارہ حادثے متحقق ہونگے کہ چھ آئین  
دنیا میں قبل صورت چھونکنے کے ہونگے اور پھر آئین سے بعد صورت چھونکنے کے ہونگے **عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أُخْبِرَتْ**  
جان لیکارہی جو لیکر لہی نیکی سے اور بدی سے اور بعض اہل تاویل نے کہا ہے کہ ان بارہ حالتوں کو موت کے  
وقت کہ قیامت کا نمونہ ہی معلوم کر لینے اسی واسطے اُسکو قیامت صغرا کہتے ہیں اور حدیث شریف میں بھی  
وارد ہو رہی کہ من مات فقد قامت قیامت ہی اعتبار رکھنے کہ نابس آفتاب آدمی کی روح کے مانند  
ہی کہ شعاع اسکی بدن زندہ ہوتا ہی اور جو علاقہ اسکا مذہب سے بدن کی منقطع ہو گیا تو گویا انسان کے  
بدن کا آفتاب مگورا اور بے نور ہو گیا اور انکدار نجوم کا نمونہ ہی جو اس وقتوے انسانی کی بیکار یکا کہ موت کے  
وقت نمودار ہوتا ہی اور جنبش بہار و زخمی باطل ہو جانا اعضاء بریہ کا اور اسکی بدن کی ہڈیوں کا ہی کہ  
اپنے کام سے مغزول ہو کر برباد جلتے ہیں اور تعطیل عشا کی نمونہ ہی دودھ اور چربی کے خشک ہونے کا  
اور افعال طبیعی کے باطل ہونے کا کہ کارپرداز اسکا جگر اور دوسرے آلات غذا کے ہیں اور حسرت و حوش  
ظہور افعال ہیجیدہ در سببیہ کے نتائج کا ہی اور بھر کا نادر یا ڈن کا خشک ہونا خون کا اور بدن کی نہ  
دوسری رطوبتون کا یا باطل ہونا اولیٰ م اور خیالات اور میدان اور آرزوں کا کہ ہر ایک ایک دریا سے  
بے پایان ہی کہ بغیر موت اختیاری یا اضطراری کے انقطاع انکا تصور نہیں اور تزویج نفوس  
جمع ہونا ملکات مکسبہ کا ہی اہسین ظلمانی کا ظلمانی سے اور نورانی کا نورانی سے اور مودہ ایک  
قوت ہی کہ آدمی نے اُسکو اُسے غیر مقرر صرف میں صرف کر کے برباد کیا اور بعض دانشمندان سے

منقول ہی کہ جو کوئی کتبہ نفیس مقدمات علمیہ کا خاطر اذکیا میں لکھتا اور اسکو قید کن بت میں مقید کر دین بیان تک کہ وہ بھول جاوے تو وہ بھی موؤدہ میں داخل ہی آوے اور آسمان کا کثرت کن بت ہی روح کے احکام ظاہر ہونے سے اور تعبیر جنم دیکھنا ہی سختیوں اللہ شتون کا کہ بعد موت کے ظاہر ہو لگی اور نزدیک لانا بہشت کا عبارت فرحت اور خوشی سے ہی کہ نیلون کی ارواح کو اس وقت پہنچا دین گے اور بدون کو اس سے محروم رکھنے اور بعض اہل تصوف نے ان سب حالتوں کو طمی ہونے پر سلوک کے مرتبوں کا انتہا سے فنا تک کہ ان کے نزدیک اول منزل وصول کی ہی تطبیق ہی ہے اور تفصیل اس تطبیق کی نہایت طولانی جاہتی ہی کہ اس تفسیر کی وضع سے خارج ہی حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو اسباب کھلنے خیر و شر کی حقیقت کے نفس انسانی پر بیان کیے گئے اور سختی اس سبب کی خبر مجھ صادق سے کہ اصدق الصادقین ہی یعنی حق تعالیٰ کی ذات پاک نہیں ہوتی تو حاجت قسم کی نہ ہی اس سبب یوں فرمایا ہے کہ **فَلَا أُقْسِمُ بِهَرْمِمْ ہُنَیْنِ لَمَّا تَاہُونِ** میں کہوں کہ باوجود ہرے جہرینے کے حاجت قسم کی نہیں ہی اور اگر ان سب باتوں کے ساتھ ہی تم قسم کے محتاج ہو تو میری قسم **بِالْحَسَنِ الْجَوَّارِ الْکَفَّارِ الْکَلْبِ** کی ستاروں پیچھے ہت جائے سید چلتے دیک جانے والوں کی ہی اور حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ اور اکثر مفسرین صحابہ کے منقول ہی کہ وہ ستارہ نمبر متعبرہ ہیں یعنی زحل اور مشتری اور مریخ اور زہرہ اور عطارد کہ انکو اپنی حرکت میں ایک حیرت نمودار ہوتی ہی اول تو مغرب سے مشرق کی ترتیب سے برجون کے حمل سے ٹور میں اور ٹور سے جو زائین جاتے ہیں اور بعد اسکے تھوڑے دنوں حرکت انکی نمودار نہیں ہوتی ایک جاتے ہر کھڑے رہتے ہیں پھر رجبت فقوی کرتے ہیں یعنی لٹے پھرتے ہیں اور مشرق سے مغرب کو آتے ہیں پہلی حالت کو علم ہیئت کی اصطلاح استقامت کہتے ہیں اور دوسری حالت کو وقوف اور اقامت کہتے ہیں اور تیسری حالت کو رجبت اور رجوع اور بہ تین حالتیں اور کسی ستارے میں ہیں جیسے ماہتاب نمودار اسوق رکھتا ہے لیکن رجبت نہیں رکھتا اور دوسرے ستارے زوق رکھتے ہیں نہ رجبت پس حیرت ان پانچ ستاروں کی صریح دلیل ہی اس بات پر کہ آسمانی چیزوں کا بدلنا ایک حال سے دوسرے حال پر ممکن ہی تو بس انقلاب جائز ہونے میں آسمان کے تمام اجزا میں اور زائل ہونے میں ستاروں کے کچھ شعبے نہ لگا

اور خاص ہونا ان پانچ ستاروں کا رجحان اور استقامت اور وقوف کے ساتھ ہر چند کہ نزدیک تلاش کرنے والوں ہیئت آسمانی کے ایک وجہ رکھتا ہے کہ وہ اختلاف اُنکے حارطوں کی حرکت اور اُنکے دائروں کی حرکت ہی اس واسطے کہ اُنکے حوامل یعنی آسمانیوں کے مغرب سے مشرق کو جاتے ہیں اور دائرے اُنکے زمین کے شامل نہیں ہیں لہذا اِپروالے اُنکے مغرب سے طرف مشرق کے جانے ہیں اور نیچے والے اُنکے مشرق سے طرف مغرب کے اور جو یہ ستارے دائروں میں گڑھے ہوئے ہیں اور یہہہ دایرے حامل کی گدازگی میں گڑھے ہوئے ہیں تو بالضرور ان ستاروں کو دونوں حرکتیں بالشیع ہوتی ہیں تو جب تک کہ حامل کی حرکت اور دائرہ کی حرکت موافق ہوتی ہے اس لیے استقامت سے معلوم ہوتے ہیں اور جب دونوں حرکتیں مخالف ہوتی ہیں تو بطی السیر معلوم ہوتے ہیں اور جب دونوں حرکتیں اسپین مخالفت کرتی ہیں اور ایک دوسری معارض ہوتی ہے یعنی جہد ستارہ ایک حرکت کے سبب آگے بڑھا اس قدر دوسری حرکت کے سبب پیچھے ہٹا تو واقف اور ساکن معلوم ہوتے ہیں گویا جنبش نہیں رکھتے اور جب دوسری حرکت غلبہ کرتی ہے تو اُنکی حرکت الٹی معلوم ہوتی ہے اور ستارہ راجع یعنی التا ہرا معلوم ہوتا ہے لیکن مطلب اس سبب کے معلوم کرنے سے زیادہ تر کھل جاتا ہے اور ظاہر ہو جاتا ہے اس واسطے کہ جب آسمان کے ستارے غیر اور انقلاب کے قبول کر لے ہوئے اور اُنکی حرکتوں اور وضعوں کے استقامت مختلف ہوئے اور مخالف اور متحد طبعی اور ارادی انہیں ثابت ہوا تو البتہ صدیوں کے قبول کرنے کے آمادہ ہونے یعنی خراب ہو سکتے ہیں جو چیز کا اختلاف اور تغیر سے بھی ہوا کے خراب ہونے میں اور صدیوں کے قبول کر نہیں اگر تعجب کیا جاوے تو البتہ کچھ جگہ تعجب کی نہیں ہے اس واسطے کہ کبھی اسپین صدیوں نے راہ میں ہائی تھی اور ان پانچ ستاروں کا ذکر اس مقام پر لانا اس واسطے ہی کہ آسمان کے ستارے دو قسم کے ہیں ایک قسم کو سیارہ کہتے ہیں یعنی چلنے والے وہ سات ہیں اور دوسری قسم کو ثوابت کہتے ہیں یعنی ایک جگہ پر ثابت رہنے والے قسم اول کو یعنی سیاروں کو تقدیر افلاک کے سبب سے حرکتیں مختلف لاتی ہوتی ہیں اور ثوابت کہ حرکت مختلف نہیں ہے بلکہ اُنکے آسمان کی حرکت بھی بہت سست ہے اور کم و کھلانی دیتی ہے اور ثوابت کو رجوع اور استقامت اور وقوف اور انتقال سرعت سے بطور

کی طرف اور بطور سے سرعت کی طرف لاحق نہیں ہوتا ہے اور سیاروں کو یہ سب لاحق ہوتا ہے اور سب سیاروں میں سے آفتاب اور مہتاب کو بارگہ قرآن مجید میں تغیر اور انقلاب کے مقام پر ذکر فرمایا ہے اور اکثر دونوں کے تغیرات سب خاص و عام میں مشہور ہیں علی الخصوص تغیر چاند کا کہ ہر مہینے میں گھٹنا بڑھنا اس کا سب دیکھتے ہیں اور سورج گہن اور چند گہن بھی سب پر ظاہر ہے تو اس مقام پر کہ جہرام آسمانی کے تغیر کا بیان کرنا منظور ہے ان پانچ ستاروں کا ذکر کرنا کہ یہ بھی تغیر اور اختلاف رکھتے ہیں ضرور ہوا اور شامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ثابت کو اسپین ربط اور میل نہیں ہے اسپین کے رابطے ربط اور میل مختلف اور متعدد ہوتا ہے اور متعدد قوتوں متعدد وہ کے ہوتے ہیں اور ارتباہات مجید آفتاب سے رکھتے ہیں اور ہر تباہ میں ایک نئی تاثیر ظاہر ہوتی ہے تو یہ پانچ ستارے عالم آسمانی میں مرکبات عنصریہ کی مانند ہیں جیسے معاون اور نباتات اور حیوان اور انسان اور ان چاروں کی برزخین اور سورج اور چاند مرکبات ناقصہ کی مانند ہیں جیسے بخار اور غبار اور دعوان اور ثوابت عنصریہ بانط کے مانند ہیں اور تاثیر میں اور فعل میں پانچوں ستاروں کے بہت بہت رکھتے ہیں ارادے اور اختیار والوں کے فعل سے اور حرکتیں انکی گویا حرکت اختیار ہی ہیں کہ کرب میں صعود اور ہبوط اور توجہ اور رجوع اور ہرب اور طلب سے بس ذکر ان پانچ ستاروں کے انقلاب اور تغیر کا قریب ہی مطلب ہے کہ ان کا انقلاب ارادی ہی نہ طبعی حاصل کلام کا یہ کہہ احوال ان پانچ ستاروں کا اول دلیل ہے اجرام آسمانی کے حالات بدلنے پر اور جو اجرام آسمانی قابل تغیر اور انقلاب کے ہوتے تو انقلاب میں اجرام فعلی کے کونسا اشکال باقی رہے کہ رات دن انقلاب اور تغیر انکا انکھن سے دیکھتے ہیں اور اگر اس انقلاب کذا فی میں کہ موجب ایسی تغیر عظیم کا ہو گا کسی کو تردد اور شک ہو تو دوسری قسم کھائی جاتی ہے وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ اور قسم ہی رات کی جب اسکی آتھان ہوتی ہے اور چہاں کہ اندھیرا کہ دیتی ہے اور ایک سے انقلاب نمودار ہوتا ہے ہی ہاذا راجر جانے ہیں جو رکھاون کا در اور درندوں کا خوف پیدا ہوتا ہے راستے بند ہو جاتا ہے

اور تلاش روزی کی ایک فلم موقوف اور نام لوگ چپ چاپ رُدون کی مانند سحر و حرکت پر ہوتے ہیں اور جن دشیا طین پھیل جرتے ہیں بس یہ ایک انقلاب ہی کہ ہر رات دن کے دور میں زمین اور زمین والوں کو اللت پلت کر والنا ہی اگر بالفرض کوئی شخص دن ہی میں ہوشیار ہو اور اسے رات نہ لکھی ہو اگر اس کے سامنے یہ انقلاب بیان کیا جاوے تو ایسا تعجب کرے کہ کافر قیامت کا احوال سننے کے عشرت بھی اٹھا ہین کرتے اور رات کے عجائبات سے ایک یہ بات ہی کہ جو چیزیں کہ وہ ہیں جیسے آسمان کے تارے اور ماہتاب اسین ظاہر ہونے ہیں اور وہ جو نزدیک کی چیزیں ہیں جیسے زمین و آسمان کے درمیان یا زمین میں چھپ جاتی ہیں اور دن کو اس کے برخلاف معلوم ہوتا ہی بس تفاوت دُنیا اور آخرت کا ظاہر ہونے میں پوشیدہ چیزوں کے اور چھپ جانے میں ظاہر چیزوں کے اسی نمونہ سے ظاہر ہوتا ہی اس بظور پورا بیان :  
 کر نیلے فرمانے ہیں وَالصُّبْحُ إِذَا تَنَفَّسَ اور قسم کھاتا ہوں میں صبح کی جس وقت کہ دم جوے کہ اس وقت بھی ایک انقلاب عظیم ظاہر ہوتا ہی اور لوگ خواب سے بیدار ہوتے ہیں اور بازار اور مجالس آباد ہو جاتے ہیں اور سب بھی چل مکتے ہیں اور ہر مخلوق تلاش معاش کے در پی ہوتی ہی اور تو اسے حیوانیہ میں ایک فرحت عظیم پیدا ہوتی ہی اور ہر چیز روشن اور ظاہر ہو جاتی ہی اور روشن ستارے بے نور اور پوشیدہ اور ہر طرف سے لشکر اور قافلے پہاڑوں کی مانند چلنا شروع ہوتے ہیں اور دم صبح کنایت اس کے ظہور سے ہی آفتاب کو کہ صبح اسکی علامت ہی چھلی سے کہ دریا میں تیرتی ہی ذہن میں تشبیہ دی ہی اور اس کے انتشار نور کو قبل طلوع دم ماہی سے نسبت کی ہی جیسے مچھلی دریا میں آنکھوں سے پوشیدہ گزرتی ہی اور اسکی سانس لینے سے پانی اڑتا ہی اور منتشر ہو جاتا ہی اسی طرح سے آفتاب کی حالت ہی قبل طلوع کے اور قبل روشنی چھیلنے اور بعضوں نے کہا ہی کہ دم صبح کنایت نسیم سے ہی کہ طلوع صبح کے قریب بہار و نوین چلتی ہی اور اس نسیم کو تشبیہ دم سے دی ہی کہ لوگوں کی فرحت اور راحت کا سبب ہوتی ہی گویا کہ صبح مانند ایک مریض یا درمند کے تھی کہ اب فرصت م لینے کی پائی اور راحت حاصل کی عرض کہ ثابت ہونا دم کا صبح کے واسطے فارسی اور عربی شعروہن راجح اور مشہور ہی اور عرس کا لفظ مشترک بین الصنیدین ہی آنے کو بھی کہتے ہیں اور جانے کو بھی پھر لگ صبح کے مقابلہ اور تنفس کی رعایت لہرین تو آنے پر قیاس کیا چاہئے اور اگر نسبت

اور لازم اسکا منظور رکھیں تو قیاس جانے پر چاہئے کرنا اور یہہ کمال عجاز ہی کلام اقدہ کا کہ اس مقام ذہنی ہر  
 میں لفظ بھی ترک میں الضدین ارشاد ہوا لیکن تقدیر ثانی ہر محض ایک انقلاب مذکور ہو گا کہوں کہ جاننا سرت کا  
 ابتداء ہی اس انقلاب کی اور دم لینا صبح کا اسکی انتہا اور جو یہہ انقلاب آخرت کے انقلاب کا ثابت  
 ہے بخونہ جہت کا ہی بعد موت کے اور جو ظہور بھی چیزوں کا اُس میں بہت ہوتا ہی تو اکتفا اس ہر کمال مناسب  
 ہی بس فرض یہاں ہر یہہ ہی کہ حقیقت کھلنے میں حیرت کی نفسانی پر بعد واقع ہونے بارہ انقلابوں  
 کہ ان انقلابوں کی مانند دنیا میں ہی واقع ہوتے ہیں تو عا جت قسم کی اور تاکید کلام کی نہ ہی کہوں کہ امکان  
 ان انقلابوں کا دلیل عقلی سے ثابت ہی اور ہونا ان انقلابوں کا سبب غیر قدرتی گھٹیکہ نفسانی ہر  
 نظر میں عقل کی بعد مائل کے ظاہر ہی اور جو محض صادقات واقع ہونے ایک شی ممکن کے کہ سبب ایک  
 خبر کا ہو خبر فرما دے تو واقع ہونے ہر اس خبر کے یقین حاصل ہوتا ہی اور یہاں سے ہی کہ قسم کی عا جت  
 نہ ہونے واسطے بطور تعلیل کے فرماتے ہیں **اِنَّهُ تَحْقِقُ يَه تَرَان** کہ متضمن قیامت کی خبروں کا ہی  
**لِقَوْلِ رَسُوْلِهِ الْبَتَّةَ يَه بَات لَانِي هُو نِي اِنَّه** کے پہلی کی ہی کہ اقدہ کی طرف سے پہچانی ہی بس  
 کذب واقتر کے احتمال کو یہاں گنجائش نہیں کہوں کہ کلام الہی قطعی الصدق ہی لینے بے شک سیا ہی  
 اور اگر کسی کے یہ شبہہ دل میں کھٹکے کہ یہہ کلام ہو اسطہ حضرت حق سے ہمکو نہیں پہچانا ہمکو اس کے  
 مضمون پر یقین حاصل ہو بلکہ ہمارے اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطے واقع ہونے میں اور سند ثابت ہی  
 ہم کہتے ہیں کہ تم جو یہ واسطہ یہہ کلام اپنے پیغمبر سے سنتے ہو تو درمیان میں دو واسطوں سے زیادہ نہیں اول تو  
 وہ شخص ہی کہ بطور پہلی گری کے اقدہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پیغمبر پاس کلام لاتا ہی و دوسرا پیغمبر  
 اب ان دونوں واسطوں کے نقصان اور عدل میں خود فکر کر لو اول واسطہ جو پہلی ہی وہ تو ان صفتوں  
 موصوف ہی کہ فیہ برے مرتبہ والا اور عالی قدر ہی کہ عدالت اور تقویٰ اسکا نہایت کو  
 پہچا ہی کہونکہ بزرگی اس کے مرتبے کی بغیر تقویٰ کے ہو نہیں سکتی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہی **الکرم**  
**التقویٰ والحسب المال** اور قرآن مجید میں ہی ارشاد ہی **اِسْمٰی بَات** کی طرف کہ **اِنَّ اَکْرَمَکُمْ**  
**عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰی** کہ بس عدالت اور تقویٰ تو اس راوی میں ہی موجود ہی اب اس کے حافظ کی قوت



معلوم کیا جائے تو دوسری صفائی یہ ہے کہ ذی قوت بڑی قوت والا کہ اس کے حفظ میں ہرگز خلل نہ  
 داخل نہیں جو کچھ کہنا ہے گھنتی ترہتی کے یاد رکھنا ہی اور سبب کامل ہونے پر قوت کے وہ یاد رکھی ہوئی کو  
 اپنی بے کم و زیادہ کے ادا کرتا ہی اور ہر چند منطور اس مقام پر اس المی کی قوت حافظہ اور قوت بیانہ کا ہی  
 بلکہ کمال ان دونوں قوتوں کا علی الاطلاق ہیں ہونا اس واسطے مطلق قوت کے ساتھ اسکو موصوف  
 فرمایا ہی اور حدیث شریف میں وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام  
 سے کہ وارد ہی المی ہیں کہ ذات عالی صفات انکی موصوف ان صفاتوں کے ساتھ ہی فرمایا کہ حق تعالیٰ نے  
 نھاری قوت اور امانت کا وصف فرمایا ہی اور تمنا اور صفت کی ہی کچھ اپنی قوت اور امانت کا ہمارے سامنے  
 بیان کرو اھوں نے فرمایا کہ قوت بوجھ بن اتی ہی کہ حق تعالیٰ نے مجھکو خراب کرنے کو قوم لوط کے شہر  
 کہ چار شہر تھے بھیجا اور ایک شہر ان شہروں میں سے کہ اس کا نام سدوم تھا اسپن عورتوں اور بچوں کے  
 سوا سے جا رکھ آدی سلج پوشش تھے بن نے ان شہر دن کو سانوں زمین کے تہہ سے ایک ہر اوڑھا کہ  
 اس قدر آسمان کے نزدیک لے گیا کہ آسمان کے رہنے والے ان شہر دن کے مرغون اور کنون کا آواز تے  
 تھے پھر ان سب شہروں کو اسی غار میں اونداھا ڈال دیا اور مجھکو کھلیف اور بوجہ معلوم ہوا اور امانت داری  
 میری اس رعبے کو ہی کہ مجھکو کبھی کسی کام کو نہیں فرمایا کہ بے گھنتی ترہتی کے اسکو بجا نہیں لایا اور کوئی جبر  
 مجھ سے نہیں فرمایا کہ میں نے اپنے سینے میں اسکو پوشیدہ نہیں رکھا بس ذکر کرنے سے ان دو صفتوں  
 در شہرین روایت کی کہ عدالت اور قوت حفظ ہی ثابت ہو چکین اب بطور علاوے کے کئی صفین دو  
 بھی ذکر فرماتے ہیں کہ پر کھنے والے سند اور روایت کے علم کے ان صفین کو بھی مقام میں نرجح اور کمال  
 تصحیح کے مضبنا رکرتے بن انہیں سے ایک یہ بھی ہی کہ عند ذی العرش مکین یعنی وہ المی  
 تخت والے کے نزدیک رودار عالی ملک ہی اور ظاہر ہی کہ جو دشمنوں کو حضور کے کہ ہمیشہ دربار میں حاضر  
 رہتے بن المی گری بر بھیستے بن تو اغناد اس جنہر زیادہ تر متفق ہوتا ہی اس سے کہ زبان سے ہر کاری یا کسی  
 خود کی معرفت وہ پیغام بھیجا جاوے وہ جہت سے اول تو یہ کہ وہ رودار بلا واسطہ بادشاہ کا کلام  
 ہی اور احتمال اسبالت کلاس کلام میں کسی نے کتنی زیادتی کی ہوگی نہیں رہنا اس کے یہ کہ وہ رودار

ف  
 نقل حضرت جبریل علیہ السلام  
 سے

عالمی مرتب اپنے منصب اور منصب کی محافظت کے واسطے سرکاری پیغام پہنچانے میں کمال عنیا طرک مارجا  
اسی واسطے بخاری در مسلم شاکر دون امام مالک اور دوسرے حدیث کے اماموں کے ان لوگوں کو کہ استاد کے  
پاس بیٹھتے تھے اور صحبت دیکھی سے ان استادوں کی سہرور معروف تھے اور استادوں کے نزدیک  
قدرا اور منزلت پیدا کی تھی روایتیں مروج اور معتدم کرتے ہیں اور روایت کے اضطراب اور اختلاف کے  
وقت انکی روایتوں کو سہل کرتے ہیں اور دنیا داروں کے عرفین بھی جو پیغام حضور پادشاهی سے  
امیر یا وزیر کے واسطے پہنچتا ہی وہ زیادہ محترم ہوتا ہی اُسے کہ کسی خاص یا دربان باری دار کے  
واسطے پہنچے اور اُنھیں میں سے ایک پر بھی ہی مطلقاً فتح آجیئے نہ دماغ پٹی سب کا ماننا اس  
عالم میں کہ مملکت الہی کے دربار کی کسوٹی ہی اور امانت دار ہو جائیگا ہی اُس دربار کے ارکانوں میں  
کہ پوچھو اور باختم کے نقطہ اُس کے کہنے پر عمل کرتے ہیں اور رسالت اُسکی اس قدر زہنون میں اُس دربار والوں  
اور اس سرکار کے متوسلون کے جو گئی ہی کہ اُس کے حکم کو بے پوچھے اور بچھن کے علم الہی جان کر فریاد نہیں  
اُسکی درتے ہیں چنانچہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات اپنے ساتھ لیکر گئے تو آسمانوں  
در بانوں نے اور ہرشت اور دوزخ کے خازنوں نے اُس کے حکم سے دروازے کھول دیئے اور آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہان چاہتے تھے سیر کرتے تھے چنانچہ معراج کی حدیثوں میں اسکا مفصل  
بیان ہی آدہرچہ حکام الہی سا تون آسمان والوں کو پہنچانا اُنھیں کا کام ہی گویا حضرت جبرئیل سب  
فرشتوں سے اس صفت میں کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہی ممتاز اور شہرہ میں اور تمام فرشتوں میں  
فرشتوں کی انکا آنا علامت ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لانے کی چہرہ وقت کہ راوی اس مرتبے  
تھے جو کہ تمام نقات پیغام کو اُس کے قبول کرتے ہیں اور اُسے سند نہیں مانگتے بجز احتمال کذب اور  
افترا کا اکل چہرین کہ ناسواے بالجنیاء کے کچھ اور نہیں آور دوسرا واسطہ کہ تھا راہ شہرہ وہ بھی  
ایک شخص ہی کہ چالیس برس سے زیادہ ہونے کہ تھا راہم صحبت ہی اور کبھی دروغ اور کذب پر اُس کے  
کیا غلوت اور کہا جلوت کیا غرض کیا ہیغرض مطلع نہیں ہونے پھر ایسے شخص کو خبر اور روایت میں معتبر  
نہ جاننا خلاف عقل کہی مگر یہ کہ وہ شخص نفعانی یا سوداگری ہو کہ سبب فاسد ہونے حواس روایتی

صورتیں عجیبے اصل کے خیال بن گذرتی ہیں اور آواز عجیب و غریب سنتا ہے اور حواس کے خیال میں آتا ہے اسکو ہونے والا سمجھتا ہے و ما صاحبکم یجنون اور نہیں ہی یہہ ہفتین نهار اسود اور خیالی کہ اس احتمال کو اسکی خبر میں روا رکھو کہونکہ اتنی صحبت درازہ بن کمال اسکی عقل اور دانائی کا دم بدم اور ساعت ساعت تجربہ کر چکا ہو اور صحت اسکی خیال اور درک کے کی معلوم کر چکے ہو کہ تمام عقلا بالا تر ہے اور اگر باوجود ان سب باتوں کے تمہارے دل میں شبہ گذرے کہ یہہ پیغمبر ایک صورت کو دیکھتا ہے اور اس صورت کی خوبان سے کلام الہی سنتا ہے مگر ہم کو کہوں کہ معلوم ہو کہ یہہ صورت حضرت جبرئیل ہی کی ہی شاید کہ انکو کسی جن یا شیطان نے یہہ صورت بنا کر فریب دیا ہو یا آوار کیا ہو کہ پیغمبر نے اسکو جبرئیل کی آواز سمجھی ہو ہم کہتے ہیں کہ یہ سب سچے تمہارے اس وقت پیش جاتے کہ اس پیغمبر نے کبھی حضرت جبرئیل کو اپنی صورت اصلی پر نہ دیکھا ہوتا و لَقَدْ رَاہُ بِالْأُفُقِ الْمُبَیِّنِ اور سخت دیکھا ہی اس پیغمبر نے اس لہجی کو اپنی اصلی صورت پر کھلے کنارے آسمان کے یعنی افق شرقی میں اور بسبب ہونے آفتاب کے اس طرف اصلا احتمال شک و شبہ کا نہیں رہتا اور جو حقیقت چیز کی ایک بار دیکھ لی اور پہچان لی پھر پہچاننا اس حقیقت کا ہر صورت اور ہر لباس میں اسان ہوتا جیسے کوئی لڑکا پانی کو دیا میں دیکھے پھر اگر اس پانی کو پیالے یا آنجنور میں اسکا سنے لادین تو وہ فی الفور پہچان لیکر کہہ دہی پانی ہی اور سی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو صورت اصلیہ پر موجب کھلے حقیقت جبرئیلیہ کا ہوا تھا کہ بعد اس کے ہر صورت اور لباس میں انکو پہچان لیتے تھے شعر نوحی ہا جامہ و نحوہی قبا پوش بہر زنگی ترا من ینتاشم الا ایک بار کہ اعرابی کی صورت پر سوال کرنے کو دہن کے مسائل کاشے تھے اور عبیداس بارے کہ نہ پہچانتے ہیں بہہ تھا کہ اس وقت وہ اپنی حقیقت سے کہ رسالت اللہ تعالیٰ لازم ہی اس حقیقت کو تنزل فرما کے اپنے کو سائل کی صورت نمودار کیا اور مفرد و جمعی اور احکام الہی کا تھا کہ پہچان جبرئیلیہ ضرور ہوتی اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ میں نے جبرئیل کو کبھی انکی اصلی صورت پر نہیں دیکھا مگر وہ باز زمانے میں شروع و جمعی کے کہ یتاب ہو کر چاہتا تھا میں کہ اپنے کو پہاڑ پر سے گرا دوں اس ارادے سے موضع احیا دین کہ ایک مکان ہی کہ مغربہ میں گذرا میں اس وقت جبرئیل کو دیکھا میں نے کہ

ایک دنیکی جھلی ہوئی لرسی پر زمین و آسمان کے درمیان میں مشرق کی طرف بیٹھے ہیں، اسی وقت ان کے تمام کناروں کو آسمان کے گھیر لیا ہی اور ان کے چھ سو پرین اور ان کے پر سب با قوت اور مویوں سے بٹے ہوئے ہیں بس ایک عجیب نوزانی شکل دیکھی ہیں اور دوسرے محراب شب معراج میں سردۃ المنتہی کے پاس بھی اسی صورت سے دیکھا اور قرآن مجید میں اول بن سورۃ والبعث کے ان دونوں بار کا ذکر فرمایا ہی مگر یہ کہ وہ ان پر ذکر میں پہلی بار کے دیکھنے کو بالا فرمایا ہی اور یہاں پر ہلاقی المبین آور عتہ، تفسیر میں اس عبارت کے اسلوب کے یہ ہے کہ اس سورہ میں بیان صدق پیغمبر صلعم کی خبر کا اور واضح ہونا اس کے مضمون کا منظور ہی بس میں کا لفظ مناسب ہے اور اس سورہ میں بیان پیغمبر کے صلوم و نبوت کا اور چرھنا انکا آسمانوں کے طبعوں پر منظور ہی تو اعلیٰ کا لفظ نہایت چہاں ہوا اور یہ بات بھی ہی کہ ہذا انکی استوا کا کہ نہایت حقیقت جبرئیلی کی تجلی سے ایک صورت میں ہی کہ مقتضایا اس حقیقت کا افاق اعلیٰ میں تھا اور انتہا اس صورت کی قرب اور نزدیکی کا افاق میں ہی اور بعضے ارباب شہود نے کہا ہی کہ عالم مثال کے دو کنارے ہیں افاق اعلیٰ اسکا متصل عالم مجرد اور تقدس کے ہی اور افاق ادنیٰ اسکا ملا ہوا عالم شہادت سے بس خفیف جبرئیلی نے جو چاہا کہ اپنی صورت کو مناسب حال اس خفیف کے جلوہ سے تو اول افاق اعلیٰ میں لباس شکل و جسم و مثالی کا پہنا اور آہستہ آہستہ نزدیک ہوئے یہاں تک کہ اتصال نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اور مراد افاق میں سے کہ ظاہر کرنے والی اس حقیقت اور معنی کی تھی وہی نیچے کی جانب عالم مثال کی ہی مذاقی آسمان کا بس فقط واسطے تشبیہ کے اسکو افاق تعبیر فرمائی ہی کہوں کہ غیب کے عالم اکثر نظر میں اہل کشف و شہود کے دائروں کی صورت پر نمودار ہوتے ہیں اور نظم قرآنی بھی سورہ نجم میں مددگار اسی تقریر کا ہی ہے جب تمام وجہیں قرآن نازل ہونے کے استنباط کا سب صورت سے زائل ہو گئیں تو بس ان کے خبر دینے میں احتمال کذب کا نہ ہو مگر یہ کہ بعضے کا فر بطور تشبیہ کے اس کلام کو بطور کاہنوں کی ہاتوں کے جاننے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن کہتے تھے اور حقیقت کاہن کی یہ ہے کہ بعضے انسانوں کو بعضے شیطانوں سے مناسبت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ نفوس شیطانی مجلسوں سے ملائکہ کی کہ تفسیر میں آئندہ کے کاموں کی ان مجلسوں میں مذکور ہوتی ہیں چوری سے

لُجھ اہس سے سنکر اس لئے دوست مان کر دے ہیں پھر تو تھلا سنا کہ لوگوں میں کہہ سہی اور کبھی کبھی  
 وہ برابر بھی برجاتی ہی اور یہ معاملہ شیطانى انسانوں کے ساتھ میل بسدا ہونے تکھڑ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بہت روجھا اور کئی آدمی اس بات میں تہور گئے رہے ہیں جسے شش اور شطیح کہ عجائب عجائب نصے انکے  
 احبار بالغیب میں تہور ہورہے گورہیں اور دوسری دو آیتوں میں بھی اسی شیعہ کو دفع فرمائے ہیں  
 اور فرمایا میں سب سے کے دفع دینگی یہ ہے کہ علم کاہن کا کافی اور گھیسرنے والا غیب کے اسامون کو  
 پہنچ ہوتا یہاں تک کہ اگر اس سے نام اور صفین اللہ تعالیٰ کی یا احکاہت عیدہ کو کہ عالم غیب میں مغرہ ہیں  
 یا حقیقت اور بطلان اہل مذاہب در ملتون کا یا احوال ہشت اور دوزخ کا یا وہ جو ارواح کو بعد موت کے  
 پیش آنا ہی اور امتدیان علمون کے بوجھیں لوگوں کے اور لاحواہ رہ جاوین ملک تواریخ بادشاہوں اور اگلے  
 لوگوں کی ہی پہن حالتے کہو نکا اسکے علم کی جرتو ملا کہ کی باتوں میں سے کچھ جوری سے سن آنا ہی کہ یہ پیش  
 آگے ہونے والے کاموں کی کرنے ہیں اور بس سو علم اسکا لفظ بیان کرنا قریب ہونے والی باتوں  
 کہ ملا کہ لوگوں برا اطلاع دی ہی اور اسکی تہورا اور جاری کرنے کا حکم فرمایا ہی اور جو حاصل کرنا اس  
 علم کا جوری سے ہی ایسی سٹے انکی خبر میں لورا اور اسان اس واقعے کا نہیں ہوتا بلکہ بطور رمز و اشارت  
 ایک دو کھلے کہ ولالت اصل پراس نصے کی کیرن بطور اجال کے کچھ نکلے ہاتھ لگ جاتے ہیں جہاں ہی طرف  
 بھی کچھ کچھ اسبات میں مشافی اور قناس عقلی سے پر عبادتے ہیں تو کبھی وہ بات خارج میں موافق انکے  
 قیاس کے ہو جاتی ہی اور کبھی دوسری طرح سے ظہور میں آتی ہی بس کاہر کا علم عیب کی باتوں میں  
 رمز و اشارت سے زیادہ پہنچ ہوتا سو وہ بھی مخصوص صحریات عالم کے اعمال ہیں چھ قریب ہونے والے  
 ہونے ہیں اور یہ قرآن گیر لسنے والا ہی نام فنون کو علم غیب کے اور بیان بھی وسیع رکھتا ہی کہ ہدایت  
 اور ارشاد میں کافی ہی و مَا هُوَ عَلَى الْعَيْنِ بِدُخَانٍ اور نہیں ہی یہ قرآن علم عیب بیان کرنے  
 میں بخیل اور فصور کر نیا لاج کھ کہ آدمی کو واسطے معاش و معاد کے علم و عمل سے جائے آسہن جو جو دی  
 بس حق میں اسے کلام کے کسر اسرار شاہی گان کہانت کا لہجنا وہی زرباف اور پوریا یا وک  
 نصہ ہی اور یہ بھی ہی کہ جو کچھ کہ کاہن کی زبان سے نکلتا ہی وہ سخن شیطان کا ہوتا ہی کہ فرشتوں کی

مجلس سے بڑا لانا ہی و ما اھو بقول شیطان تجسید اور نہیں ہی، جبہ قرآن، ت شیطان  
 کھد برس گئے کی کہوں کہ شیطان بے تعظیمی کرنے سے آدم علیہ السلام کی راہہ کیا نوا سکے آدم علیہ السلام  
 کمال عدالت پیدا ہوئی اور جناب الہی سے بھی بغض اور دشمنی پیدا کی بسبب بات میں اسکی ایک :-  
 آدمیوں کی دشمنی کی پوشیدہ ہوتی ہی اسکو ہدایت اور راستہ اور اور وہی سے اُمی کہا مناسب  
 اسکا کام نو بہکانا اور گراہ کرنا ہی اسکو توحید سے اور نہ کر کرنے ناموں اور صفوں سے، بخالی کے  
 اور ذکر سے ہشت اور دوزخ کے اور ثابت کرنے سے آخر کے عالم کے اور مدگوئی سے بتوں کی اور  
 کفار کی اور قباحت بیان کرنے سے شہوت اور غضب کے کاموں کی اور خوبی بیان کرنے سے ریت  
 اور مشقت کے عملوں کی اور تعریف سے انبیا اور صلحا کی اور بد انجامی سے فرعون اور بد کاروں کی  
 کیا عرض کہ جبہ کام تو اس ملعون کے فاشاک چشم اور جگر کا کا تھا ہیں اور اسے مکر و فریب کے بازار کو  
 درہم برہم کہ نیولہ ہیں خصوصاً اور ان شیطان کے مکر کے فریب کھانے سے اور اسکی دشمنی کا بیان آدم کی  
 اولاد سے اور ہجو اور مذمت اسکی تا بعد از ان کی اور برائی ان کاموں کی جو اسکو پسند ہیں کیا اہکا  
 کہ اسکی زبان سے نکلیں بلکہ شیطان ایسی باتوں سے کانوں میں اگلیان دیکے جاگا اہی مصرع دیو بکریر  
 اران قوم کہ قرآن خواند اب ایسے کلام ہدایت فرجام کو شیطان کا کلام سمجھنا کمال حماقت اور بیوقوفی  
 ہی چنانچہ کافروں کو ان کے اہل گمان حاسد پر بطور خٹکی اور گھر کی کے فرماتے ہیں فَاٰیْنَ تَدْعُوْنَ حَبِیْبُوْنَ  
 پھر کہہ کر جاتے ہو اور کن خیالوں میں سرگردان ہوتے ہو اور وہی کہ چھوڑ کر ایسے احمالوں پر کہ جن کا ہونا  
 ہرگز ممکن نہیں اور لڑکے بھی اس پر نہیں ہیں فریب کھانے ہو گو بال گھر کی راہ بھول کر کوٹے میں کرنے ہو  
 اور پہان پر سمجھ لیا چاہئے کہ اکثر قرآن معتبر نے و ما اھو علی الغیب دھنیان کو بدلے ضاد نقطہ دار کے  
 کہ ہم شکل صا د کا ہی ظ نقطہ دار سے کہ ہم صورت ط کی ہی پڑھا ہی اور معنی ظنین کے جو ظلم کے ساتھ  
 ہی متہم کے ہیں اور اس صورت میں ضمیر ہو کی صاحب کی طرف راجع ہوگی کہ مراد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 ذات سے ہی یعنی نہیں ہی تمھارا پیغمبر غیب کی بات پر متہم کہ بن دیکھے کہ میں نے دیکھی ہی :-  
 کہوں کہ چھوٹی چھوٹی اور آسان آسان باتوں میں تو اسکو جھوٹا نہیں جانتے ہو پھر ایسے اور عظیم میں

یسی اسکو جھٹکا جانتے ہو اور تہمت لگاتے ہو بس ہر شبہ بھی زائل ہو گا کہ شاید کہ یہ پیغمبر جبرئیل کی صورت  
اصلی پر دیکھنے کے دعویٰ میں دروغ گو ہو اور فرق مخرج بین ضاد اور ظا کے بہت مشکل ہی انٹراس ملک کے  
پرہنے والے دونوں کو ایک لٹکالتے ہیں نہ مقام پر ضاد کے ضاد ہوتا ہی نہ مقام پر ظا کے ظا ان دونوں کا  
مخرج یہی بنا تھا قرآن پرہنے والے کو بہت ضرور ہی بس مخرج ضاد کا زمان کے کنار کی جبری ادا سے  
دانتوں کی کہ اسکا ضراس کہتے ہیں خواہ سیدھی طرف سے لین خواہ الٹی طرف سے اور نکالنا اس حرف کی  
اکثر لوگوں پر بائیں طرف سے آسان ہوتا ہی اسکا اکثر اسی طرف سے نکالتے ہیں اور مخرج ظا کا نکالتے  
زبان کے ہی مد سے لگے دانتوں کی جڑوں کے اوپر کی جانب سے کہ انکو ثنایاے علیا کہتے ہیں مانند دال اور  
تا کے اور یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ اکثر مفتوحین نے ان تینوں کو مضمون ہر اناہ لقول رسول کریم کے قرار  
دیا ہی اور مقسم علیہ ہی مضمون کو سمجھ لیا ہی لیکن تغیب بین ان قسموں کی کہ مدلول حرف فاعلی ہیں  
فعلاً اقیم بین ایک پوشیدہ گہی اپنے ماسبت پر اور سنے کہنا کہ جو انکشاف جزاے اعمال کا قیام  
دن بارہ اسبابت پر معلق رکھا ہی تو معلوم ہو اقبل واضح ہونے واقعہ کے مذہب اسکی کیا چاہئے اور یہ  
تذہب بغیر ظاہر کرنے نہ جا باقی کے ملن نہیں کہ دریافت ہو اور ظاہر کہ ناقی تعالیٰ کا نہیں ہی مگر وحی سے اور  
قرآن بھیجنے سے آسمان پر قرآن کے مضامین کے قسم کھانا ضرور ہونا کہ مکلفین موافق اسکے عمل کریں اور  
قیامت کے دن نہ امتنا اور حسرت نہ کھینچیں آج آئے ہم اسبات ہر کہ ان قسموں کو اس مضمون سے کہا  
مسابت اور کونسی لالت ہی وجہ اسکی چہ ہی کہ رجوع اور استقامت اور اقامت ان پانچوں ستاروں کی  
نمودہ ہی وحی کے بار بار آنے کا لگے انبیاءوں ہر اور باقی رہنا اس وحی کی نشانیوں کا انکے آہستہ بہر  
ایک مدت دراز تک سچہ قطع ہو جانا ان نشانیوں کا بعد ایک مدت کے اور رجوع ہونا اس علم کا ظہر  
پوشیدگی کے آورا نامارات کا نمود اس وقت کا ہی کہ قبل پیدا ہونے قائم المرسلین علیہ الصلوٰۃ و  
السلام کے چنان بن تھا کہ کسی شخص کو تیسرے حق و باطل کی نہری تھی اور نشانیان وحی کی باکل مت گئی تھیں  
اور دم بزمناہ سچ کا ماخذ نزول قرآن کے اور پیدا ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی کہ چرس  
چیز کہ دن کی مانند روشن کر دیا کہ کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ ہو گا کہ ایسا انکے انبیاءوں کا اور ستاروں کا

سپارغ عم

العرف : تبتیہ

سورۃ شکر

تھا اور یہ نور جیسے آفتابے رخسان ولنعم ما قیل فاتما شمس فضلہم کواکما نہ یظن  
انوارہا للناس فی الظلمۃ حتی اذا طلعت فی الکوین عمہ ہدا : ہذا للعالمین ولحیت سائر  
الاکامہ اور جو بیان سے اس کلام اعجاز نظام کے صدق کے اور باطل کرنے سے مخالفوں کے ہنسانوں کے  
عارض ہونے تو اب بطور صحر کے تھوڑی سی خوبیاں اس کلام کی بیان فرماتے ہیں کہ اُس کے حق میں اس  
قسم کے احتمالوں کی گنجائش نہیں ان ہوا لا ذکر ہیں ہی بہہ قرآن مگر ایک نصیحت کہ سبب شامل ہونیکے  
اسما اور صفات الہی کو حکم ذکر اور درود کا پیدا کیا ہے کہ سبب تقرب اور وصول الی اللہ کا ہو سکتا ہے  
للعالمین جہان کے لوگوں کو مراد انسان اور جن اور فرشتے ہیں کہ چونکہ منہ ذکر کو سوا سے ان میں فرق  
کوئی نہیں جانتا آدمی اور جن اس کلام سے نصیحت بھی پکرتے ہیں اور گناہوں سے بھی بچتے ہیں اور طاعت  
رغبت کرتے ہیں اور اُسکی تبادلت سے قُرب معنوی اپنے خاندان حقیقی سے پیدا کرتے ہیں اور فرشتے بھی اُسکی  
تبادلت سے اُنس رکھتے ہیں اور دور دور سے اُسکے سنے کو آتے ہیں اور اُسکے حرف و کلموں کی خدمت  
کرتے ہیں اور آسمان پر لجاتے ہیں اور مقبولیت کے مقام پر پہنچاتے ہیں اور یہ سب باتیں عند اللہ  
موجب اُنکی قرب کی زیادتی کا ہوتی ہیں لیکن حاصل ہونا ان فائدوں کا قرآن سے خاص ہی لیتے ہیں  
فَنکَمُ اَنْ یَسْتَقِیْمَ اِسْمُ شَخْصٍ کے واسطے کہ تم میں سے جو سیدھا چلتا ہی کہوں کہ کجروی قرآن کے  
منہ سمجھنے میں زیادہ تر موجب سخت ہونے دل کا اور دور ہونے کا بیعت اور تبت اور حجاب اور سرکشی کا  
خاندان حقیقی سے ہوتی ہی بس قرآن کی مثال غذائے لطیف کی مانند ہی کہ بدن صالح میں موجب  
زیادہ ہونے قوت کا اور کمال صحت کا ہوتی ہی اور نقصان والے مدین سبب مرض برہے اور ضعف کا  
ہوتی ہی چنانچہ دوسری جا پر فرمایا ہی فی قلوبہم مرض فزادہ اللہ مرضاً اور بہہ بھی فرمایا ہی  
وَأَمَّا الَّذِیْنَ فِی قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ رِجْسًا اَلِیَّ وَرِجْسًا اَلِیَّ سَوَءًا مَّخْفُوفًا لَمْ یَسْمَعُوا  
کہ قرآن مجید اور نور پیغمبر کا اور صحبت اولیاء کی اور وعظ و نصیحت علما کی یہ سب مانند غذائے  
حفظ مذاہب کی تکمیل کے واسطے اور وہ جو ہل و گراہی کے مرض کی دوا کی مانند ہی وہ اور چیز ہی  
ان چیزوں کے سوا اور اگر بہہ چیز بن دوا کی مانند ہوتی تو کوئی شخص عالم بن گیا ہی کے مرض میں گرفتار



نہ رہتا اور سب اچھے ہو جاتے ابارشا داس چیز کی طرف فرماتے ہیں کہ وہ چیز اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی کسی کو آسین دخل نہیں وَمَا أَفْضَأُ زَوْنَ اور نہیں چلتے ہو تم سدھے چلنے کو علم و عمل میں اَلَا اِنَّ يَشَاءُ اللهُ لَمَرْجَبٌ اِنَّہُ چاہے کہوں کہ تم اُسے قبضہ قدرت میں محصور ہو اور تمھارا ارادہ اُسے ارادے کے تابع ہی جیسے بازگیر کے پتلے کہ بازگیر کے ہاتھ میں ہوتے ہیں لیکن اپنا فرق ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادے تمھارے اندر ارادہ اور اختیار پیدا کر تا ہی اور تم موافق اس ارادے اور اختیار کے نیک و بد کام عمل میں لاتے ہو اور مستحق ثواب و عقاب کے ہونے ہو اور بازگیر کو قدرت پیدا کرنے ارادے اور اختیار کی تیلو بنی ممکن ہیں فقط حرکت دے سکتا ہی اسی سبب تیلو کے کام بازگیر کی طرف منسوب ہوئے ہیں اور جو برائی اور بُرائی کی نسبت تیلو کوئی نہیں کرنا بلکہ بازگیر کی طرف کرتے ہیں برخلاف آدمیوں کہ اپنے ارادے اور اختیار سے کام کرتے ہیں تو مورد برائی اور تعریف اور ثواب و عقاب کے ہوتے ہیں اسی سبب عقلمندانے کہا ہی واسطہ بناختار کا درمیان میں فعل اور سبب کے علائقہ کو اس فعل کے اس سبب سے قطع کر دیتا ہی چنانچہ تدبیرات دنیوی میں خطا اور صواب کو مستور کرنے والوں کی طریف منسوب نہیں کرتے بلکہ خطا اور صواب کے کرینولے کی طرف بھلائی اور برائی کی نسبت کرتے ہیں اور اسی طرح سے سب کاموں میں یہ قاعدہ جاری ہی اور باوجود تخصیص مشیت کے ہدایت ساتھ بعض افراد کے اور عام ربوبیت اس ذات پاک کی سب جہان والوں سے مجال اور برقرار ہی کہوں کہ وصف اَلْكَافِرَاتِ الْعَالَمَاتِ ہی یعنی ہانے والا سارے عالموں کا ہی بس رضامندی اُسکی اُسکی بنا ہی ہی اور غضب اُسکی نافرمانی میں تاکہ ربط عالموں کا آپس میں برہم نہ ہو جاوے اور اگر گنہگار سے ہی عا دون کی طرح سے راضی ہوتا اور اُن پر عَصَہ نفرمانا تو عالم چہر و سیاست اور حکمت اور عدالت کا کہ دوزخ اور اُس کے طبقے گنہ گاران اسی قہر و سیاست کی ہیں بیکار رہ جاتے اور اگر اہل طاعت کو نواز بیش اور گرم سے تخصیص نہ کرتا اور نعمتیں بہشت کی انکو عنایت نفرمانا تو عالم ا لطف و قدر دانی کا کہ بہشت اور اُس کے درجات اور حور و غلمان کہ اثار سے اس عالم کے ہیں بیکار و معطل ہو جاتے

## سورۃ انفطار

یہ سورت مکی ہی اس میں انیس آیتیں اور پین سو انیس حرف ہیں اور رابطہ اس سورے کا سورۃ اذہتس کورت سے اس قدر ظاہر اور کھلا ہے کہ بیان کی کچھ حاجت نہیں ہی بلاشبہ اس سورے کو دوسرا مصرعہ اس سورے کا کہا چاہئے اور ایک جان دو قالب بلکہ ان دونوں سورتوں میں جدائی کی وجہ کا بیان کرنا ضروری ہے کہ باوجود ایک ہونے مضمون ان دونوں سورتوں کے علیحدہ علیحدہ کہوں نازل کیا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں میں قیامت کے شروع ہونے کا بیان کرنا منظور ہے کہ کس طرح سے یہ دنیا کا عالم خراب ہو کر دوسرا عالم بنیگا اور اس عالم میں سمجھ بوجھ انسان کی مرتبہ کمال کو پہنچگی اور قوت عملہ اسکی قوت خیاں کے اور اجتماع اسباب کے زور سے حکم قدرت رب العالمین کا پیدا کرگی کہ ایک آن کن فیکون میں دستوری تمام کاموں کی کر دیتا ہے اور خلافت انسان کے معنی اُس دن بالکل کھل جاوینگے لیکن اتنا فرق ہے کہ اس سورت میں اصل اصول عالم کی خرابی کا بیان فرمایا ہے اور اس سورت میں تفصیل سے خرابی اصول اور فروغ اس عالم کی اور بنانا اس عالم کے دونوں مکانون کا کہ بہشت اور دوزخ میں ارشاد فرمایا ہے اور اس سورت میں انسان کے احاطہ علمی کے بیان پر کفایت کی ہے کہ کہا گیا کہ دنیا میں رہتے ہو ہی اور کیا کیا کام نہیں ہو اور اس سورت میں اس چیز کے احاطہ علمی یہاں جو اس کے وقت پر کام آوے جیسے زندگی جو وحدانہ ملی ہوئی ہے اور کرنا کام کا اور چھوڑنا اسکا اس کے جوہر نفس کو لازم ہوگا منظور رکھا ہے اور اس سورت میں بھی اس بیان سے مجازات ثابت کرنیکی طرف اور اس کے منکروں کے اعتقاد کو رد کرنیکی طرف انتقال فرمایا ہے اور اس سورت میں اسی بیان سے طرف ثابت کرنے رسالت اور نازل کرنے قرآن کے اور اس کے منکروں کے رد کی طرف انتقال فرمایا ہے ان میں اختلافوں کے سبب ہیں دونوں سورتوں کو جدا جدا نازل فرمایا اور اس اجال کی تفصیل یہ ہے کہ جب چاہتے ہیں کہ ایک عالم کو خراب کریں اور

اسکے اسباب اس قسم کا دوسرا عالم بناوین تو بالضرر پہلے اس عالم کی حر بنیاد کو کھودتے ہیں اور اسکے اسباب کو کمی زیادتی کر کے دوسرے جگہ پر لجا دیتے ہیں اور اسکی شکل و صورتیں بھی تصرف کرنے ہیں تاکہ وہ اسباب اول جس شکل پر تھا دوسرے اسباب سے مل کر ایک شکل دوسری جو اس عالم کے مناسب ہو پیدا کرے اور جو جو کام کہ اس عالم میں کرنا منظور ہیں اس نئی صورت سے سر انجام یا وین جیسے کہ جب کسی جوہلی کو باغ بنانے ہیں یا باغ کو مقبرہ یا خالی زمین پر جوہلی یا پتری زمین پر کھیتی کیا چاہتے تو اسی قسم کا معاملہ کرتے ہیں اور دنیا کا عالم نوع انسانی کی نسبت ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہی بند صرف اس کے کمال کے حاصل کرنے کو اس جگہ ہیں اس کو لانے ہیں تاکہ اپنے تئیں کامل کر کے حق تعالیٰ کے خلافت کی لیاقت پیدا کرے اور دوسرے عالم کو نہایت کشادگی سے عمل سے آباد کرے اور وہاں ہمیشہ رہا کرے تو دنیا میں آدمی کو پہلے روچھ کر ملا ہوا پیدا کیا ہی ایک تو روح کہ آسمانی ہی اور دوسرے جسم زمینی ہی اس سبب اس کے جسم کی غذا ہمیشہ زمین سے پہنچنی ہی اور اس کے روح کی غذا ہمیشہ آسمان سے اترتی ہی اور واسطے خوگر ہونے کا دوبارہ خلافت کے وہ دو آسمان وزمین کی چیزوں میں اس کو تصرف دیا تاکہ جمع اور تالیف کا سلیقہ پہنچے اور لائق خلافت گہری اس کے ہو اور یہی وجہ ہے کہ آدمی تمام مخلوق کا کہان کی چیز ہو یا پتھر گھاس کی قسم سے ہو یا درخت چشمہ ہو یا نہر جانور چلنے والا ہو یا ارنے والا سب کو اپنے کام میں لانا ہی اور ہمیشہ انکی جمع اور تالیف میں مشغول رہتا ہی اور عجیب و غریب صناعتیں اور کاریگریاں نئے نئے قسم کے کھانے اور پوشاک اور سواری اور گھر میں ایجاد کیا کرتا ہی اور جناب خالق الاصول والفرع کے ساتھ بنانے میں صورت کے آدھے اور ایجاد کر نہیں نئی نئی طرح کی چیزوں کو جو کئی کئی طرح کے حکم اور خواص رکھتی ہیں مثلاً پیدا کرتا ہی اور بسطہ آسمانی مخلوقات کے دستار ہیں ثابت ہوں یا سیارہ اور فرشتے جو ہر جہت سے رہتے ہیں اکثر کو انہیں سے اپنے کام میں لانا ہی اور اس عالم آسمانی کی تسخیر کے طریقہ کو باوجود اس طبعی اور دوسری جانبی ہی لیکن بعضے آدمی کو اس کام میں بزرگ نقصان لاحق ہوتا ہی کہ سبب اس تصرف ہی کے خلافت کے مرتبے بلکہ بندگی کے مرتبے سے بھی گریز نہایت ہی اور جو کرنا چاہتے ہیں کرتا ہی اور جو نچا پتے وہ کرتا ہی اور مستحق اور عداوت ہونا ہی اس سبب دارالبحر آخرت کو مقرر فرمایا ہی کہ وہاں فرق اور امتیاز دونوں فرقوں میں

ف  
 آدمی کو خلافت کے مرتبے سے  
 حاصل کرنے کے واسطے اس جہاں  
 میں لائے ہیں

نیک اور بد میں کیا جاوے اور خلافت کبریٰ کی لیاقت جو نیکوں نے حاصل کی ہی کٹاؤ گی اور  
 ہیشکی سے ظہور کرے اور سرکشی اور نافرمانی اور دوری مرضیات و غاوند تحقیق سے جو بدوں کو نصب  
 ہوئی ہی وہ بھی موافق اپنے عملوں کے رنج و عذاب میں ہیشکی کے گرفتار ہو جن میں کس کام سے ہوش  
 دار الاخرت بن ضرور ہوا کہ تمام جسموں اور ارواحوں کو اس مخلوق کا یعنی انسان کا خادم اور تابعدار کر دین  
 اس واسطے کہ بنیاد اس مخلوق کی نہایت ضعیف ہی طاقت و دام اور ہیشکی کی بنین رکھتی اور روح بھی  
 اسکی ضعیف ہی برے کام ہیشکی کے اس سے ہونا ممکن نہیں اس واسطے ایسا قرار پایا ہی کہ آسمانی  
 ارواح میں سب اسکی روحوں کی مدد گاری کریں اور عقلی اور خیالی قوتیں اسکی عقلی اور خیالی اس مخلوق کی  
 قوتوں میں درآئے مل جاوین اور تمام اسباب زمین کے اس مخلوق کے جسم میں اور اسکے متعلقات  
 میں کہ اسکے صناعت کے موضوع اور موقوف علیہ ہیں کما نون سے ہو یا پھینے سے گھرون سے ہو  
 یا پاکی کی چیزوں سے بلکہ زنجیریں اور طوق اور سانپا اور بچھو اور آگ اور نعلے سب اس  
 مخلوق کی مدد کریں اور اسی کے کام میں مصروف ہوں تاکہ نیکوں کے خلافت کے معنی اور بدوں کی  
 سرکشی اور جگانا اچھی طرح سے ظاہر ہو جاوے بس اس صورت میں چار انقلاب بیان فرمائے ہن  
 کہ وہ چار و اس عالم کے اصول سے متعلق ہیں اول آسمان کا پھٹنا کہ اس سبب سے عقلوں اور  
 نفوس سادہ کی کا تعلق انکے اجرام سے باطل ہو جائیگا اور انکے عقلوں اور نفوسوں کا تعلق انسان  
 نفوس سے ظاہر ہو گا اور اہل شرع نے اس مطلب کو اس مضمون سے بیان کیا ہی کہ ساتون آسمان کے  
 فرشتے اُسن اترینگے اور آدمیوں کے گرد ہونگے اور آدمیوں کی روحوں سے نزدیک پیسدا کرینگے  
 اور انکی نزدیک کے سبب بوجھ اور فکر پر ایک آدمی کی زیادہ ہوگی کلیات اور جزئیات اچھائی اور  
 برائی کے جو انسے دینا پھونٹے ہوں گے خوب طرح سے ان پر کھل جاوینگے دوسرا یہ کہ سب آسمان کے  
 ستارے بے نور ہو کر گہرے نیلے اور نورانی روحین کہ ان ستاروں سے علاقہ رکھتی ہن انسان کے  
 بدن سے متعلق ہو جائینگے لیکن اس انداز کی مناسبت جو ہر ایک ارواح انسانی کو دنیا میں حاصل ہوا  
 اور جناب الہی سے دیا گیا تھا اور اس بلنے ارواح کو کبیت سے روحن انسان کی بری قوت پکڑنے کے اور

اس مطلب کو قرآن مجید میں نزول روح اور دیتام روح سے اس عالم میں بیان فرمایا ہے اور یہ دونوں انقلاب سماوی ہیں کہ روح انسانی کو لئے سببے خوشی اور غم میں حاصل ہوگی تیسرا انقلاب دریا پائو کا ہے کہ معہ کھار یوں کے جو ش لکھ کے اور اذت کے دھوان ہو جا نگا اسی سے کچھ ہانی زمین میں خشک اور غریب ہو جا نگا تاکہ اس سبب زمین میں رطوبت اور نرمی پیدا ہو سکے اور نفعش ہونا ضروری ہے اور شگلون کا اس پر آسان ہو جاوے اور باقی رہے ہانی آگ ہوئے تک اٹھے گا اور دوزخ کی آگ بھر کا بنیگا سبب بتریکل اسی مطلب کو کبھی تغیر بکار سے اور کبھی تسبیح بکار سے بیان فرمایا ہے اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دریاے شکر کے حق میں فرمایا ہے کہ ان تحتہ ناراً ایسے تڑپتے اسکے آگ ہی اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ حضرت عبدالقادر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب دریا تنور کو بکتھے تھے تو فرماتے تھے دیا بھر مٹی لےو و ناراً ایسے اسی دریا بک بھر ہو جا نگا لو آگ چوتھا انقلاب ہلنا زمین کا ہے کہ جا بجا قرآن مجید میں زلزلہ الساعۃ کر کے اسی تغیر فرمایا ہے اور اسکی نشانیوں سے بہت سی چیزیں ارشاد فرمائی ہیں انہی میں سے بشارۃ القبور یعنی جمع ہونا اجزائے دنیہ کا جسے گشت بڈیاں جمرے وغیرہ اور ظاہر ہونا انکھانے زمین کے نیچے سے اوپر آنا کہ اس سورے میں بھی مذکور ہے اور انہی میں سے ہی تسبیح جبال یعنی ہماروں کا جلنا اور اپنے اندر کی چھپی چیزوں کا نکالنا جیسے مردہ اور خزاہ اور جاہر وغیرہ اور زمین کا برابر ہونا اور کئی نشان اور علامت باقی رہنا اور قوت نامیہ کا زمین سے باطل ہو جانا اور انہی نشانیوں میں سے ہی جو صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اس دن زمین سفید مادہ کی روٹی کی مانند ہو جا نگی کہ محشر والوں کی اس میدان غذا ہوگی اور اسکے سوا بہت نشانیان ہیں کہ اگر سب تفصیل سے اس مقام پر بیان کی جاوین تو کلام بہت بڑھ جاوے اور یہ دونوں زمین کے انقلاب ہیں کہ جسم انسانی کے مواد کی وسعت اور کشاؤگی اسی کے سببے حاصل ہوگی تاکہ اس نفس وسیعہ اور روح کا ہر کی صناعت کا موضوع ہو سکے اور ان چاروں انقلاب کے بعد نئے عالم کی بنیاد

ف  
عالم کے اصول  
بیان

کھلی جانگی جب کا نام آخرت ہی اور اس عالم کی بنیاد کا اصل الاصول نیک و بد کے عملوں کا  
کھل جانا ہی کہ انسان کے نفس چر نظر کر کے اس سورۃ میں ان چاروں انقلابوں  
نور کے بعد ہی مطلب کو بیان فرمایا ہے اور اپنی چار انقلابوں پر کفایت کر نیکی و جہ جہ ہیں کہ تحقیق  
کرنے سے عالم کے اصول بھی چار چیزیں معلوم ہوتی ہیں آسمان اور ستارے پانی اور زمین اور جتنی چیزیں  
پانی جاتی ہیں سب اپنی چار چیزوں کے اجزائے جو نیکے سبب پیدا ہوتی ہیں جسے معدنی چیرین اور برہمنے دہلی  
اور جاندار اور آسمان و زمین کے بیچ کی مخلوقات یہ سب عاقلوں کے مزد و نیک بے شک اپنی چاروں  
پیدا ہوتی ہیں لیکن ہوا اور آگ کے عنصر کے گاہ خانہ عقل کے ظاہر بینوں نے ارکان سے تعلق گمان کیا ہی  
محقق بات یہ ہے کہ ہوا ایک جسم ہی کہ پانی کی لطافت سے یا غصے ستاروں کی تاثیر سے  
کم اور زیادہ پیدا ہوتی ہی کوئی جگہ پیدا ایشس کی بالاس تقطال اپنے واسطے نہیں رکھتی ہی اور کوئی  
صورت بھی قبول نہیں کرتی ہی اسکا کام صرف سپر کرنا اور چھنا ہی اور عالم کی مخلوقات کی  
کیفیت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دینا جسے بوکوناک میں اور آواز کو کان میں اور  
سروئی اور گرمی اور خشکی اور تیزی کو قوت لا مین میں یعنی جاندار کی جلد تک پہنچا دینا ہی اور ہستی  
اور چیز کو قیاس کیا چاہئے اور آگ تو وہی ہوا ہی کہ سخت حرکت کے سبب یا آفتاب کی تاثیر سے  
سُک گئی ہی اور یہ صورت اُسکی ہو گئی ہی اور اسکا کام کچے چیزوں کا پکا دینا اور بیکار چیزوں کا  
جلا دینا ہی جسے کہا ایجا مصالحہ کہ آپ اپنی ذات سے کسی کام کا نہیں بلکہ غذا اپنی جالی تو یہہ بھی کام  
آسے اور نہیں تو بیکار محض ہی اس سورۃ کوئی جگہ معین آگ کے واسطے نہیں ہی جیسا حکمانے خیال  
کیا ہی کہ آگ اور ہوا کے کرے پانی اور زمین کے کروں کو گھبرے ہوئے ہے یہ اُنکی ایک بات ہے ہی دلیل  
جسکی کچھ اصل نہیں ہی جسکی خرق اور التبیان اسما اور ستاروں کے خیال میں محال ہی ہو یہ بھی اُنکا خیال  
نام ہی اور عمومی ہے دلیل ہی اور اس سورۃ کا نام اس واسطے انفطار رکھا ہی کہ سین آسمان کے پھٹنے کا بیان ہی جو نفوس  
اور عقل آسانی کے نفوس اور عقل آسانی سے مل جائیں گے اور جڑے عمدہ اسبابوں ہی دور تحقیق میں ہی علاقہ  
ناقدت و آخرت کے حاصل ہونے کا سبب ہی کہ اس سورت میں ہی کا بیان کرنا منظور ہی و اللہ اعلم

## سبب

اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ جب آسمان جبر جاوے اور آسمان کے چرنے کی کیفیت دوسری جگہ اس طرح پر بیان فرمائی ہے کہ ایک چیز مدلی کی مانند عرش کے نیچے سے نازل ہوگی اور سب آسمان اُسکے صدمے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں گے اور وہ بدلی حقیقت میں بجلی ہی جبر آہی کی کہ اس عالم کے خراب کرنے کو اس شکل سے منوجر ہوگی اس جگہ پر بعض طالب علم تیز دہن ایک سوال کرتے ہیں اسکا جواب دینا ضرور ہی وہ سوال یہ ہے کہ اس عالم کی بدائش پہلے زمین سے شروع ہوئی خرابی اُسکی آسمان سے کس واسطے شروع ہوگی اسکا جواب یہ ہے کہ جب کسی عارت کا بنانا منظور ہوتا ہے تو پہلے نیچے سے بنائے ہیں اور جب کھودنا اور دھانا منظور ہوتا ہے تو اوپر سے شروع کرتے ہیں **وَإِذَا الْكُكُوبُ انْتَثَرَتْ** اور جب تارے جھرتن جھٹک کر اور آسمانی نفوس کا تعلق جو تاروں اور آسمانوں سے ہی ان دو انقلاب کے سبب باطل ہو جاوے اور اس علاقے کے ٹوٹنے کے سبب عقلوں کا تعلق جو نفوس آسمانی ساتھ ہی وہ بھی بیکار ہو جایگا اور نفوس کی پیروی سے افلاک کی خیالیہ قوتیں اُنکے جسموں سے جدا ہو جاویں گی اور وہ نفوس دُعاں سے جدا ہو کے نفس انسانی سے ربط اور میل پیدا کرینگے اور عقلوں کے فیضان اور آسمان کے خیال کی کارپردازی ان سب نفس انسانی سے متعلق ہو جائیں گی بس ان کے نفس کو ان سببوں سے بری دست اور کٹا دیگی حاصل ہوگی اور ماقدست و آخرت کے معنوں پر کلیتہً اور جزئہً جیسا چاہئے قرار دہی اطلاع حاصل ہوگی **وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ** اور جب دریا بہاے جاویں اور تہر اور کایا بی کا جو اس وقت میں ہی وہ رہے شیخ ابو المنصور ماثریدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ پہلے سب دریا ایک جگہ لکھے گئے جاویں گے اور اس جمع ہونے کے سبب انہیں ایک جوش ہو گا اسیں سے شعلہ اٹھیں گے کہ سب دریا جل کے کچھ پانی اُسیں سے دھوان ہو کے قیامت کے میدان کو پر کر دیا اور کچھ بانی دوزخ کی آگ ہو جائیگا سو اس سور میں پہلے دریا کے انفصاف کا ذکر ہے کہ اپنے تہر اور اوپر کا ڈسے متغیر ہو کے برنچیں گے اور سب کے مل کے ایک دریا ہو جائے گا



سپارہ عمر      الزکوٰۃ      اللہ اکبر      سورہ انفک

اور سورۃ مکریمین اس انقلاب کے پیچھے جلا نا اور ہکانا بیان کیا ہے اور اس سورہ میں بشارۃ الفوریٰ کی مناسبت سے بہانے کو اختیار فرمایا ہے اس واسطے کہ جب پانی مکان کی جہت میں پینٹا ہے تو اسے خراب کر دیتا ہے اور اس سورہ میں تعبیر عجم کی مناسبت کے واسطے جلائے اور بجائے لہا استبار فرمایا ہے اور عرب کی لغت میں بحر خاص نام ہے اور یا شور کا اور جنتی ندیاں منبھی ہیں کئی جہتوں کی جو کھری ہو دیں انکو نہر کہتے ہیں برہنہ کہتے اور اسے شور کہتے ہیں کہتے ہیں وہ ایک ہی نام ہے اسلئے ٹکڑوں اور کھاریوں کی رعایت سے جمع لائے ہیں جیسے کہ تاج والوں نے لکھا ہے کہ سمندر کے ایک ٹکڑے کا نام بحر چین ہے اور ایک ٹکڑے کا نام بحر ہند اور ایک ٹکڑے کا نام بحر فارس ہے اور ایک ٹکڑے کا نام بحر عرب کے جاری ہے اور ایک ٹکڑے کا نام بحر روم ہے جس میں فرنگیوں کے جزیرے واقع ہیں اور ایک ٹکڑے کا نام بحر خرو والان ہے اسے طرح اور بھی نام ہیں اور وریاؤں کے پینے کے سبب انسان کے بدنوں کے ماتہ اور ان کے بدنوں کے عذاب اور عقوبت کے اسباب زیادتی قبول کرینگے اور سماوی نفسوں کا تعلق ان بدنوں سے صحیح ہو جائیگا **وَإِذَا الْقُبُورُ بُعِثَتْ** اور جب قبریں اٹھائی جائیں یعنی قبر والے اور جو کھ زمین کی تہ میں ہی سب زمین کے اوپر آ جاوے اور بدنوں کے اجزا اسپین مل جائیں اس وقت ایک پانی عرش کے نیچے سے برسے گا اسپین زندگانی کی فوت سپرد کی گئی ہوگی اور مرد کی منی کا مکمل رکھیگا اسلئے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام سوچو نیکنگے اور انسان کی رو میں اپنے بدنوں سے مل جاوینگے اور آسمانی رو میں انکی خادم اور مددگار ہووینگے اور حشر قائم ہوگا اس وقت **عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَتَلَتْ** جان لیو بگا ہر جی جو آگے بھیجا ہے حق تعالیٰ کی طرف نیکی اور بدی اور آگے بھیجے مراد اسکا کہنا ہے اسواسطے کہ جو کھ نیکی اور بدی کی گئی ہے سب نامہ اعمال میں لکھی ہے اور وہ نامہ لکھے والوں کے ہاتھ سے حق تعالیٰ کی دربار میں پہنچا ہے **وَآخِرَتْ** اور جو پیچھے چھوڑا ہے نیکی اور بدی سے اور پیچھے چھوڑنے سے نکر نامہ ادھی لینے اسکا کام کہ نیکیا اسواسطے جو نہیں کیا ہے وہ نامہ اعمال میں لکھا بھی نہیں گیا اور حق تعالیٰ کے دربار میں بھی نہیں پہنچا اور بعضے مفتروں نے

بحر چین



کہا ہی کہ تقبم سے فرج کرنا مال اور اسباب کا مراد ہی اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہے کہ وہ سب  
 آخرت کا ذخیرہ ہی اور تاخیر سے چھوڑ جانا مال اور اسباب کا مراد ہی وارثوں کے ذریعے  
 اور بعضوں نے کہا ہی کہ ماقدمت سے وہ اولاد مراد ہی جو ما باپ کے سامنے مگنی ہی اور ما  
 آخرت سے پیچھے چھوڑی اولاد مراد ہی اور بعضوں نے تقبم سے اول عمر کے کام اچھے ہونے کا مراد  
 مانا ہے اور تاخیر سے آخر عمر کے کام اور بعضوں نے کہا ہی کہ نیکی اور بدی کرنا کسی چیز کا  
 ہو یا چھوڑنا سب ماقدمت میں داخل ہی اور رسم نیک ہو یا بد اور مذہب با طریقہ جو کسی شخص نے  
 نیا نکالا اور اُس کے بعد لوگوں نے اُس کو اختیار کیا اور اسی راہ پر چلے یہ سب ماخذت میں داخل  
 ہی اور حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہی لہذا ماقدمت  
 من خیر او شر و ما لآخرت من سنة حسنة اسنن بها بعد و لہ اجر و اجور من ان بعد من  
 غیر ان یقصر من اجر ہم شیء او سنہ سیئہ عمل بها بعد فغلبہ نذرہ و ورد من  
 عمل بها بعد لا ینقص من او زار ہم شیء ایسے جو آگے بھیجا نیکی اور بدی سے اور جو پیچھے چھوڑا  
 طریقہ نیک سے جسکو لوگوں نے اختیار کر لیا بعد اس کے بس کو اجر ہی اپنے لئے کا اور اجر ہی اُن  
 لوگوں کا جنہوں نے پیروی کی اسکی بغیر اُس کے کم ہونے کے اجر کچھ اور جسے رسم بری والی اور  
 اسکو لوگوں نے اختیار کیا بعد اُس کے تو اس شخص ہی گناہ اس کے لئے کا اور گناہ اُن لوگوں کا جو  
 اس رسم بد پر چلین اُس کے بعد بدوں اسباب کے کم کیا جاوے گناہ اُن لوگوں سے کچھ اور دوسری  
 حدیث میں آیا ہی کہ ایک سوال کر نیوالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اگر کوہا ہوا اور  
 سوال کیا جتنے شخص آپ کی خدمت میں اُس وقت حاضر تھے سب چاہتے ایک شخص حاضر ان  
 مجلس سے اُٹھا اور اُسکو کچھ دیا پھر اور و ن نے بھی اُسکو دیکھ کے اس سائل کو دینا شروع کیا  
 نب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیک رسم نکالنا ہی اور آدمی اس رسم  
 عمل کرتے ہیں تو اس رسم نکالنے والے کو ایک ثواب اپنا ملتا ہی اور ثواب دوسرے عمل کرنے والوں کا  
 بھی ہے اُس کے لئے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو اور اس طرح جو شخص بد رسم نکالنا ہی اور لوگ اُس پر

عمل کرتے ہیں تو اسکا وبال اس رسم نکالنے پڑھی اولوگون کا وبال بھی اسکی گردن پڑی جو اسیر تزلزلہ  
 ہیں بے اسکے کہ اُنکے وبال سے کچھ کمی کی جاوے تاوی اس حدیث کا کہتا ہے کہ اس نفع کے نفع لرنیے بعد حضرت  
 حدیفہ بن الیمان نے یہ آیت پڑھی کہ علمت نفس ما قدمت واخرت حاصل کلام کا یہ ہے کہ انفس ان فی کو  
 اپنی نیکی اور بدی پراگا ہی جوئی حاصل ہوگی اور جب دیکھیگا کہ جو میں نے کیا وہ سب بڑا تھا اور جو ہوز دیا وہ  
 اچھا تھا اور نیکی کی جزا یہاں یہ ہے اور برائی کی سزا یہ یہ ہی تب اسکو تیری ندامت ہوگی اور اپنی  
 بوجہ پر شرمندہ ہوگا اُس وقت لکھا جائیگا **بِأَقْبَمَا الْإِنْسَانُ أَيْ آدَمِ تَبْرَانَامِ تُوَأْنَتِ** سے نکالیا  
 تھا کہ واسطے تو نے حق کی یاد سے اُنست نہ پکڑی اور نیکیاں لکین تو نے اور حق کے سوا سے کہ سب تیرے  
 حق میں سانپ اور بچھو تھے انکو جو اہر اور سونے کے ٹینگے خیال کر کے اُنستے مانوس ہوا تو اور محبت کی تو  
**مَا تَعْرَكَ** کس چیز نے فریب دیا تجھکو نفس نے یا شیطان نے غلبے نے یا دُنیائے **بِتَبَاتِ الْكِرِيمِ**  
 اپنے پروردگار پر جسے طرح طرح سے تجھکو پرورش اور تربیت فرمایا اور تیرے ساتھ وہ معاملہ کیا جو  
 اُسکے کرم کھنکھاتا تھا پھر تو نے اسکی عوض میں معصیت اور مخالفت کا داغ اپنے پر لگا یا اور اپنی فضیلت  
 اور بزرگی جو بخلو قات پر تجھکو ملی تھی سب بربادی تو نے اور کرم کے معنوں میں اختلاف ہی بعض  
 کہتے ہیں کہ کرم وہ ہی کہ جسکے ہر کام میں انعام و احسان ہووے اور اسکی ہر حرکت اور سکون میں چھین  
 منظور ہو اور بعضوں نے کہا ہے جو احسان اور انعام کرنے میں اپنا نفع یا اپنے نقصان کا دفع منظور کرے وہ کرم  
 ہی اور بعضوں نے کہا ہے کرم وہ ہی کہ دوسروں کا حق اپنے اوپر نہ کرے بلکہ جو انکو چاہے دے اور جو ہسکا حق دیکھو  
 ہو اسکو طلب کرے اور بعضوں نے کہا ہے کرم وہ ہی جو دوسرے سے تمھوڑی چیز قبول کرے اور اُسپر عوض نہ  
 دے اور یہ اللہ تعالیٰ سے کہ کرم کھنکھاتا ہے کہ گناہگاروں کو بھی بخشتا ہے اور اسی پر کفایت نہیں کرتا  
 بلکہ باوجود اس تمام نافرمانی بندوں کے و بسدم احسان اور تربیت اور پردہ پوشی اپنے بے گناہ کاروں کو کئے جاتا  
 ہے اور یہاں ایک سوال ہے جو اب طلب جسکا حاصل یہ ہے کہ مغرور ہونے پر منکر کے اور سزا دینے پر اس غور کے  
 قہر کی صفت کا ذکر کرنا زمانہ مناسب تھا اسواسطے کہ قہار سے مغرور ہونا البتہ انکار اور توبیح کی جگہ ہے  
 بخلاف اُسکے کہ کوئی اللہ کے کرم پر مغرور ہووے کہ وہ غصے اور انکار کی جگہ نہیں ہے اسواسطے کہ کرم کا

و  
 کے معنوں کا بیان  
 کریم

کرم خود غور کا سبب پڑتا ہی جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک دن نوشیروان بادشاہ کے  
 سامنے اُسکے خدمتگارا اور خواص حسین ہنس پڑے ایک وزیر نے جو دن حاضر تھا عرض کیا کہ اے خداوندگار  
 آپ کا کچھ خوف اور رعب نہیں ہی کہ آپ کے سامنے ایسی حرکتیں کرنے ہیں نوشیروان نے کہا کہ ہم کو چاہئے  
 دشمنوں کو خوف دلاوین نہ اپنے خدمتگاروں کو اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی  
 گئی ہے کہ ایک دن آپ نے اپنے غلام کو کس کام کے واسطے دو تین بار پکارا سننے باوجود دست کے جواب  
 دیا آپ باہر تشریف لائے اور جانا کہ غلام کہیں گیا ہو گا دیکھا تو غلام حجرت کے دروازے پر کھڑا ہی  
 اپنے فرما باگ جھکوا ہوا تھا کہ جواب جھکوا نہ یا غلام نے عرض کی کہ آپ کرم کے اعتماد پر علاوہ اُسکے  
 بہر مجھے خاطر جمع ہی کہ اب جھکوا رہے بھی نہیں حضرت علی نے اُسکے جواب کو پسند کیا اور اُسکو  
 اس وقت آزاد کر دیا تو معلوم ہوا کہ اُس سچ چیز کا ذکر جو آپ ہی غور کا سبب ہو خود کے انکار کی جگہ پر  
 مناسب نہیں ہی جو اس سوال کا بہر ہی کہ کرم کی صفت کا ذکر اس جگہ پر غور کی وجہ کے بیان کرنے کے  
 واسطے ہی بیٹے اُسکے کرم ہونے کے سبب تو مفرد ہو گیا جیسا کہ حضرت امیر المومنین عرض فرمایا اللہ عنہ سے منقول ہے  
 کہ فرماتے تھے لقی عرفی حملک لواخذتہی بالاولیٰ ما اجرائ علی الثانیۃ یعنی اسی امیر مزیار کیا جھکوا  
 سیر علم نے اگر پہلے گناہ پر تو جھکوا کرتا تو دوسرے گناہ پر ہر اُت نکرتا میں اور حضرت فضیل بن عیاض نے  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ان سے پوچھا لوگوں نے کہ اگر تم کو حق تعالیٰ قیامت کے دن  
 اپنے سامنے کھڑا کر کے پوچھے کہ ماعزک بربک الکبریٰ تو کیا جواب دے گا انھوں نے کہا کہ نہ ہی کہوں گا نہ ہی  
 ستورک الرفاۃ فریب دیا جھکوا تر سے جوتے ہوتے پر وہ نے بیٹے کہتا ہی بیٹے نا دیا مگر تو نے  
 جھکوا نصیحت اور رسوا کیا تو جان لیا میں نے کہ کبھی تو نصیحت کمر بجا اور اسی قسم کا مطلب حضرت علی رضی  
 تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ کرم مفرد بالقر علیہم وکرم من مسند رج بالاحسان انہ  
 بیٹے بہت سے مفرد ہو رہے ہیں بسبب نبوی پردہ پوشی کے ان پر اور بہت سے اسندراج میں  
 گرفتار ہیں بسبب تیسرے احسان کے ان پر اور جب اس تہام انکاری مجموعہ کلام پر وارد ہوا  
 موافق قاعدے کے ہیکے اس کلام کے معنی تو بیچ اور نہ زینت کے ہونے میں غور پر جو کہ کرم کے ملاحظہ

بمدا ہوتا ہی اور جب غرور کا انکار کرم پر کہ غرور کے برعکس اسباب ہی منوجہ ہوا غرور کی نفی میں  
بہت مفید ہے اس واسطے کہ جب کرم پر غرور کرنا چاہتے تو قہر پر غرور کرنا کس طرح چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی  
صفت جس طرح کرم ہی اس طرح قہر بھی تو وہ کرم ہی ہے اور قہار بھی اور مستقم بھی اور باوجود ان سب  
صفتوں کے حکم ہی ہے اور جب اسکی حکمت قہر اور انتقام کی خواہش کر نیوالی ہوئی اسوقت کرم نے  
آثار ظاہر نہیں ہوتے اس واسطے کہ احق اور کرم بہ کاروں کے حق میں خلافت قائم حکمت ہے ہی اس  
جگہ سے ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت کر کے وقت فرمایا کہ عزہ باللہ جملہ  
یعنی آدمی کو مغرور کیا ہی اسکی نادانی نے اس واسطے کہ وہ ایک صفت پر لپٹے پروردگار کی نیچہ کر کے بیٹھا  
ہی اور دوسری صفتیں اسکی حکمت اور اللہ تعالیٰ نے بھول گیا تو دوسرا جواب اور بھی ہے یہ ہے کہ کرم  
کسی کام پر اس جگہ کرتے ہیں کہ اس کام کے بونچاگان ہو وے اور کرم کے کرم پر غرور کا مظہر ہو سکتا  
ہے اس واسطے کہ یہ ہو سکتا ہے کسی کرم پر کوئی مغرور ہو لیکن قہر اور انتقام پر مغرور ہونا ہرگز نہیں ہو سکتا  
اس پر انکار اور توبیح کہا نسبت رکھتی ہی مثلاً عرفین کہتے ہیں کہ فلاں کے علم برا خدا مت کرو  
اس واسطے کہ محل اعتماد کا علم ہو سکتا ہی اور یہ ہرگز نہیں کہتے ہیں کہ فلاں کے غصے پر مغرور مت  
ہو اور اعتماد کر اس واسطے کہ غصہ اور غضب محل اعتماد اور غرور کا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ ہر سبزا اور بچنے کا  
محل ہی ہے اور بعض بزرگوں نے کہا ہی کہ اس صفت کا لانا جواب کی تلقین کے واسطے ہوتا کہ بندہ خود  
کہے کہ غرتی کر ملک لیکن یہ جواب بن نہیں سکتا اس واسطے کہ اسکا کرم ہی حکمت عالی نہیں  
اور اسکی حکمت ہرگز اسبات کو نہیں چاہتی ہی کہ اپنے بندوں کو بے خزا اور سزا مہمل نہ  
چھوڑ وے اور ظالم سے مظلوم کا بدل لائے اور مخلوق سے حق کو ضایع کرے اور نیک کو بد سے اور  
پرہیزگار کو بدکار سے جدا کرے تو معلوم ہوا کہ اس جواب میں فی الفور الزام کھانا ہی کہ کرم کے  
نابت کرنے میں میری حکمت کا انکار کہوں کیا تو نے اور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کرم آدمی کی خواہش  
سے پہلے ہی بے عوض اور عرصے کو پہلے پیدا کیا اور طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا اور پہلا  
کرم پچھلے کرم کا سبب نہیں ہو سکتا کہ اس کے گناہوں کو بالکل چھوڑ دین اور اسکی بدیوں پر

اسکو تنبیہ نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کا پہلا کرم زیادہ تر وہشت اور خوف کا باعث ہی اس واسطے کہ اگر آدمی ایسے شخص کی مخالفت کرے جس کا حق اور حاکم کچھ اسپر نہ ہو تو پورے سکتا ہی کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہی لیکن اپنے محسن اور نعم کی مخالفت اور ولی نعمت کی نافرمانی بڑا کفران ہی اور برے خوف کی جگہ اور اسکا پہلا کرم اس بات کہ نہیں چاہتا کہ ایسے ناشکر سے درگزر کرے بلکہ عرف میں ایسی جگہ چشم پوشی کرنے کو بھیجی اور ذلت کہتے ہیں عملی مخصوص اس وقت میں کہ خود اپنے ولی نعمت کو نہ مانے اور اسکی نعمتیں دی ہوئیں دوسروں کی طرف نسبت کرے یا اسکی غیر مرضی بن خرچ کرے اعادہ اللہ من ذلک آب جانا چاہئے کہ اس جگہ برتین چیزیں ہیں غور اور تمہنی اور جاسو جا بجا قرآن شریف میں غور تمہنی کو بڑا فرمایا ہی جیسا کہ ابن اسون بن اسی وکلا یغزیکم باللہ الغرور لیس بامانیکہ ولا امانی اهل الکتاب بلکہ اما اینہم سولے اور بھی آیتیں ہیں اور جابجا ایسے کمنونین ہی وہ قرآن اور حدیث دونوں میں پسند ہی جیسا کہ جابجا مومن اور نیکوں کی روح میں مذکور ہی جیسے یرجون رحمة اللہ اور سوا اسکے بھی ہی تو ان تینوں چیزوں میں تفرقہ اور جدائی کھلی بیان کرنا چاہئے تاکہ کام ممدوح اور مذموم آپہنیں ملتیں نہ ہوں اور مل نجاوین آب جانا چاہئے کہ ایسے کی حقیقت یہ ہی کہ کسی چیز کی انتظار میں آدمی کا دل خوش رہے اور ہر غوب کے حاصل ہونے کے واسطے ایک سبب درکار ہی والا انتظار ثابت ہووے پھر اگر ایک چیز کے اسباب بہت جمع ہوتے ہوں اور اسکا انتظار کھینچے اور اس انتظار میں خوش رہے جیسا کہ ایک کان نے اچھا بیج اچھی زمین میں بویا اور پانی بھی وقت پر دیا ہی اور غلہ کا منظر ہی اسکو رجا اور امید کہتے ہیں اور اگر ایک چیز کے بہت سے اسباب جائے رہیں اور اسکی انتظار کھینچے تو وہ غرور اور حاققت میں گرفتار ہی جیسا کہ ایک کان نے ابر زمین میں بیج بویا اور وقت بڑی سبب ہی نہیں پھر اس سے غلہ کی انتظار ہی کرے اسکو غرور اور حاققت کہتے ہیں اور اگر اسباب کے حاصل ہونے میں شک واقع ہو پھر اس چیز کا انتظار کرے جیسا کہ ایک کان نے اچھی زمین میں

تبع ہو یا لیکن سچا نہیں اور سرزمین بیچ لویا اور سچا پھر اس سے غمگاہ کا منتظر ہی اسکو تمنا  
 اور دیکھتے ہیں پھر جب یہ مثالیں جو سمجھ میں آئیں تو یاد انداز کو چاہئے کہ اپنی نجات اور  
 جان کی معنی انعقد و رفس کر کے اور اُسے اسباب کو اپنے میں جمع کرے جب کہ فرمان برداری  
 امر کی ابو احترا رہی سے پھر رحمت الہی کا ائند وار رہے اور اس انتظار میں خوشی اور خوبی  
 سے گذران کرے اور جس شخص نے اپنی نجات اور فلاح کے اسباب کو گھو دیا اور اپنی عمر کو  
 نامہ ضیبات الہی میں صرف لیا پھر منتظر نجات اور فلاح کا ہی وہ احمق ہی اور عذو درین گرفتار  
 ہی اور شک کی صورت میں جیسے نماز روزہ کیا لیکن اسکی شرطوں کو خوب بجانہ لایا تو وہ  
 آرزو مند ہی بیٹے شاید اسکو نجات ہو لیکن یہ دونوں صورتیں امدہ قتالی کے نزدیک  
 بُری اور نامقبول ہیں اتقل کرتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک حج کے واسطے ملک شام سے  
 آتا تھا مدینہ منورہ میں حضرت ابو حازم سے ملاقات ہوئی ان سے پوچھا کہ قیامت کے دن بندو  
 ملاقات پروردگار سے کس طرح ہوگی ابو حازم نے کہا اگر بندہ نیک ہی کو دنیا میں نیکی  
 کر کے لیا ہی اسکی ملاقات اس طرح ہوگی جیسا کہ کوئی شخص بہت دنوں میں سفر سے جکر  
 اپنے گھر میں آوے اور بہت سامان اور اسباب کھلے اپنے ساتھ لاوے اس وقت خیال کیا  
 چاہئے کہ اسے کھروالے اس سے کس طرح سے خوش ہوں گے اور اسکی کس کس طرح سے حاضر ہوں  
 کریئے اور اگر بندہ بدکار ہی کہ دنیا میں بہت برائیوں کر کے لیا ہی اسکا سامان و  
 ہوگا جیسا کہ کسی کا غلام چور کر کے چھپ کے بھاگتا ہو اور اسے خاوند نے اسے پیچھے پیادے  
 اسکو پکرنے کو دوائے ہوں اور پیادے اسکو پکرتے کے کھنوں بہت کر بیان اور پیرو نہیں  
 بیڑیاں اور گلپین طوق دال کے اسے خاوند کے حضور میں لاوین اس وقت کی حالت کو خیال  
 کیا جیسا کہ کیسا اپنے دلین شرمندہ ہوگا اور اپنے خاوند کے نزدیک کس طرح سے لائے  
 لعنت اور نفرین سے ہوگا سلیمان کو اس بات کے سننے سے وقت غالب ہوئی بہت رویا  
 اور کہا کہ کیا ابھی بات ہوئی کہ میں اپنا حال جاننا کہ مجھ کو ان دونوں صورتوں میں سے

ف  
 حاکم سے روایت ہے  
 کہ نجات کا شوق ہوا  
 حاکم اور زمانہ کی

ف  
 بحاکم سلیمان بن عبد الملک  
 در ابو حازم سے

کون سے طرح پر اس الٰف نطق کے سلسلے لچائی گئے ابو حازم نے کہا کہ اس بات کا معلوم کرنا بہت آسان ہے  
 اور قرآن شریف میں حوت کھول کے بیان فرمایا ہے سلیمان نے پوچھا کہ آیت میں ابو حازم نے کھن یعنی تعالیٰ  
 فرماتا ہے ان الابرار لکنی عیسٰی و ان العفّا لکنی عیسیٰ اب نے علمون کا جائزہ دیکھو کہ ابراہیم بن ہر  
 یا خمار بن سلیمان کہا کہ اگر جا سے عمل پر انجام کا کام چھرا تو رحمت الہی کہاں ہے ابو حازم نے کہا کہ اسکا  
 بھی بیٹا قرآن مجید میں بنا دیا ہے سلیمان نے کہا کہ آیت میں ابو حازم نے کہا ان رحمة الله قريب  
 من المحسنين بن سلیمان کو اس بات کہنے سے ہی خوف غالب ہوا اور دوسے رونے حالت متغیر ہو گئی  
 نئے پاس سے چلا گیا اور کہا کہ آیت میں تم کی تمھاری باتیں سننے کی جھکو طاقت نہیں ہے کہ میرا تپا چھتا جائے  
 اور جیسا آیت بن آدمی پر توبیح اور سرزنش متوجہ فرمائی اس پر کہ سر سے امد لعلی اس کے گرم پر معذور  
 ہوا چاہئے تو اب کئی نعمتیں جو اس پر انعام کی ہیں اور وسخو اور فریب کو مانع ہیں میان فرماتے ہیں انہیں  
 ایک یہ ہی الذی خلقک وہ کریم کہ اپنے مخلص کم سے جھکویا ایدا اور ہرگز خواہش اور  
 سوال اور دعائیں مستی کی حالت میں تجھے متصور تھی اور کسی منفعت کی تجھ سے توقع نہ تھی ہشتک  
 پھرتے بدن کو تشبیک بنایا اور سب جو تہ بند برابر دیکھنے کے انداز سے سے کا تھہ برابر تھہ اور پانون  
 برابر پانون کے اور کان برابر کان کے اور آنکھ برابر آنکھ کے کسی کو ان میں کم زیادہ نہیں کیا جیسے  
 اگر ایک پانون چھوٹا ہوتا اور دوسرا بڑا ہونے میں بھی رنج ہوتا اور دیکھنے میں بھی عیب نہ ہوتا اور ناقص  
 ہونا یہ اس کی گرم ہے کہ ایک قطرہ ناپاک سے جھکویا بناو بصورت اور سرتوں پیدا کیا فعدا لک  
 چر معتدل مزاج بنایا جھکویا اور تیرے بدن کے ہر جگہ کے غلط کی کٹھن کو لینے گرمی اور سردی اور تری  
 خشکی کو طبیعت میں ایکساں اور برابر کیا تاکہ جو احوال کہ اعدت دال سے خارج ہیں انکو پہچانے اور جو  
 کہ ظاہری اعتدال سے خارج ہوں تاکہ قدر رنج اور الم دیتا ہے ہر معنی اعتدال سے خارج ہونے کو اونہی  
 قیاس کیا چاہئے فی آتی صومنا آت و کتک جس صورت میں چاہو تیرے پروردگار نے جھکویا بنا  
 اس وقت میں تو حاضر تھا جو عرض کرتا کہ غلافی صورت اچھی ہی اور افلاقی صورت بُری جھکویا اچھی صورت  
 چاہے برسی چاہے تیرے اسی کا گرم ہی کہ حسن اور اچھی صورت پر جھکویا بنایا تاکہ دسے تکمیل میں اعلیٰ

مصنف کے پکڑنے کو اور پھیا کے اٹھانیکو جہا دین اور سو آنکے بہت عزیز بن گئی گی ہیں کہ ہاتھ سے نفل کتنی ہیں اور زبانی ثنا اور صفت اور شیخ اور ذکر اور ملاؤ فرما کر نیکو اور چہی باتک علم کر نیکو اور نری بات سے منع کرنے اور ذات اور صفات الہی کی حقیقتیں بیان کر نیکو اور پانوں دئے نازین کھڑے ہونے کو جہا دین دو نیکو بیت امع کے طواف کر نیکو مریضوں کی عیادت کو اولیاد امع کی زیارت کو اور سو آنکے جو اچھی اس متعلق ہیں اسپطرح ہر ایک عضو کو طاعت اور بہت نگی کے واسطے پیدا کر دیا اور تونے بن نمونوں کو اسکے عکس میں طرح کیا اور گناہ کا واسطہ بنا یا سو جنہ ایسی نافرمانی اپنے مالک کی کی ہو وہ ہرگز صفت کرمی کے سزا وار نہیں ہوتا اور ایسے شخص کو فریب لھانا اور مغرور ہونا کرم کے کم پر زب نہیں دینا ہی اور اس مقام پر کہ امع تعالیٰ کی نمونوں کا بیان اور شمار کرنا منظور ہی خاص پیدا ایش کی نعمت کو بیان کرنے کی وجہ یہ ہی کہ اس نعمت میں کسی طرح کی خواہش اور سوال بند کی طرف سے پاپا نہیں گیا تھا اور اسکی پیدا ایش میں امع تعالیٰ کی بھی کسی نعمت کی توقع یا کسی ضرر کا دفع مقصود نہیں تھا بخلاف اور نمونوں کے کہ بعد پیدا ہونے کے اور بعد سوال عالی یا قالی کے عنایت ہوتی ہیں کہ وہ نعمتیں جنہ پیدا کرم پر ولالت نہیں کرتی ہیں اور یہ بھی ہی کہ ان کی پیدا ایش کی نعمت ایسی بہتر اور معقول ہے کہ اعتدال اور اعضا کے تناسب کے ساتھ صریح دلیل ہیں اسبات کی کہ ایسے مخلوق کو مہل اور بیغائزہ نہیں پیدا کیا ہی بلکہ اعتقاد اور عمل کی سیدھی راہ پہنچانے کو اور بری راہ سے اعتقاد اور عمل کے اجتناف کر نیکو پیدا کیا ہی اس واسطے کہ غیر معتدل کو سو معتدل کے کوئی پہچان نہیں سکتا اور طب کی کتابوں میں قاعدہ تمہرا ہوا ہی کہ غیر معتدل اس کیفیت سے جو اعتدال سے خارج ہی چند ان تاثیر نہیں قبول کرتا ہی اسونکے کہ وہ کیفیت ہم جنس اس غیر معتدل کے نہیں ہی بخلاف اپنے ہم جنس کے کہ اس سے زیادہ تاثیر قبول کرتا ہی اور تھوڑے کو بہت جانتا ہی بس ان ان نے جو اس کام میں

مگر فرمایا



گرفی ای صورتہ ما شاء و لکن بن کہ حرف عطف کو نہیں لائے ہیں اسکی وجہ کہا ہی آسکا ہوا  
 بہم ہی کہ پیدایش اور اعضا کا برابر ہونا اور کیفیت کا معتدل ہونا یہ تینوں فعل ترینکے بیان  
 ہوئے ہیں انکے درمیان بن مدلول کلمہ کا کہ تعقیب ہی گجایش رکھتا ہی اور عدان تینوں فعل  
 صورت کی ترکیب لازم ہی اس واسطہ کہ جب تئویہ اور تعدیل سے فراغت پائی تو تصویر حاصل  
 بلکہ وہی تصویر اور تعدیل میں تصویر ہی پس گجایش حرف عطف کی نہ ہی اور جب بہ نعت یعنی پیدایش  
 تصویر اور تعدیل دونوں سے مل کر پیدا ہونی تو واسطہ اسکو بطوران دونوں نعمتوں کے بیان  
 بے حرف عطف کے بیان فرمایا آویقت دون کی ایک جامعیت فی صورتہ ما شاء و لکن کی تفسیر  
 کہا ہی کہ یہاں مراد وہی کہ لڑکا کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہی اور کبھی ما کے اور کبھی چچا کے اور کبھی ماموں  
 اور کبھی ان میں سے کسی کے مشابہ نہیں ہوتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستقول ہی کہ  
 ایک شخص سے آپ نے پوچھا کہ ما ولدک یعنی کیا ہی اولاد تیری اسخ عرض کی کہ یا رسول اللہ وہا  
 سے آئی ولدلی غلام و جارية یعنی ایک نوکچہ میں نہیں ہی مگر قریب ہی کہ پیدا ہو گا لڑکا یا لڑکی  
 پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ من قنتہ یعنی کسے مشابہ ہوتا ہی اسنے عرض کیا کہ قنتہ  
 اُمہ اوابا یعنی مشابہ ہو گا مسکے یا باپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل حکذا  
 ان اللطفۃ اذا استقرت فی الرحمۃ خضراء وہ کل نسب ینہا دین او ماما قرأت هذه الکایمہ  
 فی ای صورتہ ما شاء و لکن یعنی ایسا مت کہہ مقرر نظر جب تہر تا ہی رحم میں حاضر کرنا ہی اللہ تعالیٰ  
 سب نسب کو جو اسکے اور آدم کے درمیان بن ہیں کہا نہیں ہرعی تو نے یہ آیت فی ای صورتہ ما شاء  
 و لکن اور بعضوں نے کہا ہی اس سے خوبصورتی اور بد صورتی مراد ہی یعنی ہر ایک انسان اور چہرہ  
 ہونے میں اور بری صورت ہونے میں تفاوت ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ اس سے مراد ان کی  
 صورتوں کی زیادتی ہی یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات میں سے ایک یہ ہی اور حقیقت  
 میں ہی ہی ہی کہ اس قدر ظاہر ہے کہ وہ بدن کو توڑ دینا تو نہیں ہونے کے چہرے حضرت آدم علیہ السلام اس دم تک  
 باجوہ و زینت سلیمان ہونے کے صورت میں اور شکل بن اور بدن کے جو رنگ میں جسکے کھنکھانے کا وہ چہرہ

پھر شخص کی صورت اور شبہا بہت دور سے جدا اور ملحدہ ہی اس جگہ سے حق تعالیٰ فرماؤنگی  
 وسعت اور کثرت دنیا کیا چاہئے کہ کس قدر غشے بدنامتھا اسکے فرمائے میں موجود ہیں اور بعضوں نے  
 کہا ہی کہ مختلف ہونا صورت فراور مادہ کا فراد ہی اور اس صورت میں اس آیت کا ربط پہلی آیتوں سے  
 اس طرح ہر ہو گا کہ تسویہ اور تعدیل نری مخالف مادہ کی تسویہ اور تعدیل کے ہی لیکن یہ مخالفت ضنی ہی  
 یعنی نری قسم اور ہی اور مادہ کی قسم اور ہی اس سبب مادہ کے فراج کو طب و لہ ار طب جانتے ہیں  
 یعنی بہت تر اور نر کے فراج کو ایسے بہت خشک بوجھے ہیں اور نر کے بذکی صحت کو مادہ کے بذکی صحت  
 جدا جانتے ہیں لیکن اصل تسویہ اور تعدیل میں کہ نری زسانی کا مقتضایا و ذوقم اسپین شریک  
 ہیں اور بعضوں اس آیت کو انسان کے رنگوں کے مختلف ہونے پر عمل کیا ہی جیسے کہ پہلی اور دوسری  
 اعلیٰ کم کرنے والے سیاہ ہوتے ہیں اس سبب کہ ہر ایک انسان کے مقابل میں رہنا ہی یا مقابل سے  
 کچھ ہتا ہو اور آفتاب کی مویشا اور گرمی کی ہمیشگی رنگ کو سیاہ کرتی ہی جیسا کہ دھویوں میں اور  
 ان گنوار دین جیہتے ننگ بدن دھیریں کام کیا کرتے ہیں بہ بات ظاہر ہی اور سب دیکھتے ہیں اور تیسری قسم  
 رہنے والے اکثر رنگہ مگن ہوتے ہیں اور جو بھی اعلیٰ کم کرنے والے گورے ہوتے ہیں گورے ہی سا تھ اور  
 پانچویں اعلیٰ کم کرنے والے سنج رنگ ہوتے ہیں اور چھی اور سا اڑین یا قلیم کے رہنے والے زرد رنگ  
 ہوتے ہیں کچے لور حضرت حسن بصری رحمدہ سے منقول ہی کہ بعضوں کو ایسی صورت پر پیدا کیا ہی کہ  
 اپنی بدن کے واسطے کچھ مگن چن لیا ہی جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تھیں اور شاہ فرما لیا ہی کا خطہ فیستک  
 نفسی یعنی چن لیا ہیں نے جھکولنے واسطے اور دوسری جگہ بلنگہ اور دوسرے ہتیا ان کی چن فرمایا  
 انہ کان مخلصا بلے شک تھا وہ چاہوا وانہ من جہاذا فاللخصین اور بے شک تھا وہ ہمار  
 ہوتے بندوں سے اور پہر گورہ یا شاہی خاص بندوں کی مانند ہیں کہ حضور کی خاص خدمت میں  
 واسطے مقرر ہوئے ہیں اور بعضوں کو ایسی صورت پر پیدا کیا ہی کہ اسکے غیر کی طرف مشغول ہیں  
 جیسا کہ بعضے مائل کی جگہ بہت ہیں اور بعضے کھیتی ہیں اور بعضے کسی اور کسب اور پیشہ میں مشغول ہیں کہ  
 کام چلے اور بعضے کلام میں لگے ہیں اس سبب کہ کلام کی خدمت میں سے جیسا کہ فرمایا

سحلان میں مذکور ہی شاید کا فر ہے لیکن کہ جا مانغور اور افتخار ذب ان کرام پر تھا اس واسطے دوسری  
 تفسیر اور توجیہ پہلے سے ہی زیادہ سخت اور ہنوی کے لکھنے ایسے اب اپنی ہی کہ اس کے کرم پر  
 افتخار کرتے تم پر گناہ کرتے تھا اس واسطے کہ پر افتخار و آخرت کی جزا کے افراد کرتے پر اور اس کے اعتقاد لایا ہوا  
 اور حروف ہمیں اودہ تم آخرت کا افراد اور افتخار ہمیں کرتے ہو بس لنگہ نونک بالذین بلکہ تم انکھ کر کے  
 جن کا اور حال یہی ہے کہ جزا کا وعدہ ہی ایسے کرم کا مقتضای ہے تاکہ بھی جزا کی ایسے پر طاعت اور  
 سنگی اور دین دنیا کے تمھارے کام لہجہ بن جائیں اور ہذا کے خوف گناہ اور نافرمانی سے بچنے پر  
 کام و دوجان کے تمھارے بجز بچاؤ میں اور فرما کا انکار تم سے کس طرح بن بر کا و ان عذکم  
 اور جان بہر کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر لکھا فیظین چھو کیدا مقرر ہیں تاکہ نیک اور بد کاموں پر تمھارے  
 خبر دار بن اور کوئی تمھارے کرم کا موازنہ نہ کرے اور کوئی برا کام ہی مانگاں ہووے کیسا مائے وہ  
 چھو کیدا بھی حق تعالیٰ کی صفت کے موافق نہیں ہے کرم کا سوا ملہ کرتے ہیں سو ان کے کرموں سے جو تم سے کرتے  
 ایک پر ہی کہ تم چھو رہے ہیں اور اپنے کرم میں تمھارے کرموں سے کہ تم شرمندہ ہو کہ خود تکی  
 صحبت اور حاضرہ و غایبہ اپنے اندر بیان اور لذتیں چھوڑندہ اور ان کے کرموں سے پر ہی کہ کیا و بجز  
 تمھارے رہنے کام جلنے کے بجز فیضیت اور سوا ہیں کہ ہیں اور کسی آدمی کے ساتھ غلطی  
 عیبہ و گنہہن کھولے اور آفتہ کر ہو سے پر ہر کہ جب کوئی نیکی تم سے ہو تو ہی اسکو دستگیری  
 کہو کے کہتے ہیں جیسا کہ اگر ایک نوید اللہ کی ماہ میں تم بننا یا ہوا سو کہو دس روئے ہیں ہر  
 اور چیز کو بھی قیاس کر لو اور الگ کسی نیکی کا تم نے قصداً کیا کسی سبب سے وہ نیکی تم سے ہے اپنی  
 اور تمھارے ہر نیکی کے لئے کہ جس نے کیا وہ ان کے لئے ہیں اللہ کی نیکی اس لئے کہ وہ اپنے لئے ہیں  
 اگر کسی گناہ کا تم نے ارادہ کیا اور چھوڑا ہے چھوڑنا یا لینے یا کیا تو اس چھوڑنے کو ہی نیکی میں  
 کہتے ہیں اور ایک نیکی کہہ لیتے ہیں اور اگر کوئی گناہ تم سے ہو تاہن تمھارے لئے نیکی کو کہتے ہیں  
 اور اپنی ازبیر کہیدہ ہر نیکی کے لئے کہ تمھارے لئے ہے چھوڑنا یا لینے یا کیا تو اس چھوڑنے کو ہی نیکی میں  
 اس لئے کہ تمھارے لئے ہے ہر نیکی کے لئے کہ تمھارے لئے ہے چھوڑنا یا لینے یا کیا تو اس چھوڑنے کو ہی نیکی میں

ف  
 بیان کرنا کہ نیک  
 نیک کا اور میں سے

سائلین مذکورہ ہی شاید کافر نہ لیکن کہ ہمارا غرور اور اٹھا ڈسٹ اسے کرم پر تھا اس واسطے دوسری  
 تنسیب اور توجیہ پہلے سے ہی زیادہ سخت اور ادا ہوئی کہ لکھ لینے ایسا نہیں ہی کہ اسے کرم پر  
 اٹھا کر کے تم پر گناہ کرستہ ہو اس واسطے کہ پھر اعنا و قرا عرت کی جزا کے اقرار کرتے ہو اور اسے اعتقاد لانا ہوا  
 ہو جو طوف نہیں اور تم آخرت کا اقرار اور اعتقاد نہیں کرتے ہو بس لنگذہ بؤنہ بالذین بلکہ تم انھار کے  
 جزا کا اور حال پہ ہی کہ جزا کا وعدہ بھی اس کے کرم کا مقتضا ہی تاکہ بھی جزا کی اُمید ہر طاعن اور  
 مذکورہ اور دین دنیا کے تھا ہے کام لہجہ بن جاوین اور عذاب کے خوف گناہ اور نافرمانی سے بچنے ہوتا  
 کام و دلا جان کے ٹھارے بجز بجاوین اور جزا کا انکار تم سے کہ طرح بن بر کا و طارت عککم  
 اور جان پہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر لکھا فطین چکیدا مقرر ہیں تاکہ دنیا اور کرمون پر تمھارے  
 خبر دار بن اور کوئی چھاکام نہ تھا اس واسطے کہ وہ اس کوئی برا کام ہی مانگاں نہ ہو سے کہ اے مائے و  
 چو کہ یہی حق تعالیٰ کی صفت کے موافق ہے کرم کا معاملہ کرتے ہیں سو ان کے کرموں جو تم سے کرتے  
 ایک پر ہی کہ تم چھپے رہتے ہیں اور اپنے نہیں بظہر ظاہر نہیں کرتے تاکہ کہیں تم شرمندہ ہو کہ خود کوئی  
 صحبت اور یا ضرور پہنچا یہاں بظہر ظاہر بیان اور لذتیں چھوڑ دے اور اسے کرمون سے ہم ہی کہ لیا و  
 شمار سے رہنے کام چلنے کے بظہر فیضیت اور رسوا ہیں کہ ہیں اور کسی آدمی کے ساتھ نہ لیا  
 عیبہ و کو نہیں کھولنے اور آفت کو ہوسے بہرہ کہ جب کوئی نیکی تم سے ہوتی ہی اس کو دس گنا  
 کہ کے کہتے ہیں جیسا کہ اگر ایک دوسرا کہی ما جین تم بظہر لیا ہو اس کو دس بظہر ہیں ایک  
 اور چیز کو بھی قیاس کر لو اور اگر کسی نیکی کا تم نے قصہ کیلئے کسی پیسے وہ نیکی تم سے دس گنا ہوتی  
 اور تمہارے بظہر لیا ہو کہ کسی نیکی سے ہون گئے ہیں انھار کی نیکی کو دس گنا لیا ہو اور اگر کسی  
 اگر کسی گناہ کا تم نے ارادہ کیا اور پھر اسے چھوڑ دیا یعنی لکھا اور دس چھوڑنے کو بھی نیکی  
 کہتے ہیں اور ایک نیکی کہتے ہیں اور اگر کوئی گناہ تم سے ہو تاہیں تو پھر اسے کرموں کو دس گنا  
 اور یہی اور دس گنا ہے جس کا کوئی لکھتے کہیں شہاد اس واسطے کہ تم کو دس گنا لیا ہو اور اگر کسی  
 اسے لکھتے ہیں کہ شہاد ہے ہر ما اس کے لکھتے تم سے ہر ما اس کے لکھتے ہیں کہ شہاد ہے ہر ما

ف  
 بیان کرنا کہ شہاد  
 مانے کا اور دس گنا

لکھنے کو اور کسی کام چھوڑ دینے پر خبردار ہونا جسے روزہ اور اعتکاف اور جو احرام کے اندر منع ہیں ان سے بچنا اور جو اس کے مانند ہیں یہ سب دلیل عقلی سے ظاہر ہیں اس واسطے کہ جب کوئی شخص ایک کام کی حاجت کے وقت بدو ن کسی ہنڈرا در مانع کے اس کام کو نہ کیا صرح معلوم ہوتا ہے کہ اس کام کو اس نے چھوڑا لیکن آوی کی نیت کا حال ہر یافت کرنا اہم کے دل کی چھپی بات پر خبردار ہونا اس میں علما کا اختلاف ہی اکثر عالموں اسکا اکار کیا ہے یعنی دلکی بات کی انکو خبر نہیں ہوتی اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ یہہ لکھنے والے نیکی کے ارادے کی نیکی لکھتے ہیں اور اس بدی کے ارادے کو جسکو چھوڑ دیا ہے اسکو بھی نیکی لکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان فرشتوں کو دل کے احوال بھی خبر ہوتی ہے لیکن اسکے منکر کہتے ہیں کہ یہہ خبر انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے الہام کے طور پر یعنی فلا نے شخص نے اس وقت فلا فی نیکی کا ارادہ کیا ہے یا فلا فی بدی کا ارادہ کر کے پھرتے سے چھوڑ دیا وہو لا نظر یعنی یہی ظاہر بھی معلوم ہوتا ہے اور جب کلام جزا کے ثابت کرنے تک پہنچا تو اب تھوڑی نیکیوں کی جزا اور بدو نیکی سزا کی تفصیل اس مقام پر بیان کرنا ضرورہ ہو اس واسطے ارشاد ہوتا ہے **اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِي نَعْمٍ مُّعْتَدٍ لِّوَجْهِ بَرِيٍّ نَضَتْ مِّنْ هَوْنِكُمْ وَرَاقَ الْعُجَّانَ لِيَفِي جَحِيمٍ** اور مغرور بے لوگ دوزخ میں ہونگے یصلون کیا **يَوْمَ الدِّينِ** پھینکے اسی دوزخ میں انصاف کے دن یعنی قیامت کو **وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ** اور ہونگے وہ سب اس دوزخ سے غائب ہونے والے حاصیل اسکا یہہ ہے کہ صرح دنیا کی آفت اور مصیبت بھاگ کر یا چھپ کر بچ جاسکتے ہیں اسدن یہہ جیل اور مکرانے پیش سجاوینے اور اس بلا سے کی طرح انکو غلا ہی ہونگی اس واسطے کہ اس آگ کی لپک بدکاروں کو دور دور سے اپنے اندر کھینچ لادے گی اور وہ فرشتے جو دوزخ کے دروازوں پر مغرور ہیں زنجیروں اور طوقوں میں انکو باندھ دوزخ میں ڈال دیں گے نہ وہ ن بھاگنے کی جگہ ہوگی اور نہ طاقت مقابلہ کی اور بعضے مفتر دوزخ نے غائب ہونے کو دوزخ سے نکلنے پر عمل کیا ہے تو اس صورت میں تخصیص کفار کی فجار سے ضرور سوئی اس واسطے کہ فاسق یا نڈر دوزخ سے ضرور نکلنے اور بہت میں داخل ہونگے اور علم بدیع کے عالموں نے کہا ہے کہ اس کلام میں جمع اور تقسیم کی صنعت ہی یعنی پہلے ان علیکم لما فظین

فرمایا: میں سب آدموں کو نیک ہوں یا بد ایک حکم میں جمع کیا ہی پھر بعد کے جزا اور سزا کے بیان کرنے میں دونوں کو جدا جدا بیان فرمایا ہی یعنی ان الابرار لانی نعیم ؕ وان العاصم لانی جہنم ؕ اور اس کلام میں ترصیح کی بھی صنعت ہی آدو علم بریج کی اصطلاح میں جس کلام میں یہ صنعت پائی جاتی اس کلام کو درصح کہتے ہیں اس واسطے کہ اسمین دونوں نفرون کی لغظین جمع میں یعنی آخر کے حرف میں اور وزن میں برابر ہوتی ہیں جیسا کہ اس کلام میں موجود ہی یعنی ابرار فجار سے اور نعیم جہنم سے وزن اور جمع میں برابر ہی اور اس صنعت میں کسی شاعر نے کہا ہی شعر امی منور بنو نجوم جلال دی مقرر بنو نجوم کمال اسمین بھی منور مقرر سے اور نجوم رسوم اور جلال کمال سے وزن اور جمع میں برابر ہیں اور تضاد کی صنعت بھی اسمین پائی جاتی ہی اور اسکو طباق اور تطبیق بھی کہتے ہیں حاصل اس صنعت کا یہ ہی کہ کئی چیزیں جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہیں انکو جمع کر دیتے ہیں جتنی اس معنی میں ہی متصنع ہستیا درودن رفت ہرون آمد مست اور اس آیت میں بھی نعیم جہنم کی ضد ہی اور ابرار فجار کی اور جو بدکاروں کی جزا کے درمیان میں دین کے روز کا بھی ذکر آیا تھا اور اس دیکھی سخنیاں نہ اور مصیبتیں خاطر خواہ بیان نہیں ہوتی تھیں تو سننے والوں کو خبر دار کر دینے کے واسطے طور ہی سخنیاں اس دن کی استفہام تہو ملی کے طور پر مجھلا بیان فرماتے ہیں کہ وَمَا آدُ وَاذَلَّتْ مَا یَوْمَ الدِّینِ اور کیا جانا تو نے کہ کہا ہی دن ایضا ف کا حاصل اس کلام کا یہ ہی کہ اپنے عقل سخنیاں اور مصیبتیں اس دن کی آدمی در یافت نہیں کر سکتا ہی اس واسطے کہ جو دکھ درد کی سخنیاں اور آفتیں مصیبت کے دنوں میں اس پر گزری ہیں یا کتنی ہم جنس سے سنی ہیں وہ سب اس دن کی مصیبتوں اور سخنوں کی نسبت کچھ حقیقت نہیں رکھتے تاکہ ان کو ان پر قیاس کرے اور عقل کا کام تو یہی ہی کہ بن دیکھی چیز کو دیکھی چیز پر قیاس کرے اور بن سنی کو سنی پر یہ شعر مَا آدُ وَاذَلَّتْ مَا یَوْمَ الدِّینِ پھر بعد نہلت لے ہم کہتے ہیں کہ تو نے کہا جانا کہ کہا ہی انصاف کا دن اس مقام پر شرم کی لفظ کا حاصل یہ ہی کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ انکو سننے ہی آدمی در تیا نہیں کر سکتا ہی اور اسکی فکر میں نہیں آتا لیکن بعد تھوڑی دیر کے اور تامل کرینے اسکی حقیقت

معلوم ہوتی ہے لیکن جو چیز ایسی ہو کہ دم اور خیال کی اُس میں گنجائش نہ ہو ایسی چیز میں نہ تو نیک  
 فکر اور نام ل کرنا درست ہے اور دریافت سے یا پس ہونا و وزن برابرین ایسی سبب سے فرمایا جا  
 کہ بعد ہمت اور فرصت دراز کے بھی اسکے حقیقت حال کو دریافت کر سکے مگر تھوڑی سی شدت  
 اور سختی اُس دن کی تجھ سے بیان کرتے ہیں ہم کہ وہ دن یوم لا تملاک نفس ل نفس شینک  
 جس دن مالک ہو کوئی جاگسی جان کے واسطے کچھ آب اس مقام سے شدت اُس دن کی بوجھا جائے  
 اِس واسطے کہ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی بلا میں گرفتار ہوتا ہے تو پہلے عوام الناس سے اُس  
 اُس بلا کے دفعیہ کی تدبیر لو پھتا ہے اور اپنی خلاصی دھونڈھتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ عوام الناس سے  
 کچھ کار بر آری نہیں ہوتی تب خاص کی طرف جو اُس بلا کا دفعیہ جانتے ہیں التجا لبتا ہے جسے  
 طبیب حافظ کی طرف رجوع کرتے ہیں پیاریوں کے دفع کرنے کے واسطے اور جا بکرت جراحوں کی  
 طرف پھوڑے اور درمون ہیں اور تیر نظر کمالوں کی طرف آنکھوں کی مصیبتوں میں اور عادل مالکوں کی  
 طرف ظلم اور زبردستی کے مقدمے میں اور ہر کام کے تجربہ کاروں کی طرف دوسرے  
 کاموں میں اور جب دیکھتا ہے کہ ان آدمیوں سے کوئی میرے حال پر متوجہ نہیں ہوتا ہے تب  
 لاچار ہو کے اپنے پار دوستانوں سے سفارش کراتا ہے اور ان سے مدد چاہتا ہے اور اپنی کار  
 بر آری کرتا ہے لیکن اُس دن جتنے نلے رشتے خوبشی آشنائی کے ہیں سب بنت اور نابود  
 ہو جائینگے اور سوائے نفسی نفسی کے کسی کو دوسرے کے حال پر شفقت اور مہربانی نہوگی  
 یہاں تک کہ باپ کو اپنی اولاد پر رحم نہوگا اور نہ اولاد کو باپ کا کچھ غم سب اپنے اپنے مال میں  
 مبتلا ہونگے اور وہاں کے مقدمات میں کسی کو ادنیٰ ہویا علی کچھ دخل نہوگا خاص بندے  
 عوام کی طرح حیران اور بربشان ہونگے اور ہر بڑے سردار رعایا کی مانند گشتہ اور حیران  
 ہونگے اُس دن بدون علم اس مالک الملک کے کوئی کسی کی سفارش نہ کر سکیگا اور عاجزی  
 اور چاہو سی اور صبر اور استقلال و وزن بے فائدہ اور بیکار ہونگے اُس دن وہی اور  
 الرحمن جس پر رحم کرے اُسکی نبات اور مافی ہی اور جس پر قہر اور غضب ہو اُسکی خرابی

اور سوائی اور اس آیت میں بین عموم واقع ہوتے پہلا عموم مالک کی ذات میں اور دوسرا  
 ملوک کی ذات میں اور تیسرا چیز ملوک میں اور ان تینوں عموم سے پرلے دربت کی مابوسی  
 اور نامیدی حاصل ہوئی اپنی مصیبت کے دفع کرنے میں کسی دوسرے کی طرف  
 التجا کرنے سے اس رد کے معاملے میں چنانچہ بہہ بات ظاہر ہی واکام کو مستند  
 فیکہ اور حکم اس دن احمد ہی کے واسطے ہی اور دنیا میں جس طرح بادشاہ کا  
 حکم رعیت پر اور ما باپ کا حکم اولاد پر اور آقا کا حکم نوکر پر اور خاندان کا حکم  
 جو رو پر اور میان کا حکم لوندی غلام پر جاری ہوتا ہی اس دن یہ سب حکم منقطع  
 ہو جاویں گے اور سوائے اس مالک علی الاطلاق کے حکم کسی کو قدرت دم۔  
 ماریکی ہونگی حکم اس مالک نے سب طرح سے پسند کیا اسکی نجات ہی اور جب کو سب طرح سے  
 ناپسند کیا اسکی ہلاکت اور خرابی ہی اور جب کو بعضی وجہ سے پسند کیا اور بعضی وجہ سے ناپسند  
 کیا انکے واسطے پیغمبروں یا اولیادوں یا عالوں یا حافظوں یا شہیدوں یا فرشتوں کو حکم ہوگا  
 کہ فلاں شخص کی شفاعت کرو تاکہ تمہاری عی عرقت اور مرتبہ برتے اور اس طرح کی شفاعت جو  
 حاکم کے حکم پر موقوف ہو اس میں کسی کو دخل نہیں اور اعتماد کرنا بھی سچا ہے اور اسی مضمون سے معلوم  
 ہوا کہ اس آیت میں شفاعت کی نفی نہیں ہی جو معتزلہ نے سمجھا ہی بلکہ شفاعت کا ہونا حاکم کے حکم پر موقوف  
 رکھا ہی اور یہی ہی اہل سنت اور جماعت کا صحیح مذہب اور اعتماد واحد اعلم بالصواب

### سورۃ مطفقین

اس سورت میں اختلاف ہی کہ کئی ہی یا مدنی اکثر معتبر تفسیروں میں مذکور ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم مدینے میں تشریف لے گئے اور اس وقت میں وہاں کے لوگ ماپ اور تول میں و غابازی  
 بہت کرتے تھے تو یہ سورت نازل ہوئی اور اول سورت جو مدینے میں نازل ہوئی سو یہی سورت ہی بس  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے لوگوں کو یہ سورت تسلیم فرمائی اور وہ لوگ ہدایت قرآن اور بول





سفر کرتے اور وہ دغا بازی چھوڑ ہی چنانچہ اس روز سے آج کے دن تک تمام دنیا میں کوئی پورا ماہ نہیں  
 نولنے والا دینے منورہ کے لوگوں کے برابر نہیں اور جو لوگ کہ اس سورہ کو کئی کہتے ہیں سو اچھا قول بہ یہ ہی  
 کہ یہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھی جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دینے کو نتریف فرما ہوئے  
 اور وہ ان کے لوگوں کو اس بلا میں مُبْتَلَا دیکھا تو یہ سورت نکلنے سے پہلے ہی بس اس سبب لوگوں نے  
 یہہ جانا کہ یہ سورت اسی وقت نازل ہوئی تھی اور عطا سے لکھی نے کہا یہی کہ نزل اس سورت کا مکہ  
 اور مدینے کے درمیان میں ہوا ہے ہجرت کے سفر میں اور اس کے ربط کی وجہ سورۃ الفطار سے یہہ ہی کہ اس  
 سورت میں نیکو کار اور بدکاروں کے نامہ اعمال کی اسب داکا مذکور ہے کہ دنیا میں لکھے جاتے ہیں اور اس  
 سورت میں ان اعمالوں کے درمیان کا بیان ہے کہ ہر شخص کی سوئی کے بعد خواہ نیک ہو خواہ بد ان دونوں  
 دفتر دہن سے کتبچن اور علیین میں ایک فترے کے متصدیوں کے حوالہ کئے جاتے ہیں چنانچہ سورہ انشقت  
 میں ان ناموں کی انتہا کا بیان ہے کہ ستر کے روز ہر شخص کے کاتھ بن دئے جائینگے اور اس سورہ کا  
 نام سورۃ مطفین اس واسطے رکھا ہے کہ اسے شروع میں بدنامی مطفین کی مذکور ہے اور وہ دلالت  
 کرتی ہے اس بات پر کہ جو شخص اتنا خور اسحق ہی مخلوق کا ملف کر لگا اسکا بھی بہہ بُرا حال ہو گا  
 چہ جو شخص کہ حق عظیم اپنے پروردگار کا لایان لانا اسکی آیتوں اور اسے رسولوں پر ہی ملف کر لگا  
 تو انجام اسکا کیا کچھ ہونے والا ہے اور نہ سبت ان دونوں سورتوں میں کلام کے نظم و نسق کے اعتبار سے  
 بھی نظر ہے کہ اس سورہ میں کلام نکتہ دون بالذین وان علیہم لحافین مذکور ہے اور اس سورہ میں  
 ویل للمکذبین الذین یکذبون بیوم الدین وما ارسلوا علیہم حاقظین وانع ہے اور اس سورہ میں ان  
 الا بر لفظ نفیہ اور اس سورہ میں بھی بیسی ہی لفظ مذکور ہے اور اس سورہ سے پہلے ان  
 الخاب لفی بحیمہ یصل فضایوم الذین یسورہ اس سورہ میں ثم اقم لصلو الحج  
 ہے اور اس سورہ کا ختم اس کلمے پر ہے کہ ولا مریعہ عند اللہ اور اول میں اس سورہ کی یوم یقوم انال العالین مذکور ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ





وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ خرابی ہی گھنا نیوالوں کی کہ لوگوں کے حق ماننے تو لے میں گھٹاتے ہیں ہر چند کہ  
تطفیف کا لفظ عرب کی لغت میں مانپ اور تول بن خیانت کر نیلے معنوں میں آتا ہی لیکن شیخ ابوالقاسم  
قشیری قدس سرہ العزیز نے اور دوسرے بزرگوں نے فرمایا ہی کہ ظاہر کرنا لوگوں کے عیب کو اور وہی عیب  
اپنے اندر پر اس کو چھپانا اور لوگوں سے انصاف چاہنا اور خود انصاف نہ کرنا اور دوسروں کے عیبوں کو نہ  
اور اسے عیبوں کو نہ لکھنا اور لوگوں سے تقطیم چاہنا اور آپ واجب التعمیمون کی تقطیم نہ کرنا اور جو اپنے  
واسطے چاہنا وہ دوسروں کے واسطے نہ چاہنا اور تو کروں مزد و دوسرے کام پورا لینا اور انکی مزدوری  
اور ماہ وار دینے میں قصور کرنا اور رزق مقدر کو جناب آپ سے پورا چاہنا اور آپ اسکی طاقتوں میں  
نقصان کرنا یہ سب تطفیف میں داخل ہیں چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہی کہ الصلوة میکال  
فن و فی و فی لہ ومن طفف فقد علمتم فیہ ما قال اللہ تعالیٰ اور یہ بھی حدیث قدسی میں  
آیا ہی کہ اذ ف یا بن آدم کما تحب ان یوفی لک و اعدل کما تحب ان یعدلک اور دوسری  
حدیث میں واقع ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورہ کی تلاوت کے بعد مدینہ کے لوگوں سے  
ارشاد فرمایا کہ تمہیں بیسے پانچ چیزیں بدلے میں پانچ چیزوں کے ہوتی ہیں کوئی قوم ہلکے عہد شکنی  
ہیں کرتے مگر دشمن انکے انہر مسلط کئے جاتے ہیں اور کوئی فرقہ غلاف شریعت کے حکم نہیں کرتا  
اور شوقین کھا کر حکم شریعت کا تبدیل نہیں کرنا مگر کہ فقروا فلاس میں سرایت کرنا ہی اور کسی  
فرقے میں زنا اور لواط راجح نہیں ہوتی مگر کہ موت ان پر مسلط ہوتی ہی اور کوئی فرقہ ماہ  
اور تول میں نقصان نہیں کرنا مگر کہ زراعت انکی بر باد ہوتی ہی اور قحط میں مبتلا ہوتا ہی  
اور کوئی فرقہ زکوٰۃ کا مانع نہیں ہوتا مگر کہ بارش ان پر بند کی جاتی ہی حاصل کلام کا یہ ہی کہ  
مقدمہ ماہ اور تول کا نہایت عمدہ ہی کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر جو عذاب نازل  
ہوا تھا سو اسہی گناہ کی شامت تھا اور عذاب اسکے کبیرہ ہونے میں اختلاف ہی بعضوں نے  
ازراہ مبالغہ کے کہا ہی کہ قصد اس فعل شیخ کا بھی گناہ کبیرہ ہی اور بعضوں نے فرق کیا ہی  
قیس اور کثیر میں کہتے ہیں کہ اگر نقصان ماہ اور تول کا چوری کے انصاف کی حد کو پہنچے کہ اس ملک کے

فصل  
پانچ چیزیں ہیں جو سب آدمی  
پانچ چیزوں میں مبتلا  
ہوتے ہیں

فصل  
چوری کے انصاف کا

تین روپے لایج ہوتے ہیں تو کبیرہ ہو جاتا ہے اور اگر اس سے کم ہی نو صغیرہ ہی اور اکثر ظاہر میں اس مقام پر گھبر کر کہتے ہیں کہ خود اسحق و بارکھنا کسی کا اس قدر وبال نہیں رکھتا اور بالاجماع صغیرہ ہی بتطہیف کو کبیرہ کی صورت میں لگایا ہے اور اس پر سخت وعید فرمایا ہے جو اب اسکا بہرہ ہی کہ غضب ایک گناہ ہے شریعت کی تعہد رانی ہوئی صورت کا بدلنے والا نہیں ہے اور یہ بتطہیف ایک ظلم ہی عدل کی صورت میں تفصیل سکی بہرہ ہی کہ تو ان اور ہاں کی چیزوں کو امدت تعالیٰ نے انصاف اور عدل کے قایم کر نیسا واسطے مقرر فرمایا ہے اور مخلوق کے معاملات کا مدار انہیں دونوں چیزوں پر رکھا ہے بسران دونوں کو وسیلہ ظلم کا قرار دینا ایسا ہی جیسے عبادت کو وسیلہ گناہ کا قہر آنا اور بہرہ بھی ہی کہ بتطہیف میں خیانت اور دغا اور مکر ہی کہ نفس کی خیانت پر ولالت کرنا ہی بر خلاف غضب کے دوسرے نہایت خستہ در او چھاپن مزاج کا ہی کہ ایک پیسا بھرواؤن کے واسطے اپنے ایمان کو بیٹنا ہی اور امدت تعالیٰ کے عدل کو ظلم کی صورت میں نمودار کرنا ہی بس اس قسم کی باتوں سے اس گناہ نے ایسی عظمت پیدا کی ہے کہ دوسرے صغیرہ گناہوں میں نہیں پائی جاتی ہر چند کہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اپنے زمانے کے بادشاہوں سے وعظ و نصحت کے وقت فرمایا ہے کہ تمکو کچھ معلوم ہے کہ مطہف کے حق میں کیسا وعید وارد ہو ہے تم جو لوگوں کا مال بے تول کھاتے ہو نھارا کیا حال ہونے والا ہے لیکن مراء ان بزرگوں کی بہرہ ہی بادشاہ کا ظلم بھی بتطہیف کا اندر سے یہ حکم کے بر خلاف اور اتنا ہی کہوں کہ قدرت سلطنت کی اسکو ہوا سطلے ہی کہ تمام ہونا عدل کا اور دفع ہونا ظلم کا ظہور پاوے پھر جو اس قدرت کو عدل کے مینے ہیں اور ظلم کے تمام کرنے میں صرح کریں تو قلب موضوع کا اور خلاف مقصود کا لاجم آتا ہے بغرض کہ ہر صورت اس قسم کے گناہوں میں ہوا سے خلق امدت کی حق تعالیٰ کے تلبیس اور مکر اور رشتہ حکمت الہی میں کرنا ہی اور ظلم کو عدل کی صورت میں نمودار کرنا ایسا ہی جیسے قرآن در میان میں دے کر دغا کرے بس ایسی ایسی جہالتیں جمع ہونے کے سبب کبیرہ ہوا ہے اور اسی طرح سے مسجد کو نجاست گاہ ہونا حرام ہی نہ غیر مسجد کو اور دین کے کام دُنیا کی غرض کے واسطے اور اپنے کی صلحی کی صورت نمودار کر کے داد ابلسی کی دینا نہایت بد ہی کھلے بندوں دینا طلب کرنے اور

فصل  
۱۳۷

فصل  
۱۳۷  
کے کہ دنیا کے واسطے  
کہا ہے کہ دنیا ہی ظاہر  
نفس خود کو کھاتے

سپارغ عمر الرقہ رتدہ الکبریٰ سرہ مطفون

ظاہر فسخ و فجو ر کرنے سے اور جو تطیف یعنی گھٹانا ماپ اور تول میں کبھی بے پروائی کی راہ سے بھی نہ  
 ہوتا ہی پٹیا پچھ بعضا شخص دارستہ فرج ہوتا ہی لین دین میں چند ان احتیاط نہیں کرنا اور یہ تطیف  
 اپنا حق لینے میں مضائقہ نہیں رکھتی لیکن دوسرے کے حق میں کرنا عوام اور ممنوع ہی مگر اس قدر شدت سے  
 اور عذاب اُسکے واسطے نہیں ہی کہ اُسکے کرنے والے پر دلے کا لفظ کہا جاوے سو اس قسم کی تطیف  
 احتراز کے واسطے مطفون کو ایک دوسری علامت اور صفت سے موصوف فرمایا ہی تاکہ معلوم  
 ہو جاوے کہ کم کرنا نکالنا ماپ اور تول میں مزاج کی بے پروائی اور درستگی کی راہ سے نہیں ہی بلکہ کمال  
 زیر کی اور ہوشیاری سے جان بوجھ کر یہ کام کرتے ہیں اور کمال حرص رکھتے ہیں کہون کہ انکی صفت  
 یہ ہے کہ **الَّذِينَ إِذَا أَكَالُوا عَلَى النَّاسِ** وہ گھٹانے والے ماپ اور تول کے جب ماپ کر لیتے ہیں نہ  
 لوگوں سے اپنا حق کہنے کے ذمے پر رکھتے ہیں تو **يَسْتَوْفُونَ** پورا بھر لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمارے  
 حق میں سے ایک دانہ کم نہ ہو بلکہ پورا کرنے کے بہانے سے تھوڑا سا اپنے حق سے زیادہ لے لیتے ہیں نہ  
 اور تقریر کرنے میں کہ ہلکا پٹیا حق پورا آنا یعنی معلوم نہیں ہوتا جب تک کہ تھوڑا سا زیادہ ذلیق اور  
 جب کہ ماپ میں بہ جلد کرتے ہیں اور اپنے حق سے زیادہ چاہتے ہیں تو قول میں **توبطریق** اولی پورا  
 کرنے کے بہانے سے زیادہ چاہتے ہیں کہون کہ ماپ میں ساہ اور سا ہر راج ہی اور تول میں  
 کچھ اور تنگی بھید آہیں یہ ہی کہ ماپ چیزوں کی طول اور عرض سے علاقہ رکھتا ہی اور تول چیزوں کی  
 ثقل اور اعتماد سے سو جو چیزیں کہ آدمی کا تعلق انکے ساتھ پونٹا کہ اور سکونت کے سبب ہی  
 جیسے کپڑا اور زمین تو انہیں پچالیش اور ماپ راج ہی اور جو چیزیں کہ آدمی کی باطنیہ تو تون سے  
 علاقہ رکھتی ہیں جیسے غذا یا دوا یا مالیت سے رکھتی ہیں مثل سبب متطرفہ کے یعنی وہ سات چیزیں  
 کہ بغیر انکے دنیا کا کام نہیں چلتا جسے سونا چاندی تانبہ لوہا وغیرہ کہ ہماری ہن کے سبب الکتنا اجزا کا  
 رکھتی ہیں اور الکتنا اجزا کے سبب انہن بقا کا طول پایا گیا اور طول بقا کے سبب انکی مالیت  
 زیادہ ہوتی یعنی ہر شخص اسکا نواہان ہوا اس سبب ان چیزوں میں وزن راج ہوا سو یہی سبب  
 کہ جو چیزیں ناپی جاتی ہیں اکثر خسیں ہوتی ہیں اور جو تولی جاتی ہیں وہ اکثر نفیس ہوتی ہیں **اللهم لا تأخذ**

لینے کے بعض چیزوں میں اس قاعدے کا عکس جاری ہوتا ہے اور خیر چیزوں میں تول اور نفیس میں ماہ  
 جاری ہوتا ہے جیسے شلغم اور گاجر تولی جاتی ہیں اور کھجور اور کناری ماہی جاتی ہیں حاصل کلام کا  
 یہ ہے اس جگہ پر فقط ماہ کے ذکر پر اکتفا کرنا اور وزن کا ذکر نہ کرنا اسکا ہی بھیج رہی اور بعض  
 اذکیانے کہا ہے کہ اپنا حق لیتے وقت تول کی چیزوں کی قسم سے ترازو بیچنے والی کے ہاتھ میں ہوتی  
 ہی تول سے زیادہ لینا خریدار کا ممکن نہیں کہون کہ ترازو کا پتہ اگر دو دانے زیادہ پرین تو جھک جائے  
 اور زیادتی ظاہر ہو جاوے اور ماہ کے لیے میں خریدار کو بھی البتہ کچھ تھوڑا سا دخل ہوتا ہے کہ پتہ  
 زرا ہلاوے کہ چار دانے زیادہ سما جائیں یا کترے کو ذرا بھول دیدے کہ کچھ زیادہ آجاوے  
 ہو سکتا ہے بر خلاف پر ایاقی دینے کے وقت کہ ترازو اور ماہ دونوں اسکی ہاتھ میں ہی اسی  
 واسطے اس مقام پر دونوں کو نہ کورنر مایا ہی چنانچہ آگے آجاوے انشاء اللہ تعالیٰ اور لفظ علی کا  
 اس مقام پر اس واسطے لائے ہیں کہ ماہ کر لینا انکا لوگون سے نکلے ضرر پہنچانے کے ارادے سے  
 ہی ان سے فقط اپنا حق لینے کے ارادے ہیں تو اصل لغت میں اکتیال متعدی من کے ساتھ  
 اتما ہی چنانچہ بولتے ہیں اکتلت منک یعنی ماہ کر لیا میں نے تجھ سے واذا کالوہم اوردوق  
 اور جب ماہ کر دینے ہیں لوگون کو ان کا حق یا تول کر اور لفظ کیل اور وزن کا عرب کی لغت میں جیسے  
 ماہ اور تول کے معنوں میں آیا ہے اسبطح سے ماہ دیے اور تول دینے کے معنوں میں آیا ہے  
 بس حاجت اعمار کرنے لام کی لفظ میں ہم کے نہیں جیسے کہ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ مراد کالواہم اذ  
 و ذوالہم ہی کہون کہ ماہ اور تول سے لوگون کا مال مراد ہی نہ انکی ذات لیکن لام کو لفظ میں سے  
 حذف کر دیا ہے اس واسطے کہ لام اکثر نفع کے واسطے آتا ہے اور اس مقام پر تو ہم نفع کا موجب تعلق  
 توہم کا کلام میں ہوا جاتا ہے کہون کہ منظور یہ بات ہے کہ وہ لوگ دینے کے وقت ہی ارادہ مخلوق  
 ضرر کا کرتے ہیں اور دونوں کاموں میں کہا ماہ اور کیا تول بیخسرون گھٹاتے ہیں لوگون کا  
 حق اور انکو نقصان پہنچاتے ہیں تھوڑا تھوڑا نکال نکال کر یہاں پر سمجھ لیا چاہے کہ دین لین کے  
 پورا بھر دینے اور کھٹانے میں چار صورتیں خیال میں آتی ہیں اول تو یہ کہ دونوں صورتوں میں پورا

بھروسے دوسرے یہ کہ دونوں صورتوں میں گھٹا دے نیسے یہ کہ دینے میں گھٹا دے اور لینے میں پورا  
 بھرے بس ہی صورت اس آیت میں مذکور ہے جو تھے یہ کہ دے پورا اور لے کم یہ مرتبہ اعلیٰ ہے  
 اور برے حوصلے والوں کا کام ہی اور ان پہلی، دو صورتوں کو اس چہت سے یہاں مذکور نہیں  
 فرمایا کہ ان دونوں صورتوں میں بھی اگر چہ قبیح اور حرام موجود ہے لیکن ہر لے دیکھ کر اسی نہیں۔  
 رکھتی ہیں کہ ان کے حال پر وہ کہا جاوے کہ ان کے دینے کا نقصان لینے کے نقصان کا بدلا ہو جاتا ہے  
 اسی طرح سے زیادہ لینا زیادہ دینے کا معارضہ ہی بس ایک صورت نیکی اور ایک صورت  
 بدی پائی گئی اور یہ اس قیاس پر ہے کہ حدیث شریفین وارد ہوا ہے کہ لوگ قرض کے معاملہ میں  
 چار قسم کے ہیں ایک وہ شخص کہ اپنا قرض بھی لگولگے سے وصول کرتا ہے اور جو لوگوں کا  
 قرض لے کے دے پر ہی اسکو بھی بخوبی ادا کرتا ہے سو یہ شخص سب سے بہتر ہے دوسرا وہ  
 شخص ہے کہ لوگوں کا قرض بھی کمال شدت اور ایذا سے ادا کرتا ہے اور اپنا قرض بھی لوگوں سے  
 کمال شدت اور بے مروتی سے وصول کرتا ہے بس یہ سب سے بدتر ہے تیسرا وہ شخص ہے کہ لوگوں کا  
 قرض تو بخوبی ادا کرتا ہے اور اپنا قرض شدت سے طلب کرتا ہے جو تھا وہ کہ لوگوں کا قرض خرابی سے  
 ادا کرتا ہے اور اپنا قرض وصول کر نہیں نہایت نرمی اور آسانی کرتا ہے بس یہ دونوں قسمیں  
 میانہ ہیں کہ ایک طرف کی خوبی دوسری طرف کی بدی کے مقابل ہی تو صرف بدی بہتر ہے اور یہی  
 طرح سے غصے کے مقدمے میں بھی لوگوں کو چار قسم کا فرمایا ہے اول قسم تو وہ ہے کہ جلد غصے ہو  
 اور جلد راضی ہو دوسری قسم وہ ہے کہ بہتر غصے ہو اور دیر سے راضی ہو یہ دونوں قسمیں میانہ  
 ہیں تیسری قسم وہ ہے کہ جلد غصے ہو اور دیر سے راضی ہو یہ سب سے بدتر ہے چوتھی قسم وہ ہے  
 کہ دیر سے غصے ہو اور جلد راضی ہو یہ سب سے بہتر ہے اور جو مطفین کو ان کے حال پر دے کر کے  
 و انت فرمائی تو اب ارشاد کرتے ہیں کہ گویا کہ یہ لوگ اس کام کے اختیار کرنے سے  
 قباحت کے منکر ہیں کہ جو شخص کہ اعفا داس روزگار گھٹا ہے اس قدر تلف کرنے میں  
 خلقِ احد کے حق کے خصوصاً تھلی اور مکر اور جیل سے جرات نہیں کرنا اسے جو اسے بطور استغناء

انکار کی فرمایا اَلَا يَظُنُّ اَلَّذِيْنَ كَفَرَ اَلْمَالِكُ اَلْمَالِكَانَ يَمِيْنَ كَرْنِيْنَ يَهْلُوْكَ كَمَنْعَلٍ شَعْرَسَ دُوْرِيْنَ اَوْرَطِيْنَ كَلِيْ  
لفظ میں لہ لگان کے معنوں میں ہی آگاہی اس بات کی طرف ہے کہ ہر عاقل اس عقیدے کو یقین صادق سے  
جانتا ہے بلکہ ہر کھڑی اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتا ہے اور یہ لوگ لگان جہاں کا بہن کرتے ہیں وہ  
اعتقاد تو کہاں دوسرا اشارہ اس طرف کو بھی ہے کہ اگر کسی کو اعتقاد کامل اس دن کا ہو تو  
لفظ لگان بھی اس قسم کی برائیوں سے بچنے کو گناہیت کرتا ہے جسے من فراہ کے طہرے کے  
گان پر ملکہ محض ہم پر مانی قوت ساتھ لیتے ہیں اور برتہ طلب کرتے ہیں اور یہ احمق اس معنوں کا  
گان بھی ہیں رکھتے ہیں کہ اَلْهَمَّ مَبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمِ عَظِيْمٍ مَّقْرُوْرَهٗ زَمَدَهٗ كَلَيْتَ اَمَّ تَرَسِ  
دن میں اور بزرگی اس دن کی اس سبب ہے کہ وہ دن عدل قائم ہو گا دن ہی اور ائمہ جل شانہ  
حق اور بندوں کے حق اس روز مخلوق سے طلب کیے جا دیں گے اور کمال سخی حق دہونے والوں پر کی جائے  
اور اس روز کی بزرگی کے اسبابوں سے ایک یہ ہے کہ وہ دن رسوائی کا ہے کہوں کہ ضعف اس کی بہ  
ہی قِيَوْمٍ يَّقُوْمُ النَّاسُ لِيَوْمِ اَلْمُلَآئِيْمِ حَرْدَن كَهْرَسَ بُوْنِگَ لُوْگَ اَكْلَا اُوْر پُحَلَّ حَضُوْرِيْنَ حَضْرَتِ رِبَالِيْمِ كَلِيْ اُوْلِيْمِ  
رب العالمین کی بیان پر اسم ذات کے مقام پر لائے ہیں تاکہ اشارہ ہو اس بات کی طرف کہ عموم میں  
اس ذات ہاک کی چاہتی ہے کہ اپنے بندوں کا حق پورا پہنچا دے بس لوگوں کے حق پر با دکر نیواؤں کا  
کھرا ہونا اس کے حضور میں کمال اور رسوائی ہی اور اس کھرسے ہونے کو بعض مفردوں نے مردوں کے  
زندہ ہونے پر قیاس کیا ہے جیسے کہنے ہیں کفلا ناسوت سے اٹھائے بیدار ہوا اور اصح یہ ہے  
کہ حقیقی کھرا ہونا مراد ہی چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا ہے کہ لوگ قیامت کے دن دنیل کے نین سو برس کے اذازے کے موافق حشر کے میدان میں کھڑے  
اور ان کے واسطے کچھ علم ظہور میں نہ آویگا لیکن یہ اتنی بری مدت مسلمان کو ایسی تھوڑی معلوم ہو گی  
کہ گویا کہ نماز سے فارغ ہوا اور صحیح مسلم میں روایت مفدا ابن الاود کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
تفسیر میں اس آیت کی وارد ہے کہ يَفْجُرُ النَّاسُ فِي رِشْحِهِمْ اِلَى اَنْصَافٍ اِذَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَ  
پسینے میں کھرسے ہونے اور الجا پسینا ان کے کانوں کے لوتک پہنچا اور یہ بھی صحیح مسلم اور دوسری

صحیحاً جو نین مروی ہے کہ قیامت کے روز آفتاب آسمان کے ستارے ایک کوس یا دو کوس کے مفاصلے  
 کھڑا ہوگا تو اسی گرمی سے لوگوں کے بدن پگھلنے لگیں اور پناہنا شروع ہوگا لیکن شخص کے  
 برتنے عیون کے موافق یعنی کے سینا گزن تک پہنچے گا اور بعض کے کان کی ٹونک تین کے ستارہ کی پناہ  
 منہ میں رہے گا اور کبھی کبھی کوئی تک کسی کو سینے تک کسی کو گزرتی کسی کو زانو تک کسی کو گتھون تک اور  
 علیٰ ذہ القیاس اور منقول ہے کہ ایک دن عبدالمدن عمر رضی اللہ عنہما اس صورت کو نارہیں مشاعر  
 کیا صاحب آئینہ برہمنے نو کمال خوف سے روئے لگے یہاں تک کہ نیاب ہو کر گر پڑے اور اس وقت کی  
 نماز ادا کرنے کے سزا یعنی باپ اور تول کے کم کر یوں ان کو چاہئے کہ یہ کام نثرین اور قیامت کے دن  
 سے اور حضور میں کفر سے سوائے حال و روز کے پھیر اور غافل نہ رہیں کہ ان کی ہر نیک و بد عمل کا نیک  
 اعمال نامہ بن لکھا ہوا ہے، فترتے منصرف بن کے سپرد ہی پھر جو کچھ کہ مخلوق کے جنات کے جن امور  
 اسی جنس کے اس روز ان سے باز پرس ہوگی اور اگر وہ بوجھیں کہ اعمال نامے بہت عمدہ ہے اس کے علامت  
 معلوم ہونے اور کہاں محفوظ رہے تو انکو جواب دیا جائے کہ ان کتاب البخاری کی بیچان مفر اعمال  
 نہ کاروں کے اور انکی اسم نویسی میں کے دفترین ہی اور صحیحین مبالغہ کا صیغہ ہی جس سے کہ زندگان  
 معنونین ہی ہی بس جو وہ مقام کلاس دفتر کے اسم نویسی والے دہان رہتے ہیں وہ ایک مکان ہی  
 نہایت ننگ اور فقار یکا در در جیوں کی ارواح کا قد خاتمہ تو ہے واسطے اس دفتر کو اس نام سے  
 ستمی کہا جاتا ہے یہاں اسکا فرماتے ہیں **وَمَا آدْرَاكَ مَا يَتَّبِعُونَ** اور کہا بوجھانوکہ کہا ہی صحیحین  
**كِتَابٌ مِّنْ قَوْلِ رَبِّكَ** ایک دفتر ہی لکھا ہوا اور علامت کیا ہوا حاصل اسکا یہ ہے کہ ایک دفتر ہی کہ اس میں  
 نام ہر ایک روزنی کا لکھا ہی جو ہندوں کے عمل لکھے والے بعد ان بدکاروں کے مرنے اور عمل منقطع ہونے  
 اور ہر شخص کے عمل عمدہ و فسادہ فرد و نہیں لکھ کر اس دفتر خانے بن جیسا کہ نام صحیحین ہی ان عمل کرتے  
 اور اس دفتر پر ہر ایک روزنی کے نام ہر ایک علامت اور رقم بنا دیے ہیں کہ اس کے دیکھتے ہی معلوم  
 ہو جاوے کہ یہ شخص روزنی ہی اور اصل لغت میں رقم علامت کے معنوں میں ہی کہ سو داگر لوگ تھا فون پر قیمت  
 دریافت کر نسا واسطے لکھ دیتے ہیں کہ اسکو ہندی لغت میں انک کہتے ہیں اور بیان صحیحین کا احادیث



ضعیفہ سے روایت میں کعبلا جبار کی بون آبا ہی کہ وہ دفسر نون زمینوں کے تلے ہی اور دون  
ایک سیاہ پتھر تیرا ہی کہ اُسے مدبو اور دھوان کھٹنا ہی اور جو اہلس اور دوسرے شیطان اذکار  
اور انوار سے جھانکتے ہیں تو وہ ان جاگرتھہرتے ہیں بدکاروں کی روح کو تعذیب کرنے کے اول آسمان کی  
طرف لیجاتے ہیں تو آسمان سے دربان اُسکے واسطے دروازہ ہین کھولتے اور آئے ہین دیتے ہیر زمین  
لاستے ہین تو کوئی مکان اُسکو تسول ہین کرنا کہ اُس روح کو دوان رکھیں آخر کو اُسکو ساتون زمینوں  
تے اس پتھر کے نیچے رکھتے ہین اور جفر سے کہ اُسے منصدی ہین اُسکا نام دفترین لکھ لیسے ہین  
کہ فلانا فلانے کا بیٹا اس تاریخ ہین دنیاسے برزخ ہین پتھی اور یہ عمل لایا اور فردین اُسکے اعمال کے  
روز ناچیکلی کرنا کا بتیس کے اٹھ سے لیکر اس دفترین داخل کرنے ہین تاکہ قیامت کے دن وہ سب اُسکے  
اُسکے کا تھہین دین اور بدکاروں کی اروا ہین بھی اُسی مکان ہین رہنی ہین اور طرح طرح سے عذاب  
کی جاتے ہین اور یہاں ہر سلم معافی کے فاعل کے موافق دو سوال دار دہتے ہین کہ جواب طلب  
ہین اول کہ کون کون کے دفتر کا جبراندہنی ہی کہتے والے سمجھنے سے اس خبر کے ناواقف تھے  
اور ہرگز سنا نہ تھا اور علم معافی کا فاعل یہ ہی کہ کلام ابتدائی ہین کہتے والا اُسے بیخبر ہو تو تاکید  
ہین لائے ہیر اس کلام ہین دو تاکیدین کہ اس سے لائے ہین ایک نواتن دوسرا لام جواب اُسکا  
یہ ہی کہ اگر چہ سننے والے ہیر کے اعمال نامے کا دفتر ہونے سے ہین میں بیخبر تھے لیکن ثابت  
کرنے سے اس ثبات کے اصل و فزا عمل کی لازم آتی اور کافر کہ مجازات اور قیامت کے منکر ہین  
اس دفتر سے کمال کار کھتے ہین تو موافق اُسکے اکلار کے تاکید ذمہ لائے ہین چنانچہ کسی شخص کے  
روبرو کہ بالکل بید کے وجود سے شکر ہو کہ ہین کہ ان زید الفی دا و فلان اگر جہنمے والا اس  
فلانیکا گونہ چنانچہ اور اُسکا نام سنا ہو دوسرے ہیر کہ جو ذکر سبحان کا اول گذر چکا تو مقام عہد کا  
ہیر ہیرین کہنا جاپتے تھاکہ ہما اولک ما السبحین چنانچہ انا اولک الفی فرعون رسول  
فصی فرعون الرسولین کہا ہی جواب سا کہ یہ ہی کہ جو سننے والے معنون سے سبحان کے غافل  
تھے تو ذکر اُسکا ایسے ہی جیسے کہ ذکر ہیر اس مقام پر اعدادی کے تکلیف بھی مناسب معلوم ہوتی لو کہ

یوں فرمایا کہ کبھی وہ سچیں مچھول کہ اب تک اس کے معنی دریافت نہیں کئے ہیں برخلاف رسول کے لفظ کے کہ اس کے معنی سننے کے ساتھ ہی عربی زبان کے واقف کاروں پر ظاہر ہو جاتے ہیں بس اس عادی کے مقام تعریف اسکی مناسب پڑی اور اہل نظم بھی اس مقام پر شبہہ کرتے ہیں کہ ہر مقام پر نیکیوں کا ذکر بدوں کے ذکر پر مقدم ہی اور نیکیوں کی شرافت اور نزدیکی کی مناسب بھی یہی بات ہے کہ نیکیوں کا ذکر اول بیان کیا جا چھو بہانہ پر کہ واسطے بدوں کے ذکر کا ذکر مقدم فرمایا ہے جو اب اسکا پہلے ہی کہ طرز کلام کا اس سویر کی ابتدا سے مطہین کے واسطے ہی کہ ایک قسم ہی بدکاروں کی بس ہی مناسب ہی کہ اول بلا فصل لے کے در اس کے واسطے بدکاروں کے ذکر کا ذکر کیا جاوے نہیں تو بہت بدجا بخوبی حاصل نہوتا اور فصل ساتھ اجنبی کے اس مقام پر لازم آتی ہی اور رعایت مقام کی کہ ناشرفت کی رعایت سے ضرورت اور چہاں زیادہ ہی اور جو اس آیت میں حال بدیال بدکاروں کا مطلقا مذکور ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ کم کرنے والے مخلوق کے حق کے گمان قیامت کے دن نکال نہیں رکھتے اب بطور ترقی کے مذکور ان لوگوں کا کہ اعتقاد میں آخرت کے تصور کرتے ہیں اور اسے انکا مطلق ہی کہتے ہیں بیان فرماتے ہیں تاکہ اس مطہین کی گروہ باخصوص سزائش حاصل ہو **وَقِيلَ يَوْمَئِذٍ اَسْمٰوٰتُ** اس روز کہ اُس فقر کو کھول کر ہر ایک کو اس کے بڑے اعمالوں پر مطلع کرینگے **لَلْمُكٰفِرِيْنَ** منکر دن کے حال پر کہ ہرگز اعتقاد اس روز کا نہیں رکھتے اور گمان کرتے ہیں کہ لوگوں کے حق ان سے لے نہ جاوینگے کیونکہ انکی صفت یہ ہی **اَلَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِوَجْهِ الرَّحْمٰنِ الّٰهِ يَوْمَئِذٍ** یعنی منکر وہ لوگ ہیں کہ انکار کرتے ہیں خدا کے دنکا حاصل یہ ہی کہ انکار انکا فقط مخلوق کا پھیر دینے کے واسطے نہیں ہی بلکہ جزا کے تمام کارخانہ منکر کے منکر ہیں اور جزا کے دنکا انکار کرنا علامت تبری قیامت کی ہی کیونکہ اعتقاد جزا کے دن کا ایمان کے تمام کاموں میں عبادت ہون خواہ معاملات داخل رکھنا **وَمَا يَكْتُمُوْنَ** اور انکار نہیں کرتا اس روز کا **اَلَا اَكْلُ مَعْتَدٍ** مگر جس شخص نے کہ تجا وڑ حد سے کیا ہو گا کفر میں اور تجا وڑ حد سے کیا ہو گا فسق میں لیکن تجا وڑ حد سے کفر میں اس جہت سے ہی کہ جو شخص کہ اُس روز کا منکر ہی تو گویا ربوبیت الہی کی سچائی کا اور اسکی قدرت کا منکر ہی اپنی ذات پر اور یہہ جانتا ہی کہ مرنے کے ساتھ ہی میں

اسکی سنگی سے نکل جاوے گا اور وہ میری مالکی سے معزول ہو جاوے گا جیسے دنیا کے مالک اور اُس کے  
دوسرے بار نہ کر نیکی قدرت کا بھی منکر ہی اور اُس کے عدل کا بھی منکر ہی ہوں کہ دنیا بن حق مظلوم کا  
ظالم سے نہیں لیتا اگر اُس رو رہی نہ لے تو راجھی ظلم پر ہوا بسراں عقیدہ دن کے سبب مرتبے کفر کے تہتہ  
ہو کر حد سے صرف کفر کی زیادہ ہو جاتے ہیں اور فسق میں تباہی و زاس جہت سے کہ جب خوف اس دن کا  
اتھ گیا تو گناہ پر دلیری کی اور یہ سمجھ لیا کہ تقدیر یوں کو موہوم بخرائے خوف سے چھوڑ دینا کمال نادانی  
اور بے وقوفی ہی بس نفس امارہ کی خواہش کے موافق فسق و فجور میں پھنس جانا ہی تہنجاخیم کا لفظ کہ مبالغہ ظ  
اس کا اس بات کی گواہی دیتا ہے اور ایک جماعت نے معتدون کی معتدی کو ظالم اور ناصب اور خلق  
انہ نے حق تلف کر نیوالے بر حمل کیا ہے اور انیم کو اس فاسق اور گناہ گار کے واسطے مقرر کیا ہے کہ اس  
انہ حق انہ سے تعلق رکھتے ہیں جیسے زنا اور لواطت اور شراب پینا یا نمسا زور زہ ترک کرنا  
ہوں کہ پہلا شر متعذبی اور دوسرا گناہ محض انہ کی جان کا وبال ہی غرض کہ منظور پہہ ہی نہ نکذیب  
اور انکار جزا کا اس شخص کا کام ہی کہ کسی مذہب اور مشرک سے مقصد نہواور کن مکن سے کسی ملت اور دین کی  
کچھ علاقہ نہ رکھتا ہو اور عقلی و لیلون کو کہ اس مقصد پر قائم ہیں بسبب محس جانے کے کن ہوں بن اور  
دوست رکھتے بیقیدی اور الحاد کے ان سے آنکھ چراوے بلکہ قرآن کی آیتیں اور اخبار انبیا کے  
کہ معجزون فطیعیہ سے تاہد کہے گئے اور مضبوط کئے گئے بن وہ بھی اُس کے ذہن میں تہنیہ اور عہد  
پیدا نہیں کیے ہوں اِذَا تَلَىٰ عَلَيْهِ اٰیَاتُنَا جِئْنَا بِحَاقِقِهَا فَمِنْ اَسْفَرِ آيَاتِنَا جِئْنَا بِحَاقِقِهَا  
دن کے اور باز خواست پر خلق انہ کے حق کی اُس روز کے دلائل کرنی ہیں تو ازراہ فساد کے قال  
اَسْاطِیْنُ لَآؤْکِیْنُ کہنا ہے کہ یہ کہانیاں ہیں انکون کی کہ لوگوں کے خوف دلانے اور دلنے کو بر  
کاموں سے بنائی گئی ہیں کہ ظلم اور عصب سے ملک خراب ہو جاوے اور فتنہ اور فساد ظہور نکرے  
سوائی کچھ اصل ہیں کہ ان پر یقین کیا چاہئے کہ لایون نہ سمجھا جاہے ادیون نہ کہا جائے ہوں کہ  
واقع ہونا جزا کا اور چہر دینا خلق کے حق کا دلائل عقلیہ جلیہ اور شواہد عقلیہ صادقہ متواترہ سے ثابت  
ہی چھاروہ شواہد ثبوتی منکرون کی خاطر کی نکرین اور ان کے دلشیں نہ ہوں تو ان شواہد اور دلائل کے

تصور سے نہیں ملے گا۔ اِن عَلٰی فُلُوْا بِهِنَّمْ بلکہ زندگی چھا گیا ہی اُنکے دلون پر جان تک کہ دل کا  
 سہ سب باہ ہو گیا ہی ملا کا فُلُوْا يَكْسِبُوْنَ وہ جو کب کما تھا دنیا اور کیفیت اس زندگی  
 پیدا ہو سکی دلان پر وہ جو روایت سے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اور دوسرا صحابوں سے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مروی ہی یہ ہے کہ جب بندہ ایک لڑکا لے کر آتا ہے تو ایک سبب داغ  
 اُسکے دل پر پیدا ہوتا ہے اگر اُس نے توبہ کی تو اُس نے اُسکے دل کا صاف اور روشن ہو جاتا ہے والا  
 وہ خال سیاہ اُس میں رہ جاتا ہے جو حیرت دوسرا لگا کہ تو ایک اور نقطہ پیدا ہوا اس طرح سے  
 بے گناہ سبب پیدا ہونے سیاہی کا ہوتا ہے بیان تک کہ تمام دل سبب ہو جاتا ہے اور اندھیرا چھا جاتی  
 ہے اور دل اس آئینے کے ہی جتنا صاف ہو گا اتنی اُس میں صورت نمود کر لگی اور جب زندگی آلودہ ہو گیا  
 کوئی صورت اس میں نقشہ نہ رہیں ہوتی بس پیدا ہونا زمین کا دل پر سچ بات سمجھنے کی استعداد کے باطل  
 ہونیکا سبب ہوتا ہے دلیل اور کشف سے اور مگر ولون کا اور پغمبروں کی صحت کا اور اُس میں ناشر نہیں کرتا  
 اور حق کو باطل اور باطل کو حق جانتا ہے اور برے کو اچھا اور اچھے کو برے سمجھتا ہے اور خال سیاہ پیدا  
 ہونے کے معنی کہ حدیث شریف میں وارد ہیں سو یہ ہیں کہ ہر فعل بد ایک ہیئت ظلمانی لطیفہ پر قلب کے  
 پیدا کرتا ہے نہ یہ کہ اس گوشت کے لوتھرے پر جو کلی کی صورت ہے رنگ آ جاتا ہے کیونکہ یہ  
 گوشت کا لوتھر اقلب حقیقی ہیں ہی کہ تک دب کا مون کو اُس میں تاثیر ہو بس قلب حقیقی عبارت اُس  
 لطیفے سے ہی کہ جسم لحمی سے تعلق رکھتا ہے جیسے بینائی اور شنوائی ایک اور چیز ہی آنکھ اور کان سے  
 تعلق رکھتی ہے اور یہاں سمجھ لیا چاہے کہ حفص اور دوسرا فارسی بسلام ہر بل کے سکتے کرتے ہیں  
 اور لام کو رکے حرف بن موافق قاعدے ہر ملون کے صاف ادغام نہیں کرتے اور ظاہر ہی کہ یہ لوتھر  
 اور اگر نیک مروی اور منقول جناب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو گا اور نزول وحی کا اسکے موافق  
 ہوا ہو گا بس ہر ایک نکتے کو چاہتا ہے اور وہ نکتہ نہایت باریک ہی بغیر تکرار کے مقدس کے ذہن میں  
 محتاطین آول سمجھ لیا چاہے کہ پراخت کے بلغا کا قاعدہ ہی کہ بعد بل یا بلکہ کے لفظ کے یا دوسرے  
 کلمات اضرایکے عملی اختلاف اللغات اگر کسی چیز کو مذکور کرتے ہیں کہ اسکا ذکر منظور ہی تو وقفہ اور سکنہ

اس کا دل کی کیفیت

نہیں کرتے بلکہ بل کے لفظ کو اس کے مابعد کے ساتھ متصل لاتے ہیں اور اگر کراہت یا حقارت یا کسی اور  
 مضامت کے واسطے جو کچھ کہ منظور ہو مذکور نہیں کرتے اور ایک دوسری چیز کہ اس سے کلمت ہو اور  
 آگاہ کرنے پر مطلب کافی ہو اس کے عوص مذکور کرتے ہیں اور وقفہ قلیلہ درمیان نہیں اور اس کے مابعد کے  
 لازم سمجھتے ہیں اور رعایت اس وقفہ کی نہایت ملاحظہ ہی چنانچہ ہر شخص کو اہل بلاغت اپنی  
 لغت میں بعد منجربہ اور قما کے پہلے معنی ظاہر ہوتے ہیں اور جو یہ مقدمہ بیان ہو چکا تو سمجھ لیا جاتا  
 کہ جو بل کے کلمے پر وقف یسیری کہ عبارت ہی سکتے یہاں ہر فرمایا نو اشارہ ہوا اس بنا کی  
 طرف کائن کافرون کی حالت کہ آیات الہی کے حق میں کلمے لوگوں کی کہانیوں کا گمان کرتے ہیں ایک  
 خواب میں ہی کہ ذکر اس حالت کا جیسا کہ چاہتے فہم میں ان بندوں کی کہ اپنے دلوں کی بھی خبر  
 نہیں رکھتے تو دوسروں کے دلوں کے احوال کو کیا پہنچے آئے کا نہیں لیکن ذکر زنگ کے پیدا ہونے کا کہ  
 نظر صحیح اور کشف صریح کو مانع ہی اس مقام پر کافی ہے اور منہ والوں کی فہم سے بھی نزدیک ہی کہوں کہ  
 پیدا ہونا زنگ کا ظاہری آئینوں میں دیکھتے ہیں اور بسبب اس زنگ کے صورت کا نظریہ آنا اس  
 آئینے میں جانتے ہیں الغرض کہ اس آیت میں نہایت درانا منظور ہی اس شخص کا کہ گناہ پر گناہ کئے  
 جاتا ہی اور اسکا علاج جلد توبہ اور ندامت اور استغفار سے نہیں کرنا تو اسکی مثال ابھی  
 جیسے کہ ایک مریض تھوڑے سے بگڑنے کو طبیعت کے خیال میں نہیں لاتا اور کھانے میں پیچھے میں بے  
 اعتدالی کرتا ہی اور دوا داروں کی تدبیر نہیں کرتا یہاں تک کہ فدا مزاج کا مسلح ہو جاوے  
 اور قابل علاج کے نہ رہے اور یہہ مرض باطنی ہی کہ سوک اطب دارو حافی کے کہ مراد انبیاء اور اولیاء  
 میں اسلو اور کوئی نہیں جانتا اور علاج کر نہیں سکتا اور تبری قباحت بہہ ہی کہ یہہ مرض جیسا کہ  
 روح کے مزاج کے فساد کا موجب ہی اور مانع نظر اور کشف کا ہوتا ہی اس طرح سے انبیا اولیاء سے  
 دور کرتا ہی اور ایک حجاب کثیف اطبے روحانی کی دریافت میں پیدا کرتا ہی پھر جب کہ طبیعت  
 نہ پہچانا اور دجال کو مسیح جاننا تو معالجہ محال ہو گیا اور نوبت یاس و حومان کو پہنچی اعاذنا اللہ من  
 ذلک اور کبھی زنگ آلودہ دلوں والے کہیں کہ ہکو بہت بہت سے ذکر و ن سے اور گناہوں کے ترک سے

تصفیہ اور صیقل کرنا دلکا کا پیکو چاہئے کہ کبوں کے قیامت کے دن تجلی آہی کی جیک سے خود بخود وہ زنگ دور ہو جاوے گا اور صفائی کامل حاصل ہوگی جیسا کہ اُس روز کے معقدوں کا گمان ہی تو جو اب میں کہنا چاہئے گلا یوں گمان کرنا نہ چاہئے کہ اُنکے دلون کے زنگ نے فقط دُنیا میں تاثیر کر کے اُنکو فہم حق سے اور معرفت سے آہن امہ کی اور اغفام سے جزاکے دن کے روک رکھا ہی بلکہ تاہر اس زنگ کی قیامت کے دن اور زیادہ قوت پکڑے گی کہونکہ اَللّٰهُمَّ عَن رِقْبَتِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّحِجَّوْنِمْ بے شک وہ اُس دن اپنے پروردگار سے محبوب ہونگے اور چمکے نور تجلی کی مانند ہونگے اور دیدار اُس کا نہ پاوینگے کہونکہ قاعدہ عقلی ہی کہ نور بغیر نور کے نہ سکے دکھنا اور جس طرح کہ آکھ اُلٹی دُنیا میں محال زنگ آلودگی سے دیکھنے اور تلاوت سے آیات آہی کے اندھن تھی اسی طرح بینائی اُنکی آخرت میں سب ظلمات ڈاٹتہ اور عرصہ کے دیدار سے امہ فاعلی کے اور ظاہر ہونے سے اُس ذات باک کی تجلیوں کے اندھے ہو گئی شجر ہر کہ امر و نہ بیند اشر قدرت دوست غالب آنت کہ فردا شنیند دیدار آوے محبوب ہونا دیدار سے پروردگار کے جزاکے دن کافرون اور منکرون کی بدامانی کے مقام پر مذکور فرمایا تو دلیل صریح ہوئی اس بات پر کہ مسلمان اس روز وید اپنے پروردگار کے محبوب ہونگے اور اس لذت و بہت سے خوشوقت و شان دان ہونگے اور اگر مسلمانوں کو بھی یہ دولت نصیب ہو تو کافرون میں اور انہن اسبائین کچھ فرق ہوا اوزو کہ اناس صفت کافرون کے حق میں نہایت نامناسب اور آئین بلاغت کے خلاف ہو معاذ اللہ کہ کلام آہی کو کوئی اس نوع کا سمجھے اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلہ السلام کو کہ سوال رویت کا کیا تھا اُسکے جواب میں لَنْ نَرٰنِیْ اَرشاد ہوا تو منظور یہم تھا کہ دنیا میں امہ فاعلی کے دیدار کی طاقت اِن آت جسبہ سے کہ فنا پذیر ہیں نہ لاسکے گانہ یہ کہ آخرت میں بھی نہ دیکھیگا کیونکہ کلام آئید بننے اِن استقر مکانہ فسوف نرانی ہونوف ہوا رویت کا اوپر استقر کے کہ تاہی اور سورۃ فرقان میں بہشت کے حق میں وارد ہی کہ حَسْبُكُمْ مَقَامٌ وَاَعْدَاءُ حُصُولِ الشَّرْطِ حَبِيبٌ حُصُولِ الْمَسْرُوعِ يَنْبَغُ شَرْطُ بَابِي كُنِي تَوْشَرُطُ ضَرْوُ مَا يَابَا جَابَا يَنْبَغُ

دیدار آہی کی دلیل  
اور نصیبیت

اجہا استقرار یا جاگتا تو رویت بھی باری تعالیٰ کی ضرور ہوگی اور حادثات متواتر المعنی سے ثابت ہی کہ تمام مومنین کو یہ دولت نصیب ہوگی لیکن موافق اپنے اپنے اعمالوں کے اس نعمت میں بھی تفاوت کے ساتھ ہونگے عام مومنین کو جب کے دن کہ آخرت میں اسکا نام یوم اللہ ہوگا اس دولت سرفراز فرماوینگے اور خاصوں کو ہر روز دو بار صبح اور عصر کو اور نخص لخاص کو کہ جنت عدن کے رہنے والے ہیں ہمیشہ قرب انسانیت پاک اور انکشاف تجلیات کا حاصل ہوگا چنانچہ حدیث صحیح بن دار ہی کہ لما بین القوم و بین ان ینظر الی الی و یبصر الی و اء الکریم الی علی وجہ فی جنہ عدین یعنی نبوکا در میان قوم کے اور در میان دیکھنے انکے کے پروردگار اپنے لوگو کو کوئی حجاب مگر چادر بزرگی کی انکے منہ پر جنت عدن میں آوے جو بزرگوں سے منقول ہے کہ ویدار اعدہ تعالیٰ کا بے کیف و بلا مقابلہ و مواجہ ہوگا مخالف احادیث صحیحہ کے کہ انہیں دیکھنا صورتوں کا فرمایا ہی نہیں کہونکہ حشر میدہنیں ساتھ صورت کے ہوگا اور بہشت میں داخل ہونے کے بعد بے صورت کے یا یہ کہ بعضے اوقات میں کیفیت اور مقابلے کے ساتھ ہوگا اور بعضے وقت میں بلا کیفیت اور بلا مقابلے کے اور تحقیق یہ ہے کہ اعدہ تعالیٰ کے ویدار کے وقت ماسوی اعدہ نظر سے محو ہو جائے اور دنیا میں جو ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو انکے ساتھ دوسری چیزوں کو بھی دیکھتے ہیں اس سبب سے مقابلہ اور جہت اور دوسری خصوصیات نظر عقل کو ملحوظ ہوتی ہیں اور جو اس ذات پاک کے ساتھ کوئی اور چیز اصلاً نظر آوے گی تو لحاظ جہت اور مقابلہ اور دوسری خصوصیات کا نظر عقل سے ساقط ہو جاوے گا بلکہ جس وقت دنیا کی دیکھنے کی چیزوں کو جو ہم دیکھتے ہیں تو جو اسباب کہ بیانی کے ہیں وہ تو دیکھنے کے کام میں مصروف ہوتے ہیں اور دوسرے اسباب اور فوی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں اور عقل اپنے کام میں اس واسطے تشخیص صورت اور شکل اور رنگ اور مناسبت اعضائی طول و قصر میں یا اور خصوصیات میں ہو سکتی ہے اور جس وقت کہ تمام جوارح اور اعضاء رویت میں مصروف ہو جائیں اور استغراق کئی حاصل ہونے اور اس وقت تشخیص ان چیزوں کی ہرگز ممکن نہیں جسے کہ دنیا میں کبھی کبھی فی جملہ شرکت جو اس وغیرہ کی دیکھنے سے بعضی سبب چیزوں کے حاصل ہوتی ہے تو گدہ یا کہ نمونہ اس حالت کا نمودار ہوتا ہے حالانکہ اہل استغراق اور اس استغراق میں زمین و آسمان کا فرق ہی اور جو بیان فرمایا کہ قیامت کے دن

دیکھ لے زُئْب کی تاثیر دیدار کی دولت سے کہ سب لذتوں سے بری لذت ہی محروم رکھیگی تو کھانہ استسباب  
ہو کہ ذمگ آلودہ دلون والے کہ مشغول لذات جسمانی اور گرفتار حرص ہو کفانی کے ہیں اس محرومی  
دیدار اور بے نصیبی کو خیال میں نہ لادیں گے اور اس طرح کے عذاب کو آسان جانینگے تو اس واسطے بیان فرماتا  
ہیں کہ ان مردوں کو حق میں فقط اسی قدر حرمان و ہجران پر اکتفا نہ ہوگی بلکہ **فَسَاءَ لَهُمْ لَصَالُوا الْجَحِیْمِ** پھر  
بعد اس بات کے تحقیق یہ لوگ پلٹینگے دہشتی آگ میں اور جلاؤ گائیں اس آگ میں بسبب محروم ہونے کے دیدار کی  
لذت سے دونی تاثیر کر چکا ہوں کہ اگر وہ بار کی لذت پاتے تو دوزخ کی تکلیفوں کو وہ لذت آتے آتی اور وہ  
تکلیفیں آسان معلوم ہوتیں سو منظوراً نیز یاد دہنی عذاب کی ہی اس واسطے فقط اس واسطے اعلیٰ ہونے پر دوزخ کے  
ہی ان کے حق میں اکتفا کی بلکہ **فَسَاءَ یَقَالُ هَذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ یَدْعُوْنَ تَلْکَیْنِ یَوْمَ یُجْمَعُ جَاوِجْہَا وَہِی دَرِنٌ**  
ہی جس کا تم انکار کرتے تھے اور جھوت جلنے تھے تاکہ عذاب عقلی اور حسی دونوں جمع ہو جاوے اور جس طرح  
انکا بدن دوزخ کی آگ میں جلا ہی اُنکی جان بھی اس جہر کی اور مجال سے کباب ہو جاوے اور جب  
خجاری کی بد آئی کے بیان فارغ ہوئے تو کجاق اس بات کا تھا کہ شاید کہ واقع ہونے کو خراکے اور مکافات  
قیامت کے دن بھی ایک دفتر بد کاروں کا کفایت کر گیا اور امتیاز بد کاروں اور نیکو کاروں میں  
اسی قدر ہو جاوے گا کہ اعمال بد کاروں کے اسدن اُنکو دکھا کر حقوق علیہ کے اُن سچو دادینگے  
اور نیکو کاروں سے کچھ بات چیت درمیان میں نہ آوے گی اور وہ جو انھوں نے حقوق خلق اور خالق کے ادا  
کئے تھے ظہور میں نہ آوے گی کہو نہ کہ خدار کا حق پہنچا دینے میں کچھ احسان نہیں ہوتا کہ اُسکے بدلے متوقع جزا  
ہوں بس اسکی جزا ہی بس ہی کہ سزائش اور عتاب اور رنج و عقاب سلامت رہیں سو اس گمان فاسد کو  
بطور جواب و سوال مقدر کے دفع کرنے میں اور حقیقت حال کی ارشاد فرماتے ہیں کہ **کَلَّا یَوْنِیْمَہَا**  
چاہئے کہ مجازات اور مکافات ہی پر بد کاروں کے اس روز قیامت کی جاوے گی اور اُنکے مخالفوں کو اُنکے  
جلانے کے واسطے طرح طرح کی نعمتیں اور سرخوردنیان عنایت فرما دینگے بلکہ اُنکے مخالفوں کو اُن کے  
سامنے قسم قسم کی نعمتوں سے سرفراز کرینگے اور ان بد کاروں کو اُنکے سامنے ایک تمٹھا بنا دینگے  
تاکہ بدلائنکی ہنسی تھمھول کا کہ نیکو کاروں سے دنیا میں کرتے تھے حاصل ہو کہو نہ کہ **اِنَّ کَاثِرًا مِّنْہُمْ**



علین علیہ السلام

اَلْحَىٰ عَلِيًّا تَحْيِيْنَ بِيكُو كَارُوْنِ كَ اَعْمَالِ نَامَ اُوْر اَنْبِي اِسْمِ نُوَيْسِي اللّٰهِي عِيْسِي كَ وَفَرِيْنِ هِي اَرَر  
 عِلِيْنِ جَمْعِ عَلِيٍّ كِي هِي فَيْسَلِ كَ وَزَنْ بَرَكْ عَلُوْ سَ اسْتَفَاقِ كِبَاهِي اُوْر جُوْزَنْ سِيْنِ كَ هِي اُوْر اَس  
 جَمْعِ كُوْنِكُوْنِ كِي اُوْر اَحْ كَ مَقَامِ كَا نَامِ كِيَا هِي تَاكُ دِلَالَتِ كَمَسْ وَبَسْمِ اُوْر كُنْتِ اُوْگِي پَر اَس مَقَامِ كِي  
 يَكِنْ اَعْرَابِ اسْكَ جَمْعِ كَ اَعْرَابِ كِي مَانَدْ هِي اَكُوْنِ كَ جَمْعِ كِي صُوْرَتِ پَر هِي اَكْرُ حَمْنِي اُسْ كَ مَفْرُوْدِ بِنِ  
 اُوْر كُحْ مَفْرُوْدِ هُوْنِي بِنِ سِيْنِ كَ اُوْجِجِ هُوْنِي بِنِ عَلِيْنِ كَ پَر هِي كَ جَمْعِ بِنِ سِيْنِ كَ مَضْبُوْتِ اُوْجِي  
 اُوْر اَزُوْدَامِ وَاَقِجِ هِي تُوْر كَ لَفْظِ كَبِي مَفْرُوْدِ اَمْتِيَا فَرْمَا يَا اَكُوْنِ كَ اِيكِ مَكَانِ بَسْتِ سِي مَعْلُوْقِ جَمْعِ هُوِي مَعْلُوْقِ  
 حَالَتِ بِنِ تَنگِ اُوْر تَارِيكِ هُوِي جَانَا هِي اُوْر مَعْنِي بِنِ عَلِيْنِ كَ فَرَاخِي اُوْر دَسْمَتِ وَاَقِجِ هِي تُوْر لَفْظِ بِنِ  
 هِي اسْكَ جَمْعِ اَحْتِيَا رُخْمَانِي كُو يَا كَ يُوْنِ اَرْتَا دِ هَا كَ مَكَانِ هَر نِيكِ كِي رُوْحِ كَا اِيكِ مَكَانِ هِي بَلَدِ  
 اُوْر فَرَاخِ اُوْر جَمْعِ لِيَا چَا پَنِي كَ بَلَسْمِي كُو مَكَانِ كِي فَرَاخِي اُوْر دَسْمَتِ اُوْر مَدْ نَطْرِ لَازِمِ هِي تُوْر مَقَابِلِ عَلِيْنِ  
 سِيْنِ كَ سَاخْدِ بَا عَسْتَبَا رُغُوِي مَعْنُوْنِ كَ جَمْعِ دَرَسْتِ هُوِي اَكُوْنِ كَ دُو لُفُوْنِ كَ دَر مِيَا بِنِ مَقَابِلِ اُوْر مَضْمُوْر  
 مَضْمُوْر اُوْر مَقَامِ عِلِيْنِ كَا سَا تُوْنِ اَسْمَا نُوْنِ كَ اُوْر هِي كَ سِيچَا سَرِ اسْكَ سَرُوْرَةِ الْمُنْتَهِي كَ پَسِ هِي  
 اُوْر اُوْر كَا سَرِ اسْكَ اَعْرَاشِ جَمْعِ كَ سِيْدِ هَا نِي كَ مَسْئَلِ اُوْر نِيكُوْنِي اَرِ دَا مِيْنِ قَبْضِ هُوِي نِيكُ بَعْدِ وَا  
 پَهِيْجِي بِنِ اُوْر مَعْرُوْبِيْنِ يَمْنِي اَبْسِيَا عَلِيْمِ اِسْلَامِ اُوْر اُوْلِيَا اَمْرُوْدِيْنِ دِيْتِ هِي اُوْر عَامِ صِلْحَا كُو بَعْدِ اِسْمِ  
 نُوَيْسِي كَ اُوْر اَعْمَالِ نَامُوْنِ كَ پَهِيْجِي كَ مَوَاقِفِ رَتِي كَ كُوسِي كُو اَسْمَانِ دُنْيَا مِيْنِ اُوْر كُوسِي كُو زِيْنِ وَا سَمَانِ  
 دَر مِيَا بِنِ اُوْر كُوسِي كُو چَا هَر مَرْمَزِ بِنِ رَكْتِي بِنِ اُوْر اَزِ اَرُوْحُوْنِ كُو اِيكِ عِلَاقَةِ اَنْبِي قَبْرِ سَ جَمْعِ هُوِي تَا جَمْعِ  
 كَرْتِي سَ زِيَا رَتِ كَر نِيُو اُوْنِ كَ اُوْر اَقْرَابِ اُوْر دُو سْتُوْنِ كَ مَطْلَعِ هُوِي تِي بِنِ اَكُوْنِ كَ رُوْحِ كُو قَرَبِ  
 اُوْر بَعْدِ مَكَانِي اَسْ رِيَا فِتْ كُو مَانِعِ بِنِيْنِ هُوِي اُوْر مَتَالِي اُسْ كِي اِنْسَانِ كَ وَجُوْدِ مِيْنِ رُوْحِ بَهْرِي هِي كَ  
 سَا تُوْنِ اَسْمَانِ كَ سَمَارُوْنِ كُو كُوشِي كَ اَنْدَرِ سَ وِكِيُو سَلْمِي هِي اُوْر جُوْ وَهُ مَقَامِ مَعْلِيْنِ بِنِ سَلْمِ  
 اَبِيْنِ سَلْمَانِ كَ كَبْ جَابِ نَاكِ كَر جَابِ اَبِي سَ كَا هِي هُو تُوْر اِسْمِ تَفْهِيْمِ عَلِيْنِ كِي بِطُوْرِ سُوَالِ اُوْر جَوَابِ كَ  
 اَرْتَا اَكْرُ تِي بِنِ وَبِنَا اَذْرَا كَ مَلَا عَلِيُوْنِ اُوْر كِبَا بَر بَهَا تُوْر كَبَا هِي عَلِيْنِ كِي كَبَابِ مَفْرُوْدِ  
 اِيكِ دَفْتَرِ هِي لِكْهَا اُوْر اَعْلَامَتِ كِيَا هُو اَكْرُ جُشْخُصِ اَكْرُ وِكِيُو تُوْر جَانِ كَ اَسْمِ مَفْرُوْدِ اِسْمِ بِنِي

مجلس علمین کابل اور  
مسجد کبیرہ جامعہ نظامیہ  
اور کالج کابل

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دفتر ایک زہر و سبز کو بخشتی پھڑپھڑا رہی اور وہ سختی  
 سیدھا پائے سے عرض منہ علی کے نکلتی ہی اور پائین اسکا سر و لہنہ تک پہنچا ہی اور وہ دفتر  
 اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے حوالہ ہی چنانچہ فرماتے ہیں **يَسْتَعِدُّونَ الْمَقْرُونَ** حاضر رہتے ہیں اور  
 گواہ ہوتے ہیں اس دفتر پر مقرب فرستے کہ حاکم عرش اور خازن ان کرسی بن اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ  
 بہرہ اور جو کہ حاضر ہونے ہیں اس مقام عالی شان بن ارواح مغزوں کی اہل کمان سے جسے انبیاء علیہم السلام  
 اور اولیاء کہ ام آور ابرار کے حق میں اتنا ٹھہری بس ہی کہ انکے نام اس مقام میں لکھے جاویں اور اہل حسنہ  
 انکے اس قدر والوں کے مقبول اور پسندیدہ ہوں اور یہاں پر سمجھ لیا چاہئے کہ قرآن میں اہل جنات اور نفاع  
 کی سورتوں میں دو قسم یاد فرمایا ہی کچھ ابرار اور مقربین ان دونوں کا نام رکھا ہی اور کچھ اصحاب الیمین  
 اور سابقین فسرہ ما یا ہی اور اہل تحقیق ان دونوں قسموں کی تحقیق میں اختلاف رکھتے ہیں بعض کہتے ہیں  
 کہ سابقین اور مقربین صاحب محبت و اہل تہ کے ہیں کہ محبت انکی اللہ تعالیٰ سے محض اسکی ذات واسطے  
 تھی اور ابرار اور اصحاب الیمین وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت انعام کی توقع پر رکھتے تھے اور برسی  
 قول کے قریب ہی وہ جو کہا ہی کہ مقربین اور سابقین فنا فی اللہ اور بقا باللہ والے ہیں اور ابرار اور  
 اصحاب الیمین وہ لوگ ہیں کہ انوار اور طاعات اور اذکار سے منور ہوئے ہیں اور انشراح صدر پیدا کیا  
 لیکن ہنوز مرتبہ بقا اور قفا کا حاصل نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ہر نیک عمل کے واسطے وہ حدین مغز  
 ہیں ایک سفلا فی یعنی نلے کی اور ایک فوقانی یعنی اوپر کی ہر جس شخص نے ایک کام نیک کیا نہایت  
 صدق اور خلوص نیت سے اور سب اسکی شرطوں اور سنتوں اور آدابوں کی رعایت سے اور جس عمل کے  
 ثمرات کو لینے انکے ثواب کو محفوظ رکھا بطلان اور جھٹ سے اور نقصان اجرت سے اور ان سب باتوں کی  
 رعایت پر لے دے جو کوئی بہانہ کہ مد فوقانی کو پہنچا یا تو وہ شخص مقربین میں سے ہی اور جو اس  
 کم تر ہی اور ان باتوں کی رعایت میں ور لے دے جیوں ہی پہلے کی نسبت تو وہ ابراروں میں ہی اور  
 اس تقریر سے ابرار اور مقربین کا جمع ہونا ایک شخص میں باعتبار بعض اعمالوں کے سوائے بعض کے ہو سکتا ہی  
 اور وہ جو لفظ سے ابرار اور مقربین کے اور اصحاب الیمین اور سابقین کے اور جو نطق سے ارشاد و

الہی کے کہ وصف ان دونوں گروہوں کا کیا ہے معلوم ہوتا ہے سو یہ ہے کہ ابرار اور اصحاب البین ایک جماعت ہیں کہ او ان کے بن حقوق خلق اور خالق کے اور احسان کہ نبین لوگوں سے اور اعمال نیک اور یسند یہ بن کو شش کے قوت بلکہ کوفت بہیمہ اور سہ ماہیہ پر اپنی غالب کیا ہے اور مقربین اور سابقین ایک جماعت ہیں کہ بطور جذب الہی کے ان مضنون اور مالون کے سبب ان کے برود باطنی اٹھ گئے ہیں اور شہود اتر اپنے ضروری پوری نصیب ہوئی ہے اور سلوک انکا ساتھ جذب نفعی ہو گیا ہے اور قرب حقیقی اپنے محسوس پیدا کیا ہے واعدہ اعم اور تحقیق حقیقت سمین اور علین کے مقام کی جس طور کہ بعض عارفین فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ کمال نفع انسانی کا موافق وسعت معرفت اور اسکی تنگی کے اور باعتبار تہذیب لطیف اور تحصیل انوار ملیکہ اور کد ر لطائف اور حقوق طہات بہیمہ اور سمہ کے عرض عریض رکھتا ہے۔

کہ کسی اور نوع میں اس قدر عرض عریض ملن نہیں آسکتا کسی شائستہ کہا ہے ہر ملما و امثال الرجال تعاضوا و نوا لذی الفخر حتی عد الف بواحد بس کمال انسانی کی شکل کو مانند دائرہ و سح کے خیال کیا جائے کہ مرکز اسکا ادنیٰ مراتب انہ کا ہی اور اعلیٰ اسکا برابر عرض محیطہ کے وسعت رکھتا ہے اور جو عالم جذب میں یہ شکل منجیل مثالی متحقق پیدا کی تو اس کے اتر کے محیط کا نام علین ہوا اور اس کے مرکز کا نام سمین اور مقرر ہے کہ جو داسرے کے مرکز کے قریب ہوتے ہیں وہ نہایت تنگ اور چھوٹے ہوتے ہیں ان دائروں سے کہ محیط کے قطب ہیں بس نجار کی ان اینٹ کے مرتبے درجے ہر مرکز کے نزدیک ہیں اور پیش اور تنگی میں مترقی اور ابرار کی ان اینٹ کے مرتبے درجے درجے محیط کے قریب ہیں اور وسعت اور فراخی میں ایک دوسرے سے زیادہ پہان تک کہ فربت اعلیٰ علین کو پیچھے کہ مقام مغربین اور سابقین کا ہے اور ابرار کو بھی تہذیب متفرق کی عبور روحانی اس مقام پر حاصل ہوتا ہے لیکن رہنے کی جگہ انکی وہ مقام نہیں ہے جو روحانی بعد جدا ہونے روح کے جسم ایک تاثیر کر لگا کہ روح کو انکی اس مقام پر لگا ہے اور اس مقام کے رہنے والوں کے سیر و زمین کھ دینگے اور جو احوال بیان کرنے سے ابرار کی ارواح کے کہ بعد قبض ہونے روح کے کہا معاطد ان سے گذر لگا فارغ ہوتے ثواب ان کے انجام کا حال کہ قیامت کے دن کیا ہوگا مان فرماتے ہیں ان الکفر الیٰ نعہ تجتس نیکو کار نعمتوں میں ہونگے اور نیکو کار لفظ

بیشت کی تمام موجود چیزوں کو شامل ہی حور اور قصور اور طعام اور شراب اور پوشاک اور سواری اور خادم خوبصورت اور مکان پاکیزہ اور دوسری بوجو نعمتیں کہ وہ ان تیار بن سبکو شامل ہی اور علاوہ ان سب نعمتوں سے ایک بہم ہی کہ انکو وہ ان پر سونے کے چراغ و تختوں پر بجا بسنگ اور ان تختوں میں تینوں کے تھے کوسے کے جا دینگے کہ جنتی اُسے اندر بیٹھے کبھی دیکھیں اور انکو کوئی نہ دیکھے چنانچہ فرماتے ہیں عَلٰی اَیِّ اَنَّكَ يَنْظُرُونَ نیک لوگ سایہ دار تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں اور حدیث شریفین وارد ہی کہ مومن کو بہتین سب نعمتوں سے وہ ان کی پرہ مند کرینگے برخلاف دنیا کے کہ حق تعالیٰ یہاں ہر نعمتیں یعنی لوگوں کو دیتا ہی مگر غلطی ان نعمتوں کا انکو نصیب نہیں ہوتا جیسے بادشاہ واریض یا ضعیف الباء کہ ہرگز نہیں کماؤن سے اور ستھری پاکیزہ بارہ عورتوں کی صحبت سے کچھ کیفیت نہیں تھا سکتا اور یہ بھی حدیث صحیحین وارد ہی کہ ادا اور کم سے کم درجے کا وہ ہمیشتی ہوگا کہ اسکو دنیا کی برابر مکان نعمتوں سے بھرا ہونے کا اور مفعول کو نظر وہ ان کے تقیم کے واسطے موزن فرمایا جتا کہ اپنی نعمتوں کو دیکھنے کو جیسے حور اور قصور اور انہار اور اشجار اور دروس بہشتیوں کی نعمتوں کو اور غذا اور شدت دیکھنے کو درجنوں کے بھی شامل ہو اور منظور یہ بہم ہی کہ تخت سایہ دار انکو جیسے عالم بہشت اور دوزخ کے حاجب و مانع ہونگے برخلاف دنیا کے تختوں کے کہ وہ بیٹھے ولے کو سیر و تماشے سے مانع ہیں اور آریزیکہ لغت میں اُس تخت کو کہتے ہیں کہ اُس پر قبے کی مانند سائبان بنا ہوا ہو و نقش بردون اور متع جھارون اور آریزدونے سجا ہو سبکو ہندی نعمتیں چھپرکت کہتے ہیں اور عارفون نے کہا ہی کہ بہشت کے اراک کہ کیلون کو نصیب ہونگے اور جا بجا قرآن مجید میں کمال وح کے ساتھ اُکھا ذکر آیا ہی سو وہ نوز ہیں لیکن کے مقامات کے اسماء الہیہ سے کہ دنیا میں اُکھا ہونا ان مقام میں آنکھ اور عقل سے خلق کی پوشیدہ تھا اور وہ اس مقام پر ہر گھر کہ تمام مرتبوں کو وجود کے وہ ان سے سیر کرتے تھے تعریف فی بعضی مقامات فِضْرَةُ الْعِجْمِ معلوم کر گیا تو ہی دیکھنے والے چہرو میں اُنکے نازگی نعمتوں کی حاصل ہونے کہ وہ درجنوں کا حال دیکھنے سے کچھ انکو ملال اور غبار خاطر اور تغیر چریکا ظاہر ہوگا کہ ان کو کہ اپنے دشمنوں کا اپنی آنکھوں کے سامنے ذلیل ہونا تو اور بھی فرحت و خوشی کی بات ہی ہے یہ سب انشان سرور بہت کی چہرو میں

انکے ہمیشہ نظر آویں گی فَيَسْتَقْوَنَ رَمْنٌ رَجِيْقٌ بِلَاے جاوے گا خالص شراب کہ محبت الہی کا نمونہ ہی اور دنیا میں اُسکو اپنے دل میں جگہ دی نہی اور شراب کی مانند قوی اور ارواحوں میں اُنکے سرایت کی تھی اور وہ محبت خالص محبت تھی کہ اُسکے ساتھ ہوئے نفسانی اور معاصی کی محبت کی آمیزش نہ تھی اور شراب ہمیشگی اکثر نہروں اور حیشوں میں جاری ہوگی جیسے کہ دوسری سورتوں میں مذکور ہی لاسا تصرفی شراب سے احتراز کے واسطے کہ وہ تھم بر خاص و عام بہشتی کا اُسب بڑتا ہی ایک دوسری قبلہ کو اُسین برہاتے ہیں مَحْتَوِرٌ یُنِیْے وہ تھم بر خاص خالص مہر کئی گئی ہی اور عام شرابوں سے ممتاز اور جدا کئی آدھ بھد مختم ہونے میں اُس شراب خالص کے کہ نمونہ محبت الہی کا ہی یہ ہے کہ وہ محبت باوجود کمال علو اور ہیجان کے کہ عشق کے مرتبے سے کہ سون برہم گئی تھی تو بھی شرع کی مہر سے مختم تھی اور احکام الہی کے نیچے محفوظ برگز محبتیں وہیہ محررہ اور شہوات نفسانیہ نہ منبہہ اور نجاسات شیطانیہ اُس محبت سے کچھ آمیزش نہیں رکھتی تھیں اور عجائبات سے اس شراب مختم کی ایک یہ بات ہی کہ دنیا کی شراب کے شیشوں کو بھی جو اُنکی احتیاط منظور ہوتی ہی تو مہر کر دیتے ہیں لیکن جس چیز سے کہ مہر کرتے ہیں تو وہ مٹی یا موم یا لاکھ وغیرہ ہوتی ہی آدھ نیلونی مختم شراب کا وصف یہ ہے یہ ہی کہ خَتَامُهُ مِسْکٌ یعنی جس چیز کی کہ اُس مہر کی ہی وہ مِسْک ہی ناکہ خشبِ مِسْک کی شیشہ لینے دماغ میں بس جاوے اور دماغ کو خوش کر دے اور جس مِسْک کی کہ اُس مہر کی جاوے گی وہ نمونہ حکم شرع کا ہی ساتھ اُن مساکہ ہر دنگے کہ نیلون کے دلون کی قوت دینے والین اور اُنکے خاطر کو خوش کرنے والین اور اُنکے ذوق و نوق کے ترہا نوا لین دنیا میں تھیں وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَّا فَسَ لِلنَّاسِ حِشْوٰنٌ اور اس قسم کی شراب میں کہ نمونہ اور مثال اس قسم کی نفسوشی کا ہی چاہئے کہ رغبت کین رغبت کرنے والے نہ ایک مستحق جو پاکہوں میں کہ لوگوں کا حق ماہ اور تول میں گنتا کر لین کہ اُسکو اسے کچھ نسبت نہیں اور بعض معتدوں نے ختام کو ختم اور انتہا کے معنی میں تھہرایا ہی اور اُسکی موافق اُس حدیث شریف میں جو ابوالورد سے مرفوعاً نہ ثابت ہوئی ہی وار وہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بھلی شراب بہشتیوں کی مسک ہی اور مسک ایک شراب کا نام ہی کہ عیبہ ہی جیسے چاندی کے پتر اگر کوئی دنیا کا شخص اُسین دیکھے تو بولے کہ ہر لکلے تو تمام جاندار دنیا کے اُسکی خوشبو سے مت ہو جاوین تھہر یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ اُس خالص

شراب کہ چھلا پیا لہریشیوں کا وہی ہوگی اس واسطے اسکا نام منک رکھا ہی کہ منک مارا دو اور میں سے  
ہی کہ جبکا مد کا رہو ناہی غذا کے ہضم کرنے میں اور منہ میں خوشبو پیدا کرنا ہی اور بار دیگر جلد استہا پیدا  
کرنا ہی آدوہ شراب کہ ہریشیوں کی شراب کی مجلس کا خم اُس پر لگا وہ بھی ہی کام کر گی اور جو بیٹھے اور خفا  
شراب میں کچھ ملا ناہی اہل مجلس کو منظور ہو ناہی فاسواسطے فرماتے ہیں کہ شراب خالص کو جب چاہینگے کہ کسی اور  
چیز سے ملا کر پینے تو بھی ہو سکے گا وَصَوَّاحَةٌ مِّنْ قَبَشِیْمٍ اور طوفی اُسکی تسیم ہوگی اور تسیم لغت میں  
اس تہر کو کہتے ہیں کہ شربت ہر خوشبو یا ذائقے کے واسطے جسے گلاب یا بید مشک یا کچھ اور اُسکے ملنے ملا دینا  
اور دیکھا خود سنام سے ہی کہ اوت کے کو ان کے معنوں میں ہی کہوں کہ ایسی چیزوں کے دلالت سے  
شراب کے برتن میں بیلے اٹھنے میں کہ اوت کے کو ان ہی مانند معلوم ہوتے ہیں اور مراد تسیم سے اس کا پیر  
ابک چشمہ ہی ہرشت میں کہ بھونکی شراب سے بہتا اور لذیذ ہی اور معقین اور سابقین کو اس چشمنے  
خالص ملا دینے اور ابرار اور اصحاب اللہ کو بطور گلاب عبیدہ مشک کے ملا کر دینے اور بعضی روایات میں مروی  
ہی کہ تسیم برخلاف دوسرے چشمنوں کے ہوا میں جاری ہو گا نہ بہت کی زمین پر آدو عبیدہ اسکا بہہ ہی کہ  
وہ چشمہ نمودار حضرت ائمہ الہدیہ کا ہی کہ بے تعین محل اور صورت کے بلکہ بے شخص حال اور صفت کے ادراج  
مغز میں کی فریضہ کر دیا ہی آدو کہتے ہیں کہ وہ چشمہ عرش کے نیچے سے اُبلتا ہی اور معقین کے مکاؤں کے حوضوں  
میں بہتا ہی چنانچہ اُسکے حال میں ارستا فرماتے ہیں عَلَيْنَا شَرِبَ بِهَا الْمُتَّقُونَ یعنی مراد جاری تسیم  
وہ چشمہ ہی کہ پیتے ہیں اس سے مغرب لوگ حاصل کلام کا بہہ ہی کہ مغرب لوگ اس چشمے کی شراب کو خالص  
پیتے ہیں اور ابرار کو اس شراب سے بطور گلاب کے ملا کر دیتے ہیں اسواسطے کہ مغرب مشغول طرف ماسوی اصرہ کے  
ہیں ہوتے ہیں اور حق کی محبت کو غیر کی محبت میں ملا یا نہیں برخلاف ابرار کے کہ محبت انکی فعلوں اور صفوں  
سب سے تھی آدو جو ابرار کے تسیم کے مذکور میں انکی شراب نوسنی کا بھی ذکر فرمایا تو اُسکے کہنے کو بھی اور سنا د  
فرماتے ہیں اور تفصیل اس کہنے کی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو اس روز بدلائنا کفار سے ہنسے تھوں گا کہ اُسکے  
بندوں سے دنیا میں کرتے تھے منظور ہو گا آدوہ خاص بندے فدا کے سبب کمال تکین اور وقار کے اس  
بچکے بلکہ یعنی تو وقف کرینگے نا چار انکو ایسی شراب کے جام ہلا کر سنا کر دینگے کہ ہسکی فرحت اللہ اس

نیکس اور وہاں میں کھرفوف ہو جاوے گا اور انتقام اپنے نسخہ اور تھول کا ان سے لینے چاہئے فرماتا ہے  
 ہن اِنَّ الذِّیْنَ اٰجْرَمُوْا مَغْرِبًا لِّوَجْہِ الْغَاۤیِبِ لَیْسَ لَہُمْ دُنَیَیْنِ مِثْلَ الَّذِیْنَ اٰتٰوْا رِیَآئَہِ الْبَیِّنَاتِ الْبَیِّنَاتِ لَہُمْ اِنۡ لَّکُمْ  
 اور کہ کرنا ماہ اور نول میں کے اَفْوَیۡمِ مِنَ الذِّیۡنَ اٰمَنُوْا لَصَحَّحُوْۤنَ اِیۡسٰی تھول کرنے تھے ان لوگوں  
 سے جو ایمان لائے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اس گروہ کو کہا خیال ناسرد میں گیر ہوا ہی کہ آنکھوں  
 دکھتی لذتوں کو خیالی لذتوں کی نوع پر چھوڑے ہیں اور لفظ انہی اِیۡسٰی برحی الکفایہیں کرتے تھے تکرار و ادا  
 مَرَّوۡا بِہِمۡ مِثۡعًا مَرَّوۡنَ ادر جب گدرتے تھے ان مسلمانوں پر لو آپس میں سین مارے تھے کہ یہ  
 گروہ وہی بے عقل و احمق ہیں کہ اپنے کو نفع لذتوں سے خیال پر بہت کے جو موبہ وہی محروم رکھا ہی ہ  
 وَاذۡلَا تَقۡلَبُوۡا اِلَیۡۤیۡ اَہۡلِہِمۡ ادر حلوٹ کر جاتے تھے بہہ کا واسے گھر والوں میں اور وڈن پر جمع  
 طرح طرح کی دنیاوی لذتوں کا دیکھتے تھے جسی عورتیں جو بصورت اور لڑکے مرغوب اور لڑکیاں محبوب  
 اور دست نعلیں اور برتن مختلف اور کھانا لذیذ اور ہانی سرد و خوشبودار و بوچاش تھے کہ یہ جیرن ہکو  
 اِیۡسٰی عید سے سے حاصل ہوتی ہیں کہ ہم خراجے روز کا اعتقاد ہیں رکھنے اور کھوف اور دوسرا دکا  
 ہمارے دل میں ہیں اور مسلمان نیلو کار ان لذتوں سے اِیۡسٰی سببے محرم ہیں کہ توقع پر بہت کی  
 موبہ م نعمتوں کا اور خوف سے دوزخ کے خیالی عذابوں کے ان نفع لذتوں دست بردار ہیں تو مثال  
 انہی اِیۡسٰی ہی جیسے جنوں کہ اپنے خیال ماسکے سببے غذا و نطفہ فائدہ مند سے درنا ہی اور پہنہ  
 کرتا ہی اِنۡ تَقۡلَبُوۡا فِکَہٰیۡنَ ہم لے تھے بائیں بناتے اور خوش طبعی کرنے وَاذۡلَا وَاوۡہُمۡ ادر جب  
 دیکھتے تھے مسلمانوں کو کہ اپنی جان کو شقت میں طاعت اور عبادت کی گلانے ہیں اور ابھی پوشاک  
 پہننے اور کھانا خشک بے مزہ کھاتے ہیں اور گرمی کے لذتوں میں روزہ رکھتے ہیں خَالُوۡا اِنۡ لَّکُمْ  
 لَصَآئِۡمٌ لِّمَکۡتَبَہِۡمَ لَہُۡمَ اِنۡ لَّکُمْ اِنۡ لَّکُمْ اِنۡ لَّکُمْ اِنۡ لَّکُمْ اِنۡ لَّکُمْ اِنۡ لَّکُمْ اِنۡ لَّکُمْ اِنۡ لَّکُمْ  
 دتے ہیں اور سے حاصل تھولوں کا کلمات حقیقی نام رکھا ہی وَمَا اُوۡسِلُوۡا عَلَیۡہِمۡ حَاطِبِیۡنَ  
 اور ہیں پیچھے گئے ہیں دو کا فر مسلمانوں پر لگیان کہ انکو نیک راہ سے پھرے دین اور ہر مجلس اور مجمع  
 میں اکامیچا کریں اور طعن و تشنیع کرے رہیں اور یہہ کا فراسے دوسے کو اس کام میں نندی کرتے ہیں





طرح سے کہ دنیا میں چشم دابرو سے غمازی کرتے تھے اور غائبانہ پھینکا کہتے تھے اور سُبْحٰنَ مُحَمَّدٍ لَمْ يَكُنْ لِهٰذَا اِلٰهٌ اِلَّا وَجْهٌ لِّمَنْ يَّشَاءُ  
 اور لوٹ جانے کا چنگا کٹر لوگ اس قسم کے تماشوں کے واسطے دور سے ہیں اور دور دور جاتے ہیں نہ  
 وہ لوگ اپنے مکانون سے جہنم لڑتے بلکہ عَلٰی اَرَآئِكُمْ بِنُظْرُوْنَ اپنے سایہ دار تختوں پر بیٹھے  
 دیکھتے ہیں اور ایسے کمال تکبر اور وقار سے پڑھتے ہیں حَلِّ تُوْبِ الْكٰفِرِ مٰا كَا فَوَ اَيْفَعَلُوْنَ کپا سزا  
 ان کافروں نے اپنے کاموں کی عوض اسے جو دنیا میں کرتے تھے جسے غم سے اور تھکے اور لڑنے لگے اور گرا گئے

## سُورَةُ اِنْشِقَاقٍ

سورۃ انشقاق مکی ہی اس میں پچیس آیتیں اور ایک سونو کلمے اور چار سو تیس حرف ہیں  
 اور ربط اس سورے کا سورۃ مطففن سے بہت سا اتساہک ظاہر ہے کہ دونوں سورتوں کے مضمون  
 اور معنی قریب قریب سبب ہیں جب کہ اس سورہ میں دلیل للمطففین و دلیل للمکذبین واقع ہے اور اس  
 سورہ میں یٰذٰعَبَا بَنُوْا اَدْرَاسُ سُوْرٰیہِ الْاٰیظُنْ اُولٰٓئِکَ اَنْتُمْ مَبْعُوْثُوْنَ اور اس سورہ میں اِنِّهٗ  
 طٰنْ اِنْ لَنْ یَّجُوْدَ اور اُس سورہ میں یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور اس سورہ میں فَلَا قِبَدَ لَہٗ  
 اس سورہ میں مذکور ہے کہ اعمال نامے نکلنے کے اور بدوئے کے بعد ان کے مرنے کے مرنے کے مرنے کے مرنے کے  
 داخل ہونے اور اس سورہ میں بھی نکلنے اور بدوئے کے اعمال ناموں کا ذکر ہے کہ بعد شکر سیدھا اَللّٰہُ  
 لَمْ یَقُوْمِیْنَ دینے اور اُس سورہ میں تکذیب قرآن کی کا ذکر کرتے تھے اس عبارت سے مذکور ہے وَاِذَا سَمِعُوا  
 عَلَیْہِ اٰیٰتِنَا قَالِ اَسْاَطِرٌ اِلٰہِیْنَ اور اس سورہ میں اس عبارت سے مذکور ہے وَاِذَا قُرِیْ عَلَیْہِمُ الْقُرْآنُ  
 لَا یَسْمَعُوْنَ اور اُس سورہ میں اَنْھُمْ لَصٰلِحُوْلِ الْحَمِیْمِ واقع ہے اور اس سورہ میں یصلی سعیرا اور  
 اس سورہ میں اہل نجات کتنے ہی تعریف فی وجہہم نصرۃ الغیبہ واقع ہے اور یہ بھی ہے کہ اَلِیَوْمِ  
 الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ الْكٰفِرِ وِیَضْحٰکُوْنَ اور اس سورہ میں رَیْقُ قَلْبِہِ اِلٰ اٰھلِہٖ مَسْرُوْرًا اور اُس سورہ میں یٰذٰ  
 کَافِرِیْنَ کے حق میں بہ نسبت مسلمانوں کے مذکور ہے کہ کَا فِرًا مِّنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحٰکُوْنَ وَاِذَا اَقْبَلُوْا



سپارہ عمہ      الوقفُ      اللکبریہ      سورہ انفثت

الواہلہم انقلبوا نکلہن اور اس سورہ میں انہ کان فی اہلہ مسرورہ اور علی ہذا القیاس مناسبت  
کلی بعد تامل کے ظاہر ہوئی ہی اور اس سورے کا نام سورہ انفثت اور اتفاق اس جہت سے رکھا ہی  
کہ اول میں اُسکے چھٹنا آسمان کا حکم الہی سے قیامت کے دن مذکور ہی اور یہہ واقعہ ایلب تہی جہت ہی  
آدمی پر کہوں کہ جو آسمان باوجود اس برسے پن اور بلن سہی کہ رکھتا ہی اس امر شاق کو مجرد حکم اپنے  
پروردگار کے بغیر توقع ثواب اور خوف عذاب کے بجایا پھر آدمی کہ نہایت بہت اور ذلیل بنا ہی آسمان کا  
امدہ تعالیٰ کے کچھ اتنا سخت و بھاری نہیں ہی باوجود ثواب کی توقع اور عذاب کے خوف کے کہوں بول کر اور بجانا

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا السَّمَاءُ انْفَثَّتْ : جس وقت آسمان پھٹ جاوے حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کہ ام امدہ وجہ سے  
مردمی ہی کہ چھٹنا آسمان کا کہکشان کے مقام سے واقع ہو گا اور وجہ اُسکے پھٹنے کی اُس روز یہہ  
ہی کہ فرشتے موکل دروازوں پر آسمان کے کہ روزی رزق اُتار نیکو بندوں کی اور ادر پر لہجانے کو انکے  
اعمال کے مقررین اپنے کام سے فراغت کر کے اترینگے اور دوسرے گزشتے کہ رہنے والے آسمان کے  
ہین صیفین باندھکر گرداگرد محشر کے کونے ہو جاویں گے اور تجلی قبر الہی کی اس روز عرش معلیٰ پر غلبہ  
کرے اُسکو نیچلی جانب کو حرکت دیگی تو اس تجلی کے صعدے سے اور عرش معلیٰ کے بوجہ سے آسمان کے  
اجزا پاش پاش ہو جاویں گے اور یہہ بھی ہی کہ منظور اس وقت خراب کرنا اس عالم کا اور تعمیر کرنا دوسرے  
عالم کا ہی اور نئے مکان کی تعمیر بغیر پرانے مکان کے توڑے پھوڑے ہو نہیں سکتی اور یہاں تہہ  
لیا جاہے کہ آدمی دو چیز سے مرکب ہی روح اور جسم فنا اسکی رد عانت کا آسمان ہی کہوں کہ نفس  
ناطقہ اسکا نفوس ہادی سے ماخوذ ہی اور اُن سے کلی مشابہت رکھتا ہی اور روح ہوائی کہ مرکب  
نفس کے ساتھ ہی اور لحمی بدین دائرہ سائرہ ہی سو اُسکا جوہر بھی آسمان کے جوہر سے مشابہت  
کئی رکھتا ہی کہ پھٹنے پھرنے تہے پھوٹنے کے قابل نہیں ہی اور ہر چند کہ مرض اور برسے برسے صعدے  
اٹھاتی ہی لیکن بالکل فنا نہیں ہوتی انتہا اُسکی فنا کا یہہ ہی کہ بدن سے جدا ہو جاتی ہی پھر بھی ارواح

موجودوں کے پاس محفوظ اور مومن رہتی ہی آدرواح کی سعادت اور ثنات کا سبب کہ اسکو ہر  
 بین نجات کہتے ہیں اور طالع کے ساتھ بھی منسوب کرتے ہیں تو یہ بھی اوضاع حرکات آسمانی سے اور اس کے  
 ستاروں سے ماخوذ ہیں اور بخار و روح کی اور اس کے رضون کی و داد کہ شریب اور طریقت ہی وہ بھی  
 آسمان سے نازل ہی بس انشائی آسمان کا دلیل قوی اور برہان ظاہر ہی اسباب ہر کہ آدمی کی روح  
 اطعنا و امر سے اپنے پروردگار کے چارہ بنیں ہیں اس واسطے کہ معدن اور کان اسکا لہ آسمان ہی  
 باوجود اس عظیم اور بلیغی کے کہ رکھتا ہی لیکن احدہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے نکل نہیں سکتا  
 اور پھٹنا آسمان کا اس روز سبب ضعیف ہونے اسکی مبادی کے ہر گاجیب کہ تو تینا دنیا کی ہمار توں کا  
 اور اس جہاں کی ہی ہوتی چہ زون کا ہر ہر ایک اسکو کمال فوت اور نجات اور عظمت کی حالت میں کہ رکھتا ہی  
 حکم احدہ تعالیٰ کا اسکے پھٹ جانے کے واسطے یہ جلاؤ ذنبتہن و حقتہن اور لکھ اس نے اور فرمان  
 ہو گیا حکم مات کو اپنے پروردگار کا اور قبول کرنے سے اس حکم کے کہ نہایت شاق تھا یہ نہ پھر آدرواح  
 یہ فرمانبرداری کہ اس سے واقع ہوئی سو اس قسم میں ہی کہ اسکی عظمت اور بلیغی کو مانع ہو گیا  
 یہ تبدیلی لائق اور سزا اور اسکی عظمت کے بھی و حقتہ اور وہ آسمان لائق اسکی تاجداری اور  
 فرمانبرداری کے تھا و اذ الالک حرمات اور جس وقت کہ ذہن کھنپی جاوے گی کہ لبی اور چوڑی ہو جاوے  
 اور اس مجمع عظیم کے واسطے کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اور حاملان عرش اور طرح طرح کی مخلوقات  
 جن اور اس اور خانوار اولس اور افریں سے کب اسوقت جمع ہونگے اور زمین ہر کھڑے ہونگے کہ سب کجا جہاں کرے  
 آدرواح کے کھینچنا زمین کا اس سبب بھی ہوگا کہ بلند ہی اور پسندی اور عمارتیں اور پہاڑ سب برابر ہو جائیں گے کہ کھڑے  
 ہو تو ان کے واسطے وہاں اونچا نیچا ہو اور کوئی چہرہ زمین ایک دوسرے کے آدروت ہو اور ایک کا حال دوسرے کا  
 رہے جسے کہ فرشتے اور چھوٹوں میں نظر آنا ہی کہ کھینچنے آنتنے کے سبب رو قائد کما حاصل ہوتے ہیں ایک  
 تو وسعت اور فراخی دوسرے ہوا ہی آدرواح زمین کہ منشا انسان کہ کچھ ہی اور اسکا جرد غالب ہی اور  
 غذا اور منفعت دوسرے ہی طرح کے ہی اسکو زہن سے پیٹتے ہیں بس فرمانبرداری اسکی خدا تباری کے حکم کو  
 دلیل قوی ہی اس سبب ہر کہ آدمی اپنے تمام اعضا اور رگ و ریشہ اپنے مطیع اور فرمان بردار حکم الہی کا

ہو وَالْقَتِّ مَا فِيهَا اور اگل و بگی زمین کھینچنے کے سبب جو اُسین ہی مُردوں کے اجزا اور خزانے اور دُنیوی  
اور کائناتِ حشر آدمیوں کا اُنکے تمام اجزائے حاصل ہوا اور منفعتمند زمین کی کہ اسبر خنگ و جدال اور ضرب  
و قتال کرتے تھے اور ایک دوسرے کی حق تلفی کرنے تھے کمالِ دلیل و مقدر اعلیٰ نظر و عینِ ظاہر ہوں وَتَخَلَّاتُ  
اور خالی ہو جاوے گی زمین اُن چیزوں سے جو اُسے متعلق ہیں اعمالِ آدمیوں کے تاکہ جزا موافق اُسکے تمہارے  
جاوے اور زمین کو اس اگل دینے اور خالی ہو جانے میں کچھ عوَضِ ضارِ نافع دینا کسی کو منظور نہیں بلکہ حرمان  
اپنی اسکو ہی کام کر نیکو پہنچا ہی وَاذْنَتْ لِرَبِّهَا وَحْفَتٌ اور کان رکھے زمین نے اپنے پروردگار کے  
حکم پر اور فرمان بردار ہوئی اور لائق بھی اس فرمانبرداری کے تھی اور یہاں پر سمجھ لیا جائے کہ اکثر عوام گمان  
کرتے ہیں کہ یہ آیت مکر ہی اور حالِ یہ ہی کہ یہ بات بوں نہیں ہی بلکہ اول آسمان کے واسطے ہی اور دوسری  
بار زمین کے واسطے تو ہرگز تکرار نہ ہوئی اور جزا شرط کی محذوف ہی بیٹے جو آسمان ایسا فرمان بردار ہو جاوے  
اور زمین ایسی تابعداری کرنے لگے تو ای آدمی تجھ پر الزام صریح لا حتی ہوگا اور حجت قائم ہو جاوے گی کہ تو نے  
اس واسطے حکم اپنے پروردگار کا روح اور جسم قبول کیا اور اُسی کی مخالفت بن عمر گزار ہی جہاں  
الزامِ حجت بیان کرے کے واسطے ظاہر کر کے فرماتے ہیں يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ اِیْ آدَمِی تُو کُجھ  
آسمان سے بڑا اور اونچا نہیں ہی اور نہ زمین زیادہ سخت کہ ایسے پروردگار کے حکم کو قبول نہ کرے  
اور اُسکے حکم کی اطاعت سجانہ لگے حالانکہ حکمِ احدِ تعالیٰ کا تیرے حق میں بہت آسان ہے اور اُن دو نونے  
حق میں شاق اور گران ہی اور اُن دونوں نے باوجود گرانی اور سختی کے فرمانبرداری کی اور سہ نہ بھرا  
اُوعلیٰ وہ اُسکے یہ بھی ہی جو حکم کہ آسمان زمین پر ہو گا سو اُسین کچھ عذاب و ثواب نہیں اور جو حکم کہ تیرے  
حق میں آیا ہی اُسکے ساتھ ثواب اور عذاب کی بھی توقع ہی کہ آسمان اور زمین کو ہرگز اسکی امید  
نہیں ہو نہ کہ اِنَّكَ كَا دِخِ الْاِنِّ رَبِّكَ یشک نہ کہ شش کر نیوالا ہی کہ قرب حاصل کرے اپنے پروردگار کے  
کدگہاں شقت سے کہوں کہ تجھکو استعداد وصول کی دی ہی اور اسکی دُھنِ نبرے و مانع میں نہ لکھی  
ہی بر خلاف آسمان و زمین کے کہ نہ اُنین استعداد وصول کی ہی اور نہ اُنکو اُسکے حاصل کرنے کا جیسا  
اور یہہ وصول موعود اور دیدار بے پردہ کہ اسکی فکر حصول میں تو لگا ہی محض خیالی نہیں ہی کہ دنیا میں

و خوش نما بلکہ لاکلام ہو نیوالا ہی چنانچہ فرمانے ہیں **فَلَا تَقْتَدِرُ** مگر ملاقات کر نیوالا ہی تو اپنے پروردگار  
 سے بے پروہ جہاں اور اورا کے اور ضرر صحابہ نمونہ اور مثال کے بس تجھ کو نامداری امہ تعالیٰ کے امر کی اس قدر ڈر کر  
 ہی کہ کسی مخلوق کو اس قدر درکار نہیں کہونکہ اس روز عین ملاقات اور حضور ہی کے وقت شرمندگی آتھا و  
 اور ندامت نہ کھینچے کہ اس روز قوت اور ضعف تیرا ہی میں قرب کے مرتے کے حاصل کرنے میں ظاہر ہو  
 ہو جاوے گا اس طور سے **فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابًا بِحُجْرٍ** جس شخص کو دیا جاوے گا نامداری اس کا اپنے پروردگار  
 ملاقات کے وقت کہ اس نے میں سعی جمیل کی اور طاعت اور فرمان برداری اس کے حکون کی رکھی ہی  
 تاکہ بالکل ان چیزوں کا جو اسے شوق بن سجالا یا تھا موجب اس کے سرور اور لذت کا ہو اور جانے کہ کسی  
 میری ٹھکانے لگی **يَعْمِينَهُ سَيِّدًا** تھہ میں اس کے علامت نجات اور رضامندی کی ہی کہونکہ سیدھا  
 تھہ اکثر اللہ کے غم سے غالب ہوتا ہی اور اس شخص نے کہ اطاعت اقدہ تعالیٰ کے فرمان کی تڑاپے نفس کی  
 جو اہت پر غالب آیا اور ایک فوت عظیم سید کی اور نیکیوں نے اس کی بدیوں پر غلبہ کیا **فَسَوْفَ**  
**يُحَاسِبُ** بس بعد دینہ اعمال نامے کے سید کا تھہن حساب کیا جاوے گا بڑے کاموں پر کہ مغلوب  
 اور غور سے رہ گئے تھے **حَسَابًا كَبِيرًا** آسان حساب حدیث شریف میں آیا ہی کہ ام المؤمنین  
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ حساب سیر کیا ہی تب رسول اللہ نے فرمایا کہ **حَسَابًا**  
**بَسْرًا** ہی کہ بندگی نامہ اعمال اس کو دکھلا دیں گے اور آواز آسکی کہ اسی سیر بندے مسلمان جو تونے بندگی کی  
 سوین نے قبول کی اور جو تونے خطا کی سوین نے بخش دی اور کسی بات کے واسطے کہا نہ جاوے گا کہ جو  
 کہ یہی تھہن ہونے کہوں تھہن اور جو کمر نیکی تھہن سو کہوں کین **فَأَمَّا مَنْ فُوقِشَ فِي الْحِسَابِ** عذاب یعنی  
 چھ جس شخص کے واسطے تکرار اور پوچھ پانچہ ہوئی تو وہ شخص آفتہن پر اس واسطے کہ اس وقت کو فی عذر گناہ  
 نہیں رکھنا ہی اور گناہ سے خالی نہیں ہی اور یہہ ہی حدیث صحیح میں وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم ایک روز فرمانے تھے کہ جس شخص سے حساب لیا جاوے گا اس کو عذاب ہو گا حضرت ام المؤمنین نے  
 عرض کیا کہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہی **فَسَوْفَ يُحَاسِبُ** حساب کیا سیر اور اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ  
 آدمی حساب کے بعد نجات پانے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حساب نہیں ہی محض عملوں کا

دکھا تا ہی کہ تو نے یہ کچھ کیا اور مجھے عفو کیا اور فلا نے فلا نے کام نہیں کئے اور ہم نے درگذر لی بلکہ مہر اور  
 سری یہ ہی کہ جس شخص کے واسطے پوری پوری پوچھ ہوگی تو وہ ہلاک ہوگا وَيَنْفَلِبْ اِلَىٰ اَهْلِهِ مُسْرُوًّا  
 اور بھرگا اپنی اہل کی طرف خوش ہو کر نہ اسکو خوف عذاب کا رہیگا اور نہ خجالت جبر کی اور غصے کے  
 لاف ہوگی بلکہ نجات کی خوشی اہل و عیال کے ملنے کی خوشی کے ساتھ ملکر ایک محبوب رات اسکو نصیب  
 ہوگی کہ کوئی کیفیت برابری اسکی نہ ہوگی اور مراد اہل خانہ سے اسکی حورین ہوں اور دنیا کی عورتوں جو  
 اسکے کلاج میں نہیں اور ہر شہین بیٹنگی اور دو ستر تارے رشتہ والے کہ حشر میں اسکے حساب دیکھا گیا  
 اطلاع کے واسطے منتظر کھڑے ہوئے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ بندہ میں دو عم جمع نہیں کرتا  
 جو کوئی کہ دنیا میں دین کا غم کرے گا تو اس روز خوش ہوگا اور لفظ سوف کا کہ دلالت تراوی اور تاخیر پر کرتا ہے  
 اشارہ اسات کی طرف ہی کہ اول اعمال نامے بننے کے اسکو دکھا کر خوشی کرے گا اور بہت سی  
 مہلت کے بعد اسکو بدین ہر اطلاع دینگے تاکہ اول ہی بار بدیوں ہر اطلاع دینے سے شرمندہ نہ ہو اور  
 پشیمانی نہ اٹھاوے وَ اَتَمَّامًا وَاِنِّي كُنَّا بآءِ اور جو شخص کہ دیا جائے اعمال نامہ اپنا اللہ کا ہے اور  
 یہ علامت ہلاکت اور عذاب کی ہی کہونکہ اتنا کہتے بہت ضعیف ہی سید کا تھ سے اور اس  
 شخص نے ضعیف جانب کو اپنی کہ خواہش نفس تھی قوی جانب ہر اپنی کہ فرمان برداری اللہ تعالیٰ کی  
 ہی مقدم رکھا تھا بس قوی کو ضعیف اور ضعیف کو قوی کیا تھا اور معاط کی صورت کو الٹ کر دیا تھا اسکی  
 واسطے اعمال نامے کو اسکے لئے لائے تھے میں دینگے لیکن سلسلے سے نہ دینگے بلکہ لائے تھے کہ اسکے پیچھے ہانڈھ  
 دینگے اور اعمال نامے کو اسکے اس تھ میں دینگے کہ وَاَوَّلَ ظَهْرِهِ پچھ سے اسکی پیٹھ کے فسق  
 یَدًا عَوْثًا بَعْرًا بھرا گے کار کا موت کو یعنی آرزو کرے گا کہ کسی طرح موت آجائے اور مھکو ہلاک  
 کر دے کہ ان اپنے سرے کاموں کی جزا سے خلاصی ہوں اور لفظ سوف کا کہ دلالت تاخیر پر کرتا ہے  
 اسکو اسے اسے پر لائے ہیں کہ اسکو اپنی موت خوب طرح سے بعد عمر کی جمع خرچ کے مطالعہ کے  
 ظاہر ہو جاوے گی اول بار میں اپنے نیک و بد اعمال کو دیکھے خیال کرے گا کہ شاید میری نیکیاں میری  
 برائیوں پر غالب آویں اور میں نجات ہوں اور یہ مطالعہ اور برابر کرنا حساب کا ایک مہلت چاہتا ہے

ف  
 اللہ تعالیٰ بندہ میں دو عم  
 جمع نہیں کرتا ہے

اور وہ جو سورہ عاقہ اور دوسری سورتوں میں مذکور ہے کہ بعض کو اعمال نامے سے ڈھکے اور بعض کو اُلٹے ہاتھ میں دینگے اور سب اس بات کے مخالف ہیں کہ پیغمبر کے پیچھے سے دینگے جیسے کہ بیان مذکور ہے کہو کہ اعمال نامے کا دینا اُلٹے ہاتھ میں اسی طور سے ہوگا کہ پیغمبر کے پیچھے سے دینگے اور جو بعض علمائے نے تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ آدمی اس روز میں قسم پر ہونگے ایک نجات دالے انکو اعمال نامے اُلٹے ہاتھ میں دینگے اور دوسرے ہلاک ابدی دالے انکو اُلٹے ہاتھ میں دینگے اور تیسرے عذاب دالے خلکو کہ بعد عذاب کے نجات ہوگی سید ہاتھ میں پیغمبر کی طرف سے دینگے یا ہلاک ابدی دالوں کو اُلٹے ہاتھ میں پیغمبر کے پیچھے سے دینگے اور اہل نجات کو بائیں ہاتھ میں سامنے سے سر پہہ قول مطابق قرآن و حدیث کے نہیں ہی محض احتمال ہی کہوں کہ اہل شمال اور اہل ظہر و دونوں کے حق میں جو ہر دو عید میں کہ آئی ہیں ایک دوسرے فریب میں نجات اور خلاص پر دلالت ہیں کرتین باوجود اس بات کے کہ بعضی حدیثوں میں تصریح اعمال ناموں کے دینے کی اسی طور سے روایت ہے کہ بیان کی گئی واقعہ علم اور حواس شخص کا حال کہ اسے دوزخی ہو نیکی علامت اپنے اعمال نامے سے جو اسکی پیغمبر کی طرف سے دیا جائیگا اور فرما کر یگا اور داؤد بلامجاد بگا اور دعایوں اور ہلاکت کی شروع کر یگا بیان فرمایا آب ارشاد ہوتا ہے کہ اس قدر جرع اور فزع اور اضطراب اور بیقراری اور مبتلائی براسکی کٹھا ہوگا بلکہ وہ جبر سے وہ ڈرا ہی واقع ہوگی و یصلیٰ استغیراً اور پیٹھیکا و ہلکی آگ میں کہو کہ اِنَّہُ کَانَ مِنْ اَہْلِہِ مَسْرُوْدًا شَحْتًا کہ وہ تھا اپنے گھر والوں میں نہایت خوش اور پیغمبر کے دینا کا عم رکھتا تھا آخرت کا اور کفر اور گناہ سے بھی نہیں ڈرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی جانب کی اصلاح عایت نہیں کرتا تھا اور یہاں سے معلوم ہوا کہ دنیا کی خوشی کے پیچھے آخرت کا عم لگا ہی چنانچہ دوسری جا پر فرمایا ہے فلیضکو اقلیلا ولبسکو کثیرا اور جو شخص کہ اس دنیا میں دکھ اور غم آخرت کا رکھتا ہوگا تو اسے مال کا مال پہہ ہی کہیں کہ خوشی اسکو حاصل ہوگی اور یہاں پہہ لیا جائے کہ خوشی دنیا کی وہی بُری ہے کہ غفلت اور نفاہیت اور اتو دگی سے پیدا ہو اور جو خوشی کہ سبب راضی ہونے کے حکم الہی پر یا واسطے حاصل ہونے مراتب علیہ دینیہ کے ہو جو عین محمود اور سرسبز نافع ہی چنانچہ سورہ بونس میں فرمایا ہی قل بفضل اللہ و برحمته فبذلک فلیفرحوا اور یہاں مذکور اسی خوشی اور نعمتوں کا ہے کہ نہایت غفلت سے دنیا میں حاصل نہیں چنانچہ فرماتے ہیں

کہ اِن قہ طن ان کن یجود یہ عام حسی اس کا خبر کو اس واسطے تھی کہ وہ کان کرنا تھا کہ ہرگز بھی میرا نہ جاویگا عالم  
 ارواح کی طرف اور اپنے اعمالوں کا حساب نہ کیجیگا اس واسطے کہ جس وقت دنیا کی خوشی کے واسطے احسن  
 غم با آتا ہے یا اپنی روح کا جانا عالم ارواح میں اور اپنے علون کا بدلا ہانا بقامت میں یاد آتا ہے اور سہم  
 یقین ہوتا تو یہ خوشی بالکل نبت و نابود ہو جانی ہے اور ایسے کہا گیا ہے کہ مراد منزل جانا چرامن و عیش  
 چون ہر دم جس فریاد میدار دکہ بر بندید عملما آور ہی مضمون ہی اس شعر کا کہ عشرت امروز باندیشہ فردا  
 خوش است فکر شبہ نلج دار و جموعہ اطفال را اور ثابت کرنے کو حشر اور شکر اور جزا اور حساب اور  
 رد کرنے کو اس کے کان کے فرمانے میں بلی کی یونین ہی جیسا کہ اُس نے گان کیا ہے ملکہ چہ جانا اسکا عالم ارواح کی  
 طرف چہ وہ ان سے حشر و شکر عالم میں چہ حساب کے میدان میں چہ وزن اعمال کے نفاہم پر چہ مجازات کے عمل میں  
 کہ بہشت و دوزخ ہی ضروری ہی اور دلیل اسکی یہ ہے اِن دیکھ گان یہ پھیرا سختی پروردگار اسکا  
 اسکو دیکھتا تھا ابتدا سے پیدائش سے اہلے موت تک کہ روح اسکی کہاں سے آئی ہے اور بدن اسکا  
 کس کس چیز سے بنا ہے چہ کہا اعتقاد اور کہا عمل کیا ہے اور دل میں کون سی چیز قائم ہے اور زبان سے اسکی  
 کیا نکلا اور کاتھ سے اس کے کہا ہوا اور بعد موت کے روح اسکی کہاں گئی اور بدن اسکا کس کس مکان میں  
 کھوڑا ہے چہ حرم آدمی کے حال سے اس قدر واقف ہو تو البتہ اسکو جہل نہیں چھوڑیگا اور اس کے گاملا پورا  
 دیگا اور روح کو اس کے بدن کے اجزائے جمع کرے گا جس گان اسکا محض بچا ہے کچھ حاجت قسم کی نہیں  
 اس کے باطل کرنے میں اور اگر کسی کو اس عجیب حالت کے سستے سے کہ بعد موت کمو ہوگی اور وارد ہونے میں  
 ان حادثوں کے کہ بعد جدا ہونے روح بدن سے واقع ہونے میں کچھ تک اور تردد ہو تو فلا اقسیم بالشفیق چہ سو گند  
 کہا ناہو میں شفق کی اور شفق نام ہی ایک سرخی کا کہ آفتاب و آہنے کے بعد کناروں پر مغرب کے نظر آتی ہے اور  
 اس کے باقی رہنے تک مغرب کی نماز کا وقت باقی ہے چنانچہ امام شافعی اور صاحبین کا مذہب ہی ہے اور  
 ایسی ہی فرقہ ہی ہے اور بعضی روایتوں میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ شفق نام ہی ایک عید کی  
 کہ سرخی جانے کے بعد پیدا ہوتی ہے اور دیر تک رہتی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت امام اعظم اس مذہب کے رجوع کی ہے  
 اور عرب کے لوگ شفق کو اپنے اشعار و مین اور مہاروں میں تشبیہ سرخی کے ساتھ دیتے ہیں تو یہ دلیل

فیصلہ



صریح ہی اس بات پر کہ مراد شفق سے سرنجی ہی نہ سفیدی اور وہ جو بعضے علمائے کہا ہی کہ اول دن کی سرنجی  
 کنارے مشرق کے کسی مقدمے بن روزہ ہو یا نماز مقبر نہیں بلکہ مغرب سفیدی ہی کہ اسکو صبح صادق کہتے  
 ہیں نوجا پنے کہ مغرب کی نماز کا وقت صبح کی نماز کے وقت کے برعکس ہو کہ اہمیت داد اسکی آفتاب کے  
 غروب ہی اور انہما اسکی طلوع آفتاب سے بس جو اب اسکا بہہ ہی کہ وقت یعنی فجر کا نور کے ظہور کا وقت ہی  
 اندھیر و بین اور ابتدا نور کے ظہور کی صبح صادق کے طلوع سے ہی کہ سفیدی اسکی عام و خاص کو نظر آتی ہی  
 حوالہ سے اسکی اندھیر میں تھی اور بہہ وقت یعنی مغرب کا اندھیر کے پھیلنے کا وقت ہی نور پر کہ پہلے سے اسمن تھا اور  
 جانے سرنج شفق کے کچھ امتیاز اندھیر میں خاص عام کی نظر میں نہیں رہتا ہی اور اس وقت آفتاب کا اثر بالکل جاتا رہتا ہی  
 تھہرانا یعنی مغرب کا سرجی کے جانے پر نہایت مناسب ہی اور تھہرانا اس وقت کہنے صبح کا سفیدی کے آنے پر  
 مناسب ہی اور فرق دو دن و قنوں کے درمیان میں نہ سبب مقدم ہونے اندھیر کے ہی نور پر اور بالکل  
 کہوں کہ حکمت کا فاعلہ ہی کہ انفعال حالتہ با عدالضدین موجب سرعت و قوت احساس کی دوسری  
 ضد سے ہوتا ہی اور اثر اس ضعف کی صد کا محسوس ہوتا ہی واسطہ علم واللیل و ما و سق اور قسم ہی  
 رات کی اور اس جنس کی جسکو جمع کرنی ہی رات آدمیوں سے ہوں یا جانوروں کہوں کہ جانداروں کی  
 ہمیشہ بہ عادت ہی کہ دن کو تلاش معاش کے واسطے اپنے مکانوں سے نکلتے ہن اور ہر شخص اہل  
 طرف کو جاتا ہی اور منتشر ہو جلتے ہن اور جب رات ہوتی ہی تو سارے اقربا اور متعلق مائے ایک گھر  
 میں جمع ہونے ہن اور ایک مکان پر رات گزارنے ہن بس گویا رات جامع المتفرقین ہی اور اس واسطے  
 نیک و بد کام جو انھا اور پوشیدگی سے تعلق رکھتے ہن جسے مطلق ذکر امد کے اور جامعین مزاج کی  
 اور مجلس رقص کی اور شراب پینا وغیرہ رات میں ہونے ہن اور انکے واسطے جمع ہونا محقق ہوتا  
 ہی وَالْقَمَرُ إِذَا اتَّسَقَ اور قسم کھاتا ہوں میں چاند کی حیث نور اسکا پورا بھرتا ہی اور شام سے  
 صبح تک رات کے اندھیر کو دور کرتا ہی اور برائی کے حجاب کو اتھا دینا ہی اور بہہ تنوں چیرن  
 یعنی شفق اور اندھیری رات اور دشمن چاند نمونہ ہی بین حالتوں کا کہ آدمی پر بعد موت کے کہ گویا  
 کہ نمونہ ہی آفتاب زندگی کے غروب کا ظاہر ہوتا ہی اول جو حالت کہ بجز جدا ہونے روح کے بدن سے

سپارہ عمدہ الرقہ کبریٰ الکوہی سورہ اشفت

ہوگی تو اس میں کچھ اثر پہلی زندگی کا اور انفت بدن کے قفل کی اور دوسرے اپنے جس کے اثرنا دوستوں کی  
 الفت باقی رہیگی اور وہ وقت گویا برزخ ہی دنیا کی زندگی اور استغراق قبر کے عالم میں کچھ اس طرف سے  
 اور کچھ اُطرف سے علاقہ رکھتا ہے وہ وقت بعینہ مانند شفق کے وقت کے ہی کہ ہنوز تصرفات مخلوقات کی  
 اور آمد و شد انکی منقطع نہیں ہوتی اور جاندار سب بیدار اور دیکھتے بھالتے چلتے پھرتے ہیں اور دن کے باقی  
 رہنے کا مومن میں مشغول ہیں اور یہ حالت حالت ہی انکشاف کی اور جزاے برزخ کی جن کیوں سے اور  
 بدیوں سے کیا تھا اور مدد زندوں کی مردوں کو اس حالت میں جلد پہنچتی ہے اور مردے ایسے وقت میں اس  
 طرف کی مدد کے منتظر ہونے میں اور میں گمان کہتے ہیں کہ گویا ابھی ہم جیتنے ہیں ایسے ہی حدیث شریف میں قبر کے  
 احوال میں وارد ہے کہ مسلمان آدمی دُعا کہتا ہے کہ دعویٰ اُصلحی چھوڑ دو مجھ کو کہ میں نماز پڑھوں اور  
 یہ بھی وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں عین کی مانند ہی کہ انتظار فرما یا دیکھنے والے کا رکھتا ہے اور صدقے  
 اور دعائیں اور فاتحہ اوقات اس کے بہت کام آتے ہیں اور ایسے ہی اکثر لوگ ایک سال تک علی الخصوص  
 ایک چلے تک موت کے بعد اس قسم کا مومن کو شکر فرمائی کرنے ہیں اور مرد کی روح بھی موت کے قریب کے دنوں  
 میں خواب میں اور عالم مثال میں زندوں سے ملاقات کرتی ہے اور اپنا احوال بیان کرتی ہے دوسری  
 وہ حالت ہے کہ بعد قطع ہونے دنیا کی زندگی کے علاقوں کے بالکل ظاہر ہوتی ہے اور استغراقِ خلیفہ  
 دیکھنے سے اُن کیفیتوں کے جو دنیا میں کھایا تھا نیکی اور بدی سے اسکو حاصل ہوتا ہے اور تو اسے مدد کہ  
 اور منقرض اس کے اس عالم سے ایک نکت توت کر اس علم کی طرف متوجہ ہو جائے ہیں اور جس حرکت  
 معنوی اسکی اس جہان سے مطلقاً بیکار ہوجاتی ہے اور یہ حالت مانند رات کے اندھیرے کے ہی  
 کہ بعد زائل ہونے شفق کے جھوم کرتی ہے اور لوگوں کو خواب اور معطل ہو جانا جو اس اور حرکتوں کا  
 لائق ہو جاتا ہے اور مالوفات اور کسوبات دن کے سے مطلقاً غافل ہو جاتا ہے لیکن وہ مالوفات  
 اور کسوبات ظاہر بدن سے انتقال کر کے باطن میں بدن کچھ ہوتے ہیں اور روح اُگورنگا رنگ صورتوں  
 میں مطالعہ کرتی ہے اور تسلذذ اور منام ہوتی ہے ایسے خوش سو فی ہی اچھائی کو دیکھ کر اور بخند ہوتی ہے  
 برائی کو دیکھ کر اور یہ حالت عام مردوں کی ہی اور بعضے خاص اولیاء و امہ بنو امہ تعالیٰ نے محض

اپنے مذہبی ہدایت اور ارشاد کی واسطے پیدا کیا ہے، لہذا اس عالمین بھی اس عالم کے تصرف کا حکم ہونا ہی اور اس طرف متوجہ ہونے سے لے کر استعراق میں کمال دست و مدارک کے سبب کچھ حائل و دفع ہیں ہوتا اور وہ استعراق اس طرف کے متوجہ ہونے کو مع بھی نہیں کرتا اور اویسی لوگ باطنی کالوں کو انھی سے حاصل کرتے ہیں اور عاجمندانہ اور عصا اپنے اڑے کاموں کی کشاوتگی کا سبب ان سے پوچھے ہیں اور ان کے کہتے ہیں چلنے سے اپنا مطلب پاتے ہیں نہ اور انکا حال اس وقتیں اس مصرع کے مضمون پر گواہی دیتا ہے۔ سن آئم بجان کو تو آئی تین بیسری ایک اور حالت ہے کہ بعد سردی کے ظاہر ہوگی اور وہ ماند چودھویں رات کے جاوے کے بھی پر و پکوا مدھیر کے دور کر کے نیک و بد کو اپنے طرح طرح کے اظہار سے جلوہ گر کرے گی اور ہر شخص اپنے نفع اور ضرر کی چیزیں اور دوست اور دشمن اور زہر اور تریاق میں امتیاز کرے گا اور یہی حالت ہی اعمال ناموں کے دوسے کی اور نیک و بد فعلوں کی ظہور کی رنگارنگ صورتوں سے اور اعمالوں کے نکلنے کی اور نیکی اور بدی کے حساب کی اور دوسرے ہی کاموں کی اور اس حالت کی انہما ایک اور زندگی کافی ہے کہ انہم اور اکل اس جہان کی زندگی سے ہی لیکن جو وہ زندگی تغیر و تبدیل نہیں رکھتی اور یہاں ہمیشہ قائم اور برقرار ہے اس واسطے کچھ مثال کے واسطے نہیں ہے کہ مقام ہر قسم لائی جاوے تاکہ وہ زندگی اس قسم بھی نہیں ہے کہ اس کے احوال اور صفات تغیر ہوتے رہیں یعنی کبھی کبھ اور کبھی کبھ تاکہ اس کے مقام پر وہ حالتیں بیان کی جاوےں اس واسطے انھی تین قسم پر اکتفا فرما کر اس مضمون کو کہ اثبات اسکا منظور ہے ارشاد فرماتے ہیں لَنْ يَكُنَّ جَلْبَقًا عَن طِينٍ اَللّٰهُ ثُمَّ سَبَّوْهُم مَّا هِيَ كَهْتَمَةٌ يَرْكَبُهَا بَنُو آدَمَ بَعْدَ جَانَةِ كَيْفَ اس دینا ابک حال میں ہوگی کہ اسکو رجوع الی اللہ سمجھو گے بعد اس کے اس حالت سے گذر کر ایک دوسری حالت کو پہنچو گے نہ جانو گے کہ عالم رجوع کی یہی ہے اور اگلی حالت اس حالت کی تہہ مدنی اور علی ہذا القیاس یہاں تک کہ ہشتمین یا دوزخ میں جاتے ہو گے اور سفر بھارا تمام ہو جائے بعد اس کے مدار کو گے اور جو گذرنا ان حالتوں سے قطع منازل اور طعی مراحل کے سارے تمام اس واسطے رکوب کا لفظ کہ معنی میں حوار ہونے کے ہی اس مقام پر استعمال فرمایا اور جو یہ حرکت یعنی دنیا سے آخرت کو جانا حرکت صعودی ہی ہے اس عالم کا اس وقت عالم بالا کی رفت گاہ کو چلتے ہیں اسکی

عالموں اور منزلوں کو طبقات میں اور شاخ و فرما یا ہی کہو کہ طبقات میں تہ بند ہیر لکھتے ہیں چنانچہ سات  
 طبق آسمان مشہور ہیں اور عمارت کے طبقے بھی عرف میں راجع اور جڑا ستاقوں کی ویلیں ہر دن اور رات  
 میں اور پرہیزے اور برس میں اکھوتین پر خاص و عام کی جلوہ گر ہیں ایمان لانے سے کافروں کے  
 اور ان کے یقین ٹکرنے سے واقع ہونے کو ان حالتوں کے بعد موت کے تقب فرما کر ارشاد کرتے ہیں  
 قَمَا لَكُمْ لَا يُؤْمِنُونَ اِسْ لَہَا ہُو گیا ہی ان کافروں کو کہ باوجود اس بیان واضح اور روشن  
 مثالوں نے ایمان نہیں لانے اور یقین نہیں کرتے کہ ہلو بعد موت کے بھی کسی طرف رجوع ہونا ہی  
 اور سفر و پیش قدمی اور اُس سفر کا غم نہیں کھلنے اور توشہ اُس کے واسطے نہیں اٹھانے اور نقصان  
 اور دفع سے اس عالم کے کشتیاں بچا ہی کچھ خبر نہیں ہوتے اور بعضے مفسرین نے لتر تکین طبقات میں  
 طبق کو دو سر معنوں پر حمل کیا ہی کہ اِس مقام سے ساتھ چندان مناسبت نہیں رکھتے اگر چہ امر واقعی  
 ہی اور وہ بہرہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خطاب ہی اور مراد تو بیخ اور تشبیح ہی  
 یعنی تم بھی نسبت مار کر دو کے ایک طبقے کو گناہوں سے بعد ایک طبقے کے یعنی اچھی امتن کی طرح  
 مکروہات صیبرہ اور کبیرہ اور طرح طرح کے الما و اور بدعتیں کہ انھوں نے کی تھیں تم بھی لرو نے پناہ  
 حدیث صحیح میں وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے حق میں فرمایا ہی کہ تم بھی  
 اپنے انھوں کی پیروی کرو گے بالشت بالشت سے اور گز گز سے یعنی اگر اگلے لوگ ایک گز راہ حق  
 سے دور رہتے تھے تم میں سے بھی بعضے لوگ اسے بقدر حق راہ سے دور رہتے گے اور اگر اگلے لوگ  
 ایک بالشت دور رہتے ہونگے تو تم میں سے بھی ایک گزہ اسے بقدر دور ہیں گے یہاں تک کہ اگر اچھی راہ  
 امتوں کو فی ایسا ہوا ہو گا کہ اُسے اپنی ماست زہ طلع بندوں کیا ہو گا تو تم میں سے بھی بعضے شخص  
 گریختے اور اگر فی انھوں میں سے کوئی سوراخ میں گھس ہو گا تو تم بھی کوئی اس سوراخ میں گھسے گا  
 اور بہرہی حدیث صحیح میں ہی کہ تمھارا حال علی او اُخر نے میں حق اللہ اور حق خلق کے اور جہتلا نہیں  
 چنبروں کو اور کھانا بہ اور فیما مکتے اور دور سے گناہوں کے کرنے میں عینا گلی امتوں کے مطابق  
 اور سوائی ہی جیسے کہ ایک جوئی تو دستہ زنی جوئی کے برابر ہوتی ہی کہ جو جہر کا ہی و ذنون میں تفاوت ہے

ان کی باتوں کا بیان ہی ہو گا  
انہیں صریح

ہیں ہوتا بلکہ تم کتنی چیزیں زیادہ کرو گے کہ اگلی امتوں میں وہ چیزیں نہ تھیں جسے پہنچا احوار کا بیٹے ایسے  
شخص کا کہ وہ کسی کا خدام لوندی ہو اسکو فریب دکر سے پہنچا اور اسکی قیمت کمانا اور انہیں جس  
ہی تقریباتی بیٹے ساتھ عورت کے ساتھ بیٹے چچی آوا ادا تھیں میں سے ہی فضل کرنا اپنے پیغمبر کی اولاد کو  
جسکی لیا بیٹھا اور باوجود ایمان داری کے دعویٰ ایسی بات کسی امت میں نہیں ہوتی کا فروں نے چرخ  
اپنے پیغمبروں کو فضل کیا ہی اور ایذا دی ہی لیکن کفر کی حالت میں ایسا کسی نبی نہیں کیا کہ دعویٰ ایمان کا  
کرین اور ہر کام کرین اور بیٹے خاریوں نے لنگر کج کے بے کو ذبر سے ہڑتھای اور اس صورت میں  
مفسدوں نے منے اسکے اس طور سے کہتے ہیں کہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی اور  
مراد معراج کا وہ عدہ ہی کہ البتہ براق ہر نو اور ہر کسرات طبع آسمان ہر ایک پر بعد دو سر کے کہ ریگ  
اور ہر منے بھی سابق اور سابق سے آیتوں کے ہرگز مناسب نہیں رکھتے بلکہ بے کے ذہری حالت میں  
بھی خطاب ہر نبی کو عام ہی جیسے پیش کی حالت میں سب ہی آدم کو خطاب تھا عرض کا مطلب ہی وہی  
ہیں جو اول بیان کیے گئے اور مذہا کافروں کا دانتا ہی کہ آخرت کے سفر کی نشانیوں کو جاں بوجھ کے  
دستی سفر کا انکار کرنے ہیں اور جو معاملے کہ وہ ان ہونے ولے ہیں انہیں ایمان نہیں لاتے اور اگر انکی  
عقل خود بخود ان حالتوں کو در با فہم ہیں کر سکتی تھی تو انکو لازم تھا کہ قرآن کے بیان سے فائدہ  
اٹھاتے یعنی قرآن سنکر اسپر عمل کرنے اور اسکو سچ جاننے لیکن انکو اس قدر امان لائے سے  
آخرت پر انکا امدوری ہی کہ قرآن میں بھی ان مضمونوں کو سنکر فرمان برداری میں کرتے وَاذْا  
فَرِیَ عَلَیْہِمْ الْقُرْآنُ اے بعد جب پڑھا تھا ہی انہیں قرآن تو اسکی عبارت کو کہ سر ہر اسماء ہی مسکر  
تصیر ہو جاتے ہیں لیکن عاجزی اور تذلل نہیں کرنے اور جس وقت کہ مسلمان اپنا بھڑا کر نے کو  
سجدہ کرتے ہیں تو یہ لوگ لَا یَسْجُدُ وُن بسجدہ نہیں کرتے حالانکہ سجدہ کرنا اہمہ تعالیٰ  
جسے اس طرح کا قرآن فصیح اور بیخ امارا کہ کوئی ایک سورت اسکے برابر بنا نہیں سکتا ہی  
کسی آئین اور مذہب میں منع نہیں اور فقط نافرمانی اور سجدہ نہ کرنے پر انکا نہیں کرتے ہیں اَلْاٰیٰتِ  
کَرِیْمٰتِ لَیْسَ لَہُمْ اِلٰہٌ اِلَّا ہُوَ یَعْلَمُ سِرُّہُمْ وَاٰیٰتِہٖ لَیْسَ لَہُمْ اِلٰہٌ اِلَّا ہُوَ یَعْلَمُ سِرُّہُمْ وَاٰیٰتِہٖ لَیْسَ لَہُمْ اِلٰہٌ اِلَّا ہُوَ

نہیں کہتے لیکن حق تعالیٰ انکے اس نکار کو جو دل میں رکھتے ہیں جانتا ہی وَاَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لِيُوْحِيُوْنَ اور افسوس  
 جانتا ہی جو دیکھتے ہیں کہتے ہیں یعنی جو کچھ کہ باطن میں لکھے ہوئے ہے گدیب اور خاک کا کما غفلت اللہ کے ارادوں کی اور زمانہ  
 برعاری اسکے حکم کی اور حوشی اور شادمانی دنیا کی زندگی میرا اور اس گمان پر کہ آخرت کا سفر ہلکے درپیش  
 نہیں اور رحمت گناہوں اور شہوتوں کی اور کھویدے کرنے پیغمبروں سے دل لکے لہالہ اور مالانہ ہیں سو  
 اللہ تعالیٰ سے پرشیدہ نہیں اور لفظ جن پر عوں کے اشارہ اسبات کی طرف ہی کہ وہ نادان کو نہ  
 اندیشہ ان بیخ چیزوں کو کمال احتیاط سے اپنے اندر کے باطن میں گاہ رکھتے ہیں لیکن احتیاج کے وقت  
 جبرائیل سے یہ موزیات نکلیں گے تب یہ جانینگے کہ ہم کہا جسے کہ اندھیری رات میں کالے ناک کہ  
 چوں کہ کالجرا سمجھ کر گلیں پہنا جانا کسی نے کہا ہی شعر بوقت صبح شود پھر روز معلومت کہ باکہ باختر  
 عشق در شب بجور لیکن جو بے جا بل برائے کوئی نہیں جانتے ہیں اور آیت کے نفع کے واسطے زور جو اسکے مانند  
 کمال احتیاط سے جان کے برتن میں رکھتے ہیں نہ مٹی تانے کے برتن میں بسبب جھکو بھی جائے کہ لکے باطل  
 اعتقاد کے موافق نہیں تھے کی بات چیت کر فیشتر ہم بعد از اب الیہ بس خشنویری سے انکو دکھ کی مار کی  
 انکے فرحت اور شادمانی پر دنیا کی اور بشارت کا لفظ اس مقام پر استعارہ تھکوں کا ہی واسطے درانے  
 اور خوف لانے کے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی اسکے سب لوگوں کو عذاب الیم کا وعدہ  
 دے کر ان لوگوں کو کہ ایمان لائیں اور اچھے کام کریں اور کفر اور گناہوں کو اپنے اس عمل نیک کے سبب جو  
 کریں پھر جو اب کریں انہرگز عذاب نہیں ہی نہ الیم اور نہ غیر الیم بلکہ کھڑے آجھ انکے واسطے خشنویری ہی  
 ایمان اور انکے نیک عمل پر اور باز رہنے پر کفر اور گناہ سے اور وہ خود حضور مکتوبین بے انتہا ہی ہرگز تمام  
 ہو چوالا نہیں ہر چند کہ انکا ایمان خواب اور غفلت کے وقت منقطع ہو جانا تھا اور نیک عمل انکا سبب  
 مرض اور شغل اور فراد موت کے بھی موقوف ہو جانا تھا لیکن رحمت الہی نے اس غیر داری ایمان کو ملک داری ایمان  
 دیا اور اس منقطع عمل کو استمراری قرار دیا اور نعمت سدا رہنے والی عرض میں اسکے ادا و فرمائی اور پھر  
 بیورث سجدہ کی سورتوں میں سے ہی اور بعد لایسجدوں کی اس کے سجدہ ہی اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ  
 ترک کرنے پر سجدہ کے مدت اور عتاب جو اس جلسے پر درادہ ہی اس سے بہرہ استدلال کیا ہی کہ سجدہ تلاوت کا

واجب ہی اس واسطے کہ ترک سنت پر مذمت اور عقاب نہیں آتا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک  
 سجدہ تلاوت کا سنت ہی جو آب و آسما کا پیر ہی کہ مراد سجدت سے اس کا برضوع اور انقیاد ہی اور ارادہ  
 فرض نماز کے سجدے کا اور کرنے کے واسطے ہی سجدہ تلاوت کا لیکن اس جو امین خدشہ ہی کہ چونکہ اگر یہی مراد ہوتی  
 تو سجدہ تلاوت اس جلسہ پر سنون کس واسطے ہونا مالا کو حدیث صحیحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 مروی ہے کہ اس سورہ کو عشا کی نماز میں پڑھا ہی اور اس مقام پر سجدہ کیا ہی اور مقتدر لون اور ستے والوں  
 بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ لیا ہی چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس جماعت میں  
 داخل تھے اور ظاہر ہی کہ جب ان کا فزون کی جو سجدہ ہیں کرنے اس آیت میں نعمت فرمائی تو البتہ مسلمانوں لازم ہی کہ  
 کا فزون کی مخالفت کی جہت سے سجدہ کرے اور نام سجدہ کی آیتیں جو قرآن میں ہیں انہوں آیتوں میں برائی کا خود ہی  
 ہی سبب سجدہ ٹکرنے کے باوجود مسلمانوں کی ہی اور دشمنوں کی سبب سجدہ کرنے کے لیکل ملازمت  
 اس جانب ہی بیٹھے جو سجدہ کہ فراموش نہیں اس قسم کی آیتوں ہی نہ اس کے برعکس کہ ان کی قرآنی ہر سبب  
 جاسے ہر اس قسم کی آیتیں آئی ہیں اور ان میں سجدہ نہیں ہی اس واسطے کہا ہی کہ آیتیں سجدہ کی توفیق میں سے  
 شایان کی قدر کی ہوتی ہیں یہ قیاسی کہ جہاں اس قسم کا ضمنون ہائے وہاں سجدہ کیجئے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیرحمہ اللہ

## سُورَةُ الْبُرُوجِ

سورۃ بروج کی ہی اس میں بائیس آیتیں اور ایک ٹونوٹھے اور چار سو تیس حرف ہیں اور بط اس سورہ کا  
 سورۃ انشقاق سے یہ ہی کہ اس میں اس کی ذکر آسمان کے بچنے کا ہی قیامت کے دن اور اس سورہ میں ذکر  
 آسمان کے صدمے کرنے کا دنیا میں بارہ جگہ برابر کہ ہر ایک جدا جدا حکم رکھنا ہی اور اخیر میں اس سورہ کے بل الذین  
 کفرُوا یکذبون واللہ اعلم بما یوحیون واقع ہی اور انہما میں اس سورہ کے بل الذین کفروا فی تکذیبہ  
 واللہ من ودا قصہ محیط اور یہ دونوں مصعون ہیں ظاہر اتحاد رکھنے ہیں اور درمیان میں اس سورہ کے  
 حال ہر شیعہ اور دوزخ میں کا ذکر ہی جیسے کہ درمیان میں اس سورہ کے ذکر ہی میں دونوں سورتوں کو آپس میں  
 کمال مناسبت حاصل ہوتی اور اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ کسے کے کا فوج مسلمانوں کو سبب اسلام



طرح طرح کے برج وادبست پہنچاتے تھے اور مسلمان بہت قصہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے تھے اور جناب رسالت فرماتے تھے کہ ایک وقت ایسا آویگا کہ مکہ کو حق تعالیٰ ان لوگوں سے بدل لینے کی طاقت بختیلاگا اور جو کچھ کہے تھے اُسے ساتھ کرتے ہیں ایسا ہی تم اُسے ساتھ کرو گے ہر فرد نے جو یہ ماجرا سنا تو طعن اور تحقیر شروع کیا کہ میں نے ذلیل مُغلس کہا حقیقت رکھتے ہیں کہ ہم سے مدالے سکیں گے اگر جاری عزت اور انکی ذلت حق تعالیٰ کے نزدیک ثابت نہوتی تو ہیکو کہوں اُن پر غالب کرنا بس معلوم ہو کہ ہر وقت اور آن انعام آئی ہمارے ہی نصیب ہی اور ذلت اور عجز اور خواری اُنکے نصیب ہی کا فردن کی اسباب کے جواب بن بہ صورت نازل فرمائی اور مطلع بین اس سوریکے لوگ آسمان کی کھانی ہی کہ جو بارہ برج رکھتا ہی اور ہر برج سبب ہی عالم اور اہل عالم کے انقلاب کا اور بہت سی چیزیں ہن کہ ایک برج کی تاثیر کے سبب عزیز ہوتی ہن اور وہی دوسرے برج کی تاثیر سے ذلیل اور بیقدر ہو جاتی ہن جیسا چھ پرش کین مثال اور پوسین وغیرہ اگر مئی کے دن میں اور تجدد پانی اور لطیف شہرت اور برف جاتوں ہن آہان سے اس انقلاب کو اپنے دل ہن خوب سمجھیں اور برہین اور اپنی عزت پر مغرور ہوں اور ذلت ہر مسلمان کی طعن اور استہزا کریں کہ ہر سال اختلاف موسم کے وقت اس انقلاب کو دیکھتے ہن اور یہاں سے معلوم ہو کہ اس سورہ بروج کا نام سورۃ البروج اسی مناسبت کے واسطے رکھا ہی کہ منظور اس صورت ہن بیان نیکی اور بدی کے پی در پی آنے کا ہی اور سعادت اور سخت کے بدلنے کا نام معلوم ہو جاوے کہ خوشخص کہ مسلمان کو ایذا اور برج پہنچاتا ہی اور نہایت قوت اور غلبہ رکھتا ہی ہو سکتا ہی کہ انتقام ہن گرفتار ہو اور خواب ہو اور زیادہ تر اور شہر ہر تر اسباب ہنک بختی اور بدبختی کی لیاقت کے نزدیک محام کے کہ ہر سال اسکو دیکھتے ہن اور جانتے ہن آسمان کے بارہ برج ہن اسی واسطے قری ہینے کو اس حق ہن اعتبار ہن فرمایا ہی کہ انکے اختلاف کے سبب سے انقلاب عالم ہن نظر ہن آتا اور ہی سبب ہی کہ ہینے قری ہر موسم ہن اتے ہن اور علم اس موسم کا پکڑتے ہن اور خود ہی سبب بدلنے ہر جگہ احکام انقلاب قبول کرتے ہن





## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ قَسَمٌ لَّهُنَّ هُنَّ فِي سَمَائِهِنَّ مَبْنُوعَاتٌ أُولَٰئِكَ يَنْظُرْنَ الْوَدَانَ إِذْ يُخَالِفُ بُحْبُوحًا مَّنْجُوعًا سَاكِنًا يَنْظُرُونَ مِنْ مَّوْجِئِهِمْ نَارًا كَالْقَمَرِ تَوَالِحًا وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ سَمَاءٌ مُّسْتَقِيمَةٌ لِلَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ سُبُلَهُمْ لِيُبْذَرُوا فِيهَا الْحَبَّةَ الْكَبِيرَ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ قَسَمٌ لَّهُنَّ هُنَّ فِي سَمَائِهِنَّ مَبْنُوعَاتٌ أُولَٰئِكَ يَنْظُرْنَ الْوَدَانَ إِذْ يُخَالِفُ بُحْبُوحًا مَّنْجُوعًا سَاكِنًا يَنْظُرُونَ مِنْ مَّوْجِئِهِمْ نَارًا كَالْقَمَرِ تَوَالِحًا وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ سَمَاءٌ مُّسْتَقِيمَةٌ لِلَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ سُبُلَهُمْ لِيُبْذَرُوا فِيهَا الْحَبَّةَ الْكَبِيرَ

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ قَسَمٌ لَّهُنَّ هُنَّ فِي سَمَائِهِنَّ مَبْنُوعَاتٌ أُولَٰئِكَ يَنْظُرْنَ الْوَدَانَ إِذْ يُخَالِفُ بُحْبُوحًا مَّنْجُوعًا سَاكِنًا يَنْظُرُونَ مِنْ مَّوْجِئِهِمْ نَارًا كَالْقَمَرِ تَوَالِحًا وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ سَمَاءٌ مُّسْتَقِيمَةٌ لِلَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ سُبُلَهُمْ لِيُبْذَرُوا فِيهَا الْحَبَّةَ الْكَبِيرَ

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ قَسَمٌ لَّهُنَّ هُنَّ فِي سَمَائِهِنَّ مَبْنُوعَاتٌ أُولَٰئِكَ يَنْظُرْنَ الْوَدَانَ إِذْ يُخَالِفُ بُحْبُوحًا مَّنْجُوعًا سَاكِنًا يَنْظُرُونَ مِنْ مَّوْجِئِهِمْ نَارًا كَالْقَمَرِ تَوَالِحًا وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ سَمَاءٌ مُّسْتَقِيمَةٌ لِلَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ سُبُلَهُمْ لِيُبْذَرُوا فِيهَا الْحَبَّةَ الْكَبِيرَ

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ قَسَمٌ لَّهُنَّ هُنَّ فِي سَمَائِهِنَّ مَبْنُوعَاتٌ أُولَٰئِكَ يَنْظُرْنَ الْوَدَانَ إِذْ يُخَالِفُ بُحْبُوحًا مَّنْجُوعًا سَاكِنًا يَنْظُرُونَ مِنْ مَّوْجِئِهِمْ نَارًا كَالْقَمَرِ تَوَالِحًا وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ سَمَاءٌ مُّسْتَقِيمَةٌ لِلَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ سُبُلَهُمْ لِيُبْذَرُوا فِيهَا الْحَبَّةَ الْكَبِيرَ

ق  
بارہ برجوں کا احوال

یعنی ہر حصہ کا ان بروجوں سے درجہ نام رکھا ہی اور ہر درجے کو ساتھ جگہ بانٹا ہی اور حصے کا نام ان بروجوں سے دقیقہ رکھا ہی کہ ہندی لغت میں اتنی دیر لکھی کہتے ہیں اور وقتے کو ساتھ قسم ہر فرقہ کو یک نامینہ نام رکھا ہی کہ ہندی لغت میں اس کو یل کہتے ہیں اور ہر نامیکہ ہر ساتھ حصے کہا ہی اور اس کا نام ٹانہ رکھا ہی جسکو ہندی میں چمن کہتے ہیں اور علی ہذا القیاس اور بہ بارہ برج آپس میں صورت اور احکام میں نہایت اختلاف رکھتے ہیں تبس محل کر کے بچے کی صورت ہی کہ سیر مغرب کی طرف اور دم مشرق کی طرف رکھنا ہی اور منہ پیچھے پھیرے ہوئے کسی کو دلچہ رکھا ہی اور جو ستارے کہ اسکی صورت میں واقع ہیں تیس ستارے ہیں اور باخ ستارے دوسرے ہی اسکی صورت سے تعلق رکھتے ہیں لوگ صورت سے خارج واقع ہونے ہیں اور نوریل کی صورت ہی کہ سراسر کا مشرق کی طرف ہی اور دم اسکی مغرب کی طرف ہی اور صورت اسکی تیس نارون سے مرکب ہی اور دوسرے ستارے ہی مانند عین النور اور ثریا کہ انکو رکے خوشے کی مانند ہی اور دوسرے ہی اسکی صورت سے تعلق رکھتے ہیں اگرچہ صورت خارج ہیں اور جزا دو آدمیوں کی صورت پر ہی ایک دوسرے سے ملتے ہوئے کہ سراسر انکشان اور مشرق کی طرف ہیں اور پانوں انکے جذب اور مغرب کی طرف ہیں اور اٹھارہ ستارے اس برج کی صورت میں واقع ہیں اور سات ستارے دوسرے خارج ہیں کہ اس میں ذراع اور تیبو بھی ہیں اور ستر خان ایک جانور کی صورت ہی کہ مروف اور مشہور ہی کہ فارسی میں اسکو خولک کہتے ہیں اور ہندی میں لیکر آ اور نو ستاروں اسکی صورت مرکب ہی اور اسد شیر کی صورت پر ہی کہ ستائیس ستاروں سے مرکب ہی اور دوسرے ستارے جیسے قلب الاسد اور زہرہ بھی آتے تعلق رکھتے ہیں اور سنبلا ایک عورت کی صورت پر ہی کہ ایک خوشے انکے ہاتھ میں ہی سراسر انکا اس کے پیچھے ہی اور پانوں انکے میزان کی طرف ہیں ۔ چھتیس نارون سے مرکب ہی اور دوسرے ستارے بھی آتے تعلق رکھتے ہیں اور انکے ہاتھ کے پاس جسٹ ہاتھ میں خوشے ہی ایک تارہ ہی جس کا نام ساک عادل ہی اور میزان ترازو کی صورت ہی آٹھ نارون سے مرکب ہی اور عقرب چھو کی صورت ہی مرکب ہی الیسن نارون سے اور قلب العقرب اور الجلیل اور دوسرے ستارے بھی آتے تعلق رکھتے ہیں اور نو بس ایک مرد کی صورت ہی

تیر کاں کا تھین الکتس نارون سے مرکب ہی اور جدی کی صورت بھترے بیجے کی ہی مرکب ہی آٹھا جس  
نارون سے اوسعد ذراج ہی اسی سے تعلق رکھتا ہی اور دلو بھی ایک مرد کی صورت ہی کہ ڈول کو بنس سے  
نحال کے کہ تھیں پکڑے اسکو اندھا کئے ہوئے پانی اسکا زین برگر اتنا ہی اور صورت اسکی بیابلس مارڈ  
مرکب ہی اور حوت کی شکل دو مچھلیوں کی سی ہی کہ اسپس دو وزن پلٹھ اور بیت ملائے ہوئے پری  
ہین ابل کو این سے سمک مقدم کہتے ہن کہ جنوب کی طرف ہی اور صورت انڈون مچھلیوں کی چون پس  
نارون سے مرکب ہی یہ بیان ہی بروج کی صورتوں کے اختلاف کا لیکن یہاں ان بروج کے  
احکام کے اختلاف کا بس یہ ہی کہ محل مریخ کا گھر ہی اور وبال زہرہ کا اور شرف آفتاب کا اینویں  
درجے ہن اور ہبوط محل اور صل کو مریخ مذکر اور نہاری اور حار با بس اور صفا وی اور برج منقلب اور  
ربعی اور شمالی کہتے ہن اور زہرہ کا گھر ہی اور وبال مریخ کا اور شرف مریخ کا اسکے نیسے درجہ ہن  
ہی اور اسکو مونث اور لیلی اور سرد خشک اور سوداوی اور ثابت گنتے ہن اور جوزا عطارد کا  
گھر ہی اور وبال مشتری کا اور شرف راس کا اور ہبوط دنب کا اور اسکو مذکر اور نہاری اور گرم سر  
اور دومی اور فوجس ہن گنتے ہن اور سرد طان مریخ کا گھر ہی اور وبال زحل کا اور شرف مشتری کا اور  
ہبوط مریخ کا اور مونث اور لیلی اور برج منقلب ہی اور اسکو مریخ کا گھر ہی اور وبال زحل کا اور زمین  
شرف اور ہبوط نہیں ہی اور ثابت ہی اور مذکر اور نہاری اور حار با بس اور صفا وی ہی اور سنبہ  
عطارد کا گھر ہی اور شرف بھی عطارد کا اور وبال مشتری کا اور ہبوط زہرہ اور زو ج دین کا اور  
مونث اور لیلی اور سرد خشک سوداوی ہی اور میزان زہرہ کا گھر ہی اور وبال مریخ کا اور شرف زحل کا  
اور ہبوط آفتاب کا اور برج منقلب ہی اور مذکر اور نہاری اور گرم تر اور دومی بھی اور عقرب مریخ کا  
گھر ہی اور وبال زہرہ کا اور ہبوط طائر کا اور برج ثابت اور مونث اور سرد تر اور یعنی ہی اور ثوس  
مشتری کا گھر ہی اور وبال عطارد کا اور شرف دنب کا اور ہبوط طائر اسکو اور زو ج دین کا اور مذکر اور  
نہاری اور گرم اور خشک اور صفا وی ہی اور جدی زحل کا گھر ہی اور وبال مریخ کا اور شرف مریخ کا  
اور ہبوط مشتری کا اور برج منقلب اور مونث ہی اور دلو زحل کا گھر ہی اور وبال آفتاب کا اور کسی

سنار کیونستے شرف اور ہبوط نہیں ہی اور برج ثابت ہی اور ہوائی اور گرم و تر اور مذکر اور بہاری ہی  
 اور حوت مشتری کا گھر ہی اور وبال عطارد کا اور اسکے ہبوط کا اور شرف زہرہ کا اور مونث اور ایلی  
 اور سرد اور تیز اور یعنی اور ذہب میں ہی حاصل کلام کا ظاہر خواص اور احکام سے ان برجوں کے کہ  
 بہ نسبت عوام کے ذہنوں کے ظاہر اور روشن ہی سوا اختلاف فصلوں کا ہی کہ اسکے ضمن میں عزت  
 اور دولت تمام عالم بن تعاقب اور تبادل کرتی ہی اور ہر سال یہ انقلاب ظاہر ہوتا ہی پھر دوسرے  
 برس اسی طرح سے عزت مفقود اور ذلت معدوم پھر عود کرتی ہی تو یہ دلیل صحیحہ ہی حالات کی تبدیلی  
 اور انقلاب عزت کا ذلت اور ذلت کا عزت اور جو اس قسم انقلاب کو ہمیشہ نظر میں عام و خاص کی  
 مشہور اور محسوس ہی ثابت فرمایا اب ایک قسم اور واسطے بیان کرنے ایک برے انقلاب کے  
 کہ واقع ہوینو اللہ ہی اور عام و خاص کی نظر سے مستور اور مخفی ہی اور عقل کسی عاقل کی خود بخود بغیر  
 نور نبوت کی مدد کے اسکو معلوم نہیں کر سکتی ہی یاد فرماتے ہیں وَالسَّيْرِ لِلْوَعْدِ اور قسم کھانا ہون  
 میں اس دن کی کہ وعدہ کیا گیا ہی جزا دینے کے واسطے اور اس میں ایک جزا تغیر اور تبدیل ظاہر ہو گا کہ آسمان  
 اور آسمان کے برج اور زمین سب اس روز ازلت ہلت ہو جاویں گے اور ایک عالم دوسرا اُس  
 روز پیدا ہو گا اور اس عالم کے عزت داروں کو اُس روز کمال ذلت ہوگی اور ذلیلوں کو اس عالم کے  
 اُس عالم میں کمال عزت حاصل ہوگی اور جو وہ روز جزا کے واسطے مقرر ہی تو پہنچانے میں جزا کے تین چیزیں  
 ہر دو میں اول مستحق جزا کا ہونا دوسرے حاکم کا ہونا کہ ہر شخص کو اسکے موافق بدلہ دیوے تیسرے اس کام کا  
 ہونا ناپی اور بدی سے کہ موافق اسکے جزا دی جاوے اس واسطے بیان کرنے کو ان تینوں چیزوں کے  
 کہ اس روز جمع ہوگی دو قسمیں اور یاد فرمائیں و مشاہدہ اور قسم کھانا ہون میں ہر حاضر ہونیوالے کی  
 جس سے آویسوں کی اور جنوں کی اور فرشتوں کی کہ اس روز ایک جا پر حاضر ہونگے اور ایک جماعت  
 عظیمہ کہ ہرگز اسکی مانند خیال میں نہیں ساقی ترین باوگی اور بسبب اس اجتماع کے مفدہ جزا کا درست  
 ہو گا کہ مدعی اور مدعی علیہ اور گواہ سب محکمہ میں موجود ہیں و مستشہود اور قسم کھانا ہون میں اس چیز کی  
 کہ اسکے پاس حاضر ہوگی اور وہ چیز بھی کئی صورتیں رکھتی ہی اول عمل نیک اور بد کہ بجز داغنے کے گور سے

اور زندہ ہونے کے موذار ہونے کے اور ہر شخص کے ہمراہ ہونے کے دو سرفرشتے کہ رنگارنگ صورتوں سے  
 تنعیم اور تعذیب کے واسطے آدمی کے ظاہر ہونے اور فرشتے ساتون آسمان کے اور حاملان عرش اور لکھنے والے  
 اعمال کے سب بیچا آدمی کو نظر آئیں گے۔ نیک اعمال کے ہر شخص کو دیں گے مطالعہ کرے جو نفع اعمالوں کا  
 ورنہ کہ وقت حاضر ہونے میراں کے لکل جاویگا پانچوس تجلی الہی کہ حاکم اس روز کا ہی ہے پردہ نمایان  
 ہو جاویگی جتنی بہشت اور دوزخ کہ اس چہان میں پوشیدہ اور مخفی ہیں سات لباس اور آرایش کے اور  
 ہول اور سدنوئی کے علوہ کریں گی اور سبب ظاہر ہونے ان چھ چیزوں کے ایک انقلاب عجب  
 آدمی کی جان اور بدنیں بلکہ نام عالم میں نمودار ہوگا اور تفسیر میں شاہد اور مشہود کے بہت اختلاف  
 ہی اور جو چھس جگہ مذکور ہوا وہ صحابہ کرام کے مقبروں سے منقول ہی جسے عبداللہ ابن عباس  
 اور حضرت امام حسن اور ضحاک اور جہاد اور ابن المسیب رضی اللہ عنہم لیکن معالم السنن میں ابو یوسف سے  
 اور دوسری حدیث کی مقبرہ کبابون سے الاہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے مروی ہی کہ مراد شاہد سے جمعہ کا دن ہی کہ ہر شہر اور ہر مسجد کہ اُسین جمعہ ترہا جا  
 ہی مگر کین اس روز کی حاضر ہوتی ہیں اور مراد مشہود عنے کا دن ہی کہ حاجی دور دور کے ملکوں سے  
 حج کے انوار حاصل کرنے کو اس روز ایک خاص مکالمین مع ہوتے ہیں بس گویا وہ دن اس مکان میں  
 سکونت رکھتا ہی کہ لوگ اسکے مشتاق ہو کر اسکے پاس آئے ہیں اور وہ مکرمہ ہونے شاہد اور مشہود  
 بر خلاف اگلی صمون کے کہ معرف ساتھ لام کے ہیں یہی ہی کہ جمعہ کا دن اور عنے کا دن ایک فردین  
 منحصر نہیں مگر وارد ہونے ہیں بر خلاف قیامت کے دن کے اور آسمان اور برجون کے کہ غیر مکرر داہ  
 ہوتے ہیں اور حدیث شریفین وارد ہی کہ میں یوم طلعت فیہ النمس یوم الجمعة فیہ خلق آدم  
 و فیہ ادخل الجنة و فیہ اھبط منها و فیہ تقوم الساعة و فیہ تابا لله علی الادمیین  
 بہتر دن جس میں سورج نکلا جمعہ کا دن ہی اسی دن پیدا کئے گئے حضرت آدم علیہ السلام اور اسی دن دا  
 کئے گئے جنت میں اور اسی دن نکالے گئے تھے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور اسی دن توہ  
 مقبول کی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اور یہ بھی وارد ہی کہ جمعہ کے دنین ایک ساعت ہی

کہ اگر مددہ مسلمان اس ساعت کو ساتھ دعا اور النجا کے حساب الہی میں مطلب حاصل ہونے سے دہشتے  
 اچھی طرح مت کہ ان کو طلب نہ کیا حاصل ہو جائے اور بہرہی وار وہی کہ اکثر دال الصلح علی قدر  
 الخیر سے سمجھو محمد پروردگار کے دن کہ وہ دن سرک ہی آور بہرہی مدد سرفہیں ہی کہ ہی  
 عالی عنے کے در درسون کو در مالک ہی کہ دیکھو سرے سد کو کیستے دھڑوں میں اسے ہونے نال کھرے  
 ہونے کہاں کہاں سرے لکھ کج کرے کو آتے ہیں گواہ رہو کہ میں نے انکو محسوس دیا اور اس روز وسط  
 عام معرب الہی کو دیکھ کر داد ملا جما ہی اور حال سپہ رازا ما ہی اور اُس دن کا روزہ دو سال  
 اگلے اور دو سال بھلے لکھا ہوں کی گنار ہی اور بہرہی مدد سرفہیں ہی آما ہی کہ ہشتے کے دہشتے  
 بہتر دن بعد کا ہی اور سال کے دنوں میں بہرہی غمہ کا ہی ایسے یوں دی محمد کی اور اگر دونوں جمع ہوں  
 نو روزہ علی ہر پو حاوے اور ان دونوں دنوں میں علی لکھ طرح کا اعتقاد ہی کہوں کہ بعد کا دن جاری  
 سرفہیں ہی کی امداد ہی اور غمہ کا دن سال کی عبادتوں کا ایسا ہی سبب ادا کرے عبادت سرفہی  
 کج ہی حال بعد کا 4 آدھے معروں نے کہا ہی کہ خود کہ اس اقلع عظیم واقع ہوا اور بہت سے  
 لوگ حاصل کرنے کو سرک کے اسرعام پہنچانے کو کہ کسی ہم کے حاضر ہوں نو روزہ سپہ و ہی اور  
 حاضر ہونے والے اس روز کے ساہ اور کوا اس کے سپہ جمعہ کا دن ہی اور غمہ اور عیدن کا اور  
 سرورہ کا دن سے آجھوں دی محمد کی اور دو سال کا اعوان کے دورا ایک گروہ نے تعمیر والوینے  
 ساہ اور سپہ و کو کسو جو میں من حضور کے ہیں پکرا ایک سہاوت کے جو میں ہیں گواہی کے ہی  
 آسمن نار لکھا ہی اس بعد سر ساہ اور سپہ و بہت سے چیزیں ہیں اول تو داہ صبر ہی کی جسے  
 سالم عدا منے کہا ہی کہ ساہ عدا ہی اور سپہ و علی کہی فائدہ شہد آ اور سیدان خبر نے  
 کہا ہی کہ ساہ عدا ہی اور سپہ و بعد سہد امدانہ لا الہ الاہو و محمد و علی و آہ و  
 ہیں اور سپہ و علی ہی اول امدہ تعالیٰ کا مکلف ادا چننا میں کل امدہ شہد تیسرے کہ شاہ  
 علموں کے کہنے پر لکھ ہیں اور سپہ و لکھیں جسے قتل ہی ایسا ہی عالمی کا و بجا و ت کل میں معا سانی  
 سپہ و میں سپہ و علی ہی کے بھلے ہیں اور سپہ و علی ہی سپہ و علی ہی سپہ و علی ہی سپہ و علی ہی

جس کے دیکھی ہوگی

جس کے دل سے سدا ہی  
جسے کی جاری ہوگی  
میں

عَلَيْكُمْ السَّهْمَ فَإِن دَبَّحْتُمْ بِهِ سَاءَ مَا كَرِهْتُمْ لَكُمْ فَذُرُونهُ لِمَنِ الدِّينُ أَعْلَىٰ عِنْدَ رَبِّكَ إِنَّكَ أَعْيُنُ النَّاسِ عَلَىٰ رَبِّكَ وَأَنْتَ غَافِلٌ ۚ لَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ بَدِيعًا جُنُودًا مِّن سَمَوَاتٍ لَّا يُدْرِكُهُ الْبَصَرُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ إِنَّهُ لَمَدِينٌ ۚ لَقَدْ جَاءَهُ ذِكْرُنَا إِنَّمَا كُنَّا نَعِيكَ وَأَنْتَ كُنَّا نَعِيكَ ۚ لَقَدْ جَاءَكَ إِذْ نَسِيَ مَا كُنتَ تَدْعَىٰ إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَمْ نَلِدْكَ إِنَّا نَعْلَمُ بِمَا نَحْنُ بِكَ بِرَبِّكَ أَفَلَا تَعْقِلُ ۚ لَقَدْ جَاءَكَ إِذْ نَسِيَ مَا كُنتَ تَدْعَىٰ إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَمْ نَلِدْكَ إِنَّا نَعْلَمُ بِمَا نَحْنُ بِكَ بِرَبِّكَ أَفَلَا تَعْقِلُ ۚ لَقَدْ جَاءَكَ إِذْ نَسِيَ مَا كُنتَ تَدْعَىٰ إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَمْ نَلِدْكَ إِنَّا نَعْلَمُ بِمَا نَحْنُ بِكَ بِرَبِّكَ أَفَلَا تَعْقِلُ ۚ

یوں اختیار کیا ہی کہ جو اب قسم کا محذوف ہی بیٹے لعن من یؤذی المؤمنین لایمنا فھمہ کما لعن اصحابہ لاکھد و د آد اصح بہم ہی کہ جو اب قسم کا ان الذین قتلوا المؤمنین ہی اور قتل اصحاب لاکھد و د بطور کو ابی کے اس مضمون پر بعد ان چاروں قسموں کے درمیان میں لائے ہیں کہ دلائل عقیدہ ساتھ دلائل تقلید کے ملکر کمال تو سب اثبات مطلب کا کریں اور یہ بھی ہی کہ ان قسموں سے انقلاب عالم کا اور انتقام ظالم سے دنیا میں دائرہ خوشی آنے کے وقت اور وعدہ دئے گئے دینیں بعد قائم ہونے مشاہدوں کے اور اظہار مشہودہ کے مطلقاً ثابت ہونا ہی اور اس قسم سے بضموم مسلمان بدوں کی مدت حد تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوتی ہی بس لامناہ اس قسم کا واسطے تمام کرنے تقریب سخن کے اور تنزیل عام کی اوپر خاص کے ہی کہ تقدیر مطلب میں آئے نا چاری ہی ہی مقرر ماننے یہ مطلب کے ضرور ہی گویا یوں فرماتے ہیں کہ انتقام مسلمانوں کا ظالموں سے لہا۔ دنیا میں اولیٰ آخرت میں بعد لائے گواروں کے اور نالہ جنت ہونے سے نہ کفر ہونے والا ہی بیسے قبل اسکے واقع ہو چکا ہی کہ قتل اصحاب لاکھد و د قتل ماجہ کے گئے غنسیقی و قتل اصحاب و یوں ہی چلیس گز اور عرضین بارہ بارہ گز کو وہی قبضہ تاکہ مسلمانوں کو کھن خند ٹون میں والیں اور عذاب کریں اور وہ خند ترین ایسی گرم ہوئی اور تپھی تھیں کہ النار ذوات الکوہ تمام وہ خندق ایک آگ ہی شعلہ والی بہت سی لکڑیوں والی کہ اس میں جلا کر نہایت گرم کیا تھا اور حدیث سرفین میں ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت میں اس سورے کی اس آیت کو پہنچے تھے فرماتے تھے کہ اعداؤں پہ لایا اللہ من جہد البلاغ اور بہرہ قتل عام کہ خندق والوں کو واقع ہوا بدلائخا جلد اور سبج کہ سبب جہر کرنے آگے اور اسکی چنگاریوں کے بعد ذلے مسلمانوں کے آسین فی الفجر ہلاک ہوئے اور فرصت گزرتا چہ جانے کی نہائی اس واسطے کہ بہرہ انتقام اس وقت واقع ہوا کہ اذھم علیہا تعودا ہمس وقت کہ وہ خندق والے اس آگ پر بیٹھے تھے قبل سے کہ کہ سیرت انھیں اور لوگوں کو ہمارے چل گئے اور حضرت فرصت بھی نہائی اور اس قسم کا بدلائخا اور سبج لینا پشتر عام کی نظروں میں موجب جنت کا ہوتا ہے اور فی الواقع اسن عامیہ ظلم میں کمال برتے کہ زیادتی کی تھی کہ کسی عیب سے سزا کو پہنچے کہوں کہ

در سب



سپاہِ عمدہ      الرقعة      القدر      سورۃ الحج

دوسرے ظالم کو تکلم کرتے ہیں اپنے روبرو مار دیا اور مارہین کرتے بلکہ پادوں کو باقیہ مانے والوں کو حکم کر دیا  
 کہ گناہ گاروں کو سزا پہنچا دو جن تاکہ خلاف مردت کے اور خلاف رقتِ جنیت کے واقع نہ ہو **وَعَلَّمَ عَلِيًّا  
 مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ سَهْوًا** اور نے ظالم کے صاحبِ خندق کے لئے جو کچھ کہ ایمان والوں سے کرتے  
 تھے خود اپنے حضور بن کرنے سے اور یہاں سمجھ لیا جائے کہ قصداً صاحبِ خندق کا کہ دین اور ایمان کے سبب سے  
 لوگوں کو اس آگِ جبری خندق میں ڈالا ہی اور خود بھی جلد سے سیرتِ انتقام میں گرفتار ہو کر کشتہ دوزخ  
 ہوئے جا رہے تھے جن کے قریب حماز کے ملک تھے واقع ہوا ہی تو معلوم یوں ہوتا ہی کہ اس آگ سے پہلے ہماروں  
 نصیحتے مراد ہوں اور منظور اہل لہ گو دراناہیں تاکہ ان نصیحتوں کو ان پر بھی ظاہر میں عصرت پکڑیں اور مسلمانوں کی  
 ابتدا دینے میں زیادتی نہ کریں پہلے قصہ جو شام کے ملک میں واقع ہوا ایک عتبتِ اصلی مدینت صحیح بن کر مسلم اور  
 دوسری صحاح میں صیبِ رومی رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہی ہو یہ ہی کہ اس ملک میں ایک بادشاہ تھا  
 بڑا جلیل القدر اور اس کے یہاں ایک جادوگر تھا کہ جادو کے فن میں کمالِ مہارت رکھتا تھا اس بادشاہ  
 کی سلطنت گریبا اس کے سبب قائم تھی جو دشمن کے ارادہ شاک لاکر ناموہ جادوگر اس کو جان دے مہلاک  
 کر دیتا تھا کچھ تہذیبی بھی مہاجرت ہونے لگی تھی درج کبھی ارکان اور ائمرا اس مملکت کے بادشاہ سے اس کی  
 ناواقفیت کو کہتے تھے کہ سب سے بد دل اور بخیل ہوتے تو یہ جادوگر جادو کے زور سے انکو جمع کر دیتا تھا  
 اور رسمی طرح سے ہر زمین سحر کا کام کرتا تھا یہاں تک کہ وہ جادوگر توڑھا ہوا اور اپنی زندگی سے  
 ناامید ہوا تب بادشاہ سے عرض کی کہ میں بوڑھا ہو گیا اور قریب ہی کہ اس جہانِ فانی سے دست  
 بردار ہوا چاہتا ہوں اب کوئی نیکو صاحبِ عاقل اور ہوشیار اپنے غلاموں میں سے جیسے پیرد کو تاکہ اسکو حکمِ تعلیم کروں کہ بعد  
 میرا کاروبار تمہاری مملکت کا دوزخ کا درست کرتا رہے بادشاہ نے ایک تمام ہوشیار اپنے غلاموں میں سے تجویز کر کے اسکو حکم کیا  
 صبح سے شام تک ساحر کے پاس حاضر رہا کہ اور جادو کا فن سیکھ لے اس کے لئے دور آنا جانا اور کچھ شہر و قریب لگنا اور  
 جادو سیکھنے لگانا تھا تا ایک روز راستے میں گیا دیکھتا ہی کہ کبھی آدمی ایک دودھ دار سے نکلے ہیں پوچھا کہ بس  
 کھین کون ہی کہ لوگ اس کے پس چلتے ہیں کسی نے کہا کہ یہاں ایک ماہر ہے جسے عابد کہ دینا کوڑا کر کے خدا کو پکڑنے  
 ہے یہ سکر وہ لوگ بھی اس کے کھانیز آتے اور اس کے حضور میں بیٹھا اور اس کی باتیں سنیں جس سے یہی ہر کس کے دل میں

خندق والوں کے قصوں کا  
 باب

سپاہ عہد

الکتھہ فیہ الکریم

سورۃ السورج

اتر کر گیا یہاں تک کہ سوئے تھی کہ حد مادساہ کے دولت خانے سے ساحر کے لوگو کو مانتا تو اس میں  
 راہ کے پاس مٹھا تھا اور جو کھیں راہ کے پاس زیادہ بیحد خانہ و ڈگر اسکو ہنس عہد اور سے  
 کرنا کہ درہوں کی وہ لڑکا پتلا رکھو گویں در لگی آجر ساحر نے بہ ماجرا مادساہ کے حضور عرض کیا مادساہ  
 ہنس بعد فرمائی کہ بہ لڑکا کو پیر ساحر کے پاس جانا کہ لوگوں نے عرض کی کہ بہ لڑکا ہاں سے  
 صحیح دم جانی اگر دیر کرنا ہی تو راہ میں کرنا ہی سن مادساہ اور ساحر دونوں نے بہ حشر کھڑ کر کے  
 دھکا مارا حشر دار عہر ایسی در کھرا لکن بہ حال لکڑا سے میں لڑکوں کے ساتھ کھل گویں لگنا ماہی  
 اس واسطے در بہ جانی ہی یہاں تک کہ ایک روز بہ لڑکا راہ کے گھر سے پادساہ کے دولہانہ کی طرف  
 آتا تھا مالا گیا دیکھتا ہی کہ راستے میں ایک سزاوار دہا پر اسی اور راستہ بہ ہی راہ کے لوگ ادھر  
 آتک رہتے ہیں اور ادر بہ لڑکا ادھر تھنک رہتے ہیں تو کے نے اپنے دل میں کہا کہ آج اسماں کزتا ہے  
 کہ ساحر کی صحبت بہ رہی راہ کی ہنس بہ لکڑا ایک پتلا تھا یا اور کیا ہی مارا دیا اگر دن اور بہ  
 گرفتار ہنس کا بہ رہی ساحر اور ساحر ہی سے تو اس راہ بہت کو مارا لیا تاکہ لوگ جلا میں ہم جاسوں اور اس  
 چھوڑا نہ رہے کی طرف بھیسکا اس بہ ہر کے پیچھے ہی وہ اڑتا جلاک ہو گیا لوگ اس معاملے کو دیکھ کر  
 کارا ہے کہ بہ لڑکا حادوگری کے حال کو پہچا پیہ بہ یہ حشر گریہ شہین کو نہیں تو اسے معلوم  
 ہو گیا کہ یہ کہا لڑکا ہی کے چھوڑا ہے اتالی سے روزگ کیلئے یہ بہ لڑکا ہی کے چھوڑا ہے اتالی سے  
 اسکو میں خوب جانتا ہوں لیکن لکڑا ایک طاہر میں مسلا ہو گا پھر بہ لڑکا ہی کے چھوڑا ہے اتالی سے  
 ہے عمل و افکار لکڑا کہ میں ہرگز تیرا نام نہ لوگا اور تمھو کو ساوں گا تو خاطر جمع رہو پھر چھوڑا ہے اتالی سے  
 سرگت سے کوں نہیں جلی صحبت کی اور اسھل کھڑا داب کی سرک سے کہ اسے تعلیم ہی اور دس عہدی کے  
 اساع کی سرگت کہیں راہ میں صفاسی میں میں مصحیحی دلاب عطی کے مراد کو نہجا ایمان تک  
 کو کوڑھی اور ماورا دادے اسکے ڈھک کی سرک سے ہے ہو جائے آدر بہت سے مریض کہ طلب ہاں کے  
 ہے عاہر ہو جانے سے اس لڑکے کی دولت سے در بہ ہو جائے عا فایا پادساہ کی ایک مصاحف کی  
 ہے کھیں جانی رہیں اور اندہ ہے کے سے پادساہ کی مصاحف جو گئی ہی جب اس لڑکے کو

سپاہ

کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو اپنے پاس آیا اور کچھ دیا اور دعا مانگنے کے واسطے لایا اور کہنے لگا کہ ہم نے تو تم کو فرما  
 دیا اور تم نے اس کو اپنے پاس لے کر گئے یہ کہا کہ میں کہا ہوں کہ معادوں سے معاف نہ ہو گئے تھے میں ہی اگر نواصیہ تعالیٰ پر  
 ایمان لائے اور تہ پرستی چھوڑ دے اور مادیات کو اپنا پروردگار نہ سمجھے تو میں معاف ہوں اور دعا کرو گا کہ  
 تم کو معاف کر دے اور وہ دعا اسی مجلس میں صرف ماہیوں پر اور وہ ملتے اس لئے کہ ان کی نفی العور اچھا ہو گا اور عربی  
 معول کے مادیات کی مجلس میں حاضر ہونا مادیات سے نفی ہے اور کہنے لگا کہ اٹھا اور کمال چاری سرکار  
 سری آنکھوں کے معانی سے حاضر ہو گئے تھے اب لو کہس طور سے اچھا ہوا اُسے کہا کہ پروردگار نے میرے لئے  
 واسطے میرے محکم کیا کیا مادیات سے فرما مالا کہس تو اسے پروردگار سے رکوں ہی مصاصتے کہا کہ پروردگار  
 میرا اور پروردگار تمہارا اہل تعالیٰ کی دابہ پاک ہی جسے محکم اور محکم اور صل کو پیدا کیا ہی مادیات  
 جسے ہوا اور اسکو مار دھا اور مدح کی کہ وہ عقیدہ لوئے کہس یہ لکھا اب مار کو یہاں ہونے لگی تو کہہ کر  
 اس لئے کہ نام سنا دیا مادیات سے لئے کہ اپنے حضور میں ملا اور کہنے لگا کہ محکم میری پروردگار سے اور مسرت  
 سا حرم کی سرک سے ہر شخص حاصل ہوا ہی کہ مدعوں کو لکھا مار کو تا ہی اور ہر شخص مادیات سے کہا کہ لکھا  
 معنی ہی کہ سری پروردگار سے کہ مادیات پروردگار اپنا دوسرے کو تمہارا لئے کہ کہا کہ شعاع میرے  
 لکھ میں ہی رہے آپ کے یہ ساحر کے معنی اہل تعالیٰ کی مدد پر جو وہ ہی مادیات سے فرمایا کہ اس لئے کہ  
 حوت مادیات کو اور کہا کہ یہ لکھا جو ساحر سے عاٹ رہا تھا معلوم ہوا کہ دوسری جگہ جاتا تھا اور وہاں  
 اس عقیدہ کی سبب لکھا ہی ساحر میں اس کے سے گریہ مادیات سے حضور میں پہنچا اور عرض کیا کہ یہ  
 لکھا ایک وقت سے پاس ہیں آنا معلوم ہیں کہ یہ کہاں جاتا ہے اور دوسرے کا رویہ لوگوں نے علی عرض کیا  
 کہ یہ لکھا کہاں ہے جو صبح سے مادیات میں معلوم کہ کہاں رہا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو طرح طرح سے  
 عدا کر کے لکھا کہ یہ عقیدہ کہاں سے لکھا ہی وہ لکھا کہاں عدا ہے پھر راز ہو گیا اور نام اس  
 کو سے ہیں کہ تلامذہ مادیات سے اس لئے کہ میں لکھا کہ اس کے روبرو لکھا کہ لکھا  
 اپنے دین سے نہ چرک لکھا کہ یہ ہے اور پھر لکھا کہ یہ ہے کہا کہ میں لکھا کہ اس لئے کہ  
 چرکے والا ہیں آگے جو سری عرض ہو لکھا کہ مادیات سے فرمایا کہ اسکو آگے سے چرکے لکھا کہ اس لئے کہ

فی العورد سکو صبر کے والد یا پھر اس مصباح کو سمجھانے لگے کہ اس راہ کے دس پھر خانہ پر کھڑے ہو کر  
رسول لکھا آج سکو بھی اس طرح ہلاک کیا پھر اس لڑکے کو لانے اور مادہ سہا نے کہا کہ سداں دونوں میں  
دیکھی اگر مھکو اسی رمد کی مسطور ہی او اس دس سے سرہ کر لے کے نے بھی الحار کیا پھر مادہ سہا نے اپنے کئی مصباحوں  
حکم کیا کہ اسکو فلا نے بہار سر لھا کر اسکی چوٹی پر کھرا کر دو اور اسکو جو سمجھا اور گرتے سمجھا گیا دو اسکو ر ا امر کر دگا اور اپنا سمجھا  
سا دگا اور اگر مارہ آوے تو اسکو وہاں سے دھکل دسا کہ سد سدا اسکا پاس پاس ہو جاوے گا اسکو کہ  
صہ اس بہار کی چوٹی پر لے گئے تو لڑکے نے حساب الہی میں عرض کی کہ یارہ یہ کچھ بچہ ہے اس کے ستر پھا  
اسوف بہار میں ایک رلر لہ سدا ہو اور سار مصباح باوشا و سدا کے پھا لے تھے گز عسے پھر ڈے پھر  
جو گئے اور وہ لرا کما صبح و سلامت گھو کو آما مادہ سہا نے پوچھا کہ میرے رفق کجا ہونگے غلام نے عرض کی کہ اسی حد اپنے  
سکا دس میں نے مول کہا ہی اکی امت سے مھکو کھا لیا پاشیاہ اور زما دہ عصبہ ہو آ اور دس ستر مصباحوں کو  
حکم کیا کہ اس لڑکے کو ایک کشتی میں سوا کر کے دریا کے اندر لجا د اگر بہہ لڑکا اس میں ہے سے لہ کرے تو  
بتر و اللہ اسکو در ما بن پھلک دسا حد اس لڑکے کو لیکر دریا کے بیچ میں بھیجے اور اسکو مرد چوٹے کی مرغب  
دیسے لگے تو اس غلام نے پھر حساب الہی میں عرض کی کہ مار حدانا مھکو ستر سے اس گروہ کے بچالے فی العورد کشتی  
الہی گئی اور بادشاہ کے مصباح کے سب غرق ہو گئے اور غلام صبح و سلامت نکلے مادہ سہا کے حضور میں  
کیا بادشاہ نے پوچھا پھر کیا کر کے آما غلام نے تمام قصہ سناں کیا بادشاہ سکر سوخ میں رہ گیا غلام نے عرض کی  
کہ اگر میں اپنے غلام کے ساتھ ہی مسطور ہی و عصر ایک میلے کے ہو سکیگا بادشاہ نے کہا کہ وہ کہا ہی  
مھکو کوئی برع حال کر ایک تر لے رکھ سے کالو اور اسکی سو فار کو کماں کی رہہ پر رکھ کے اس اسوں کو پھر  
بسم اللہ رت العلام یعنی نام سے احد کے حورب اھا غلام کا پراس سے مھکو مار دو میں آئے گا ونگا  
بادشاہ نے دسا ہی کیا اور اس سر کو غلام کے مارا حد وہ سر غلام کے عا کر کشتی میں لگا نو غلام نے اپنا ہاتھ ر  
اسپر لھا اور کہا کہ میں نے اپنا مطلب مانا کہ اپنے سرور دگا ر کے نام پر بیچ ہوا اس ایک سو ر مھلوں سے  
اسکا رت العلام اسار العلام سے اماں لائے ہم پروردگار پر غلام کے اماں لائے ہم پروردگار پر غلام کے

عص کی  
نماز

وہ ہاتھ سکر صاف ہونے باؤ شاہ سے عرض کی کہ اسٹاپ بین ری جی ائی سید ابوبی سید سے ہم وہ ہے  
 ہے ہن ہن آئی کونوں کہ سب سرداروں نے نہ سمجھا اس علام کا رودر دیکھا ہاتھ رہا وہ سب اور سردار  
 ہی اوم اسے صعب اور دس ہو گئیں کہ سب کہ اس علام کے برود دیکھا نام نہ لانا کہ اس علام کے  
 ماسے فار جو سہ ماہ سہ ماہ سما کمال میں سے آمادہ سردار سے جھگڑا لگا اسے کہ وہ  
 کاروں رخصت ہو گورد ماہ سہ ماہ اور نام اعوان دولت جہن پر حاضر ہو اور کرکساں بجھاے موت  
 سس ہدایت کا ناما شاہ نے ہے ہماں ملک کہ ایک عورت کو پوچھ کر لیا اسے لعل میں اللہ دودھ ساچھ بھائی  
 کہ اس عورت کو بھی آگ میں ڈالنے وہ عورت آگ سے ڈری اور بھئی کے کچھ ہی ماہ سہ ماہ لگا اس  
 عورت کو مہلت دو ماہ ملے اپنے دس سے بھر عاوت وہ دودھ دکھانا لگا جو مہلت کو دس جا دار مہلت  
 کہ ہر حاضر و غا م کے سہا جتے لگا کہ ای ماہان عدل کافر ہی صر کر کے توجہ دین ہر سہ ماہ لکے اسیں سبھ ما  
 کہہ ایک کچھ پر کھدا رہو جاو گئی و عورت بہا ہاتھ سے بی نے دھرک کچھ سمب آگ میں نویری اور وہ ایک  
 ملک مار گئی اسی عورت کی ماہ سہ ماہ اور اسے مصلیوں کو کہ اسوں سے ماسا دیکھے ہے اسی مہلت میں کہ  
 بھاگ ماہوں سے کہ میں علا کہ خال کر دنا اور جہن میں راسی سے آگ بھڑی اور اکر مشہر والوں کہ کہ  
 ما سادہ می صعب میں سے اسما لوں کی اعدا و حاسا سبوں سے نہ ملا و ما کہ دنا رربع اس اسے  
 کہا ہی اسی عالمی ان مسما لوں میں جان کو کہ اس آگ میں دالے جانے کے لئے آگ کی کرنی آگے دال  
 پہنچے آگ کی جان نص اے ماہا اور یہ ہیں داخل کرنا تھا اور اس سے میں ایک ماہ تھہ بہ کہ صرف سب سب  
 اور آگے سر اسما لوں کی طرف گئے ہیں وہ ہی اصل علام کا ماہ سہ ماہ کے اچھ سے مکا فاب دسویں کھٹے  
 بھا کہ اپنے قول و وار کر کے آئے بھگنا تھا والدہ ماہ سہ ماہ اُس علام پر ہمت تاب نہ لگا تھا فاب دسویں کھٹے  
 کار جانہ این بھرا سہ ماہ اُردوی کے کار خانے کے کوٹہ مکا فاب دسویں اس قسم کی صورتوں میں حوت  
 صاب اور ما صامدی حضور خدا دسویں سے پہنچے ہوئی کھلے لعل کمال کی مرتب کا نعت بھائی ہیں صحت سے پہنچے  
 اُردوی کے ہماچھ سہ ماہ لکھنا خرب حرہ بھی امدہ قتالی عدہ کو سب ماہے اور موصی حضرت سید پر  
 رخصت ہوئی ام امدہ وجہ کی اور سہ ماہ لکھنا صحت حال کرنے اور آگے کھینچنے کے لئے کھٹے کھٹے کھٹے کھٹے کھٹے کھٹے



و غیر متعہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو میرا مورہ بن اگر حضرت علی علیہ السلام کے حال میں بحث اور تکرار کی تھی اور آیت مباہلہ کی انہی کے جواب میں مارا ہوا ہونی تھی تیسرا قصہ فارس کی زمین میں واقع ہوا تھا کہ حضرت اس کی حضرت امیر المومنین قاضی علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مجھ سے بھی اصل میں کتاب آسمانی رکھنے تھے اور ایک پیغمبر کے دین کے تابع تھے اور ستر اربا تک دین میں اس مرد کو ہوش نکرے بدن کے نفع کے واسطے حلال بھی ایک روز مجھ سے ہون کے پادشاہ سے ستر ارب بہت ہی اور اس سستی کی حالت میں اپنی بہن سے صحبت کی جب ہوش میں آیا تو نہایت نادام اور پشیمان ہوا اور اپنی بہن سے میرا سر مارا کی کہ اس کو لگ گئی پوچھی ہیں نے کہا کہ تم میرا سہلی پہر ہی کہ تو دعویٰ ہیں کے حلال ہونے کا کہ اور کہہ کہ حضرت امیر المومنین اور امامین بن بھائی کا نکاح جو ناقابل بھی اسی وضع پر قائم ہوں بادشاہ نے لوگوں کو جمع کر کے اس مذہب اور اس مسئلہ کو بیان کیا لوگوں نے ہرگز قبول نہ کیا پھر بادشاہ کی بہن نے کہا کہ انکو کتر دن سے مارو اٹنے اسپطور سے کیا لیکن لوگوں نے قبول نہ کیا پھر اس کی بہن نے کہا کہ انکی گردنیں ماراٹنے دیا ہی کیا لیکن لوگوں نے اس پر بھی قبول نہ کیا پھر اٹنے کہا کہ خذ فیہن لحدوا اور ائینہ انہیں جھٹکے انکے دل وادے جب انکے خوب دہک جاوے تو حکم لگو جو کوئی اس مسئلہ سے انکار کرے اسکو اس آگ میں پھینک دو قدرت الہی سے میں لوگوں کے جلانے کی حالت میں خود بھی جل گیا اس روز سے جو جس مذہب میں آتش پرستی اور بہن کا حلال جاننا راجح ہوا جو خافضہ تیسرا پد میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مشہر مسلمانوں کا تھا اس میں خط پڑا تو مسلمان اس سے کہہ کر غول کے عمل جنس کی طرف بھاگ گئے جسٹن کے لوگ کا کہ فرستے اپنے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر یہ مسلمان خط کے مارے ہوتے اس شہر میں آدیتے تو غول کی پیمز ننگی ہو جاوے گی اور بہان بھی خط پڑ جائے گا بادشاہ نے حکم دیا تو شہر کے دروازے پر ایک خندق کھودی اور اسکو آگ سے بھرا اور بادشاہ خود بھی اپنا تخت بچھا کر وہاں بیٹھا اور ایک برائت کا تختی کے برابر وہاں کھڑا کیا اور شہر میں منادی پھرداوی کہ ان غریب الطول والیج ہمارے آئے ہوں جو کوئی اس بت کو سجدہ نہ کرے تو اسکو آگ میں جھینک دو انفا تا ایک مسکین عورت کو کہ پھر اسکے گود میں تھا پکڑ کر لائے اور اس سے کہنے لگے کہ اس بت کو سجدہ کر اٹھ کما سزا دے بادشاہ نے غما ہو کر کہا کہ اسکے بچے کو ہستے چھین کے

بشر فرمہ

بشر فرمہ

بشر فرمہ

آگ میں دال دو جب بجلو اُسے چھین کے آگ میں دال دیا تو وہ ما نہایت ہیرا پر ہو گئی بس بچنے آگ کے اندر سے  
 آواز دی کہ اے پکھ خوف نگر بدعزک جلی آگ پہ تو آگ نہیں ہی چول میں اُسے رستے کھٹا کھٹا کھا کر جناب بائیں  
 دعا کی کہ یارب تو دیکھنا ہی اور جاننا ہی تیرے روبرو حاجت بیان کرنے کی نہیں فی الفور اُس رستے سے اچھے لے  
 جا لیس گئے گا اور بچا اٹھا اور اُن سب کافروں کے اُس رستے میں قاتلی مانتہ ہر کے سب لو گھیر لیا اور ایک ایک کو  
 جلا دیا پھر جہاں اٹھا اجمالی سے گئے کُن چاروں بیصوں میں سے منظور تھا خارج ہو چکے اور ایمان کر چکے اور ان  
 ظالموں کو دنیا میں لانا مھول لکھ بلا مہلت واقع ہوا اور اُن کا کام اتنا ہو گیا جسے جبراک کہ مسلمانوں کے جلانے کے  
 تیار کی تھی اُسین آج ہی مل گئے اب وجہ ایسے مھون لکھ بدلانے کی کہ بغلاف عادت ہی بیان فرماتے  
 ہیں وَمَا تَقْوُوا مِنْهُمْ بَلَا لَئِنَّهُمْ يَرِيدُ كَافِرًا لَمْ يَسْمَعُوا لَكُمْ لَوْلَا مَلَكُوتُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَهْلًا لَهَا  
 رِسَالَاتٍ لِّكُلِّ قَوْمٍ لَئِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَاقِيَ الْمَوْلَانِ لَكُنْتُمْ أَهْلًا لَهَا وَتُكْفَرُونَ  
 سے ایمان پھر انما مستقبل کے زمانے میں تھا اور انکے نداشت رہنے اور صبر کرنے پر انکو عذاب کرنے تھے  
 زیادہ ان ناصی کے تواتر کے واسطے اور اس عمارت معلوم ہوا کہ کسی وجہ کی ان کافروں کو مسلمانوں سے  
 عداوت تھی مگر ایمان کی جہت سے بس اس جہت سے عداوت مسلمانوں کی عداوت ایمان کی ہوتی ہر عدا  
 اور کافروں کے کہ باوجود مسلمانوں کی ایذا دینے کے ساہا سال کی مہلت باقی اور باقی ہیں کیوں کہ  
 عداوت انکی فقط ایمان کی جہت نہیں بلکہ طبع ریاست کی اور امید ہاں چاہے ہی اُسین ملی ہوتی ہی اور ان  
 لوگوں کو عداوت حاصل ایمان کے واسطے تھی اور جس ایمان دشمنی رکھتے تھے وہی ایمان صحیح تھا کہ متعلق  
 اس ذات ہاں کے ساتھ تھا۔ جہاں صفوں کے ساتھ موصوف ہی العزیز الخیر الذی حی لک مملکت  
 التملک وتاکاد فیض وہ امد کہ غالب ہے سب فریون سر لکھا لکھ وہ ذات ہی کہ اُسکی واسطے ہی  
 بادشاہت آسمانوں اور زمین کی اور ہر صفت ان تینوں صفوں میں اسی ذات کو جانتی ہی کہ ایمان اسی پر  
 لانا چاہئے کہ وہ اپنے سب ہوا پر غالب ہے اور کسی کی عت اسکی عت کو نہیں پہنچی تو ہر ایمان لانا بھی  
 عت اور انھار کا سبب ہوا اور جو وہ محمود ہی تو شکر کا دل دوزبان اور اعضاء سے واجب ہوا اور اُنہا  
 ایمان کا فرض لازم ہوا اور جو اُسکی واسطے بادشاہین آسمانوں کی اور زمین کی جو بن تو فسک مخالفوں سے دوزنا



جائز ہو اور یہ تینوں صفیں مذکورہ جیسی موجب اظہار کرنے ایمان کی ہیں اسی طرح سے ماعت ہین جلد  
 مدللینے کی کہو کہ بدلایا دشمنوں سے موجب عنت کا ہی ہینین بوذلت یعنی ہی اور مقضائے محمودیت کا  
 بھی انتقام لینا دشمنوں سے ہی کہوں کہ نجا لغوز سے بدلالتی والے کو بھی تعریف ہینین کرتے ہن مگر عفو کی صورت ہن  
 سو عفو کفار پر جائز ہین اور بادشاہت بھی موجب انتقام کی ہی دشمنوں سے والا دشمن دلبر ہو جاو ہن اور بادشاہت  
 کا رخا نے ہن خلل واقع ہو جاوے اور اگر ماوجود ان صفوں کے کوئی انتقام لینا چھوڑ دے نو ضرور رعایا کے  
 حال سے بخیر ہی کہ دشمنوں کی دشمنی کو اور دشمنوں کی دوستی کو جاننا یا دشمنوں کی ایذا رسانی سے  
 کہ اسکی دوستی کے سبب اس کے دوستوں کو پہنچانے ہن بھیر ہی یا محمول کسی اور اسباب پر کر ما ہی  
 اور خدا یغالی اس بخیری سے پاک ہی کہو کہ **وَإِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ** اور امد ہر چیز پر خبردار  
 ہی اور جب کا فر ایمانداروں سے ایمان کی جنت عداوت کرنے لگے اور انتقام سے امدہ تعالیٰ کے غافل  
 ہوتے تو گویا عداور یا دشناہت اور جہرداری اور دشمنی و اس کی کو کار کیا نو حکمت ہن امدہ تعالیٰ کی ان باعتوں کے  
 جمع ہونے کے سبب نبھل انتقام کو تقاضا فرماتی ہن چنانچہ خذق والون کے حصہ ہین خود ہوا اور جو دلیل ایک  
 فرد خاص ہن صحیح ہوتی تو قاس کلی کا اسپردت آیا چنانچہ فرماتے ہن **إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ**  
**بِخَيْبٍ جَوْلًا كَمَا إِذَا جُنَّ تَحْتَهُ** ایمانداروں کو ایمان کی عداوت کے سبب **وَالْمُؤْمِنَاتِ** اور ایماندار عورتوں کو اگرچہ  
 انکا ایمان بسبب فعل کے نقصان کے اور ہوا اور ہوس کے غلہ کے ضعیف اور نافرمان ہی ایک وہ ضعیف بسبب  
 بے کسی اور عجز کے رکھتی ہن مغالطے اور مدانطے سے بدلا ہو جاتا ہی **فَمَا لَهُمْ نَتَوَبُوا** پھر باوجود مہلت اور  
 فرصت کے اس ظلم سے توبہ کی اور اسی شغل ہن مرگے اور اگر توبہ کرے لے نو ہر حد کہ حق العباد کی جنت ان سے  
 پریش ہوتی اور معذب ہوتے لیکن بہر شدت اسز ہوتی کہوں کہ عداوت ایمانی اور حق امدہ کے طع کر نیلے  
 الزام سے چھوٹ جانے اور اسی آیت دلیل کہتی ہی کہ جو کوئی کہ مسلمان کو عداوت سے اور پھر توبہ کرے تو توبہ  
 کی مقبول ہی لیکن اس استدلال ہن بحث ہی کہو کہ مسلمان کا قتل عمدا اگر کفر کی حالت ہن ہو گیا ہی نو بالاجماع  
 توبہ اسکی مقبول ہی کیسکا اختلاف ایس ہین ہی اور اس آیت ہن مراد کا ہین کہ ایمان کے واسطے مسلمانوں  
 مارے ہی اور ایذا دیے ہی **فَكَلِمَةٌ غَلَا بٌ حَقَّتْ** پھر ان کے واسطے عذاب ہی دوزخ کا اور اس میں طرح طرح کے



یا جو شخص کہ ملعون کے دوسرے محضوں ہو گیا یا جو شخص کہ بہار کی چوٹی پر بالغ ہوا اور طریقہ اسلام واقف ہی ہوا اور توفیق عبادت اور طاعت کی بھی بنانی ہے سب آحوت میں بغیر عمل اور طاعت کے ثواب پانچ گنا خلاف دوزخ کے عذاب کے کہ بغیر توفیق کے یا کفر کے ہو گا کہوں کہ عذاب عدل کو چاہتا ہے اور عدل بغیر سبب کے ہو نہیں سکتا تو ان دونوں چیزوں کے فرق کے واسطے کہ فضل اور عدل ہی اس جگہ پر سبب اور تعین کی تصریح فرما کہ ف کاعرف لستہن اور یہاں حذف کیا ہے اور جو معاملہ حق تعالیٰ کا ان ظالموں سے کہ سبب ایسے مسلمانوں کی اید کے درپے ہونے ہیں اور ان مظلوموں سے کہ ایمان کے واسطے تحمل جفا کا کرتے ہیں دنیا اور آحوت میں بیان فرمایا تو یہ مطلب ثابت ہوا کہ اِنَّ فَطْرَتَنَا دِمَاكُ لَشِدْبَدُ فَحَقِّقْ بِكَرْبَتِي رَبِّ كِي هَيْتَ سَحْتِ هِي كَبُوْنِكُمْ اور ذمہ کی پکڑ سے رور سے یا زاری سے یا صبر سے یا شفاعت سے خلاصی ممکن ہے اور عذاب اللہ تعالیٰ کے کسی طور سے ممکن نہیں اور یہ بھی ہے کہ دوسروں کی پکڑ کی نہایت بہتر ہے کہ ہلاک کر دینا پھر بعد موت اور ہلاک کے معدوم نہیں رکھنے کہ ایذا سے سکیں کہوں کہ الکی طاقت نہیں کہ مرد کو جلا دین بخلاف اللہ تعالیٰ کے کہ مرنے اور خاک ہونے کے بعد بھی اس کے دستِ قدرت سے خلاصی ممکن نہیں وہ قادر ہے کہ جلا دے پھر زندہ کرے پھر جلا دے بسطرح ابدالاً باذمک عذاب بن گرفتار کے واسطے کہ اِنَّهُ هُوَ يَبْدُ عُوْدَ يَعْبُدُ تَحْتِ وَ هِي اِيَسَا هِي کہ اول بھی پیدا کرتا ہے اور بعد فنا کے بھی پیدا کرتا ہے وَ هُوَ الْعَفْوُ الْوَدُوْدُ اور وہ اللہ تعالیٰ باوجود اس صفت قہاری اور گرفت گیری کے اپنے مسلمان بندوں پر بخشش کر بولا ہے اور دست رکھے والا کہ دوستی شدت کے سبب گناہ اپنے دوستوں بخشتا ہے اور عیبوں کو ان کے چھپاتا ہے اور دوستوں اور دشمنوں سے اسکا معاملہ ایسا کہوں ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ ذُو الْعَرْشِ الْجَدُّ صاحب ہے جہان کی سلطنت کی اور بزرگی اسکی قدیم ہے اور مجد عرب کی لغتیں خاندانی اور موردی بزرگی کو کہتے ہیں اور جو قدم اور دوام موردی بزرگی کو لازم ہے تو یہاں مراد قدم بزرگی رکھی ہے اور قدیم السلطنت پادشاہوں کی عادت ہی کہ اپنے دوستوں اور دشمنوں سے اسطرح معاملہ خوشی اور ناخوشی کا فرماتے ہیں نہیں تو انکی سلطنت کے قدم میں خلیل واقع ہو جاوے اور باوجود اسباب کے اور پادشاہوں سے ایک حیرت منگدہی کہ کسی بادشاہ کو متصور نہیں اور وہ چیز بہتر ہے فَتَالِ الْمَلَايِقُ كَرِي وَ النَّاهِي وَ جَا هِيَ حَبَا اَدَا هُوَ اسکا کسی چیز کو

سپاہِ عامہ الکریمہ

متعلق ہوتا ہے پھر اس میں امکان مخالفت کا نہیں سمجھنا اور بادشاہوں کی کہ بہت سی چیزیں چلتے ہیں اور میں نہیں ہوتیں ایسے شاہنشاہ ہر وقت اور ہر آن درنا چاہتے اور اس کی رحمت کے امیدوار رہنا باقی رہا یہاں تک ایک سوال جواب طلب دہ رہے ہی کہ پہلی صفوں میں جیسے الغفور اور اللودود اور ذوالعرش اور المجدید میں لام تعریف کا یا اضافت معرف باللحم کی طرف واقع ہے اور اس صفت میں کہ فعال لیا میرید ہی تکمیر کو اختیار کیا ہے اس میں کیا نکتہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ فعال لیا میرید مشابہ مضاف کے ہے یا مطلقاً پہلے کے جیسے کہ اور مشابہ مضاف کا حکم مضاف کا رکھتا ہے حاجت تعریف کی نہیں اور مبالغہ کے صیغہ کو اور پر صیغہ مطلق لیا میرید کے واسطے اختیار کیا ہے تاکہ اشارہ ہو کثرت ہر مرادوں کے بعد کثرت پر حق تعالیٰ کے مفعولوں جیسے کہ واقع ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ ان صفات متضادہ متخالفہ الآثار سے منظور رہے بات ہی کہ اس بات سے بعید نہیں کہ کبھی معاملہ ہر بافی اور مغفرت اور دوستی کا بندوں سے کرے اور کبھی سخت پکڑ میں پکڑے بلکہ اس بات سے ہر سکتا ہے کہ انعام اور انتقام کو حق میں ایک فرقہ کے اور ایک آدمی کے اوقات مختلفین جمع کرے سو انعام پر حق تعالیٰ کے کہ ایک وقتیں پسے حال پر عفو ہو جو ہونا نہ چاہئے اور انتقام سے اس منتقم عادل کے خوف اور بے دھرم نہ رہے چنانچہ فرماتے ہیں هَلْ آتَيْتَكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ كَمَا يُهَيِّجُ هِيَ تَجْهَلُونَ ان لشکر دن کی کہ ایک مدت تک دروازہ انعام کا اٹھ رکھا تھا اور ہر طرف سے طرح طرح کی نعمتیں آنکھوں پہنچتی تھیں مگر کچھ انتقام ان سے لے کر سب انکی خرابی اور بدلے کے ہی ذلیل اور غلیل لوگ ہوتے کہ انعام الہی کے زور کے سبب ان لوگوں کو کمال ذلت اور خواری سے رکھتے تھے اور وہ شکر فرعون و قحط فرعون والے اور ثمود کی قوم تھے بس فرعونوں کو ایک مدت تک حکومت اور نعمت دیکے بنی اسرائیل پر کمال تسلط دیا تھا کہ سارے نیچ اور بوج کام بیکار پکڑے ان سے کراتے تھے پھر تمام مال اور ملک انکا چند روز کے عرصے میں انہیں بنی اسرائیل کو دلا یا اور ان فرعونوں کو انکے آنکھوں کے دیکھتے دریا سے قلمزم میں غرق کر دیا اور ثمود کی قوم آول تو نہایت قدرت اور قوت عنایت فرمائی یہاں تک کہ ایک ہزار سات سو بستیان تمام سنگین عمارات لیں آباؤ کی تھیں اور حضرت صالح علی نبیا و علیہ السلام کو اور ضعیف مسلمانوں کو اور دشمنی لگائی لیا کچھ تذلیل اور ہتک کرتے تھے وہ سب کے سب ایک ترک میں ہلاک ہو گئے

ہو گئے اور وہاں کے بد بخت اور اشرار کو حیرت و حلاوت علیہ السلام کی بردعا سے ادھا کر دیا پس یہ قصے  
عاقلوں کی عبرت کے واسطے کفایت کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے انعام پر مغرور نہ ہو عاویں اور انتقام سے اس کے  
دور تے رہیں لیکن کافرین نصون سے عبرت نہیں پکڑتے ہیں اور غرور اور نخوتی میں گرفتار ہیں **بَلِ الْاَدْبَانِ**  
**كَهْرًا وَاِنِّي تَلَکْذِیْبٍ مَلَكٌ** جو لوگ کہ کافر ہیں سوران قصوں کا انکار کے درجی ہیں اور کہتے ہیں کہ بے قصہ اس قسم کے ہیں کہ اہل تواضع لوگوں کے  
نعمت کرنے کو بنائے ہیں اور کتا بوئین لکھ دیتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ نفع لطران نصون سے اللہ تعالیٰ کی  
قدرت پر شخص کو ہر وقت بے پردہ نمایاں ہی اور اگر بنے ہی حال میں غور کر بن لو دیکھیں کہ آدمی کا دم  
کہ زندگانی انسان کی اسے قفل رکھنی ہی وہ ہی اسی کے ہاتھ میں ہے **اِنَّ اللّٰهَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ**  
**مُحِیْطٌ** اور اللہ تعالیٰ آگے پیچھے سے ان کے گھیرے ہی کہ ان کے زمانے سے پہلے بھی بہت سے سرکشوں کو  
ہلاک کیا اور ان کے زمانے کے بعد بھی بہتوں کو ہلاک کر بلا بس انکار اسے قصوں کا کہ اس طرح کے  
قصے ہر وقت میں نمودار ہیں بیجا ہی اور لفظ ورا کا اصل لغت میں اس چیز کے معنوں میں ہی کہ کوئی  
شخص اس چیز کو چھپا دے یا وہ چیز کسی شخص کو چھپا دے اسی واسطے اس لفظ کو آگے اور پیچھے  
دونوں کے معنوں میں استعمال کرنے ہیں اور اس بات میں بطور اشتراک معنوی کے یا عموم مجاز کے  
دونوں معنوں کو شامل ہی باوجود اس بات کے کہ یہ قصے اس قسم کے نہیں ہیں کہ فقط اہل تواضع  
انکو ذکر کیا ہی **بَلِ لَّحُوْرٰنٌ مَّجِیْدٌ** بلکہ یہ قصہ قرآن قدیم ہی کہ اس قصے کے ہونے سے پہلے لکھا گیا  
تھا **اِنِّیْ لَوَجِّحُ مَحْفُوْظًا** اب تک تھے میں کہ شیاطین اور جن اور انسان کے دخل سے ماہر ہی اور محفوظ  
ہی اس میں کوئی تصرف نہیں کر سکتا کہ زیادہ اور کم اور تحریف اور الحاق کر دے بس اس قسم کی محفوظ  
چیز میں احتمال جھوٹہ اور ملا دیکھ کر ناقضائے عقل کے خلاف ہی اور لغوی معاملہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما  
سند کے ساتھ لایا ہی کہ لوح محفوظ سفید موتی کی ہی طول اسکا جیسے زمیں آسمان اور عرض اسکا جیسے سرسبز  
منزب اور کنا روں ہر اس کے باقوت جبر ہیں اور دونوں وقتیان اسکی یا فوت سسخ کی ہیں اور نور کے  
قلم سے کلام قدیم اس میں لکھا ہی سر اس تختی کا عرش سے معلق ہی اور نیچے کی طرف اسکی ایک  
معرز فرشتے کی گود میں رکھی ہی اور وہ عرش عظیم کی سیدھی طرف کھرا ہی اور سر پر لوح کے یہ عبارت

سیار عم الرقعة فند الكوربة سورة الطارق

واقع ہی لا الہ الا اللہ وحده دینہ الاسلام محمد عبده ورسولہ فمن امن بالله عزوجل و  
صدق بوعده واتبع رسولہ ادخلہ الجنة اللہم اجعلنا منهم

## سورة الطارق

سورہ طارق کی ہی اس میں ۱۹ آیتیں اور ایک تکمیل اور دو سو اتمائیس صحیح فہم اور ربط اس سورہ کا سورہ  
بروج سے سبب مناسبت کلام کے ہی کہ ابتدا میں دونوں کے قسم ساتھ آسمان اور بروجوں کے اور ستارہ  
واقع ہی اور انتہا میں بھی دونوں کے بیان محافظت الہی کا غیبی چیزوں کو جیسے لوح محفوظ اور آسمان  
اور آدمی کی جان سو بیے چیزیں ظاہر ہیں کچھ حاجت بیان کی نہیں اور اس سورے کا نام سورہ  
طارق اس واسطے رکھا ہی کہ طارق عرب کی لغت میں اس معنی کو کہتے ہیں جو رات کے وقت آتے  
اور جو حادثہ کہ رات کو نمودہو اُسکو ہی طارق کہتے ہیں نیز اس واسطے حدیث میں وارد ہی کہ نفوذ باللہ  
من طارق اللیل پناہ لیتا ہوں میں اللہ کی اس شہ سے کہ رات کو چانک آتے کہوں کہ دفع کرنا ہی  
آفت کا مشکل پر ماہی اور عرب کے اشعار میں معشوق کے خیال کو بھی کہ بار بار عاشق کے دل میں گذرتا ہی  
طارق کہا ہی کہوں کہ معشوق کے خیال کا آنا اکثر فراموشی کے وقت ہوتا ہی اور ساری فراموشی کا وقت رات  
ہی اور حدیث شریف میں مسافر کو منع فرمایا ہی کہ طرف کرے بیٹھے یا کھائے رات کے وقت گھر میں نہ جاوے  
جب تک کہ اُسکے گھر والے بن سونے درست نہ ہوں کہ اسکو بگڑے حال میں دیکھ کے نفرت نہو جاوے  
اور اس سورہ میں مراد طارق سے آسمان کے تارے ہیں اور سب تارے اس صفت میں برابر ہیں اس واسطے کہ  
رات کو نظر آتے ہیں اور دکھو غائب ہو جاتے ہیں اور بعضے علما کے نزدیک یہاں مراد ہی کہوں کہ  
سب تاروں سے اونچا ہی اور نسکی شعاع ساتوں آسمان کی مٹائی کو سوراخ کر کے زمین پر پرتی ہی  
بس کمال ظہور ثاقبیت کا اس میں پایا جاتا ہی اور بعضوں کے نزدیک مراد ہی کہ سب جمع ہونے  
روشنی تاروں کے اس میں چمک زیادہ پائی جاتی ہی اور اکثر علما اس بات پر ہیں کہ مراد جس ہی اور  
ہر ستارہ اس میں داخل ہی کہوں کہ ہر ستارہ تین صفتیں رکھتا ہی اول تو یہ کہ ہر ستارہ اپنی شعاع سے

تاریکی کو دفع کرتا ہے دوسرے یہ کہ نین طرف کا تیارہ کا مشرق کی طرف ہو یا مغرب کی طرف ہر مسافر کو تری کا  
ہو یا خشکی کا اسے معلوم ہوتا ہے دوسرے یہ کہ سبب آسمان کی محافظت کا شیاطین کے شر اور اس کے دو سبب  
ہیں اول تو یہ کہ شیاطین و خانی ماؤں سے پیدا ہوئے ہیں اور ظلمت اور تیرگی کو باطل و دست رکھتے ہیں اور  
ریشنی سے بھاگتے ہیں چنانچہ نحر یہ کیا ہوا ہے کہ اکثر علیہ النکا اندھیر ہیں اور اندھیرے مکاں میں ہوتا ہے اور جس  
مکان میں چراغ اور شمع ہوتی ہی وہاں انکا دخل کم ہوتا ہے بس آسمان کو ان نورانی قندیلوں سے روشن کیا تاکہ  
روشن ہونے سے آسمانوں کے کہ محض شفاف ہیں سب شیطان جھنڈھلا کر بھاگ جاویں دوسرے یہ کہ فرشتے شعاع  
ستاروں کی گیند بنا کر شیاطین کو مارتے ہیں جیسے توپ کے گولے سے دشمنوں کو مارتے ہیں اور محافظت آسمان کی  
تاروں سے اسی ہی جیسے محافظت قلعوں کی ہوتی ہی انہوں سے کہ بروج اور فیصلوں پر جہتی ہوتی ہیں لیکن  
فرق اسقدر ہے کہ تاروں کو اور ان گولوں کو کہ فرشتے ان تاروں کی شعاع سے تیار کر کے شیاطین کو  
مارتے ہیں دونوں کو عرب کی لفظ بن نجم اور کوب اور ہندی میں تارا کہتے ہیں اور توپ کے گولے کو توپ بنین  
کہتے اور قرآن مجید میں ستاروں کے ان خاندن کو جا بجا مذکور فرمایا ہے اور شیخ نوذصف کہ ہر ستارہ میں موجود  
ہیں اس قسم میں منظور ہیں کہ چونکہ جس مضمون کی کہ اس قسم کی تالیف فرمائی ہے یہ ہے کہ آدمی کی جان ہر جہد کہ  
تکلیف اور محنتوں میں گرفتار ہوتی ہی لیکن اللہ تعالیٰ کی ہنگامی کے سبب تو تے اور فنا ہونے سے محفوظ ہے  
اور اسی سبب حدیث شریف میں وارد ہے کہ اِنَّمَا حَلِقْتُمْ لَلَّذِیْ جَدَّیْ حَاقِدٌ حَقِیْقٌ مِّنْ اَدَمِیْ عِبَارَت اُسی سے  
ہی آدمی ہی ہرگز فنا ہو نیوالی ہنیں اور وہ جو عرف میں مشہور ہے کہ موت جان کو ہلاک کرتی ہی محض مجاز  
ہی موت کا نہایت کام یہ ہے کہ جان کو بدن جدا کر دیتی ہے اور بدن سبب ہونے مرنی اور ہنگام کے  
بلسن ہو کر کچھ جاتا ہے والا جان کو ہرگز فنا ہنیں ہی اور ثابت ہونا عالم برزخ کا اور ہونا مشرک و شرک  
موقوف اسی مسئلے پر ہی اور اس سورت میں بھی معاد اسی راہ سے ثابت کیا ہے اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے  
کہ آدمی دو چیز سے مرکب ہے جان اور بدن اور جز اعظم اسکا جان ہی کہ تبدیل اور تغیر کو اُسین دخل نہیں اور  
بدن مانند لباس کے ہی جب تک کہ ماکے پیتھین تھا تو اور رنگ تھا پھر جب ماکے پیتھ سے نکلا تو آخر لو کہیں  
کچھ اور ہی رنگ رکھتا ہے اور حوائی اور برہا ہے ہن کچھ اور ہی اختلاف ہوتا ہے بس جز اعظم اسکا کہ جان

سپہ سالخ عم      الرضا      اللکھنؤ      سورۃ الطہ

اور شعور اور ادراک اور لذت اور دکھ کو دریافت کرنا اسپیکر کا خاصہ ہی جو فنا کو قبول نہیں کرتی اور نہ خون میں لگبٹانوں کے کہ حضور سے جناب کبریائی کی اُنہر مقررین معید رہتی ہی مومع ہونے میں بدن کے اور دوبارہ بنا دیتے تھے اس کے اسی صورت اور شکل پر کون سا نعمت نافی رکھ کر اس طرح کا معاملہ شروع پیدا نہیں ہے اور عزت کے غم نہ نظر آتا ہی اور جو دلیل جان کی محافظت کی ساتھ معین ہونے لگبٹانوں آسمان کے طفیل سے ستاروں کے تھی تو پہلے ہی ثابت کرنے میں اس مطلب کے قسم آسمان کی اور ستاروں کی یا دفرمانی اور اس سورے کا ستارے کے نام پر نام رکھا کہ ستارے ثابت ہونا مطلب کا اسی کی محافظت کے ملاحظہ سے ہی یہاں پر سمجھ لیا جائے کہ اس سورے کا سبب نزول دلائل کرتا ہی اسباب پر کہ مراد طاری سے تو تھے والا تا رہی حکم شہاب کہنے میں اور حقیقت میں شیطانوں کو آسمان کے جانے سے روکنے والا وہی ہی کہ شیطان کی راہ کو بند کرنا ہی اور ان کو جلا دینا ہی اگرچہ توپ کے گولی کی مانند شعاع سے جڑے ہوئے ستاروں کے پیدا ہونا ہی جس بہتر بہتر ہی کہ طاری شہاب پر حمل کیا جا دے اور سبب اس سو دیکھ نازل ہو گیا یہ تھا کہ ابو طالب حضرت کے چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کو آپ کے مکان پر نشتر لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا ان کے رو بہ رو رکھا کہ دو گھنٹے اور دو گھنٹے کے بعد دونوں کھلنے لگے اُس وقت ایک نار آسمان سے نوازا اس فرزند میں سے نزدیک ہوا کہ نام گھر اسکی روستی سے بھر گیا اور ابو طالب انکے چہرے پر حلا گئیں اور گھبرا کر ڈٹھ کھانے سے کھینچ لیا اور اُٹھ کر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یہ کیا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تارہ ہی کہ جس سے آسمان کی محافظت کے شہاب طینوں سے اسکو اوپر سے پھینکے ہیں اور یہ ایک علامت ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی علامتوں سے ابو طالب منع ہو کر خاموش بیٹھ گیا اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اسکو دیکھ لائے اور اس سورے میں اشارہ اسباب کی طرف ہوا کہ ان چہرہ کے دیکھنے سے عقابہ خضرین اسلام کے مضبوط ہونا چاہئے اور اسکو بچاؤ چھوڑ دینا چاہئے کہوں کہ یہ معاملہ تیری دلیل ہی آدمی کے حشر اور نشر اور معاد پر اسلئے کہ آسمان باوجود اپنی عظمت اور بلند کی یہاں تک کہ ڈٹھ کسی کا اس کی بیخ میں سکنا تب بھی محافظت الہی کا محتاج ہی اور صورت اسکی محافظت کی اس وضع پر ظاہر ہوئی کہ گزے ہوئے ستاروں آسمان کے ایک ستارہ دور کرنے والا پیدا ہونا ہی کہ شیطانوں کو سدا رہنا ہی اور بھگانا ہی اسکو آدمی کی جان کہ نہایت





جبرائیل اور فرما دینے میں وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ اور کہا جاتا ہے تو کہ کہا ہی وہ ستارہ رات کا  
 آتیو الا انجم الثاقب اے ایک ناریہ کی کشتی طاری کی آنکھوں میں ہلک چوند کر دینا ہی اور کبھی اس شے سے  
 کہ اس میں سے پیدا ہونا ہی اور کبھی دینا ہی اور شیطا ن کو اس کے شعاع کے زور سے ایسی حالت ہو جاتی  
 ہی جیسے چمکا در کی سوچ کی چمک سے اور کبھی طاری کی حقیقت بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو اس میں سمون کو کہ  
 یہ صبر تم لہا ہی ہی اور فرماتے ہیں ان کُلِّ نَفْسٍ لَمَّا عَلِمَتْ مَا خَلَقَتْ لَهَا حَافِظًا لَوْ فِى جَانِئِينَ جَهَنَّمَ  
 خواہ بڑی نیک ہو خواہ بد مگر کہ اس پر ایک نگہبان ہی اور تعالیٰ کی طرف سے کہ اس کو ما و تون کی سختی میں  
 اور صد مومنین فدا ہیں جو نے دیتا یہاں پر سمجھا جاتے کہ دار و خدا دنی کی جان کی محافظت کا کہ فدا ہو جاوے  
 ایک فرشتہ ہی حضرت اسرافیل کے لشکر کا آخرا کام اسکا ہم ہی کہ جان کو درمیان دو نفون کے صدیوں  
 واصل کر دیکھا اور آدمی کے اور کاموں کے واسطے نگہبان بہت ہیں کہ نوبت نبوت رات دن چو کی بہرہ کرتے  
 ہیں جب تک کہ تقدیر آئی اسکی تکلیف کے واسطے متوجہ ہوں پھر جب مقدر وقت تکلیف آتا ہی تو دوسے  
 لوگ دست برد ہار ہو جاتے ہیں اور تقدیر آئی کو سوچ دیتے ہیں اور حدیث شریف میں دار وہی و کُلِّ  
 بِالْمَلَكِ نَيْنِ مَا تَدْرُکُ وَتَوْنِ مَلَكًا يَدْرُکُ بَوْنِ عَمَهُ كَا يَدْرُکُ بِنِ نَفْعِهِ الْعَسَلِ الَّذِى يَابُ وَ لَوْ  
 وَ كَلَّ الْعَبْدُ اِلَى نَفْسِهِ طُرُقًا مَعِينًا لَمْ يَخْتَطِفْهُ الشَّيْطَانُ عَضًا عَضًا بِنِ مَقْرَنَ كُنْ غَنِي هِر  
 سلمان پر ایک سوسا تھ فرشتے کہ لڑنے ہیں اسے شیطا ن کو جیسے شہد کے پیالے سے کھجور کو کھنکے  
 ہیں اور اگر بندہ کو بندے پر ایک ہلک مارتے برابر چھوڑ دین تو شیطا ن اسکی بوقی بوقی توڑ کے لیجا دین  
 اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلما نون ہر اور آدمیوں سے زیادہ نگہبان ہیں کہ ہر کوہ ایمان کے سبب اسکے  
 دشمن بہت ہیں کہ اتنے دشمن اور کافروں کے نہیں ہیں اور دوسے نگہبان کہ مومن اور کافر کو آفتوں سے  
 نگاہ رکھنے ہیں انکا ذکر سورہ مدین میں ہے کہ لہ معصبات من بیان ید یہ ومن خلعه یخفطونہ  
 من امر لہ اور بیان ہر شخص کی جان کے نگہبانوں کا سورہ انعام میں مذکور ہی کہ وهو القاہر فوفی  
 جبا وہ یدیرسل علیہم حفظة حتی اذا جاء احدکم الموت توفیہ و سلنا و ہم لا یقرطون  
 اور وہ سرگزشتہ کہ آدمیوں کے اور بد اعمال کھنے کے واسطے مقرر ہیں انکا ذکر سورہ اذا السماء انقضت

ان فرشتوں کا بیان جو  
 آدمی کی جگہ سے توفی  
 ہیں

ہی یہ ان علیکد لِحافظین کراما کا بیان آور جو فرشتہ کہ حرف اور لفظ نظر آدمی کے مقرر ہی اور انکو لکھنا  
 اور لکھنا اسکا ذکر سورہ تاف میں ہی ہے مایا لفظ من قول اللادیمہ و فیب عتید غرض کہ یہاں بیان  
 جان کی محافظت کر نیگا ہی کہ یہ امر کے واسطے ہی اور کبھی اس محافظت میں قصور نہیں ہوتا اور جو آدمی کو بحث  
 معاد کا اور باقی رہنا اسکی جان کا اور محفوظ رہنا اسکے نفس کا قبل موت کے اور بعد موت کے معلوم ہو چکا  
 اور سمجھ چکا کہ میری جان کی بحفاظت میں ذات میری وہی ہی اور بدن اسکے لباس کی مانند ہی سو وہ جان مالک  
 حقیقی کے قبضہ تصرف میں ہی نواب اسکو اعتقاد کرنے میں معاد کے واقع ہو نیکنے اور سچ جاننے میں جس قدر  
 کچھ ترو و ذرہ مگر استبعاد کی جہت سے بدن کے اعاد میں کہ اجزا اسکے بعد موت کے نہایت متعرف اور پرانگندہ  
 ہو جاتے ہیں کچھ زمین کی نالیکلی کریت و نابوہ ہو جاتے ہیں اور کچھ جو انات کا طبع ہو جاتے ہیں جمود حوانات بلکن بین  
 جا کر رہتے ہیں اور خاک میں بدل جاتے ہیں اور بعضے ایک ملک سے دوسرے ملک کو اور ایک محل سے دوسرے  
 محل کو آتے جاتے ہیں چنانچہ شیخ ابراہون کو جمع کہ ماورپہا چنانکہ یہ جز فلانے کے بدن کا اور یہہ جز فلانے کے بدن کا  
 یہہ ایک کام ہی کہ عقل ظاہر میں پتہ اور معلوم ہو تا ہی اور ایسی سبب کسی کہنے والے نے کہا ہی ہندی کا  
 دھرتہ بات حرمتہ یون کہیں سس بنے راسہ دہ اسکے پتھرے ناہ یلین دور پرینگے جائے تا جا راس تحک کے وقع  
 ہونے کے واسطے ایک راہ اسکو اور بتاتے ہیں کہ فَلْيَنْظُرْ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ بَسْمَلَعِ آدَمِي كَمَا  
 چیز سے بنا یا گیا ہی اور مادہ اسکی خلقت کا کہا کہہاں سے جم کر کے لانت میں تفصیل اسکی یہہ ہی کہ لفظ آدمی  
 خلاصہ ہی ہو گا کہ غذا سے حاصل ہو تا ہی اور غلایا الہ والی چیز میں سے ہی یا جاندار چیز سے سوا اگر الہ والی چیز  
 ہی تو اسکی بہت قسمیں ہیں جیسے اناج اور ساگ اور ترکاری اور میوے اور مصالح گرم اور سرد  
 اور سوائے اسکے بہت سی چیزیں ہیں اور جو حیوانی ہی نو اسکی بھی کئی قسمیں ہیں جیسے گوشت  
 اور وہی اور دودھ اور گلی اور چربی اور سیمہ اور سوسا اسکے اور طب کے علم میں مقرر ہی کہ غذائے صالح کے  
 کھانے کے بعد جب بہتر ساعتیں گذرتی ہیں تو منی پیدا ہوتی ہی بس آدمی کو اپنی ہر روز کی غذا میں فکر کرنا چاہئے  
 جیسے جانول کہ کہاں سے آئے ہیں کس تعلق زمین میں کس کھیت میں کس گاون میں جمودہ گاونوں کس  
 پر گئے ہیں اور وہہ پر گئے کس سرکار میں اور وہہ سرکار کس صوبہ میں اور وہہ صوبہ کون ہسی مملکت میں

درد و نفون کر دیا بن  
جائیں اس کا حصہ مگلا

متعلق ہی جہان ان چائون کو بویا تھا اور بخانوں کو کس ارادے براسبات کا مستعد کیا کہ اس ملک سے  
 اوٹون یا سیلون برلا و کراس بازار بن لاین اور جھ بیچارے کے کٹھنہ چین اور جھلو انہیں سے کھانا نصیب ہو  
 اور اسی قیاس پر حال تمام ضروریات کو اپنی غذا کے جائین اور بوجھ کے سپر ماہاب کو بھی اس طرح سے غذائین  
 طرح طرح کی درد دور کے ملکون سے جمع کر کے کھلائین تھیں تو لطف میرا ان کے بین پیدا ہوا تھا اور جھلو اس لطف سے  
 بنایا چھو شخص کہ ہر روز کی غذائین اس قدر اجزائے متفرقہ جمع کرتا ہی کہ اگر ان سب کو ایک جگہ پر اٹھا کر بن تو  
 آدمی کے بدن کے اندازے سے ہزاروں درجے زیادہ ہو چلتے پکا بیدہ ہی کہ چالیس برس کے ع سے بن کہ  
 دونوں نفون کے درمیان ہی تمام اجزا کو بدن کے کہ بلاشبہ اس مقدار سے کثیرین متفرق مکانوں درد  
 داز سے جمع کر کے صورت گوشت اور پوست کی ہناوے ہر بعد اسکے غذا کو لطف کر کے کھان سے کھان کو  
 پہنچاتے ہیں اور رادین اس لطف کی کون کون سی پڑیاں بری بری سخت کہ آدمی کے بدن میں بہتوں کی مانند  
 حاملین ہر باوجود اس بات کے اس لطف کو کس پیر داغ سے لینے اعلیٰ کو لینے بننا کے مقام کو پہنچاتے ہیں  
 پھر اس راہ سے رم کے اندر کس طور سے پہنچتا ہی پنا چہ فرمائے ان حلیق میں مگلا و آفری پیدایا گیا ہی آدمی  
 اچھلے پانی سے اور وہ بانی مرد اور عورت کا لطف ہی کہ رم میں خلط ہو کر یک ان ہو جاتا ہی ہر چند کہ دق لینے چھلنا  
 مرد کی منی کا خاصہ ہی لیکن بعد عمل جانے کے دونوں ایک ہو جاتے ہیں تو مرد کی منی کی صفت کو بسبب غالب  
 ہو بیگے ان دونوں میں اطلاق فرمایا اور بعضے طبیبات کے قائلین کہ عورت کی منی بھی رم میں اچھلتی ہی لیکن  
 رحم کے گہرے پن کے سبب معلوم نہیں ہوتی پنا چہ تھرا تھرا عورت کا انزال کث اسبات ہر گاہ ہی جس اس  
 غذا کو بعد طبی ہو جانے ہضمیت کے درجن کے صورت ہانی کی بخشنا دلیل صریح ہی کہ بدن امور تون کا لینے ایک  
 صورت کو دوسری صورت پر کر دینا قدرت الہی کے دو بروہت آسان کام ہی یخروج میں بین الصلیب  
 والقریب نکلنا ہی وہ اچھلتا پانی درمیان سے بیٹھ کے اور سینے کی پٹیوں کے کہوں کہ مادہ منی کا اول دماغ سے  
 نزل کر تا ہی اور ان رگوں میں کہ دونوں کانوں کے بیچ ہیں وہ ان سے گذر کر نماغ میں آتا ہی اور مقام نماغ کا  
 درمیان میں بیٹھ اور سینے کے ہی چورم کے وہ مادہ بیٹھ کے شکوئی ماہ سے گذر کر گڑہ دن میں آتا ہی وہ ان سے  
 نصیون میں وہ ان سے ذکر کے پچھلی رگ میں جو کہ رم میں گنا ہی اور عورت کے سینے کی طرف سے اسی طور سے

خصیوں میں کریم کی عمق میں بین الکریم کی حرکت کے سبب ہم میں گر تاقی اور ہم کے اندر دونوں مل جاتے ہیں اور  
 یہاں سے معلوم ہوا کہ فطر اس امت سے پانی کے گزرنے کا بیان ہی کہ کس کس طور سے اس قسم کی سخت  
 رام سے کہ دونوں طرف ایسی بری بری دیمان میں اسکو روانہ کرتے ہیں اور اسکے سفر کے انتہا کو پہنچا دیتے ہیں  
 نہ یہ کہ مادہ منی کا پیشہ میں یا سینے کی دیون میں پیدا ہونا ہی والا طب کے قاعدے کے مخالف ہو کہ نکلنے نزدیک  
 منی تمام اعضا سے مل جاتی ہی اسپرٹ اور دین مشابہت مابا پ کی ہر عضو میں پائی جاتی ہی اور وہ مادہ داغ  
 میں جمع ہونا ہی اور وہ ان سے رگون کے راستے سے جو کانون کے پیچھے ہیں اترتا ہی اور جب وہی کو بقا پہنچا  
 جان کی حضرت حق کے قبضے میں معلوم ہو چکی اور کیفیت اپنی تمام غزلے متفرق کی اور اپنے پہنچنے کی ایک ایسی  
 خلقت میں اور بدلنا اسکا ایک صورت سے دوسری صورت میں اور گزرناسکا ایک جگہ سے دوسری جگہ کو بھی  
 ظاہر ہو چکا پھر پیدائش اور معاش کو بھی اپنی خوب معلوم کر لیا تو اب آخرت کو بھی اپنی دونوں حالتوں پر  
 قیاس کر لے گا تو اسکے نزدیک یقینی ثابت ہو جاویگا کہ اِنَّهُ عَلٰیٰ كُلِّ شَيْءٍ لَّخَبِيرٌ کہ اللہ تعالیٰ عالم اولیٰ  
 ہی اس طور سے کہ اللہ وہ پھر لانے پر اسکے قادر اور توانا ہی اور مرث شریف میں وارد ہی کہ حسب اللہ تعالیٰ  
 لوگوں کے زندہ کر نیکا ارادہ کر یگا تو ایک میندہ عرضِ عظیم سے نازل کر یگا کہ اسکا پانی خاصیت مردکی منی کی رکھنا  
 اور قوت جادوی اسکے اندر ودیت یعنی امانت رکھی ہی کہ مردیکے بدن اجزا کو زندگی کے قبول کر نیکا متعدد  
 کرے اور تعلق ارواح کا ان کسماتہ صحیح ہو جاوے گا لیکن اس بار کا پھر لانا موقوف ہی ایک وقت پر کہ یہاں  
 اس وقت کا اس امت میں ہی کیوہر مبتلی الشرا کتر حسب ظاہر کئے جاویں گے عباد اور متحقق اس مقام کی پیدہی  
 کہ آدمی پر ہوسا میں احکام بدن کے غالب ہیں اور احکام روح کے مغلوب اسپرٹ اپنی روح کے اوصاف  
 صنعت اور کثرت سے دما چھپا کتا ہی یہاں تک ہرگز انرا اسکا بدن پر ظاہر نہیں ہونے دیتا جسے کہ لوگ  
 نامردی اور بغل اور دوسری بری خصلتوں کو اپنی صنعت اور کثرت سے پوشیدہ رکھتے ہیں اور اثر مضطرب  
 اور گھبراہٹ کا چہرے پر ظاہر نہیں ہونے دیتے اور قیاس کے دن علم روح کا غالب ہو جاویگا اور جو سیما ہی کہ  
 روح کے جوہر میں معنی قہر کی سیما ہی بنکر ظاہر ہوگی اور جو اراد میں کہ اعضا میں منتشر ہیں کاموں پر ان  
 اعضا کے گواہی دینگے اور تمام اوصاف باطن کے ظاہر ہو جاویں گے اور جو پھر لانا آدمی کا جزا دینے کے واسطے

توضیر اور وقت پر موقوف ہونا چاہئے اور پہلے تسبیح پھر لانا حکمت کے خلاف ہے اور سرسراہٹ میں بھی چیزوں کو  
 کہتے ہیں اور بیان پر شامل ہی عقاید یا اطلال کو اور خاصہ نیتوں کو اور نیک اور بد عملوں کی نشانیوں کو لوگوں  
 آدگی کی روح میں سما جاتے ہیں اور مانند اچھے برے رنگ کے روح کے چہرے پر نمودار ہوتے ہیں اور بعضے مفسرین نے  
 کہا ہے کہ مراد سرسراہٹ پر شیدہ گناہ اور کوارہی ہے کہ دنیا میں ان کے چھانینے واسطے کوششیں کرتے  
 تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد تسبیح و درخیز ہیں کہ ادا کرنا اور نکرنا انکا محض آدمی کے ظاہر کرنے پر موقوف  
 ہی دوسرے کو اس پر اطلاع ممکن نہیں جیسے ناز روزہ و غسل جنابت کا اور ادا کرنا زکوٰۃ اور دوسرے واجبات  
 کو درمیان میں اھمہ تعالیٰ کے اور بندیکے واقع ہیں دوسرے آدمیوں کو مطالبہ ہتک نہیں ہنچا اور ادا کرنا اسکا  
 دوسرے سے تعلق نہیں رکھنا مثلاً اگر کوئی شخص بے روزی والا ظاہر کرے کہ میں روزہ دار ہوں یا جنب ظاہر کرے  
 کہ میں نے غسل لیا یا کوئی بے وضو چلے کہ جھکو وضو ہی یا جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں  
 تو فقط اسکا اس کہنے پر مجھوڑ دینا چاہئے اور اس سے غرض نہ لیا جائے اور تسبیح یہ بات ہے کہ لفظ سرائر کا ان چیزوں سے  
 عام ہے اور سبکدشام ہی فقالتہ من توفیق ہر ہوگی آدمی کو اس روز کچھ قوت کہ اپنے کاموں کو ظاہر کرے اور  
 مجیدوں کو چھپا رکھے جیسے کہ دنیا میں قوت رکھنے چھپانے کی رکھنا تھا کہ خوف اور گہراہت کے وقت اپنے کو چھپانا تھا  
 اور باوجود دار دھارت کے اپنی چوری بدکاری کا اقرار نہ کرنا تھا و لاکھا کما حص اور ہو گا کوئی مددگار کہ باوجود  
 تصور کے اسکی سزا موقوف کر دے جیسے دنیا میں یا دوست باوجود ثابت ہونے تقصیروں کے آتے جاتے ہیں  
 اور سزا نہیں دینے دیتے اور جو دنیا میں طریقہ نجات کا سزا سے وقت ثابت ہونے لگتا ہوں اور تقصیروں کے اپنی  
 وہ طریقہ نہیں منسخر ہی اس طور سے کہ کمال قوت اسکو چھپا ہوا اور پوشیدہ رکھے اور کسی طرح ثابت ہونے  
 دے یا باوجود اظہار کے مد سے رفیقوں اور مددگاروں کی مدد سے اسکی محفوظ رہے ان دونوں طریقوں کو اس  
 دن مطلق نسبت و نابود کر دینے تاکہ سزا دینے میں جو قابل سزا کی تصور واقع ہوں نہیں تو وہ دن بھی دینا کے  
 دینی طرح سے درہم ہر ہر ہوا جو آرزو فصل نہ ہے اور جب کہ ان آیتوں میں دو مضمون مذکور ہوئے اول تو  
 یہ کہ دوسری بامہد کہ نارا دیگا روح اور جسکے ساتھ مقدر امدد تعالیٰ کا ہی ہے کہ یہ کہ قیامت کا دن  
 سزا اور پوشیدگی کے ظہور کا دن ہی کہ چھ مجیدوں کے اس روز ظہور کرینگے اور جیسے اور تدبیر سے

جیسا انکا ممکن بنو گات ثابت کرنے کو ان دونوں مضمونوں کے دو دلیلیں دوسری قسم کی صورت سے  
 ماکورہ نہیں و السماء ذات السجج اور قسم کھانا چون میں اسان پکرا مار سوا کی کہ ہستہ حرکت دوسری  
 میں ابی وضع متروک کو صحر و کرنا ہی اور ہر دورے میں رات و دن کے ہر جزو اسکا اپنی وضع متروک کے  
 رجوع کرنا ہی بعض ستارے سال میں بعض مین میں بعض اُسے زبا و میں اپنی وضع متروک کو رجوع کرنے  
 میں تس رجوع ہونا اسان کی روح کا اپنی عیانت متروک کی طرف اور اپنے بدن قدیم کی ترمیم کے واسطے  
 کیا بیحد ہی کہوں کہ اسے متروک ہر رات و دن میں حرکت و درجہ فلک کی نظرات ہی واکا کر خض ذات الصلح  
 اور قسم ہی زمین درآر کھا نیوالی کی کہ اس کے بختے سے طرح طرح کی نباتات کے اندر سے ظہور کرتی ہیں  
 اور چشمے جاری ہوتے ہیں اور زرد و جاہر معدنوں سے نکلنے ہیں بس قیامت کے دن ظاہر ہونا اسرار و مدد کا  
 یعنی امانت کا اور نفس رسانی میں ہیں کچھ بعد زرفہ کہوں کہ زمین کو جو خزان کے دنوں میں دیکھے تو سارے  
 نباتات اسپن پوشیدہ اور مخفی ہوتے ہیں پھر جب موسم بہار کا پہنچتا ہی اور مہرہ کا باہی اسن زمین کے  
 اجرا میں ملتایا ہی اور اسکو نرم کر دیتا ہی پھر تمام پھل پھل جبین اسکی ظاہر اور نمود ہوتی ہیں بس ہی حالت  
 نفس کی ہوگی جب اس پر روح کا فیضان ہوگا عالم آخرت میں اور بعض نفسوں نے روح کو مہرہ برقیاس  
 کیا ہوا ہے ہیں کہ تجارت زمین اور دریا کے اوپر چرھتے ہیں جب طبقہ زمہریر کے متصل پہنچتے ہیں تو باہی  
 ہو کر برستے ہیں بس اس سے بھی تجارت کے ماڈ بکا اپنے مکان اصلی کی رجوع ثابت ہوا اور یہ ہل ان کے  
 اور جمع ہونے کی ہی عالم رد عانی کی طرف کہ سفر یعنی ٹھکانا اصلی اسکا تھا اور اسباب سے پہلا بصورت  
 ہوتا ہی آخہ تحقیق یہ بات کہ حق تعالیٰ پھر لائے ہر ان کے قادر ہی اور پھر لانا اسکا معروف ہی  
 اسرار ظاہر ہونے کے وقت ہر کہ وہ قیامت کا دن ہی لفظوں کفضل البتہ یہ بات کھلی دو تو کہ ہی  
 کچھ شبہ نہیں و ما هو بل کھڑک اور نہیں ہی یہ بات تھہلکی کہ دلیل قوی رکھتی ہو اور بطور حال  
 دلہن گزری ہو یا شعرا کے مبالغہ کی طرح کچھ اصل رکھتی ہو جسے کفار کہتے ہیں کہ وعدہ و وعید خسر و ن کے بت  
 اور جز کے دن کے بسے ہیں جسے ترکوں کو فرضی ناموں سے دراستے ہیں کہ شوخی کو مین اس طرح سے تعبیر بھی  
 اس لئے دراتے ہیں کہ دستور عالم کا خاسد نہ ہو جاوے اور زمین بدادر اعمال بیخ راجع ہو بس ازراہ تاملند

۲۰۵

سپاہِ عم      اَلْكَفَى      اَلْكَفَى      سِرِّهِ الطَّالِبِ

وعدہ اور عبادت اور ترمیم کرنے میں اور محبت میں ہے چہرین کچھ بھی نہیں ہیں اور انکا محال ہونا ثابت کرنے کو کافر جتین اور شیخ میان کرتے ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہی اَلْهَمْ مَسْخُوقِیْے کافر کہ قرآن کو کلام فصل نہیں جانتے بلکہ نزل سمجھتے ہیں یَکَیْذُکُمْ وَاَکَیْذُکُمْ اکر نے ہیں ایک داد یعنی تراکھ مضمون کے دفع کرنے کو شیخ پیدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ باتیں عقل کے خلاف ہیں نا عام لوگوں کے نزدیک نزل ہونا اسکا اثبات ہو جاوے وَاَکَیْذُکُمْ اکر نے ہیں بھی انکے مقابلے میں دو کو تراکھوں بطور کر کے تاکہ کلام فصل ہونا اسکا مدلل اور واضح ہو اسکا عام و خاص کے نزدیک ظاہر ہے کہوں کو حقیقت کہ کافر فرغ ہونے میں جزا اور حسرت اور توبہ کے شک کے شیخ لائے تھے تو جواب اسکا شک تھہ معلوم اور بدلون کے جزا اور حسرت اور توبہ کے تقدس میں صاف صاف نازل ہوتا تھا یہاں تک کہ جعل نہیں مفصل ہو گئیں اور کس طرح کا شک و شبہ نہیں ہرگز نہ نسبت انکا سبب ہوتے زیادتی ثبوت مطلب اور وضع مقصد اور وہ اسکا پیچھے اور غافل رہے اور یہی حقیقت ہے کہ یہ خبر یوسف کو طرز کر دے اور اسکا مطلب کا نقص یعنی التائب ہوا جو اسکا جزا جزا کہ حق تعالیٰ قادر ہی کہ اثبات مطلب کا عین ہوتی تباری اور خبر داری کی حالت میں کر دے لیکن یہ خبری کی حالت الزام دینے میں کمال محال اور ذلت انکی منظور ہوتی تہوں کہ وہ لوگ بھی ذلت اور محال دینے میں اسکا رسولوں کی ارادہ کرنے تھے اور حسب ہوا کہ ہونا کافرون کا اس وقتہ کہ وقت نزول وحی کا اور ادا لائل اسلام کا تھا اور طرح طرح کے شیخ لانا انکا اسلام عقیدہ بین گو یاد لائل اسلام کی ترقی کا موجب تھا اور جب تک کہ وہ زندہ ہیں اور شیخ لائے ہیں تو گو با اسلام کی دلیون کی ترقی میں کوشش کرتے ہیں اس سبب کہ حقیقت کار بیخبر ہیں سبب میں منفعت اور اسرار حکمت ہی نواہات کی دعا کرنا انکے واسطے اس وقت مناسب تھا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنگالی کے سبب چاہتے تھے کہ جلد ہلاک ہوں اسکا اشارہ ہوا نہ

فَیَسِّرْ لَکَ الْاِفْرَیْقَیْنِ یسیرت کے کافرون کو اور عبدی انکی بود عا میں نکر انکے شیخ کرنے کے سے نزول وحی کا اور جواب شیخ ہون کا ہے درپے ہنچتا ہی اور حقیقت شریعت اور دین کے اور احوال مشر اور نشر کے کا مشہر تحقیق اور واضح ہونے جاتے ہیں اور عبدی کے ظہور دین کا ضرب متفق ہو جاوے اور الزام اور حجت اور دفع مشہد کا اپنی نہایت کو پہنچے تو اس وقت تھکر جہاد اور قتال پر مامور کریگے اور تہ سے انھوں سے



انکو ہلاک کریں گے اَمِصْلٰہُمْ دُوۡیۡدًا فَرَحۡمۡتُہٗ دَعَا لَمُکُوۡمُوۡرَیۡہِۦمۡ ذٰلِکَ وَاٰتِیۡہِۦمۡ نٰسَۃً مِّنۡ اٰیٰتِہٖۡمُ الَّذِیۡہِۡمۡ یُکٰفِرُوۡنَ  
 فریب چودہ برس کے بھی وراس سے بن جہت سبہ کہ انکی خاطر میں گذرنا تھا کرتے تھے اور جواب اسکا پانے تھے  
 بعد اسکو فی شبہ انکے دل میں نہ تو غنا اور شرارت انکی ظاہر ہو گئی اور قابل سیادت اور تہیہ کے  
 ہوتے اور اتنی مدت کی مہلت دینے بن تختہ ہم ہی کہ یہ مقدار آدمی کے ہوتے بلوغ کا ہی کہ جب اس عمر کو پہنچا ہی  
 تو عقل اور بدن اسکا کامل ہو جاتا ہی اور قابل سیادت اور جزا کے ہوتا ہی بس ابتدا لعنت میں کے اور  
 عیب کا فرط کمزور کے کارکتے تھے کہ آہستہ آہستہ تعلیم اور سمجھانا شروع کیے مگر ان کا اور کامل کرنا اسکی نہ  
 دلائل میں اور جاننا جملانی برائی دین کے قواعد و انکی انکو منظور بھی اور دکھانا معجز و ان آیات بنات کا  
 اس مقدمے میں لغات کرنا تھا جب کہ اس مدت تک بھی بعض انہیں سے صلاح پذیر نہ ہوتے تو باوجود پرورش  
 کامل کے محتاج تا دیب اور نقد پر کہوتے تو بس علم ہوا اور افعال کا نازل ہوا

## سورۃ الاحقاف

سورۃ اعلیٰ کی ہی اور اس میں آیتیں اور بہتر کلمے اور دو سو ایک ہر حرف میں اور وجہ اسکی ربط کی سورۃ  
 طارق سے یہ ہی کہ اس سور میں بیان فرمایا ہی کہ نفس انبی کے واسطے تجلہ بان مقربین احمد نقالی کی  
 طرف سے اور اس سور میں یہ مذکور ہی کہ پیغمبر صلی احمد علیہ وسلم کے نفس کا احمد نقالی خود حافظ و  
 تجلہ بان ہی اس بات کہ علوم غیبی کی وحی کو فراموش کریں اور اس سور میں ان کی کیفیت کی ابتدا کا بیان  
 ہی کہ نطفہ اسکا کجاں سے آتا ہی اور کجاں کو جاتا ہی اور اس سور میں اسکی خلق کی ابتدا کا بیان  
 ہی کہ بعد کمال تربیت کجا صورت پکڑی ہی اور اس سور میں قرآن مجید کے اوصاف مذکور ہیں کہ اپنی ذہنی  
 وہ کلام اعجاز نظام کیا کچھ فریبہ رکھتا ہی اور اس سور میں بھی اوصاف قرآن مجید بیان ہیں بہ نسبت دیگر  
 کہ عمل کرنا سہر و جب نجات کا ہی اور منہ پھرانا آتے ہلاکت کا سبب ہی اور ان مصموذوں کو جو کچھ  
 کہ پس میں ربط ہی پورے پیغمبر نہیں ہی اور اس سور کا نام سورۃ اعلیٰ اس واسطے رکھا ہی کہ اولین اسکے  
 یہ نام اسما اللہی میں سے مذکور ہی اور حقیقت اس نام کی دلالت کرتی ہی اس بات پر احمد نقالی

جہاد کے علم کی تعلیم



مرج ہی ہر کمال کا ابتدا ہے، اس کمال کے ۱۰۰ انتہا میں بھی میں مجھ اس کمال کے کہونکہ عالی ہونا مرتبے کا مختصر  
 ہی دو قسم میں ایک قسم علو بہت کا ہی یعنی کمال وہ دن سے شروع ہوتا ہی اور دوسرا قسم علو نہایت کا کہ  
 کمال وہ دن انتہا کو پہنچتا ہی اور جو کہ دونوں قسموں کو جامع ہی وہ اعلیٰ ہی اور جو حق تعالیٰ کو اس  
 نام سے مذکور فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس کے بخشے ہوئے کمالات کہ ہرگز نقصان نہیں آتا ہی والا علو مرتبے  
 میں اس کے ابتدائیں یا انتہا میں قصور لازم آوے بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فوراً ذکر سے  
 اس نام کے نسلی خاطر کی حاصل ہوا اور جو دغدغہ کہ خاطر مبارک میں آتا تھا بالکل زائل ہو جاوے اور اس  
 سورہ کے نازل ہونے کا سبب اس طور سے بیان کیا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر برتری بری  
 سورتیں نازل ہونا شروع ہوئیں اور بیحد بے حساب غیب کی طرف سے جبریل علیہ السلام کے  
 واسطے سے علوم نازل ہونا شروع ہوئے تو خاطر مبارک میں اس کی بہرہ دغدغہ طبعی ن کرتا تھا کہ میں تو اتنی  
 محض ہوں یا در کھنڈان الفاظ اور ان معنوں کا بغیر لکھنے اور کتابت کرنے کیلئے مجھ سے کیا ہو سکیگا مبادا کہ  
 بہت سی چیزیں اس میں سے بھول جاؤں اور رسال کے مقدمے میں نقصان واقع ہو جاوے بس  
 حق تعالیٰ نے انکی خاطر مبارک کی تسلی کے واسطے یہ سورت نازل فرمائی اور اس سورے میں  
 خوشخبری دی کہ جناب خداوندی خود تیری استاد ہی فرماوے گی اور تجھ کو سب سے بھولنے کا خطرہ ہرگز  
 نہ چاہئے کرنا اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سورہ کو  
 بہت دوست رکھتے تھے اور وتر کی پہلی رکعت میں اور جمعہ کی پہلی رکعت میں اس سورے کو اکثر پڑھتے  
 تھے اور سلف کے لوگ بھی اکثر تہجد کی نماز میں اس سورہ کو پڑھتے تھے اور اسکی برکت کے امیدوار رہتے تھے  
 اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب آیت فسبح باسم ربك العظيم نازل ہوئی تو آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس تسبیح کو اپنے رکوع میں مقرر کر دینے رکوع میں سبحان ربی العظیم کہو  
 اور جب آیت سبح اسم ربك الاعلیٰ نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس تسبیح کو اپنے سجدہ میں بجالا دینے سجدہ میں سبحان  
 ربی الاعلیٰ کہا کرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہی کہ جو شخص سبح اسم ربك الاعلیٰ پڑھے  
 تو جائے کہ اس کے ساتھ ہی سبحان ربی الاعلیٰ کہے تاکہ فرمان برداری امر الہی کی ادا ہو جاوے



### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سبح اسم ربك الاعلیٰ ہاں سمجھنا کہ ہاں پروردگار کے کرب و بھون سے اور بجا ہی اس میں جگہ جان لیا  
 چاہے کہ ہاں جاننا نام کا اکثر مفردوں کے نزدیک کنایہ ہی ہاں جلنے سے ذات کہ ہوں کہ عرب کا قاعدہ  
 ہی کہ تعظیم اور ادب کے مقام پر ذات کو نام کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں چنانچہ عرف میں سہوہی کہ ہاں ہوں  
 امیروں کے حضور میں عرض کرتے ہیں کہ حضور کے نام سے یہ کہام ہوا اور فلا نفلہ نفع ہوا اسل اگر سچ  
 رہے کہ فرماتے تو یہ رعایت تعظیم اور ادب کی حاصل ہوتی دوسرے یہ کہ ذات کہ حق تعالیٰ کے سوا  
 حق تعالیٰ کے کوئی نہیں جاننا پس ہاں جاننا اسکی ذات کا ہی ہی کہ ناقص اور بے ادبی کے ناموں کو  
 اسکی ذات ہاں کی طرف نسبت نکرے اور حق تعالیٰ ذات کہ ہاں کے جاننے کے معنی جعفر کہ شریعت میں  
 وار وہیں ہے کہ اجمال کے طور سے سمجھ لیجئے حق تعالیٰ کی ذات ہاں ہی عقل اور دم اور اور اس سے برتر ہی  
 اور کوئی نالایق صفت اور نقصان اور عیب اسے جاہ و جلال کے سر پر دون کے گرد نہیں چھٹکتے  
 اور تفصیل سے بھی سمجھ لیا جاتے کہ وہ ذات ہاں نہ جو ہر ہی نہ جسم نہ عرض اور کل اور بعض کو اس میں گنجائش  
 نہیں اور صورت اور ہمت اور حد اور نہایت اور مکان اور مجلس کی قیدیں ہرگز اسکو لاحق ہیں ہوتی  
 ہیں اور نہ کوئی چیز اتنے مشابہت رکھتی ہی اور نہ وہ کسی چیز سے مشابہت رکھتا ہی بس مثال اور شریک سے  
 اور جو دو بچوں سے اور کھانے اور پینے سے اور جو چیزیں کہ حدوت اُنکو لازم ہی یا موجب زوال افضائی ہیں  
 وہ ذات ہاں اُن سب چیزوں سے ہاں اور ہر ہی آواہک گروہ نے بغیر دن کجا ہی کہ جیسے  
 امرہ تعالیٰ کی ذات کہ ہاں جاننا فرض ہی اسی طرح سے اسے ہاں ناموں کی بھی تعظیم اور غوت و کرم  
 ہی بس اس آیت میں کس واسطے اس کے ناموں کا ہاں رکھنا مراد ہوا اور امرہ تعالیٰ کے ناموں کو ہاں رکھنے  
 سے یہ ہیں کہ اسے نام کو ایسی چیز پر جو نقصان اور عیب پر دلالت کرتی ہو نہ نہیں اور اسے نام کو اسکی  
 غیر ہر جا ہی نہ کریں اور ذکر اس جناب ہاں کے ناموں کا تعظیم اور طہارت اور حضور قلب اور کمال اور جبر سے  
 سجالاتین نام کہ تصفیہ قلب کا حاصل ہوا اور اچھا چل پادیسے اور ظاہر یہ بات ہی کہ اعلیٰ رب کی صفت ہی

کہو نہ کہ آگے کی صفیٰ جیسے الذی خلق ضوی اور سوائے اسے نسبت کی صفیٰ ہیں نہ اسم کی اور بعضہ صوفیہ  
 کرام نے فرمایا ہے کہ اعلیٰ صفت ہم کی ہی اور وہ اشارہ ہی ایک مسئلہ کی طرف تصوف کے مسئلوں  
 میں سے کہو نہ کہ اہل تصوف کے نزدیک مخلوقات الہی سے ہر مخلوق کا ایک رب ہی اسماء الہیہ سے کہ اس  
 مخلوق کی قیوم کا مبداء اور اسکی کمال کی نہایت کا مرجع اور اسے معر کا شتی ہی اور روح محمدی علی صاحبہما  
 الصلوٰۃ والسلام کہ سب مخلوقات کے کمال ہی اسکا اسم اعلیٰ ہی اور وہ عبارت ہی اس ذات سے  
 جو جامع ہی سب کمال کی صفیٰ اور ہے اس اسم کی تسبیح کے یہ ہیں کہ اسوقت سے تبحر ذکر اور نظر کرنے  
 غیر کی طرف اپنے کو بچاتا ہے تیری ذات پر کلمات خانیہ سبکی ب روشن فرماؤں کہ استعداد نام قبول  
 کرنے کو کلمات الہی کے سوائے ذات محمدی کے کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہی اور تسبیح ہر چیز کی کہ اس  
 چیز کے ساتھ خاص ہی وہ تسبیح ایک اسم کی ہی اسماء الہیہ سے کہ وہ اسم برقی اس چیز کا ہی اور مرجع اس چیز  
 کمال کا حاصل کلام کا یہ ہے کہ لانا اس اسم کا اس مقام پر اس فائدے کے واسطے ہے کہ کمال کا ہی  
 اس میں اسبات کا خوف منکر کہ کبھی اس میں نقصان دہل پاؤں کہوں کہ تیرا پروردگار وہی ہی اعلیٰ کہ مبداء  
 اور مرجع ہر کمال کا ہی اور ہر چیز کو اسے لائق کمال کے درجے کو پہنچا دیتا ہی اور اسے کام نیک اور تربیت میں  
 ناتمام نہیں رہتے جہاں کو اپنی دینے کو اس مطلب کی اور ثابت کرنے کو اسبات کے کہ امدہ تعالیٰ مبداء اور مرجع  
 ہر کمال کا ہی تین صفیٰ دوسری یا دفرمائے ہیں کہ الذی خلقہم ہی یعنی پروردگار تیرا وہ ذات ہے  
 ہی کہ پیدا کیا ہر چیز کو پھر پورا کیا اور معتدل بنایا حاصل ہے ہی کہ پیدا اس کو ہر چیز کی بہ اعتبار خواص و نقصان  
 اور ان فائدوں کے جو اس چیز سے منظور ہیں کمال کے درجے کو پہنچا دیتا ہی اور ایک خاص مزاج کہ ان کمالوں کو قبول  
 کرے اور وہ صفیٰ اور فائدے سے اُسے ظاہر ہوں اسکو بخش ہی جہاں جہش شخص جو نام کی قسموں کو  
 انسان اور کھتی لیکر پھر اور توتک غور کرے اور اسی طرح سے نباتات اور معادن کو دہبان کرے تو  
 یقینی جان لے کہ ہر چیز کو اس چیز کے فائدے اور صفیٰ حاصل ہونے کا اسباب عنایت فرمایا ہے نہ  
 وَاللّٰہُ فِی قَدْرٍ ھَدَّیْ اُو تیرا پروردگار وہ ذات پاک ہی کہ اندازہ فرمایا ہی ہر شخص کی اسے  
 ایک کمال کو پھر وہ بتائی ہی اسکو اپنے کلمات حاصل کرنے کی یہاں تک کہ بچھو اسکے کھیت میں ہی سے

باہر نکلنے کی اہام فرماتا ہی اور بہت نکلنے کے ساتھ ہی دودھ پینا اور رونے سے اپنا حال ظاہر کرنا  
 اسکو اہام ہوتا ہی اور ہرگز کو مادہ برحت کرنا اور ہانی میں تیرنا اور کٹے باٹولی کا پہچاننا اور دوسرے  
 معاش کے کاموں کی مصلحتیں غیب سے یقین ہوتی ہیں اور شہد کی کھچی کو مُنڈ کسی فن میں کا مل کیا ہی گھیب  
 اور غیب طرح کے گھربنا ہی ہی پھر اس میں سے شہد نکالتی ہی اور کہتے ہیں کہ سائب جا رن میں ہوا کی  
 سردی سے اندھا ہو جاتا ہی پھر جب ہمارے دن آئے ہیں تو سونف کے درخت کی طرف جاتا ہی اور  
 اپنی آنکھوں کو اس کے پتوں پر ملتا ہی یہاں تک کہ اسکی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور جو کچھ کہ امورات  
 جانور دن اور حشرات کو معاش کے اسباب حاصل کرنے میں اور تو والد اور تناسل اور دوسرے امورات  
 ضروری کے واسطے اہام ہوتے ہیں سو یہ سب احوال کتاب عجائب المخلوقات میں خوب تفصیل سے لکھے  
 ہیں اور حکماء کہا ہی کہ ہر مزاج متعدد ایک قوت خاص کا ہی اور ہر قوت قابل ایک کام معین کے  
 ہی اور تقدیر اس سے عبارت ہی کہ اجزا کو حکم اس طور سے بنا دیں کہ ایک قوت کے قبول کرنے پر  
 متعدد ہو اور ہدایت عبارت ہی اس قوت کے فیض دینے سے تاکہ مصدر اس میں کام کا ہو جاوے  
 اور ان دونوں تصرفوں سے صلاحیت عالم کی منظم کی ہی وَالَّذِي اَخْرَجَ الْمَرْعٰی اور پروردگار  
 تیرا وہ ذات ہی کہ اپنی قدرت سے ایسی چیز نکالی ہی کہ اسکو جانور چرتے ہیں جیسے گھاس کہ بہائم  
 اور وحوش اسکو کھاتے ہیں اور طرح طرح کے پھول اور ریحان کہ شہد کی کھچی اور شکر خورہ اور  
 دوسرے پرنڈ اسکو غذا کرتے ہیں اور طرح طرح کی کھیتیاں اور میو اور پھل کہ آدمی اور بعض جانور اس  
 کھانے سے فائدہ مند ہوتے ہیں جَعَلَهُ غَنَاءً اٰخِرٰی پھر کہ ڈالا اس کھیتی کو خشک سیاہ کہ جا رہی  
 خشکی اور سردی کے سبب سے رطوبت اور تراوت اسکی جاتی رہتی ہی اور خشک اور سیاہ ہو کر ذخیرہ  
 کرنے کے کام میں آتی ہی کہ نایابی کے وقت میں کام آوے اور یہاں پر سمجھ لیا جائے کہ اسباب کے ثابت  
 کرنے کو کہ پروردگار عالم کا سبب پنچون سے اونچا ہی اور مرجع ہر حال کی ابتدا اور انتہا کا ہی ان  
 تینوں صفوں کو اختیار فرمایا ہی اور کجہ اسکا یہ ہی کہ تمام عالم میں حال تین قسم ماہر نہیں ہیں کہونکہ  
 ہر شی کا کل یا اپنی ذات میں ہی یا غیر کے نفع کے واسطے اور حال ذاتی یا باعتبار جسم اور ظاہر

سہارن عم      الرقہ      رتعا      الکریمہ      سورۃ الاحقاف

ہی یا باعتبار روح اور باطن کے بس کمال ذاتی کے ثابت کرنے کو کہ تعلق جسم و ظاہر سے رکھتا ہی ؛  
 الذی خلق فسوی لایا لیا اسو بسطہ لہید کرنے میں ہر چیز کے رعایت جسم اعتدال کی اور نسبت  
 اعضا کی اور برابر کرنا تھکا تھکا سے اور کان کا کان سے اور آنکھ کا آنکھ سے اور بانوں کا بانوں سے  
 کمال زیب و زینت کے ساتھ ظاہر اور موجود ہی اور ثابت کرنے کو کمال ذاتی کے کہ روح سے تعلق رکھتا ہی  
 والذی قدر مہدی لایا لیا بکون کر اور و احسن استعداد کے انداز کو مختلف کرنا بھر موافق استعداد  
 راہ دکھانا تاکہ اس کمال کو کہ اسکی استعداد کے لائق ہی حاصل کرے یہ بھی آنکھوں کے روبرو نظر آتا ہی  
 اور ثابت کرنے کو اس کمال کے کہ غیر کے نفع سے نفع نہ رکھتا ہی والذی اخرج المرعی فجعلہ فناء  
 آسوی لایا لیا بکون پیدا کرنا جانور دن کی گھاس کا اور آدمیوں کی غذا کا اور طرح طرح کی خوشبو بونگی  
 اور لبانوں اور دواؤں اور زہروں کا اور ایک وقت میں تک انکو رطوبتوں اور طراؤن سے برہا  
 اور بعد کے خشکی اور سردی کے سلسلے کرنے سے زیادتی رطوبتوں کو ان سے دور کر دینا تاکہ مدائن رہنے  
 سے ششہ نہ پادین اور ذخیرہ ہو سکیں ایک دلیل قوی ہی ابتدا اور انتہا پر اس کمال کے اور جو معلوم ہوا  
 کہ حق تعالیٰ رب علی ہی کہ مرجع ہر کمال کا ہی ابتدا میں بھی اور انتہا میں بھی اور جھکو اسکی نام کی تسبیح سے  
 تیری مناسبت اس مناسبت حاصل ہوئی آپ اپنے کمال کے نقصان اندیشہ نہ کر کہونکہ سُبْحٰنُكَ  
 اَمَّ اَبْجَحْلُو تَرَهَا وِیْطَ اَخْرَان اور بے انتہا علم جھکو تعلیم کرینگے لائق آن سے نکلنے ہیں اور تصفیہ اپنے طلب  
 اس تسبیح سے کہ تا رنگ آلودہ ہو جائے فلا تنشی چہرہ گزندہ جو لیگا تو اس سے کہ تیری استعداد تصفیہ  
 طلب کے سبب کمال کو پھیلے اور کوئی رنگ غیب کے فیض کو حجاب نہ ہو سکیگا اَلَا مَا شَاءَ اللهُ یُنْزِلُ  
 چہرہ کو علوم غیب سے جو تیری استعداد کے لائق ہی اور میثاق کے دن جو استعداد دینی تقسیم کا وقت تھا  
 تیرے حصے میں پہنچی ہی ہرگز نہ بھولے گا گروہ جو امدد تقالیٰ چاہی اور حکمت اسکی نے تقاضا فرمایا ہی  
 کہ تیرے دل سے اس جہان میں بحول جاوے تاکہ قیاس کے دن مقام محمود کے حاصل ہونے کے واسطے  
 ذخیرہ ہو کہ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہی کہ مقام محمود میں جھکو اس طرح کی عہد دینا امدد تقالیٰ  
 تعلیم فرمایا لگا کہ اس وقت جھکو یاد نہیں ہی اور بے شبہہ وہ حامد استعداد میں بھرت صلی علیہ وسلم

داخل تھے اور عالم دینی بنی اللغات اجمالی ان حمدوں پر رکھتے تھے کہ کیا کہ اس دنیا میں ایک حکمت واسطے انکو  
بھلا دیا تھا اور بعضی قرآن کی آیتیں کہ سببہ مبارک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نحو ہو گئیں تھیں اور  
محول گئی تھیں وہ بھی ماست اللہ میں داخل ہیں بلکہ عیلاما بھی ایک طرح کا منوح کرنا ہی چنانچہ سورہ  
بقرہ میں فرمایا ہے کہ ما ننسخ من آیتنا و نفضلہا نأت بخیر منہا او مثلہا لکن اتنا نسخہا لیا جائے کہ عیلاما دنیا  
اس وقت علامت منوح ہو چکی ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سببہ مبارک سے اور ساری امت کے  
ماریوں کے دل سے نحو ہو جاوے والا حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار نماز کی قرأت  
میں ایک آیت چھوڑ گئے پھر بعد نماز کے آتی بن کعب سے پوچھا کہ میں اس سورت میں کوئی آیت چھوڑ گیا ابی رضی اللہ عنہ  
عرض کی کہ ہاں غلطی آیت رہ گئی فرمایا کہ مجھ کو بنا فی لکون نہیں ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں سمجھا کہ یہ آیت  
منوح ہو گئی فرمایا کہ نہیں میں ہی چھوڑ لیا تھا اور اگر منوح ہوتی تو میں کو خبر کر دیتا اِنَّا لَا نَعْلَمُ الْغُیُوبَ مَا لَمْ یَخْفَ  
تجسس وہ اللہ تعالیٰ ماننا ہے ان کالوں کو جو مجھ میں ظاہر ہیں اور علوہ کر اور ہر ادنیٰ اعلیٰ شکوہ کھتا ہے  
اور جانتا ہے انکو جو کہ خفیہ تھی استعداد کی تہہ میں پوشیدہ ہیں اور اپنے وقت پر مصلحت کے  
موافق ہر شے کی سے فعل کی طرف ظہور کرینگے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے استاذی سے مستفی  
بخش تھی تاکہ حفظ قرآن سے انکا دل فارغ ہو اور جان لین کہ یہ ہر بودہ بے شک اور شہ بہ عیلاما والا ہے اور یہ  
بانت اس طرح کی نہیں جسے دوسرے انون کے استاذ کسی شخص کی تعلیم کے دینی ہوتے ہیں اور وہ شخص  
بعض عارضوں کے سبب نافرہ جانتا ہے اور دوسرے علون کی حفاظت بھی انکی خاطر جمع فرماتا ہے  
وَلَیْسَ لَکَ الْیَسْرَکَ اِنَّ اِسْرَکَ اِن کَر دیتے ہم تجھ پرستی کی راہ چلا کہ اللہ کی طرف کے راستوں میں سے بہت  
سزا دہاک کار استہاری معرفت بن بھی اور عبادت بن بھی اور ملک اور ملک کی سیاست میں بھی بسن جو چاہے  
کہ ان تینوں چیزوں سے متعلق ہیں نواری کے مانند نیبے دل سے جوش مارینگے اور ان علون کے حاصل کر نہیں  
کچھ محنت اور منت ہی نہ کھچکا اور کسی کتاب اور دوسرے العمل اور رشتہ دار رسد کا دل بھی محتاج نہ ہو گا پھر  
جب حقیقت میں بات یوں ہی تو جھگڑا کرے میں فراس اور دوسرے علون کے سامنے اور کوشش ضرور نہیں  
ہی بلکہ جھگڑا جائے کہ دوسرے دن کو انکے جھوٹے عمل یاد دلاوے اور کال مل ہونے سے کال کر تکی طرف

سبأ عم  
الرفق  
الكره  
الكره  
سبأ عم

رجوع کرے کہ ہم نے بھلو محصلت کی بجیل کی محنت اور رخ کے واسطے بھیجا اور تیری تکمیل ہمارے ذمے ہے  
ہی چنانچہ فرمانے ہیں فَذَكَرْنَا نَفْعَتِ الذِّكْرِ يَا مَعْزُومًا وَلَا الْغُرْفَةَ كَرِهَ يَدُ وَلَا نَا وَرِضِصَتْ كَرِهَ نَا  
تاکہ تیرا کمال متعدی ہو جاوے اور ہزاروں آدمی تیرے رنگ میں رنگ حادین یہاں پر ایک سوال ہی جواب  
طلب کہ اکثر معاصی سے رنج و تاب میں ہیں وہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب تذکیر اور وعظ  
اور پسند و بنا ہی خواہ کوئی قبول کرے یا لکرے پھر اس شرط کو کہ دل سے برہا یا ہی یہاں تک کہ بعضے نے  
مفسرین نے کہا ہی کہ مراد الہی ہے کہ ان نفعات الذکر ہی وان لم نفع بس ایک قرینہ کو محذوف رکھا ہی  
چنانچہ دَبِّ الشَّادِقِ اور مَسْأَلِ قَبِيكُمُ الْعَرَبِينَ بیان ہی اور دوسرے جواب بھی اسی قیاس سے ذکر کئے  
ہیں اور تحقیق مقام کی یہہ ہی کہ تذکیر اور مواعظت اور پسند و نیا سے سب مشروط ہیں قبولیت کے ملنے کے ساتھ  
اور منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکیر اور وعظ ہر شخص کا نہیں ہی ہاں علم الہی کا پہنچانا  
اور دانا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تاکہ الزام محبت کا ہو اور عذر جہل و نادانی کا نہ رہے انما بسبب شخص کے ضرور  
ہی لیکن اسکو تذکیر اور مواعظت نہیں کہنے ہیں اور سورہ فاشیہ میں قول صریح ہی کہ الا لمن قولی وکفر  
استثنا ہی فَذَكَرْنَا سے تو اتنے صراحت ہی شرط ہو بھی جاتی ہی اور یہہ بات بھی ہو سکتی ہی کہ یہ شرط  
امر کی تاکید کے لئے ہی تذکیر کے واسطے یعنی اگر کسی کو تذکیر نفع کرے تو بھلو تذکیر کرنا چاہئے اور یقین ہی  
کہ تذکیر البتہ عالم میں کسی کو نفع کرے گی گو ہر کسی کو نفع نہ کرے بس گویا معلق ہونا ایک شے کا ایسی چیز  
ہو اسکا واقع ہو نا ضروری ہی کہ یہہ امر موجب تاکید کا ہی چنانچہ حدیث صحیح میں ہی کہ قَدْ كَانَ فِيْمَنَا  
قَبْلَكَ مِنْ اِلامِ مَحْدٍ قَوْمٍ فَاِنْ يَكُ فِي اَمْتِي اَحَدٌ فَاَنْتَ عُمْرٌ اَدْرِيهَانَ بِرَدِّ سَوَالِ دُوَسْرَةٍ مَعِي  
تفسیر و تبیین بیان کرنے ہیں سو وہ سوال معہ جواب لکھے جاتے ہیں اول تو یہہ ہی کہ معلق کرنا کسی شرط  
اس شخص کے واسطے جائز ہی جبکو کام کے انجام کی خبر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ تو علام الغیوب ہی اسکی  
کلام میں تعلیق کے کلبا معنی ہونگے اسکا جواب یہہ ہی کہ انبسیا کی دعوت اور مبعوث ہونا سب ظاہر کی  
چیزوں کے واسطے ہی پسندیدہ چیزوں کے واسطے نہیں ہی اسکی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت  
حضرت اسلام پر انکی حرکتوں میں کہ ظاہر میں بری تھیں اور باطن میں اچھی گرفت فرمائی اور حضرت موسیٰ



عبد السلام کو بھی فرعون نے تم کلام ہونے میں ارشاد دیا کہ اے لہ فو لا یسأل علیہ لہ یبذکر او یخشی  
یہ فرعون سے کلام نرم کر دشا یہ کہ وہ نصیحت قبول کرے یا خدا سے ڈرے حالانکہ علم الہی میں مقرر تھا کہ وہ  
نصیحت قبول نہ کرے اور حق تعالیٰ سے نہ ڈرے اور کبھی کہ وہ عطا کا نام نہ کرے کہ واسطہ رکھا حالانکہ عرب کی نصیحتیں  
تذکرہ میں یاد دلانے کے ہیں اور یاد دلانا اس حیرت میں ہونا ہی کہ اول سے معلوم ہو لیکن فی الحال قبول ہی ہے جواب  
اسکا یہ بھی کہ دین کی خوبی اور اہمہ فعلی کی عادت اور توحید اس بات باک کی غفلت میں ہی آدم کی ہوئی  
اصل صحت گزری ہو چکا ہے فرمایا ہی فطرۃ امدہ التي فطر الناس علیہا بس گو یا ہر شخص کی ذات میں جن  
کاموں پر علم حاصل تھا لیکن سب پیدا ہونے سے موانع کے قبول گیا تھا اب وعظ اور نصیحت ہنجرہ کی ان اسس  
بھولے ہوئے علم کی یاد دلانے کے واسطہ ہی ایسی نصیحتیں عطا لے کہا ہی کہ ارواح بنی آدم کی ان حیرتوں کو  
کہ جاننا ان کا ضروری ہر جن کے تعلق سے پہلے جانے ہیں جو اس دنیا میں آئیں اور دین کی تدبیر میں مغول ہو گئے  
تو وہ سب بھول گئے جیسے کمال برہا ہے کی حالت میں کہ تدبیر دین کی شکل بر جاتی ہی تو بھلی یاد دلاتی بھول  
جاتی ہیں بس انکو بھی معلوم با تین جو بھول گئے ہیں انبیا اور واعظ یاد دلانے ہیں جہاں اس حدیث سے کہ  
الارواح حود و مجتہد ما تعارف فیہا التکلف و ما تئا کرہا الحالف یعنی سب دریں مثل کئے  
ہیں لگتا کہ کئی کئی جیسے بچان وہ ان لگاتے دُنبا میں آسپس محنت ہوتی ہی اور حسہ بچان ہنر انہیں  
محنت ہیں ہوتی بھی کوشش بات کی آقی ہی آورا غلاطوں حکیم سے بھی ہی منقول ہی کہ اسے شاگردوں سے  
کہتا تھا فی لست علیکم ماکنتم مھلون ولکی اذکرکم ماکنتم نعلون بے شک میں مگر ہنر سکھاتا جو نگو ہن  
معلوم ہی دیکھن یاد دلاتا ہوں میں تم کو جو تم سے نھے اور جو جان فرمایا کہ بھلو خلق اتمہ نفع کے واسطہ بلکہ نہا ہا  
اب جان اس شخص کا جو بھو بھری مدیر سے فائدہ ہوگا فرمانے ہیں سب کچھ کرین یعنی اسے جادو لگا سکا کہ آدھری چکر بھول  
العموم نصیحت لرنافرض ہی بلن ہر شخص کو اُسے فائدہ ہوگا بلکہ نفع اسکا استعداد کی شرط کے ساتھ  
مشروط ہی ایسی نصیحتیں کہا گیا ہی بیعت اصل استعداد شرط صحبت است مرد چون کہ اور است عنک لعتبت  
اور علامت خدا کے خوف کی دل کا نرم ہونا اور سلامت رکھنا جان کا بہودہ اور لوح با تون سے مصاحبوں کی  
تاکہ نورانیت اور صفائی روح کی خلقت اور کہ اور سے بدل نہ جاوے اور نبوت کی شعاع سے روشنی قبول کرے

دین کی عقل اور عبادت  
اور جو چیزیں ہی اور اس  
تخلی میں ہوتی ہی

سپاہِ عم      الرَّفْعُ      اللَّهُ      الْكَرِيمُ      سورة الاحقاف

اور بعض مفترون نے اس آیت کے معنی لوں کہے ہیں کہ بار بار نصیحت کر اگر ایک مار کی بھی نصیحت سے نفع  
 کیا ہو کہ تو مکہ جلد وہی بوری نصیحت پکڑیگا جو کہ ایک ہی بار نصیحت کرنے میں خدا سے ذرا بس اس صورت میں  
 اشکال ہی بالکل جاتا رہے اور علامت ہی اس شخص کی کہ اسکو نصیحت نفع کرے بیان ہوگئی اور تعجب کا باب  
 کہ تکرار کے معنوں پر دلالت کرتا ہی ان معنوں کے ساتھ نہایت مناسب ہو گیا و اعدا علم اور حج فائدہ  
 لیے والوں کی نصیحت کے بیان سے فارغ ہونے تو اب فائدہ نہ لینے والوں کا بیان فرماتے ہیں وَ سَيَجْعَلُهَا  
 اسْتِقَىٰ. اور کنارہ پکڑیگا اس نصیحت سے وہ شخص جو برابر بد بخت ہی اور حقیقت میں وہ شخص وہ ہی کہ کچھ  
 خدا کا خوف نہیں رکھتا ہی اور عداوت اور غنا کی راہ سے کفر کرتا ہی بس حقیقت کلام کی اس طرح سے  
 غبی کہ ویجذبہا من لا یحشی لیکن اس بات کی آگاہی کے واسطے کہ جو شخص خدا کا خوف نہیں رکھتا ہی  
 نہایت بد بخت ہی اس واسطے اشقی کو من لا یحشی کی جاے ہر لائے ہیں اب یہاں پر سمجھ لیا چاہئے کہ آدمی کی  
 شقاوت یہ ہی کہ عمل اور اعتقاد اسکا درست نہ ہو اور جسکا عمل نادرست ہی اور اعتقاد درست ہی وہ بھی تقی  
 ہی لیکن جو شخص کہ اعتقاد بھی فاسد رکھتا ہی اسے بھی زیادہ بد بخت ہی پھر اگر کوئی تصور کے اعتقاد میں  
 جہل بیٹھ کے سبب ہی یا مالوفت اور تقلید کرنے سے کسی مذہب کی مذہب باطلہ سے تو اسکو ممکن ہی کہ نیک  
 نصیحت اور مرشد کے سمجھانے سے راہ پر آ جاوے اور جو شخص اسکا اعتقاد بسبب عناد کے نادرست ہی  
 کہ دیدہ و دانستہ انکار حق کے کئے جاتا ہی اور ایک پر احجاب کثیف اسے استعداد کے آئینے پر پیدا ہوا  
 ہی کہ ہرگز تعلیم سے معلم کی اور ارشاد سے مرشد کی اصلاح اسکی ممکن نہیں رہی ہی اور بد بختی کا نہایت کلمہ  
 پہچا ہی لا یفعل الا بائنا واللذرا سنی کی شان میں ہی اور اس آیت میں مراد تقی سے وہی ہی اور انجام  
 اسے کام کا یہ ہی کہ الَّذِیْ یُصَلِّی النَّارَ الْکُبْرٰی یعنی یہ شخص وہ ہی جو داخل ہو گا بری آگ  
 میں نہ اسکا وصف سورہ والیل میں ہی جس جاے پر کہ فرمایا ہی فَاذْکُرْ نَارًا تَلْفِظٰی اور وہ ایک  
 آگ ہی نیچے کے طبقے میں دوزخ کے کہ ساتواں درجہ ہی اور فرعون دالے اور اس امت کے منافق  
 اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مانند یکے ملکر اسی طبقے میں ہونگے اور دوسرے طبقوں کی آگ سے سورتس  
 میں ہت تیز ہی اور ہر چند کہ حدیث تریف میں دار وہی کہ نَارُ کَھْذَ جَزْءٍ مِّنْ سَبْعِیْنَ جَزْءٍ مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ

دنیا کی آگ سے بڑھ کر  
دنیا کی آگ سے بڑھ کر  
دنیا کی آگ سے بڑھ کر

کھن مثل چرھا یعنی بہ دنیا کی آگ شہوان حصہ ہی دوزخ کی آگ سے گرمی میں بس دوزخ کی آگ کی  
 اصل نسبت دنیا کی آگ کے بہت بڑی بزرگ ہے اس کے واسطے جس بصری رخسارہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نار کبری  
 جہنم کی آگ ہے اور نار صغریٰ دنیا کی آگ ہی لیکن جو آگ کہ ان کے در کے ہیں ہی بہ نسبت دوسرے دونوں کی  
 آگ کے چھم کی آگ کا علم رکھتی ہے دنیا کی آگ کی نسبت بس اتنی کبریٰ حقیقت میں رہی آگ ہی  
 اور سب اس آگ کی گرمی کی زیادتی کا بہ نسبت دوسری آگوں کے اس مثال سے سمجھ لیا جائے کہ دنیا کی آگ  
 سرد ملک میں عین سردی کے موسم میں برف پر نیکی حالت میں سردی کا کام میں مشغول ہونے کے وقت  
 جیسے ملاحی اور تغائی علیٰ الخصوص ترہا ہے بن اور مزاج ہی سرد ہو جیسے پورے عالمی مزاج اس قدر نوزش  
 رکھتی ہے کہ اسکا تحمل بن برہین ہو سکتا ہے وہی آگ گرم ملک میں عین دودھ کے وقت گرمی کے موسم میں  
 گرمی کے کام میں مشغول ہونے کے وقت جیسے باورچی گرمی اور نان پزی علیٰ خصوص جو ان صفوای مزاج کو  
 کہ روزہ دار بھی ہوا اور تپ بھی گرمی ہو تو قیاس کیا جائے کہ کتنا فاد رکھتی ہے بس اس قیاس پر ثابت  
 اس آگ کی گرمی کا دوسری آگوں کی گرمی سے قیاس کر لیا جائے والعیاذ باللہ من کل اصفانہ الالہ اور  
 جو دنیا میں ہر صفت کے آدمی کو پیش آتی ہے نہایت اسکی یہ ہے کہ موت کو پہنچا دیتی ہے اور موت موجب  
 خلاصی اور راحت کا اس صفت ہے جو جاتی ہے اور اس بد بخت کو اس راحت سے محروم رکھا ہے کہ ماؤد  
 ایسی گرمی کی شدت کے ہلاک ہیں ہوتا ہی چنانچہ فرماتے ہیں کُفْرًا لَمْ يَمُوتْ فَمَا بَعْدَ مَا جَاءَ مِنْهُ  
 شدت کے اور دراز ہونے مدت کے نہ مرے گا اس آگ میں کہ سب مرنے کے جسم اسکا اس بلا سے علیحدہ ہو جاوے  
 اور روح اسکی اس دکھ سے نجات پاوے کہوں کہ دنیا اس عالم کے بد بختوں کی ایسی ہیں کہ روح اسے  
 عدا ہو سکے اور عید آسین بہ ہی کہ احکام روح کے اس عالم میں بدن پر غالب ہونے اور بدن حکم  
 روح کا پیدا کرنے اور روح کا معدوم ہونا محال ہے اس کے دنیا میں ہر ضد کہ مخین سخت اور مصیبتیں  
 نے انتہا پیش آتی ہیں لیکن روح خدا ہیں وہ فی ملکہ نہایت میتراری اور دکھ سے بدن کو چھوڑ کر چلی جاتی  
 ہے اور جو دکھ بدن علم ارواح کا پیدا کریں گے تو بجز ناترکیب کا بھی اُسے غیر ممکن ہو گا و کایمصحی  
 اور نہ جسے لاکہوں کہ اسکی روح ہمیشہ دکھ اور عذاب میں ہی یہاں تک کہ موت کی آرزو کرنے لگے اور موت

زنداوی کی اور اس قسم کی زندگی حقیقت میں زندگی کافی ہیں ہی ہے۔ عمر جو خوش گذرد زندگی خضر کم ہے  
 اور بنا خوش گذرد نیم نفس بسیار است۔ بس بپوست اُنک بدن کا آگ کی تاثیر سے جل جاوے گا اور روح کے  
 نعلے کے سبب آنا فانا دوسرا دنیا چر اپیدا ہو گا نا کہ اس میں ایذا اور دکھ زیادہ ہو جائے زخم پر انگور آنے کے بعد  
 دنیا میں بخیر رہیں آجھا اور جو آیت سید کو من بخشیں میں بیان اس شخص کے لئے کرتے ہیں جو ان کی فائدہ مند  
 ہو تا ہی بلایا تو فرماتے ہیں کہ خوف الہی کا ہونا آدمی کے دل میں ہونے سے پند اور نصیحت بزرگوں کی ابتدا  
 ہی کمال کی اور بہت کمال کی دوسری چیز ہی اعتماد و کفایت خوف ہونے پر نہ جائے کہ نہ کراؤ نہ خوف دیکھ  
 خیال کی مانند آیا اور جلا گیا تو کچھ کام آئے اور انہیں جب تک دین چہ نہ جاوے اور ہر عضو کو جسے کاموں سے  
 بند کرے اور اچھے کاموں پر قائم نہ کرے ہر جہاں ہو گیا تو اس وقت قابل اعتبار کے آؤ اور سب سے بڑھ کر  
 قدر اقلع من تنگی کی تخیل مراد کو پھانچا جو ہالک ہو اور پارکی کی کئی قسمیں ہیں اول وہ لکی باکی کتا اور شرک سے  
 اور باطل عقیدوں سے اور بری نیتوں اور بد اخلاق سے جیسے غل بیضہ بد باطنی اور ہتھیار لینے اور دغا بازی  
 اور جہاد اور تکبر اور کبر اور سوائے جو اس طرح کی چیزیں ہیں دوسری بڑھ لکی باکی اور کپڑوں کی نجاستوں جیسے پیر  
 اور لہو اور بول بھرا اور مٹی اور مٹی اور سوائے تیسرے لکی باکی بد نامی اور شرک اور جہالت اور غلو اور کفر کے ساتھ جو حق  
 باکی بدن کی پیدا ہونے والی چیزوں سے جیسے ناف کے نیچے کے بال اور بغل کے اور ناخن اور بدن کا میل اور  
 سوائے اور اگر کسی کی وادھی یا سکر بال لینے ہوں تو ہر ہفتے میں جھسکے دن اسی بالوں کو دھونا اور کنگھی  
 کرنا اور عطر ملنا سنت ہو کہ وہ ہی پانچویں مال کی باکی کرنا زکوٰۃ اور صدقہ خالص کے لینے سے اور سود کا مل لینا نہ لینا  
 بچانا اور دوسرے طور کے حرام مالوں سے جیسے جو اور زنا کی اجرت اور سینگیاں لگانے کی اجرت یا جو  
 شخص حیرتوں کی تجارت سے حاصل ہو جیسے کچھ چھتہ اور زنج کی اجرت اور دوسرے کام کہ انہیں نجاست  
 کہ تخریب چرنا چرسے و ذکوٰۃ اسم و رتبہ چر بعد کمال تجارت کے لیا اپنے پروردگار کا نام بخیر تخریب میں جو شروع  
 نمازیں ہی اور قرأت اور تسبیح اور شہد میں اور حاضر کھنا دل کا درمیان نماز کے اور زبان اور دل سے  
 باد کرنا سو نماز کے وقتوں کہوں کہ ذکر سبب اسناد و کی ضحائی کا اور کلمات کی زیادتی کا اور جس قدر کہ  
 ذکر میں نام پروردگار کا کہت لیا جاتا ہی استعد سرفت کا درخت برہمنہا ہی فصلی چر نماز پر ہی اور

فکری  
 باکی کی قسموں کا بیان

جس نے ذکر کر کے دل اور زبان سے کڑی ناپی اسکو جوارح سے لینے کا تھہیر وغیرہ سے مالک ایک صورت ظاہر میں  
 بنائی اور دل اور زبان اور جوارح لینے کا تھہیر وغیرہ کی موافقت کمال ترتیب منع حقیقی کی نعمتوں کا شکر حاصل کر کے  
 حضرت مولانا یعقوب چمری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں اشارہ ہی سلوک کی منزلوں کی طرف  
 کہ اول اسکے نوجہی اور بعد اسکے تزکیہ اور تصفیہ نفس کو ہی لینے پاک اور صاف کرنا اور ذکر کرنے سے بریں خصوصاً  
 اور حاصل کرنے سے نیک صفوں کو اور بعد اسکے بیگانگی ذکر لسانی اور قلبی اور روحی اور سستی کی ہی اور بعد اسکے  
 پہنچنا ہی مشاہدات کے مقام کو بس تقدیر اقطع من تزکی اشارہ ہی اول رہنے کی طرف اور ذکر کرامت وہ  
 اشارہ ہی ذکر قلبی کے ہمیشہ ہو نیکی طرف اور فعلی اشارہ ہی مشاہدہ کا مرتبہ حاصل ہو نیکی طرف  
 کہ الصلوٰۃ معراج المومنین کے یہی معنی ہیں اور حضرت امیر المومنین علی کو مہد و جہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی  
 صدقہ فطر کا ادا کرے اور عید گاہ کے راستے میں بھی نگیں کہتا جاوے اور عید گاہ میں پہنچے گا بعد بھی کہے  
 اور عید کی نماز پڑھے تو بین امید وار ہوں کہ اس آیت کی بشارت میں داخل ہو گا بسنخ کی کا لفظ اس میں  
 رکوع سے ماخوذ ہے اور صدقہ فطر کا واجب ہو یا فرض حکم زکوٰۃ کا رکھتا ہے بسن بہ لفظ اشارہ صدقہ فطر کے  
 دینے کی طرف ہوا اور ذکر کرامت وہ اشارہ ہی عید کی ٹیکر و ن کی طرف اور فعلی اشارہ ہی عید کی نماز  
 کی طرف بس مقصود حضرت امیر المومنین کا اس سے یہ ہے کہ ہر جگہ قرآن میں کو نہ کا ذکر ناس کے بعد آیا  
 اور یہاں پر جو ناس پر بلکہ ذکر پر بھی مقدم کیا ہی نو ضرور کوئی خاص صورت مراد ہے کہ ان میں سے تیوں کام ترتیب  
 واقع ہوں اور وہ صورت شرع میں تو اس صورت کے ہیں ہی اور اکثر فقہانے ان تیوں سے شرطین اور ان  
 نماز کے تراویح کے ہیں اور کہتے ہیں کہ تزکی اشارہ ہی طہارت کی طرف خواہ وضو ہو اور غسل خواہ تیمم اور  
 ذکر کرامت وہ اشارہ ہی ٹیکر و ن کی طرف اور فعلی اشارہ ہی نماز و اگر نیکی طرف اور حضرت امام اعظم  
 رحمۃ اللہ علیہ نے موافق اس فرمایا کہ دو مسئلے فقہ کے مسئلوں اس آیت سے نکالے ہیں اول یہ ہے ایک تو یہ ہے  
 کہ تخریمہ باندھنے کے وقت بالخصوص صدقہ فطر کا لفظ کہنا لازم نہیں ہے جو چیز کہ خدا کا ذکر ہو سکے کفایت کرتی ہے  
 جیسے الرحمن اعظم یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ مگر جو ذکر کہ بلا ہوا عرض اور حاجت ہو شروع نماز کا  
 اُسے جائز نہیں جیسے اللهم اغفر لی کہوں کہ ذکر خالص نہیں ہے اور ان میں سے پہلے ہی کہ تیسرے تخریمہ باندھنے کے

سپارح عم      الکفر      اللکبر      سورة الاحق

مازکی شرط ہی رکن نہیں ہی یعنی نماز میں داخل نہیں ہونا کیونکہ فصلی کو ذکر اسم وہیہ کے بعد صرف عطف کا ماخذ لا  
ہیں کہ معطوف اور معطوف علیہ کی معاشرت بہ دلالت کرتا ہی اور اسی مذہب سے یہ بات بھی ظاہر ہی کہ  
اکثر نماز کی شرطیں جیسے طہارت اور تسعوت اور رقبہ ہونا اکثر کبیر مجربہ کے وقت تک حاصل ہوا اور بلا  
فصل بعد اسکے حاصل ہو جاوے تو نماز اسکی درست ہی اور امام شافعی آقا صاحب علیہ کتہ ہیں کہ کبیر مجربہ ہی نما  
میں داخل ہی اس واسطے کہ کبیر مذکور قیام کی حالت میں واقع ہوتی ہی اور قیام نماز رکن ہی اور جو رکن نہ بطور  
فرضیت مقرر ہوئے ہیں وہ بھی نماز کے ارکان سے ہیں بس بشرطیں نماز کی انکے مذہب پر کبیر مجربہ کی حالت  
ضرور چاہئے اور جو ان آیتوں میں فرمایا کہ حاصل ہونا محال کا اور خلاصی عذاب سے متوقف تھیں اور ذکر اور نماز پر  
کہ خدا کے خوف کا پھل ہی تو مقام سببات کا تھا کہ کہ فرطین شبیہ کے ذکر کریں کہ ہم کو باوجود محال عقل و دماغ  
کے واسطے خوبی ان اعمالوں اور افعالوں کی معلوم نہیں ہوتی اور سبب ہونا اس سبب کا حاصل کرنے کو طلاح  
کے واسطے ہماری نظروں پر مشدہ اور مخفی رکھا ہی جو اب میں اسکے فرماتے ہیں کہ تم سب لوگ سبب ثقافت  
ازلی کے ان چیزوں کے کمال کو نہیں جانتے ہو **بَلْ تُؤْتَوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بَلَدًا** اختیار کرتے ہو تم دنیا کی  
زندگانی کو آخرت پر اور دنیا ایک سبزہ زار سے پرہہ کر نہیں ہی اور انجام اسکا سوکھی گھاس کی طرح سے سیا  
ہو جاتا ہی اور جانی بوجھی لذتوں میں دنیا کی اور حاصل کرنے میں نام و جاہ کے کمال کو منحصر جلتے ہو حالانکہ  
دنیا کی زندگی پر گزرا اس قابل نہیں کہ آخرت کی زندگی پر ترجیح دی جاوے کیونکہ **وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ مِّنْ الْاُولٰٓئِ**  
حب اس میں نیکی ہی بدی کو نہیں گنجانے میں بخلاف دنیا کی زندگی کے کہ ہر چیز میں **مِنْ خَيْرٍ مِّنْ دُنْيَا** کیونکہ  
جاوے لیکن نہیں رنج اور غم اور غم کو لازم ہی اور کوئی نعمت دنیا کی نظر نہیں آتی مگر ایک دکھ اور ضعف اور  
کھانا اس کے پیچھے لگا ہی اور اگر بالفرض دنیا بھی نیک ہو اور کسی طرح سے شر اور بدی اس میں گنجانے نہ کرے  
اگر ہر چیز میں محال ہی ہے دنیا اس قابل نہیں ہی کہ آخرت پر ترجیح دی جاوے کیونکہ آخر دنیا فانی ہی اور آخرت باقی چنانچہ فرماتے  
ہیں **وَاقْبَلِ** اور آخرت بہت باقی ہی دنیا سے کیونکہ دنیا کی بقا ہر چند کہ دراز و طویل ہو لیکن فنا اسکے پیچھے  
لگی ہی اور آخرت کی بقا کو فنا کا کھٹکا ہی نہیں اس واسطے کہا گیا ہی سے حاصل دنیا نہ کہن تابانو جون گذرندہ  
نیز و بوجہ عرض دنیا سے ہی ہی کہ اس کو آخرت کا وسیلہ کریں کہ **الدُّنْيَا مِرْيَقٌ مِّنْ الْآخِرَةِ** یعنی دنیا کھین

چرا آخرت کی چنانچہ عقلاً نہ کہا ہی کہ ان کو حلے کو کی طرح سمجھ کر چنان تک ہو سکے اس میں بہر حال سے  
حافظ علامہ عزیر شہت غنیمت و انس کو ہی چیزی کہ تو انی بہر امید انہیں نہ فہم نہ کہا ہی کہ اس کلام اعجاز  
نظام میں باوجود کمال اقتضار کے دو دلیل قوی باطل کرنے پر دنیا کی ترجیح کے آخرت پر مذکور ہیں یعنی ایک  
تذخیر ہونا اور دوسرے باقی رہنا اس واسطے کہ عقل گزار دنی کو اعلیٰ کے بدلے میں نہ لیگا اسی طرح سے فانی کو  
ماقی کے بدلے اختیار نہ کرے گا بس ترجیح دنیا کی آخرت پر تاہم ہر دین کی مقتضائے عقل کے بھی خلاف ہی کہ باہر  
اور اسیر دین اور علما اور حکماء بہت کم عقل تھے جن اور جو ہر دین کو کہ ترجیح دنیا کی آخرت پر نہ چاہتے اور دیکھو دنیا سے نہ لیا چاہتے مقتضائے  
نفوس بنی آدم کے خلاف دیکھا کہ انہی جہت میں محبت دنیا کی اور منہ پھرانا آخرت و دیوت ہی یعنی  
امانت ہی اور ہرگز آخرت کی ترجیح کو وہم بھی اٹھا باور نہیں کرتا لاچار ہوا اسباب ثابت کرنے اس مطلب کے اگلی  
کتابوں کی سند کہ عالم کے فرقوں کے نزدیک علی مخصوص عرب کے رہنے والوں پاس مسلم الثبوت  
ہیں لا کفر ماتے ہیں ان ہلک انہیں یہ مضمون کہ قدا فلع من تزکی سے یہاں تک کہ مذکور ہوا یعنی  
الصَّحْفُ الْأُولَىٰ وَآلِ الْبَنَاتِ الْاگلی کتابوں میں بھی مذکور ہی اور کسی وقت میں یہ مضمون منسوخ اور بدل  
ہیں لیا صحیفہ ابراہیم و مؤمنی صحیفوں میں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے کہ اسپر  
آسمان سے نازل ہوئے تھے بس یہ ان قاعدہ کلیوں دین اور شریعت کے ہی کسی نمبر کے زمانے میں نہیں ہوئے  
اور انکار انکار کیا علوم نظریہ کا کارہی کہ سونفطائون کلام ہی اور کشف میں مذکور ہی اور بعضی حدیث  
کتابوں میں بھی سند ضعیف سے دیکھنے میں آیا ہی کہ ابو زر غفاری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی کتابیں نازل ہوئی ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک سو چار کتابیں  
حضرت شیث علیہ السلام پر چاس صحیفے اور حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس اور حضرت ابراہیم  
علیہ السلام پر دس صحیفے اور تورات اور انجیل اور زبور اور فرقان اور طیبی کشف کے حاشیہ میں ایک سو چار  
لاہا ہی اور ان میں سے دس صحیفے تو آذرات کے موسیٰ علیہ السلام پر زیادہ کہتے ہیں و اللہ اعلم  
لیکن یہودیوں کی زبانی سننے میں نہیں آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تو آذرات کے دس صحیفے دو  
بھی نازل ہوئے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے تو موجود ہیں انہیں طرح طرح کے وعظ اور نصیحتیں

آسمانی کتابوں کی کتنی





اس چیز کو کہتے ہیں جو پھیلا لیتی ہے اس واسطے رین پوش کو غائیبہ کہتے ہیں اور قیامت کی حادثہ کئی چیزوں کو  
 پھیلا دیگا اول پوش کو کہ بابت ہل کے پوشیدہ ہو جاوے گا دوسرے بدن کو ب طرف سے بٹنے اور نیچے  
 لگے اور پیچھے دائیں اور بائیں سے اس روز عذاب پھیلا دیگا چنانچہ دوسری جا پر فرمایا ہی یوم نعیشہم  
 العذاب من وقصہ ومن تحتہم نفاثۃ من تحتہم النار تبرے نیک کاموں کو کا فردن کے پھیلا دیگی  
 اور مسلمانوں کے بھی بُرے کاموں کو پھیلا دیگی اول کو صط کے طور سے اور دوسروں کو عفو سے اور غرض  
 اس بوجھ سے کہ نیکو کچھ قیامت کی غیر پہنچی ہے یہ ہی کہ سے والا کمال توجہ سے کان دھر کے ملتفت ہو جاوے  
 اور آئندہ کی بات کو حضور دل سے سنے چنانچہ حد اس چو کلخہ اور جتانے کے معاملہ اس ن کا لوگوں سے  
 بیان فرماتے ہیں وَجُوہًا یَوْمَئِذٍ خَالِشَةً لِّکَ مِنْہَا اُس روز ذلیل اور خوار ہونگے چہرہ کہ ذلت اور خواری  
 صفت چہرے والوں کی ہی لیکن جو آثار ذلت اور خواری کے اکثر چہروں پر ظاہر ہوتے ہیں تو گو یاد دل  
 اور خواری صفت چہروں کی چلے عروب کا قاعدہ ہی کہ ذات شخص کی منہ اور گردن اور سر کے ساتھ  
 قبیر کرتے ہیں کیونکہ بے اعضا ہر شخص کی ذات کے بقا کا سبب بن بس گویا قائم مقام ذات ہیں اور  
 چہرے ان لوگوں کے چہرے ہونگے کہ دنیا میں کبھی خوف اور جھلنا اور فروتنی اور ذلت اور خواری دین کے  
 مقدموں میں اپنے اوپر پسند نہ رکھتے تھے اور رخ اور شفقت دینی سے استراحت دھونڈتے تھے اور دست  
 ارائی اور تن پروری میں مشغول اور حریص تھے اس واسطے لذیذ طعام کھانا اور ٹھنڈے شرابوں کا پینا اور استعمال  
 عطریات کا کرنا انکا مقصد تھا دنیا سے سو اس دن بدلے میں اس کاسل اور تن پروری کے انکو ذلت  
 اور خواری میں گرفتار کرینگے اور اگر خوف اور فروتنی دنیا میں دین کے مقدموں میں اور احدہ تعالیٰ کی عبادتوں  
 انکو نصب تھی تو برے برے درجہ اب کے ہاتے لیکن تکلیف کے کاموں سے اپنی تن پروری کے سبب دل چرات  
 تھے چنانچہ اسکے بدلے میں اس روز تکلیف اعمال شاقہ کی انکو دینگے اور رخ بے حساب اور بے ثواب  
 انکو لے گا چنانچہ فرماتے ہیں غَا مَلَّیْذٍ وَّوَجْہَہِ اس روز کام کرینگے کہ ان سبب سے ایک یہ ہی  
 یہ حال محنت اور ذلت سے چھٹنا ہوگا ان کے پہاڑوں پر جو روزخ میں ہیں اور اتھن میں سے ہی کہ طوق اور  
 زنجیریں ان کی گردن اور پانوں میں گھیسے پھینگے اور انہی میں سے ہی کہ دوزخ کی آگ میں دھنسا جانا

8

فصل گیارہواں کے باب  
گھنگاروں کے علاج  
مضمون گیارہواں

جیسے اونٹ دل دل میں غوطے کھاتا ہے اور تفصیل اس عمل شاقہ کی جو اس روز واقع ہوگی دو سو سورتوں  
 میں مذکور ہے جسے سا وحقہ صعود و اخذ و فعلو ثم الحجم صلح ثم فسلطه و سبعون ذراعا  
 فاسلکوع و یومئذ عن الی نار جہنم دعا و بطوفون بینہما و بین حمیم ان اور حدیث شریف میں  
 وارڈ ہے کہ مائع زکوٰۃ کو جانڈی سونے کے تختوں سے الگ میں گرم کر کے داغ دینے پشانی اور پہلو اور پشت پر  
 اور جو لوگ کہ چار باہر رکھتے تھے اور حق تعالیٰ کا حق ان چو پائیوں میں سے ادا نہیں کرتے تھے تو وہ لوگ  
 قیامت کے میدان میں پت لٹائے جا دیئے اور ان جانڈوں کو حکم ہو گا کہ انکو روندو اور تصویر بنانے والوں کو  
 تکلیف دینے کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں جان ڈالو اور ان لوگوں کو کہ جوئے خواہیں بناتے ہیں علم  
 ہو گا کہ دو جوہر گرہ لگاؤ اور جو لوگ کہ حق بائیس خاموش ہوئے الگ کی لکھائیں تاکہ منہہ بین ذالین گے  
 اور علی ہذا القیاس فاصبۃ و دچہرے اس روز ان اعمالوں کے سبب دکھ اٹھا دینے کہوں کہ  
 کام بھاری کہ توقع ہر ثواب اور تحسین کے نہ تو محض رنج ہی اور بعضے مفروضہ کہا ہے کہ عمل اور رنج و نو  
 دنیا ہی میں ہیں اور مراد ان چہرہ دن سے چہرے ریاضت کرنیوالو کی ہنود اور یہود اور نصاریٰ اور  
 دوسرے باطل دینوں کے ہیں کہ دنیا میں شاق عمل خدا کے واسطے کرتے ہیں اور محض رنج اٹھاتے ہیں  
 کہوں کہ ریاضتیں انکی اپنے وقت کے پیغمبروں کی انکار کے سبب بیفائدہ اور اکارت ہیں اور بعضے  
 مفروضہ نے کہا ہے کہ عمل دنیا میں اور رنج آخرت میں مراد ہی اور دو چہرے چہرے عیاشیوں اور  
 دولت مندوں اور مال و جاہ کے طالبوں کے ہیں کہ حاصل کرنے کو ان مطلوبوں کے دنیا میں بری بری محنتیں اور  
 مشقتیں کرتے تھے آخرت میں پھل ان تکلیفوں کا رنج بیہودہ اور مشقتیں بے فائدہ حاصل ہو گئی بلکہ فقط  
 اس رنج بیہودہ پر اکتفا ہو گئی کچھ اور بھی اس کے ساتھ زیادہ کیا جا دیا کہ اس آیت میں اس کا بیان  
 ہی فصلی نارا حامیہ پیٹھیں گے دہکنی آگ میں بدلے ہیں اس بات کے کہ خدا نے غلے ظہر کر ہوا  
 مکافئیں اور سخاؤں میں رہ کر تھے اور بیان اس آگ کی گرنی کا حدیث شریف میں ہون دار دہی کہ ایک  
 ہزار ہر سن تک وہ آگ چھوٹتی گئی تو سفید ہو گئی ہزار ہر سن چھوٹتی گئی تو سرخ ہو گئی ہزار ہر سن چھوٹتی گئی تو سیا  
 ہو گئی اب اسی سیا ہی بہی اور جب گرمی دوزخ کی ہوا کی آنکے اندر دینس نہایت تشنگی پیدا کر لگی بہ اختیار

فصل گیارہواں کے باب  
عادت خلیجی کا علاج  
ریشہ قبول نہیں

فصل گیارہواں کے باب  
دوزخ کی آگ کا بیان  
8

پہاس پیاس بھاری گے کہ شاید پانی پینے سے یہ پیاس دفع ہو جاوے تو اس وقت کُفنی مِنْ عَيْنِ اِنْبِيَاہِ پلائے جانے لگا  
پانی ایک کھولے چشے سے کچکے پیتے ہی اُنکے ہونٹھ کباب ہو جاوے اور آئین اُلحی مکرے مکرے ہو کر گرتی پھر  
فوراً درست ہو جاوے گی اور سبھو عذاب میں گرفتار ہوگا اور یہ جانی اُلحی عوض بن شرتون اور پستون کے ہی جگلاب اور  
کہوڑے دالکے طرف میں تھنڈھا کر کے پیتے تھے اور جب کہ دوزخ کے لوڈن کی گرمی اور اس پانی کی گرمی  
بیت بن اُنکے جمع ہو کر بھوک کی آگ کو بھر کا دینگی تو ایک ہزار برس بھوک کا عذاب سیرت تط ہو گا اور حدیث  
شریف میں وارد ہے کہ یہ بھوک کا عذاب ایلا دوزخوں کو دوزخ کے سارے عذابوں کے برابر معلوم ہو گا  
پھر بہت سی داوید ادا کے بعد دوزخ کے بیادوں کو علم ہو گا کہ اُنکو کچھ کھلا دلیگی کیسے کھم طعا مہن ہی  
اُنکے واسطے دکن کوئی کھانا کہ عوض میں اُن پیتے سلونے منمن دو پیازے چت پتے جاشنی دارون کے کہ دنیا  
میں لذتوں اور فرہہ ہنے کہ اور رنگ روپ نکلنے کے واسطے تبادل کرتے تھے اور صبح سے شام تک فرمائشوں  
میں طرح طرح کے کھانوں کی اور باوچوں کو فرمائشیں کرنے رہتے تھے اِنکے من خضیج گھر ضریح کے قسم آور ضریح  
نام ہی ایک گھاس کا کہ اکثر جانی کے کناروں پر ہوتی ہی اور جب تک کہ سبز رہتی تھی تو اسکو شبرق کہتے ہیں اور  
ادنتوں کے چاریکے کام میں آتی ہی اور جب خشک ہو جاتی ہی تو اسکو ضریح کہتے ہیں اور زہر قائل ہو جاتی ہی  
اور کوئی جانور سکونین کھاتا اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ وہ ان کے ضریح کو یہاں کے ضریح پر قیاس نہ کیا جائے  
کہوں کہ وہ ایک چینی آگ کے اندر کھینے میں جیسے کانتا اور کز وانی بن ایلوسے سے زیادہ آور بدل میں مردار سے  
یہ مرد اور گرمی بن آگ سے بڑھ بگا ہی آور وہ اسکی بہ ہی کہ جیسے کہ دنیا میں جو ہر خاک ادراک کا طبیعتوں  
یہاں کے حیوانات اور نباتات کے غالب ہی اس طرح سے دوزخ میں جو ہر ناری طبیعتوں پر دمان کے حیوانات  
اور نباتات کے غالب ہی بسج حیوانات اور نباتات دمان کے ظاہر صورت میں حیوانات اور نباتات سے دنیا کے  
مشابہت رکھتے ہیں اس سبب کہ اسی نام سے وہ بھی پکارے جاتے ہیں والا منہ میں مادہ انکا جو ہر آگ کا ہی  
اور ہر چیز میں دمان کی توتش اور ناریت موجود ہی اور جو مقصود کھانا کھانے کا عالی ان میں چندوں سے ہیں  
ہو تا ہی یا تولدت یا تو مرقا کہ نابین کا باو دفع کرنا بھوک کا سو ذکر کرنے سے ضریح کے اور اُسکے وصفوں کے  
حدیث شریف میں وارد ہیں لذت تو کسوں نزدیک نہیں ہوتی اب باقی رہیں دو چیزیں دوسری کہ بعض وقت

بد مزہ کھانے سے بھی کچھ مقصود ہوتی ہیں اسکی بھی نفی فرماتے ہیں کہ لایستین وکلیغنی من جوع  
 نہ مونا کرے بدن کو اور نہ کام آوے جو کھے میں اور فائدے کھانے کے ہی تین چیزیں ہیں اور جو کھانا کہ ان  
 تینوں چیزوں سے خالی ہی تو گویا کہ طعام نہیں کہونکہ اگر موتا کرنا بدن کو تو بھی دوزخوں کو فائدہ ملتا کہ ایک  
 قوت اُسے حاصل کرتے اور سہنا عذاب کا اس قوت کے سبب اپنے آسان ہو جاتا اور اگر جو کھ کو دفع  
 کرتا تو بھی البتہ ایک طرح کا فائدہ ہوتا کہ جو کھ کے غذا سے رہتی پاتے سو یہ کوئی فائدہ وہ ان کے کھانے  
 نہیں ہی باقی رہے یہاں دو سوال جواب طلب اول یہ کہ وجود نباتات کا آگ میں ممکن نہیں کہونکہ دھوب گئی  
 موسم کی اکثر درختوں کو جلا دیتی ہی تو آگ کی گرمی کا کپا حال ہو گا خصوصاً دوزخ کی آگ جو اب اُسکا  
 یہہ ہی کہ وجود ان کے بدن کا اور وجود سانپ اور بچھو دن کا جو آگ میں مسلم ہی تو وجود میں  
 نباتات کے کپا تعجب ہی اور علاوہ یہہ کہ بعضہ نباتات میں شدت میں آفتاب کی گرمی کے برتتے ہیں  
 اور سبر اور ہرے رہتے ہیں جیسے کوکو دیا جو اب اور علیٰ ہذا القیاس بہت سے درخت گرمیوں کے موسم میں برتتے ہیں  
 چو کپا بعید ہی کہ وہ ان کی آگ میں بھی اس طرح کی تاثیر و دیت ہو کہ بعضہ نباتات کو برتاوے اور سبر سبر  
 کرے علیٰ مخصوص جب کہ جوہر اشقی اصل طبیعت پر ان نباتات کی غالب ہو چو زراہ نائل کے گرمی سے آگ کی  
 مدد پو این جیسے سمندر کیرا و نیالی آگ سے دوسرے یہہ کہ اسلس آیت میں دوزخوں کا کھانا نقطہ ضعیف  
 رکھا ہی کہ اس کے انکو وہ دن دوسرا کھانا نہ ملیگا حالانکہ دوسری آیت میں دوسرا کھانا بھی دوزخوں کا  
 واسطہ نہ کو فرمایا ہی انہیں سے زقوم بھی ہی کہ اتی شجرۃ الزقوم طعامہ لایثم اور انہیں سے ایک کھانے میں  
 کو لا طعام لامن غسلیں جو اب اُسکا یہہ ہی کہ دوزخ کے بہت سے طبقے ہیں بعضہ طبقے تھیلی ہی کھانا ہو گا  
 مواد اور کچھ نہ ملیگا بس وجوہ جو منشد خاشعۃ سے خرا و انسنی طبقے والے ہوں تو بس کچھ اشکال باقی نہ  
 اور بعضہ مفردوں نے کہا ہی کہ مراد من ضعیف سے خصوصیت ضعیف کی نہیں بلکہ جو کچھ کہ ضعیف کی جنس سے ہی ہے  
 اور تخی اور بدبو اور موتا کر نے اور جو کھ کے دفع تڑپن وہ سب ضعیف میں داخل ہی یہاں تک کہ بعضہ مفردوں نے  
 ضعیف کو فعل جو مفعول کے معنوں میں ہی جیسے علم اور بدیع مقرر کیا ہی اور معنی اُسکے یوں کہتے ہیں کہ جو طعام کہ  
 سب ضراعت اور خواری اور طبیعت کی بد مزگی کا ہوہ ضعیف ہی اور اس صورت میں کھانے کو دفع ہو جاتا ہی

جبکہ احوال بیان کرنے سے دوزخیوں کے کھانے اور پینے کے اور رہنے کی جاسے کے فارغ ہوتے تو اب جہنم کے  
کھانے پینے رہنے کی جاسے اور اسباب اور سامان کا بیان فرماتے ہیں اور جو بیان بہشتیوں کے حال کا بھی تفصیل  
اس اجمال کی ہی جو حدیث الغاشیہ میں مذکور ہو وہی حرف عطف کا یہاں مذکور نہ کیا بخلاف سورہ فیامت کے  
وہاں حرف عطف کے ساتھ مذکور فرمایا ہے کہ وہاں تفصیل مجمل کی نہیں ہی کہوں کہ پہلے اجمال نہیں گزرا ہے  
وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسَوِّمَةٌ كَتَبَتْ مِنْهُ اس روز خوش منظر اور نازک اندام ہونگے اس واسطے اعلیٰ میں ذلت اور خواری  
اور خوف اور دہشت اور بچ اور محنت کی چہرہ میں انکی تاثیر کو رنگی کہہ کر مکہ ان چہرہ والوں نے دیا میں  
بہت سی تکلیفیں اُس روز کی سختی کی آسانی کے واسطے اٹھائی تھیں اور محبت اور شفقت حق تعالیٰ کی۔  
خوشنودی کے واسطے اپنی جان اور تن پر گوارا رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں لَسَعِبَهَا رَاضِيَةٌ اہنی کوشش سے  
اُس روز خوش و خرم رہینگے کہ وہ کوشش ہماری ٹھکانے لگی اور اچھا چل ملا فی جَنَّةٍ عَالِيَةٍ وچہرے ایک  
باغ میں ہونگے کہ بلند ہی اور بسبب اس بلند کی ہول قیامت کا اور دوسری موزی جزوں کا وہاں نہ پہنچا اور  
دوزخ کی جہاں کا وہاں اثر ہو گا ملک لا تَسْمَعُ فِيهَا لَاحِيَةً نہ سینے وہاں یہودہ بات ہے جا کہ گالی گفتا  
اور ذلت کی بات ہو یا یہ کہ فریاد اور الیغاث دوزخیوں کا کہ محض یہودہ ہی وہاں نہ پہنچا تاکہ عیش لگا  
مکدر ہو جاوے اور یہ صفت بہشتیوں کو مقابلے میں فصلی نادا احامیہ کے دی ہی اور مقابلے میں کھولتے چہرے کے  
انکو فیہا عِلْمٌ جَارِدَةٌ اُس باغ میں چشمہ ہی کہ بانی اسکا بہت ہی اور برف سے ٹھنڈھا اور شہد سے  
میتھا ہی اور مقابلے میں دوزخیوں کی ذلت اور خواری کے انکو فیہا سُرْمٌ مَوْجُوعَةٌ انکو اُس باغ میں تخت  
ہیں اونچے تاکہ کمال عزت سے اسپر تھیں اور مقابلے میں دوزخیوں کی محنت اور بچ کے اور جس کھانے پینے کے  
انکو وَاكْوَابٌ مَوْجُوعَةٌ اور کوزے ترتیب سے چنے ہونگے انھیں تختوں پر بیٹھے جب کہ خواہش کھانے پینے کے  
جیسے شراب اور دودھ اور شہد کی انکو ہوگی تو بن مانگے اٹھا کر پینگے اور کھائینگے اور اس بات کی حاجت  
نہوگی کہ تختوں سے اتریں اور محنت کریں اور ان کفر کے واسطے اُس بہشت میں حَقْنُكَرُوفٍ مَصْفُوفَةٍ  
اور مسند اور توشکین برابر بطور صف کے بھی ہوگی تاکہ جس مسند اور توشک پر چاہیں لیکن اونچے کھائیں  
اور انکے مکانوں میں وَهَابِيٌّ مَبْتُوقَةٌ اور تالین ہونگے کچھ سے پرے تاکہ جس مکان میں چاہیں

سلسلہ عم  
القرآن  
الکونین  
سورۃ المائتین

بچھو اورین پھوج کہ حال دوزخون اور ہشتیون کا نصیب اس کو رہا تو کافر بطور طعن اور تمسخر کے کہتے تھے کہ اس غیر کے کلام میں تناقض پایا جاتا ہی کیونکہ دوزخون کہنے جاگہ اور کھانا اور پینا انکا اس طور سے بیان کرتے تھے اور یہ بھی کہتا ہی کہ اس عذاب شدیدہ دوزخی مرینگے بھی نہیں اور ابالابا تک زندہ رہینگے حالانکہ آدمی اور جانور نو اس قسم کے عذاب میں ایک لمحہ زندگی بسر لجانا محال ہی اور ہشتیون کی تعریف میں کہتا ہی کہ اپنے اپنے تختوں پر بیٹھے ہونگے اور ترقی اور ترقی کسی طرح کیوں گے حالانکہ بار بار اترنا چرھنا اپنے اپنے تختوں سے یہ بھی تو شفقت ہی اور یہ بھی کہتا ہی کہ وہ ن کوڑے پانی اور شراب کے بھرے دھرے ہونگے اور مسند اور قالین بھی بچھے ہونگے حالانکہ جو بیٹھے کے سخت ہوتے ہیں انہیں اس قدر گھائش کہاں ہوتی ہی اور در سے یہ کہ اگر وہ کوڑے دھل جاویں تو تمام فرس بھیگ جاوے اور قابل بیٹھے کے نہ رہے حق تعالیٰ نے انکے اس تمسخر اور طعن کے جواب میں یہ آیت بھی بھیجی اور حاصل جواب کا یہ ہی کہ نمونہ ہشتیون اور دوزخون کا عالم میں موجود ہی اور صورت بھی بہت اور دوزخ نمودار ہی پھر کس واسطے ہشتیون اور دوزخون کے احوال کا اور بہت اور دوزخ کی صفوں کا انکار کرتے ہو اور ان چیزوں میں جو ہمارے سامنے موجود ہیں کون تامل نہیں کرتے اور وہ چار چیزیں ہیں اول جانور زمین سے تو ادرت ہی تو سر ابیاطا علیہ سے آسمان ہی تیسرا معادن ہیں چہا تین چوتھا باطن سفیہ سے زمین ہی پس اول ذکر مشترک فرماتے ہیں **أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَىٰ الْإِبْرَاهِيمَ كَيْفَ خَلَقْتَهُ** کہا نظر نہیں کرنے اور تون کہ طرف کہ کیسے پیدا کئے گئے ہیں اور پیدائش میں انکے نمونے جنٹیون کے اور دوزخون کے دونوں میں جو ہر دو ذات اور معاش میں اپنی مشابہت دوزخون سے رکھتا ہی اور فوائد اور منفعتوں میں میاں بہت ہشتیون میں ہے لیکن مشابہت دوزخون سے اپنی ذات اور معاش میں جو رکھتا ہی ہوا ہے بہت سے ہی کہ باوجود اس ذیل ذکر اس مرتبہ کو ذیل اور خوار ہی کہ ایک بچہ بلکہ جو کہ اسکی ہمار کہتے تو جان چاہے وہ ان لئے پھر سے اور جب چاہے تمھارے جہلا کے جان چاہے لجاوے اور یہ سب انکے ہرے کے خنوع کے سبب ہی کہ اسکی ناک چھید کیلئے آئے ہیں بس اسکی سبب ذلیل اور تابعدار ہو جاتا ہی اور اکثر انکے رہنے کی جگہ گرم اور ریگستان ہوتی ہی کہ تون کے چلنے سے اور آفتاب کی گرمی سے گویا کہ آگ ہو جاتی ہی اور مدتوں تک یہ جانور پاسا رہتا ہی اور اگر پانی میسر ہوتا ہی بالکل گرم کہ دھوب کی شدت سے کارہاں جاتا ہی اور خوراک اسکی

دھت خار دار اور کڑوے جیسے گوگھو اور جھاسا اور زرع اور بلوچوان سب مانوں کے حیات اور فوت اور طاقت ہار کشی اور اعمال شاذ کی اور اترنا چرھنا پہاڑوں کا اور ذلت کی بانی کی جو اسکو نصیب ہوتی ہی عشر عشر اسکا کسی اور جانور کو پین اور سد اگر قاری سی رنج و بلا میں رہنا ہی اور نسبت اسکی بہشتیوں سے فائدہ اور منفعتوں کی چہتے ہی کہ اگر اسکی پیٹھ کو خیال کریں تو گویا ایک اونچا تخت چار سون بر دھرا ہی بھر با وجود اس بلند کی کہ کٹھن ہی آدمی کا اس تک نہیں پہنچ سکتا جب چاہیں تھلا کر سوار ہو جائیں جسے جنت کے سفیر چنانچہ معالم التریل میں ذکر کیا ہی کہ بہشت کے تخت دور سے بلند نظر آدینے کھڑ جب جنتی چاہیں گے کہ اُس پر چھین تو وہ پہنچے ہو جائیں گے اور نہ پھرنے ہو جائیں گے اور اُس کے چاروں تھن گویا دودھ کے جے آجورے تیار رکھے ہیں اور جسے دودھ کے اُن سے جاری ہیں اور اُس کے پشم سے نمے اور قالین اور خملی مسدین بناتے ہیں اور گوشت اُسکا کھاتے ہیں اور دودھ اُسکا پیتے ہیں اور اُس کے بال سے پینے اور کھنے کے اسباب بناتے ہیں اور پیٹھ پر اُسے سوار ہونے ہیں اور جب اُسکو لاد کر لچلو تو گویا ایک کشی ہی کہ اپنے بانوں چلی عاتی ہی اور اگر بغیر بوجھ کے لے چلو تو ایک پیک ہی کہ دوڑا جاتا ہی اور اگر اپنے اہل و عیال کے ساتھ اسپر سوار ہو جئے اور تمام اسباب اور سامان گویا اُسپر لاد دینے تو گویا ایک گویا گویا جلا جاتا ہی بس دنا کے جانور و بن یہہ جائز نہایت عجیب ہی لیکن رات دن باہم رہتے سے کچھ تعویج چیز معلوم نہیں ہوتی ہی کہتے ہیں کسی جانور میں یہہ خوبی ہیں کہ اگر اُسکو لادیں تو تمام اسباب گویا اٹھالے اور اگر کہیں بھیجا منظور ہو تو تمام راستے دوڑتا جلا جاوے اور اتنی دور جاتا ہی کہ کوئی جانور اُسے ساتھ نہیں پہنچ سکتا ہی اور اگر اسکا دودھ دو میں ٹوسا گویا کفایت کرتا ہی اور اگر اُسکو زوح کریں تو اُسکا گوشت ایک محلے کو کفایت کرتا ہی ایسٹو حدیث شریف میں آیا ہی کہ لا بل عرک اھلنا والغنم برکت واللعل معقود بنواھبہ الخیر الیوم العتمة یعنی اونت عزت کا سب ہی گودالوں کی اور بکران برکت ہیں اور گھوڑے کے ساتھ بہتری لگی ہوئی ہی دن قیامت تک اور باوجود اس ذیل کے تو اونٹوں کی تطار کو ایک بچنے چھرتا ہی اور صابریا ہی کہ دس روز تک پہا سار ہتا ہی اور محنت اور شفقت میں حضور نہیں کرتا اور عجائبات سے اُسکے ایک بہر ہی کہ رو قبیل چلتا ہی اور اگر بالوں کو اُسکے علا کر خشک کر کے جاری خون پر رکھ دیکھتے تو بند ہو جاتا ہی دودھ اور پشاب اُسکا استغی والوں کو اور زلی اور بوسپر والوں کو نہایت مفید ہی اور طبیب لوگ

اس بات کو خوب جانتے ہیں اور دنت کی کلنی کو اگر عاشق کی استبن پر باندھ دیں اس کا عشق جاتا رہے اور اونت  
 سب جانوروں میں با غیرت مشہور ہی کہ اپنی ماہن پر دانسہ نہیں چھانڈتا اور سستی کے وقتیں آتا رہتی کے اور دلو  
 اور جوش جنوں کے کہ نہیں نظر آتے ہیں نمونے سے عاشقوں کے ہیں اس وقت کھانا پینا چھوڑ دینا ہی اور قدم عارت سے  
 تین سے زیادہ بوجھ اٹھا نا ہی اور خلقت میں اسکی درازی گردن کی عجائبات سے ہی نقل کرتے ہیں کہ ایک  
 شخص نے کسی حکیم کے رو برو ذکر کیا کہ جانور دن میں سے ایک جانور ہی کہ اسکو اوت کہتے ہیں اس میں عجیب خاصیت ہی  
 کہ اسکو بھال کر من مانا لاتے ہیں مردہ اپنے زور سے کھاتو جاتا ہی اور بہرہ خاصہ کسی اور جانور میں نہیں ہی کہ لایک  
 بعد کھتا ہو جاوے اس حکیم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ اس جانور کی گردن دراز ہوگی کہ گردن کے زور سے کھاتا ہو جاتا  
 ہوگا اور اکثر اسکی خوراک اونچے اونچے درختوں کے پتے ہیں اگر اسکو سی لینی گردن نہ ملتی تو ترسے درختوں کے پتے کھانا  
 سے محروم رہتا اور یہیں سے معلوم ہوا کہ کھانے کو اس مقام پر مذکور نغز مایا اس واسطے کہ کھانے میں نمونے دوزخ اور  
 حنت کے موجود ہیں کیونکہ اول نوزمان اسکی بود و باش کا سرسبز اور آب دار ہوتا ہی اور اکثر خوراک اسکی  
 ٹیلے کے پتے ہیں اور زراعتیں اور کاروبار میں برنج و مشقت اٹھا نہیں سکتا اور ذلیل اور مقبور ہی نہیں ہی بلکہ کسری  
 اور محسوس زیادہ ہیں یا جاتا ہی اور اکثر اوقات کمال عزت اور توقیر سے فیلمانوں میں امر اور سلاطین کے ہوتا ہی  
 اور اسکو کھاس کی جاسے بر گئے کھلاتے ہیں اور خوب ترنراتے ملیدون کا رائب پاتا ہی اسکو دوزخ کے بلے عنے  
 بھوکے پیاسوں سے کہا نسبت دوسرے بہ کہ یہ جانور بے منفعت بھی ہی کہ نہ دودھ ہی نہ پنم اور نہ گوشت  
 اسکا لائق کھانے کے اور نہ ہر شخص ہر وقت اسپر اور ہوس کے اور نہ ہر ایک کا قہار اور فرہین ہوا رہتے ہی نہ ہر شے کا  
 ہی نہیں ہو سکتا اگرچہ دلیل اسکا برا ہی تو کس کام کا کہو کہ یہاں بیان دور ہی غصص کا ہی والی التعملا و کیف  
 و نفعیت اور کیا نظر نہیں کرنے آسمان کی طرف کہ قسم کا بلند کیا گیا ہی تاکہ بلند کیو بہتگی اور دمان کے  
 تختوں کی کچھ عجیب نجانو اور آسمان باوجود اس بلندی کے بسبب حرکت دوری کے ہر جزائے اجزا کا دور میں رات  
 اور دن کے بست بھی ہو جاتا ہی اس طر سے کہ سر کی طرف سے قدموں کی طرف آ جاتا ہی اور نچا ہونا ہر شے کے اونچے  
 تختوں کا بیشیوں کے قدموں کے نیچے اس بلندی اور پستی سے سمجھ لیا چاہئے اور یہ بھی سمجھا چاہئے کہ آسمان کشتا  
 کوزوں کی طرح رکے ہی اور اس حرکت دوری سے آسمان کی دومانے اپنے مرکز سے جلیش نہیں کرتے اور



اوندھے ہین ہو جاتے جیسے کہ کوزے پہنٹ کے پینے کی گرم دسر و چیزوں سے بھرتے دھرتے ہیں اسی طرح سے  
 کوزے آسمان کے رنگ رنگ نعا عاون سے مثلاً زہرہ کی شعاع و وارد کی کسی ہی اور منج کی شعاع سحر اور  
 مشنری بن صرف نیدی اور زحل بن گند لاپن اور میل گونی اور کف منضیب بن شعاع عباسی اور گرونی اور کورین شعاع  
 سارون کی مختلف اور گونا گون ہیں بس جو سردی کہ چاند کے نور بن عطا ہر ہی اس طرح سے حرارت افغانی  
 اور حتی زحل کی اور رطوت زہرہ کی اور اسی قیاس پر اور تارون کو سمجھا جائے اور یہ بھی ہے کہ چشمہ آفتاب  
 اور ہناب کا آسمان میں نمونہ ہین ہیشکی جاری ہنرون کا کہ ایک سے شراب گلگون ہنر تندر نوار کی مانند خوش  
 مارتی ہی اور دوسرے سے دودھ سرد تر نکلتا ہی اور جو تارے برجون اور سر لون بن کھوے نظر آتے ہین  
 مانند محمل کی سندوں کے اور رنگا رنگ قالیوں کے ہیں کہ بعضوں کو برابر مانند صفوں کے سمجھا یا ہی اور بعضوں کو  
 مانند کھوے ہونے یوں کے متفرق چوک دیباہ بس آسمان دنیا میں نمونہ ہشت کا ہی اور وہ ان کے رہنے والے  
 کہ فرشتے ہین اپنے کاموں سے جو عدا و مہضول ہین نزار فی چرون کے ساتھ خوش اور خورم ہین اور وہ ان بغیر  
 سبح اور ذکر الہی کے بیہودہ بات ہین سنتے اور اگر اسی آسمان کو بہ نسبت شیاطین کے اور مفلوکون ہی آدم  
 اور بد بخون کے ملاحظہ کریں تو مانند دوزخ کے نظر آتا ہی کہ شیاطین اور بد کاروں کی ارواح کو ہمیشہ مارنا  
 اور ڈنکا تارون سے برابر جاری ہی اور انکو کمال ذلت اور خواری وہ ان حاصل ہی جیسے جب شیطان  
 استرانی سمع کو یعنی آسمان کے احوال جو فرشتے آئین ذکر کرتے ہین اس کے سنے کو جاتے ہین اور ان برائے  
 انکار سے اور گرمارے جاتے ہین خوف سے ملک الموت کی بکر کے نا امید ہو کے وہ ان سے بھاگتے ہین  
 اور رنج بہودہ اٹھاتے ہین اور آسمان کے در بانوں کا غصہ اور آفتاب کی گرمی اور خدا کی عوض ہین در بانوں کی  
 مار و ہار ان کے نصیب ہی ہے سب دوزخیوں کی مشابہت ہی **وَاللّٰی الْجَبَّالِ کَیْفَ قُضِبَتْ** اور کہا بہاڑ کی  
 طرف ہین دیکھتے ہین کہ کیسے کھوئے گئے ہین کہ ہرگز آدھوں سے اور مہسون کے برسے سے اور ہونچا  
 آفسے کہ تے ہین نہ اوندھے ہوتے ہین اس طرح سے بہشت کے آنجورون کو سمجھینا چاہئے بلکہ اگر فکر کرے  
 تو بہاڑ بلندی اور خوش ہونے ہین بہشت کی مانند ہین کہ بد بوئیں اور مودی جانور زمین کے اور حواب  
 نجارات وہ ان ہین پہنچتے ہین اور بہودہ گوئی دنیا والوں کی خصوصاً لڑائی مھلے ہرگز وہ ان سے ہین

اور چنے بیج بانی کے وہاں جاری ہیں اور اونچے اونچے پتھر صاف مانند تختوں کے جا بجا دھرے اور خود دروازے  
 جو میوے لگتے ہیں ہیشکے کوزوں کی مانند تیار رکھے ہیں اور سرہ رنگا رنگ مانند مسندوں اور قالینوں کے  
 سجھائی اور اگر کوئی اپنی بہادری کو بہ نسبت بیخون کم نصیبوں کے کہ گرفتار مصیبت اور تباہی کے ہو کہ  
 وہاں پرے ہیں ملاحظہ کرے تو نمونہ دوزخ کا نظر آتا ہے کہ اترا پھر خدا وہاں سے بالکل مشقت اور رنج ہی  
 اور وہاں کی نامواق آب و ہوا خصوصاً بہار کے نط کی حکم اول کہتے ہیں دوزخ کے گرم حشے کی مانند ہی اور  
 درخت کروے اور خار دار مانند ضریح اور زقوم کے ہیں والی الا درض کجف سطحت اور کہا ہیں  
 دیکھتے ہیں زمین کو کہ کیسی بھجائی گئی ہے کسی جا پر برابر مضافا مسند کی طرح سے سجھی ہے اور کسی جگہ پر تختے  
 رنگا رنگ بھولوں کے قائم مقام کچھ قالینوں جھٹک رہے ہیں بلکہ یہی زمین ہی کہ بہ نسبت اغنیا اور امارا  
 حکم بہت کارکنی ہے کہ کمال عت اور تکنت سے باغوں اور سیرگاہوں میں مکلف فرشتوں پر بیٹھے ہوتے  
 ہیں اور کھانے پینے کی نعمتوں کے برتن طرح طرح کے سامنے دھرے رہتے ہیں اور حشے زرد جو اہر کے معدن  
 اور خزانوں سے جاری اور تخت بلند سنبھرے رو پہلے چڑاؤ بیٹھنے اور سواری کو موجود آ اور اگر اسی زمین  
 بہ نسبت مخماجون اور مغلسوں کے خیال کریں خصوصاً بہ نسبت ان لوگوں کے کہ گرم ملک میں عین گرمی کے  
 موسم میں بے سامانی کے ساتھ پیدا وہ یا توقع منفعت کے سفر کی سرگردانی میں گرفتار ہیں حکم دوزخ کا  
 رکھتی ہے کہ تمام حساب رنج اور محنت کے موجود اور آرام اور راحت بالکل منقود جس ہر چاروں چیزیں  
 عاقلوں کو ہشت اور دوزخ کے احوال در یافت کرنے کو کافی ہیں اور ان چاروں چیزوں کو مثل کے  
 واسطے اس سبب سے اختیار کیا کہ اس کلام اعجاز نظام کے مخاطب اس ملک کے جنگلوں کے رہنے والے  
 و ب تھے کہ جانور و مین اکثر ادمت کو ہالتے تھے اور اسکا دودھ بھی پیتے تھے اور گوشت بھی کھاتے تھے اور  
 انکے بالوں کے کپڑے پہنتے تھے اور فرش فردش اور جیمے بھی بناتے تھے اور نفین اسی پر سوار ہونے لگے  
 اس سبب پتھر دالوں نے کہا ہے کہ عام کار و بار عرب کا موقوف اونت پر ہی اور اہل ایران کا پتھر پر اور  
 اہل توران کا گھوڑے پر اور اہل ہند کا سیل پر اور جو اکثر جنگلوں کے رہنے والے جا تو بہت ہالتے ہیں تو ہانی  
 اور چار کی طرف انکو احتیاج بہت ہوتی ہے اسی سے ہمیشہ نظر انکی آسمان کی طرف ہوتی ہے کہ کھر

چو اچلتی ہی اور کون سی ہوسا سے مینہ برستا ہی اور اکثر بناہ کی جا اور گز گاہ انکی برے برے بہار ہیں جب کوئی غنیمت آتا یا زمین میں پانی اور گھاس کا قحط ہوتا تو بھاگ کر بہاروں پر بھٹ جاتے تھے اور وہاں نعمت سے گذران کرتے تھے چنانچہ کسی ستارے بطور نعرے کہا ہی سہ لانا جل نخیلہا من یخیر ضیع بر الطرف وھو کلبل بھرا احتیاج اس قسم لوگوں کو ملکہ تام بنی آدم کہ بادشاہ سے فقیر تک طرف زمین کے ہوتی ہی کہنہ کہ محل گھاس اور چار کا اور مکان زرعت اور بیویا اور مقام سکونت اور عمارت کا اور زرا و جو اہر کے معدن کا ہی بسن بہہ جا رہا چیزیں ہمیشہ وہاں کے رہنے والوں کے خیال میں رہتی ہیں اور مقصود مثال سے حاضر کرنا جیسا یہ صورتوں اور محسوسات کا ہی کہ ان صورتوں سے کھوج معنون معقولہ کاٹے اور جو چیز کہ جلد خال میں آسے مثال دینا ایسی چیز کی نہایت مفید ہی اور کمال بلاغت کا ایسی مثال کے بیان کرنے میں ہی اور محققوں نے کہا ہی کہ قرآن مجید میں اسے نعمتوں کے یاد دلانے کے مقام پر ذکر دلیلون وحدت ذات کا اور کمال صفا توں نمودختاری کا بیان فرمایا ہی تاکہ حرص اور ستہوت میں نہ جا پڑے اور دنیا کی ریشتمین مد نظر ہو جا دیں واللہ جو غرض کہ اس منیل سے ہی بیفائدہ ہو جاوے اور لوگ بسبب ذکر کرنے خواہشوں اور رنجھ کی چیردن کے ایسی خیال میں جا پڑیں اور مقصود کو نہ پہنچیں اسی طرح سے عجیب و غریب چیزیں کہ بنی آدم کے صحت کے سبب ظاہر ہوتی ہیں اور نمود پکڑی ہیں وہ بھی قابل استدلال کے سمھن کہ مبادا ان تمام عجائبات کو ارادے اور اختیار سے بنی آدم کے تصور حکمت اور قدرت انکی حوالہ کہ بن اور مطلب کو پہنچنے سے محروم رہیں ناچار جو چیز کہ ہر شخص کو حاصل ہی اور ہرگز موجب طمع اور حرص کی نہیں ہو سکتی اور حسن و جمال طبعی رکھتی ہی اس کلام پاک میں ایسی چیز نمثیل کے واسطے جا بجا اختیار کی ہی ایسی کہ میں نہیں فرمایا کہ نہ نہ کارخانوں میں یا دفنا ہون کے اور سامانوں میں امر کے فکر کر دیا خوب صورت امر دون کو یا جس عورتوں کو غور سے دیکھو اور یہاں سے یعنی ان چیزوں کے دیکھنے سے صانع کی حکمت کو دریافت کرو اور بعضے علمائے سطحت کی لفظ کو کہ زمین کے حق میں وارد ہوتی ہی استدلال سبات کا گر دانا ہی کہ زمین کی شکل گڑھی نہیں بلکن بہہ استدلال نہایت ضعیف ہی کہنہ کہ زمین حقیقت میں شکل گڑھی رکھتی ہی لیکن بسبب برے بن کے معلوم نہیں ہوتی اور بسبب دریافت ہونے بلندی اور ہستی اس کے اجزائے متلاصقہ یعنی

۱۔ علیہ جابر نے کہا ہے  
۲۔ علیہ جابر نے کہا ہے  
۳۔ علیہ جابر نے کہا ہے  
۴۔ علیہ جابر نے کہا ہے  
۵۔ علیہ جابر نے کہا ہے  
۶۔ علیہ جابر نے کہا ہے  
۷۔ علیہ جابر نے کہا ہے  
۸۔ علیہ جابر نے کہا ہے  
۹۔ علیہ جابر نے کہا ہے  
۱۰۔ علیہ جابر نے کہا ہے

زمین کی شکل گڑھی

باہم چسپیدگی گسٹح معلوم ہوتی ہی اور کلام وہم اور خیال واکون ہی کہ رویت اس قدر بے جسم کی دریافت نہیں  
 کر سکے اور جب کہ کافرون کے طعن اور استبعاد کے جواب سے کہ حق میں پرہت اور دوزخ کے اور احوال میں بہشتیوں  
 اور دوزخیوں کے کرتے تھے فارغ ہوئے تو گویا مقام اسبات کا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رعدا اور رشی  
 ان کافرون کی دلچسپی کو ایسا ہونکہ ہند نصیحت کرنا موقوف کرین اور اس تمام دغظ اور بیعت کو بیغائہ سمجھین  
 اس واسطے تا کہ بدلہ کی نظر ہوئی اور تلی آپ کی خاطر مبارک کی ضرورت ہی تو ارشاد فرماتے ہیں فَذَكِّرْ  
 إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ بَصِيحَةٌ كَرِيمَةٌ هِيَ تُوَكَّلُ نَصِيحَةٌ كَرِيمَةٌ لِيُذَكِّرَ الَّذِينَ يَافُونَ بِذُنُوبِهِمْ فَذَكِّرْ  
 ہر ادنیٰ اور اعلیٰ کے انہیں سے حاضر اور موجود ہیں مانند آخرت کے کاموں کے معلوم کیا تو نے اور دلیل قوی پرہت  
 اور دوزخ کے احوال پر پائی تو انکے طعن اور استبعاد کے لفظوں سے کہ ہوا جھگڑیے کچھ اور نہیں ہی تشکل ہنر  
 اور اپنا کام کہ تہ کیر اور پند ہی کہ تارہ کست عِلْمٌ بِمُحِيطٍ بِهِنَّ هِيَ تُوَكَّلُ نَصِيحَةٌ كَرِيمَةٌ لِيُذَكِّرَ الَّذِينَ يَافُونَ بِذُنُوبِهِمْ فَذَكِّرْ  
 اٹھو حق کی راہ سے بے راہ ہونے سے اور دونوں میں انکے حق بات کو زور سے ڈالنے سے کہو نہ کہ یہہ کام مقاب  
 القلوب کا اور دونوں کے مالک ہی بشر کا مقدر ہیں اَلَا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ يَئِسْ سُبُوحًا بَارِئًا نَصِيحَةٌ كَرِيمَةٌ  
 ہنہ کر لکر اس شخص کو کہ جسے منہ پھیرا نیزی نصیحت اور کفر اختیار کیا اور انکار تیری رسالت کا کیا اسکو بار بار  
 نصیحت کہ تجھ پر فرض نہیں ایک بار پہنچا دینا احکام الہی کا اور عذاب سردی سے ڈر دینا ضرور تھا سو تے تو  
 فارغ ہو چکا اب معاملہ اسکا خدا سے ہی قِيَعِدْ بِهِ اِنَّهُ الْعَذَابُ الْاَكْبَرُ بس عذاب کر لگا اسکو  
 امہ تعالیٰ وہ عذاب کہ ہت ترا ہی دوسرے گنہگاروں کے عذاب سے جنھوں نے کفر نہیں کیا اور اسلام سے  
 منہ نہیں پھیرا کہوں کہ وہ سدا کا عذاب ہی اور ایمان دار ہر چند کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں اور بے توبہ  
 میں تو بھی اس عذاب دروناک سے اپنے ہیبت کی کے عذاب سے محفوظ رہیں گے اور اگر یہہ کافر عدا کر نیولے عذاب  
 کرنے میں امہ تعالیٰ کے کہ دریافت سے نکلے جو اسکی غائب ہی یعنی بشر کی عقل اسکو دریافت نہیں کر سکتی  
 اور سو سے بنی آدم کے مار دھا کے اور عذاب کو نہیں جانتے تزدو کرین تو جیسا ہی کہوں کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ اِلَّا يَافَهُمْ  
 معترض باری ہی طرف ہی پھرانا اٹھا کہ بعد مرنے کے روح ہر شخص کی دریافت سے جو اسکی غائب ہو جاتی ہی  
 اور عالم غیب کہ پہنچتی ہی بس ناچار ب کو ایک عالم کی طرف کہ مالک اس عالم کا سو سے جناب باری کے کوئی نہیں

جانا ہی قَتْرَانِ عَلَيْنَا حَسَابُهُمْ پھر تخمین ہمارے ہی اور ہر ہی حساب ان کے گناہ صغیرہ اور کبیرہ اور انواع  
کفر اور عناد کا کہ موافق ایک خزا اور سزا دلوینگے جو حوصلہ کہ روگردانی اور کوزمین سخت ہی اور زیادہ تکلیف اور  
عذاب بھی سب زیادہ ہی والعیاذ باللہ منہ سب ان ایسا ابابہم کی آیت میں اشارہ برزخ کے حوالہ کی  
طرف ہی کہ بعد موت بلا فکروموتیوا الاهی اور آیت میں تم ان علینا حاسبکم کی اشارہ ہی قیامت کے دن کے  
معانے کی طرف کہ بعد موت دراز کے ظاہر ہو گا اور اس سب کلمہ تم کا کہ دلالت تراخی اور مہلت دراز پر

کرتا ہی سر سے ہر اس آیت کے وارد فرمایا ہی

## سورۃ الفجر

یہ سورت کی ہی ۲۱ آیتیں اور ایک سو سیٹیس کلمے اور پانچ سو ستانوے حرف ہیں اور اس کے ربط  
هل انک سے یہ ہی کہ اُس سور میں بھی قیامت اور بہشت اور دوزخ اور نواب اور عذاب کا ذکر ہی اور  
آدمیوں کے دو قسم ہو جانے کا بہشتی اور دوزخی اور طاہر و ناپرائی اور بھلائی کی نشانیوں کا چہرہ دن پر  
اور اس سور میں بھی اسی مضمون کا بیان ہی اور اُس سور میں لیسہا راضیة بھلائی والوں کے حق میں فرمایا  
ہی اور اس سور میں راضیة مرضیة اور اُس سور میں فیعد بہ اعدہ العذاب الا کبر کا فردن کے حق میں  
ارشاد دہوا ہی اور اس سور میں فیعد منک لایعد ج عذابہ احد ارشاد دہوا اور یہ دونوں مضمون  
اس میں قریب ہیں اور نازل ہونا اس سور کا دفع کرنے کو ایک شہسے کے ہوا ہی جو اکثر طھوون اور زندقون کے  
خیال میں گمراہ ہی اور اس شہسے پر مقابلہ انبیا دن اور دا عطفون سے کرتے ہیں اور حاصل اس شہسے کا  
یہ ہی کہ حق تعالیٰ کے بندوں کے گناہ کی پرواہی نہ نیلی کی اور یہ جو اسیبیا اور دا عطفہ کہتے ہیں کہ دنیا کی پیدائش  
بعد از سر نو ایک اور عالم پیدا ہو گا کہ حشر اور نشر اور سوال اور جواب اور بلا دنیا اس میں ہو گا سو اس بات کی  
کچھ اصل نہیں ہی کہ اعدہ تعالیٰ ہی آدم کے سب سے پہلے کاموں سے خبر دار رہتا اور ہر شخص کو اسے کام کی سزا  
اور جزا دینے پر بھی قادر ہی اگر طاعتوں سے خوش ہوتا اور گناہوں سے ناخوش تو کس واسطے نیکیوں کو نعمتوں سے  
نوازش نہیں کرتا اور بدکاروں کو گناہوں کے بدلے عذاب جن گرفتار نہیں کرتا بس تاخیر کرنا جزا دینے میں



اور انتظار کرنا قیامت کے دن کا یا تو اس واسطے ہی کہ اب اسکو اویسوں کی نیکی پر تک کا مو سیر اطلاع نہیں ہی یا اس سبب ہی کہ اس وقت بدلہ لینے کی طاقت نہیں رکھتا آوریے دونوں باتیں اسکی ذات پاک کی طرف متصور نہیں ہو سکتی ہیں بس معلوم ہوا کہ بدلہ لینا اور بدلہ کا اسکو منظور نہیں ہی اور جو کچھ کہتا ہی سو اسی دنیا میں کرتا ہی مگر بے پروائی کے طور سے کسی کو دولت و بنا حشمت و بکر مغز اور مکرم کر دیتا ہی اور کسی کو دکھ درد محنت و سختی بین و ال کے ذیل کرتا ہی سو حساب اس شہبہ کا یہ ہی کہ حق تعالیٰ با وجود اپنے کمال علم اور قدرت کے حکیم مطلق بھی ہی اور حکمت اسکی چاہتی ہی کہ ہر شخص کی سزا اور جزا پہنچانے کے واسطے قیامت کا انتظار کیا چاہتے اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ آدمی کے تین حال ہیں اول خود دنیا کا حال کہ اُسین طرح طرح کی حاجتوں میں گرفتار ہی اور قسم قسم کے علاقے قرابت اور دوستی اور ہمسایگی کے مخلوق سے رکھتا ہی اور تکلف طاعت اور بندگی کا بھی ہی اور مشغول ہی آخرت کا توشہ حاصل کرنے میں اور اپنی اصل پونجی کے ترہاے میں نفعون اور فائدہ دن سے دوسرا حال برونج کا ہی کہ مرنے کے بعد وہاں رہتا ہی اور ان شغلون سے فارغ ہوتا ہی لیکن جو کچھ کہ بھائی بندیا یا آشنا گرو مرد اپنی طرف سے یا اس کے کہنے سے اسکی واسطے دنیا میں کرتے ہیں اسکا ثواب اسکو ملتا ہی اور اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہی تو گویا کہ وہی وہ خود دار العمل یعنی دنیا میں ہی آدر بہ ہی کہ برونج میں جمع ہونا حق داروں کا کہ دنیا میں اس سے طرح طرح کے معاملے نیکی اور بدی کے کے نتیجے میں نہیں اس واسطے کہ ہر شخص کی موت اپنے وقت ہر مغز ہی ہر انفضال کرنا معاملوں کا بغیر حاضر ہونے فقدا عدالت کے خلاف ہی تیسرا حال آخرت کا کہ ہرگز کسی طرح کا عمل اور کسی طرح کا شغل وہاں نہ ہو گا اور بنی نوع اور اس کے تا بعد اور آشنا و وہاں حاضر ہونگے اور جو کچھ کہ اسنے خود کیا تھا یا دوسروں اس کے واسطے اس کے کہنے سے کیا تھا اب اسکو بیچ چکا اور جمع ہو گیا اب ایندہ کو کسی اور چیز کے انکی امید سبب منقطع ہونے نوع انسانی کے نرہی بس حکمت ہرگز اس بات کو تقاضا نہیں کرتی ہی کہ اسکو دنیا کے حال میں سزا دی جاوے اس واسطے کہ وہ ابھی کام میں مشغول ہی اور اس کے عمر کی مدت کہ اسکی پچھلے قیام مقام ہی ہنوز بالکل اس کے تھین نہیں آئی ہی اور اپنی گزری ہوئی عمر کے جمع خراج کو برابر نہیں کیا ہی اگر اسکو اس حالت میں جزا اور سزا میں نہ گرفتار کریں تو وہ جواب میں اللہ نہ کہیں گا کہ ابھی مجھ کو فرصت دینا چاہتے کہ میں اپنی عمر پوری کر لوں اور جو جو تقصیر

فلسفہ  
حکیم مطلق  
اور جزا بیان

کہ مجھے ابتداء جوفانی میں اوزما تجریدگی میں ہو گئی ہیں انکا بدلہ آخر عمر میں ادا کردن اور تجارتوں کا بھی بہت معمول ہی کہ جب کسی کاشتہ کو تجارت کے واسطے کسی طرف بھیجے ہیں تو اسکو مہلت دیتے ہیں کہ چند مدت اپنی رائے کے موافق لین دین کیسے ادا کر ایک معاملے کیچھ کھو بیٹھا اور نقصان کیا تو بھی نہیں بولنے کہ شاید دوسرے سود میں کمالیگا اس طرح سے عالم برزخ میں بھی خراوینا ملک کے خلاف ہی اوسطہ کہ ابھی نیکیاں اور نتیجے آدنی کے معلون کے اسے نئی نوع کے باقی رہے کے سبب اسکو چلے آنے ہیں لہذا کہ ابھی جمع خرچ اسکا برابر نہیں ہوا اور حق کے لینے دینے والے بھی ابھی جمع نہیں ہوئے ہیں کہ معلوم ہو کہ اسکا حق کس پر ہی اور ہر کس کا حق ہی اور کون سا حق دار ایسا حق معاف کرتا ہی اور کون طلب کرتا ہی بس چار دنا چار بر لالینے کے واسطے قائم ہونا آخرت کا مقر ہوا اور اس وقت کے آنے تک حق تعالیٰ بندوں کے خیر و شر کے اعمالوں کو دیکھتا ہی سو بہرہ ہرگز عملت نہیں ہی اور ان ربک لیا لکھ صا ر کے ہی معنی ہیں اور اسی مضمون کو اس سور میں کئی قسموں کے ساتھ تاکید سے ارشاد کیا ہی اور اس سور سے کا نام سورۃ الفجر اوسطہ رکھا ہی کہ اول قسم فجر کی کھائی ہی اور فجر کمال مشابہت رکھتی ہی قیامت کے دن سے کہ تمام رات لوگ اسے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور جب فجر جوئی ہی تو گویا ایت ہوتا ہی کہ مرنے کے بعد پھر ہی اٹھے اور بازار اور رستے اور دربار لوگوں سے ہجر جاتے ہیں اور جن کاموں کے انتظار میں تمام شب گذاری تھی وہ کام سر انجام کو پہنچے اور جو ان قسموں میں بیان ہی انتظار کرنے کا کاموں کے واسطے کہ یہ ہر انسان کی عادت ہی اور فجر اسباب کے ناست کر سکی اول دلیل ہی تو اس سور کی اس نام سے موسوم کیا ہے۔

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْفَجْرِ  
 اور باد و بخور کام کی ضرورت کے فجر کے آنے کے واسطے تاخیر کرتے ہیں ہرگز جانور اپنے گھوسلوں میں درخت کی تھالیوں کے واسطے فجر کے پساتے اسکا انتظار کرتے ہیں اور چرتے والے جانور بھی چرنے جانے کو اسے منتظر رہتے ہیں اور دربار ہی لوگ اپنی عیوض اور مردوں کے واسطے اور محلے والے اپنے جھگڑے قیصے فیصلہ کرنے کو اور اہل حرفہ اور



سبائے عم      الرقعة      صوم      الکریمی      سورة الفجر

بازاری لوگ اپنے کاروبار کے واسطے اور کھیتی کرنے والے جو تنے بونے کو اور مسافر چلنے پھرنے کے منتظر رہتے ہیں اور جو کام کر رہے ہیں اور اُجالے سے منعلق ہیں وہ سب فجر کے ہونے پر موقوف ہیں اور بعضی محرموں کو اور بھی زیادہ خصوصیتیں ہیں کہ بہت سی مخلوق اپنے اوقات اُسکے انتظار میں کانتی ہی جیسے عرفہ کے اور نحر کے روز کی فجر حاجیوں کے واسطے کہ تمام سال اس دن کی آرزو میں گزارنے ہیں اور مہینوں اور برسوں کی رام سے جملہ اس دن کے واسطے اس منبرک مکان میں اپنے میں پہنچانے ہیں اور صبح کی نماز بھی اسی وقت میں ہی اور جو فرشتے کہ بندوں کی محافظت کے واسطے مقرر ہیں صبح اور شام اپنی اپنی باری سے آتے جاتے ہیں اُس وقت بعد و نون جو کمان آنے اور جانے کی جمع ہوتی ہیں اور اوقات کی نماز کا انتظار کرتی ہیں اسی وقت حدیث شریف میں آیا ہے کہ من صلی صلی الفجر فهو من ذمۃ اللہ یعنی جس شخص نے پڑھی نماز فجر کی تو اُس دن اُس کے دین میں داخل ہوا اور سورہ اسری میں واقع ہے اہی ان قرآن الفجر کان مشہوداً یعنی فجر کی قرأت حضور میں ہوتی ہے اور حدیث شریف میں اسکی تفسیر فرمائی ہے کہ رات اور دن کے ختم ہونے میں حاضر ہوتے ہیں اور انکی حضور کی سبب زیادتی برکت اور انوار کی ہوتی ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو کچھ انتظار مخلوق کو اپنے کاروبار میں فجر کے آنے کا ہوتا ہے وہ ظاہر ہے کہ درمند تمام رات اس امید پر کھدرد رہے گذارے ہیں کہ صبح کو طیب کے پاس جا کر اپنا حال بیان کرینگے اور پہلے اسکی دعا پڑھیں گے اور فقیر اور مسکین تمام رات بھوکے پیٹ سے گزارتے ہیں اس توقع پر کہ صبح کو امیرون دنیا دار دروازوں پر جا کر کچھ مانگ لادینگے اور اپنے بچے بالوں کے ساتھ اوقات بسر کی کوینگے اس طرح سارے نبی آدم اپنی حاجتوں کو صبح کے نکلنے پر موقوف رکھتے ہیں بس میر کرنا کاموں میں باوجود ضرورت اور قدرت کے ایک وقت کے انتظار کے واسطے کہ حکمت الہی نے اُس وقت کو اُس کام کے واسطے مقرر کیا ہے انسان کی عادت ہی تو اسی قیاس پر جزا کے مقدم کی تاخیر کو قیامت کے آنے کے انتظار پر سمجھ لیا جائے وکیال عیش اور قسم کھاتا ہوں میں اُن دس راتوں کی کہ بہت بزرگ اور منبرک ہیں کہ لوگ تمام سال انکے آئینے انتظار میں گزارتے ہیں اور کاروبار کو انکے آنے پر موقوف رکھتے ہیں اور وہ دس راتیں قیامت میں پہلیں اولیٰ دس راتیں نبی صبح کے مہینے کے اول کی کہ سب حاجی لوگ اظراف اور انب سے اُن دس راتوں میں مکہ معظمہ کے شہر میں یا اُسکے گرد و نواح میں حج و طواف کے بجالانے کو جمع ہوتے ہیں اور بہت سدا جمع ہونے کی شب



شبِ ادا ہے ہوتی ہی اور انتہا سلی دہوین رات کو ہونی ہی اور حدیث شریف آیا ہے کہ دنوں میں کوئی دن اس برس کا ہے جس کا اس میں عمل صالح بہتر اور افضل ہو ذی جنت کے دس دنوں سے کہ ہر روز وہ ان دس روز کے روزوں میں سے ایک برس کے روزوں کی برابر ہی ثواب میں اور عبادت ہر رات کی ان دنوں میں شب قدر کی عبادت دس گنی ہی دوسرا رمضان مبارک کے آخر کا دن ہے کہ عابد لوگ اعتکاف کی سنت ادا کرنے کو اور لیلۃ القدر کے برکات حاصل کرنے کو تمام سال اس کے انتظار میں کانتہ ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب وہ دن داخل ہو ناخاکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کو چھو کر کہتے ہیں کہ جنت میں ایک کاف بیٹھتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو شب بیداری میں بلے ساتھ شریک رکھتے ہے اور جنت اور جہنم کے درمیان سے گزرتے ہے پتھر اور حرم کے اول کا دن ہے کہ شہداء کو بلائی کہ بتنا اور غربت کے دن ہیں اور صبر اور سخاوت کی راہ میں کھینچا ہی اسکا ثواب انکی ارواح مقدسہ پر اس سے بن نازل ہوتا ہے اور دعویٰ لوگ جہالت کی راہ سے قائم کرنے کو رسومات غم اور الم کے جیسے سینہ زنی اور کتاب خوانی اور تقویٰ پر سازی اور لوبت نوازی کے واسطے تمام سال انتظار اس سے ہے کہ کون دن ہے اور بعض مفسرین نے ان دس دنوں کو تمام سال میں سے متفرق بلایا ہے کہتے ہیں کہ پانچ راتیں طاق رمضان مبارک کے آخر دنوں کی کہ انہیں مظنہ لیلۃ القدر کی برکات کا ہے اور ایک رات عید الفطر کی اور ایک عرسے کی اور ایک عید الغریب کی اور ایک معراج کی رات جیسے مستانیوں کی رجب کی اور ایک شبِ برات کی اور دین و اہل علم اور اس جگہ پر سمجھ لیا جائے کہ ہر قسم کو اس میں معرفت بالام لائے ہیں اور لیا انکو منکر فرمایا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ ان دس راتوں کی تعظیم کا سبب ہوشیدہ تھا اس واسطے مکرہ لائے تاکہ یہ نیکو انسان دس راتوں کی تعظیم پر دل نہ کرے برخلاف دوسری قسموں کے کہ انکی عظمت کی وجہ ظاہر اور باہر ہی اور ہر قسم ہی کہ لیل عشر کا احتمال چار طور پر ہے چنانچہ مذکور ہو چکا ہے واسطے فائدہ ایہام اور شروع کے انکو مکرہ فرمایا ہے کہ سب احوال کی گنجائش ہو سکے و التفتیح و التویز اور قسم ہی بخت اور طاق کی کثرت اور محیط ہی تمام حدود و تکوین اس واسطے کہ کوئی عدوان نہ ہو مشمول کا ہر نہیں ہو سکتا اور تمام معدودات کو ملکہ جمع موجودات کو کثرت مل ہی اور انسان کو جیسے وقت کا انتظار کرنا ہے کاروبار کے واسطے جملی اور پیدہ ہونے ہی اس طرح سے

فی  
یوم  
کی  
تاریخ

سپانعم

الرحمن

فی

الکرم

سنة العحر

جنت اور طاق عدد و گناہی اپنے معاملات اولین دن میں جبلی اور پیدہ بشی ہی جیسے کہ حاملہ کو وضع حمل میں  
 نو مہینے کا انتظار کھینچنا چاہئے کہ طاق ہی آدر بچکے و دودھ چھڑانے میں دو برس کا انتظار کرنا چاہئے کہ جنت ہی آدر  
 کتب میں تھا کہ لڑکے کے انتظار چار برس کا اور نماز کے سلھانے کے واسطے سات برس کا اور روز کی  
 تعلیم کے واسطے دس برس کا اور طبع اور نکاح کے واسطے پندرہ برس کا انتظار چاہئے کہ نا اور اسی طرح سے  
 جینے کی تیاریوں میں کاروبار کے واسطے جنت اور طاق کا انتظار کرتے ہیں اور تیسری سال کے پورا کرنے کو انتظار بارہ  
 برسوں کا اور تفری سال کا انتظار بارہ مہینوں کا کرتے ہیں اور پندرہ پورا کرنے کو انتظار سات روز کا اور  
 تمام کرنے میں جیسے کے انتظار تیس سال کا اور دو لگانے اور چار لگانے نمازوں میں اسی طرح سے  
 سلام پھیرنے کی تعداد دیا چار رکعت کا ہونا ہی اور سہ لگانی نماز میں انتظار تین رکعت کا کرتے ہیں اور  
 اسی طرح سے عام اور شریعہ اور عرفین انتظار جنت اور طاق کا معمول اور روح ہی آدر بعض مغفرتوں  
 کہا ہی کہ مراد جنت سے خلق ہی اس واسطے کہ ہر چیز کو مخلوق ہی دوسری چیز کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور شریک کو دیتے ہیں جیسے  
 آسان اور زمین دن اور رات اور حیر اور اجالا اور مادہ اور مراد طاق سے حضرت حق کی ذات پاک ہی  
 لگونی چیز کے برابر ہیں اور بعضوں نے کہا ہی کہ مراد شفیع سے خلق کی صفات ہیں کہ تانفہ اور  
 اھدا سے ملے ہوئی ہیں جیسے علم اور جہل اور قدرت اور عجز اور موت اور عزت اور دولت اور  
 قوت اور ضعف اور ترس مراد صفات حق کے ہیں کہ وجود ہی بے عدم اور قدرت ہی بغیر عجز کے اور علم ہی  
 بغیر جہل کے اور حیات ہی بغیر موت کے اور عزت ہی بغیر ذلت کے اور قوت ہی بغیر ضعف کے اور بعض مغفرتوں  
 کہا ہی کہ شفیع سے مراد دو لگانی نماز اور ترس مراد سہ لگانی نمازی آدر یہ تیسری عمر ابن حسین کی روایت  
 ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آدر بعضوں نے کہا ہی کہ مراد جنت جنت کے درجے اور آتھ دروازے  
 ہیں اور طاق سے مراد دو گناہوں طبقے اور اسکے دروازے ہیں اور بعضوں نے کہا ہی کہ جنت  
 بارہ درجے ہیں اور طاق سات ستارے سہارا کہ اُنکے پھرنے سے اُن برسوں میں طرح طرح کی وضعین  
 اور قسم قسم کی تعمیریں عالم میں نمودار ہوتی ہیں اور بعضوں نے کہا ہی کہ مراد جنت سے وہ چاند ہی کہ پورے  
 تیس روز میں چلتا ہی اور طاق سے مراد وہ چاند ہی کہ اُن تیس روز میں نمودار ہوتا ہی اور بعضوں نے کہا ہی

مراد جنت سے دوسرے ہیں ہر رکعت میں اور مراد طاق سے ایک رکوع ہی اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد جنت سے وہ بارہ چھپے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے لاشی کے مارنے سے ایک تھومین سے جاری ہوتے تھے اور مراد طاق سے وہ دولون محض ہیں کہ ذوق کے مقابلے میں ظاہر کئے تھے اور قرآن مجید میں بھی اشارہ ہی و لفظ البیتا موسیٰ قسح آیات بیانات اور ابو سعید خدری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ مراد جنت سے عید قربان کا روز ہی کہ رسول ذی الحجۃ کی ہی اور طاق سے مراد عرف کا روز ہی کہ نوین ذی الحجۃ کی ہی اور پندرہ فیبرال عشر سے بہت منگھمت رکھی ہے و الکیل اذا قیبر اور نسف کھاتا ہوں میں دن رات کی حسرت کہ اسکی مذہبیری سہریت کہ فی جی عالم میں کہ وہ وقت بھی ان لوگوں کے انتظار کہ ہی کہ نکلا کا بار بار وہ پوشمی سے علاقرہ کھتا ہی خواہ نیک ہو خواہ بد جیسے عبادت شب بیداروں کی اور عقد نکاح اور چورونکی چوری کرنا اور ماہنے والوں کا ناجا اور عیاشوں کا ہمش کرنا اور جادو گر و جادو گر نا و طلسم کرنا شعبہ بازون کا اور تماشا کرنا پیلوں کا بس ان پانچ قسموں سے تہات ہوا کہ انتظار وقت اور عبادت کا باوجود جمع ہونے سہا اور ارادوں اور خواہشوں کے کرنے میں تدریہ تدریہ حکمت کے انسان کی جبلت کی موافق ہی ہر نیک اور بد کلام میں وقت کی رعایت کرتے ہیں اور صاحب عقل کو تھوڑی سی فکر کرنے سے ان چیزوں میں معلوم ہو جاتا کہ غلط فہم کرنے میں قیامت کے روز کہا کیا حکمتین اور فائدے ہیں اور در سبب ارشاد ہو یا ہی **هَلْ كُنْتُمْ فِي ذَلِكَ قَسْمٌ لِّذِي حِجْرٍ** کیا ہی ان چیزوں میں جو بیان ہوئیں کوئی قسم کہ لغابت کرے عقل ولہ کو گویا ہر قسم ان پانچ قسموں عقل ولہ کو ثابت کرنے میں اسباب کافی ہی کہ حق تعالیٰ قیامت کے وقت کا منتظر ہی ہر نیک و بد جزا اور سزا دینے کو اور اگر کم جنوں کو کچھ تعجب آتا ہو تو شاید اسباب ہر آتا ہو کہ اس روز کا کل پچھلے جمع ہونگے اور ایک دین ہر ہر شخص کو جزا اور سزا دینا ایک مشکل امر ہی کہو کہ اگر بسا چھشہ کی مخلوق کی تھی ہوں اور مقابلے ہر آجا دیں تو اس وقت سزا دینا انکو ہرگز ممکن ہو سکے اس سبب **وَمَا يَشَاءُ رَبُّ هَذِهِ الْأُمَّةِ** کی تہیہ دینے سے حکمت کی رو سے کنارہ کیا ہی اور یہ سزا دہ تدریوں سے اولیٰ کی جمعیت کو کھیر دیا ہی جب انکاروں کم ہو گئی تب جب تمنا ہو منظور ہوا ہی سو گیا ہی بس اگر کارخانہ جازات کا جس ہر ایک گنہگار جدا جدا جاری کیا جاتا اس مذہبے کا کھٹکا ہونا جو حق تعالیٰ نے در میان میں ان قوموں کے مذکورہ ہوا ہے

سپاہ عام

الکرہۃ

الکبریٰ

سورۃ النحر

اور اس مضمون کے جس قسم میں لکھا ہے کہ اقل وقت بلکہ صاف طور پر جو عصر ضحہ کے تین حصے اپنے مجازاً  
 جو دنیا میں واقع ہوئی ہیں کہ آئیں تیری بری مخلوقوں کو جو نہایت فوت اور شوکت رکھتے تھے ادنیٰ اسباب سے  
 ہلاکت کے منت اور نابود کر دیا بس پہلی حد تک آگے تیری مخلوقوں زور اور کوسرا دینا کچھ مشکل نہ سمجھا جا  
 اور حق تعالیٰ قدرت کو ذوی الاقدار بادشاہوں کی حدت پر قیاس نہا ہے کہ نالہ بے اُتے کچھ نسبت نہیں کہتی  
 ہیں اور اس مقام پر تین تصورات کے اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک کام خلاف قیاس کسی سے ایک  
 بار وقوع میں آئے تو لوگ اسکو اتفاقات سے سمجھتے ہیں اور جو کمرستہ کر واقع ہووے تو معلوم کر جاتے  
 ہیں کہ یہ کام اس شخص کے وبرد نہایت آسان اور سبب ہی اور تیسرا اصل میں بیشتر ہی تھا کیا جو خدمت  
 کر دیا اور کسی کو اس پر دلیل رکھا جتے ہیں کہ ایک شخص نے انجمن نجوی سے اس بے کے ساتھ کر نیلی و جب وہ پوچھ خوش  
 کہا کہ جب تک کہ برس پھر میری خدمت نہ کرے گی تا تک میں بھلو کے انتظام کی وجہ نہ سکھاؤں گا پھر  
 ایک برس کی خدمت کے بعد یوں بیان کیا کہ یسری مشتق سبزی سے ہی کہ شب روی کے حصے میں ہی اور تیسری  
 رات کے چلنے والوں کی صفت ہی رات کی صفت ہیں لیکن مجانکے طور پر رات کی صفت کر دیا ہی اس واسطے  
 کہ وقت شبروی کا ہی اور عرب کی اصطلاح میں اسناد و فصل کی طرف زمان اور مکان کے بطور مجاز کے بہت  
 استعمال ہی چنانچہ کہا کرتے ہیں لیلۃ قائم و نہارہ صائم اور چھین برس کی تغیر واقع ہوا تو جا کہ اس کے  
 لفظ میں بھی تغیر کریں کہ لفظ مطابقی میں ہے جو جاو سے بہہ ہی جو کچھ کہ جنہ سے اسباب میں مقبول  
 ہی لیکن بہہ بات موقوف ہی دو مضمون پر ایک تو بہہ کہ سبزی سبزی سے مشتق ہی سبب لازم  
 نہیں بلکہ ظاہر بہہ بات ہی کہ مشتق سبزی سے ہی کہ مطابق دلائل اذا سبح اور دلائل اذا شینے کے ہو جا  
 دو جسیر بہہ کہ اگر مشتق سبزی سے ہووے تو صفت رات کے چلنے والوں کی ہو نہ رات کی صفت اور بہہ بھی کچھ  
 لازم نہیں ہی بلکہ ظاہر بہہ بات ہی کہ شبروی کہنے سے جو کہ مطلق جانا اور ہو چنانچہ واللیل اذا دین ہی  
 یا شبروی استعمال ہی رات کے چلنے سے اس واسطے کہ رات کا چلنا اور چلنا رات میں دونوں مناسب  
 ہیں اس میں سے مطلب دونوں کا ایک ہی بلکہ اگر خوب غور اور تامل کر کے دیکھئے تو شبروی سے چلنا  
 بھی صفت رات کی ہو سکتا ہی اس واسطے کہ حقیقت میں رات نام ہی زمین کے سائے کے عکس کا کہ

آفتاب کے مقابلے میں حرکت کرنا ہی اور بسبب منطق ہونے اس ملک کے قاعدے کے کسی مرنے والے سے  
 نوہا فانی آتا ہی اور وہ غرور و طعنت حرکت میں ہی لیکن بہت ہر اُن کے حرکت اسلی ماہ کو سنا اس نانی کے  
 ہر قی ہی نواولی ہی کہ وہ اس کے سلف ہونے کی سنا تھہ رعاب مشابہت ہی آیتوں کے ہی رسوا اس کے  
 اَلْمَنْزِلَکَ فَعَلَّکَ بَلَّکَ لَہَا ہِیْ وَ لَہَا نُونٌ کَیْ لَیْئِیْمٌ ہَرُورٌ دَکَّارٌ ادر دیکھنا بہان بزجاستے  
 معنوی میں ہی اس واسطے کہ یہ نصد اس قدر عروف اور مشہور تھا کہ جاننا اسکا گونا گویا ہی آد لفظ رک کا  
 اس نام سور سے بن اور دوسرے سور بن ذات باک کے نام کی جا بہت معل ہوا ہی اور اس لفظ کے تقنا  
 کر نیکی وجہ اس مقام ہر اور دوسرے مقاموں پر ہم ہی کہ رجب کہ متوجہ اس غیر حلیل العدر کی طرف ہی جامع  
 اور رعبیت جامع عدل و انصاف قائم کرنا جاتی ہی اور عدل و انصاف جانتا ہی بے انصاف اور برکتوں کی ہات  
 اور تہا ہی کو **بِعَادِ اَوْلَادِکَ الْعَادِ** عا د کے کرنے سے گوارم کے رہنے دلے تھے اور وہ ارم یعنی  
 لئے ستلوں والی تھی اور عا د جمع ہی عدل کی جیسے جمال اور جبل اور ہاں پر سمیلا جانے کہ عا د دو جنوں کا نام  
 ہی ایک تو عا د اولی کہ انکو عا د فدیہ بھی کہتے ہیں اور وہ اولاد میں عا د بن عوص بن ارم بن سام بن نوح  
 علیہ السلام کی تھی اور انکو عا د ارم بھی کہتے ہیں کہ ارم انکا دادا تھا اور شہرام کو بھی اپنے دادا کے نام پر  
 نام رکھا تھا اور وطن الحامدین کے متصل تھا اور دوسرے عا د وہ اور شخص کی اولاد ہیں کہ اسکا نام بھی عا د  
 تھا اور انھیں عا د اولیٰ بن کا تھا کہ انصاف کی سر زمین میں متصل ضرورت کے دل اختیار کیا تھا اور اسکی  
 اولاد اس ملک میں بہت پھیل گئی تھی اور انکا یہ نام دوم کا نصد اپنے بغیر کے ساتھ کہ حضرت صالح علیہ السلام  
 تھے قرآن مجید میں مکرر وارد ہی چنانچہ اپنے مقام پر مذکور ہی اور عا د اولیٰ کا نصد مرآن محمد بن دو جاہ  
 سے زیادہ ہیں آیا بودہ بھی جمال کے طور پر ایک تو اس جاہ ہر اور دوسرے سورہ ہج میں کہ اھلک  
 عا د اولیٰ اسکی طرف اشارہ ہی الغرض انکا قصہ جس قدر کہ تفسیر میں اس آیت کی لغت کرے لکھا  
 جاتا ہی کہ حق تعالیٰ نے اس نرے کو مدد و قات اور قوت بے حساب عنایت فرمائی تھی اور زمانے کے  
 سب لوگوں سے اس بات میں ممتاز تھے کہ سے کم قد کا آدمی اُمین بارہ گز کا ہوتا تھا اور ہر شخص اُمین کا  
 برس بڑے چھ دن کو جسٹ لوگ اٹھا دسکین ایک ہاتھ سے اٹھا کر چھینک دیتا تھا اور تمام میں کے ملک پر اپنے نذر

سورۃ الفجر

اور قوت کے سبب قابض اور منصرف تھے یہاں تک کہ امین و دہادشاہ عظیم الفرد پیدا ہوئے ایک تو شہید ہو  
 اور دوسرا شہزاد اور بیہ دونوں بادشاہ عام روس زمین پر منصرف ہوئے تھے اور لشکر اور خزانے  
 بے نہایت جمع کئے تھے لیکن شہزاد نے اپنے بھائی شہزاد کے مرنے کے بعد سلطنت کو کال روئی اور عروج و  
 تھا کہ جاہلو کوئی بادشاہ کے مطیع اور فرمان بردار ہے اور کسی دوسرے بادشاہ کو طاقت اس کے مقابلے  
 تھی بسلسلہ ع و دراد تکبر کے سبب دعویٰ خدائی کا کیا تو وہ عظوں اور عالموں نے اس زمانے کے علم و عمل میں  
 بطور میراث کے رکھے تھے اس لیے ان کو ہند اور نصیحت کے طور سے حق تعالیٰ کے خوف اور اس کی عبادت کی  
 طرف رغبت دلانے لگے اس لیے کہا کہ دولت اور حکومت اور جاہ اور عزت جہاں مجھ موجود ہیں سب پر بادشاہ کی عبادت میں کیا حاصل  
 چکا ہے جو کوئی کہ کسی کی خدمت کرنا ہی یا تو منصب کی ترقی کے واسطے یا دولت کے واسطے سو یہ سب یہ سب  
 پاس موجود ہی مجھ کو کہا پر وادی کہ کسی کی خدمت گزار کر دینا اٹھو لکھا کہ سب ملک اور دولت دنیا  
 خانی ہی اور اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کے ثواب میں بہت عنایت کریگا کہ تمام دنیا سے بہتر ہی اسے چھوڑا  
 کہ امین کیا خوبی ہی و اعظون نے جو کچھ کہ تعریف اور خوبی اس کی لیس لکھی انبیاء دن سے مشغول تھے اس کے سامنے  
 بیان لکھی اس لیے کہا مجھ کو اس بہت کی بھی حاجت نہیں ہی کہوں کہ میں دنیا میں سبنا سکنا جن سب اپنے  
 معتبر سردار و زمین سے سواد میںوں کو مقرر کیا اور ہر ایک کے ساتھ ہزار ہزار آدمی متعین کئے کہ جب کچھ کہ وہ  
 کہیں ان کے حکم کے موافق عمارت کے کام میں مشغول رہیں اور ہر ایک سردار کو اپنا اپنا کام سونپ دیا اور تمام  
 ریح مسکن میں حکم بھیجا کہ چاندی سونے کے معدنوں میں سے جہاں کہیں کہ ہوں لنگا جمنی انیس ہزار کو بھیجو  
 اور اگر سے ہونے خزانے نکلوانے اور متصل کہ وہ عدن کے ایک شہر میں بیٹے جو کھینتا دس کوس کا کنبا  
 اور دس کوس کا جوڑا لکھتے در اسکا چالیس لکھا ہوا بنا کرنے کو حکم دیا اور اس کی نیز اس قدر کوئی  
 کہ پانی کی قریب جا پہنچی اور اسکو سنگ سیلمانی سے جہر دیا یا جب نیو جہر ملی اور ہر ہزار زمین کے ہر سخی تب  
 اسے سونے روپے کی اینٹوں سے دو ہا دین چنانچہ شروع کیا بلندی ان دیواروں کی اس زمانے کے گز سے  
 پانچ سو گز کی مقرر کی جس وقت کہ آفتاب نکلنا تھا تو اس کی چمک سے دیواروں کی روشنی ہر گاہ و شہر کی تھی پھر چوڑا  
 دیواری کے اندر ہزار محل تیار کئے اور ہر محل ہزار ستون کا اور ہر ہزار ستون جواہرات میں جڑا ہوا اور دریا

شہر کے ایک نہر بنائی اور ہر مکان میں حوضیں اور چوکیے تیار کئے اور اس نہر سے ہر مکان کو ایک ایک نہر  
دوڑائی تھی کہ ہر مکان میں ہمیشہ فوارے اُڑا کرتے تھے اور چادرین چھوٹا کرتی تھیں اور حوضیں اور چوکیے سب  
لبالب رہتے تھے اور صحن اُن نہروں کے یا قوت اور نرد اور در جان دینہ سے جو دیتے تھے اور کناروں پر اُن  
نہروں کے درخت بنائے تھے کہ چرین اُکی سونے کی اور شاہین اور پتے زرد سے اور پھول پھل اُنکے چھوٹی لہے  
یا خوشبو آئے اور دوسرے جواہرات کے بنا کر لٹکائے تھے اور دو کانون اور دیواروں کو سنگ اور زعفران اور  
عینہ کو گلاب سے لکھلکھ کر کے استکار می کر دیا کے مطلقا اور مذہب لیا تھا اور خوب صورت خوش آواز جانور یا قوت  
اور جواہر کے بنوا کر درختوں پر بٹھائے تھے اور گداگر و شہر ہزار منارے سونے روپے کے جڑاؤ بنائے تھے کہ  
جو کبھی پھر والے لوگ اپنی اپنی باری سے اُنیں بیٹھے جو کبھی دیا کریں جسبسا انداز کا شہر بن کر تیار ہوا تو حکم دیا کہ  
سارے شہر میں قالین اور فرش ریشمین زرد و زمی کے بچھاؤں اور برتن سونے روپے کے سب مکانوں میں  
تزیینت میں بن اور کسی نہر میں بیٹھا پانی اور کسی میں شراب اور کسی میں دودھ اور کسی میں شہد اور  
شربت جاری کرو یا دروازہ اور دو کانون کو بھی کھناب اور زربفت پر دو سج آراستہ کیا اور ہر شے اور  
نہر والے کو حکم دیا کہ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں اور حکم دیا کہ انواع انواع قسم کے میوے اور طرح طرح کے عمدہ  
کھانے ہمیشہ بے شہرہ الزکوٰۃ بچھا کریں بارہ برس کے بعد میں بہ شہر میں میوے کے ساتھ تیار ہوا بعد اس  
حکم کیا کہ تمام امرا اور دار کمان کمان بھل اور زینت کے ساتھ اس شہر میں جا کر رہیں اور خود بھی اپنی فوج اور لشکر کو  
ہمارا لیکر کمان غرور اور زکبر سے کوچ کیا اور اسے بن بطور بھل اور شھول کے اُن واعظوں لہذا نصیحت کرنا تو  
کہنے لگا کہ تم ہمسایہ ہست کے واسطے جھگڑتے تھے کسی دوسرے کو دوسرے جھگانے اور ذلیل ہونے کو آپ تم نے  
میری قدرت اور شروت دیکھی اور بے پروائی اور بے نیازی کو میری معلوم کیا جیتے ہیں جب قریب اس شہر کے  
بچھاؤ اس شہر کو غول کے غول استقبال کے واسطے اس شہر کے دروازے سے باہر آکر زرد جواہر اس شہر بچھاؤ  
کرنے لگے اور کھنے کھانے لگے اس نے وسیع جب دروازے پر شہر کے بچھاؤ اور ایک قدم اسکا دروازے کے باہر  
اور ایک قدم اندر تھا کہ آسمان کی طرف سے ایک ایسی کڑا آواز سخت ہوئی کہ تمام مخلوق ہلاک ہو گئی اور  
بادشاہ بھی وہیں نہر دروازے میں گر پڑا اور مر گیا اور اس شہر کے کھنے کی حسرت کو کس محنت اور مشقت سے

فصل فی حال

اسکو تیار کیا تھا۔ بن میں لے گیا اور بعضی کتابوں میں دیکھتے ہیں یا یہی کہ ملک الموت سے حق تعالیٰ نے پوچھا کہ تھک کسی بندگی جان نکالنے کے وقت کبھی تم بھی آیا ہی یا نہیں ملک الموت نے عرض کیا کہ بارخدا یا مجھکو دو شخصوں لی جان نکالے میں حال رفتہ ہوئی اگر تیرا حکم ہوتا تو میں ہرگز انکی جان نہ نکالتا ایک تو ایک بچہ تھا نیا پیدا ہوا اپنی ما کے ساتھ کشتی کے تختے پر رہ گیا تھا حکم ہوا کہ اسکی ماکی جان قبض کر لے اسوقت مجھکو اس بچے پر نہایت رحم آیا کہ اسن بچلا اسکی ما کے سوا کوئی خبر گیر نہ تھا دوسرا ایک بادشاہ تھا کہ اسنے ایک شہر کمال رز سے بنایا تھا کہ دس کہن دنیا میں نہیں بنا جب تیار ہو چکا اور وہ اسکے دیکھنے کو آیا جس وقت کہ قدم در داری میں رکھا حکم ہوا کہ اسکی جان قبض کر لے اسوقت بھی مجھکو نہایت رفت آنی کہ وہ لبا کچھ حسرتیں لہنے دیں لے گیا ہو گا جناب آتی سے ارشاد ہوا کہ یہ بادشاہ وہی لڑکا تھا کہ اپنے اسکو بغیر ما باسکے پرورش کیا اور اس شہمت اور ثروت کو پہنچا یا جب اسرتے کو پہنچا تو ہماری تابعداری میں منہ مورتا اور خبر کرنے لگا آخر اپنی سن کو پہنچا کہتے ہیں کہ وہ کشتی کا تختہ کہ یہ بچہ اسپر رہ گیا تھا ہتہا ہتہا دریا کے کنارے آگیا اسکا نون کے دھوئی وہ دن دھوتے تھے جو دیکھا کہ ایک بچہ اپنی ما کے لاش کے پاس تھے پر ہر آہی تو اس تختے کو کھینچ لائے اور درو کو مرفون کر دیا اور بچے کو اپنے ہتھ پاس لے گئے ہتھ اسکا حسن اور جان دیکھ کر ہزار جاں عاشق ہو گیا اور اس ہتھ کے اولاد بھی سراسر بچے کو فرزند میں لیا اور پرورش کرنے لگا یہاں تک کہ سات برس تک ہوا لیکن اسکی عقل اور دانائی اور جلال کی سیر وقت سے کچھ اور طرح کی نظر آتی تھی ایک روز گلانوں کے باہر بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا کہ ایک باری شہر ہوا کہ بادشاہ کی سواری آتی ہی اور لوگوں کا گدڑنا مشہور ہوا سارے لڑکے پیستے جھاگ گئے اور یہ توجہ ایک تیل سے پر کھڑا بادشاہ کی سواری کا اور شکر کا تماشا دیکھتا تھا یہاں تک کہ سارا شکر چلا گیا اور چندوں کے پھادے کہ گسے پر یکی خبر گیری کے واسطے لشکر بھیجے جاتے تھے گذر فی شروع ہوا ایک پھادے نے ان پھادوں میں سے ایک بونٹی پائی انہیں سرور وانی اور سلامتی تھی اپنے بارون سے کہتے لگا کہ میں نے سرور پایا ہی اگر تمھاری صلاح ہو تو میں اسکو لگاؤں کہ میری بینائی میں فرق ہو گیا ہی شاید کہ فائدہ کرے انھوں نے کہا کہ اول تو رستے کی پری ہی ہونی چیز اٹھانا چاہئے خبر اگر تو نے اٹھائی تو بغیر آڑے ہونے انھوں میں لگانا بزرگ مناسب نہیں پہلے کسی اور کے آنکھوں میں



لکھاب اسکو فائدہ کرے تو تو بھی استعمال میں لاس پیاوے نے ادھر ادھر دیکھا تو کوئی دکان تھا مگر یہہ  
 لڑکا ایک ٹیلے پر کھڑا تھا اسنے کہا لڑکے آہم تیری آنکھوں میں سرمہ لگا دین کہ تیری آنکھیں بھی لیگیں بہہ لڑکا دوتا  
 ہوا اسنس پیا دیکے پاس گیا اور سرمہ دانی اور سلاقی با دسٹے لڑکا اپنی آنکھوں میں لگا فی کلاو کے ساتھ ہی  
 قائم زمین کے خولنے اسکو نظر آسے لگے جسے صاف پانی میں چمڑ نظر آتی ہی لڑکا اپنی باقت اور دانی سے  
 چمڑ آیا اور فریاد کرنے لگا کہ اسی خاند خراب غلاموں تم نے میری آنکھیں چھوڑ دالین میں پادشاہ کے پاس فریاد  
 کر ڈنگا اور نکوسنرا دلواؤنگا پیا ددن نے جو یہ بات سنی سرمہ نو دہن چھوڑا اور گرتے پڑنے اپنی جان لگا  
 بھاگے بہہ لڑکا سرمہ دانی لے ہوئے اپنے گوا آیا اور یہہ حقیقت مہتر سے بیان کی نہنرنے کہا اپنے کہ عے  
 مخبر جو سو دہن رات کو جب سب لوگ سو جا دین تو چا وڑے کہ اریان لیکر جو جو مزدور کر اپنے اعتباری  
 ہیں انکو تھلے حسن جاعے ہر تھکو خزانہ نظر آوے دکان سے کھو دے کہ اپنی گدھوں پھر دن ہر لاد لا  
 اس لڑکے نے اسپتور کیا آخر لا لاکر بہت سال جمع کیا اور بے گاؤن والوں کو اپنا رهن کر لیا اور  
 اسے گاؤن کے سرمہ دار کو مار دالا اور اسکی جاسے ہر آپ ہو بیٹھا ہوتے ہوتے بہہ خبر حاکم نو جبار نو  
 چہی تو انھوں نے ارادہ اسے سزا دینے کا کیا اس لڑکے نے بھی فوج رکھ کر تعامل کیا اور ان سلکو مار دیا  
 آخر چند روز کے بعد وہ بادشاہ دگیا تو اس لڑکے نے فوج کسی کی آخر ہوتے ہوئے، دشاہ ہو گیا اسی  
 طرح سے برہنے برہنے تمام روے زمین کا بادشاہ ہو اور سارے جہان کے پادشاہ اسے مطیع اور  
 فرمان بردار ہوئے اب سنا چاہئے کہ وہ شہر لیا ہوا معتبر معترفیہ زمین لکھا ہی کہ اس بادشاہ اور  
 لشکر کے ہلاک ہونے کے بعد اہد تعالیٰ نے اس شہر کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا مگر کبھی  
 کبھی رات کو عدن کے گرد و نواح کے لوگوں کو اسکی جھلک اور روشنی اس جاسے ہر معلوم ہوتی ہی  
 کہتے ہیں کہ یہہ روشنی اسکی شہر دیواروں کی ہی اور عبد اہرن بن قلابہ کہ ہارے ہنہر صلی اہد علیہ وسلم  
 اصحابوں میں سے تھے اتفاقاً نوح بن وار دہوئے کہ ناگاہ ایک اذنت اُنکے اوتون میں سے چھوٹکر  
 بھاگ گیا وہ اسے دھونڈنے کو نکلے جب اس شہر کے نزدیک پہنچے تو ان ساروں اور دیواروں کو دیکھ کر  
 یہوش ہو گئے اور پسے دین کہنے لگے کہ شہر کی توصاف اسی بہشت کی سی صورت ہی جسا پہنچیں اہد

اسے اس کے لئے غالب  
 ہونے کا حال

علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں وعدہ فرمایا ہی شاید کہ تعامل میں جو ہمیں دیکھتا ہوں جس شہر کو وہاں سے ہر  
 نیچے اور اندر گئے تو دیکھا کہ تمام مکانات اور بہرین اور درخت وہ ان کے سب عینہ جنت کے سے ہیں لیکن شہر میں  
 کوئی آدمی نہیں تھوڑے سے جو اہر اور یا قوت کہ مکانات کے صحن میں گنزدون کی جاے ہر کجوں سے ہر سے نئے  
 اپنے چادرین لے لئے اور تنہائی کے خوف سے حملہ نکل بھاگے اور دشت کو گئے جب حضرت معاویہ رضی  
 اللہ عنہ سے ملاقات کھلنا کہ یہ سارا احوال بیان کیا تو حضرت معاویہ نے اُسے پوچھا کہ یہ شہر تم نے جو زمین  
 دیکھا ہی یا بیدار زمین اُنھوں نے کہا بیداری میں اور نشانیان اس شہر کی خوب دل میں یاد رکھی ہیں کہ عند  
 بہارت سے طغالی جانب کو اس قدر معاصلہ رکھتا اور دوسری طرف طلائینہ درخت کی نشانی ہی  
 اور ایک طرف کو فلانا کھنواں ہی اور بہر جو اہر اور یا قوت کہ وہ ان سے لایا ہوں برسے پاس موجود  
 ہیں حضرت معاویہ اس بات کے سے نہایت متعجب ہوئے اور اس وقت کے عالموں کے پاس آدمی بھیجا کہ  
 دنیا میں کوئی مشہر یا سچی ہی کہ سونے روپے سے بنا ہوا اور ایسا ہو اُس وقت علمائے کہا کہ ان  
 قرآن مجید میں اُسکا تذکرہ کیا ہی اور عذرات العباد مگر اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ  
 کر دیا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری امت میں سے ایک شخص اس میں جاوے گا اور وہ  
 شخص کو ناہ قدر سبز رنگ اور پروا اور گردن پر اسکی دو خال ہونگے اور اپنے اونت کو دعوت دے گا وہو  
 اس شہر میں جاوے گا اور وہ ان کے عجائبات دیکھے گا جب حضرت معاویہ نے یہ سب نشانیان ان میں  
 دیکھیں تو برابر نکلیں فرمایا واہ یہ وہی شخص ہی حاصل ہلام کا یہ ہی کہ اس شہر کی ایسے زیادہ کوئی  
 کہا تفریح کرے گا کہ خود بجزت باوجود احواط علم کے تمام معلومات ہر اُس کے حق میں ارشاد فرماتے ہیں  
 کہ اَلَّذِي كَرَّمَ مَخْلُقًا مِثْلًا فِي الْبِلَادِ وَهَذَا شَهْرٌ كَرَّمَ مَخْلُقًا مِثْلًا فِي الْبِلَادِ وَيَسَارُ فِي زِينَةِ شَهْرٍ وَمِنْ  
 وَمَوْءَدِ الْبَيْتِ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ادر کیا کیا تیرے پروردگار نے تمہارے فرشتے سے کہو تیرے ہر سے  
 پتھر دن کو تراشتے تھے وادی القریٰ میں آوے تمہو قوم عاد کے نبی عم تھے کہ عاد یوں کے ہلاک ہوئے بعد  
 مجاز شریف اور شام مقدس کے درمیان میں اپنا مسکن مقرر کیا تھا اور حجر سے وادی القریٰ تک ایک  
 ہزار سات ہرستیان اپنے تصرف رکھتے تھے اور ہر ہرستی بن برسے برسے محل اور آثار بیان اور

اور دروازے اور طاق پتھرون کے تراشے تھے اور تصویریں گل اور ریاحین کی اُنہیں بنا تی تھیں اور طرح طرح کے اسباب عیش اور عشرت کے حج کر کے بیٹھے عین کرتے تھے گوبت پرستی بن مشغول تھے یہاں تک کہ حضرت صالح کو احمد تعالیٰ نے رسول کر کے انکی طرف بھیجا اور انکا قصہ والشمس کی سورت کی تفسیر میں مذکور ہے اور وادی القریٰ ایک شہر کا نام ہی کہ عرض اور طول میں کہ منظر کے برابر ہی اور نخلستان اور چشے اُنہیں بہت ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے فتح کے بعد اُسپر جمع متعلقات کے ساتھ قابض اور تصرف ہوئے ہر جہد کہ بت سے باغات اور عمارات ٹوڈیوں کی جھرا اور اسکے گرد و نواح بن تھیں لیکن بالخصوص ذکر وادی القریٰ کا اس جہت سے واقع ہوا کہ یہ مکان اُنکے شہروں کی انتہا کا تھا حجاز کے متصل اور نبور آباد تھا برخلاف حج کے کہ اتصال اسکانام کی طرف ہی حجاز سے دور اور حجاز کے لوگ کما حقہ اسکے احوال پر مطلع بھی نہ تھے اور او جرت و دوق پر اٹھا طول حجر کابھی شتر درجے اور میں رقیعہ ہی اور وادی القریٰ کا پتھر درجے اور عرض بخوبی دونوں کا برابری و فرعون کی ذی لاکو تار اور لہا لیا فرعون میخون والے سے جو لوگوں کو جو نجا کر کے مازنا تھا ہر ماہ کئی مسلمانوں کو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اسی طور سے شہید کیا اُنہیں سے ایک کا نام خمریل کہ اُسکے خزانے کے دار و دھتھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شہیدہ ایمان لائے تھے جب فرعون کو خبر ہوئی تو انکو جو میخہ کر کے شہید کیا اور ایک خمریل کی بی بی کہ وہ فرعون کی بی بی کی مشاطہ تھیں انکے ایمان لائے ہی فرعون کو خبر پہنچی تو انکو بلا کر کہا کہ تو اسلام سے باز آؤ گے کہا کہ پر بات تو علم ہین اخذ خدا جو حکم دیا کہ انکو زمین پر ڈال کر چاروں ہاتھ ہافون پر میخن تھوٹک کہ مارنا شروع کر دو آج اسی حالت میں انکی روح بہاؤ لگئی اُسی میں ایک حضرت آسیہ فرعون کی بی بی کہ وہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی تھیں جب فرعون موسیٰ علیہ السلام کی ایذا کا ارادہ کرتا تھا تو وہ سہما کے اسکو روک دیتی تھیں یہاں تک ایک روز اُنہرے حصے ہو کر علم لیا کہ انکو چار میخون سے باندھ کے چلی کاپاٹ اُنکے سینے پر رکھ دو عرض انکو دھوبین گرم زمین پر لٹا کر چلی کاپاٹ اُنکے سینے پر رکھ دیا اس وقت سے اُسے جناب باری مین دعائی کہ یا احمد تو میرے واسطے بہشت میں لکھنا دے اور ان ظالموں کے ہاتھ سے جھکونجات دے اسی وقت جبریل علیہ السلام حکم الہی سے آئے اور انکی روح مبارک کو بہشت میں

سبع عم      الکرم      فی      الکرم      سورة العج

یعا کر ایک موتی کے محل میں کہ ان کے واسطے تیار ہوا تھا داخل کیا فرعون نے جب نزدیک آکر دیکھا تو تن  
بیجان پڑا تھا یاوس ہو کر چلا گیا اور بعض مفسرین نے کہا ہی کہ بیخون سے مراد شکر کی بیخون ہیں کہ  
شکر کا کاروبار سب بیخون پر موقوف ہی کہ نہ کہ گھرانے تہذیب شامیانے بے جونی فنا میں ہیں وہ سب بیخون  
کو تہ ہمتے ہیں اور چونکہ جاؤں میں جیسے اذنی گھوڑے اذنی تہ چرمیل بے سب ہی بیخون ہی سے بندھتے ہیں۔  
اسی طرح شکر کی لوگ بیخ دینے ہیں اس قدر بخل کرتے ہیں کہ شکر کے لوگ روپیہ پیرا دینے میں اتنا بخل نہیں کرتے  
اور فرعون کا شکر گنتی سے باہر تھا کہتے ہیں کہ اسے شکر کا یہ دستور تھا کہ ایک دو سونے رسا کی یا  
ایک دوسرے مثل کی چھان گھوڑوں کے رنگوں سے ہوتی تھی شکر کی گھوڑوں کی ایک مثل اور شکر کی  
ایک مثل اسی طرح سے اسی گھوڑوں کے سوار کہ یہ رنگ اور رنگ کی نسبت بہت کم ہوتا ہی شکر ہزار تھے  
کہ شکر کے اگر ہزاروں میں چلتے تھے اس جاکے اسے شکر گھوڑا دیکھا کہ اس کی کیا جاہے جب کہ بیان کرنے سے  
تیز تر نقصان کے کہ ولالت کرتے ہیں بلکہ ہر برس ہر برس سرکش زور اور ذکی جماعت سے آن واقعہ میں اس  
دنیا کے اندر کہ جزا کا محل ہی نہیں ہی فارع ہو چکے تو اب فرماتے ہیں کہ ہلاک کرنا ان تینوں سرکشوں کے گروہوں کا  
انکے مال اور ملک کی طرح کے واسطے تھا جیسے کہ دنیا کے بادشاہوں کو اپنے بیخون کے ارادے میں منظور ہوتا  
ہی بلکہ ان کی کرشمی اور ظلم کے دفع کرنے کے واسطے تھا اس واسطے کہ انکا خیال یہ تھا **الَّذِينَ طَعَوْا فِي الْبِلَادِ**  
بجھون نے سرا تھا یا تھا مشہور زمین اور تخصیص شہر ذکی اس واسطے ہی کہ اکثر عمل اس بادامان کا اور ہی آدم کے  
پر قسم فروقی سکونت کا مقام تہو تہو ہیں اور ہر چند کہ ملک کے مالک ظالم اور مستکرم ہوتے ہیں لیکن اپنے شہر میں  
عدل اور انصاف کا طریقہ جاری رکھتے ہیں اور اگر ظلم اور تعدی کرتے ہیں تو جھگڑوں بہار و شکر و صلہ کے خارج اپنے ظلم سے  
ہوتے ہیں اور یہ بیخون فرستے بے بال اپنے شکر میں ظلم اور تعدی کرتے تھے **فَاكْشَرُوا فِيهَا الشَّادِ**  
بہر بہت کرتے تھے ان شکر و زمین فاد اور بہت کزنا فساد کا یہ ہی کہ شہر والوں کے عقیدے ہی فاسد  
تھے اور بری زمین اور مادہ عمارت اور ہرانے مال دوسرے چین لینا اور گالی گلج کر کرنا جاری رکھتے تھے بس میں  
بھی لوگوں کا برابر ہا جانا تھا اور جان مال عزت اور بھی مختلف اور ظالموں کے کہ اکثر انھوں مال اور جان ہی  
ضرر پہنچاتا تھا **نَصَبَ عَلَيْهِم رِبِّكَ** جو برس یا انہر تیرے رب نے کہ رویت اسکی عام اور جامع ہی ہے



اور جاہ اور نعمت نہیسی کی حالت میں بھی دیکھتا ہی کہ کفرانِ نعمت اور فرح اور فرح کرنا ہی با صبر اختیار کرنا  
اور رضا بقضایا یعنی اللہ کے حکم پر نابت رہنا ہی لیکن بس گھات اور انتظار کو سوائے اللہ تعالیٰ اور پیغمبر  
اور صدیقوں اور اولیاء اور عالموں ربانی کے کوئی نہیں جانتا اور نبی آدم غیب کے معاملے کی کیفیت غافل  
ہیں ہرگز اس پر عہد کو نہیں جانتے اضطراب کی نعمت اور مال پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور ظاہر کے فقر اور تکلیف پر  
جزع اور فرح کرنے لگتے ہیں اور نا امید ہو جاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں **فَأَمَّا الْإِنْسَانُ لِرَبِّ آدَمِيٍّ**  
**حَسْبٍ** معاملے سے غافل ہی اور اس کی غفلت کی دلیل یہ ہی **إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ جَبَّازًا** تاہی  
اس کا پروردگار کہ گھات میں ہی مال دے کر **فَأَكْرَمَهُ** بس عنت دینا ہی اس کو بس اس مرتبے کے  
کہ مال دینے سے اس کو حاصل ہوا ہی **وَنَعَّمَهُ** اور نعمت میں رکھنا ہی اس کو کہ مال سے ساری نعمتیں حاصل  
ہوتی ہیں **فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ** چہر کہتا ہی میرے رب نے مجھ کو عنت دی ہے مجھے تو مجھے یہ نہیں جانتا کہ  
سب آزمائش ہی کچھ الہی سے نہ رہو نا چننا ہے اور دھوکا نہ کھانے کہ جو اول باہرین مال اور عنت  
دی ہی تو آخرت میں بھی اسے طرح سے کرینگے یہ بات ہرگز نہیں ہی بلکہ مقدمہ ہونے پر وہیں ہی دیکھ لیا ہو  
**وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ جَبَّازًا** اور مقرر آدمی جبار تاہی اس کو پروردگار اس کا فقر فاقے سے **فَقَدَّرَ**  
**عَلَيْهِ ذُرِّيَّتَهُ** تو تنگ کر تاہی اس پر ذوق اس کا اگر چہ حاجت ضروری کے موافق کہ ذرا کافی اسپر  
موقوف ہی میرے ہو **فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ** چہر کہتا ہی میرے پروردگار نے مجھ کو ذلیل کیا ہے مجھے  
اس بات کے کہ یہ سب آزمائش ہی میرے صبر کی اور عنت اور ذلت کا مقدمہ تو پوشیدہ ہی نہیں معلوم کہ کہا  
ہی کہونکہ بہت ہو تاہی کہ فقر آخرت کی عنت کا سبب ہو جاتا ہی اور بہت ہو تاہی کہ مال اور دولت نہ  
آخرت کی ذلت اور وبال کے سبب ہونے ہیں سو دنیا کے پیٹے حال پر منور ہونا اور ان دونوں صورتوں میں  
یہی نعمت اور بلا میں غیب کے معاملے کو کہ امتحان اور آزمائش ہی نہ ہو چناہی غفلت ہی ان وہ بلا کجا  
المصدا کے مضمون باقی رہے یہاں پر چند سوال کہ جواب اٹکا بہت ضروری اول کہ یہ کہ لفظ **فَأَكْرَمَهُ** کا  
تفریح کے واسطے آیا ہی اور عرب کی لغتیں **أَكْرَمَ** کا کلید جعل کی تفصیل کے واسطے ہو تاہی وہ جعل جو سبب  
کلام میں گذرا ہو اس کلام میں وہ جعل کہاں ہی اور تفریح کی تفصیل کی کس چیز سے علاوہ کچھ ہی جو اب

اس کا یہ

اسکا بہہ ہی کہ وہ مجمل کلام مضمون ان ربک لبالمصدا کا ہے اس سطر کے اس مضمون معلوم ہو کہ پروردگار عالم کا آرایش اور امتحان کے درجے ہی اور بندوں کے احوال سے غافل ہے اور یہ بات اسکو جاننی ہی کہ بند سچی دے اور ہوشیار رہیں غافل ہو جاویں لیکن آدمی غفلت میں گرفتار ہی اور اسکی غفلت کا بیان دونوں صورت میں عزت ہو یا ذلت دولت ہو یا فقر فیض اس مضمون کی ہونی اور اس تفصیل کو اس اجمال پرک لفظ سے تفریح فرمایا ہی دوسرے یہ کہ دولت کی آزمائش کی جا پر فاکر کھڑا رہا وہاں اور بندگی کی آزمائش بھی فاکر میں نقل فرمایا اور فقر کی آزمائش کی جائے برناھا کہ نہ فرمایا اور بندگی کی آزمائش سے جان فرمایا اس میں کیا کچھ ہی جواب اسکا بہہ ہی کہ حقیقت میں رزق کی تنگی اگرت کا سبب نہیں ہی بس فقر کو انت کہنا غافل بند سے کا کام ہی کچھ موافق واقع کے نہیں ہی کہون کہ اکثر ہوتا ہی کہ نقص ظاہری دنیا اور آخرت کی صلاح کا سبب ہو جاتا ہی بلکہ موجب عت اور جاہ کا بھی ہو جاتا ہی چنانچہ بیت اولیا دامر کے احوال سے ظاہر اور ہمدای اور دولت اور مال حقیقت میں عزت ظاہری کا سبب ہوتا ہی اکثر حالات میں گو کہ آخرت کی عزت کا سبب ہو چھوڑ کر فرائض رزق کی دنیا میں بہتر ہی دنیا اور آخرت کے حسن سے معاویہ بختے کے واسطے فاکر مہر کے لفظ کو اس جا پر رہا یا تشریح یہ کہ اصل کلام یون معلوم ہوتا ہی کہ فاما الاصل فیقول ربی اکرم من اذا ما ابتلہ فاکرمہ واما هو فیقول ربی احسن من اذا ما ابتلہ فقصد علیہ ورفقہ بس لفظ فیقول کا مبتدائی خبری دونوں جا پر واما اذا ما ابتلہ طرف میں قبول کا اور کلام مجید میں اول آتا کہ انسان پر داخل کیا اور دوسرے بار اذا ما ابتلاہ پر کہ طرف قبول کا ہی لانے اس میں تیسرے میں کہا کچھ ہی جواب اسکا بہہ ہی کہ حقیقت میں آقا طرف پر داخل ہی اس واسطے کہ انا کا لفظ لانے سے بسا نکلی تفصیل منظور نہیں ہی بلکہ اسکی آزمائش کی تفصیل دولت اور فقر سے منظور ہی اور پہلے قرینے میں کہ انسان کا لفظ متصل ام کے وار وہی ضمیر وکی مرجع کی تیس کے واسطے ہی جو کہ سابق میں مذکور نہیں ہوئے سوا اعتبار اصل معنی کے کلام کو ہون سمجھا جائے کہ ان ربک لبالمصدا والا انسان غافل عن ذلك فی کلما الحالیین فاما اذا ما ابتلہ وہ فاکر مہر وفعہ فیقول ربی اکرم واما اذا ما ابتلہ فقصد علیہ ورفقہ فیقول ربی احسن بلکہ اگر خوب غور کیجئے تو





سَبَّاحٌ عَمَّ      الرَّكْعَةُ      رَفَعَهُ      الْكِرَامِ      سوره العنقر

حال کی تفصیل بیان کرنے سے فقہ پر یا فنا فارغ ہو چکے تو اب اسکو ادا کرنے پر ان تھون کے جو لوازمات  
خناس کے ہیں اور ادا کرنے پر اسے شکر کے زجر اور توبیح فرماتے ہیں **كَلَّا** بات یوں نہیں ہی  
کہنے سے مال اور جاہ کے مفور اور فریضہ ہو کر اپنی بزرگی کی حقیقت احدہ تعالیٰ کے نزدیک لازم جانو اور  
اسکی نعمتون کو اسکی مرئیات میں صرف نکر و جسطرح نبی آدم کرتے ہیں **بَلْ كَاثِرٌ مُّنْتِنِ الْيَتِيمِ**  
بلکہ تم لوگ یتیم کی عزت نہیں کرتے حالانکہ احدہ تعالیٰ نے تمکو مرتبہ اور عزت اس واسطے دیا ہی کہ بے عزت  
لوگوں کی عزت کرو و خصوصاً یتیم کی کہ بے عزتی پر طرفت اسپر برستی ہی چنانچہ بہت سال اور دن  
تمکو اسواسطے دیا گیا ہی کہ تقویٰ اور محتاجوں پر خرچ کرو اور ادا کا بہت عجز اور تم لوگ یہ کام نہیں کرتے  
**وَكَأَنَّهُمْ صَوْنٌ عَلَى طَعَاوِرِ الْمُنْكَبِ بَيْنِ اَدْرِ اِيكٍ دُوَسْرَةٍ** کو قید نہیں کرنے ہو کھانا کھلانے پر  
سکین کے بلکاپنے ال کھانے ہونے سے دینا ڈالنا ملن ہی غیر کے مال سے ہی جو بے عفت اور شفقت  
تمکو ملتا ہی خرچ نہیں کرتے ہو اور اسکو بھی بے وعوک چکھ جاتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہی **وَمَا كَانُوا**  
**التَّوَّافَاتِ اَكْبَلًا** لانا اور کھاتے ہو میراث باب دادون کی بے موقع اور جیجا اور زنی نہیں کرتے  
ہو تم درمیان اپنے حق کے محال ہی اور اپنے شریکوں کے حق کو حرام ہی بسر تمہاری سمجھ بوجھ جانو دن کی  
سمجھ بوجھ سے بھی کثیر کر اپنی گھاس کو اول سوگھہ لیتے ہیں ہوا اگر قابل کھانے کے ہوتی ہی تو کھاتے ہیں نہیں  
تو نہیں اور اگر کوئی یہ کہے کہ نہ تو میرے پاس مال ہی کہ یتیم اور سکین کو اسہن سے دن اور نہ باہر ادبی  
میراث طے ہی کہ اسہن سے شہریوں کا حق کھایا ہو گا اسے جوا میں فرماتے ہیں **وَيَجْحَوْنَ اَللَّامِلَ اَل**  
**جَبَا جَبًا** اور دوستی رکھتے ہو تم مال سے ہی جھکے ہر چند کہ مالدار نہیں ہو لیکن تمہارے دلہن مال کی محبت  
جبری ہوئی ہی اگر تمہارے ہاتھ میں آئے تم بھی وہی کر دو جو دوسرے کرتے ہیں اور یہاں ہر کلمے کے لفظ  
سے معلوم ہوتا ہی کہ فی صلہ محبت مال کی اور تعلق دل کا اسکی طرف اگر موافق حاجت ضروری ہو تو جیجا  
نہیں ہی کہو نہ عالم کی انتظام کی بقا اسی پر موقوف ہی اور وہ محبت جو بھری سواسی قدر ہی کہ زیادہ حاجت  
ہو **كَلَّا** یوں نہ سمجھا جاہے کہ حق تعالیٰ نیک اور بد کاموں سے بندو کنگی کا عمل ہی یا بد کاموں سے بندو  
کاموں پر مشطور نہیں ہی بلکہ احدہ تعالیٰ کھاتے ہیں ہی اور مشطور ہی ایک وقت کے آنے کا جو اسکی

بال کثرت  
میں نہیں ہی

سپاہِ عم      اَلْوَقْتُ لِلّٰهِ الْكَبِيْرُ      سورة العجرا

حکمت نے اعمال کی حوا اور سزا دینے کے واسطے مقرر کیا ہی اور میان اس وقت کا یہ ہے اِذَا دَاوَتْكَ  
 الْاَرْضُ دَاوَتْكَ دَاوَتْكَ اِنے جب کوئی جا دیگی زمین میں کہ حق ہی کوئے کا یہاں تک کہ زمین د  
 ریزہ ہو جاوے اور بہاڑ اور اونچی نیچی زمین سب برابر ہو جاوے اور یہ حالت بہنچال کی سزا  
 سب ہوگی جو قیامت کے دن آوگا اور اسی زلزلے کے سبب مُرْدَسَ فِرْدَسَ بَلْخَنَةَ اور چوکنے سے  
 صورت کے روحین مدون سے مل جاوے گی وَجَاوَنُكَ اور اوگتا تیرا پروردگار جلال اور تہر کی صفت  
 اونچلی فرما دیگا اور سزا دینے کو بندوں کے متوجہ ہوگا وَالْمَلِكُ صَفَا صَفَا اور اونیکے فرشتے  
 صفین کی صفین یعنی فرشتے ساؤن آسمان سات صفین ہو جاوینگے اور دو حالان عرش کی ایک صف  
 دوسری اور علیٰ ہذا القیاس وَحِجْبِيْ يَوْمَ مَعِيْ يَجْهَتُمْ اور لائی جاوے گی اس دور دو جہنے ظاہر  
 کی جاوے گی چنانچہ دوسری آیت میں فرمایا ہی ومذوات الجحیم لمن سوی اور بعضی روایتوں میں آیا ہی  
 کہ ستر ہزار فرشتے دوزخ کو اپنے مقام سے ستر ہزار الجحیم سے لکھنے ہوتے ہیں طرف کو عرش معلیٰ کے  
 لاونگے اور جب دوسو برس کی راہ حشر میں سے دور ہوگی تو چکاریاں اور بلیسن اُسکی آدھنگی اور  
 اُسکے حوش خودوش کی آواز اسی دور سے سب اہل حشر سب سے اس وقت حشر کے لوگوں پر نہایت خوف  
 غالب ہوگا اور پیغمبر منور اور کرسیم اثر پڑینگے اور ساری مخلوق گشتوں کے بل بھٹ جاوے گی اور نفسی  
 نفسی بجا اٹھے گی يَوْمَ مَعِيْ يَمْدُ كُرْا كُرْا اُنْا اُنْا اس دن سوجھا اور یاد کر جائے گی کہ وہ جو پیغمبر اور نبوت  
 کریموالے کہتے تھے کہ بدلائیک اور مد کامون کا حق ہی اور قیامت انبوالی ہی بیشک سچ تھا لہذا کہ استبا  
 جزا اور سزا سب موجود ہے کچھ کچھ قید فائدہ تو دوزخ سا اور فرشتوں سے مارنے دھارنے والے پیاد  
 اسم گزرتے ساتھ حاضر اور عالم حق تعالیٰ ایسے تہر اور جلال کے ساتھ تعالیٰ اور زمین کہ جہاں اور  
 ارواح کے رہنے سہنے کی جاے تھی سب تو تہمت جھوٹ کر برابر ہو گئی تو کوئی تھکانا جانے کا اور کوئی  
 بہاڑ تلخہ گڑھی کوٹ اسیں کہیں نظر آتا ہی کہ دمان جا پھے لیکن یاد کرنا اور سوجھا اس وقت کا کھ فائدہ  
 نکرے گا چنانچہ فرماتے ہیں وَاقْتِ لَهُ الذِّكْرٰی اور کہان طے اُسکو سوجھنا ہے سوجھا اور یاد کرنا اُسکو  
 کچھ مفید ہو گا کہ وہ دن سوئے یا دکرنت کا نہیں ہی ملکہ وہ دن تو جزا اور سزا کا ہی مان آج اگر

سوچے تو اس روز کا نام آوے نہیں تو سوائے حسرت اور انوس کے کہ یہ بھی ایک برا عذاب ہی کچھ نہ تھے  
 میں نہ آدیرکا جیٹھ فرماتے ہیں یَقُولُ يَا لَيْتِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي کہنے لگے گا آدمی انوس  
 اگر میں نے کچھ لگے سے بھیجا ہوتا اس زندگی کا کافی کے واسطے مال اور اعمال نیک جیسے ایمان اور طاعت  
 اور یہ حسرت اسکو عذاب جسمانی سے بہت سخت ہوگی قَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ  
 بس اس روز نہ مار لگا اسکا سا مارنا کوئی نہ آگ نہ دوزخ کے موکل نہ سب نہ بچو کہ اس آگ میں  
 ہونگے کوئو مارنا اور دکھ دینا انکا عذاب جسمانی ہی اور حق تعالیٰ کا عذاب اس طور چھو ہوگا کہ تفسیر فرماتے  
 روح کو حسرت اور مذمت میں گرفتار کر دیگا اور یہ عذاب روحانی ہی بس عذاب جسمانی کو عذاب  
 روحانی سے کہا نسبت ہی ولا تَقْوُونَ مَنَاقِحَ أَحَدٍ اور نہ باندھیگا اسکا باندھنا کوئی  
 کیونکہ دوزخ کے بہاؤ سے ہر چند کہ دوزخوں کے گلہنیں طوق دلیلے اور نخیروں سے جلتے ننگے اور  
 دوزخ کے دروازوں کو بند کر کے اوپر سرکش بند کر دینے غرض کہ طرح طرح سے عذاب کرینگے لیکن عقل  
 اور خیال کو انکے بند نہ کر سینگے اور عقل و خیال کی عادت ہی کہ بہت سی باتوں کی طرف التفات کرتا ہی  
 اور بعضی باتیں نہیں سے دوسری باتوں کی حجاب ہو جاتی ہیں ایسی عین قید میں انسان کو کمال  
 وسعت عقلی اور خیالی حاصل ہوتی ہی برخلاف اس شخص کے کہ اقدار تعالیٰ عقل و خیال کو بند کرے اور  
 جانے سے روک رکھے اور بالکل دکھ درد ہی کے توجہ رکھے تو ایسے قید ہزاروں درجے بدنی قید سے  
 سخت ہی ایسواسطے سو داؤوں اور مجنونوں میں سیر ہن باغوں اور جگلوں کی خشکی اور گھبراہٹ وہم و جہا  
 سبب پیدا ہو جاتی ہی کہ وہ باع اور وہ برے برے جگلی اسکی نظر میں تنگ معلوم ہوتے ہیں اور بعضے  
 معتبر قاریوں نے لایعذبہ اور ولا یؤقی یجھول کے ضمیمہ سے پڑھا ہی اور اس صورت میں معنی ظاہر  
 ہیں کہ نہ عذاب لیا جاوے گا اس غافل کی طرح سے کوئی اور نہ بند لیا جاوے گا اس غافل کی طرح سے کوئی کہ نہ دوسرے  
 گنہگاروں نے ہر چند کہ گناہ کئے تھے لیکن اس سے غافل نہ تھے کبھی کبھی اسدن کا خوف انکے خیال میں گذرا  
 کرنا تھا جب اسدن کو دیکھتے تو اس قدر حائف اور بہوش ہو جاوینے کہ کوئی اول سے دشت اسکی  
 رکھتے تھے اسواسطے انکے جن میں وہ روز بلا سے ناگہانی ہو گا اور انکے عذاب اور قید میں منکر و نکی عذاب

سپارح عم  
الوقت للکبریٰ  
سورہ البقرہ

اور قید سے تخفیف اور اس بول اور دہشت کن بن میں سب نیلون اور بدون کو اول مرتبے میں خوف اور اضطراب غالب ہو جاوے گا تو اس وقت تا بعد از آن اور نیلون کو تالی تجزیہ میں اور ایک مادی مذا کر لیا جائے یا انہما النفس المطمئنة ای جی جن پرے ہوئے ساتھ حق کے کہ تو الفات ہوسے حق کے کسی اور کی طرف نہ لگتا تھا بھلا کس پر جانے سے زمین کے اور دشمنوں کی صفوں کے دیکھنے سے اور پھل آواز سے سے دروغ کے کہا ہوا ہے اذ جلی الی ذلک بھر آئے پروردگار کی طرف کہ ہمیشہ تو ایسے حضور میں مشغول رہتا تھا اور اسے ماموالی طرف التفات نہ کرتا تھا راضیة قرصیة ای سی حالت میں کہ خوف تو ہے مونیو الای تو دیکھنے تجلی سے جمال حق کی اور پسند کیا گیا ہی تو ساتھ ظہور آثار جلال جلیل مطلق کے فا دخلی فی جنادی بھر داخل ہو سیکر مقرب بندوں کی گروہ میں کہ دیدار کے مقام میں رہ بھر رہے ہیں اور بہتر اہمیت ہی معادت روحانی کا وا دخلی جنتی اور داخل ہو میری جنبش میں کہ وہ مقام ہی لذت جہانی کے مزہ اٹھانے کا نہ تھا فنا اللہ الفوری بالسعادین اس جگہ پر سمجھ لیا جائے کہ نفس انسان کی تو قرآن مجید میں تین صفوں سے موصوف کیا ہی امارہ اور لوازم اور مطمئنة امارہ صفت ہی کا فون اور فاعلون کے نفس کی کہ لغز و فریق سے منہ نہیں بھرتے اور ایجا نفس انکو ہر وقت اپنی کاموں کی طرف رغبت دلاتا ہی اور لو اگلی ان گنہ گاروں کے نفس کی تعریف ہی کہ وہ اپنی بری بر مذمت کیجئے اور گناہ ہو جانے کے بعد اپنے کو آپ ملامت کرتے ہیں کہ یہ کام میں نے کون کیا اور بہت برا کیا اور مطمئنة ہونا انسیا اور اولیا اور صحابہ کے نفیوں کی صفت ہی کہ امان اور اطاعت اور ذکر اور ظلمین حق کی اطمینان رکھتے ہیں اور کشمکش سے خود آہون کے اور خطرات سے گناہوں کے ان کے احوال پر اگنہ اور ان کے اذفات کدہ نہیں ہو سکتے اور بعض کہتے ہیں کہ امارگی نفس کی صفت ذاتی ہی کہ شہرت اور غضب کے وقت اور عقل اور شرع کے حکم پر ظہور کرتی ہی اور لو اگلی بھی ہر نفس کی صفت ہی مگر جس وقت کہ عقل اور شرع کی طرف رجوع کرے اور خیر و شر کو پہچانے اور اطمینان بھی ہر نفس کی صفت ہی مگر جب کہ ذکر کا نور تمام بدن کے اجزا پر غالب ہو جاتا ہی اور حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ ہر نفس قیامت کے دن لوامہ ہونگے اور آپ کو ملامت کرنے کے طاعت سے زیادہ کبوں نہ کی

ان نفس امارہ اور کرامہ  
مطمئنة کا

اور گناہ کہون کیا اور ہر چند کہ اصل بن وقت اس نما اور شارت کا وقت فرغ البرکات ہی کہ تباہت کے روز ہو گا  
لیکن بخیرہ اسکا وقت ورنہ ہر روز کے ظاہر ہوتا ہی چنانچہ عبادہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ  
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہی کہ جب باایمان آدمی کو اجل آتی ہی تو سرخانے اسکے فرشتے  
خوبصورت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہی کہ جب باایمان آدمی کو اجل آتی ہی تو سرخانے اسکے فرشتے  
خوبصورت خوش لباس مصلحت سے ہن اور کہتے ہن ای جان بچی آرمیدہ خوشی اور استغنی سے نکل آ کر تیرا پروردگار  
تجھے خوش ہی بہ بات سنکر مسلمان کی جان بحال خوشی سے نکل آتی ہی اور ایک عالم اسکی خوش خبری سے معطر ہو جاتا  
اور فرشتے اسکو خوشی سے معطر کئے و نیز لہجہ سے ہن اور دروازے آسمان کے کھل جاتے ہن اور وہاں کے زبان و جہاں کہتے  
ہوئے استقبال کرتے ہن اور اسکے واسطے بخشش طلب کرتے ہن اور اسکو عرش معلیٰ کے نیچے لیجاتے ہن  
کہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے اور حضرت یحییٰ بن زکریا کو حکم ہوتا ہی کہ اس جان کو مسلمان اور نیکو کاروں کی ارواح کے مقنا  
میں داخل کرو اور اسکی قبر کو فرخ کر دو کہ امام اور رحمت اسکو پہنچی ہے اور اسکو کہہ دو کہ آرام سو رہے تم ہی  
ہند کہ اسکو کوئی بد خواب نہیں کرتا اور کافروں کے ساتھ اسکے برعکس معاملہ واقع ہوتا ہی

## سُورَةُ الْبَلَدِ

بہر صورت کہی ہی اس میں بابتیں اور بیاسی<sup>۸۲</sup> کلھے اور تین سو ایک تیس حرف ہن اور اس سورجیا سورہ بلد  
اسواسط نام رکھا ہی کہ اسکے شروع میں نور محمد کے شہر کی قسم لھائی ہی اور بلد عرب کی لغت میں شہر کو کہتے ہن  
اور دیکھنا اس شہر کے حال کا اس وقت کہ قسم لھانے کا وقت تھا دلیل صریح ہی اس بات پر کہ آدمی کو دینا اور  
آخرت میں اٹھانے سے مشقت اور رنج کے چارہ ہیں ہی کہون کہ جب ایسا شہر بزرگ جمع ایسی  
مشقوتوں کا ہو وے تو دور سے شہر تو بطریق اولیٰ ترے ترے رنج اور مشقوتوں سے خالی ہونگے  
اور انسان جو مدنی الطبع ہی ہے اسکی طبیعت ہن شہر کی محبت بسی ہوتی ہی بغیر شہر کے  
رہ نہیں سکتا اور کوئی شہر تمام راحت کا ہن مصرع صحیح لھنی ہے دو بے دام نیت اور شہر  
کے کی عظمت بہت دہجوں سے ثابت ہی آئین سے یہہ ہی کہ رحم الہی کا مکان ہی اور مقام  
امن کا اور مرج خلق کا کہ ہر سال میں ہزار ڈا آدمی در دور کے ملکوں اور شہروں سے ارادہ دل لھکا



کرتے ہیں اور وہ عمدتاً اس کی جگہ ہی کہ حج اور عمرہ ہیں اور اول ہی سب دنیا کی بناؤں سے اور  
 قبل ہی عالم کا اور مقام حضرت خلیل علیہ السلام کا بھی وہاں ہی اور ان سب سے بڑھکے بہت بات ہی کہ  
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تولد کی جگہ ہی اور اس جناب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی  
 نازل ہونے کی جگہ ہی اور اس سورت کی ربط کی وجہ سورۃ العنقر سے یہ ہے کہ اس سورۃ میں تاکید عزت  
 اور جلال پر ایم کے اور کھانا کھلانے پر سلیم کے اور ذمت مال کی محبت کی مذکور ہے اور اس سورۃ میں  
 بھی ہی مضمون منظور ہیں اور اس سورت میں ہلاک کرنا ہے بڑے زبردست سرکشوں کا لگن ہون کی شامت کے  
 سبب سے مذکور ہے جیسے عاود و ثمود اور فرعون اور اس سورت سے یہ نکالنے کا فر پھر جہاں ہی کہ اپنی توت  
 اترتا تھا اور کسی کو خیال بن نہ لانا تھا اور سبب اس سورت کے نازل ہونے کا یہ ہے ہی  
 کہ قریش میں ایک کا فر کلدہ بن اسید نام برآہلوان قحی بیکل زور اور تھا اور ابو الاسد اسلی  
 کنیت معز کی قحی اور قوت اسلی اس رتبے کو تھی کہ چتر اعلا علیہ السلام کے اپنے باؤں سے وبالینا  
 اور لوگوں سے کہتا تھا کہ اس جہ سے کو میرے باؤں کے بیچ سے کو بیخ کو تمام آدمی ملکر زور کرتے  
 یہاں تک کہ وہ پترا پرزے پرزے ہو جاتا تھا لیکن اس کے باؤں کے بیچ سے جہنم میں کرتا تھا جب  
 انصرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی طرف دعوت کی تو وہ کا فر ایمان نہ لایا  
 اور کلام سخت کے کہ تو مجھ کو ایک قید مانے و مانا جس کے کل انیس پادے ہیں انکو تو میں ایک ماں  
 ہاتھ سے بس کرتا ہوں ایسا کون ہی کہ میرا سنا کرے اور مجھ سے عہدہ برا ہو و  
 اور ایک باغ پر چھ پھل لاتا ہی کہ میں نے شاہدوں میں اور خاطر دار یوں میں وہ جہوں مال  
 خرچ کئے ہیں انکو ان مالوں کو گنتے تو وہ تیرا باغ سامان اور اسباب اور درختوں اور نہروں سمیت  
 اس کے رو برو بے حقیقت ہی بس اسلی ان باؤں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت  
 بھیجی اور مضمون اس سورت کا یہ ہے کہ او میکو اپنی قوت اور زور پر اور مال کی کثرت اور بڑائی پر نام اور جاہ کی  
 مغرور ہونا نہ چاہئے اور ابتدا کو اپنی پیدا ہونے کی موت کی نہایت تک نظر میں رکھنا چاہئے کہ کہا کہا  
 سخیمان در پیش ہیں کہ طاقت لٹکے اٹھانیکے بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے ممکن نہیں ہی اور مال کو نہیں



رفت نعت جاننا چاہے کہ آخرت کی نشیون میں کام آوے بہن نام اور جاہ دنیا کا جیسے سراپا یا اور فقیر پر آبِ حیات

### ہدایت اور اللہ العزیز

لا اَقِيْمُ هٰذَا الْبَلَدِ قِم كھانا ہوں میں اس شہر کی اور لا اصل میں نصی کے معنوں میں ہی اور بہا پر قِم کی تائید کے مقام پر اس لفظ کو لاتے ہیں اور وہ تائید کے سمجھانے کی اس لفظ سے بہہ ہی کہ قسم اکثر اس بات پر کھاتے ہیں کہ اس بات سے کوئی ٹیکر ہو بس اول لاکے کلمے سے نکر کے اچھا کوئی کرنے ہیں بعد اسکے قِم سے اپنے مطلب کو ثابت کرتے ہیں بس گویا مطلب دو طور سے ثابت ہوتا ہے یا باطل کرنے سے نفیض کے اور ثابت کرنے سے عین معنی کے اور اگر لفظ قِم ہی کو ذکر کرتے تو اثبات ایک ہی طور سے ہوتا اس واسطے نفی کے کلمے کو لاتے تاکہ تائید کی زیادتی ہو اور بعض علماء کہتے ہیں کہ قسم کی نفی مراد ہی ہے اس مطلب پر قسم کی حاجت نہیں ہی کہ خود ظاہر ہی اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ کلمہ مقسم پر کی بزرگی پر دلالت کرتا ہے کہ اس چیز کا تبدیل ہے برتر ہی کہ ایسی چھوٹی سی بات پر اسکی قسم کھانی جاوے اور دونوں صورتوں میں اشارہ و ثبوت ہونے پر مطلب کے دعویٰ کرنے سے اسکے ظہور کے بس اس راہ بھی تائید ثابت ہوتی اور جو مطلب قِم کا ہے ہی کہ حقیقت میں آدمی ابتدا سے انتہا تک مشقت اور رنج میں گرفتار ہی بس قسم اس شوکی کہ شہر کہ ہی نہایت مناسب اس مطلب کے واقع ہوئی کیونکہ شہر کہ اصل تمام زمین کا ہے کہ اول باقی پر یہی نقطہ پیدا ہوا تھا بعد اسکے اس نقطے سے تمام زمین کو پھیلا کر بچھایا اور زمین انسان کے ماوی کی اصلیں اصل الاصول اسکا جو محل مشقت اور رنج کا ہووے تو اسکو کہاں سے توقع رکھنا چاہے کہ مشقت اور رنج سے خلا ہی پادیکآب آئے ہم اس بات پر کہ بہ شہر کس جہت سے مقام مشقت اور رنج کا ہے سو اسکا بیان یہ ہے کہ اول قریہ کہ زمین سنگِ لُغ اور زمین واقع ہوئی ہی اصلاً قابلِ راعت نہیں اور باقی بھی کھارا اور زمین کے نیچے بہت دور ہی کہ بس کھارا کھانا کھو دانا نہیں نہایت دستور ہی تو قحط دلنے اور باقی کا سدا و دان کے رہنے والوں کے واسطے موجود ہی اور اس وضع سے واقع ہوا ہے کہ آفتاب گرمی کے موسم پر کہ دھوپیں جوڑا اور سرِ مٹان کے بہن

سپانہ عم

الکھد رطلہ الکینہ

سندۃ البلد

متصل سمت اللاس اُکے ہونا ہی جسے اُنکے نزدیک دامن بائیں رہتا ہی اور سب گرنی کی سنت کا ہونا  
اور آفتاب کی طہس کے سبب رات کو بھی بہا ترون بن گرنی کی سنت ہوتی ہی اور عوم میں گرم ہو اہلاک  
چلتی ہی دامن سب بے برگی اور ہنوائی کی جنوں سے عیانوں اور غنطیوں کے رہنے کے قابل نہیں ہو سکتا اور  
اسی وقت قدیم الایام سے برس برس بادشاہوں نے ارادہ اس ملک کا نہیں کیا اور اُس کو اپنی قلمرو سے خارج  
رکھا ہی اور عورتوں کو قصہ اس مکان کا کرنا ہی تو فقط زیارت کی نیت سے کرتا ہی کہ نہ ملک عیش اور خوش گذرنا  
اس سبب کوئی چیز وہاں نہیں ہی اور اس مقام معظم کی زیارت کے سفر میں بھی جو جو مشفقین اور رنج کہ سحر اور بر  
میں کھینچنے میں ظاہر اور ہجو ہیں اور بے سب چیزیں ہونڈ کر جوین شقت اور رنج دنیاوی کے اس سبب اس مکان  
عالمشان میں قبل پیدا ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے موجود تھیں اور جب وہ جناب  
پاک مبعوث ہوئے تو ایک در گل کھلا اور ایک دہی شقت نہایت برتی نمود ہوئی کہ اہل گروہ اس شہر اور زمین  
سے اس جناب کے ساتھ گرویدہ ہوئے اور اپنے باب دادوں کے باطل مذہبوں کو چھوڑ دیا اور عبادت سے  
بتوں کی باطل دست بردار ہوئے تو ہر گھر میں مخالفت اور چھوٹ اور جھگڑا اور لڑائی پیدا ہوئی اور کافروں نے  
قتل اور ایذا پر اس جاعت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر کرنا بدھی اور اوقات اُس شہر کے  
رہنے والوں کے سبب اس مہلک واقعہ کے نہایت رنج اور شقت سے گذرنے لگے اور رات دن دو دنوں  
طرف ولے مار دھاڑ لڑائی کھتر سے بن منول ہوئے تو اب اشارہ اس نئے رنج و شقت کی طرف اس  
عارف میں فرماتے ہیں **وَ اَنْتَ حَلَّ هَذَا الْبَلَدِ** اور تم کھانا میرا اس شہر کی اس وقت ہی کہ تو اس  
شہر میں آیا ہی یعنی جو وہیں آیا کہوں کہ تیری روح نازل ہونے کے سبب اس شہر کی بھی طرف اور بزرگی  
زیادہ ہوئی کہ شرف مکان بلکہ اور اسباب بھی وہی رنج اور شقت کے برعہ گئے اور اس شہر کے لوگ  
اکبر کہا تریں یعنی برسے لگا دین کہ قتل اور ایذا بہترین خلق اللہ کی تھی گرتا ہونے اور رحمت کو حرم کی گئی کہ  
ملا خط کے واسطے موزی جانور دن کو نہ مارتے تھے اور قتلے در خون کو نہ کاتتے تھے بلکہ قلم صاف جو پیشہ  
مخالف اس عقیدے ہو گئے اس وقت جو جو ظلم کہ وہاں کے رہنے والوں سے واقع ہوتے تھے آدم کے وقت  
اس دہمک کسی نہ ہوتے ہونے بس زیادہ کرتے اس قید کے یعنی و انت حل هذا البلد کے اس قسم کو



اسکی مطلب کے ساتھ ہوگئی اور جو اس قسم میں نہ نسبت میں اسکی ساتھ مطلب کے ایک طرح کی  
یوشہد کی تھی کہ سوائے اذکیا کے اسکو کوئی دریافت نہیں کر سکتا تھا تو اب دوسری قسم عام  
فہم بھی مذکور تھی **وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدٌ** اور تم ہی جنے والے کی اور جنے گئے کی کہ دونوں کمال شفقت  
اور رنج میں گرفتار ہیں کیونکہ جنے والی کو اول تو بوجہ اٹھانا محل کا اور بد مزہ رہنا طبیعت کا اور جنے کا  
درد اٹھانا چاہئے اور بعد اسکے بچے کے ہالنے میں سختیاں اور رنج کھینچنا چاہئے اور جب کو جنمتی ہی  
اسکی مصیبتیں یہ ہیں کہ اول تو اسکو اندھیر میں بچہ دان کے کمال عجز اور ناتوانی سے گذران کرنا چاہئے  
اور بعد اسکے اس سخت سرائے قافی میں ایسے دنیا میں طرح طرح کے دردوں اور بخون جسمانی اور  
روحانی میں مبتلا ہونا چاہئے ایسی گہماہی کہ بچے کے رونے میں پیدا ہونے کے ساتھ اشارہ ایسی  
بات کی طرف ہی کہ اس جہاں میں زندگانی درد حوصلے کا تے گا اور کہا اچھا کہا ہی کسی شاعر نے  
**لَمَّا قُوِيَ مِنَ الدُّنْيَا مِنْ صُرُوفِهَا يَكُونُ بَكَاءُ الطُّفْلِ سَاعَةَ يُولَدُ وَلَا تَأْتِي بَنِيكَ مِنْهَا**  
**وَأَهَا لَا تَوَسَّعَ مَا كَانَ فِيهِ أَوْ عَدُوًّا** یعنی اس سبب کہ خبر دیتی ہی دنیا تیسرے حال اپنے سے ہوتا ہی روز  
کے کا وقت پیدا ہوئے کے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو درد ناز کا بننے کے وقت اور البتہ وہ فراغت میں آیا  
ہی اس ہنس سے کہ تھا اسن اور کٹاؤ گی میں اور بعض مغروٹن کہا ہی کہ مراد والد حضرت آدم علیہ السلام  
ہیں کہ کس شفقت سے بہشت سے نکالے گئے اور دیکھی جہالی کھانی پی نعمتوں کو اُنسے چھین لیا اور مراد  
مادہ سے انکی ذریعات یعنی اولاد ہیں کہ تمام عمر میں اپنی سوا اس درالخت کے کچھ نہیں دیکھا اور وصف اپنے  
وطن اصلی کے کمال حسرت اور افسوس سے اور ان دونوں جس سے قسم ثابت ہوئی کہ آدمی کی اصل  
تساری ہی شفقت اور رنج ہی اور اصل آبی بھی مورد شفقت اور رنج کی ہی آپ اس کیل پر مدلول کہ متفرع کر کے  
فرماتے ہیں **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ** بگید متور پیدا کیا ہم نے انسان کو شفقت اور رنج میں کیونکہ  
اصل آدمی کی عالم خالق میں کے کی زمین ہی اور اصل اسکی عالم آب میں نطفہ آدم علیہ السلام کا ہی  
اور وہ ان شفقت اور رنج میں گرفتار ہیں اور گند کہ یہاں ہر بے کے زہر سے پرہنا چاہئے کہ مشفق کے  
معنا میں ہی اور گند بے کے زہر سے کہ جگر کے منہ میں ہی وہ جس سے اسکی مشق ہی کیونکہ آدمی کے بغیر

جان شہداء اور شیخ اہل حق

باور جمی گری اسی کا ذمہ ہی غذا کو اپنے اندر لانے میں اور اُس کے کھانے میں اور اُس کے تقسیم کرنے میں بری  
 بری مشفقین اٹھاتا ہی اور دوسرا اعضا لقمہ بے دود پر قابض اور نصرف ہوتے ہیں اور اگر شفقت اور رنج  
 آدمی کے تفصیل کے ساتھ بیان کئے جاویں تو ایک بڑا دفتر چاہئے لیکن جمل اسقدر سمجھ لیا جاہے کہ آدمی کی خلقت  
 جہاں ضدوں سے بھری حرات اور ہرودت اور طوبت اور سوت اور بہہ چاروں اسکے مزاج میں اپنا اپنا  
 غلبہ جاتی ہیں اور اُس کے اعتدال کے خواب کرنے کی بچھے پڑی رہتی ہیں مصرع یہ ہے ستر در کث کش ابن  
 چار از دہ است نہ بھر کتنے دنوں قید غایبہ میں بچہ دان کے قید رہتا ہی بھر کتنے دنوں کمال محذور اور  
 نا توانی سے جو ملے میں مرد کی مانند بزار ہتا ہی نہ تو زبان ہی کہ اپنے دل کا حال بیان کرے اور نہ کاتھ پانوں  
 ایسے ہیں کہ اپنی خواہش کو اُسے کرے بھر دانت بھلنے کے روز میں اور دو دھ چھوڑنے کی ایذا میں مبتلا ہونا  
 ہی میر کتب میں استاد کی ماردار کا رنج اٹھاتا ہی اور جب عقل کے پینے میں گرفتار ہوا اور کث کش ابن  
 کن کن کی پرتا تو طبع طرح کے رنج اور مال میں گتھ گیا طبیعت اسکو کھی قوت شہوانی کے زور سے چار ہائے  
 مانند دلیل بنا دیتی ہی اور گرفتار حوص کا کرتی ہی اور دو پیسے کے واسطے اُسے سپر بھاری لوجھ دھرواتی  
 ہی اور تمام دن اسکو ایک ذیل زردری کے واسطے الگ اور دھوین میں مقید رکھتی ہی اور چند میوں کی محبت کے  
 واسطے دوکان کا قیدی رکھتی ہی اور آرزو میں متعجبی بھر دانوں کی اسکو بیل کے پیچھے دوڑاتی ہی اور کبھی  
 اسکو قوت غصیبہ کے علیے سے درندے چار با یوں میں ملا دیتی ہی اور بد کوئی خلق کی اور پھکار عالم کی  
 اُس کے نصیب ہوتی ہی اور مانند بھیرے اور چیتے کے بچا کو لتا ہی اور مخلوق کو ایذا دیتا ہی اور ان سب  
 طرف الٹ اور ڈھونڈتا ہی کہ مقید طبع کا بھی ہی اور امور شرع کا بھی شرع مخالف طبیعت کے راہ تانی ہی اور طبع  
 موافقت نفس کی کرتی ہی اور عبادت سے رکھتی ہی اور بہہ عبادت کا نامور ہی ہے عبادت کئے اسکی  
 نجات نہیں ہی اور باوجود گناہ کے اسباب موجود ہونے کے گناہ سے بچھوڑتی ہی کوئی رنج عالم میں زیادہ تر  
 جمع ہونے سے ضدوں کے اور نہ ہی کرنے سے مخالفوں ہر ادا کے نہیں ہی اور یہے نام مشفقین اور رنج ہر  
 شخص کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جو مشفقین کہ غیر کے حق سے تعلق رکھتی ہیں بس ان سب زیادہ تر سخت  
 ہیں جیسے رعیت ہمیشہ اطاعت میں پادشاہ کی گرفتار ہی اور بادشاہ رعایت کرنے میں عدل اور حسد

رحمت پر ناچار اور اولاد رنج میں ماباب کی خدمت کے اور ماباب رنج میں یہاں پہنچنے کی حالت میں  
 حال ہی جو رو سے اور جو رو کا حال ہی خاندان سے اور مہمان کا غلام سے اور غلام کا مہمان سے اور پردہ  
 پردہ سے بس کوئی شخص اس طرح کی مستحق ہے خالی نہیں اور ان سب دنیا کی مستحقوں کے سوا  
 جان کنڈن کی شفقت اور مال کی معارف کا اور اولاد کے فوت ہونے کا رنج اور صر کی تنگی کا اور لحد کے  
 اندھیر کا اور انس معام تہنبا ترے رہنے کا اور منکر کیسے کے سوال کا اور ہول فہام کا اور اٹھنے کے دن کا  
 اور ہیبت صور پھونکنے کی اور اولین اور آخرین کے سامنے ہیبت ہونے کا خوف اور سزا مند ہونے کا  
 حسرت اور اعمال کے دن کے وقت کا اور کھرا ہونا درود حضرت رب العزت کے اور اگر خدا  
 ساتھ ان مشفقوں کے دوزخ کی مصیبت نصیب ہوتی تو ذلت اور ہمیشہ کا تو تامل کے نصیب ہوا اور  
 مشقت اور رنج اسکا دوسے گذر گیا اور جو کوئی اس سے غم سے انہماک اس قسم کی مشقوں اور  
 تجلیوں میں گرفتار ہوا سو فخر کرنا اپنے زور اور ناز و پر اور ہمت مال خرچ کرنے پر نہایت بیجا اور نازیبا  
 ہی جیسا غیر فرماتے ہیں **اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَفْعَلَ وَعَلَيْكَ اَحَدٌ لَّا يَمَانُ كِرْتَاهِي آدِجِي سَاغْخَانِ مَشْقُونِ**  
 اور رنجوں کے کہ قدرت نیا دیکھا سپر کوئی ناکہ خدائے علی دے اور بھلے بڑے کا ہون سے پوچھے حالانکہ  
 دم بدم مقور قہر الہی کا اور تابعدار اسکی قدرت ناشناہی گاہی بلکہ اسکی ضعیف سے ضعیف مخلوق سے  
 جو کبھی اور پھر ہی غم نہ ہر انہیں ہو سکتا اور جو اکثر فخر کا زیادہ مال خرچ کرنے پر تھا اور اس دعو میں  
 کہ مجھ کوئی قدرت نہ پاسیگا اکثر اتماد اسکا اپنی عفت اور جاہ پر تھا کہ بہت سال خرچ کر کے اس  
 عزت اور جاہ کو حاصل کیا تھا بلکہ کہ جو شخص کہ بہت مال خرچ کرنا ہی سب دلوں میں عزیز اور سب کی نظر میں  
 ہر مرتبے میں معلوم ہوتا ہی اور کوئی شخص اسکی شکل اور اسکی تراجملا کہنے پر سب حیلے کا مطلع کی بہت  
 کہ اٹنے رکھنا ہی اسکا سامنا کرنے پر بہت فری ہین کرتا ہی سو اب دفع کرنے میں اسکی اس غور کے  
 فرماتے ہیں **يَقُولُ اَهْلَكْتُ مَا كَلْبًا اَيْسَ فُخْرِكَ مَقَامِ مِيْنِ اَوْرِنَابِتِ كَرْنَهِي مِيْنِ اَسْبَابِكِ كَبْجَمِيْرِ**  
 کوئی قدرت نہ با دیکھا کہتا ہی کہ کھبا دیا میں نے دھیرون مال اور اکثر ترے برے عمدہ کا ہون میں بہت  
 مال خرچ کیا ہی اس سبب ترائی اور عزت میری لوگوں کے دلوں میں قائم ہو گئی ہی کوئی شخص میں قدمی

میرے مقابلے پر بہنیں کرسکتا اَيَحْسَبُ اَنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا حَادٌّ لِمَا لَهَا مِنْ كَرَمٍ وَكَيْفَا هِيَ  
 اِسْكَو كِسْيَ نِي اِسْوَقَ كَمَا كَيْفَا هِيَ اِسْوَقَ كَمَا كَيْفَا هِيَ اِسْوَقَ كَمَا كَيْفَا هِيَ اِسْوَقَ كَمَا كَيْفَا هِيَ  
 مال لمانا شروع کیا تو کس وجہ سے حلال سے یا حرام سے جو جو مال کو خرچ کیا تو کس مصرف  
 میں جایا بیجا اور کس نیت سے خدا کے واسطے یا خزا اور یا کے واسطے بس اسکو خرچ کرنے پر مال کے  
 اُسکے لکھ میں عارست محض ہی اور الکفر حرام کی وجہ سے حاصل کیا ہی اور حرام جگہ پر صرف ہوا ہی  
 سہی نیت سے پس ایسی چیز پر خزا اور برائی سہ اور نہ تھی اور اگر بہت خسر اور برائی اس شخص کے  
 رو برد کرنا کہ ابتدا سے اُسکے حال سے کہانی سے اور اسکی نیت باطنی سے آگاہ ہونا تو لگجائیش تھی  
 یہہ تو اسکی حال عیاشی ہی کہ مقابلے میں رب الارباب کے اور عالم السور و انھیما کے کہ جانتے والا حال  
 و استقبال کا ہی زبان ساتھ فرخنے کھولی ہی اور اگر وہ کو خزا و چل کی راہ سے انکار حق تعالیٰ کے دیکھے  
 کرتا ہی نوحی تعالیٰ اُسکے جواب میں یون فرماتا ہی اَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ عَيْنَيْنِ يَا نَبِيْنَ بِنَا دِيْنَ هَمْ نَسِيْ  
 اِسْكَو دُوا لَكِيْنَ مَالِكٍ حِيْزٍ و نِ كُو دِيْ كِهْ اُو ر جُو كِهْ غِيْر و نِ كُو مِيْنَ نَفِيْ بَحْشِيْ هِيَ اُو ر سَبَابِ مِيْنَ نَفِيْ لِيْ دَرَسْتِ  
 کہ دیتا ہی تو اب کس طرح سے مینائی جن تصور رکھا ہو گا اور اگر امر تعالیٰ کے دیکھے کہ اسلم رکھتا ہی  
 اور کہتا ہی کہ وہ جو سر دل میں یقین بن امو تو کوئی بہن جان سیکھا اس اُسکے جواب میں فرماتے ہیں  
 و لِيْسَا نَا كَا وَ مَشْفَقَاتِنَا لِيْمَا نِيْنَ بِنَا و نِيْ هَمْ نَسِيْ و اِسْطَلِ اِيْ كُ زَبَانَ و رُو هُو نَهْمُ اُو ر نَسِيْ  
 کہ قدرت دل کے مجید ظاہر کرنے کی دوسروں کو بخشی ہی وہ کہو تو دوسرے کے دل کے مجید و ن مطلع  
 ہو گا اور فائدہ زبان کا آدمی کے اندر ظاہر ہی سبب ہی بات کرنے کا اور کوئی بھی باتیں ظاہر کرنے کا  
 بھی ہوتی ہی اور دونوں ہوتھوں کے فائدے کئی چیز میں ہیں اول تو جو سنا دو دھکا اور اسے مطح  
 میو و کا جو سنا جیسے آئندہ وغیرہ اور دوسرے چھپانا منہہ کا کہ خاک دھول کھی مچھرنگ اس میں نہ چلا جائے  
 اور تیسرے دانٹوں کا چھپانا کہ لھلا رہنا دانٹوں کا نہایت بد ذریعہ معلوم ہوتا ہی چھتھے مددگاری کرنا  
 بات میں کہوں کہ شفعی جو ف جیسے بے اور واو کہ مغیر ہوتھوں کے بہن نکلے اور دوسرے جو ف میں بھی  
 مدد دانی ضروری باچھوان یہہ کہ کھانا کھانے میں اور پانی پینے میں اور چاہنے میں اور حل سے اُتارنے میں

فصل  
در زنان کے سیرا کے بارے

اور گھٹلی چھلکے پھینکنے میں منہ سے مدد انکی ضروری ہے جتنا چھوٹا بانسری کا اور دوسرے چھوٹے کی چیزیں  
منفعت انکی ظاہری اور قیقتہ شاس عالمن نے کہا ہی کہ حق تعالیٰ نے آدمی کو دو آنکھیں اور ایک زبان  
دی ہی تاسا راہ اسباب کی طرف کہ بولنا اسکا دیکھنے سے کم چاہئے کہونکہ دیکھنا اسکا شامل  
ہی خیر اور شر کو اور بولنا سوسے بھائی کے اچھا نہیں اسسٹ ایک زبان پر دو نگہبان مقرر فرماتے ہیں  
کہ دونوں ہونٹہ میں تاکہ معلوم کرے کہ زبان کو اپنی بگام رکھنا چاہئے چنانچہ حق تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا  
ہی ما بلقطن قولہ الا لکد یہ وقب عتید ہنن بولتا آدمی کو کوئی بات مگر بہ کہ اسے نزدیک  
مقرر ہیں نگہبان تیار اسکی کام کے واسطے اور حدیث صحیح میں ہی کہ شخص کہ خدا پر اور آخرت دن پر  
ایمان رکھتا ہی پس چاہئے کہ نیک چیز کہے یا خاموشی اختیار کرے اور نرذی نے عقیدہ میں حاضر  
روایت کی ہی کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نجات کس چیز میں ہی فرمایا کہ اپنی  
زبان کو بند کر اور گویں بیٹھ رہ اور اپنے لہنا ہون پر اور سلفک الگ کہہ گئے جن کہ آدمی کی زبان ایک  
مملک اژدہ ہی کہ سوراخ اسکا وہن ہی اور کہا خوب کہا ہی اِحفظ لسانک یاھا الا انسان  
لا یکد عتک امہ شعبان یعنی نگاہ رکھ زبان کو اپنی ہی آدمی نہ کات کھائے نچھکودہ تو ایک اژدہ ہی  
آرام شفی رحما اللہ علیہ سے منقول ہی کہ جب آدمی چاہے کہ بات کرے تو اول چاہے کہ فکر کرے  
اور اپنے دل سے سؤرت لے جو اگر جانے کہ میری بات کرنے میں سراسر مصلحت ہی اور اس میں کسی طرح  
دین و دنیا کی کوئی مضرت ہیں تو البتہ بات کرے اور اگر مضرت کا بھی شک ہو تو ہرگز نہ کہو بات کرنا  
روا نہیں ہی جو اس بات کا کہان ٹھکانا حسین مصلحت نہو اور حضرت زین العابدینؑ ہوا اور یہ بھی حدیث  
شریفین ہی کہ جب آدمی صبح کو اٹھتا ہی تو تمام اور جراح اسے زبان کے آگے عاجزی اور زاری کرنے  
ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی ظالم انصاف کر کہ ہم سب تیری اچھا فی اور برائی کے ساتھ متعلق ہیں اگر تیرے  
راہ پر رہے گی تو ہم بھی نجات پائیں گے اور نہیں تو سب کئے پر ہم بھی گرفتار ہونگے اور اس آیت میں تخصیص ان  
تینوں نعمتوں کے بیان کی تاکہ اور زبان اور اونٹنہ میں ایک وجہ دوسری بھی ہی وہ یہ ہی کہ جب  
آدمی اپنی ما کے پست سے پیدا ہوتا ہی تو بھوکا ہوتا ہی اور پہلی چیز کہ اپنے قوت کے واسطے

دنیا سے حاصل کرتا ہے وہ دودھ ہی کہ پستان سے پیتا ہے اور دودھ پینے میں بے یقین عضو ضرور  
ہیں تاکہ دودھ بلا نوبالی کو دیکھے اور پستان کو ہونٹھوں سے چسے اور دودھ کو زبان کی مدد سے مزہ  
چکھ کر حلق سے اُتارے پس چشمن کی پہلی کھٹی پر اپنی قادر ہونکہ بقا اسکی زندگی کی اُس پر موقوف  
ہی تو دوسرے کمویات پر اپنی خودی سے کس قسم سے اُس کو اترانا روا ہو گا اور مقابلے میں وہی کا فر ہے  
کہ ہر چند کہ خدا تعالیٰ سب چیزوں کو ظاہر اور باطن سے دیکھتا ہے اور جانتا ہے لیکن میں نے جس حالت  
کہ مال خرچ کیا ہے اور جس نیت سے کیا ہے معرود تھا کہوں کہ مجھ کو وہی محل اور وہی نیت بہتر اور خوب  
معلوم ہوتی تھی دوسرے محل اور دوسری نیت کو میں جانتا ہی تھا کہ اس فعل اور اس نیت سے مال خرچ کروں  
اُسے جہاں میں فرماتے ہیں وَ هَذَا بِنَاءَ الْعُجَّالِ اور تباہی اور دکھا دین ہم نے اُس کو دلوں  
پر اور خیر اور شر کی بس عوین بے علی اور بے سمجھی کے بھرتا ہے کہوں کہ اول اُس کو بھینے عقل ہی جہاں دنیا  
اور عالموں اور واعظوں کے واسطے سے اُسے کان بن علامتیں نیک راہ کی اور بد راہ کی پہنچا دین  
اور دلوں راہوں کو جدا جدا اُسے نظر میں دکھا دیا اُسے بری راہ کو اختیار کیا اور سیدرستے کو  
چھوڑ دیا اور ہرگز اپنے مال کو نیک جگہ پر خرچ نہ کیا چنانچہ فرماتے ہیں فَلَا أَقْصَمَ الْعُقَبَةَ بس کا فر  
ہو سکا کہ ہلکا سمجھ گھاتی ہر اور سخنی اور دشواری ہی ایک عمدہ علامتوں سے ہی نیک راہ کی  
کہوں کہ بری راہ نفس کی موافقت اور اُسکی خواہش کے سبب آسان اور سبک معلوم ہوتی ہے  
اور خرچ کرنا مال کا خواہشوں میں اور لذتوں میں آسان ہو جاتا ہے مال خرچ کرنا تو دماغ میں مشکل ہوتا  
ہی کہ کچھ لذت اور توقع منفعت کی اس میں نہ ہو اور محض ابتغاء لمرضاة القہر واقع ہو لینے واسطے طلب کرنے  
رضامندی اللہ تعالیٰ کے ہو چنانچہ فرماتے ہیں وَمَا آدَاكَ مَا الْعُقَبَةَ اور کہا ہو جاتا ہے وہی  
کہ کہا ہے وسخت گھاتی کہ خرچ کرنا مال کا اس میں طبیعت اور نفس پر شاق اور بھاری معلوم ہوتا ہے فَكَفَّ  
وَقَبَّحَتْ وَهَلْ تَقِي سَخْتًا اور دشوار خلاص کرنا گردن کا ہے اور بہتر کئی قسم ہوتا ہے اول آزاد کرنا غلام  
یا لوندی کا اپنی ملک کی قید سے دوسری قسم خلاص کرنا جان کا ہے قصاص اور خون سے کہ اُسکی بخش  
میں خون بہا دیکر اُسکی جان بخشی کرے تیسرے فرضدار کا چھرا دینا ہے کہ اُس کو اُسے فرض خواہوں نے

اپنے قرض کی بابت بکڑ بکڑ کیا ہو اسکا قرض ادا کر کے قرض چھوڑنے سے چھرا دے جو حقیقی قیدی کا خلاص کرنا ہی کہ کوئی کا فر یا ظالم اسکو زور سے پکڑ لے لیا ہوا اور بغیر مال دینے کے نہیں چھوڑتا اور حدیث صحیحہ میں وارد ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھکو ایک کام بتا دو کہ اُسکے سب سے بہت بہن داغل ہوں فرمایا آزاد کرنا بردہ اور خلاص کرنا گردن اُسنے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہے دو دنوں ایک چیز نہیں ہن فرمایا نہیں آزاد کرنا بردہ کا یہ ہی کہ قحط اسکو قید غلام بننے کی آزاد کر دے اور خلاص کرنا گردن کا یہ ہے کہ مدد کرے نو اسکی نادان سے بھرتنے میں یا عموں اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ علیہ نے مقدم سے نیک زینت کے اطعام مسکن پر کس آیت میں واقع ہے استدلال کیا ہے اسبات پر کہ یہ خرچ صدقہ سے بہتر ہے اور دوسرے غلام اس کے برعکس بر فائل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صدقہ میں جان کا بچانا ہی ہلاکت سے کیونکہ توام بدن کا غذا ہے ہی اور آزاد کرنا بردہ سے کا خلاص کرنا قید سے ہی اور قید اس قدر مؤذی نہیں ہے کہ اتنے خوف ہلاک ہونے کا ہو آقا طعام فی یوم فردی مسعبک یا کھانا کھلانا ہی بھوک اور احتیاج کے دن میں جیسے قحط کس میں کھانا کھلانا میرے موتیوں سے عزیز ہوتا ہی یقیناً ذاکم مکرہاً بتیم نات دل کو جیسے بھیجا یا چچا کا بیٹا اور خالہ کا بیٹا اور سوا اُسکے اور بیٹی اس واسطے لائے ہیں کہ کھانا کھلانا ہر دو تین عبادت ہی کیونکہ کھانے والا بغیر بھوک کے کھانے میں کنا بس پر شخص کا غمی اور کیا تغیر کھانے کے وقت محتاج طعام کا ہوتا ہی اور کھانا کھانے سے اسکی روح تار ہو جاتی ہی اس سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے بہتر کام اسلام کا کون ہے فرمایا کہ کھانا کھلانا اور جو ملے اُسے سلام علیک کرنا اور نماز پڑھنا ان کو جب لوگ سوتے ہوں اور جو کھانا کھلانا قحط اور غلے کی تنگی کے وقت واقع ہو تو اسکا اجر کتنے درجے برہم جاتا ہی کیونکہ دوسرے دنوں میں اگر کوئی شخص اتنے بھوک میں اذیت اٹھا دیگا لیکن بعد ایک دو ساعت کہیں نہ کہیں روئی کے سر جا لیگا اور خوف جان جانے کا ہنر کا بخلاف قحط اور غلے کی نایابی کے دنوں میں کہ خوف ہلاکت کا ہی اور ان دو چیز میں بھی جو لوگ کہ محنت اور تلاش معاش پر قادر ہیں یا والی دارت اکتھے ہیں انکو ایک دور روز کے بعد

سہ ماہی

الرَّقْمُ الْكَبِيرُ

سورة البلد

کھانے کو مل رہا ہے اور دوز دارانکی معاش کی غور سے بہت انکی بگڑی کرتے رہتے ہیں اور یہ تم کہ ان علاقوں میں ایک بھی نہیں رکھا ہے اور خوفِ اسی ہلاکت کا یقین کے درجے کو اور اور احتیاج اسکی نہایت کو نہیں ہی علی مخصوص ایسا تیم کو قربت کا علاقہ بھی اتنے رکھا ہو کہ اسکے کھلانے میں صدقہ بھی اور صلہ رحم بھی کہ یہہ جری الیک عبادت ہی اور یہہ بھی ہی کہ کھلانے میں تیم کے علی مخصوص کہ ناستے والا بھی ہو کوئی نفع حال یا ایندہ کا متوقع نہیں ہی سواسے اجرت کے نوبت کے پوزے کو بکڑ بکڑ بچھین کے کوئی کام ہنکے ہا تم سے ہو نہیں سکتا اور تعریف اور برائی کا اسکی کوئی اعتبار نہیں کرنا اور اگر اسکے کھانا کھلانے کے وقت کوئی دیکھے ہی تو دل میں ہی سمجھے کہ رشہ داری کے سے سے کھلانا ہی بس دروازہ دریا اور برائی کا بالکل بند ہو جاویگا اور خلوص نیت کا کھانا نہایت ہوگا آؤ مشہکنا ذاکم فیکرہ بالکھانا کھلانا اس سلین کا ہو جو خاکہ میں رلا ملا ہی اور یہہ قیاس واسطے برہائی ہی کہ سلین کبھی اس محتاج کو بھی کہتے ہیں کہ خرچ اسکا کے دخل سے زیادہ ہو چنانچہ سورہ کھفت میں واقع ہی واما السیفۃ فکانت لساکن یعلون فی البصر لیکن وہ سلین خاکہ اری اور انا دگی کے متبے کو نہیں پہنچا کہ اسکی جان جانے کا خوف و ہمد لگا ہو اور جب نوبت فقیر کی اس مرتبہ کہ پہنچی ہی تو اسوقت میں وہ بھی محل کی طرح کے نفع کی توقع کا حال اور استقبال میں ہیں رہتا اور صرف کرنا مال کا محض اور فعلی کی رضامندی کے واسطے ثابت ہوتا ہی اور جو خرچ کرنا مال کا ان تینوں وجہوں میں کہ نہ کہ جو جی ہیں کبھی کبھی کا فون اور بد اعتقادوں کے ہا تم سے بھی جنسیت کی محبت اور رحم جلی کے سبب سے واقع ہوتا ہی اور آخر کے حساب میں رابگان اور برباد ہی تو ناچار اور خزانے کے واسطے اس قسم مال خرچ کرنے پر تھوڑا سا اور بھی بنا کر فرماتے ہیں فتنۃ کان من الذین آمنوا ہجوان سب باتوں کے ساتھ ان لوگوں کے گروہ میں سے ہو کہ ایمان لائے ہیں اور تصدیق ہیں اور شریعت اور اپنے وقت کے پیغمبر کی ہی تاکہ یہ عمل خیر اس شخص کا آخرت میں شام سے کوئی اور نگہ کیے پیغمبر کی ہے فائدہ اور برباد ہجوا سے اور تم کا لفظ ہر جند کہ ان عاملوں سے تراخی اور تانیہ ہر ایمان کی ولالت کرنا ہی حالانکہ ایمان تمام طاعتوں اور عبادتوں قبول ہونے کی شرط ہی اور شرط مقدم ہی مشروط پر لیکن مراد تانیہ اور تراخی بیان میں ہی نہ واقع ہونے میں چنانچہ کہنے میں نماز اس وقت میں مقبول ہوتی ہی کہ ابتدا سے ترکیب سے سلام تک اسکے ارکان ترتیب سے ادا کرے ہو ورنہ بھی کیا ہو حالانکہ وضو نماز کی شرط ہی پہلے نماز سے کیا جا پئے لیکن بیان میں ترتیب شرط کا پیچھے ہی مشروط ہے

سین



مرتب سے سوساں ناخیر کی آگاہی کے واسطے تم کی لفظ کو استعمال فرمایا اور اگر اول سے ایمان کو مذکور فرماتے تو  
 یونگھن ہوتا تاکہ ایمان بھی عقبہ والی کے ارکان بن د اعلیٰ اور واقع بن اس طور سے نہیں ہی اور بعضے علمائے  
 کہا ہی کہ تاخیر وقوع میں مراد ہی ہونے کو کہ فرود کے عمل تو عقبہ میں رہتے ہیں اگر افرع میں ایمان لائے تو وہ سب  
 بچھلے اعمال برکت سے ایمان لاتی کی مقبول ہو جائے بن اور اہل ثواب ہاتے ہیں چنانچہ حدیث صحیح میں ہی کہ کلیم بن  
 حزام نے جو جمعاً حضرت عقیقہ رضی اللہ عنہما کا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد اسلام کے سوال کیا  
 کہ بارہول اللہ میں نے کوئی کی حالت میں بہت نیک کام کئے ہیں فرمایا کہ تیرے اسلام نے ان سب کاموں کو  
 نیک کر دیا اور مقبول ہو گئے بسبب اسے اس تقدیر پر اس طور سے ہیں کہ اول جس شخص نے خروج و جود مذکورہ میں  
 کیا اور بعد اسکے تو فریق ایمان کی بھی پائی تو سخت اور کھن گھائی کلذرا گیا اور عیبت کے عموماً ترکیب میں  
 اس آیت کی ایک اشکال مشہور ہی اسکا حاصل یہ ہی کہ عرب کے کلام میں نفعی فعل ماضی کی لاکے کسٹ  
 نہیں آئی ہی مگر دعاین چنانچہ دعاین کا بار لکنا اللہ فی سہیل بالکرار کے ساتھ چنانچہ فلا صدق  
 وکلاصلی میں ہی اور اس آیت میں ایسے فلا تقم میں نفعی فعل ماضی کی لاکے ساتھ ہیں دونوں نوع سے  
 خارج ہی جو اس کا بہ ہی کہ جو عقبہ کی چیز کو سمجھنا فرمایا تو باعتبار معنون کے ماضی مکرر پیدا ہو گیا اور  
 کلام میں زیادہ اعتبار سے لاکرتے ہیں نہ لفظ کا اور اسے ساتھ ہی ان خود وجہت کافی ہی گواہ لانے کی  
 حاجت نہیں ہی اور جو بیان میں عقبہ کے اس کو پہنچے تو مرتبہ کمال کا صوح کرنے میں مال کے تمام ہوا اب  
 مرتبہ تکمیل کا اسباب میں ارشاد ہونا ہی ہونے کمال غیر تکمیل کے مندان اعتبار کے قابل نہیں ہوتا و قوا صوا  
 بالحقیر اور آپس میں وصیت کرتے ہیں صبر کی کہ جو عرب نیک ظنون کا ہی اور کتاب اللہ میں بیشک  
 اور کئی آیتوں میں اس پر تاکید واقع ہی اور حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بھی اسکا حکم فرمایا ہی کہ فاصبر  
 صبر اول العزم من الرسل اور اسی جگہ سے صبر کی بزرگی کو سمجھ لیا جا ہے کہ قرآن میں اسکا ذکر نماز پر بھی  
 مقدم رکھا ہی جس جگہ پر لکھا فرمایا یا ایھا الذین امنوا الصبروا بالصبر والصلوة اور اپنی زبان  
 بھی صبر والون کے ساتھ مخصوص کیا ہی کہ ان اللہ مع الصابین اور کسی جا پر ان اللہ مع المصلین  
 اور مع الصائین اور مع المتصدیان نہیں فرمایا اور یہ بھی ہی کہ ہر عمل کے واسطے ایک اجر مقرر فرمایا

نہ  
 سادہ رنگ کے حلال نورانی  
 بن ایمان لائے

صبر کی بزرگی کا بیان

سپارح عم

الرہا کرہ صبر الکرم

سیرۃ البدل

اور صبر کے واسطے حساب ہو گا وعدہ دیا ہی قال اللہ تعالیٰ انما یوفی الصابرون اجرهم بعبیر  
 حساب اور دین کی بنوائی کو ساتھ صبر کے نعلین رکھائی وجعلنا منهم ائمة یدون بآئینہ  
 لما صبروا اور ہی اس لئے کہ صبر برکت سے عزت دین اور دنیا کی بخشش کہ تمت کلمۃ ربک الحسنی علی بنی اسرائیل  
 بما صبروا فرمایا آب حقیقت کو صبر کی سمجھ لیا جائے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ صبر کی وصیت کرنا گویا اب درجہ کے  
 کمال کی وصیت کرنا ہی اور حقیقت صبر کی یہ ہے کہ آدمی اپنے دین پر طمع اور نفس کی کشاکش کے  
 وقت ثابت رہے اور بے پروائی کرے اور بہر استقلال اور اثبات کبھی نوحس ہوتا ہی اور وہ  
 ورفہم ہی ایک اور عبادات شانہ سے حاصل اور سستی کرنا اور دل نہ چرانا اور تکلیف اور اذیت کے آسان  
 سے ہراس ہونا اور وضع دینی کو اپنی چھوڑنا اور کبھی ساتھ نفس کے ہونا ہی بس لگ دو لو ساتھ ہونا  
 کہ تہمت بطن کی اور شہرت فرج کی ہی نفس سکانہ جھکا اور خلاف دین کے کوئی حرکت اور خواہش  
 اسے صمد زہوی تو اس کو عفت کہتے ہیں اور مقابل اس کے مجاہت اور فوج ہی اور اگر ہر ہیز کرنے یاں کرنا  
 سے اور طبیعت اور نفس کی ناخوشیوں پر تحمل اور استقلال کرے تو اس کو صبر مطہر کہتے ہیں اور ضد اسکی  
 اضطراب اور بے باکی ہی اور اگر الماری اور دولت مندی کی حالت میں اپنے نفس کو حکم شرع کے ضبط میں  
 رکھے اور تکبر اور خود پسندی کو دخل نہ دے اور برائی اور فخر نکرے تو اس کو صبر صلی کہتے ہیں  
 اور اسکی ضد تنگی وصلی ہی اور اگر لڑائی میں جھگڑے سے اور سستی کرنے سے اپنے کو بچائے تو اسکو  
 شجاعت کہتے ہیں اور ضد اسکی صبر ہی جسے نامردی اور اگر عصہ ہی جانے کے وقت استقلال  
 کرے تو اسکو جہم کہتے ہیں اور ضد اسکی طہر ہی اور اگر سر انجام میں مہمون کے تنگدل نہ ہونے تو اسکو  
 کشادگی بستلہ وصلی کہتے ہیں اور ضد اسکی تنگدلی ہی اور اگر ازاداری میں اور پھانے میں جھیدنے  
 بیجا ہو جاوے تو اسکو کمان کہتے ہیں اور ضد اسکی اظہار ہی اور اگر کھلا رکھنے میں حقوق کے جسے  
 امانت اور قرض ہیں احتیاط کرے تو اسکو امانت کہتے ہیں اور ضد اسکی خیانت ہی اور اگر لڑنا نہ  
 دنیا کی رغبت نکرے اور ضروریات پر اکتفا کرے تو اسکو زہد اور قناعت کہتے ہیں اور ضد اسکی حرص  
 ہی حاصل کلام کا یہ ہے کہ اکثر اخلاق ایمان کے صبر میں داخل ہیں اس سبب صحیح حدیث میں وارد ہے

صبر حقیقت

کہ الصبر نصف الایمان اور صبر حرام سے فرض ہی اور مکروہ سے قفل اور دین میں صبر سے بہتر کوئی چیز نہیں  
 ہی اس سبب کہ بنا عبادت کی صبر برہی کیوں کہ داخل ہونا عبادت میں نفس کی مرضی کے مخالف ہی اور تمام  
 کرنا عبادت کا زیادہ تر نفس کے مخالف پرنا ہی اگر صبر ہو تو کوئی عبادت سرانجام نہوینے تا می کو نہ پہنچے  
 اور بہرہ بھی ہی کہ دنیا محنت اور بلا کا گھر ہی اور شاغل کے جزع اور فرغ طاعتوں سے اگر صبر ہو تو دنیا کی محنتیں  
 ہوشہ آدمی کو جزع اور فرغ بن گرفتار رکھیں اور کبھی اسکو فراغت عبادت کے واسطے میسر نہو اور بہان سے  
 وجہ صبر کی تقدیم کی غا پر داضح ہو گئی اور صبر کے درجے مختلف اور گوناگون ہیں اور شرع میں ہر رنگ سے  
 مطلوب ہی بس جو صبر کہ مقابلہ میں لذتوں اور دنیا کے بیہودہ کاموں کے چاہئے وہ بہرہ ہی کہ میل اور التفات  
 اس جانب کو نہ کرے اور رعایت حق تعالیٰ کی منظور رکھے اور جو صبر کہ طاعتوں میں چاہئے سو اس میں اول  
 نیت کو بچانا ہے اور دوسری چیز دن سے کہ اخلاص کی منافی ہیں پھر اس عبادت کے ادا کرنے کی محنت  
 نہ اور ابطال سے پھر محافظت اسکے نواب کی ہی ضایع ہونے سے اور محافظت عبادت کی تکامل سے  
 اور وقتوں اور شرطوں کی رعایت معدوم ہونے سے اور جو صبر کہ گناہوں کے مقابلے میں چاہئے سو بہرہ  
 ہی کہ رہا نصیب نفس کو ان گناہوں کی طرف رغبت کرنے سے روکے اور ورع کا قصد کرے اور ورع  
 کہتے ہیں گناہ کے اسباب اور وسیلوں پر ہنیر کرنے کو اور جو صبر کہ مصیبت میں ہونا ہی وہ دو قسم  
 ہی اس واسطے کہ مصیبت دو قسم کی ہی اول مصیبت کہ انتقام اور بدل لالینا اسکا بندگی قدرت میں ہی  
 تو اس قسم کی مصیبت پر صبر بہرہ ہی کہ تحمل کرے اور اسکا بدل لانے نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور اس  
 مقدمے میں سلف کے صالح لوگوں نے ظالم پر بدعا کرنے سے بھی احتراز کیا ہی اور اسکو موجب صبر  
 نقصان کا جانا ہی چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک چوکہ کہ  
 انکا اسباب چولے گیا تھا بدعا کرتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سنکر ارشاد  
 فرمایا کہ بکارتو چاہتی ہی کہ اس جو رکاع عذاب کم ہو جاوے اور بوجھ اور وبال اسکا خفیف ہو جاوے  
 اور تیرا جو بھی گھٹ جاوے اسکو بدعا کرنا کہ وبال اسکا سخت اور اجر تیرا زیادہ ہو دوسری وہ  
 مصیبت کہ تدارک اسکا بندیکے ہاتھ میں نہو اور صبر اس قسم کی مصیبت پر وہ ہی کہ فریاد نہ کرے اور

اور شکایت اصلاح قرار اور غلامان کرے وقتاً صلوا بالمرحمة اور وصیت کرتے ہیں ایک دوسرے کو جہرانی اور شفقت کی خلق اندر پر کیوں کہ یہ خلق حضرت ابراہیم کے اخلاق سے ہی جس پر الرحمن الیم دلائل کرتا ہی اور عمدہ صفات حضرت نوح کے ہی بالموئینان و وف رحمة انکے حق میں ارشاد ہوا ہی اور ہرست اخلاق محمودہ کا منبع ہی اور غنا اور کرم اور لطف اور علم اسی خلق سے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح حدیث صحیح دار دہواری کہ **الارحون ی رحمہم الرحمن الارحمان فی الارض یتکم منہ الممانین ہم کرمونہ انہرمت** کرتا ہی رحمان رحم کر دینے جو زمین میں رحم کرے تم پر جو آسمان پر ہی آدرا بولیل طرفانی نے روایت کی ہی انسن بن مالک کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ اپنی رحمت کو نازل نہیں کرتا مگر رحیموں پر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہر شخص ہم میں رحمت رکھتا ہی فرمایا کہ رحیم وہ نہیں کہ اپنی جان اور اپنے خویش اور اقربا پر رحمت کرے رحیم وہ ہی کہ سب مسلمانوں پر مہربان ہو برے کو باپ اور برابر جھائی اور چھوٹے کو بیٹا جانے اور ان عدوی نے کامل بن حضرت امیر المؤمنین ابوالمردین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت حق جل شانہ فرماتا ہی کہ اگر تم میری رحمت چاہتے ہو تو میری خلق پر رحمت کرو اور طرفانی نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو چاہئے کہ شفقت اور دوستی اور حسن سلوک آپس میں کیا کرے اور مانند ایک نین کے ہونے کہ اگر ایک عضو بدن میں درد کرتا ہی تو تمام بدن اسکی رفاقت میں بے چین رہتا ہی اور تپ میں گرفتار ہو جاتا ہی اور طرفانی نے اس حدیث کی روایت کرنے کے بعد کہا ہی کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز خواہین دیکھا اور اس حدیث کو پوچھا اپنے اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا صحیح صحیح اور ایک دن ایک عامل عاتلون سے حضرت امیر المؤمنین عمران الخطاط نے کئی ملاقات کے واسطے آیا تو کہا دیکھتا ہی کہ وہ بٹنے جٹ لیتے ہیں اور غریبوں کے بچے انکے پیٹ پر چڑھتے ہیں اور کھیلنے میں عرض کی کہ یہ جھوٹک خلافت کی شوکت کے لائق نہیں ہی فرمایا کہ کیا تو اپنی رعیت کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا اُسے عرض کی کہ میں جس وقت دربار میں بیٹھا ہوں تو برسے برسے گردن کش اُس ملکہ میری بیست دم نہیں مار سکتے ہیں نہ یہ کہ فقیر دن غریبوں کے بچے میرے پیٹ پر کھیلین فرمایا

کہ تو ہمارے کام کا ہین مزدور ہو کہ ملکہ جو محبت اور شفقت اپنے پیغمبر کی امت پر منظور ہی ریاست کی ہیبت اور شوکت دکھانا منظور ہیں اور بعضی حدیثوں میں بھی مذکور ہے کہ میری امت کے ابدالوں کو بہ منصب عاملوں کے زور سے حاصل نہیں ہونا بلکہ نفس کی سخاوت اور سینے کی صفائی سے اور مہربانی کرنے سے امددِ تعالیٰ کی مخلوق پر اس مرتبے کو پہنچنے میں آج سمجھ لیا جائے کہ حق تعالیٰ نے عبادتِ الہی کے کامل کرنے کے حق میں ان دونوں وصفوں کو کہ صبر اور رحمت ہی کے واسطے تخصیص فرمایا ہے و جب اسکی پہلی کہ خرچ کرنا مال کا و چون میں غیرات اور مہرات کی بغیر ان دونوں چیزوں کے مقصود نہیں اول جائے کہ حوام مال سے صبر کرے اور نفسانی لذتوں سے بھی اگر وہ حلال ہوں اپنے نفس کو باز رکھے اور بعد اسکے سبب رحمت اور شفقت کے اس مال کو محتاجوں اور مسکینوں اور یتیموں پر صرف کرے بس یہاں پر صبر بجاے دور کرنے والے مانع کے ہی اس واسطے کہ وہ خرچ جو مال خرچ کرنے کو مانع ہی سبب صبر کے زائل ہو جاتی ہے اور رحمت اور شفقت امدد وجود مقضی کے ہیں اس واسطے کہ بہ صفتِ علانی حضرت ربوبیت کے ہی اور زورِ پست احسان اور پرورش کو تقاضا کرتی ہے اور جو دفع مانع کا وجود مقضی بہ مقدم ہی تو ذکر میں بھی صبر کو معرفت فرمایا اور یہ بھی یہاں پر سمجھ لیا جائے کہ جانوں کے ذہنوں میں اکثر وقتوں میں قوتِ قلب اور سختی دل کے ساتھ صبر کے مشتبہ ہو جاتی ہے اور جانتے ہیں کہ خلقِ امدد کی مصیبت اور سختی میں بے تاب ہونا اور قلیق کرنا صبر کے خلاف ہی اور ایسی جہالتِ فاسدہ قریبا کی اور دوسرے مخلوقاتِ الہی کی مدد کرنے سے محروم رہنے میں موجبِ تعالیٰ نے دفع کرنے کو ہم کے رحمت کی وصیت کو صبر کی وصیت کے ساتھ قریب کیا ہی تاکہ اپنا سوا سبب کی طرف کہ استقلال اور ثبات رہنا اس جابے پر محدود ہی کہ لاحق ہو نا ضرر کا کسی بندہ خود کے بندوں سے مظنون نہو والا بموجب اس حدیث کے ہے اگر بینم کہ نابینا و جاہل است و اگر خاموش بنشینم گناہت بہ محمود ہیں ہی اور یہ سبب عجب کے بزرگ ای مثالوں میں کہہ گئے کہ صبرک فی نہ مصیبتک خیر من جرعک و جرعک فی مصیبتک اخیک من صبرک یعنی صبر کرنا تیرا بہتر ہے مصیبت میں بہتر ہی صبر سے اور افاقہ اٹھانا صبر سے اور لوگ کہ آپس میں بے وقتیں کرتے ہیں اور اسکے موافق عمل میں لاتے ہیں وہی لوگ ہیں اور برکت

کہونکہ نئے عین اور برکت کیے ہیں کہ کسی چیز سے بہت سائغ علی سبیل الروام یعنی سدا حاصل  
 ہوتا رہتا ہے اور اسے سبب و میثون کے کہ خلق اس پر قیامت تک عمل کریں گے اور اجر ان فخر اور کثرت  
 اور مقبول خاک راون پر قیامت کے قائم ہونے تک مروج اور موسم ہوا ہی اور ہر سائغ ہمیشہ خلق  
 پہنچا ہی اور ان کے واسطے ثواب ان سبب ان کے نام اعمال کے دفتر میں لکھ گیا ہی اور بعض  
 مفسرون نے مینہ کو سیدھی جانب پر قیاس کیا ہی کہوں کہ عجب عرفین سیدھی جانب لیسون  
 اور مبارک جانتے تھے اور اس واسطے اس سے تبرک لیتے تھے اور اللہ ہی جانب کہ نوم اور خوش حالت  
 اور اس واسطے باج سے بہت گونی بگڑتے تھے اور اہل نجات کو میثاق کے دن حضرت آدم علیہ السلام  
 پیٹھ کی سیدھی طرف سے نکالا ہی اور قیامت کے دن اعمال نے ان کے سیدھے ہاتھ میں دینگے اور  
 بہشت میں کہ اس روز سیدھی جانب کو عرش عظیم ہوگی انکو داخل کریں گے بسراں معنون سے بھی اصحاب  
 الیمینہ ہی بزرگ لوگ ہیں والذین کھڑے یا نایا تینا اور جن لوگوں نے کہ انکار کیا ہمارے حکمون کا  
 ہر چند کہ واسطے نیٹو فاسدہ اور اپنی دنیوی عرصوں کے واسطے یا اپنے بتوں اور معبودوں کی خوشنودی کو  
 گردنیں خلاص کی ہوگی اور مقبول مسکنوں کو کھانا کھلایا ہوگا اور اسپین صبر اور رحمت کی وصیت کی  
 ہوگی لیکن سبب کفر کی ثوابی کے کوئی چیز ان کے کام میں نہ آوے گی بلکہ ہم اصحاب الشامتہ وہی ہیں سفا  
 اور بدبختی والے کہ ایک ضرر عظیم دہی ایک کوزہ کا کلہ کہنے سے ان کے نصیب ہوا اور تمام خیرات اور  
 خیرات ان کے برابر ہونگے جس کو ان کے ذکر سے سب عبادتوں الی کے مقابلے میں معلوم ہوا کہ وہ سب  
 خیرات جو کوزے کے ساتھ ملی ہوتی ہیں محض ایگان اور یہودہ ہیں فخر اور برائی کی جاے نہیں ہی اور  
 کافر جیسے کہ شامی اور بدبخت میں اس طرح سے شقاق کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹھ کی بائیں طرف سے  
 پیدا ہونے ہیں اور فی امت کے دن اعمال نے بائیں ہاتھوں میں پاؤں لگے اور بائیں طرف کو عرش عظیم کے کہ فوج کی  
 راہ ہی چلیں گے پھر اگر مٹا کہ بائیں کے معنون میں کہنے تو بھی درست ہی اور جو اس قدر میان فرمایا کہ  
 کافر کو کسی عمل پر غر نہیں ہی کہوں کہ اسکی امامت اور تہلیل کے واسطے اسکا کوزہ کافی ہی اب بیان  
 فرماتے ہیں کہ ان کے حق میں سب قدر تہلیل اور امامت پر انکشاف ہوگی بلکہ علیکم نام و موصلا

انہر مسلط ہوگی ایک آگ کہ سرپوش کی گئی ہی اور دروازے اُسکے بند کرنے ہیں تاکہ اسکی گرمی سے گرم جہاب باہر نکلے اور باہر کی سردی تھمتھی اچانکجا دے تاکہ فی جملہ کچھ تخفیف حاصل ہو اور اسوقت شفقت اور رنج اٹکا نہایت کوشش سے نمود با صدمہ من اهل النار

سورۃ الشمس

پہر سورت کی ہی اسین ہندتین اور چون کلمے اور دو سو چالیس حرف ہیں آدر اس سور کا ربط سورہ الاشم کے ساتھ اس جہت سے ہی کہ اس سور میں بھی ہدایت نیرود مشر کی راہ کی مذکور ہے جیسے وہدینا ہ العبدین ویسے اس سور میں فجر اور تقوی کے الہام کا یعنی دلین وال دینے کا بیان ہی آدر اس سور میں بیان صحاب مینمہ اور اصحاب مشامہ کا ہی اور اس سور میں بیان نفس کے پاک کرنے والوں کا اور نفس کے ذلیل کرنے والوں کا ہی آدر یہ دونوں مضمون ایک دوسرے قریب ہیں آدر اس سورے کو سورہ والشمس اس جہت سے ہم رکھا ہی کہ عمدہ سے عمدہ چیز جو کھنکرا کے طے واسطے کو درکار ہی سو آفتاب نبوت کا نور ہی اس کو نور کے سبب سے اسکی نگاہ ایسی روشن ہو جاتی ہی کہ شجاعت کی راہ اور ہلاکت کی راہ میں تمیز کر لیتا ہی اور دست اور دشمن کو جدا جدا پہچان لیتا ہی اور موافق اور مخالف میں فرق کرتا ہی اور نبوت کے آفتاب کو انوار رحمتیہ کے عالم میں بحال نہایت اور شہادت آفتاب ظاہری کے ساتھ ہی عرب کی فتنہ میں اسکو شمس کہتے ہیں آدر توضیح اس اہام کی کچھ فلسفہ سانی دنیا میں کہ مرزہ آخت کا ہی مانند ایک کسان کے ہی کہ اسکو معرفت اپنی کا بیج دیکر اور اسباب بیج تخم کے بونے کے کوئی اور اعضا میں عنایت فرما کے اس مرزہ میں بھیجا ہی آدر ہر مزاج کو چھ چیزیں ضروری ہیں کہ غیر ان چیزوں کے عمل ذراعت کا عمل نہیں ہی اول ان سب میں سے آفتاب ہی کہ اسکی شعاع سے زمین صلاحیت کیتی ہی کی قبول کرتی ہی اور زمین کے اندر گرمی پیدا ہوتی ہی اور اس گرمی کے سبب سے قوت نامید زور کرتی ہی اور اگر خوب غور کیجئے تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب کیتی ہے کی حق میں ایسا ہی جیسے حرارت غریزی حیوانوں کے حق میں کہوں کہ جب بیج کو زمین میں ڈالتے ہیں تو خاک اور ہوا اور پانی تھمنیوں ملکر استعداد حیات نباتی پیدا



فہرست کا اقتباس ہی اسکا  
شخصیات

فہرست کے اگلے صفحہ میں  
شرد ہیں

سہ ماہی عم      الکونہ      رقیہ      الکربن      سہ ماہی الشس

کرتے ہیں لیکن بجائے کو اور عفو سے بچنے کے لئے کو ایک حرارت درکار ہی ہوا اگر اس حرارت کو الگ کے  
 غصہ سے لیون تو تخم جل جائے نا جا رکعت الہی نے چا لگا آفتاب کی حرارت کو ہر مسلط فرما دینا تاکہ منتقل  
 الگ کی حاصل ہوا اور نقصان آٹھ جاوے اور یہ بھی ہی کہ بدلنا فصلوں کا اور آنا بیج اور خرید گئے آفتاب کی  
 حرکت کے سبب ہی اور آنا فصلوں کا اور بدلنا موسم کا کھیتی کے واسطے ضروریات سے ہی حاصل  
 کلام کا یہ بھی کہ فائدے سے آفتاب کے کھیتی کی ابتدا سے انتہا تک علم فلاحیت والون پر یوشیدہ نہیں ہیں  
 دوسرا جانند کہ دانے ہرنے کے وقت اور پھل لگنے کے وقت اور ایک کے اُبھرنے کے وقت زمین کے  
 پانی کی رطوبت کفایت نہیں کرنی بس ایک دوسری رطوبت اور پانی بھی چاہئے تاکہ میوہ اور دانہ پھر  
 اور ترا پیدا ہوا اور میوہ اور دانہ لگنے کے وقت جانندی کی تاثیر ضروری چنانچہ یہ بات بھی فلاحیت کے  
 علم والون پر ظاہر اور روشن ہی تیسرا دن کہ وقت تلاش اور محنت کا اور ہل چلانے کا اور پانی سینچنے کا  
 اور دوسرے مسئلہ کا مون کا ہی چوتھی رات کہ اگر رات نہ آوے تو آدنی اور بیل آرام نہ پادین اور  
 آٹھون پہر کی دھوپ میوہ دار درختوں اور کھیتی کو جلا دینے کی فوٹو لگے چھوڑ دے اور شبنم کہ سرسبزی اور  
 نمازگی کا باعث ہی بند ہو جائے پانچواں آسمان کہ مینہ کا برسنا اور ہوا کا چلنا موافق حاجت کے ہر وقت  
 اسی جہت سے ہی چھٹی زمین وسیع اور کثادہ دکھاری نہ پھر ملی اور کان کی حاجت ان دونوں  
 چیزوں کی طرف ظاہر ہی اور جو نفس انسانی کو دنیا کے کھیت میں کان بنا کر بھیجا ہی تو اسکو بھی یہہ  
 چھ چیزیں لازم ہیں ایک تو آفتاب کہ اسے کام آوے سوائے زمانے کے نبی کے دل کا آفتاب  
 پتی کہ اسکی شعاعیں دور اور نزدیک پہنچتی ہیں اور چاند کہ اسے کام آوے وہ نور و لایت ہی  
 اپنے صاحب طریقے کا اور جس طرح سکے ناہتاب ظاہری خلیفہ آفتاب ظاہری کا ہی اسے طرح سے  
 نور و لایت کا قائم مقام نور نبوت کے ہی بلکہ حقیقت میں وہی نور ہی کہ ان سے دوسری کیفیت پیدا  
 گی ہی اور اگر فرق درمیان دونوں فرقوں کے کسی کو سنا رہے ہوتا سبب کہ نور نبوت کا ظاہر ہوا  
 اور سیاست ہی اسی واسطے انبیاء اپنی اُمت پر اس علم رکھتے ہیں جیسے بادشاہ اپنی رعیت پر  
 اور اطاعت الہی ان سب لوگوں پر جن کی طرف بھیجے گئے ہیں واجب اور فرض ہی اور مخالفت کرنا



ان سے سبب فرمائی دنیا اور آخرت کا ہی اور مجنون کا ہرہ کا دکھانا اور جہاد زبانی باسبغی یا سنانی انہیں  
لازم اور واجب ہے اور ولایت کا نور ملا ہوا ہی جمال اور تالیف قلوب اور کنشش اور الفت سے اسے  
پے چیزیں دکھانے سے نبوت میں ضروری ہیں اور کیا اچھا کہا ہی کسی شاعر نے ہے آن بادۂ شعلہ گون کہ وارد  
خوشید دو کاہ ماہ جون رستہ شہر شود آذر ایک فرقہ ہمہ بھی ہی کہ ایک نور ایمن اصل ہی اور دوسرا  
عکس اسکا جیسے نور اقبال کا کہلی ذات کو لازم ہی اور جانڈ کا نور کہ اسکی صفائی کے سبب اور آفتاب کی روشنی  
قبول کرنے سے ہی اسے اسکا مقابلے اور نزدیکی اور تریح کی حالت میں مختلف اور متبدل ہو جاتا ہی اسے سطح  
نبوت کا نور اصل ہی اور ولایت کا نور علم اسکا ہی اور اسے واسطے سچا و کن کے رباقت کا وقت  
ہی کہ سالک طریقت کو اور آخرت کی کھیتی کرنے والے کو وہی زمانہ حصول مطلب کا ہی کہ نور نبوت اور نور ولایت کی  
اسی ریاضت کے وقتیں ہی اور کنشش اور رنج اور محنت اپنے کام میں لگا تا ہی جسے لسنے فائدہ حاصل کرتا ہی  
اور جب لسنے کا زمانہ پیدا ہوا اور راحت کا ہی اور نفس کی اعتیاج میں مغلول ہونچا اور اہل و عیال اور  
تمام مخلوق کے حق اور کرنے کا زمانہ ہی کہ اسے حق میں رات کی مانند ہی اور اگر یہ رات اسے واسطے ہونچا  
تو ہمیشگی نور نبوت اور نور ولایت کی اسے دل پر قرار کرتے دنیا کے کاموں سے اسکو بیکار کر دیتے اور  
انسانی حرت سے نکل کر کھان سے کھان پہنچ جاتا اور آسمان کی جگہ پر اسے واسطے شریعت کا آسمان ہی  
کہ تمام اعمال اور اخلاق اور احوال اور مقامات اور عقاید اور مذاہب اسکو گھیری ہوئی ہی اور سبھی آسمان شہر  
رحمت الہی کا فیض میں پہنچے طرح اسیر ہرستان ہی اور جذب اور کنشش باوین بہ نہی ہیں اور اسکو نئے شہ  
حالتوں اور رہنمون کی طرف جھلکتے ہیں تاکہ اپنے کمال کو پہنچے اور اسے واسطے زمین کی جگہ  
اسکی استعداد ہی کہ اسکی کٹاؤگی اور صفائی کے قدر نشوونما ہی جسے پیدا ہوا اور مقامات  
اسکو میر ہوئی ہی جسے مرتبے باطنی اسے برتتے ہیں اور جو عمدہ ان کاموں کا اور اسر حاصل  
پر مشیدہ کی حیرتوں کا نور ہی اور آفتاب روشنی میں اس نور سے مناسبت رکھتا ہی اسے  
اس سورت کو کہ سلوک طریقت کے لوازم اور کمال معرفت کے واسطے کے بیان میں پڑھتے آفتاب کے  
نام سے شروع کیا اور اسکی آفتاب کے نام پر اسکا نام رکھا



سہارم عم

الکھنڈ فیہ الکھنڈ

سورۃ الشمس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والتشمس قسم لکھا ہوں میں آفتاب کی کہ اپنے زمانے کے پیغمبر کے دل کی مانند وضع ہوا اور قسم لکھا ہوں میں اسکی روشنی کی کہ ہر قوم کی روشنی کی مانند ہی سب مخلوقات پر والقرآن اور قسم لکھا ہوں میں چاند کی کہ روشنی والے اور استاد تعلیم کے نیر والے کی مانند ہی اور پیغمبر کے غلیفہ کے قائم مقام ہی بعد پیغمبر کے اپنے بعد مرنے یا دور ہونے پیغمبر کے اذائقہ کا پیچھے چلے اسکے اپنے ماہتاب اختتام کے اور اس شرط کو جسے پیردہی کو اس واسطے لائے ہیں کہ روشنی حرمت مشروط ہی نور نبوت کی پیروی پر اور کمال پیروی کے سبب اسکو خلافت کا منصب نصیب ہوا اور ماہتاب کا پیروی کرنا آفتاب کر لینی وجہوں سے ہی اولیٰ استفادہ میں اپنے فائدہ روشنی کا حاصل کرنے میں اور دوسرے اس کی پیروی غروب میں کرنا اور پہلے اول پہنچنے میں ہوتی ہی تیسرے طلوع میں اسکی پیروی کرنا اور پہنچ پہنچنے میں ہوتی ہی چوتھے جتنے جتنے جسم کی بزرگی میں بموجب ظاہر حسن کے کوئی تارہ آفتاب حسن میں برابری نہیں کر سکتا اسلئے ماہتاب کے اگر چہ ابعاد اور اجرام کی دلیلوں کے موافق بزرگ اور پر ادوسرا بھی ہو پانچویں یہ کہ دنیا کی مصلحتیں انھیں دونوں کی حرکتوں پر موقوف ہیں اسلئے کہ سال کی فصلوں کا پیمانہ اور جو سال سے تعلق رکھتے ہیں اور برے برے کام سب آفتاب کی حرکت سے تعلق رکھتے ہیں اور بدلنا ہر مہینے کی شکلوں کا اور جو سب کہ مہینے سے تعلق رکھتے ہیں یہ سب ماہتاب کی حرکت سے ہیں اور عاقہ ہماروں کا برہنہا جیسے عارضت اور جاننا کی آفتاب میں رطوبت کا زیادہ ہونا اور ہریوں میں مغز پیدا ہونا اور دھار جانور دن میں دودھ کا زیادہ ہونا اور خون کا جوش کرنا میں دن اور برہنہا گفتا سمندر کا یہ سب چیزیں ماہتاب کے نور کی زیادتی سے متعلق ہیں والکھنڈ اذائقہ لکھا اور قسم لکھا ہوں میں دن کی جب روشن کرے وہ آفتاب کو کہ سال کے ریاضت کے وقت کے مانند ہی اس جگہ پر بھی ایک شرط زیادہ کی ہی تاکہ اشارہ ہوا سبابت کی طرف کہ وقت ریاضت کے وہی وقت حرمت اور بزرگی پیدا کرنا ہی کہ اس ریاضت کے سبب سے بڑت کا نور سال کے دل پر مستحلی ہو جا

اور حجابُ عَدَّ جاوے والا باطل ریاضتین جیسے جو گویں کہ اور باطل مذہب والوں کی کہ نہتے کے نزدیک تھیں  
ہنیں ہوتی ہیں اور حجاب کو درمیان سے نہیں اٹھاتی ہیں ایسی ریاضتوں سے کھجرت اور بزرگی حاصل  
ہنیں ہوتی اور اس جگہ اکثر تفسیر و اشہبہ لائے ہیں کہ روشن کرنا دن کو آفتاب کا کام ہی نہیں کہ دن  
آفتاب کو روشن کرنا ہی ایسی الٰہی عبارت ہے ان کس واسطے لائے ہیں یہاں تک کہ بعض مفسروں نے  
اس شبہ کو قوی جان کر ضمیر کو آفتاب کی طرف سے بھیر کر زمین اور دنیا کی طرف غاند کیا ہے اور تاکہ  
اضار قبل الذکر لازم نہ آوے ایک قرینہ جو مرجع پر دلالت کرنے سے ذکر کر کے اس الزام سے اپنا بچا دیا ہے اور  
حق بات یہ ہے کہ این ضمیروں کی حدائی لازم آتی ہے اور ضمیر یعنی تفریق خوب نہیں اس واسطے کہ ضمیر آ اور  
اور تلمہا میں بلاشبہ ضمیر آفتاب کی طرف راجع ہے اور باوجود ذکر مرجع کے مرجع کو قدر تفریحاً مانا جاتا ہے  
لکن اس ترکیب کی وجہ کو کہ ظاہر الٰہی معلوم ہوتی ہی سن لیا جائے کہ عادت ہم کی ہم ہی کہ جو کس چیز کو  
ایک مفرد وقت میں کہی بار دیکھتا ہی تو اس وقت کے آنے کو سب اس چیز کا جانتا ہی اور عقلی قاعدے کو مانتی  
ہی کہ وجود اثر کا دلیل ہونے کے وجود کی ہی چنانچہ جو حقین بران آتی کے مقرر ہی اور جو دن کا وقت و نور  
و چگونگی معلوم ہی اور وہی سے آفتاب کو روشن کرنا ہی یعنی جب دن ہوتا ہی تھی آفتاب روشن ہوتا ہی تو  
نسبت اس کی طرف کی گئی اور اس جواز کو کہ اس جلسے پر استعمال کیا ہی و مثل کی حقیقت کے لحاظ سے کہ  
وقت ریاضت کا ہی اور موجب روشن ہونے اور نبوت کا تو استعمال سے حقیقت کے بہتر ہوا اور پر عمل استعمال  
ہی کہ سنے اذاجلہما کے یہ ہوں کہ اس دوزار اور عمار عالیہ اس صورت میں روشن کی نسبت کی طرف  
بے تکلف درست ہو جاتی ہی وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ آ اور ہم کھانا ہوں میں بات کی جب چھپاتی ہی  
آفتاب کو کہ مانند وقت رات کے اور توہ طرف ادا کرنے حقوق ادا و اعمال کے اور زمانہ خلقت اور حجاب ہی  
نور ہونے سے اور یہی حاجت کی کہنی کرنے والے کو اور الٰہک طریقت کو ضروری ہی والا کار غاخذتیا کا درہم ہر ہر ہوا  
اور ان عباد تو ان سے کہ خلق اہل کے حق سے متعلق ہیں جیسے عبادت مریضوں کی اور ملاقات اقربا کی اور روز  
کھانا اہل و عیال کے واسطے یا اور جو اس کو این محروم رہے اور حاجت کی رزاعت نہ کہ نقصان کا سبب ہے  
اور حدیث صحیح میں وارد ہی کہ حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک روز مجلس مقدس نبوی صلی اللہ

سپاسم

الرَّقْمُ فِيهِ

الْكَرِيمِ

وَرَسُولُهُ  
سَعْدُ بْنُ النَّبَسِ

عیدِ رسم سے اُٹھ کر اپنے گھر کو تشریف لیا جاتے تھے کہ ناگاہ ایک شخص صحابہ کرام سے کہنا کہ انا مَحْطَلَةٌ تَحْتَ  
 براستے میں ملے اور چلا کر بولے کہ خطلہ منافق ہو گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا حال ہی نہ  
 کہنے لگے کہ جس وقت حضور پر بوزین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہو تا ہوں تو مجھ کو غیب کا عالم آتا ہے  
 مشکف ہو جاتا ہے کہ گویا ان آنھوں سے دیکھتا ہوں اور جب اس مجلس مقدس سے اُٹھ کر گھر کو آتا ہوں  
 اور جو رجبوں کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہوں تو وہ کیفیت باقی میں رہتی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے فرمایا کہ نبی کا یہی حال ہی آؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کریں دو دنوں آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتے ہر خطلہ نے اس طور سے جا کر کہا کہ خطلہ منافق ہو گیا آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا جاہلی اُنھوں نے سارا احوال اپنا عرض کیا فرمایا کہ تم کو ہمیشہ یہی حالت  
 رہے جو میرے حضور میں یاد کر اہد کی مجلس میں ہوتی ہے تو ہرگز تم لوگ اپنی عورتوں سے خطا نہ اٹھاؤ اور غصے مارنے  
 ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے جھگڑوں کو پٹے جاؤ اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں لیکن یہ بہ حالت کسی کو ہمیشہ نہیں رہتی  
 بلکہ ایک ساعت اس حالت میں گذرتی ہے اور ایک ساعت غفلت میں تا تو بے حقیق اور توجہ بخل کی ہوتی ہیں  
 یہیں سے معلوم ہوا کہ غفلت اور احمق رفت بھی بزرگی رکھتے کہ آئینہ کی ریاضتوں کو مدد دگا ہوتے ہیں  
 اور ان جادو کو تو بونگے حاصل ہونے کا باعث ہوتے ہیں ہر فعل مخلوق کے حق سے کہتے ہیں چنانچہ معاذ ابن جبل رضی اللہ  
 عنہ فرمایا ہے کہ اِنْفِیْ كَا حَسْبُ فَوْمَتِیْ كَمَا احْتَسِبُ قَوْمِیْ یَسِیْءِ یُنِ اِنْفِیْ حَوَابِیْنِ مَتَوَقَّعِ اِجْرَاوَرِ  
 نواب کارہتا ہوں جیسا کہ اپنی تہجد میں اس مصلیٰ اگر تہجد میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا ہوتا ہے تو سوتے ہیں  
 نفس کا حق ادا ہوتا ہے اور یہی دو نون حق اللہ تعالیٰ کے واجب کرنے سے واجب ہوتے ہیں مگر جو  
 غفلت کہ مددگار طاعت کی ہوا اور موافق حکم شرع کے اور فرمان الہی کے ادا کرنے کی نیت سے نہ تو یہی  
 غفلت کی کچھ حمت اور بزرگی نہیں ہے بلکہ حرام مطلق ہی اور یہیں سے معلوم ہوا کہ یہی ہارون شہین  
 حقیقت میں آفتاب سے متعلق ہیں اس پر سورج کا آفتاب کے نام پر نام لگایا گیا وَ التَّمَّارِیُّ وَ الْمَأْتَمَّارِیُّ  
 اور قسم لگاتا ہوں میں آسمان کی اور اس صلت الہی کی کہ اس آسمان کو محیط بنا یا ہی ان چیزوں پر جو اُس کے  
 درمیان ہیں اور یہی مثال شریعت کی ہے کہ مانند آسمان کے محیط ہی مخلوق کے تمام عملوں پر اور ہر عمل کا

فصل  
 ساری غفلت اور حمت  
 بزرگی کی ہے

فصل  
 نبوت مثال آسمان کے  
 محیط ہے

اُسین موجود ہی اور مانند آسمان کے بارہ برج رکھتی ہی ضمن میں چار مثلے کے پہلا مثلہ کہ مثلہ اعتقاد کا ہی مثلہ  
 تین برجوں کو ایک برج ذات اور صفات کا اور دوسرا برج انبیاء اور ملائکہ اور کناہوں کا اور تیسرا برج معاد کا  
 اور مثلہ دوسرا کہ مثلہ عبادت کا ہی بنا یا گیا ہی تین برجوں سے ایک برج تو عبادتوں بدنی کا ہی  
 جیسے نماز اور روزہ اور تلاوت قرآن مجید کی اور ذکر اور دعا اور درود اور اُس کے سوا اور دوسرا  
 عبادتوں مالی کا جیسے زکوٰۃ اور صدقہ اور وقف اور مسجدیں اور سافر خانے اور خانقاہیں اور مدرسے  
 اور کُتے اور پُل اور مہانسرائیں اور تیسرا عبادتوں مرکب کا بدنی اور مالی سے جیسے حج اور عمرہ اور جہاد  
 اور نماز عیدین تیسرا مثلہ معاملات کا ہی وہ بھی مرکب ہی تین برجوں پہلا برج اسین و معاملے ہیں کہ ایک  
 وجہ عبادت کی بھی رکھتے ہیں جیسے نکاح اور عدت ماہی کی اور برادرش اولاد کی اور لونڈی اور غلام کی  
 اور پر و سستی حق اور بخشش کے حق کی اور مہمان کے حق کی اور سوا اُس کے دوسرا مثلہ والوں کے حق کی  
 رعایت اور دوسرا برج اسین وہ معاملے ہیں کہ کوئی وجہ عبادت نہیں رکھتے جیسے خرید اور فروخت اور  
 اجارہ اور گروہ اور شرکت اور وکالت اور ضمانی اور سوا اُس کے اور تیسرا برج اسین وہ معاملے ہیں کہ ایک  
 وجہ تبرع اور احسان کی بھی اسین ملی ہوئی ہی جیسے ہبہ اور قرض اور فرائض اور مضاربت چوتھا مثلہ  
 کہ سیاست کا مثلہ ہی وہ بھی ملاحظہ ہوا تین برجوں سے ہی پہلا کنفاریات میں کہ سیاست کے ساتھ ایک  
 وجہ عبادت کی بھی رکھتی ہی جیسے کفارہ ہو گند کا اور کفارہ نفس کے قتل کا اور کفارہ روزہ توڑنے کا  
 اور ظہار کرنے کا اور حیض کی حالت میں جماع کرنے کا اور دوسرا سوا اُس کے اور دوسرا عدون اور  
 تعذیرون اور قصاص کا کہ سیاست محض ہیں جیسے شراب پینے کی حد اور زنا کی حد اور چوری کی حد اور  
 بھارون اور نہروٹوں کی حد اور گالی دینے کی حد اور سوا اُس کے اور تیسرا ایسا تو اور ضانون کا کہ ہمارا  
 سیاست کے ایک وجہ معاملے کی بھی رکھتے ہیں اور وہی آسمان شریعت کا ستارے بھی رکھنا ہی کہ  
 حکم کی دلیلین ہیں ان سب میں سے سات ستارے ستارہ ہیں کہ احکام کے فنون میں دو راہیں  
 کرتے ہیں کتاب اور سنت اور جماع اور قیاس اور استصحاب اور تعامل اور اباحتنا صلیہ اور باقی مینا  
 ثابت ہیں اپنے اپنے جگہوں اور مکانون میں تھہرے ہوئے ہیں جیسے مصالح جزئیہ کہ ہر ہر فرد میں پائے جاتے

سابع

الرکف

طی

الکریم

سورة النور

اور ناس آسمان کی کہ عبارت شریعت ہی اس طور سے واقع ہوئی ہے کہ جو فت مکلفین مثلاً پہلی قوم شمس کے ہو جاویں تو عمل نیکانے قبولیت کے مقام پر چڑھ جاویں اور اس طرف سے وہ قبولیت سموت رحمت اور ہدایت کی پیکر کربندگی مانند برس پر سے جیسے بخارات کہ زمین سے اُٹھتے ہیں اور آسمان کی طرف جا کر پانی کی صورت پیکر چھ لوتتے ہیں اور ذراعت کی سرسبز ہی اور شاہی کامو جب ہوتے ہیں واکا ذکر و حکما  
 ظہم ہا اور قہم کھانا ہوں بن زمین کی اور اس مکت الہی کی جنے اسکو ایسا چورا اور فراخ سمجھا یا  
 ہی اور وہ نفس انسانی کی استعداد کی مانند ہی کہ سبب فراخی کے معرفت کا تخم ہونے کے قابل ہی  
 اور جو نفس انسانی کو عالم حسین کوئی مشاہدہ سے نظیر کہ قابل تعظیم کہ ہوا اور اسکی قسم کھائی جاوے  
 پایا نہیں جاتا تو ہی نفس کی قسم کھانے فرماتے ہیں و فقہس اور قہم کھانا ہوں بن اس نفس کی کہ وہ چیز  
 رکھتا ہی اول قابلیت کمال حاصل کرنے کی دروس قدر اس کمال کا بالفعل کہ بسبب ان دو چیزوں کے ہونا  
 معرفت کے تخم کا اسکو میر سرتا ہی اور وہ نفس انسانی ہی کہوں کہ نفوس ملائکہ اپنے کمالوں کو بالفعل  
 حاصل رکھتے ہیں انکو کمالات طلب کرینگی حاجت نہیں ہی اور نفوس حیوانی کمالات حاصل کرینگی قابلیت  
 ہیں رکھتے ہیں بس ہونا معرفت کے تخم کا ان سے ملن ہیں اور سہی بچنے کے واسطے نفس انکو ملائے ہیں تاکہ  
 دلالت کرے ایک نوع ہر نوعوں سے نفس کے برخلاف دوسری قسموں کے کہ معرفت لائے ہیں کہوں کہ وہ سب  
 چیزیں ایک رنگ رکھتی ہیں نقد نوعی انہیں متصور نہیں ہی جیسے آفتاب اور ماہتاب اور آسمان اور زمین  
 یہ سب کلیات منحصر فرد و حدیں ہیں اور دن اور رات ہر چند کہ موافق نظر عقلی کے مدے مدے معلوم  
 ہوتے ہیں لیکن نظر حقیقی اعادة اور تکرار پر لینے بار بار اور لوت لوت آئے ہر ایک حکم کہ قہی ہی اور نقد  
 اور جدا جدا ہونے پر ان کے یقین ہیں رکھتی و ما سق دھا اور قسم اس حکمت الہی کی کہ درست  
 کیا ہی اس نفس کو اور اعتدال مزاج اور جو اسس ظاہری اور باطنی اور قوی طبعیہ اور حیوانیہ اور نفسانیہ  
 سب اسکو دئے تاکہ قابل تعلیم اور سمجھ کے ہو جاوے اور اٹھتا ہوا لامشکل کامون کا اور صبر کرینوا  
 اور ثابت رہنے والا ہو اور معرفت کے تخم کو ان اسبابوں سے بسکے اور جیسے مفسر دن نے وہ ہر ان  
 چہرہ قسموں کے خاص ہونے کی سوائے نفس انسانی کے یوں ذکر کی ہی کہ حق تعالیٰ کو اس سور میں حال

سورۃ الشمس  
 الرَّقْمُ ۱۰۰  
 اللّٰم

بیان کرنا انسان کی منظور ہی اور مختلف ہونا اسکا الہام قبول کرنے میں خجورا اور نفوس کی اور مذکور کرنا اسکی وسعت اور خرابی کا تاکہ موافق نوت علیہ کے نمونہ تمام جہان کا ہو جاوے اور عام عالم اپنے وجودِ مطلق سے اس میں سا جاوے اور موافق نوت علیہ کے غلیفہ حضرت ربوبیت کا ہو کہ ہر چیز کو مخلوقات میں سے ایک کام میں صرف کرے اور کمال حاصل کرنا صغیون میں اور بولہ بھر لینا منفعیون اور مصلحون کا ہر ہر ذریعہ عالم کے ودعت میں ارادہ کرتے بس ابتدا میں کلام کے کچھ چیزوں کو بطور قسم کے باذی ناما کو ودھ چیزیں عموم اطلاق اور ودعت میں نمونہ حضرت الہیت کا ہیں تعصیل اس اجمال کی یہ ہے ہی کہ حق تعالیٰ نے ذوجنر کو عالم میں ایسی وسعت اور کثرت دی کہ کسی چیز کو حاصل نہیں ہی اول نوز ناما اور دوسرا احسان بلکہ وسعت مکان کی ایک رنگ رکھتی ہی اور ودعت زمانہ کی دوسرا رنگ مکان نے عیش سے فریض تک ایک سال دا صد میں پتہ ہر مخلوقات کو گھیر لیا ہی اور سب کو اپنے اندر جاوی ہی اور اب ایک طور پر ثابت ہی اور ایسی اندر کی چیزیں گذرنے والی ہیں مصرعہ کی ہر دو ہر کو لے لیا آدرا عام ہونا مانے کا اس طور سے ہی کہ اب گذرنے والی ہی اور اس کے درمیان ہی چیزیں اپنے مکان پر ثابت ہیں اور وہ کو فی لفظ اور کو فی لفظ کے ساتھ قرار کرتے والا نہیں ہی اس بنے بنانی کے ساتھ محبط اور گھرنے والا اپنے اندر بنے انہما اور بنے شمار چیزوں کا ہی ہو یاد دلانے کو اس دونو عام نمونے آسمان اور زمین کو کہ عمدہ مکانوں میں ذکر فرمایا اور رات اور دن کو کہ اجزا سے زمین نے ہیں اور اختلاف نما ہر اور امتیاز باہر رکھتے ہیں اور باوجود تھوری ہر گذرنے کے تیز اور تبدیل قبول کرتے ہیں لہذا اس طرح ہر اب صم اور ہی اس کے کو کا فیض بکوت مل ہی بدون فرق کے درمیان میں وضع اور شرف اور حق اور جہاں راسمان اور کا ہر اور صالح اور فاسق کے اور کمال سے بہت کم ہی ہی حضرت ابراہیم سے فیضان وجود اور نور لوزم صور نوعیہ میں اور یاد کرنے سے آفتاب اور ماہتاب کے ہر اس قسم کی دماغ میں ان کے پڑ چائی ہی ہستی رہی ہے ہر ماہ کا ان میوں عام مسنون بن کر واسطے ودجزوں کی قسم لگائی ہیں جناب اسکا کہ ہے ہی کہ باوجود عام فائدہ دینے کے اختلاف کمال اور نقصان اور نورانیت اور ظلمات اور اصالت اور تعینت کا ہی منظور ہی تاکہ الگ ہی اختلاف پورس انسان کے باوجود عام ہونے تصرف کے ان صفیوں میں کی جاوے سب کے سطح ضرور ہر ان میں تینوں صفیوں میں ودو چیزیں باہر کی جاوے ہر سوا اسکا بیان ہے ہی کہ آفتاب عالم الوار میں اصل ہی اور ماہتاب عکس اسکا

سپارے عم

الرکعتہ

الرکعتہ

سورۃ الشوریٰ

اور دن اجزاؤں میں زمانے کے نورانی ہی اور رات اندھیری اور آسمان بلب اور محیط ہی اور زمین است  
 اور محیط سے گہری پہنچی اور جو عام ہونے نفع انسانی کے عام ہونے پر ان چیزوں کے قیاس کرین تو اسکی دورگی  
 بھی ظاہر ہو جاوے چنانچہ فرماتے ہیں **فَاَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَبِرَّهَا** بسر الہام کہ وہی دلیں دال ہی اس نفع  
 بدکاری اسکی اور الہام لنت میں کہتے ہیں **لَمَّا نَادَاكَ لَوْ كُنْتَ عَلِيمًا** میں اس طور کہ اس شخص کو دانت اور ہونٹ  
 پالنے نہ پرین اور قرآن کے عرفین عبارت ہی دالنے سے کام کے داعی کے دلیں مغیرہ پہنچے پہلی فکر کے اور جو  
 اعمال نئی آدم کے خواہ خیر ہوں خواہ شرک بائع و عیبہ اور ادا دیکے ہیں بس سر شستہ نیک اور بد کا  
 بندھا ہوا اسی داعیہ اور ارادے سے ہی اور امدت تعالیٰ نے اس سر شستہ کو اپنے دست قدرت میں  
 رکھا ہی اور کسی دوسرے کو نفع اور شیطاں اور شیردن اور صاحبون کو بہن سو نہا گان بہ چیزین مدگار  
 اور سب نیک اور بد داعی کے فضان کا عام عیب ہوتے ہیں اور اسی سبب محل ثناب اور ملامت کا ہونے  
 ہیں اور مدیث صحیح میں وارد ہی کہ **اِنَّ قُلُوبَنَا جِوَادُ** ہر تین اصبعیاں میں اصابع الیہ **وَجِوَادُ** کیف  
 یشاء یعنی نئی آدم کے دل دو انگلیوں میں ہیں امدت تعالیٰ کی نا انگلیوں سے چراتا ہی اُن دونوں کو جب طرف  
 چاہتا ہی اور اگر اس کا پیر کسی دل میں مشہر گذرے کہ جب دل میں آف ان کے والد ہی کی اور نیکی کے داعیہ کا اس  
 جانب ہی تو سبب لازم آیا اور بے اختیار ہی ثابت ہوئی اور کارخانہ چرائینے کا اور نصیحت کرنے کا اور طرف  
 اور رغبت دالنے کا سبب بر باد ہو گیا اور بھیضا پیغبروں کا اور زمانل کرنا تبون کا اور قائم کرنا قیامت اور حشر  
 اور نشر اور مال اور جواب اور حساب کتاب سب بے فائدہ اور بے کار ہو گیا جواب اس کا بہ ہی  
 کہ جب اس صورت میں لازم آتا ہی کہ ارادہ اور اختیار در میان ہیں ہوا اور جب بہ بات ثابت ہوئی کہ جو کچھ کہہ کر  
 ہیں سوا شخص کے ارادے اور اختیار سے کرانے ہیں ہم جو کس واسطے لازم آوے گا اور ہر شخص اپنے نیک اور بد  
 کاموں کو اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہی اور رکین اتمتہ ساری اور جادات کی ہیں جیسے ہانگی کا  
 ہسنا اور پتھر کا ٹکڑا ہان میں فرق ظاہر ہی بس چہرہ کو کہتے ہیں نہ اسکو اور جزا دینے کے واسطے اور سو آ  
 سکے اور جو ایسا اتمتہ کے واسطے وجود اختیار کا کافی نہ یہ کہ اختیار بھی اپنے فائدہ میں ہوا اور جو بندگی ذاتی  
 شوق اور وجود دوسری جیسے پیدا کیا ہی تو ہتھیار اسکا کیوں کر اپنی ذات سے ہو گا کہ مرتبہ صفت کا



موصوف سے ادنیٰ الہی اور فحور کے معنی کی تحقیق یہ ہے کہ آدمی کو حق تعالیٰ نے تین تین غایت کی ہیں ایک قوت عقلی ہے جس کے سبب نیک اور بد کو دریافت کرنا ہی آدر دوسری قوت شہوی یعنی خواہش کی ہے جس کے سبب چیزوں کی طرف خواہش کرنا ہی اور انہی لذتوں کو حاصل کرنا ہی اور تیسری قوت غضبی ہے کہ اس کے سبب اپنے مخالف اور مزاحم کو دفع اور در کرنا ہی آدر آدمی کی جتنے دو ذون تین یعنی شہوی اور غضبی اسکی عقلی قوت کے تابعدار ہو جاوے اور بے اسکی صلاح کے کوئی کام نہ کرے جس کو حکم کرے وہی کام کرے اور جس سے منع کرے اس سے دور رہے اور جس کے لئے نیکو توڑے بیچیں اور جس کو منع کرے اس کو روکے اور وہ شخص اپنی قوت عقلیہ کو شریعت کے نور سے روشن کرے اور انبیل کے طریقے پر چلاوے اور نیک کو نیک اور بد کو بد پہچان کے ان دونوں قوتوں کو کام میں لگا دے تب مرتبہ تقویٰ کا حاصل ہوتا ہے اور اگر خدا نخواستہ قوت عقلیہ اسکی نور شرع سے منور نہ ہوے اور نیک کو بد اور بد کو نیک جانایا باوجود منور ہونے کے شریعت کے نور سے حکم قوت عقلیہ کا ان دونوں قوتوں پر جاری نہ ہو اور یہ دونوں تین اس کے گھنے پر نہ چلیں بلکہ اس قوت عقلیہ کو بھی اپنا تابعدار کر لیا اور جس طرف چاہا خواہش کی اور جس سے چاہا نہ چھین اس وقت مرتبہ فحور کا حاصل ہوتا ہے بس حقیقت فحور کی غالب ہو جانا قوت شہویہ کا اور غضبیہ کا ہی قوت عقلیہ پر و تقویٰ تھا اور الہام کیا اسکی نفس کو تقویٰ اسکا اور تقویٰ کی حقیقت قوت عقلیہ کو قوت شہویہ اور اور غضبیہ پر غالب کرنا ہی آدر جو قسم کھانے سے فراغت پائی تو اب وہ مضمون جس پر قسم کھائی ہے یاد فرماتے ہیں قد اقلع من ذکھا تحقیق خلاصی بانی جس شخص نے پاک کیا اس نفس کو اور نفس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قوت شہویہ اور قوت غضبیہ کو عقل کا تابع کرے اور عقل کو تابعدار شریعت تاکہ روح اور دل دونوں تجلی الہی کی روشنی سے روشن ہو جاوے اور مرتبہ اسکا فرشتے کے مرتبے بھی ترہ جاوے اس واسطے کہ فرشتے صرف قوت عقلیہ رکھتے ہیں قوت شہویہ اور غضبیہ پاک ہیں اور اس شخص نے قوت شہویہ اور غضبیہ کو پست کر کے قوت عقلیہ کا تابع اور فرمان بردار کر دیا ہے اور اپنے عقل کو خادم شرع شریف کا کیا ہے اور یہ مرتبہ بری کو شش اور مجاہد حاصل ہوتا ہے کہ فرشتوں کو یہ بات برگزیدہ نہیں ہو سکتی اور یہ بھی ہے کہ شہوت اور شتم اس کے شرع کے

فوق اور فحور کے معنی

فرمان بردار ہو کے عجیب اور غریب حالتیں نثوق اور دوق اور عبرت الہی کی اور مقابلہ دین کے دشمنوں  
 کرنے رہتے ہیں کہ دشمنوں کیسے بائیں اور بے حربے ہرگز نصیب نہیں ہیں اور انفس پاک کرنے کے واسطے  
 طریقہ الہی: لَنْ یُزَالَ اور کتابین تالیف اور جمع کی ہیں جیسے قوت العلوب اور احیاء العلوم اور  
 التعارف اور عوارف اور کما اسکے ہر قسمی کتابیں ہیں اس فن میں بلکہ جو قرآن مجید سے دریافت ہوتا ہی وہ ہم  
 ہی کہ چہیت انہیں قرآن شریف کی علاج کی لفظ کو بعضے نیک عمل پر لائے ہیں اور اس آیت میں فلاح کو ترکیب  
 نفس کے مربوط کیا ہے اُن علون کو بحالانا جو جب اس ارشاد کے نفس کے ترکیب اور پاک کرنے کے واسطے کافی ہو گا  
 اور حقیقت میں دور سے اور کتابیں جو طرف کے نزدیک نے جمع کئے انہیں میں آیتوں کی شرح ہی عمدہ اُن  
 آیتوں میں وہ ہیں جو سورۃ بقیہ کے اول میں ہیں جیسے ہمدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب اولئلا  
 ہم المفلحون مکلا اول سورۃ مؤمنون میں ہیں جسے قد اطلع المؤمنون ثم فیما سخا لدن نامک  
 اور اس طرح سورۃ دوم میں اور سورۃ توبہ میں اور سورۃ انک و خمسہ ہی سورتوں میں ہیں متفق مذکور ہیں و  
 قد خاب من دسہما اور تحقیق نامراد ہوا اور اپنا نقصان کیا جس کے نام کیا اس نفس کو اور خاک میں  
 ملا یا اور نفس کے نام کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اسپر تعلق الہی کے فوری روشنی نہ برے اور بہد بات  
 پر سب راجع اور غالب کرنے شہوت اور غضب کے مقتضیات کے اس عمل کے مقتضیات پر  
 جو شرع کے تابع ہی حاصل ہوتی ہی اور جب اسے نورت سے محرم رہے تو اسکا مرتبہ ہوان کے مہ بننے سے  
 بھی کمتر ہو گا اس واسطے کہ حیوان کو اس لرزوں کے تحصیل کے اسباب دئے نہیں گئے ہیں اور ایسی شخص جو  
 موجود ہے ان اسباب کے اس لرزوں کو حاصل کیا بلکہ ان اسباب کو مغلوب کر کے ایک پردہ ایسے دل پر دا  
 لیا کہ اُنھما ناما اسکا دشوار ہی اور جو غالب کرنا شہوت اور غضب کا عقل اور شرع کے مقتضیات پر نزدیک  
 عوام الناس کے نقصان اور معرفی کا سبب نہیں بلکہ اس قسم کے کاموں پر حرات کر بیٹھے کو تزی و دانائی  
 جاہلین اور نام اور مرتبے دنیاوی کے حاصل کرنے میں اس حرات کو سبب قوی جلتے ہیں اس واسطے سے  
 عاملوں نے کہا میں من و اذی الناس مای تھا و فا ذبا للذات انسور یعنی جسے خوف کیا لوگوں سے  
 تو ماحل میں گرا و پچھا ہوا کہ جسے دلبری کی اور بعضوں نے اسے مضمون کو اس طور سے بھی کہا ہی اللوری

بابت عاقل قومہ و نسیب بقول بالباب لاجتہاد نے رزق چوک جانا ہی قوم بن عاقل کے دروازہ کو  
 اور رہتا ہی مجاہد بن کے احسن کے دروازے پر آسیتے تھے اور ہوا کہ خدا خاب بن دسہما کے مضمون پر  
 تمثیل اور شہرت چکے طور پر ایک قصے کو بیان کریں تاکہ اس قصے کے معنوں سے خود بخود ظاہر ہو جاوے کہ شہرت  
 اور غضب کے علم کو عقل اور شہرت کے علم پر غالب رکھا اور عقل اور شہرت کو حکوم شہرت اور غضب کا بنا مارفتہ زلف  
 دینے کا انکار اور تکذیب کا سبب پر تہا ہی اور پیشگی کی طاقت کا موجب ہونا ہی ملکہ مضموعہ وقت دنیا میں بھی ہوا  
 خواہی اور رہا ہی کے کچھ خاندانہ حاصل نہیں ہوتا اب اس قصے کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ کذب  
 شہرت و بطونہا انکار کی بنیاد اور حق تعالیٰ کے علم کی شہرت کی قوم نے اپنی مگرئی کے سبب سے اپنے شہرت  
 اور غضب کی خواہشوں کو شہرت اور عقل کے ملنے پر غالب اور عالم کیا اور یہ عبدالمکار اور تکذیب کا سبب ہو گیا  
 انکے حق میں اور طغویٰ کی لفظ میں ایک اشکال ہی مشہور ہوا اسطے کہ یہ طغیان سے مشتق ہی نہ ہوا حق  
 قاعدے کے جائے تھا کہ طغیا ہوتا ہے اور اسکا کسے اسطے بدلہ لیا اور صرف کے عالون نے اس اشکال کے جواب  
 میں یوں لکھا ہی کہ فعلی کبھی اسم ہونا ہی اور کبھی صفت خود اسطے فرق کے درمیان اسم اور صفت کے  
 اسم میں یا کواد سے بدل کہتے ہیں اور صفت میں اپنے اصل پر رہنے دیتے ہیں جہاں کہتے ہیں اسکا صلا یا  
 و خرنیا یعنی ایک عورت ہی پیاسی اور سو اوٹھو نام ہی ایک شخص کا حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد  
 یعنی قیامہ بن ام بن سام بن نوح علیہ السلام کا ہی کہ جو تھی پشت بن حضرت نوح علیہ السلام سے رہتا ہی  
 سر اس شخص کی اولاد عبدہاک ہونے قادی قوم کے عرب کے ملکوں میں پہل گئی تھی اور ان ملکوں کے مالک ہو گئی  
 تھی اور انکا ملک اصلی یعنی وطن شام اور حجاز کے درمیان میں تھا اور انکے شہر دین سے حوشہ شام کے  
 قریب تھا نام اسکا جمر تھا اور جمر شہر جہان سے لاہو اٹھا نام اسکا وادی القریٰ تھا اور ان دونوں کے  
 درمیان میں ایک نہر اسات بوسیان چھتی تھی ہر ملی کے یعنی کانوں اور قبضے اور شہر انکے تصرف میں  
 تھے اور بستی بن سنگین عارتین بنائی تھیں اور کھیتی کرتے تھے اور کھنڈن اور نالاب کو دوتے تھے لیکن  
 بن ہانی کہ تھا اور تھہر کے سبب کنوا اور نالاب و دنواری سے گھوڑا جانا تھا اور اکثر مال کھا عمارت کے بنانے میں  
 اور باغوں کے لگانے میں اور پتھر تراشش کے مکان بنانے میں اور کنوا اور نالاب جہا تون کے اندہ گھوڑے

تبدیل

سپاہ عالم

الرحمة

رشد

الذکر

سورۃ النور

فخرج ہوتا تھا یہاں تک کہ تیسے تیسے سنگ اور ٹکڑے پہاڑوں پر عمارتیں مستحکم کئے گئے آخر کو ہوسے  
 ہوتے سمیرن کی صورتیں عجیب و غریب برائے گئے اور انکو پوجنا شروع کیا اور پھر رسم انہیں راجع ہوتی پینا  
 اور انکے بت پرستی انہیں چھل گئی اور حق تعالیٰ سے بالکل غافل اور بے پروا گئے تب حق تعالیٰ نے حضرت صالح بن عبد  
 عبد اسلام کو کہ صورت اور شکل میں سب سے بہتر تھے اور جب نبی میں سب سے اعلیٰ اور خوشتر اور لکڑی کی بیٹھنی اور ہتھیار  
 نشانیاں انہیں ہانی جاتی تھیں مرتبہ رسالت کا فہانت فرما کے وحی نازل فرمائی اور حکم الہی آئو جو کہ اپنی قوم کو  
 سمجھا کے تون کی عبادت سے باز رکھو اور منع کرو اور عبادت رب الارباب کی طرف انکو رغبت دلاؤ اور  
 مشول کرو اور پھر حکم الہی آئو پھراؤ اور خوب بھی طرح سے سمجھا دو کہ یہ سب لغتیں کو نکلوا حاصل میں امدت تعالیٰ کی  
 فہانت کی ہوئی ہیں ان نعمتوں کا ستارہ اور ان نعمتوں کو غیر خدا کی طرف منسوب کرو اور اگر کسی اور بجز خدا کو  
 عجز و تحقیرت صالح علیہ السلام نے بموجب حکم الہی کے تبلیغ احکام اور دعوت اسلام اپنی قوم کو کرنا شروع کی اور  
 قوم نے انکار پھر کیا اور حضرت صالح علیہ السلام محضہ طلب کیا آپ نے فرمایا لا اگر میں بموجب تمہاری خواہش کے  
 عجز و کلو دکھلاؤں اور پھر تم نے میرا کہا نہ مانا اور ایمان نہ لائے تو تم سب عذاب الہی میں گرفتار ہو گے ان لوگوں نے  
 اس بات کو یقین نہ کیا اور کہا کہ ہم فلاں بیچ ہر سال شہر باہر جاتے ہیں اور تون کو بوشاک اور زیور سے  
 آراستہ کر کے باہر نکالتے ہیں اور حاجتیں تمام سال کی ان تون سے اشد مانگتے ہیں اور وہ ہلکے دیتے ہیں تو بھی  
 اشدن ہمارے ساتھ چلے اور اپنے خدا سے اپنا مطلب طلب کر دیکھیں تو تیرا خدا کیا دیتا ہے حضرت صالح علیہ  
 السلام نے اس بات کو قبول کیا اور اشدن حکم دے دیا تھا ان کے ساتھ باہر نکلا اور محضہ  
 لوگ جو ایمان اپنیر لائے تھے وہ بھی ان کے ساتھ ہوتے اور جب عید گاہ کو پہنچے دیکھا کہ تون کو ہدایت زیب و درت سے  
 آراستہ کر کے اپنے سامنے تختوں پر بجالا لائے اور نہایت ادب اور ملاحظہ سے سب قوم ان کے سامنے  
 کھڑے ہوئے اپنی اپنی حاجتیں مانگ رہے ہیں حضرت صالح نے فرمایا کہ تم پہنچے تون سے کوئی چیز اور کھی  
 مانگو تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ یہ تھارے بت کسی قدرت رکھتے ہیں ان لوگوں نے کہا اچھا ہر ان تون سے  
 ایک چیز انکے مانگنا شروع کیا اور نالہ اور فریاد اور عاجزی اور جاہلوسی حد سے زیادہ کی لیکن سوائے محنت  
 بیفائدہ کے کچھ بھی حاصل نہ ہوا آخر کو عاجز ہو کر بیٹھ رہے تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب

چشم ابو

جو تم کو مین بھی پست اس مالک الملک اور قادر علی الاطلاق کے سامنے اُٹھ عیلا کرنا لوگوں اور کسی قدرت کو بھی  
 دیکھو کہ کس ایسے بندہ خاص کی فریاد ہی کو پہنچا ہی اور جو لوگوں کو دیتا ہی جنوع بن عمرو کہ اُسے سردار دین  
 براسر درخشاں دوسروں کے کہا کہ ان سے ایسی ہر بطلب کیا چاہئے کہ عقل کے نزدیک محال ہو تاکہ ان سے لائی جاسے  
 اور ہمارے بڑی ہی عزت اور آبرو باقی رہے اور اللہ خفیف اور ذلیل ہو جائیے گئے کہا کہ تو ہمارا سردار ہی اور  
 قتل اور دانا فی مین بھی سب سے زیادہ پشیمان تو کوئی ایسی چیز تھویر کر کے کہہ کہ یہ عاجز و جاہل اور لانا سکین تب  
 جنوع نے حضرت صالح علیہ السلام کہا کہ اس ہمارے پشتے سے کہ عید گاہ کے سامنے ہی اور ہمس پشتے کو  
 اُن کے عُرفین کا شہد بکتے تھے ایک وطنی ہمارے واسطے نکال کر اُس کی بیٹا فی سیاہ ہوا اور سارا بدن اس کا  
 سفید اور بال اُس کے برسے ہوں اور نرم اور اُسے دس ہینے کا حل بھی ہوا اور ذیل اس کا ہت بڑا کم سبکو  
 اسی ٹیکر کے برابر معلوم ہو و اور اہن پھر سے پکھنے کے بعد ہمارے سامنے بچہ بنے اور وہ بچہ بھی اسی کی ماں  
 پر مشکل اور رنگ اور ذیل مین حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مین اس بیطرح کی اور مٹی اس پتھر سے  
 نکالوں تو تم ایمان لاؤ گے اور حق تعالیٰ کے دین اور حکم کے فرمان بردار ہو گے سبے اقرار کیا کہ اگر ہر اور نظرو مین  
 آویگا تو ہم سب ایمان لادینگے حضرت صالح علیہ السلام نے اس بات پر عہد اور پیمان کیا اور قول اور قرار اسے  
 مضبوط لیا پھر ان لوگوں کو جو اپنا ایمان لائے تھے اپنے ساتھ لیکر اس پتھر کے نزدیک تشریف لے گئے  
 اور در رکھت نماز ادا کی اور در گاہ مین جناب اہلی کے دُعا مین مشغول ہوئے اور ان مسلمانوں کو کہا کہ تم سب  
 میرے پیچھے کھڑے ہو کر آمین کہو اور اس قوم کو دے سردار مع فوج اور لشکر گردا گرد اُن کے گھیر کے کھڑے  
 ہوئے اور تا مات ا دیکھنے لگے کہ کہا ہوتا ہی کہ یکایک قدرت سے اس قادر توانا کی اس ہمارے پشتے سے  
 آواز جانور کے چلانے کی آنے لگی جس طرح جانور بے کے دقت آواز کرتا ہی یہاں تک کہ وہ پشتے چھتا  
 اور ایک اونٹنی جیسے اُس نے طلب کی حتی ویسی ہی ٹھکی اور نکل مین بیٹھنے لگی اور بعد ایک ساعت کے  
 اُسے بھی درد زہ شرمع ہوا اور وہ بھی ایک بچہ مین اپنے برابر قدم و قامت مین اور صورت اور شکل مین  
 اس ماجرے کو دیکھ کر لوگ آواز کر اُٹھے اور ب سب کے قائل ہوئے کہ حضرت صالح کا معبود تری قدرت  
 رکھتا ہی اسی ہر ایمان لایا جاہت اور جنوع مین عمرو چھ ہزار آدمیوں سے ایمان لایا اور اسلام شرف ہوا

حضرت صالح کی زندگی کا  
 بیان

اور حضرت صالح علیہ السلام کے قدرون پر گریز اور پھیلے نصیروں سے مادم مدت زندہ ہوا اور اسکی بخشش طلب کی اور دوسرے  
سہرا دلپے نفس کی شامت اسی انکار پر نام رہے اور اپنے ناصباروں کو بھی ایچھا نام اور عمر کا نام شروع کیا کہ ایسے  
جاو پر فریعت مت ہو اور اپنے دین اور مذہب کی منہ چھوڑا اور سہی پر مضبوط رہو کہ یہہ وقت آزمائش اور امتحان کا  
ہی دس بد بخت اپنے رہمیں کے جو کانے سے کفر کے کھل کھنا شروع کئے اور حضرت صالح کو جادو گر قرار دیکر  
جو گئے تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تھے خلاف کھنڈ کیا اور پھر ایمان نہ لائے اب تمھارے بچاؤ کی عدا  
اہلی سے یہ صورت ہی کہ اسل وقت اور اس کے بچے کھنڈت تعلیم سے اپنے ملک میں رکھو اور کسی طرح سے اسکو  
رہنج من دو اور بری طرح سے مت چھڑو کہ تمھارے امن اور بچاؤ کی سبب ہی اور جب تک یہہ او تختی اور اسکا  
بچہ نمین رہے گا عذاب الہی تمھارے آویجا اور کسی طور سے تھے اسکو بڑائی پہنچائی تو عذاب الہی میں گرفتار ہو گے  
اب اس جگہ پر جانا چاہئے کہ اس مجزی کے خاص ہونے میں اس قوم کے واسطے جہد بہ تھا کہ انکو پھر زارشنے اور تصویر ہ  
بنانے میں جراد دخل تھا اور اس کام میں تری تری باریکیان اور کارگر بیان کرتے تھے تو اس مجزی کے خاص کرنے میں  
اس گروہ کے واسطے اشارہ اسبات کی طرف ہی کہہ چکے کہ تم لوگ پھر کی تصویر میں عجب اور غریب بناتے ہو لیکن  
جان نہیں نہیں وال سکتے آدم تم پھر سے ایک جاندار جاو رکھا اس ملک کے جاو دن سے براہو نکال سکتے ہیں  
سے کا فلائت بیجان ہر وقوع دارینہ باری آن بت پر پرستید کہ جاو دارہ آدر اس میں اشارہ اسبات کی طرف ہی  
ہو کہ حق تعالیٰ کی ہدایت تمھارے دلون کو نرم کر سکتی ہی اور اس سے روح کے وصف ظاہر کر سکتی ہی اب آتے  
باقی رہے قصے کے بیان پر کہ آدنی قداد و خات اور ذیل اور دول میں بہت تری تھی چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ترے جلیل القدر صحابیوں میں سے ہیں مے فرماتے ہیں کہ میں تھو کے شہر میں جسکا  
عمر نام ہی گیا تھا اسرا و تھی کے چیتھے کی جگہ کہ مشہور ہی اور لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں اپنے فاصے میں  
ناہن تھی تو سچے گردور سکا ہوا تھا اور اسرا و تھی کی خاصیت یہ تھی کہ جب جاو راہلی اور جنگلی اسکے دیکھتے  
خوف کھا کر بھاگتے تھے اور جس نخل میں وہ چرتی تھی کوئی دوسرا جاو قدم نہیں رکھ سکتا تھا اور جس کنوے  
اور تالاب اور مدی ہر وہ باہنی پینے کو جاتی تھی تو ب باہنی سکاہلی لیتی تھی اور جس چراگاہ میں وہ چرتی تھی نہیں  
گھاس کا نام ہی نہیں رہتا تھا اور شام کے وقت جو شہر میں آتی تھی سب سترہ لپٹے اپنے بے بزن لاکے

بکے

اسکے دو دھسے چھلکتے تھے اور تمام شہر والوں نے سکا دودھ لکھا سکرنا تھا۔ ایک مدت اس بطور سے  
گذری تو موہشی اور جانوروں والے اسکے پھرنے اور سیر کرنے سے عاجز ہوئے اور دھرتی صالح جیلہ اسلام  
فریاد کی اپنے مصالحت کے طور پر ایسا تھا ہوا یا کہ ایک دن تمہارے اپنے جانور چرایا کرو اس دن اوتنی کو ہم آئے  
مگر میں بند کرینگے اور دو ستر روز ہم اس اوتنی کو چھوڑینگے اس دن تم اپنے جانوروں کو بند رکھو اس قول اور اقرار  
ایک مدت تک گزارنے کے رہے بلکہ اکثر شہر والوں پر جو جانوروں کی پرورش کا ذوق اور توفیق رکھتے تھے یہ  
قسمت بھی گران گذری اور اپنے دنوں میں کہتے تھے کہ کسی جیلہ اندھیر سے اس اوتنی کو یہاں سے دور کیا  
جائے تاکہ ہم اسے جانور اچھی طرح فریخت سے باقی اور جا رہ لکھا کریں لیکن عہد کے توڑنے اور قول اور اقرار کے  
ظاہر ہونے سے خوف کھاتے تھے اس میں بیان میں ایک نوجوان اسی قوم کا کہ نہایت ثورہ بشت اور دلگمی تھا اور  
اس کا نام قذرا بن سالف تھا کہ تیرے دن چار شانہ ہاب کو ابدار دینے والا زبان دراز نہایت حجت پیدا اور وہ ایک  
عورت فاحشہ برعاشق ہوا اور اس عورت کا نام غیرتہ عالمہ اور مصورتی اور جوش سلوبی اور لطیف کوئی اور نکتہ سلوبی  
دون مشہور تھی اور اس فاحشہ کے گھر میں آٹھ شخصوں سے جو اسکے ہم مشرب اور ہم وضع تھے اور انہیں سے ایک بچہ  
نام مصدق بن دہر تھا کہ اسکے چچا کا بیٹا تھا جانا تھا اور اس سے مخالف فانی حاصل کر کے دو سب جاہی دروں کو چھوڑ  
کھایا کرتا تھا اور اسکے یا راتہ مشین شراب خوری کر کے اسکے گھر کی لادنیوں باندیوں سے ابنا منہ کھایا کرتے  
تھے ایک روز اس جوان نے اپنے قذرا نے اس فاحشہ لہا کہ کب تک اسے ہشتائی چوری بھی کی رہے گی کھل کے تجھے  
کھاج کہوں نہیں کرتی تھی کہ وہ ہر ہر شے سے گزرنے کو بن اسے تجھ نے کہا کہ اگر سببات کا تھکھو جیال ہی تو ایک  
فرمایش میری ہی اگر اسکو تو بچا لادو تو بن معہ مال اور سببات اور لوندیاں تیرے نامہ اور ہر کر چوں اور وہ کام  
یہ ہے کہ اس اوتنی کو جسے مھکو اور تمام شہر کو ایک بیج اور بلان حال رکھا ہی اور نام جانور بننے زبان کو  
جھوکھ اور پیاس کے قذرا بن گزشتار کر رکھا ہی کس طرح مار ڈال اور اسکی کو پین کات کہ ہم سب اس سے  
نجابت پاویں اور اس قذرا کے جو جانور بہت تھے اس سے اور لوگوں سے زیادہ اسکو اس اوتنی سے دشمنی تھی  
مرض کہ قذرا نا بجانے اس اوتنی اور جس کا کہ دھپٹے ایسے بڑے گھام کے کہنے کا اقرار کیا اور اس اوتنی کے  
مارنے کی تیاری میں پڑا اور اپنے یاروں اور ہشتاؤں کو بھی اس کام میں بنا رفین کیا اور ایک روز ایک ننگ

علی بن جوہر اس وقت کے آئے جانے کی راہ تھی اسکی راہ روک کے گھات میں بیٹھا اور اپنے بارون کو بھی اس  
 کو بے امن گھات کی جگھوین بیٹھا یا جس وقت وہ اہمٹی چراگا وہ سے جوی اور اسکو بے امن پھینچتی تو پہلے  
 مصدق نے میرا اسکی پیشانی پر مارا اور دوسرے سالوں میں شخص تلوار میں کھینچ کے غل چلانے ہوئے اور تھی ہلک  
 پیچھے لیکن وہ اہمٹی باوجود زخمی ہونے کے کسی کو اپنے پاس آئے نہیں دیتی تھی اور جرح طرف ہلک کرتی تھی  
 سکھو دیتی تھی آخر کو قذافی ناچار نے اسکو پیچھے ہٹنے کو ایک تلوار اسکی کوچون بنواری کو پھونکے  
 کئے ہی وہ اہمٹی زمین پر گری زمین پر گرتے ہی سب اسکو بڑا گروتے پیچھے اور تلواروں سے اسکو پرنے پر  
 کر دلا اسبات کو سکھو شہر و سلب خوش ہوا اور اسکے کورت کو تقسیم کر کے بے شہر و اپنے اپنے  
 گھر کو لے گیا پھر جو پیچھے آیا اور اپنی ما کا یہ حال دیکھا تو وہ ان سے بھاگ کر انسی ہمارے ہشتے پر  
 جا کر کراہا اور جو پہنچ کر صلح علیہ السلام کو پہنچی تو انوس لگتے ہوئے لہر نیچے اور شہر کے لوگوں سے فرمایا کہ یہ  
 تم نے اچھی بات کی بلکہ خدا کے عذاب کو تصور کر کے اپنے دماغ ملوایا اب علی ایک بچائی کی صورت ہی کو ہر سقا تھا اور  
 اسکو بچے کو اپنے مشہرین لاؤ تاکہ اسکو سبقتی تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ قذافی ناچار اور دوسرے کافروں  
 اسبات کو زندہ اور اسبات کی کچھ حقیقت بخانی تب تو حضرت صلح علیہ السلام سب مسلمانوں کے ساتھ  
 اس بچے کے لانے کو جھل کی طرف گئے جو میں بچے نے حضرت صلح کو دیکھا تب مرتبے آواز کی اور وہ بیستہ ہاتھ  
 پھٹا اور وہ بچے اسکو اندر گھر گیا تب حضرت صلح علیہ السلام اسے مال کو دیکھ کر انوس لگتے ہوئے پھر  
 اور شہر والوں سے کہا کہ تم نے اپنی خرابی اپنے ہاتھ سے کی اور اس بچے کے تین مرتبے آواز کرنے کی تعبیر یہ ہی  
 کہ تلکون دن کی حملت ہی عذاب الہی سے پہلے دن منہ تمہارے زرد ہو جیلنگے اور دوسرے دن سرخ  
 ہو جائینگے اور تیسرے دن سیاہ اور یہ اجزا تھوڑا دن رہتے بڑھ کر ہوا تھا جموات کے صبح کو شہر والے جو سگے  
 لٹھے تو دیکھا کہ اسکے منہ زرد ہو گئے ہیں تب سبکو یقین ہوا کہ جو کچھ حضرت صلح علیہ السلام نے کہا تھا  
 سب سچ اور واقعہ ہونے والا ہی لیکن اس وقت انکی قوت غصیبہ نے جوش کیا اور قوت عقیدہ باطل مزول  
 ہو گئی بیٹے قذافی اپنے آٹھوں بارون سے قسیم ہو کر یہ بات سمجھائی کہ قبل آئے تیسرے دن کے حضرت صلح علیہ السلام کا  
 کام تمام کیجئے یہ ارادہ دل میں تھا ان کو انسی رات کو سبے نو آدمی حضرت صلح علیہ السلام سے ادنیٰ



کرت کہ چلے اُس وقت صالح علیہ السلام اپنی مسجد میں تھے ایک درخت اس مسجد میں تھا وہ بلند و آواز  
 بولا کہ تُو ارا پنے یاروں کے ساتھ آپ کے مارنے کو آتا ہی صحابہ اپنے گومین نشر لے لے جاتے اور دروازہ  
 بند کر لیجئے حضرت صالح علیہ السلام نے اسے کہنے کے بوجہ عمل کیا اور گومین دروازہ بند کر کے جا بیٹھے  
 جب تُو ارا بنا پکار رہے یاروں کے ساتھ مسجد میں آیا اور حضرت صالح علیہ السلام کو دُمان بنایا تو ارا  
 کیا کہ آپ کے مکان کا دروازہ فُوڑ کر اذگرس کے آپسے بے ادبی کرن دے اسی بوج میں کہ با یکا یک فرستتے بوجہ  
 حکم الہی کے آپ کی حمایت اور مدد کو پہنچے اور اپنے یاروں کو ان بد بختوں کے خُہر پر مارا بھجرو سراسر مانے کے  
 وہ سب اندس ہو گئے اور حیران اور پشیمان گرنے پرتے بے تماشادان سے بھاگے اور اُس جگہ میں کہی  
 سرور اور بن لگ کر ہمت کیا اور کوئی کونٹے بن کر کر گیا یہاں تک کہ رُک ب گئے اور خسر الدنیا والا  
 ہوئے دوسرے دن شہر دہا جو آئے تو سبک سہم سوج پائے اور تُو ارا وغیرہ کے داروں نے جو انکی تماشائی تو  
 حضرت صالح علیہ السلام گھر کے قریب اُن سبکو مہرا ہوا بابا چھرا س جال کو شہر رُمیوں اور سرداروں سے  
 جو کافر تھے ظاہر کیا تو سردار اور سب شہر و حضرت صالح علیہ السلام گھر چھرا آئے اور گھر کو گھیر لیا اور کہا  
 کہ تھئے اُس اذقی کے عوض میں ہمارے نو آدمی رات کو مار دالے ہیں ہم ان آدمیوں کی عوض میں تمکو اور تُو ارا  
 سب گورالوں کو مار دالیں گے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ان لوگوں کے گومین مارنے کو نہیں گئے  
 تھے یہ خود ہمارے گورپور رات کو چھرا کے آئے تھے امدہ تعالیٰ نے فیستے انکو سزا دی و سب اسی  
 جواب اور وال میں تھے کہ جنع بن عمرو اس شہر کا براڑس کہ مدہ اپنی فوج کے اسلام مشرف ہوا تھا اور برہم عقدا  
 اور دو مشیت صالح علیہ السلام کا اس حال کی خبر ہاکے مدہ اپنی فوج حضرت صالح علیہ السلام کی مدد کو پہنچا اور  
 اُن ریشوں اور شہر والوں سے مقابلہ کیا آج کو چند آدمی درمیان میں اسکے اسبات ہر صلح صحرائی کی حضرت  
 صالح علیہ السلام اس شہر! ہر عابدین حضرت صالح علیہ السلام نے اسبات کو فیست باقی اور جنع بن عمرو  
 اور دو سترلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر شہر ہا ہر چلے گئے بجز ان کی سپہر کا دن تھا صبح کو شہر لوگ  
 جو آتھے سبکا منہ کالے ہائے اُس دن پھر نہایت تُو ارا میں رہے کہ کہا ہونے والا ہی آخر یہہ با سب  
 سوچ کہ سنگین مکانات خالی کیجئے اور خدا کا عذاب جب آجکا تو ان مکانون میں چھپ رکھیکے کہ تُو ارا

یا آسمان سے آویجا جیسے بانی یا پتھر کا برسنا یا زمین سے ہو گا جیسے زلزلہ اور ان سب چیزوں سے ان مکا لوں میں  
 بچا وہی اس واسطے کہ یہ مکان بہار کو تر ارض کے بنائے ہیں ایسی چیزوں سے ان مکا لوں میں کچھ دہشت نہیں  
 ہی یہ نہ سمجھے کہ حق تعالیٰ کے غضب کوئی چیز بچا نہیں سکتی حاصل کلام کا چرخشنبہ کی صبح کو حضرت جبرئیل  
 علیہ السلام بموجب علم الہی کے درمیان میں آسمان اور زمین کے ایک بڑی صورت دہشت ناک سے  
 ظاہر ہوتے اور ایک ایسی سخت آواز کی کہ اس کے سبب بہار جفتش بن آگے اور زندہ ہو اللہ تعالیٰ کے طور سے  
 جانا شروع ہوتی نسبت ہر دل دہشت لگا کے اُپنی سنگین مکا لوں میں کھسے ہر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے  
 ایک آواز پیٹے سے جی زیادہ سخت کی کہ اُس کے سبب سب شہر و اہل و عیال اپنے اپنے زانوں پر گر پڑے  
 اور اُس کے پتے چمت گئے اور سب جنم و اصل ہوئے ایک ہی آئین سے بنی زما حضرت صالح علیہ السلام نے جو  
 یہ ماجرا سنا تو مسلمانوں سے فرمایا کہ یہ شہر غضب الہی کے نازل ہونے کی جگہ ہوتی یہاں ہر رہنما رگز  
 مناسب ہیں ہی اسکو چھوڑ دو اور مکہ معظمہ کے حرم کا احرام باندھو اور وہیں چل کر رہو چنانچہ دس سب  
 حضرت صالح علیہ السلام کے بموجب عمل میں آگے اور نجات دارین کی حاصل کی اللہم انہذا اتباع محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث صحیحین دار وہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے سفر میں  
 شہر حرج کے دروازے پر پہنچے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس شہر میں نہ پہنچے اور بانی نہ پٹے  
 گر بہہ کہ روتا ہوا اور دروازہ او اسطے کہ رد میں ان کا فزون کی اسی شہر میں عذاب الہی میں گرفتار ہیں  
 اور جس کا عذاب الہی نازل ہوا ہی وہاں دور رہنا خوب ہی اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ نونہ کے  
 فونہ کے کا فزون سے کوئی آدمی نہیں بچا لگا ایک شخص کا اور حال نام تھا کسی کام واسطے کہ مکہ معظمہ میں  
 آیا تھا جو جب تک حرم شریف کے اندر نہ تک تاک عذاب الہی سے محفوظ رہا جو میں حرم سے باہر نکلا اور اسکا  
 طرف چلا راستہ میں اسی عذاب میں جس میں اسکی قوم ہلاک ہو گئی تھی یہ بھی ہلاک ہوا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم طائف کی جہر ہر جائے وقت جب اسکی قبر پر پہنچے اور عادت وہاں کے لوگوں کی یہ تھی  
 کہ جب اس قبر کے نزدیک پہنچتے تو اسکو سنگسار کرتے تھے نسبت اپنے فرمایا کہ تم جاننے ہو کہ یہ قبر کسی  
 ہی صحابہ نے جو اب میں عرض کیا کہ امداد اور اسکا رسول خوب جانتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

سب قصہ اسکا مفصل اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا اور کہا کہ اس میری بات کی سچائی کی نشانی  
 یہ ہے کہ اس شخص کی پتھری سونکی اسکا ساقی دفن ہوئی ہی صحابین نے جو یہ کلام سنا دوسے اور اسکی قبر کو لڑا  
 کھودا اور وہ سونپلی چھتری تھی نکال لائی اور اسکی قبر کو ہر سطح پر بند کر دیا یہ ہی خود کا قصہ جو بیان ہوا چنانچہ یہ  
 قصہ بعضی بعضی سو رنوں میں زیادہ تفصیل سے مذکور ہی مگر اس مقام پر حق تعالیٰ نے تھوڑے اس قصے سے جتنا بیان پر  
 مناسب تھا بیان فرمایا کہ خود کی قوم کفر تھی اور سنوت اور فہم کی خوشبو نہ کے غالب کرنے سے عقل اور شرع کے حکم کو یہ  
 علم الہی کا انکار کیا اور غیر کرا اور اسکی لائی ہوئی چیز کو جو تھا جانا اذ انبعثنا نبقیہا جب تمہارا تانا ہوا  
 بدست اس قوم کا یعنی خدا بن سالف اور عقل اور شرع کے رکھنے شہرت اور غلبہ کی تابدار کی کی یعنی اودستی کی  
 کو نہیں کا بن اور حضرت صالح علیہ السلام کے قلب پر مستعد ہوا فقال لهم رسول اللہ جہر کہا اسکو  
 اللہ کے رسول نے یعنی حضرت صالح علیہ السلام سے آدر اس جگہ پر رسول اللہ فرمایا انکا نام یعنی صالح تقریبا تاکہ  
 اسبات کی طرف ارشاد ہو کہ یہ کہنا حضرت صالح علیہ السلام کا گواہ خدا کا کہنا تھا اور انکا ذرا ناجیہ خدا کا ذرا  
 تھا اس واسطے کہ رسول جسکا ہونا ہی اسیکا پیغام پہنچا تاہی اور پھر کہنا ہی سبکی زبانی ہی کسی گویا رسول کا حکم  
 مالک کا حکم ہی اور اگر نام حضرت صالح علیہ السلام کا ارشاد ہوتا تو یہ فایده بوجہ انجانا نآقنہ اللہ  
 بنے چھوڑ دیا اور حکومت اللہ کی اودستی کو تاکہ جان چاہے جو سے اور حس بانی کو چاہے جو سے اور کسی طرح کی  
 ریح اور اذیت امت و داور اسکی ہلاکت کے پیچھے من پر داسوا سطلے کہ گوارا اور زمین دار بھی اپنی نافرص عقل اور شعور سے  
 اذنا جانتے ہیں اور بوجھے ہیں کہ زور اور حکومت اللہ کے جانو کو جا سے بانی ہر سے کانکا چاہئے بلکہ کسی طرح  
 پیچھا چاہئے تو خدا کے جانو کو جو جب حاگون کا حاکم ہی اور رب زبردستوں کا زبردست اور ہر دست سزا  
 دے سکتا ہی اور جو چاہے سو کر سکتا ہی بطریق اولیٰ پیچھا چاہئے اور اسکے قتل کے پیچھے نہ ہر ت کہ یہ باطل  
 عقل کے خلاف ہی چھو گوارا اور زمینداروں اور گریوں کے چرائیہ لوبن کے برابر ہی نہ سمجھا کمال نادانی اور  
 بیوقوفی ہی اور بلکہ عقل کے مغلوب کرنے سے اور شہوت کے غالب کرنے سے سر برتر ہی آدر اس  
 اودستی کی نسبت خدا کی طرف اس واسطے ہوتی کہ وہ کسی ملک میں سوا خدا کے نہ بھی آدر ایک وجہ یہ بھی ہی  
 کہ یہ ماہر کے پیچھے پیدا ہوتی ہی اور حق تعالیٰ کی قدرت کا نظورہ تھا اور دلیل حق قیامت کے قائم ہونے پر

اور مردوں کے ذمہ ہونے پر گور سے ابن سب با تون کی حج ہونیکے سبب اسکو ایک مرتبہ ایسا حاصل ہوا تھا کہ دو سکا نورون میں وہ بات ہائی بین جاتی ہی حسب طبع سب ذلیلکے مکافون میں بیست اندک مرتبہ ہی وقتقبلا اٹھا اور پھر دو ہائی اسکے پیٹنے کا نامکے تھارے جانور اسکے ہائی کے حصہ میں شریک ہونے پادین اس واسطے کہ تھے عہد باندھا ہی اور قول اور اقوال کیا ہی رضی ہوا کہ ایک روز یہ اور تثنی ہائی تھے اور دوسرے روز تھارے جانور پھر عہد و بیان کا توڑنا اور قول اور اقرار کے خلاف کرنا سب شریعتون میں اور سب دونوں میں حرام ہی اور صبر اور شہوت اور غضب کو عقل پر غالب کر کے عہد کو توڑنا کمال ہے یعنی ہی **فکذبت** پھر جھٹلایا اس سب قوم نے حسرت صالح علیہ السلام کو اس زمانے اور بھاننے میں اور انکی نصیحت کو کہ اس آیت کا مضمون تھا لا تسوھا بسوء فی اخذکم عذابا بالہم قبول نہ کیا تحقیر تھا پھر کا تھنا سنس اور تثنی کی کو نہیں ہر جہد کو نہیں گنتے والا وہی قدر بن سالف تھا اور اسکے آقون یا جو اسکے مدد گار تھے لیکن جو سب شریک ہونے کی رضی کے موافق یہ کام تھا اور سب سنے خوش ہوئے تھے تو گوئی سب اس میں شریک تھے اس واسطے کہ وہ میں سے ایک شخص کا کام جو سب کے منور ہا اور مصلح سے ہوتا ہی تو ب گروہ کی طرف نسبت کرتے ہیں بحسب مضمون اس شعر کے ہر جزا تو ہی کی بیہوشی کر دے نہ کہ انزلت ماند نہ مرد اور سورہ فہمین قعاطی فقیر جو واقع ہی فراس سے مراد قحط اس فعل کا کرنا ہی اور بس تو ان دونوں تعارض لازم ہوا **فلی مکن علیکم رحمکم بھم بھالت** مارا ہنرنا نہ کہ نئے مردوں گارنے جیسا کہ ان لوگوں نے امدتالی کی اھی تر تریک الت والاقا اینے امدتعالی نے انکو توشہرہ اور نصیب اس واسطے ہی تھی کہ ان دونوں کو عقل کا ناما بدار کریں اور عقل کو جو اس واسطے کہ اشریح کا فرمان بردار کریں اور ان لوگوں نے اسکا عکس کیا یعنی شریعت کو تابع عقل کا اور عقل کو تابع شہوت اور غضب کیا باندھتھم انکے گناہ کے سبب اور گناہ حکمت الہی کی تریب کو بدل والنا اور اسکے ضد بر عمل کرنا تھا جسے کوئی شخص نے غلام کو توار د کہ میری دشمنی کر جا کے عقل کو دروغ علامت کے لئے لوگوں مار دالے فسق تھا پھر ہرگز کر دیا اس فرسے کو اور خاک میں ملا دیا اس واسطے کہ اسرافتھی کے قلم میں سب شریک تھے باطن میں آد حدیث شریف میں آیا ہی کہ جس وقت زمین ہر کوئی گناہ ہوتا ہی پھر جو کوئی اس مجلس حاضر ہو لیکن دل سے بیزار ہو اور اسکو برا جانتا ہو تو وہ شخص گویا اس گناہ سے منزلاں دور رہے کچھ گناہ کی تریالی اسکو گنہ گاری اور جو اس مجلس دور ہوا وہ دل سے رضی اور خوش ہوا اس گناہ کے کرنے سے وہ ایسا ہی گویا اس میں

اور مردوں کے زندہ ہونے پر گور سے ابن سب با تون کی حج ہونیکے سبب اسکو ایک مرتبہ ایسا حاصل ہوا تھا کہ دو سکا نورون میں وہ بات ہائی بین جاتی ہی حبطع سب ذہلیکے مکافون میں بیست اندک مرتبہ ہی وقتقبلا اٹھا اور پھر دو ہائی اسکے پیٹنے کا نامک تھا رسے جانور اسکے ہائی کے حصہ میں شریک ہونے پادین اس واسطے کہ تیسے عہد باندھا ہی اور قول اور اقوال کیا ہی راضی ہوا کہ ایک روز پیرہ اوٹنی ہائی تیسے اور دوسرے روز تھا رسے جانور پھر عہد و بیان کا توڑنا اور قول اور اقرار کے خلاف کرنا سب شریعتون میں اور سب دینون میں حرام ہی اور صبر اور شہوت اور غضب کو عقل پر غالب کر کے عہد کو توڑنا کمال ہے دینی ہی **فکذبت** پھر جھٹلایا اس سب قوم نے حسرت صالح علیہ السلام کو اس زمانے اور بھانے میں اور انکی نصیحت کو کہ اس آیت کا مضمون تھا لا تسوھا بسوء فی اخذکم عذابا بالہم قبول نہ کیا تحقیر تھا پھر کا تیسے سنس اوٹنی کی کو پین ہر جہد کو پین گتے والا وہی قدر بن سالف تھا اور اسکے آقون یا جو اسکے مدد گار تھے لیکن جو سب سہرا نہ تھے رضی کے موافق یہ کام تھا اور سب سنے خوش ہوئے تھے تو گو ناسب آہین شریک تھے اسبسطہ گروہ میں سے ایک شخص کا کام جو سبکے منور ہا اور مصلح سے ہوتا ہی تو ب گروہ کی طرف نسبت کرتے ہیں بحرب مضمون اس شخص کے سے جواز تو ہی کی بیہوشی کر دے نہ کہ انزلت ماند نہ مرد اور سورہ قہین قعاطی فقیر جو واقع ہی تو اس سے مراد قحط اس فعل کا کرنا ہی اور بس تو ان در ذہن تعارض لازم ہوا **فلی مکن علیکم رحمۃم بحالت ما راہنہ** نہ کہ نئے مرد و گارنے جیسا کہ ان لوگوں نے امہ تعالیٰ کی اچھی تر تریک الت والاقا ایسے امہ تعالیٰ نے انکو قوت شہیدہ اونجیہ اس واسطے دی تھی کہ ان دو کو عقل کا ناما بعد ارکین اور عقل کو جو اسطے واک شریح کا فرمان بردار کریں اور ان لوگوں نے اسکا عکس کیا یعنی شریح کو تابع عقل کا اور عقل کو تابع شہوت اور غضب کیا باندہ جنہم انکے گناہ کے سبب اور گناہ حکمت الہی کی تریب کو بدل والنا اور اسکے ضد بر عمل کرنا تھا جسے کوئی شخص نے غلام کو توار د کہ میرا دشمن کر جا کے عقل کو دروغ علامت کے لوگوں مار دے **فسق قہا** پھر بربر کردیا اس فرسے کو اور خاک میں ملا دیا اس واسطے کہ اسرافتھی کے قلم میں سب تریک تھے باطن میں آد حدیث شریف میں آیا ہی کہ جس وقت زمین بر کوئی گناہ ہوتا ہی پھر جو کوئی اس مجلس حاضر ہو لیکن دل سے بیزار ہوا اور اسکو برا جانتا ہو تو وہ شخص گویا اس گناہ سے منزلاں دور رہے کچھ گناہ کی تریا اسکو گنہ گاری اور جو اس مجلس دور ہوا وہ دل سے رضی اور خوش ہوا اس گناہ کے کسے سے وہ ایسا ہی گویا اس میں

پیسے کی پہنے کی ہو یا مکان کی سواری کی ہو یا سیریاغ اور بہاری کاغذے جاننے کے سنسے کی ہو یا خوشبو توں کے سونکھنے کی اور جو اس کے  
ہن ے سب کمز اور جس غصب اور غیرت ہیں اس سے اعراف بن ان لوگوں کو جو ان تہو توں کے مغلوب ہونے ہن مضر جانتے ہن ان  
لوگوں کو جو غصب اور عزت کی شہوت سے مغلوب ہوتے ہن جیسے پادشاہ عیاش اور ہاشمین کو بڑا جانتے ہن بادشاہ سفاک  
خونرز سے آورا اسکا بھدیہہ ہی کہ غضبیہ فوت سہ ہی غلبے اور قہرا اور سیاست کی اور تہہ یہ فوت باعث  
ہی غلظ اور جا پوسی اور نوحا مدکی اور سب لوگوں کے نزدیک فاعلیہ فوت بہر ہی اسکا کہ بہر زبردست  
ہی منعلہ فوت سے اسکا سکہ کہ بہر زبردست ہی تہہ را مقدمہ بہر ہی کہ جب شہوت اور غضب کے سبب واجب  
حق بزرگ ہونے لگن تو سب لوگوں کے نزدیک وہ شخص بیعوب اور مطعون ہو جاتا ہی اور جس قدر وہ  
حق بزرگ ہو گا اس قدر طعن اور شیع زیادہ لائق ہوگی تو اول بد بخت وہ شخص ہی جو اپنے نفس کے حق بر  
شہوت اور غضب کو مقدم رکھے اور اپنے نفس کے حق کو تلف کرے اسے بد بخت وہ شخص ہی کہ اپنی  
لدت سہوی اور غضبی کے سبب دوسرے کا حق تلف کرے اور اس سے ہی زیادہ بد بخت وہ شخص ہی  
کہ ان دونوں لذتوں کے سبب بہت آدمیوں کے خون کو تلف کرے بخر حق ہی اس میں مختلف ہن جسے  
دنیا کا حق کہ اسکا تلف ہونا سہل اور آسان ہی آخر تک ہی تلف ہونے سے کہ اسکا دمیہ بہت  
مشکل ہونا ہی جو تھا مقدمہ بہر ہی کہ آدمی برین حق برادر عمدہ ثابت ہن پہلا حق تعالی کا ہی کہ اسکا  
پیدا کر بنو الا اور نعمت دینے والا اور سب کام کا درست کرنے والا وہی ہی اور کسی وقت اور کسی دم  
آدمی اس کے احسان سے باہر نہیں ہو سکتا اور ہر کام میں آدمی اسکی مدد اور مہربانی کا محتاج ہی ہی  
ولسٹے کوئی حق اور کسی کا حق اس حق کے برابر ہی کہ نہیں سکتا دوسرا حق اپنی قوم اور برادری کا کہ اپنی  
زندگی اور موت میں انکا محتاج ہی اور ہر طرح کی مدد کا لٹن سے امیدوار تہہ را حق اپنے نفس کا اور اس حق کی عظمت  
خود ظاہر ہی کچھ حاجت بیان کی نہیں ہی بس سب بد بخت وہ شخص ہی کہ ان تینوں حقوں کو ایک نہیں  
شہوت کی عوض ہن تلف کرے سو بہر وصف الھی امتوں میں سے قذابن سالف ہن تھا کہ ادنی اور خیس کا  
حوالہ تینوں حقوں کو تلف کر دے الا اول اپنے نفس کے حق کو تلف لیا کہ کا فر اور دروزخ کا گندہ ہوا اور اپنی زندگی  
بر باد کیا دوسرے قوم کے حق کو تلف لیا کہ اس کے سبب حق تعالی کے عذاب میں گرفتار ہوئے اور

کسی کا

کہ طمانان بھی باقی نہ رہے تھی تو تعالیٰ کا حق تلف کیا یعنی اسل وقت ہی کہ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے نوب لیا  
 تھا اور اللہ تعالیٰ کے ہدایت کی صورت تھی اور رحمت اور غایت اللہ کے نزول کا سبب بھی اور بیت اللہ کی سعی  
 بزرگی پیدا کی تھی اسکی کوچن کا تین اور ہلاک کیا اور اس امت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا قاتل یعنی ابن ملجم دیکھ  
 بہ سخت ہی تو بیچ اس ایہام کی اور تشبیح اس مقام کی یہ ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اوتسی جس طرح حضرت صالح علیہ السلام کے  
 کمال کی صورت بھی اور انکی نبوت پر گواہ صادق تھی اور تو مٹو کی ہر ایک واسطے جو حق تعالیٰ کی غایت منوجہ یعنی  
 اور حضرت صالح علیہ السلام کو مزید رسالت کا رحمت کہ اس قوم کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا تھا اور وہی ہدایت  
 انکے سوال کے بموجب ناقد کی مشکل ہوئے ابین تمہری تھی اور قرار پکا تھا یہاں تک کہ اس ناقد کی نصیحت اور اسکی حق لو  
 ادا کرنا گویا حضرت صالح علیہ السلام کی شریعت کا قبول کرنا تھا اور عذاب الہی کے دفع کرنے کے واسطے انکے ذہن  
 قبول کرنے کے قائم مقام تھی گویا حضرت صالح علیہ السلام کی ولایت کا نور اس سے جلوہ گرا اور ظاہر  
 ہونا تھا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک انکے مرتبے کی بزرگی اور الہی دعا کی قبولت اس جہود کے سے ظاہر ہوتی  
 تھی جس طرح سے وجود جسمانی حضرت ابراہیم الخلیل علی رضی اللہ عنہ کا کہ تم کرنے والے خلافت ختم کے تھے  
 اور جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے کمال کی صورت تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا  
 نور اس راہ سے جلوہ گرا تھا اور اس صفت کے قرب معنوی کی روشنی اسی راہ سے ظاہر تھی اور خیر صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی خلافت اور نیابت اس وقت میں اسی ذات قابل الصفات میں منظر تھی اسی طرح حدیث شریف میں  
 جس طرح بیت اللہ میں دار دہی کہ النظر الی الکعبۃ عبادۃ یعنی دیکھنا بیت اللہ کا عبادت ہی۔  
 اور قرآن شریف کے حق میں دار دہی کہ النظر الی المصحف عبادۃ یعنی دیکھنا قرآن کے حروف کی طرف عبادت  
 ہی اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنے فرمایا ہی کہ النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا حضرت  
 علی کے منہ کی طرف عبادت ہی سو اوقت میں وجود شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مثل وجود شریف  
 حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا اس واسطے کہ اس وقت میں تشبیح ان امت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے اسی چشمہ خاص سے سیراب ہوتے اور ہر ماجت ظاہری اور باطنی کو اوقت میں بسبب جمع ہونے  
 تمام صفات کمال بشری کے وہ ذات مبارک کفایت کرتی تھی اسی وقت میں اس وجود باجوہ کو کہ اس

یہ سببت بہت بے بختوں نے شہید کیا تو گو یا ہدایت کے منبع کو کھل کر دیا اور اہدہ تعالیٰ کے حق کو تلف کیا اور تمام امت کے حق کو بھی تلف کیا حتیٰ ایسی بات کو کہ اُس وقت میں اپنا ثانی اور قائم مقام مصلحت اور بزرگی میں سرکھتے تھے ہلاک کر کے تمام امت کو محارت سے رستی کی مانند منتشر اور فوج سے سردار کی طرح پرستان کر دیا اور اپنے نفس کے حق کو بھی تلف کیا اور کفر و دوزخ کا ہوا اور اپنی زندگی کو برباد کیا اور یہ سب برائی اس بدبخت کو اسی شہوت کے سبب حاصل ہوئی تھی چنانچہ روایات صحیحین و اردو ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عدی بن ابی مرہادی تھا خارجی مذہب کو نے یہ آما اور ناگہان اسکی نظر ایک عورت خوبصورت پر جب کا نام نظام پڑی اور دل اور جان سے اسی بے وفائی ہوا اور وہ عورت بھی یہی مذہب باطل رکھتی تھی اور باپ اور بھائی اسکا تہران کی لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کٹھ مبارک سے جہنم واصل ہوئے تھے جسٹان عجم کو اسکی ملاقات کا بنال دل میں پڑا اور خط لکھا بت اس مقدمے میں اس سے شروع کی اور آدمیوں کو درمیان میں ڈالا جب اس عورت نے جواب میں یہ کہا کہ ایک ہر کام ہی اگر وہ تجھے ہرے اور تو اسے کرنے کا انوار کرے تو اُس میں بھلو قبول کروں اور اپنے تین تیرے نکاح میں دوں اور وہ کام یہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو شہید کر اس ملعون نے کہ مطلوب شہوت کا تھا اس بات کو اس ملعون کی قبول کیا اور اس کام کی مذہب میں پڑا ایک تلوار ہزار درم کو خریدی اور اسکو ہر کے پانی سے بھجا با اور اپنے یاروں سے اس کام کی مدد بوجھی اسکا یاروں نے کہا کہ یہ کام کچھ مشکل نہیں ہی ہے اسٹان ہی اس واسطے کہ وہ کوئی نجیبان اپنے ساتھ بہن رکھے ہیں اور اکیلے ات کو ادھیرے میں مسجد کو جاتے ہیں کسی دن مسجد میں ادھیرے میں چھ رہ اور اپنے کام کو انجام کو پہنچا اسی دن رمضان مبارک کی صبح صادق کے وقت کہ ہنوز تاریکی باقی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سے شریف مسجد شریف میں لائے اور یہ ملعون ایک ستون کی آئین مستعد ایسی کام پر کھڑا تھا اور آپ کی عادت شریف ایسی ہی کہ مسجد میں سوتے ہوئے آدمیوں کو تکبیر کی آواز سے بیدار کرنے لگتا تاکہ وہ سب اللہ کے جہارت کریں اسی ارادے سے جو بہن آپ نے مسجد شریف میں قدم مبارک رکھا وہیں اس ملعون نے پیچھے سے غفلت میں ایک تلوار کا ضربہ آپ کے سر مبارک پر مارا اور بھاگا آدمی ہر طرف سے دوڑے اور اسکو گیز کے قید کیا ہر چند کہ زخم چند ان کاری تھا لیکن زہر کی تاثیر سے آپ کا کام



تمام ہوا اور اس خاکدانِ ظلمانی سے فردوس برین کو انتقال فرمایا کہ تیسویں رات کو رمضان کی حمد مبارک کو آپ کے  
 بچھ لہجہ میں کہ ایک جگہ کا نام ہی کوئے سے نزدیک مسجد جامع سے ایک فرسنگ پر حصرۃ النغان کی راہ  
 میں وہ دن مدفون کیا اور آپ کی قبر کو بلند کیا بلکہ بالکل بے نشان رکھنا خارجی کہ اس زمانے میں کوئے کی  
 نواح میں بہت منتشر تھے کچھ بے ادنی آپ کے حمد مبارک سے نکر بن اور یہ قصہ سال جاہلیتِ صحیحین وضع  
 ہوا اور آپ کی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہو گئی اور کوئی قائم مقام اس سے کا نہ رہا یہ بات صحابہ  
 سمجھ کے نہایت افسوس کیا جانا پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایا یہی کہ جب پھر شہادت  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنی تو فرمایا کہ اب عجب جو چاہن ہو کہین اب اس کوئی نہ کہ انکو کسی بد کام سے منع کہ جا  
 آتے جانا چاہتے کہ صحابہ میں بعد وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علماء اور واعظ بہت موجود تھے اور آدمیوں کو  
 بد کاموں سے بے محابا یعنی بے دہشت منع کرنے تھے اور کسی کا بنی امیہ کے بارشادوں سے یاد دہرے سرداروں سے  
 لٹا خا اور خاطر دار تھا سچی بات کہدینے میں بہن کرتے تھے لکن انکی امر دہنی ماسہ سمجھانے علاقے کے اور رہنمائی اولیائے  
 حق نے پیغمبروں کے حکم کی مانند کہ وہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئی ایسی واسطے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ  
 عنہا نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا اسی جگہ سے قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشقی ہوئے کی وجہ نظر امر ہو گئی  
 کہ اس وقت تک تمام کمالات اس ولایت کے جو قائم مقام نبوت ہی اسی ذات مبارک میں منحصر تھے دوسرا  
 کوئی اس وقت میں نہ سانتھا بخلاف خلفاء سابقین کے کہ ان کے زمانے میں دوسرے بھی جو ایات اس امر کی  
 رکھنے تھے موجود تھے کہ ان کے معدوم ہونے کے بعد اس امر کو سنبھال لیا اور ان کے قتل ہونے سے دین میں خلل  
 پنا یا گیا بخلاف قتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہ قائم اٹھائے تو انکا قتل گویا اللہ تعالیٰ کے نوروں کو بالکل بجھا دیتا  
 تھا اور ہدایت کے شمع کو گل کر دینا ایسی واسطے ان کے قتل سے ایسی خرابی دین میں ہوئی کہ پھر نہ ارک اسکا ہو سکا  
 اور اگر کسی کو یہ شبہ خاطر بن گذرے کہ اس بد بخت ترین کی حرکت سے عثود کی قوم سب ہلاک ہوئی اور  
 اس امت کے بد بخت ترین کی حرکت سے باقی مادہ کو کچھ آسیت بھی نہ بچا اسکا کیا سبب ہی اسکا جواب یہ ہے کہ  
 ان دونوں میں فرق دو وجہ سے ہی اور اول وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کے مارے جانے سے تمام قوم کی قوم  
 رضی اور خوش ہوئی تھی اور اس امت میں اکثر لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے سے رضی ہوئے تھے بلکہ

## سورة اللیل

الذکر فی

اس حرکت کو نبیوں پر لعنت اور نوزن کرتے رہے دوسری و چہرہ ہی کہ اونستی کے فارے بنا کے بعد اسکا بچھنی غائب ہو گیا تھا اور: نعل اسکا نام اور نشان نزلہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وفات کے بعد آپ کی اولاد اوجاد باقی رہی اور آپ کا نام اور نشان قائم رہا اور نور اس ولایت کا جسے آپ عامل تھے سلاً بعد میل ایک عامل آپ کی اولاد میں پیدا ہوتا رہا اور انہ اپنے وقت کا ہوتا رہا ہر چند کہ وہ بیعت امتیہی مت گئی تھی لیکن وہ نور مشوق اور منتہی کے موافق استعدا کے ہر ایک فرقے میں اہل خیر سے قائم رہا ان سببوں سے بہ امت اسطرح کے عذاب سبج رہی اور ایک سوا متحدہ جمعیہ سے آپ کے شہادت کے بہرہ ہی کہ اسدل بیت المقدس میں کوئی پتھر نہ تھا جسے جو تبتا رہا تھا و امداء علم نہ

## سورة اللیل

بہر سورت کی ہی اس میں ایک سورت تین اور ایک سورت تھی اور تین سو اس حرف میں آدرا سور سے کاربط والشمس سور سے بہرہ ہی کہ دونوں کو قسم سے شروع کیا اور اس حرف میں یہ دونوں سورتیں مناسبت تمام رکعتیں اور اس سورت میں انسان کے نفسوں کا اختلاف مذکور ہی کہ بعضوں کے دل میں بدکاری ڈالی جاتی ہی اور بعضوں کے دل میں بہرہ گاری آدر ان لوگوں کا حال مذکور ہی چوائے نفس کی باکی میں مشغول ہیں اور دوسرے ان لوگوں کا حال ہی چوائے نفس کی ذلت اور خواری کے پیچھے برسے ہیں شہوت اور غضب کی تابعداری کے سبب آدر اس سور میں بھی نبی آدم کے علموں کا اختلاف بیان ہی کیجئے اور بیعتی میں اور بعضوں کو اچھی راہ ملنے پر نوزن دی ہی اور بعضوں کو بُری راہ پہنچتی ہیں وال کے شرمندہ کر رکھا ہی آدر بہرہ ہی کہ دونوں سورتوں میں یہ جتنوں کا حال بیان ہی چنانچہ اس سورت میں نمود کی قوم کے برسے بہتت کا حال بیان ہی جسکا نام قذرا تھا آدر اس سورت میں اس برسے بہتت کا حال بیان ہی جو اس امر کے شروع میں تھا جسکا نام امیہ تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے شخص کی ایذا دینے میں ہوا تھا اور بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کاری اور صحبت سے ایک برابرتہ حاصل کیا تھا کہ حضرت صلح علیہ السلام کے فارے سے مشابہت ہم پہنچائی تھی آدر اس سور کا نام واللیل اس سبب سے رکھا ہی کہ عرب کی زبان میں

لیل رات کو کہتے ہیں اور اس سورہ میں آدمیوں کے عملوں کے اختلاف کا بیان منظور ہی نہیں اور یہ ہیں اور ترا  
 عمدہ وقت سانس اختلاف کا رات ہی کہ عابد لوگ عبادت میں مشغول ہونے ہیں اور جو رومی میں اور عبادت لوگ  
 عوام کاری اور شہر انجوا رہیں اور آری دکھ اور مصیبت میں بیٹھے جموں کی معافی میں تڑپ تڑپ کے رات  
 کا تہ ہیں اور بیٹھے باغ وصال سے اور جن ہم آغوشی سے اپنے آرزو کے دامن کو مڑا کھجھو تو تڑپ تڑپ میں مصرع شب  
 تر رگدشت دل سمود گدشت بد فزنی ہر میان آنکہ ماوش در سرنہ پاکہ دو چشم انظارش سرد  
 ہر جید کہ دین بھی اسی قسم اختلاف اور رنگ بڑگی معاطے ہوسے رہتے ہیں لیکن جو وف نظمو را در سوزگی  
 ہی تو ہر شخص مختلف اور بناوت کرتا ہی جو عابدن کے گلگنا ہی اور فاسق صالح کے لباس میں اپنے تئیں  
 ظاہر کرنا ہی جھلاف رات کے کہ تار بگی کے سستے حجاب کا پردہ اٹھ جاتا ہی اور شرم اور جلال لکل  
 جاتی رہتی ہی اور ہر شخص اپنے نفس کی خواہش کے موافق بے تکلف اور بے پردہ ہونے کے اپنے اپنے کام میں  
 مشغول ہوتا ہی اور ظاہر کا مختلف اور بناوت بالکل جاتا رہتا ہی اور سب نرد اس سورت کا پیر ہی  
 کہ کہ مغطیہ میں دو شخص رومیوں میں برسے والد استغی ایک حضرت ابولکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے  
 امیر بن خلف اور ان دونوں کا معاملہ مال کے حرف کرنے میں مختلف ہوا آسمان بہت رکھتا تھا  
 اور بارہ علاموں کو تڑپ کر کے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد کیا تھا بنا سزا ایک غلام کو کہینی کا دار  
 تھا اور ایک کو موٹوں کے باج کا اور ایک غلام کو فیسی کتروں کی تجارت کے واسطے اور تہام کی کتروں  
 بھجھا تھا اور ایک کو جانورن پر معور کیا تھا اگر وہ اور دین اور نسل کی خبر داری کر کے اُس کے حاصل کو  
 جمع کیا کرے اور سیطح ہر غلام کو ایک کام سپرد کیا تھا اور اس تہیرت میں ہل ہنٹ کیا تھا اور ما وجود  
 اس تہرت اور والداری کے ایک کوزی فقیر کو بین دینا اور اگر کوئی غلام کسی محتاج کو کھجھ آدھی دہری  
 کسی دینا تو اس پر رضا ہونا بلکہ اگر کوئی ہر قوف کرتا تھا اور اگر کوئی شخص اس کو بہت کو مطلق نصیحت کے کھجھ جھٹھاتا  
 کہ باوجود اس کثرت مال کے اللہ تعالیٰ کی راہ پر محتاجوں اور سکیٹوں کو کس واسطے نہیں دیتا ہی اور  
 آخرت کا دھیرہ کیوں نہیں کرتا ہی تو وہ بہت بے حجاب ہی کہتا تھا کہ اول تو آخر ہی کہا ہی  
 اور اگر بالغین ہوں بھی تو اس قدر مال اور اسباب اور اولاد میں نے جمع کیا ہی کہ مجھ کو کھجھ احتیاج

بہشت کی نعمتوں کی بہن ہی اور ان چیزوں سے بخلی طبع اور لالچ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقہروں اور محتاجوں کو  
 دیتے ہیں اور اس سبب ان لوگوں کو اپنا گرویدہ کرنے میں جھک کر پورا بہن ہی اور اسی کے علاموں میں سے ایک  
 حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم تھے اور بزرگی میں انکا مرتبہ اس حد کو پہنچا  
 تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عالم معاملہ میں اپنے لنگے بہشتین دیکھا اور انکے حق میں رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت بلال کی مشاق ہی سو حضرت بلال حوقف میں کہ ملک اس بدبخت کے  
 تھے تو پوچھو کہ اسلام لائے تھے آخر کو رفتہ رفتہ انکے اسلام لانے کی خبر اسکو پہنچی تو اول انکو معزول  
 کیا اور خزانے اور بخانے کی داروغگی جو ان سے تعلق رکھتی تھی دوسرے غلام کو سپرد کی پھر انکو اپنے سامنے  
 بلو کے پوچھا کہ تو کس کو پوجتا ہے حضرت بلال نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو اس ملعون نے کہا  
 کہ اس دین کو چھوڑ دے میں تو میں تجھکو بڑی طرح سے پیش آؤنگا اور مارتے مارتے ماہی دالو لگا حضرت بلال نے  
 کہا کہ میں تو اس دین سے پھر نہیں سکنا تیرا جوچی چاہے سو کرین تیرا غلام ہوں اس شقی اذلی نے اپنے غلاموں سے  
 ایسا حکم کیا کہ دن جڑھتے ان کے بدن میں بیول کے گلنتے چھو یا کرو اور جب آفتاب خوب گرم ہو تو خوب  
 میں انکو جت لگا کر سر سے پیر تک پیر گرم پھر رکھ دیا کہ دنا کہ ہل سکیں اور گردنکے آگ جلا دیا کرو اور جب  
 شام ہو تو باندھتے پیر باندھ کے اندھیرے مکان میں فیدر رکھو اور باری باری سے رات بھر کوڑے مارا  
 کرو اور صبح تک یہ مار موقوف نہ کرو اسے طرح سے کتنے دنوں تک حضرت بلال اس مصیبت میں گرفتار  
 رہے اور بچار بچار گرا ہوا ہوا کہانے یعنی معبود میرا ایک ہی معبود میرا ایک ہی ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی  
 اللہ عنہ رات کے وقت اس طرف سے گزرے اور اس ملعون کے گوسے آواز نالا اور زاری کی آہ کے کاینہ  
 پیر ہی پوچھا کہ اس گویں کیا ہوتا ہے اور یہ آواز کیسی ہے لوگوں نے کہا کہ بلال نام ایک غلام ہی اسکو مارنا  
 ہی ہے آواز اس غلام کے رونے کی ہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ بات سننے نہایت رنج ہوا اور  
 صبح کے وقت اسے گویں آپ شریف لے گئے اور اس مردود کو نصیحت کرنا شروع کیا کہ خدا سے ڈر  
 اور اس غلام پر اتنا ظلم ناحق مت کر اسے اسلئے کہ اسنے سچے دین کو قبول کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی  
 اور رضامندی کو اختیار کیا ہے تجھکو چاہئے کہ اس غلام کو غنیمت جان اور اسے ساتھ احسان کر کہ آخرت میں

تیرے کام ادبکا اور جھکوا سکی سختی سے بچا دیکھا اس ملعون نے کہا کہ آخرت ہی کہاں اور یہ دین کہاں  
معلوم ہوا کہ سچا ہی اور اگر بالفرض آخرت ہوئی بھی تو جھک دینا میں کس چیز کی کئی ہی کہ آخرت کی نعمتوں پر  
جو فقط دویم اور جمال ہی فریضہ ہوں میرے پاس اس دنیا میں بھی بہشت موجود ہی چنانچہ تم بھی جانتے ہو کہ  
کوئی چیز ایسی نہیں ہی جو میرا کارخانے میں کثرت سے موجود نہیں ہی اور مصمون ان بیٹوں کا ادا کرتا تھا  
سے صبح تو جاہ سے گذرتی ہی ہفت دلاوام سے گذرتی ہی، عاقبت کی خبر سے معلوم ہوا کہ تو آرام سے  
گذرتی ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھر اسکو سمجھا یا اور بصحت کی کہ میرا کہا مان اور اس بچارے سے  
مکس برنظم کرنے سے باز آؤ اس بد بخت نے کہا کہ اگر تمہارا دل اسپر ترس کھانا ہی تو تم بھی مالدار ہو اور  
آخرت کا اعتقاد بھی رکھتے ہو تم ہی تو اب کماؤ اور اس غلام کو مجھے خرید کر لو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے کہ اسات کی آرزو رکھتے تھے فرمایا کہ اس کلبا بہتر ہی اسکی عوض میں جو تو طلب کرے  
میں دو ٹنگا اور اسکو خرید کر دو ٹنگا اس کا فرسے عا فر کرنے کو کہا کہ تم اسکو خرید کر سکو گے اور اگر یوں ہی تمہیں  
منظور ہی اور تمہیں اسکے خرید کرنے کا برائوٹی ہی تو اپنا غلام تھاس رومی کہ وہ آپ کے غلاموں  
میں تری لیاقت اور قابلیت تجارت کی رکھتا تھا اور دو ہزار دینار قریب پونجی جمع کی تھی جھکو دو اور  
اس غلام کو بیٹے بلال کو مجھ سے لو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے  
واسطے جان تک دینے میں عذر نہ رکھنے تھے اس بات کو دل اور جان سے قبول کیا بلکہ چالیس اوقیہ اور اسپر  
ذباہ کر کے اس کا فرکو دئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو قید خانے سے باہر نکال کر بسنے ساتھ لے کر  
پہلے وہ کا فر آپ کو دیکھتا تھا اور ہرستا تھا اور اپنے مصاحبوں سے کہتا تھا کہ یہ شخص باوجود اس عمل اور  
دانائی کے اس معاملے میں کس قدر دھوکھا کھا باہی اور اپنا نقصان کیا ہی کہ ایسے غلام قابل کچھ دو ہزار دینار  
پونجی ہی رکھتا تھا ایسے نئے غلام کی عوض میں جو کسی کام کا ہیں ہی اور ایک کوری بھی پونجی نہیں رکھتا ہی  
دیباہی اور میں ایسے غلام کو بیٹے بلال کی مانند کو ایک ذائق کی عوض میں کہ دم کا چھتا حصہ ہوتا ہی نہ خرید  
کردن بلکہ مفت ہی نہ لون حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہ بات سنی تو فرمایا کہ اس غلام کا  
مرتبہ بیٹے بلال رضی اللہ عنہ کا اس قدر میرے نزدیک ہی کہ اگر تمام من کی بادشاہت کی عوض میں تو بیچنا

ف  
روز میں تو سیکے  
قریب ہر جا ہی

تو بھی میں نے لکھتے نہ چھوڑے ماباں رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیا اور اس حال جو گذرا تھا عرض کیا کہ اس طرح سے میں نے انکو خرید لیا ہی اور آپ گواہ رہتے کہ اللہ کی رضا مندی کے واسطے انکو میں نے آزاد کیا جناب رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات بہت خوش ہوئے اور صرف بالاحصی اللہ عنہ اس روز سے فارغ الحال ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں رہنے لگے اور نیکی بخشی و دوزخ چہان کی حاصل کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ابتداء اسلام سے کہ مسلمانوں کی نہایت صیغی اور عاجزی کا وقت تھا اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصارف اور حاجتوں میں اور کافروں کے ہاتھ سے مسلمانوں کو بچانے میں اور سوائے اسکے دوسرے کچھ کاموں میں صرف کر کے ذخیرہ آخرت کا جمع کیا چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خرید کرنے میں جو کچھ خرچ کیا سو بھی معلوم ہو چکا اس طرح سے ساتھ شخص غلام اور لونڈی قریش کے کہ دین اسلام کو دل سے مقبول کیا تھا اور انکے مالک اس سبب انکو ایذا دیتے تھے خرید کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے آزاد کر دیا تھا چنانچہ ان میں سے ایک عامر بن قیس بن کعب بن جعدان کے غلام تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انکو انکے مالکوں سے ایک رطل ہیر سونے کی عوض میں خرید کر کے آزاد کر دیا تھا اور وہ ہجرت کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسرا کاتبی بن مشرف تھے اور ہیر مومنہ کے دن شہید ہوئے اور بڑے بڑے اولیاء اللہ میں سے تھے اور ان میں سے ایک زبیرہ ہیں کہ کمال کی نہایت کو پہنچی تھیں اور برائیاں کا مل انکو نصیب ہوا تھا انکو بھی انکے مالکوں سے لیکر آزاد کر دیا تھا لیکن فضالے کو دگارسے بعد آزاد ہونے کے انکی آنکھوں میں درد ہوا اور بینائی انکی آنکھوں کی جاتی رہی انکے مالکوں نے یہ بات سن کر انکو طعن کے طور سے کہا کہ دیکھا لات اور عزی کی مارنے تجھ کو کیل اذخا کر دیا انھوں نے جواب دیا کہ یہ بات تمھاری جھوٹی ہی لات اور عزی کو ہرگز یہ قدرت نہیں ہی کہ کسی کا کچھ اچھا یا برا کر سکیں سو اسے اللہ تعالیٰ کے وہ مالک نہیں جو خدایا ہی سو کرتا ہی یہ بات انکی اللہ تعالیٰ کی جناب میں پسند ہوئی اور اس وقت انکی آنکھیں بھی ہو گئیں اور صبی بینائی تھی دیکھی ہی ہو گئی اور انہی میں سے ہمدیہ اور انکی بیٹی ہی کہ یہ دونوں ایک عورت تھیں عبدالدار کی لونڈیا تھیں اور وہ عورت انکو نہایت ایذا پہنچاتی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انکے حال سے خبر لے کے اس عورت کے

گو کہ تشریف لے گئے اور اسکو نصحت کی کہ انکو ایذا مت دے اور جو کچھ انکی قیمت ہو مجھ سے لے اس عورت نے قیمت بہت مانگی آپ نے بلا ٹکار انکی قیمت موافق اسکی خواہش کے اسکو ادا کی اور ان دونوں سے کہ اس وقت تک آپ اپنے میں مشغول تھیں جہاں کہ خوشخبری ہو جیتے لو کہ میں نے تم دونوں کو مول لیکر امدہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے آزاد کر دیا اب اٹھو اور آئے کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ آؤ ان دونوں نے عرض کی کیا اب لیکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت برسوں سے ہم نے اسے گھر میں پرورش پایا ہے اور اسکا نمک کھا یا ہے اب یہہ اسکا کام چھوڑنا مناسب نہیں ہی اس آئے کو پس کے اسکو دیکر ہم نے انہیں ہتھرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسکا سسر لاپر لہزن کی کہا اور انکو لٹکے کہنے کے بموجب اجازت دی اور انھی میں سے ایک عورت دمی کہنے مول کی طواغی اور بی مول لیکر فرقہ ہی مدعی سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسوقت تک ایمان متصرف ہوئے تھے اس لہذا ہی کو اسلام لانے کے سبب سخت تغذیر اور تغذیب لیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسکو خرید کر کے آزاد کر دیا اور اس طرح سے ام عبیدہ کو بھی خرید کر کے آزاد کیا تھا اور تو اسے لے کر جو نہ گور ہوئے اور بہت مردوں کو آزاد کیا ہے اور بعد اس نام فرج کے چالیس ہزار درم کہ سرمایہ اٹکے باقی رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور موجب آپ کے فرمانے کے دوسرے مسلمانوں پر ہتیرہ برس کے عرصے میں صرف کیا اور چھ ہزار درم کہ باقی رہے تھے کچھ بچے مغزین اور کچھ مسجد نبوی کی زمین کے خرید کرنے میں اور کچھ دوسرے نیک کاموں فرج کے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہی زبان فیض ترجمان سے اس لکھ کو ارشاد فرمایا ہے کہ ما فی نفعی مال احد قطعاً ما نفعی مال ابی بکر یعنی کسی کے مال سے مجھکو اس قدر فائدہ پہنچا جس قدر ابو بکر کے مال سے مجھکو فائدہ ہوا اوسطاً کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا مال اور ابو طالب اور عبدالمطلب کا مال آپ کے گمانے اور لباس میں اور صلہ رحم میں یعنی خریدنے اور تو بکے بیٹھے لینے میں اور ہمانوں کی خیانت میں اور تمنا جوئی خرید گیس میں صرف نہ تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مال اسلام کی ثنات اور دہ بیکہ کی زیادتی میں اور مسلمانوں کی غلامی میں کا فروں کے پٹے سے اور ضعیف مسلمانوں کی مدد اور دستگیری میں صرف ہوا تھا اور دونوں مصروفوں میں آسان اور زمین کا تقاضا ہی حاصل کلام کا جو وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سال تمام ہوا اور امدہ تعالیٰ کے راہ میں فرج ہو چکا اور بالکل فقیر اور محتاج ہو گئے ایک روز ایک کملی کو کوئی طرح

سبائہ عم

الوقفہ

الکفر

سورۃ اللیل

گلین والکر اسکو کانتے سے گونٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے تھے اسوقت حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوحنا کہ ابو بکر تو ترے والد اراد تو لگتے پہ کہا ہوا کہ فقیروں کے سے کہتے پہنچتے ہیں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھوں نے سب اپنا حال مجھ پر اور میرے واسطے شرح کر دالا اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالیٰ ابو بکر کو سلام فرمایا اور پوچھا کہ اس فقیری میں بھی مجھ سے راضی ہی یا کچھ رنج دل میں رکھتا ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کلام کے سنتے سے ایک عجب حالت پیدا ہوئی اور اصحابِ حال کی مانند بخود کھمکھامیں کہہ کر اپنے پروردگار سے کہ ورت رکھو گا اور اس کلمہ کو بار بار اپنی زبان پر لاتے تھے انا عن ربی راض انا عن ربی راض یعنی میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں سو حق تعالیٰ نے اس سورے میں ان دونوں معاملوں کو ذکر فرمایا ہی یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اور امیرین خلف کا اب سب اچھائی اور برائی کو اور آدمیوں کی ہمت اور کوششیں سبکی اور بدی کی تحصیل میں مخلص ہونے کو ہی دونوں معاملوں پر قیاس لیا چاہئے

### سورۃ التکویر التکویر

واللیل اذا بغشى الغشى  
سب دنیا کو تاریک کر دے اور وہ ایک نمونہ ہی بد عمل کا یعنی اس طرح بڑے کام کی سیاہی روح اور دل کی روشنی کو چھپالیتی ہی اور رات چھپا داور پردہ پوشی کا وقت بھی ہی اور جو کام کہ چھا اور پردہ سے بے تعلق رکھتے ہیں اسوقت بہت ہوتے ہیں جیسے کوئی مجید کہنا یا جانا چھپ کے اور چوری کرنا یا زنا کرنا یا مکر کرنا یا جاؤ کرنا اور اکثر شیطانوں کے تصرف اسی وقت ہوتے ہیں والتھار اذا تجلج اور قسم کھاتا ہوں میں دن کی جب روشن ہو جاوے آفتاب کے نکلنے سے اور نہ ہونا بدلی اور فبار کا نمونہ ہی نیک عمل کا روح اور دل کے روشن کرنے میں اور جو کام کہ روشنی ازیدے پر دگی سے علامت رکھتے ہیں وہ اکثر اسی وقت واقع ہوتے ہیں جیسے روزی طلب کرنا اور آدمیوں کا کماٹی اور پس میں ملاقات کے واسطے ایہ عرا و عرا جانا اور خاندینا یا لینا جیسے ہر خنایا ہر ہانا اور سیکھنا یا سکھانا وما خلقنا الا نفعی



اور قسم کھانا ہوں میں اس حکمت الہی کی کہ پیدا کیا ہی نرا اور مادہ کو اور ہر قسم کے جاندار کو تاکہ آپس میں  
 جمع ہوں یعنی جنم کرین اور نسل برے اور دودھ اور دہی اور گھی پیدا ہو اور پہر پیدا کرنا نزاور مادہ کا خیر اور  
 شر کے امتلاط کا غورہی اور کمال نقصان کے لئے کائنات ہی سب کاموں میں اور نبی آدم اور سب جانداروں کی  
 اولاد کی زیادتی کا سبب ہی اور اس اولاد کی کثرت سے بہتر سے فائدے مضور ہیں جو ہر ہر واحد میں یعنی  
 فقط نر یا فقط مادہ میں پیدا ہوائی اور برائی اور کمال پیچھا اور ناقص اور نکار رہنا ہوسکتا تھا آوروہ مضمون  
 جس پر تینوں قسمیں کما فی بین وہ پہر ہی ان سے کیا کہ تم لاشیٰ شیخین کو کشش تمہارے علون اور شعولوں کی بہت  
 مختلف اور گناہگاہی ہے ایسا اور کفر صلاح اور نشی سعادت اور نیک اسطرح دوسرے عمل میں آورا دیوں کے  
 نیک اور بد کاموں کا مختلف ہونا اسقدر کثرت ہے کہ اسکا بس شمار کوئی نہیں کر سکتا مگر اصل اور جزا کی بین قسم  
 باہر نہیں ہی ہوتی نیز کہ کچھ بھی ملا شرک کا نہیں رکھتی دوسرے نری شر جس میں بوجی بھلائی کی ہوتی ہے  
 غیر اور شر طے ہوتے چنانچہ تینوں قسموں مذکورہ میں انہی میں قسم کی طرف اشارہ فرمایا ہی آج  
 جانا چاہئے کہ علون میں نیرخص دو ہیں جو ظاہر اور باطن میں نیک ہوں اور ان کے واسطے تین مشربین خوردی  
 ہیں اول یہ کہ صورت انکی شرع کے موافق ہو دوسرے یہ کہ نیت فالص ہوتے یہ کہ اعتقاد صحیح اور  
 بقرن کامل سے کیا ہوا اور شرفخص دو ہیں کہ تینوں شرطیں مذکورہ اسپن باقی بنجاوین یعنی صورت اسکی خلاف شرع کے  
 ہو اور نیت بھی بری ہو اور بد اعتقادی سے اسکو کیا ہوا اور حسین جبر اور ستی ہو دے اسکی بھی کئی قسمیں  
 ایک تو یہ کہ صورت اسکی موافق شرع کے ہو مگر نیت نامہ ہو جیسے خاز کسی کے دکھلانے کے واسطے  
 ہرغناہ دوسری قسم یہ بھی کہ صورت اسکی شرع کے خلاف ہو مگر نیت نیک ہو جیسے روزانہ عتقا کر لاکے شہر پہنچانے  
 واسطے یا باجون کا سننا تاکہ ذوق شوق حق تعالیٰ کا زیادہ ہو دوسری قسم یہ کہ صورت اور نیت دونوں درست  
 ہوں لیکن اعتقادی درست سے نیک ہو جیسے کافروں کا مدخیرات کرنا اور ہر ایک ان تینوں قسموں سے  
 بہت سی قسمیں ہوسکتی ہیں اور ہر انبیا جو را بھلا ہو سکتا ہی چنانچہ فکر کرنے والے اور سوچنے والے ہر  
 وہ امت چھٹی نہیں ہیں لیکن ان سب قسموں کا مرج انہی میں قسموں کی طرف ہر تا ہی آوری تینوں قسمیں  
 جزا اور سزا کے اختلاف کا سبب ہوتی ہیں اور ہر ایک ان میں سے علوہ علوہ بلکہ ثواب کو یا عذاب

چاہتی ہی چنانچہ اس اختلاف کی تفصیل مال کے حرج کرنے کے بیان میں کہ یہ ایسی اختلاف کا اس  
 سورت میں منظور ہی ارشاد ہو ناہی **فَاَمَّا مَنْ اَعْطَىٰ بَعْضُكُمْ كَسْبًا دَابَّ اِنَّمَا مال و اَقْتَعِ** اور در ادکھلا  
 اور سلف سے خلفت کے اور بچا گناہوں میں اور نفس کی خواہشوں میں اور برعمیون اور کھکاروں کی  
 مدد کرنے میں خرچ کرنے سے اور بعد دینے کے بھی بچا احسان رکھنے اور بدلا چاہنے سے **وَصَدَّقَ بِالْحَسَنَةِ**  
 اور سچا جانا پتھر کی شریف کو اور نیک خرا کو جب کا عد کرنے کے امید واری تو اس شخص نے ایسا کام  
 کیا کہ سب طرح سے اچھا ہی اور برائی کا لگا وہی نہیں ہی یعنی اسکا ظاہر عمل مال کا خرچ کرنا ہی کہ سب  
 دینوں اور شریفیوں میں بہتری اور اسکا مطن کا عمل تقاری یعنی بچا ریا اور ستم سے کہ بہت کی درستی  
 میں اور فائدہ کے آئی رہنے میں کافی ہی اور اسکا اعتقاد بھی درست ہی یعنی پتھر کی شریف کو سچا جانا  
 اور نیک کام کے ثواب کا آخرت میں امداد واری اور اسی اُمید پر اپنے مال کو خرچ کرنا ہی تو نیک  
 حرج کے لائق ہی ہوا چنانچہ ارشاد ہوتا ہی **فَسَيَسِّرُ لَكَ يَسْرًا** پھر جلدی آسان کو دینگے ہم اُس پر راہ  
 آسانی کی یعنی اُسکو دینے کے سب اچھے کاموں کی توفیق دینگے اور اُن سب عبادتوں کی توفیق دینگے  
 جو آخرت میں اُس کے کام آویں تاکہ اس توفیق کے سبب سے اُس پر عبادتوں کا کرنا آسان ہو جاوے اور دل اور  
 جان سے اس میں مشغول رہے اس واسطے کہ نیک کام کا خاصہ ہی کہ جو کوئی اُسکو ہمیشہ کرنا ہی تو اُس کے نفس  
 میں ایک قوت لوزانی پیدا ہوتی ہی کہ اُس کے سبب سے اچھی راہ چلنا اور نیک بات کو اختیار کرنا اُس پر  
 آسان ہو جاتا ہی بلکہ وہ ظاہر کی تکلیف اُسکی عادت ہو جاتی ہی اور جو جب علموں کے قول کے  
 کہ العادة طبعية ثابته یعنی عادت ایک دوسری طبیعت ہی کچھ رنج اور مشقت اُسکو اس  
 کام کرنے میں نہیں ہوتا ہی بلکہ اُس کے نفس سے اُس کے دل کو رنج ہوتا ہی چر جب سورت اُسکی آتی ہی  
 اور اس عالم سے جدا ہونیکا وقت پہنچا ہی تو اُسکو تیری آسانی نصیب ہوتی ہی کہ گویا قیسمت ہوتا ہی  
 اور بعد سنے کے بھی منکر نکر کا جواب اور حشر اور شکر کا ہول در حساب کا خوف اور میزان کا دغوضہ  
 در پلہرا بلکہ ان تریکلی سختی سب اُس پر آسان اور سچ ہو جاتی ہیں کچھ بھی رنج اور مصیبت ان سختیوں کی اُسکو  
 معلوم نہیں ہوتی ہی **فَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ** اور جس کسی نے بخل کیا اپنے مال دینے میں اور بے پروائی کی

آخرت کی نعمتوں سے اور اس مال کو سبب جانا ہے ہروائی کا وکے کذب بالحقستی اور جھٹلا پائین  
 شریعت کو اور آخرت کی ایک جزا کو تو اس آدنی نے بسا کام لیا کہ برابر ہی اس واسطے کہ نخل سب  
 دینوں اور نعمتوں میں بڑا ہی اور محبوب اور بے ہروائی اخوت کے تو اسے مال کی گھنڈ پر خیر کی نبت کو  
 بالکل درجہ بہرہم کر دیتی ہی اور پیغمبر کی شریعت کو جھٹلانے کے سبب اسکا اعتقاد ناسد ہو گیا تو کسی  
 وجہ سے اسے عمل میں بہتری پائی گئی اس واسطے کہ ظاہر عمل اسکا عمل ہی اور باطن عمل اسکا بے ہروائی ہی  
 مال کے گھنڈ پر آخرت کے تو اسے اور اعتقاد اسکا شریعت کو جھوٹا جانتا ہی اور بے سبب یقین جہن تو  
 سزا ہی اسکی نری جو ہوگی چنانچہ فرماتے ہیں کَسِبُوا لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ بِمَنْ تَابَى اسان کی نیکیت ہم سب  
 سختی اور دشواری کی راہ کو تاکہ باطل راہوں میں اور جملوں بن محبتین اور مشفقین کھینچے اور نرج اٹھائے  
 اور نازنی اور کتبیں پڑھنے بن سستی کسے اور دل جو راوسے چنانچہ دوسری جگہ اسے شخصوں کے یقین  
 اوشاد ہوا ہی واذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى اور دوسری جگہ ہر فرمایا ہی ما فھما لکین  
 الا علی الحاشین اور جب موت ایسے لوگوں کو پہنچی ہی تو نہایت سختی الصبیغ سے اس جہان سے جاتا  
 ہی گویا باغ سے نکلنے کے پتھر ٹھانڈے میں پڑا اور منکر نکیر کے سوال میں اور شرط پر نشہ میں اور حس اور ہزراں  
 میں طبع طبع کی سختیاں اور عذاب دیکھتا ہی اور عدوان سبکے دوزخ میں پڑتا سبکے زہدہ عذاب ہی  
 اھوڈ جانتا منھا اور جس مال کو جو جوڑے رکھا تھا اسامبدر کہ سختی اور مصیبت کے وقت کام آسے گا  
 اور انکے سبب مصیبت آتی ہوتی تل جاوگی سو ایسے وقت میں اس سے بدلہ ہو گیا اور اور ان کے کہ تھیں  
 پڑا اور انھوں نے موجب اس نسل کے کہ مال مفت دل بے رحم لٹاکے برابر گردیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہی  
 وَمَا يُعْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى اور کچھ کام نہ آوگا مال اسکا اس سے جب ہلاک ہوگا تو نہ نہیں جانا  
 درموسے دودھ کھن کے کچھ ساغڈ نہ لجا لگا آب یہاں پر ہانا چاہے کہ نبی آدم کے عمل کے قسم کے  
 ذکر میں ارشاد ہوا ہی میں تم کہ میں اور جہا کے بیان میں وہ ہی تسین ذکر ہو جن یعنی نری خیر اور نری ہشہ  
 اور جہا اس عمل کی جو خیر اور سستہ ملا ہوا ہی کچھ بیان فرماتا اسکی وجہ یہ ہے کہ عاقل بعد دریافت کرتے ہی  
 ان دنوں مقبول سے حکم کو اسے حکم کو بھی دریافت کر لے گا اس واسطے کہ جب خیر اور سستہ ہی چلا ہوا

سہ ماہی

مل جائے تو بوجہ اس قرآن کے نتیجہ، تتبع الاخص لان ذلک یعنی بجز خمس اور زویل کے تابع ہوتا ہی  
 ما بائیس یعنی ما اور باب میں جو مکینہ اور بد خصامت ہوتا ہی بجز کسی عادت سے بچتا ہی تو معلوم ہو کہ شرک  
 حکم غالب ہوتا ہی اور خبر کا حکم مغلوب جس طرح شرف منثور ہی کہ جو بچہ حلال اور حرام جانور سے مل کے  
 پیدا ہووے تو وہ حرام ہوتا ہی جیسے حجر کہ گھورے اور گدھے سے مل کے پیدا ہوتا ہی اور اسکا کھانا حرام  
 ہی اور بسطیح سے جو مال حلال کہ حرام مال میں مل کر ایک سان ہو گیا جیسے اپنا دو، وہ غصب کے دو دھ میں  
 مل گیا یا اپنی تنہائی غصب کے بانی میں ملکر تہرت ہو گئی تو یہ سب قین حرام ہن اسکا کھانا کسی طرح درست  
 ہن ہی تو اسی قیاس پر بوجھ لیا جائے کہ جس مثل میں حر اور شریح ہو جائیگے وہ عمل شدہ کا حکم پیدا کرے گا  
 اور بہتری اسکی مغلوب ہو جائیگی و امد علم اور بعض مفسرون نے ان تینوں قسموں کی تخصیص کی وجہ میں ایسا  
 ذکر کیا ہی کہ جو یہاں پر نبی آدم کے حملوں کے اختلاف کا بیان کرنا منظور ہی تو پہلے قسم دن اور رات کی لائے  
 کہ یہہ حملوں کے مختلف ہونے کا زمانہ ہی جسے رات چود دن کی اور رات عابد دن کی اور رات زانیوں  
 اور رات نیکختوں کی جو اختلاف اور فرق رکھتی ہی ظاہر ہی کچھ حاجت بیان کی ہن ہی اسی طرح دن کے  
 کاموں کا حال ہی کہ صالحوں اور فاسقوں کے کاموں میں تفاوت زمین اور آسمان کا ہوتا ہی اسکے پیچھے جر  
 اور بنیاد نبی آدم کی نرا اور مادہ ہی کہ آپس میں بڑا اختلاف رکھے ہن مردوں کے باطنی عمل اور ظاہری فعل اور بہت  
 اور رعبت اور طرح کی ہی ایسے بہت بلند ہی اور عورتوں کی دوسری طرح کی یعنی پست یعنی چنانچہ مردوں کی  
 رعبت نام اور جاہ کے حاصل کرنے میں مصروف ہی اور عورتوں کی رعبت پوشاک اور زیور سے آراستہ  
 ہونے میں نو قسم ان دونوں اصل کی بھی یاد فرمائی یعنی نرا اور مادہ کے اختلاف کی ناکہ نبی آدم کے حملوں اور  
 ارادوں کے اختلاف کی دلیل ہوا اسی سطرے کہ اصل کا حکم فرج ہر جاری ہی جیسا کہ کہا گیا ہی کہ الولد سرا بیہ  
 یعنی بیٹا بھی ہی اپنے باپ کا اور حضرت امیر خسرو قدس سرہ فرماتے ہن ہ در جو انردی و مردی ہر کہ کار سے  
 پیشین مرد نا جو انردی بود کہ ہر زبان آرد سخن آنکہ او کو نہ کھفت اور ہر مرد نام وانکہ او کو نہ کھفت اوزن بود  
 ہر بیسچ ظن آنکہ فی کرد و کلفت آنرا مردان ہر نیم مرد وانکہ او کو نہ کھفت اور انخوان ہر نیم زن یعنی اگر کسی نے کوئی  
 کام اچھا جو انردی کا کیا اسکا زبان لانا انردی ہی ہر جس نے کیا اور کہنا وہ تو پورا مرد ہی اور جس نے کیا اور کہا

وہ بے مشر عورت ہی اور جس نے کیا اور نہ کہا وہ آدھا مرد ہی اور جس نے کیا اور کہا وہ آدھی عورت ہی اور زمانے کا حکم بھی اکثر زمانے والوں پر جاری ہوتا ہی چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ الناس بزما نھم اشبه منهم با باھم یعنی اکثر آدمی اپنے زمانے میں اس میں ایک ویسے بہت مشابہ ہوتے ہیں جہاں یوں باوجود ایک باپ سے پیدا ہونے کے یا بے ہمتی ہوں کہ آدمی اپنے زمانے کے آدمیوں سے بہت مشابہ ہوتے ہیں حال و حال میں اپنے باپ دونوں سے اور حدیث شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وارد ہی کہ آپ نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک شخص کے جنازے کے ساتھ گئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریب کیا تیار ہونے کے انتظار میں بیٹھ گئے اور ہم سب آپ کے گرد گرد بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص نہیں ہی مگر اس کا مکان اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر ہی بہشت میں ہو یا دوزخ میں اور لوح محفوظ میں لکھ جا جا ہی اور تغیر اور تبدیل یعنی متنا متنا انسان کا کسی طور سے ممکن نہیں ہی ہوتے کہا یا رسول اللہ یا رسول اللہ اگر ہی بات ہی تو تقدیر پر ہر ہر دوسرا کرنے کہوں نہ بیٹھ رہیں اور عمل کو کہوں نہ بھوڑ دن اسوا سطلے کہ جب باپ سی ہوئی کہ جو لکھا ہی وہی ہونا ہی اس کا خلاف کسی طرح سے ممکن نہیں ہی تو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو بھڑ ہونا ہی سو ہو گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل کئے جاو اس واسطے کہ ہر شخص کو توفیق اسی کام کی دی جاتی ہی ہے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہی سو اگر اس کو نیکی ت پیدا کیا ہی تو کام بھی نیکیوں کے اس سے کرانے ہیں اور اگر بد بخت پیدا کیا ہی تو کام بھی بد بختوں کے اس سے کرتے ہیں سو جس طرح سے کہ مکان ہر شخص کا بہت میں مقرر ہی یا دوزخ اسی طرح سے عمل بھی ایک اور ہر شخص کے واسطے مقرر ہو رہے ہیں چہ اس آیت کو آخر تک اپنے ترہا کہ فاما من اعطی و انفی لیکن اس مقام پر ہر شخص سے اس آیت کے معنی دوسرے بوجھے جاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں تمہارے کام مختلف اور زکار لگ ہیں کہونکہ کسی کو بھلا اور کسی کو بُرا تقدیر میں لکھا ہی اور اسی سر نوشت کے موافق ہر ایک سے بھلائی اور برائی دنیا میں ہوتی ہی تو مراد اعطی و انفی و صدق بالحق سے یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر عمل اسکے مقدر میں ہیں خواہ مخواہ کہ بگا اور مراد تفسیر البسری سے یہ ہی کہ ان کاموں کی توفیق دنیا میں ضرور باوجود حاصل کلام کا یہ ہی کہ عملوں کو جس مرتبے میں لحاظ کیجئے خواہ علم الہی میں خواہ دنیا کے پائے جانے میں ہر طرح سے

نقدیہ ہر جہ سے  
عمل بھوڑ دینا چاہئے



سپا نام عم      اَلرَّحْمَةُ      فِيهِ      الْكَرَمُ      حَمْدُ الْمَلِكِ

جو جا ہے اختیار کرنے اور اگر ہوا نہ ہو تو ازمانہ اور احتیاج ثابت ہووے اور فرمان بردار اور  
 کھنگالین کچھ فرق اور جدائی نہ رہے اس واسطے کہ اس صورت میں سبھی راہ چلنے میں سب مجبور اور نہ اختیار  
 ہو جاتے اور یکجہت کی وجہ اور گمراہی کچھ زیادتی اور بہتری ہوتی بلکہ ہر است اور گمراہی کے لئے بھی ٹوجہ  
 نچلتے اور آدمی بھی آسمان اور ساروں اور ہوا اور خاک اور باقی اور ملک کی طرح چار اور ناچار نہ  
 اور بے بسی میں رہتا اور انسان کی پیدائش کے خاتمے جو ایسی چیزوں میں سے ہے ماکھل حنائی اور امتیاز  
 سب مخلوقات سے چاہتے ہیں سب معطل اور بے کار ہو جاتے اور کیا نہ کیا برا ہو جانا اور دوسرا معدوم  
 یہ بھی کہ **وَلَا تَلَاكُمُ الْمَوْتُ وَلَا تُولٰئِكُمُ الْمَوْتُ** اور بے شک ہمارے واسطے ہی اور ہمارے ہی تصرف میں ہی  
 آخرت کا عالم اور دنیا کا عالم سو جو کوئی ہم سے آخرت چاہے اس کو ہم آخرت دے میں اور جو کوئی دنیا  
 مانگتا ہی اس کو ہم دینا دیتے ہیں اور جو کوئی ان دونوں کو طلب کرنا ہی تو ہم دونوں دیکر اس کو سرفراز  
 کرنے ہیں اور اگر اس کو زبردستی اور زور سے آجھڑنے کی راہ میں چلاتے تو دنیا کا کارخانہ خراب اور مفید  
 ہر حال میں اور دنیا میں اور بناؤں میں دنیا کی سببیت اور نابود و زہین اور کوئی شخص دنیا کے حاصل کر کے  
 خواہش نہ کرے سو وہ دونوں جہان کے آباد کرنے کے واسطے خواہشیں اور ارادے ہی آدمی کے جہات سے  
 کہتے ہیں اور ہر شخص کے دل میں محنت اور خواہش ایک کام کی جو کسی ایک کے دونوں جہانوں کی آباؤ  
 درکار اور مطلوب ہی والی ہے ولعمنی قیل یعنی کیا ابھی بات کہی ہی کسی سے اعتراف سے ہر کسی را  
 ہر کاری با عقند میل اور در در نشاندہ عقند تھے ہر کسی ایک کام کے لئے پیدا کیا ہی اور اس کام کی  
 رغبت اس کے دل میں ڈال دی ہی اور جو خنصرہ للعصری کی لفظ میں ان سختیوں کا کیاں جو مدکاروں  
 درشتیوں میں مجھ بیٹے گوں مدکاروں چکا تھا اس سختیوں میں جو بہت سخت اور سری ہی اس کو دیکر کے درشتیوں  
 فائدہ نہ دیکر ناواقف تھے جو درشتیوں میں ہم ٹکڑے تھے کسی ایک سے کسی ایک دو ہر سر کی راہ  
 کا فروگاہے اور کہنے لگی اور وہ الگ خاص ہی کا فرون کے واسطے چاہتے اور دو ہر ہی کے واسطے الگ  
 الگ شقی نہ بیٹھیکا اس میں مگر برا بہ سخت کہ وہ کا فر ہی آب جہان پر جانا چاہنے کے بجائی کسی قسم کی ہوتی ہی  
 کسی کو دنیا کے ظاہر کا مومن بن نہ سخت کرتے ہیں کہ بدن اس کا سخت بیماریوں میں گرفتار رہتا ہی اور

ہر گز اور وعدے میں مال پیدا کرنے سے محروم رہنا ہی یہاں تک کہ آدمیوں کی نظر دانت کرتا ہی  
اور سیکے نزدیک دلیل اور بقدر ہونا ہی اور کسی کو آخرت کے کاموں میں بد بخت اور بے نصیب کرنے  
اور اس کے بہت مرتبے ہیں کسی کو گناہ صغیرہ کے اصرار پر اور عبادت میں سستی کرنے پر مستلکرتے ہیں  
اور کسی کو گناہ کبیرہ کا مرتکب کر کے توبہ کی توفیق سے دور رکھتے ہیں اور کسی کو شرک اور کفر میں کہہ کرے  
بد بختی کے مرتبے میں گرفتار کرتے ہیں پھر جو دنیا کے کام ایک دن نیت اور نابود ہونے والے ہیں تو یہاں کی  
بد بختی جہاں اعتبار نہیں رکھتی ہی حقیقت میں بد بختی عند اللہ وہ شخص ہی جو آخرت کے کاموں میں  
بد بخت ہی اس میں بھی دو قسم ہیں ایک اس قسم بد بختی میں کہ سنجیدگی کے دیکھنے اور عذاب کے کھنسنے سے عالم  
برنج میں اور حشر لشکر کا ہول اور حساب اور میزان کا رنج اور مشقت کھینچنے سے قیامت کے میدان میں  
اور انبیاء اور اولیاء کی شفاعت سے انکی بد بختی باطل جاتی رہی گی جیسے گنہگار صغیرہ پر اصرار کرنے والے اور کبیرہ کر کے  
یہ توبہ کرنے والے اور دوسری قسم وہ بد بخت ہیں جنکی بد بختی ہرگز ان سے جدا ہونے والی نہیں ہی جیسے  
کافر اور مشرک کہ کسی کی شفاعت انکے عقین کام نہ آویگی اور قبول نہوگی سو جو پہل قسم میں ہستہ ہیں  
وہ شقی ہیں اور دوسری قسم گرفتار ہیں وہ اشقی ہیں اس لیے اشقی کی تفسیر میں یہ ارشاد ہوا اللہ ہی  
کتاب و قولیٰ یعنی سب بد بختوں سے برابر بد بخت وہ ہی جسے دین کو جھٹلا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے  
منہ کو مورا اور یہ تفسیر مطابق نہیں ہوتی مگر کافر اس واسطے کہ مسلمان کننا ہی برا گناہ کرے بلکن دین کی  
تصدیق میں اشقی کچھ فرق نہیں آتا یعنی دین اسلام کہ ہرگز جھوٹا نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے  
قول کرنے کبھی منہ نہیں مورتا یعنی یہ نہیں کہتا ہی کہ یہ علم جھوٹے ہیں بلکہ یہی کہتا ہی کہ یہ علم برحق ہیں  
مگر نفس کی شامت سے مجھے ہونے سکتے آہ یہاں ہر باقی رکھا ایک سوال اور دو سوال یہ ہی کہ جب  
اشقی سے مراد کافر ہوا تو آگ میں جانے کا انحصار کافر ہی کے واسطے ہونا اس کے کہتا ہے ہونگے اس واسطے  
کہ گنہگار یا نادر کا آگ میں جانا اس کے گناہ کی قدر ثابت ہی اس کا جواب یہ ہی کہ پہلے بیان ہو چکا ہی  
کہ یہاں وہ آگ مراد ہی جسکی لہک رو سو برس کی راہ سے کافروں کو کھینچ لیگی اور یہ آگ خاص ہی  
کافروں کے واسطے اور مومن گنہگار اگرچہ بقدر گناہ کے آگ میں رہیگا لیکن وہ آگ اور ہی یہ آگ نہیں ہی



جو کافروں کے واسطے خاص ہے تو اس صوبہ میں صحر درست ہوگا اور بے مغفرتوں نے اس تکبیر کو اب  
 ایسا کہا ہے جو کسلمان گنہگار کا دوزخ میں جانا چہ نہ نمانی یعنی لوگوں کی اور ادب دینے کے طور پر ہو گا  
 تو گویا گم ہونا جانا ہوا گم ہونا جانا ہوا ہی جس کے بعد کبھی ٹھکانا ہو ایسا جانا خاص ہی کافروں کے واسطے  
 تو صحر سے اس طرح کا داخل ہونا مراد ہی نہ مطلق داخل ہونا چاہئے بولتے ہیں کہ کوئی نہ لڑا لڑا کر زید اور عنیت نیائی لڑ کر  
 عمر و نے اپنے لڑائیسا چاہئے ویسا کوئی نہ لڑا لڑا کر زید اور عنیت کا مال بہت کسے نیایا لڑ کر عمر و نے اور حواگی  
 آیت میں سیجینہا الاتقی اکی لفظ وارد ہی صحر کا حرف مذکور ہیں ہی تو دکان پر نہ سبھی نہیں  
 وارد ہونہ ہی اور وہ جو بعضوں نے کہا ہی کہ جب ماہانہ لفظ کی لفظ سے خاص آگ مراد ہوتی جو کافروں کے  
 نصیب ہی تو اس آگ سے دور رہنے میں سب ایمان دار شریک ہیں خاص اتقی کی تعریف بھی گئی اس  
 جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اس آگ سے دور رہنا بھی بہت طرحوں سے ہوتا ہی سوائے تہا دور کی اتقی کے واسطے  
 ہی اور دوسرے مومنوں کو وہ دوری حاصل نہیں ہی اور یہ بھی محال ہی کہ سب جنہا کی نصیر آگ مطلق کی  
 طرف ہوتی ہو آگ بقدر مذکور کے قرینے سے ہے جب اس آگ کا جو کافروں کے واسطے خاص ہی ذکر ہوا تو  
 مطلق آگ بھی اس میں باقی گئی تو اس مطلق کی طرف نصیر ہو سکتی ہی اور اس صورت میں متقون کی تعریف بھی  
 محال آتی ہے اس آگ سے باطل بچ جاؤنگے و سیجینہا الاتقی اکی لفظ ہی اور نزدیک ہی کہ دور لکھا جائے  
 اس آگ سے جو برا متقی ہی اور اہل شرع کی اصطلاح میں تقویٰ اسے کہتے ہیں جو کفر سے اور گناہ کبیرہ اور صغیرہ  
 سبچار ہے اور اگر کبھی کوئی گناہ اس سے ہو جاوے تو اس سے اس بوقت نادم ہو کے توبہ اور استغفار کرے  
 تاکہ اس گناہ کا اثر اور نشان دل پر باقی نہ رہے اور گناہ دل میں لڑ کر نہ ہمارے اور اتقی کا مرتبہ اس سے  
 بھی برتر ہے ہی سے شریعت اور طریقت کے اداب کو بھی بخورے اور گناہ کا خطرہ اور بری بیعت کا خیال  
 بھی دل میں نہ آئے دے اور اسے ظاہر اور باطن کو ایک ان رکھے سوئے باتیں بہت ناماد اور کیلیب ہیں  
 امہ فعلی جب کہ اپنے کرم اور فضل سے یہہ رتبہ نصیب کرے اسے کیلہائی اور اس جگہ برا اتقی سے سب  
 مغفرتوں کے نزدیک مراد صحت ابو بکر صدیق رضی امہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہہ سورت امین کی شان میں  
 نازل ہوئی ہے جیسے اتقی سے امین بن خلف مراد ہی کہ کوئی شقاوت اور بد سنجی کو نجل اور دوسرے

متقی کسی تعریف

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
فضیل کا بیان

فضل اللہ علیہ  
سب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

گناہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ایذا کے ساتھ جمع کر کے اُتقی کے مرتبہ کو پہنچا تھا اور اہل سنت اور جماعت نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صاحبِ بزرگی سب امت پر بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ سب باتوں میں سب مسلمانوں سے علیحدہ ہوتے ہیں نکالی ہی اور یہی آیت اسکی دلیل ہی اور تقریر اس دلیل کی اس طرح پر ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حق تعالیٰ تعین فرمایا ہی اور دوسری آیت میں فرمایا ہی کہ ان اکرمکم عند اللہ اقلکم یعنی جنک برابرگ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی جو برابر اُتقی ہی انوارِ دون آیتیں توفیق دینے سے ایسا ثابت ہوا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امیون میں برترے برگ ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور یہی ہے ان فضیلت کے کہ لہ فضل صلی لوگ کہتے ہیں کہ یہاں ہر اُتقی سے متقی مراد ہی نہ یہ کہ جسب زیادہ ہو تو ہی میں وہ مراد ہوا اس واسطے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاشبہ کمتر تھے تو ان معنوں سے انہر اُتقی ہونا ثابت ہوا بلکہ یہ لفظ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ صادق ہوئی ہی اور جب اُتقی توفیق کے معنوں میں ہوا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا سب امت پر ثابت ہوا اور اہل سنت لیکے جواب میں کہتے ہیں کہ اُتقی توفیق کے معنوں میں کہ ناعری لغت کے خلاف اور اللہ کے کلام کو کہ تعینت عربی ہی ایسی معنوں پر وہاں جو عربی محاورے کے خلاف ہو درست ہیں ہی اور جو ضرورت کہ ان معنوں کے مراد لینے میں کرتے ہیں وہ مردود ہی کہوں کہ کلام در سکر آدمیوں میں نہ پیغمبروں میں اس واسطے کہ شریعت کا عدول معلوم ہوا ہی کہ سب پیغمبر بزرگی اور مرتبے میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برترے ہیں پیغمبروں کو دوسرے آدمیوں پر اور دوسرے آدمیوں کو پیغمبروں پر کسی امر میں قیاس کیا جائے اس واسطے کہ ایسے لفظوں کے بولنے بزرگی اور برائی کے مقام پر عرف شرعی میں امت ہی مراد ہوتے ہیں پیغمبروں کے مراد ہیں ہونے اور عرف کی تخصیص ذکر کی تخصیص سے قوی ہوتی ہی میرا کہ اگر کوئی شخص کہتے کہ نہ کہوں کی روشنی دوسری روٹیوں سے بھی ہوتی ہی تو اس کلام سے یہ نہ بوجھا جا سکا کہ با دام کی روٹی سے بھی بہتر ہوتی ہی با وجود اس بات کے کہ با دام کی بھی روٹی ہوتی ہی لیکن وہ اس کلام سے عرف میں خارج ہی اس واسطے کہ اس کلام کے بولنے سے وہ روٹی مراد ہی جو غلط سے ہونہ وہ روٹی جو میرے سے

ہی ہو اور بعض اہل سنت اور حنفی بزرگوں سے سنایا ہی کہ فرماتے تھے کہ اقیبی بیان اسے اصل معنی  
 تفضیل پر ہی ہے وہ شخص کہ تقویم زیادہ ہو اسے سو اسے کل خواہ پچیسویں خواہ امت لکن بہہ خاص ان  
 لوگوں کی نسبت جو زندہ ہیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہما سے  
 وسلم کے کہ انکی خلافت کا زمانہ تھا اس کلمے کے مصداق ہو سکے ہر معنی اقیبی کا لفظ اس وقت تک نہیں صادقی  
 آتا ہی اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو زمین پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ہیں تو دنیا و الون کے  
 نزدیک مردے کا حکم رکھتے ہیں اور اقیبی کو یہ لازم نہیں ہی کہ ہر وقت اور ہر شخص کی نسبت زندہ ہو یا مردہ تقویم  
 زیادہ ہو اور اگر ایسا ہو تو کسیکو متعلق کہنا بھی درست نہیں اس واسطے کہ اگر کس بن تقویٰ ہو نہیں سکتا ہی  
 اور ہر منصب اور ہر مرتبہ کو جو شرع میں محمود ہیں ان سب میں آخر عمر کا اعتبار ہی جیسے صالح ہونا یا فحوت  
 ہونا یا مقرب ہونا یا ولی ہونا یا نبی ہونا اس واسطے جو شخص کہ اپنی عمر میں ان مرتبوں کو پہنچے ہیں انکو بھی اپنی  
 القایوں سے ذکر کرتے ہیں اگر کہ کس بن اور حوائفی میں انکو بہہ مرتبہ حاصل ہوا تھا تو معلوم ہوا کہ اقیبی کسی  
 کہتے ہیں جو اپنی آخر عمر میں کہ وہی علموں کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے کے لوگوں سے جو زندہ ہیں افضل  
 ہو اور نفوس میں زیادہ ہے جس اس تقریر سے اپنا مطلب ثابت ہوا بے تکلف اور تاویل کے اور جو دو رخ کی  
 اگر سے دور رکھے ہیں ابو بکر کو اقیبی فرمایا ہی نواب سے عمل انکے جو اس سورت کے ازینیکہ وقت در گاہ  
 الہی میں مقبول ہوئے تھے یا فرماتے ہیں کہ اَللّٰہِیْ یُؤْتِیْ مَا لَکُمْ یَسَّیْہُ ، وہ نفوس والا اور در بنو الا کہ اپنے  
 مال کو دیتا ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہایت جلال سے تمہیں کو اور سوائے اسکے دوسرے غلام اور لونڈیوں کو  
 کہ اسلام لائے ہے اور اس اسلام لانیکہ سبب انکے مال انکو ایذا دیتے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے  
 تھے ان سببوں کا فروں سے مول لیکر آزاد کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں اور  
 پھر سبب غم کے سامان میں اور مسجد نبوی کی رحیم کے خرید کرنے میں اپنے مال کو خرچ کیا اور عرض اسکے اس مال  
 خرچ کرنے سے بہہ بھی کہ میں کئی ایسے تیں باک کرے اور ہر مہدم مال کے دیسے میں اس نسبت ترقی کرتا ہی  
 اور سبب کمال تھے جو دوسرے کی طرح سے کہ باقی اور ہوا اسکے پہنچے سے برہتا ہی روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہی  
 اس واسطے کہ زکوٰۃ کی لفظ میں دو معنی ہائے جاتے ہیں ایک طہارت اور دوسرے زیادتی اور بہہ دونوں

سَلَامًا عَمَّ      الرَّحْمَةُ      الرَّحْمَةُ      الْكَرِيمِي

باتن اسکو حاصل بن و مَلَا الْاِحْدِ عِنْدَكَ مِنْ نَعْتِ بِيَّتِي ادر بہن ہی اُسکے کس کا احسان  
 اُس مالک کے دین سے اسکا عوض اور بد لایا جاوے ہر جندک مال کا دینا احسان اور سلوک کے  
 بدلے میں بھی شاکہ ہی لیکن جو اس میں اپنا نام بھی منظور ہو تا ہی تو کمالِ خلاص کے مرتب کو بہن پہنچا ہی آدر  
 حدت صحیح بن وار دہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کسی سلوک اور احسان مجھ پر  
 اس بات میں ہی جسکا عوض اور بد لا دیا میں میں نے اُسکے ساتھ کیا ہو سو اسے ابو بکر کے کہ اُسکے  
 احسان اور سلوک کا عوض میں نے بہن کیا اسکا عوض اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن عذابت  
 فرما دیگا اسی جگہ سے ثواب کا اندازہ اور مرتبہ کمال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پوجا جا  
 کہ کس قدر ہی لذ فضل اللہ یوفیئہ من یشاء اے اسپر بھی اگر کسی کو انکے مرتبے میں شک اور  
 شبہ باقی رہے تو یہ سمجھ لے کہ ایمان کے آفتاب کا پرتو بلکہ پرتو چھاندا بھی اُسکے دل پر بہن پر سے  
 گزریںدہ پر در شہ چشم چشم آفتاب را چہ گناہ آدر دوسری صحیح حدیث میں آیا ہی کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دن پہلے اپنی وفات خطبہ پڑھا اور اس میں تزییف حضرت ابو بکر صدیق رضی  
 اللہ عنہ کی بہت ارشاد فرمائی اس میں سے یہ بھی فرمایا کہ کسی کا احسان مال کا اور سلوک اور  
 حق خدمت بن کا اور جان کا مجھ پر اس قدر میں ہی جس قدر ابو بکر کا ہی اپنی بیٹی میرے نکاح میں دیا  
 اور مجھے مہر نہ لیا اور مال کو اپنے خالص مال سے مول لیکر ازا د کیا اور کے سے مدینہ کو ہجرت کے سعور میں  
 سب اسباب زاد اور راحل کا درست کر کے مجھکو پہنچایا اور اپنی جان اور مال سے چوبندہ میری  
 غنچاری کرنا رکھو اب رے کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دو سو اسے ابو بکر کے دروازے کے  
 کہ اسکو کھلا دینے دو اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کمال کا مرتبہ اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ علماء  
 الغیوب خود انکے دل سے اِخْلَاصِ بَرِّ گواہی دیتا ہی اور اپنے کلام پاک میں فرماتا ہی کہ دو بہہ کام بہن  
 کرنا اَلَا اَتَيْنَاكَ وَجْهًا وَتَبَدُّلًا كَمَلًا مَرَّةً اَسْطَلَّ جَانِبَهُ رَضَانِدِي اِنِّیْ بَرُّور دگا رے حسب  
 برون سے بڑا اور بزرگ ہی اور کسی طرح کی نصف یافت اس خراج کرنے میں اسکو منظور بہن ہی جلد تو  
 لایج اور عذات سے دوری بھی اس دینے میں اسے مقصود بہن ہی چاہئے حدیث صحیح میں آیا ہی کہ جب

حضرت ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ  
 ۵

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غلاموں اور لونڈوں کو جو اسلام لائے تھے سبھی تیری قیمتوں سے خرید کر کے آزاد کیا ابو مخاضہ جو آپ کے باپ سے اسباب بر نصحت کرنا شروع کیا کہ اگر تم کو لونڈی غلاموں کا آزاد کرنا ہی منظور تھا تو اچھے جنت اور جلالک جو سب کام کے قابل ہونے اور تمہارے ہر کام میں مدد کرتے انکو لیکر آزاد کیا تو ما تو کچھ فائدہ بھی تھا ایسے لونڈی غلاموں کو جو کسی کام کے ہیں ہیں مول لیکر آزاد کرنا اور پھر آزاد کرنے کے بعد ان کے کھانے پینے کا بھی ذمہ دار ہونا اس سے کہا فائدہ ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ماپ کے جواب میں یہی کہا کہ اس کام سے جھک کر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی منظور ہی اس کے لئے کوئی دوسری چیز منظور نہیں رہی اور جامع عبدالرازق ابن صحیح طریق سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کا مال مسلمانوں میں سے ہرے ایسا کام ہنیا جیسا ابو بکر کا مال میری ضرورت کا مال آیا راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال کو اس طرح سے صرف کرنے سے جیسے کوئی اپنا مال خرچ کرتا ہے اور کسی طرح کی بدائی اور فرق اپنے اور ابو بکر کے مال میں ہنن جانتے تھے اور بن ماہ کی سن میں مذکور ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مال سے جھک کر ہتھکڑی ہنن ہو اس قدر ابو بکر کے مال سے جھک کر نفع ہوا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ دن ہر حاضر تھے گریہ اور زاری کر کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی آپ کا ہوں اور میرا مال بھی آپ کا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قصے کو روایت کیا ہے اور برے کمال کے مرتبہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ بات دلالت کرتی کہ حق تعالیٰ نے حسب طرح سے اپنے پیغمبر کی دلجوئی اور خاطر داری کے واسطے داعی کی سورتیں وعدہ فرمایا ہے کہ ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی طرح سے اس سورت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے وعدہ فرمایا ہے کہ ولسوف یرضی اور یقین ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہو گا حق تعالیٰ سے باحق تعالیٰ حلث نہ ابو بکر سے رضی ہو گا اس واسطے کہ برضی میں جو ضمیر ہے وہ دو احوال رکھتی ہے ایک احتمال یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف بھرے دوسرے احتمال یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف بھرے لیکن دونوں صورتوں میں طلب حاصل ہی دلنمہ ماقبل یعنی کیا اچھی بات کہی ہے کسی شاعر نے سے سخت اگر مدد کند دشمنش آردم بکف اگر بکشم نہ ہی طرف دور بکنند نہی شرف

سپاہِ عم

الرَّقِيقَةُ فِي

الْكَرِيمِ

سورة اللیل

یعنی اگر اپنے نصیب کی مدد سے معنوق کا دامن کاغھ بن آوے جو اگر اس کو کچھ نہیں تو نہی نصیب میرے اور اگر وہ کچھ ہے تو زہے بزرگی اپنی اور حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ کجاہی انھوں نے کہین اور پہلے مہاجر اور انصار ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے پاس حاضر تھے اور لوگوں کی فضیلت اور بزرگیان ہنس میں بیان کر رہے تھے کہ فلا نا اس رتبہ کا ہے اور فلا نا اس رتبہ کا ہے گنگو میں آوازیں ہمارے بلند ہوں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم دو نماز مبارک سے تشریف نہ فرمایا لائے اور ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کس نفل میں متول ہوئے عرض کیا کہ بعضے لوگوں کی بزرگیان بیان کرتے ہیں تب آپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اگر اس طرح کا ذکر ہی تو خبردار ابو بکرؓ کسی کو بزرگ مت جانو اس لئے کہ وہ افضل ہی تم سب کا دینا اور آخرت میں آرد ابو درداسے دارقطنی میں صحیح سند روایتی ہے کہ کجا ابو دردانے ایک روز میں آگے آگے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے راستے میں جاتا تھا کہ کجا تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں مل گئے اور فرمایا کہ کیا تو اس شخص کے آگے لگے چلتا ہے جو دینا اور آخرت میں تجھ سے بہتر ہے قسم ہی خدا کی کہ آفتاب طلوع اور غروب نہیں کیا ہے کسی پر بعد انبیا اور رسولین کے کہ وہ بہتر ہو ابو بکر سے آرد ابن السمان کتاب المواقف میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے صحیح سند روایت کرتا ہے کہ وہ اپنے والد بزرگوار امام باقر اور دے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے اور دے اپنے والد ماجد جناب سید الشہداء حضرت امام حسین اور حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنہا ہی کہ آفتاب طلوع اور غروب نہیں کیا ہے کسی پر بعد پیغمبروں اور رسولوں کے کہ بہتر ہو ابو بکر سے آرد حافظ بغداد کا خطیب جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ ارشاد فرمایا کہ اس وقت ایک شخص ایسا آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کی شفاعت کے مانند ہوگی جابر کہتے ہیں کہ کچھ دیر نگذری تھی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور بغل گیر ہو کر ایک ساعت اُنت حاصل کی آس پاس

معلوم ہوا کہ جس طرح سے رضامندی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی شفاعت میں منحصر ہی ہے، یہی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بھی رضامندی امت کی شفاعت میں ہی اواسطے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی فانی تھی اور بس اللہ اعلم بالصواب و البسمہ المرجع والمآب :-

### سورة الضحیٰ :-

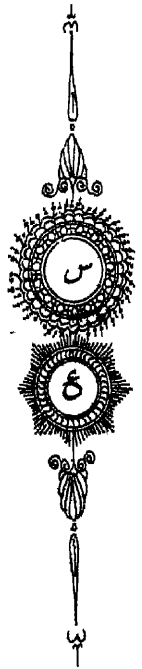
والضحیٰ کی سورت مکی ہی اس میں کبارہ آیتیں اور جالب کلمے اور ایک تو بیابانے حرف ہیں اور اس کو سورہ والضحیٰ اواسطے کہتے ہیں کہ اس سورت میں ادل قسم صحیح کی کھانی ہی اور صحیح کے سے دن چرخے کا وقت اور آفتاب بلند ہونے کا وقت ہی اور اس وقت کا ہر روز میں راستے لندھیرے کے بعد آنا وحی بار مارا نیکی دلیل ہی اور اس سورت کے نازل ہونے سے یہی مقصود ہی کہ وحی اکثر اوقات آیا کرے اس واسطے کہ اسکے نازل ہونے کا سبب یہ کہتے ہیں کہ جب بول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں اسلام کی دعوت شروع کی اور لوگوں کو مسلمان فی کی راہ پر بلانے لگے تب کے والوں نے مدینے کے یہودوں کے پاس آدمی بھیجے کہ تم میں سے ایک شخص یہاں پیدا ہو اور جو نبوت اور پیغمبری کا دعویٰ کرنا ہی اسکے دعویٰ کی سچائی آزمائے واسطے کھٹائی تبتلاؤ کہ تم اہل کتاب ہو اور پیغمبروں کی نشانیوں خوب واقف ہونا کہ اس نشانی تم سے امتحان کریں یہودیوں نے کہا کہ تم اس سے تین چیزیں بوجھو سکنڈر ذوالوزن کا احوال اور اصحاب کھف کا قصہ اور روح کی حقیقت اسکے کا ذوق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر ان تین چیزوں کا سوال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں ان تینوں چیزوں کی خبر نکل دے گا اور اس وقت انشا اللہ تعالیٰ کہنا آپ کی زبان مبارک پر نہ آیا تو کئی دن تک وحی کا آنا بند رہا بعضے کہتے ہیں دس دن تک اور بعضے ہدردہ دن تک اور بعضوں نے اس سے بھی زیادہ کہا ہے چالیس دن تک وحی نہ آئی اس سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براغم ہوا دشمن اسکی خوشی سے طعنے اور بدگوئی کرنے لگے یہاں تک کہ ابو لہب مجلس کھٹاتا تھا کہ ان محمدؐ اور عہدہ و پٹہ و قلیٰ بنے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے خدا نے چھوڑ دیا اور نافرمان ہوا اور ابو لہب کی دو جوڑوں سے ایک جو درمئی بیہ شرمی اور ہستی سمجھتی ہے کہ عورتوں کی طبیعت



ہوتی ہی آنحضرت صلی اللہ وسلم کے حضور شریفین اکبرولی کہ ما ادری شیطانک الہ قد تزکک  
یعنی تیرا شیطان جو تیرے پاس آتا تھا بھلک چھوڑ کر جلا لیا ایسی وحشت ناک باتوں سے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ غم پہنچا اور نبی فی حدیث کبریٰ رضی اللہ عنہما کے پاس جا کر یہ بات کہنے لگے اسی  
حالت میں بہہ سورت نازل ہوئی اور اسکے شروع میں دن رات کا آنا جانا اور عالم میں روشنی اندھیر کی  
بیر پھیر پانے کا بیان فرمایا تا اس رمز کو سمجھیں کہ دنیا کی حال و حال ایک حال پر ہیں کبھی روز روشن ساری  
جہاں کو روشن کرتا ہی اور کبھی اندھیر کی رات اندھیرا کر دیتی ہی جیسا تو ہمیشہ پیام نہیں کرتا ویسا اندھیرا  
بھی سدا نہیں ٹھہرتا اندھیر کیے بعد جلا آتا ہی اور اُجلے کے بعد اندھیرا ہوتا ہی اسی موجب  
وحی کا آنا اور اسکا بند ہونا سمجھا جائے اگر کبھی روزانہک جاوے تو دل تنگ ہوا جہتے کہ اُسین ہی  
حکمتیں میں جس طرح رات کے آنے میں حکمتیں ہیں۔

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالضُّحٰی قَسَمَ لَکُمَا اَنْ یَّحِیَّا لَیْلَیْنِیْ نَضْحٰی کَی یَبِیْضَ پَرْدَیْنِیْ جَرَّ عَرْوٰتَہُمَا فَیُکَلِّمَہُمَا  
اسکی بادشاہی ظاہر ہونے کا وقت ہی اس لئے کہ آفتاب دن راتیں دو چالیں جلتا ہی ایک جال  
جرّھے کی کہ آدمی رات ہونے سے شروع ہوتی ہی اور دو پہر دن تک رہتی ہی اور پہرہ فصیحی کا وقت آفتاب کی  
اس پہلی جال کی انتہا کا وقت ہی تو پہرہ وقت نزل وحی کے وقت سے کہ ربانی اور امکانی حقیقتوں کے  
پورے ظاہر ہونے کا وقت ہی نہایت مشابہت رکھتا ہی اور پہرہ وقت اور بھی خصوصیتیں رکھتا ہی  
ایک یہ کہ روزی کی تلاش کا اور علم و ہنر حاصل کرنے کا اکثر یہی وقت ہی دوسرے یہ کہ یہ وقت فرض  
نماز سے خالی ہی اور نفلی عبادت کے واسطے فراغت بسر بہ کہ یہ وقت میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام  
ساتھ کلام کیا تھا جو تھے کہ یہ وقت میں فرعون کے جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا مجرہ دیکھ کر ایمان لائے  
اور مجرہ کیا بسن بہ وقت نوری کے کمال ظاہر ہونے کا وقت ہی باطل کے اندھیر پر کہ اسکا اثر اعلیٰ استون  
ہو گیا تھا پانچون بہ کہ وحی کی نماز جس کی ادنیٰ چار رکعتیں اور اعلیٰ بارہ رکعتیں ہیں اور اس نماز کی بہت فضیلتیں





جو حدیث شریف میں آئی ہیں اس وقت میں مقرر ہی اور تجربہ والوں نے کہا ہی کہ جو فقر و فاقے سے درنا ہو تو اسے چاہئے کہ ضحیٰ کی نماز پڑھا کرے اور جو قبر کی اندھیری سے درنا ہو تو چاہئے کہ تہجد کی نماز پڑھا کرے اور مشایخ کے اور اہل مقرر ہی کہ ضحیٰ کی نماز کی جارکتوں میں بے جا سویرتیں سورہ والشمس سورہ واللیل اور سورہ والضحیٰ اور سورہ الم نشرح پڑھتے ہیں وَاللَّيْلِ إِذَا يَجِيءُ يَبِينُ سو کہ نہ کھانا ہوں رات کی اس وقت کہ اپنی اندھیرے سے چیزوں کو غلائق کی نظروں سے اٹھانکھتا ہے اور وہاں تک لینا رات کا جب ہوتا ہی کہ اس رات میں چاند مشعل شمع اور چراغ کی روشنی نہ ہو اس طور کی رات جاہلیت کے زمانہ کا نمونہ ہی اور ضحیٰ کا وقت کہ نور کے کمال کا وقت ہی سو وہی نماز ہونے کے وقت کا نمونہ ہی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد وحی منقطع ہونے سے اور ان کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے باقی رہنے سے گو یہ رات آئی لیکن ایسی رات کہ اس رات میں شروع سے آخر تک چاند کی چاندنی موجود ہی اور جیسا کہ چاند نقاب کا علیفہ ہی کہ اسکی روشنی اپنی ذات میں سمیتکہ عالم کے روشن کرنے کو اس نقاب کی جگہ بیٹھا ہی ویسا ہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے نور حاصل کر کے عالم کو اپنے نور سے روشن کیا ہی اور خلافت کا زمانہ گزر جائیکے بعد رات کی اندھیری نہ چوم کیا اور طالبان حق کے ہرگز وہ اپنی مقدور چراغ شمع اور مشعل سے مدد لیکر اپنا کام چلانے ہیں اور اس اندھیرے کو دفع کرتے ہیں اور اسی سبب کہ مجتہدوں کے مذہب اور اولیاء اللہ کے طریقے اس نور کا فیض پہنچانے میں قسم اور جدا جدا ہوتے ہیں بس ضحیٰ کا وقت گو یا قلب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نور الہی کی تجلی ہونے کا وقت ہی اور رات ظلمت نسیری کی مانند بیضی انسانی کشف اور میل کی مانند ہی جو حق میں ہر علیہ اور ہجوم کر کے ہر چیز کو نگاہ سے چھپا دیتی ہی اور یہاں ایک بحث یہ ہے کہ سورہ واللیل میں اول رات کی قسم کھائی ہی بعد اسکے دن کی اور سورہ والضحیٰ میں برخلاف اسکے فرمایا بیضی پہلے ضحیٰ کی قسم کھائی ہی کہ روز ہی اسکے بعد رات کی اسکا کہا سب ہی معسرون نے یوں فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو ایک طرح کی فضیلت اور شرافت سے خصوصیت بخشی ہی کہ راحت آرام اور سکون خوب اور پردہ پوشی کا سبب ہی علی ہذا القیاس دن کو بھی ایک طور کی بزرگی اور کرامت سے خصوص فرمایا ہی۔

سپاہ عام

الرکوع ششم الکربعہ

سورۃ الضحیٰ

کہ وہ حیثیت کے کاروبار کی درستی کا ایک دوسرے کی ملاقات کا اندورفت کی آسانی کا اور دو سہ سہت  
 بلکہ عبت ہی اس لئے قسم کھانے میں کبھی رات کو دینے اور کبھی دن کو رات پر مقدم کیا ہی تاکہ مقدم ہو سکی  
 بزرگی سے دونوں پرہ مند ہو دین اور یہاں سے معلوم ہوا کہ جو اسد طوسی نے دن رات مناظرے اور  
 حکم کی بیٹوں میں کہا ہی کہ امدہ تعالیٰ نے قسم میں رات کو پہلے ذکر کیا ہی سو یہ دسکا کہنا سورہ  
 واللہ سے غافل رہنے کے سبب ہی اواسطہ کے پورے واللیل کی شروع میں رات کی قسم ہی اور اسد طوسی کی دو  
 ساری عینیں جو فارسی بولی میں ہیں سو یہ ہیں نظم بشنو از جہت گفتار شب در وہیم ۔ سرگذشتیکہ ز دل  
 دور گشت غم ۔ ہر دورا خاست بدل از سبت سستی فضل ۔ در میان رفت فراوان سخن از مدحت و ذم  
 گفت شب فضل من از روز فزون آمد زائل ۔ روز را کرد شب باز داد و نقد قدم ۔ نزدیکان پرستیدن  
 روز عابدہ ساجد و عابد شب راست فزون قدر و قیم ۔ قوم را سوی مناجات شب برد کلیم ۔ ہم شب گشت  
 جدا لوط ز بیداد و ستم ۔ قمر چرخ شب کہ محمد بدویم ۔ سوی سراج شب رفت ہم از بیت حرم ۔ ہست در روز  
 سے اوقات کہ منع است نماز ۔ روز نماز شب فخر نبی بود و اعم ۔ آسمان از تو بود بھیجی فرشتہ نمودن از من آریست  
 بر مثل کی باغ ارم ۔ ہر دو سال عرب را عدد از ماہ من است ۔ نینیر ماہ من است از ہر جبریل رقم نہ روز کین  
 قصہ شنیدہ شدہ آفتند و کفت ۔ خاشکی کن ہر در آئی سخن بس حکم ۔ روز را عیب بطغہ پر کنی کاہیزد و عشق  
 در دراپس ز تو کرد تسلیم بقسم ۔ روزہ بر خلق کہ دارند بروز است ہمہ نہ بجز تاج بروز است ہم از بیت حرم نہ  
 روز خواہد کہ بود خاستن خلق بجز شہ ۔ روز بدینروز جو ہمہ مردم ز معدوم نہ روی آفاق زمین خوب نماہیں  
 ز تو زشت نہ دیدہ خلق زمین فزاید ز تو نعم نہ مر مر اگر نہ اسلام دتر اگر نہ کفر نہ مر را جاہ شادی دتر جاہ ہم  
 سپہ و غیل نخوم تو ہر باشند کہ ہاک نہ بگر نیز نہ جو خورشید من فرخند علم ناگز ماہ تو شناسند مدد  
 عرب نہ از آفتاب من دہند مدد سال ہم ۔ ماہ تو از صخر خورشید من افزاید نور از بی خدمت خورشید  
 کند پشت نجم ۔ از فریبہ سے نماز است بروز و دشب ۔ زبان نماز تو کم آمد کہ زمین ہستی کم آب آتے ہم  
 اسبات ہر کہ کس واسطہ سورہ واللہ لکہ رات کی قسم مقدم لانے سے خاص کیا اور سورہ الضحیٰ کو  
 کسب اس دعویٰ یعنی صحت کی قسم اول میں لانے سے مخصوص فرمایا اس میں یہہ مجید ہی نہ

مطلب اسد طوسی نے روز کوں اور رات  
 میں چکر اور ایک ہی قسم میں  
 اسد طوسی نے دن رات مناظرے اور  
 حکم کی بیٹوں میں کہا ہی کہ امدہ تعالیٰ  
 نے قسم میں رات کو پہلے ذکر کیا ہی  
 سو یہ دسکا کہنا سورہ واللہ سے غافل  
 رہنے کے سبب ہی اواسطہ کے پورے  
 واللیل کی شروع میں رات کی قسم ہی  
 اور اسد طوسی کی دو ساری عینیں جو  
 فارسی بولی میں ہیں سو یہ ہیں نظم  
 بشنو از جہت گفتار شب در وہیم ۔  
 سرگذشتیکہ ز دل دور گشت غم ۔  
 ہر دورا خاست بدل از سبت سستی  
 فضل ۔ در میان رفت فراوان سخن  
 از مدحت و ذم گفت شب فضل من از  
 روز فزون آمد زائل ۔ روز را کرد  
 شب باز داد و نقد قدم ۔ نزدیکان  
 پرستیدن روز عابدہ ساجد و عابد  
 شب راست فزون قدر و قیم ۔ قوم  
 را سوی مناجات شب برد کلیم ۔ ہم  
 شب گشت جدا لوط ز بیداد و ستم ۔  
 قمر چرخ شب کہ محمد بدویم ۔ سوی  
 سراج شب رفت ہم از بیت حرم ۔ ہست  
 در روز سے اوقات کہ منع است نماز ۔  
 روز نماز شب فخر نبی بود و اعم ۔  
 آسمان از تو بود بھیجی فرشتہ نمودن  
 از من آریست بر مثل کی باغ ارم ۔  
 ہر دو سال عرب را عدد از ماہ من  
 است ۔ نینیر ماہ من است از ہر جبریل  
 رقم نہ روز کین قصہ شنیدہ شدہ  
 آفتند و کفت ۔ خاشکی کن ہر در  
 آئی سخن بس حکم ۔ روز را عیب  
 بطغہ پر کنی کاہیزد و عشق در در  
 اپس ز تو کرد تسلیم بقسم ۔ روزہ  
 بر خلق کہ دارند بروز است ہمہ نہ  
 بجز تاج بروز است ہم از بیت حرم نہ  
 روز خواہد کہ بود خاستن خلق بجز  
 شہ ۔ روز بدینروز جو ہمہ مردم  
 ز معدوم نہ روی آفاق زمین خوب  
 نماہیں ز تو زشت نہ دیدہ خلق  
 زمین فزاید ز تو نعم نہ مر مر اگر  
 نہ اسلام دتر اگر نہ کفر نہ مر را  
 جاہ شادی دتر جاہ ہم سپہ و غیل  
 نخوم تو ہر باشند کہ ہاک نہ بگر  
 نیز نہ جو خورشید من فرخند علم  
 ناگز ماہ تو شناسند مدد عرب نہ  
 از آفتاب من دہند مدد سال ہم ۔  
 ماہ تو از صخر خورشید من افزاید  
 نور از بی خدمت خورشید کند پشت  
 نجم ۔ از فریبہ سے نماز است بروز  
 و دشب ۔ زبان نماز تو کم آمد کہ  
 زمین ہستی کم آب آتے ہم اسبات  
 ہر کہ کس واسطہ سورہ واللہ لکہ  
 رات کی قسم مقدم لانے سے خاص  
 کیا اور سورہ الضحیٰ کو کسب اس  
 دعویٰ یعنی صحت کی قسم اول میں  
 لانے سے مخصوص فرمایا اس میں  
 یہہ مجید ہی نہ

کہ وہیں

اور اسد طوسی نے دن رات مناظرے اور  
 حکم کی بیٹوں میں کہا ہی کہ امدہ تعالیٰ  
 نے قسم میں رات کو پہلے ذکر کیا ہی  
 سو یہ دسکا کہنا سورہ واللہ سے غافل  
 رہنے کے سبب ہی اواسطہ کے پورے  
 واللیل کی شروع میں رات کی قسم ہی  
 اور اسد طوسی کی دو ساری عینیں جو  
 فارسی بولی میں ہیں سو یہ ہیں نظم  
 بشنو از جہت گفتار شب در وہیم ۔  
 سرگذشتیکہ ز دل دور گشت غم ۔  
 ہر دورا خاست بدل از سبت سستی  
 فضل ۔ در میان رفت فراوان سخن  
 از مدحت و ذم گفت شب فضل من از  
 روز فزون آمد زائل ۔ روز را کرد  
 شب باز داد و نقد قدم ۔ نزدیکان  
 پرستیدن روز عابدہ ساجد و عابد  
 شب راست فزون قدر و قیم ۔ قوم  
 را سوی مناجات شب برد کلیم ۔ ہم  
 شب گشت جدا لوط ز بیداد و ستم ۔  
 قمر چرخ شب کہ محمد بدویم ۔ سوی  
 سراج شب رفت ہم از بیت حرم ۔ ہست  
 در روز سے اوقات کہ منع است نماز ۔  
 روز نماز شب فخر نبی بود و اعم ۔  
 آسمان از تو بود بھیجی فرشتہ نمودن  
 از من آریست بر مثل کی باغ ارم ۔  
 ہر دو سال عرب را عدد از ماہ من  
 است ۔ نینیر ماہ من است از ہر جبریل  
 رقم نہ روز کین قصہ شنیدہ شدہ  
 آفتند و کفت ۔ خاشکی کن ہر در  
 آئی سخن بس حکم ۔ روز را عیب  
 بطغہ پر کنی کاہیزد و عشق در در  
 اپس ز تو کرد تسلیم بقسم ۔ روزہ  
 بر خلق کہ دارند بروز است ہمہ نہ  
 بجز تاج بروز است ہم از بیت حرم نہ  
 روز خواہد کہ بود خاستن خلق بجز  
 شہ ۔ روز بدینروز جو ہمہ مردم  
 ز معدوم نہ روی آفاق زمین خوب  
 نماہیں ز تو زشت نہ دیدہ خلق  
 زمین فزاید ز تو نعم نہ مر مر اگر  
 نہ اسلام دتر اگر نہ کفر نہ مر را  
 جاہ شادی دتر جاہ ہم سپہ و غیل  
 نخوم تو ہر باشند کہ ہاک نہ بگر  
 نیز نہ جو خورشید من فرخند علم  
 ناگز ماہ تو شناسند مدد عرب نہ  
 از آفتاب من دہند مدد سال ہم ۔  
 ماہ تو از صخر خورشید من افزاید  
 نور از بی خدمت خورشید کند پشت  
 نجم ۔ از فریبہ سے نماز است بروز  
 و دشب ۔ زبان نماز تو کم آمد کہ  
 زمین ہستی کم آب آتے ہم اسبات  
 ہر کہ کس واسطہ سورہ واللہ لکہ  
 رات کی قسم مقدم لانے سے خاص  
 کیا اور سورہ الضحیٰ کو کسب اس  
 دعویٰ یعنی صحت کی قسم اول میں  
 لانے سے مخصوص فرمایا اس میں  
 یہہ مجید ہی نہ

کہ واللہ کی سورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں ہی اور انکو نور اسلام کے اول کوئی  
 تاریکی لاحق تھی اور یہہ والضحیٰ کی سورت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہی اور انکو ابند سے  
 عصمت کا نور حاصل تھا اس لئے والضحیٰ کی سورت کو روز کے ذکر سے شروع کیا کہ نورایمان کی مانند ہی اور اس  
 جگہ ایک لطیفہ اور ہی کہ اگر شروع میں رات کو ذکر کریں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناسب  
 ہی پھر اس سے اوپر چھین لومحمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا لیں کہ ذکی مانند ہیں جیسا کہ رات کے بعد دن آتا ہی اور  
 اگر روز کو شروع میں ذکر کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہی بعد ازان آتین ملافاصلہ ابوبکر صدیق رضی  
 اللہ عنہ کہ پادین کہ رات کی مانند ہیں کہوں کہ روز کے پیچھے ملانا صلہ رات آتی ہی اور اس لطیفہ سے ان  
 دونوں بزرگواروں کی رفاقت ایک تن ایک من کی ہتہاچی طرح سے حلوہ گرونی ہی جنانچہ اس رفاقت کا  
 اثر غار کے فیصے سے اور ایک جگہ مدفون ہونے سے اور دوسری جگہوں سے ظاہر ہوا ہی حاصل کلام  
 اس سورت کے شروع میں دن اور رات کی قسم آتی ہی سو گویا اس میں بہرہ اشارہ ہی کہ ہم کبھی ذکی ساتین  
 گھٹانے ہیں اور رات کی ساتین برہاتے ہیں اور کبھی اسکے برعکس یعنی ذکی گویا زیادہ کرتے ہیں  
 اور رات کی گویا کم کرتے ہیں اور یہ گھٹانا برہانا کم زیادہ کرنا کچھ حجت اور عداوت کی راہ سے نہیں  
 بلکہ حکمت کے طور سے ہی اسے طرح رسالت اور وحی نازل ہونے کے مقدمے کو سمجھا جاہے کہ کبھی صبح ہی  
 یعنی بند اور کبھی فیضان یعنی جاری اور یہاں ایک لطیفہ یہ ہی کہ جب کافروں نے رسول اکرم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم پر ہینان کیا کہ تم جو تیرے پروردگار نے چھوڑ دیا اور رخصت کیا اور مدعی ہوئے تب  
 مدعی برشاہد لانا اور منکر بر قسم کھانا ضرور پراتہیلے اگو کہا کہ تم اس دعویٰ شاہد لاؤ جب شاہد  
 لائے سے عاجز ہوئے تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کو قسم کھانا لازم ہوا دن اور رات کی  
 قسم کھا کر انھوں کے مدعا کا انکار کیا اور اس قسم میں اشارہ ہی کہ دن رات بھی برہنے اور گھٹنے سے  
 نہیں بچتے تجھ کو کھان سے طمع رکھی جاہے جو غلٹی کی زبان سے بچے اور یہہ بھی ہی کہ رات تہائی اور وحشت کا  
 وقت ہی اور دن ملنے جلنے اور کلام دھندھے کا وقت ہی بس گویا ایسا فرمایا کہ خوش رہا کہ کہ وہی بند  
 ہونے کی وحشت کے بعد تجھے فرستوں کے ساغیر مل بیٹھنا میرے پروردگار اور یہہ بھی ہی کہ وہ عیش عشرت کا وقت ہی

مفسرین کا اختلاف  
ضحی اور لیل کے معنوں میں

اور راب کلفت اور وحشت کا وقت اور دن سے ضحیٰ کا وقت پسد کیا اور اسکی قسم کھائی اور رات کی قسم کھانے میں ساری رات لایا اس میں اس بات کا اشارہ ہی کہ دنیا کے غم اسکی خوشی سے بہت زیادہ ہیں اور بعض مفسرین نے یوں کہا ہے کہ ضحیٰ سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن ہی اور لیل سے مراد معراج کی رات اور بعض کہتے ہیں کہ ضحیٰ سے مراد رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک ہی اور لیل سے مراد آنسو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کہ سیاہی میں رات کی مانند ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ضحیٰ سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن ہی اور لیل سے مراد آنسو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت میں مشغول ہونے کی رات اور بعض کہتے ہیں ضحیٰ سے مراد اُس علم کا نور ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا اور اُس کے سب سے عالم غیب کے اسرار روشن اور منکشف ہونے اور لیل سے مراد غفوا اور بخشش کا ظن ہی جس سے امت کے عیبوں کو دھانک لیا اور بعض کہتے ہیں کہ ضحیٰ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری احوال ہی جو خلق اللہ اس سے آگاہ ہوئی اور لیل سے مراد اُنکا باطنی احوال کہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو اسکی خبر نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ضحیٰ سے مراد اسلام کا اقبال ہی اور لیل سے مراد اسلام کے غیب اور سُست ہونے کا زمانہ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے ان الا سلام سبعون و غیرہا یعنی تحقیق اسلام نزدیک ہی کہ غیب اور سُست ہو جائیگا اور بعض کہتے ہیں کہ ضحیٰ سے مراد زندگی کا وقت ہی اور لیل سے مراد فیرین جانے کا وقت اور یہ سب باتیں ہوسکتی ہیں مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ یعنی تیرے پروردگار نے تجھکو جدا کیا اور ناخوش نہ رکھا یعنی وحی بند ہونے کی مدت جو دراز ہوئی سو واسطے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تربیت کرنے میں کچھ قصور یا تمہارے کمال کی صفاتوں میں کچھ نقصان اور فتور بلکہ کسی حکمت کے واسطے ہی اور عقوبت مجرمی کا آنا ہو گا جیسے دن غلبہ سے رات کے بعد صبح آتا ہے اگر بعض اوقات بشریت کے اندھیرے کے آجانے کے باعث وحی کا بند ہونا نمود ہو تو کچھ اندیشہ نہ کر آخر نور حق کا غالب آویگا اور ظلمت بشریت کو بالکل مٹا دیوے گا اور وصل بے فراق حاصل ہووے گا چنانچہ فرماتے ہیں وَلَا تَحْزَنْ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ كَلِمَاتٍ اور بیشک پھل پھل بہتر ہے تیرے واسطے اگلی معاملت سے یہاں تک کہ تیری بشریت اصلاً نہ ہوگی اور نور حق کا غلبہ ہمیشہ تجھ پر ہوگا اور اگر احوال

بعد الموت کے احوال پر خیال کریں تو بھی بجا ہی آہستہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرداری کا  
 مزہ اور انکی طرف سارے عالم کا رجوع لانا اور انکی مبارک ذاتِ چشمے سے بخشش اور فیض آتی کا  
 جاری ہونا نہایت زور شور اور اوج موج میں ہو گا بہانہ تک کہ تمام کے دن سب اگلے پھیلے لوگ  
 انکی شفاعت کے محتاج ہونگے اور انکے جھڈے تلے چھانوں بن آرام ہونگے اور انکے حوض کوثر کے پانی سے  
 سیراب ہونگے اور مرات اور مکانات بانٹ دینا انھیں سے ہو گا یعنی جسکو جس لائق دیکھیں گے  
 وہ سب انکو مرتے اور سرین تقسیم کر دیں گے اور ربک کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 سرتی سبلی ہی بیٹے کہاں ہو سکتا ہی کہ جس خاوند نے انکو اس مرتے سے پرورش کیا ہو اور اپنی طرح بطح  
 تر پلین تمھارے حق میں عنایت فرمائی ہوں اس حد تک کہ اپنے نور کی تھلی بے واسطہ اور بے وسیلہ کسی  
 مرشد اور پیغمبر کے تمھاری مبارک روح پر نازل کی ہو وہ نگو چھوڑے اور جدا کرے بہہ بات مجاز  
 خاوندوں سے بھی بعد ہی بنا چھ مشہور ہی کہ اپنے نوازے اور مظلومے ہونے کو گرا بانچا ہے تو اس  
 حقیقی خاوند کی کہا بات کہ جو ہر چیز کے پیدا ہونے کے بیشتر کے حوصلے اور اس کے عمل سمجھ بوجھ کو ہر ایک کے  
 کسی مرتے اور منصب سے ممتاز اور مخصوص کرتا ہی اور بے شک کہا خوب کہا ہو ہی رہا ہی چون بعلم  
 ازل مراد پدی انویدی انکہ عیب بگویدی من عیب آن و تو بعلم ہان روکن آنجہ خود پسندی ترجمہ  
 سگھری تونے مجھے علم ازل سے دیکھا دیکھا اور عیب کے ساتھ اسگھری برجدہ کیا میں ہوں وہ  
 عیب سے اور علم سے ہی تو بھی وہی رد کر نونے جو کچھ آپ پسندیدہ کیا یہاں سمجھا جاہت کہ جب  
 کوئی صاحب مہربان قدر دان اپنے نوکر دن سے ایک نوکر کو کسی خدمت پر مامور اور مقرر کرتا ہی  
 اور وہ نوکر تبری کوشش اور کمال استقلال سے اس خدمت میں مشغول رہتا ہی تب حاسد پھانی  
 اور عیسیٰ اس نوکر کی دل شکنی کے در پی ہو کر جھوٹی باتیں بے اصل مشہور کرتے ہیں کہ فلانا اپنے  
 خاوند کی نظر سے گرا اور اس خدمت کے مشغول تھا معزول ہوا تو ایسے وقت اس خاوند کو نہایت  
 الطاف اور شفقت کی رود سے اس نوکر کی دلداری کرنا اور نسلی دینا لازم ہوتا ہی اور ان  
 جھوٹی باتوں کے سنتے سے حواسکے دلہر گرائی اور آرزوگی کا اثر پہنچا ہی سو دمع کرنے کے واسطے

خلعت او انعام اور اس کے منصب کی ترقی کا وعدہ نہایت اسکو ممتاز اور مخصوص کرتا ہی ہو اسی نوع کا یہ کلام ہی **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ وَرَبُّكَ فَتَرْضَىٰ** ایسے اور نہ شک و یوگا تجھکو رد و کافر تیرا اس قدر کہ نوراضی ہوگا اور اس سے تیرے استعداد اور جوصلے کا جام بھر پور ہو جاوے گا اور کچھ آرزو اور خواہش باقی نہ رہے گی اور یہ وعدہ نہایت وسعت اور فراخی رکھتا ہی خصوصاً وہ مخاطب اپنے وہ پیغمبر خلیکو یہ وعدہ دیا ہی اسے پیغمبر عالی شان ہیں اُنھکے جوصلے اور استعداد پر نظر کر کے دیکھا جائے کہ کس قدر اور کہاں کہاں بخشین اور عنایتیں انکو دی جاوے گی تا محظوظ اور خوشنود ہووین اور حدیث شریف میں آیا ہی کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اسوقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اصحابوں سے لوئے کہ میں ہرگز راضی نہیں ہونے کا جب تک کہ اپنی امت سے ایک ایک آدمی کو بہشت میں داخل نہ کروں گا اور اس جناب رسالت کے حق میں انکی روح مبارک پیدا ہوئیگی ابتدا سے ہرشت میں داخل ہونے تک جو جو الہی بخشین اور عنایتیں عطا ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں اور ہووینگی سو قیاس کے احاطے سے اور بیان کرکے نہ کیجئے سے باہر ہیں انہیں سے کچھ مجمل اور خلاصہ بیان کرنا ہی آتا ہی سمجھا جائے کہ جب کوئی کسی کو اپنے وسیلے رکھنے والوں سے اپنا بہارا اور محبوب کرنا ہی تو اسکو بہت چیزوں سے بوشاک میں سواری میں بیٹھنے کی جگہ میں اور اس سو اور احوالوں میں ممتاز فرماتا ہی نا اسکا بہارا اپنا اور محبوبت خاص و عام کی نظر میں جلوہ گر ہو جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خصوصیتیں جناب اقدس الہی سے حاصل ہوئی ہیں سو وہ قسم کی ہیں پہلی قسم وہ ہی حسن اور پیغمبر بھی شرمک میں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نعمت ہے اسے اور ان سے زیادہ دی ہی اور اس سے انکو ان سے ممتاز فرمایا ہی اور دوسری قسم وہ ہی جو انہیں کو مخصوص ہی اور خاصہ انہی کا ہی دوسرے کیلئے نہیں شراکت اور ہرہ نہیں اور یہاں مختصر کرنے کے سبب ان دونوں قسموں سے باہر ملا کے کچھ خود آسان بیان کرتا ہوں نا کہ اس آیت کے معنی بہت اچھی طرح سے سننے والوں کے ذہن میں گزرن اور لکھنیں ہووین ان خصوصیتوں سے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں تھیں ایک یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ف  
ان خصوصیتوں کا بیان  
ہو آنحضرت کی ذات میں  
جو شخصتیں

اپنی بیٹھ کے تھے ایسا دیکھتے تھے جیسے درود اور انکے رفت اور ادرہ ہیں ہاں لکھتے تھے جیسا ذکر اور روشنی  
 میں آدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک کا لعاب کھارے پانی کو میٹھا کرنا تھا اور شیر خود سے  
 بچوں کو اپنے منہ کے لعاب ایک قطرہ چکھانے تھے تو وہ بچے سارا دن پیٹ بھر سے رہتے تھے دن بھر درود  
 طلب کرتے تھے صحابہ عاتوریکہ دن اہلبیت کے بچوں سے بچہ ہوا ہی آدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بطن  
 ازگ ابط تلاف تھیں انہیں اصلابال کا نام تھا آدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اتنی دور جاتی تھی  
 جو اور دن کی آواز کے دو سوں جیسے تک سخانی تھی آدر آپ کی آواز ازی دور سے سننے لگے جو اور دن کی  
 آواز اس پلے سے سونہ کہتے تھے آدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکھیں سوجاتی تھیں اور دل حالگنا بنانا تھا  
 آدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری عمر میں بھائی نہ آئی اور کبھی احتلام نہ ہوا آدر ان کے دن مبارک کا  
 پسینا مشک سے ہت خوشبو دار تھا یہاں تک کہ اگر کسی رستے سے نہ ریفٹے حالتے لوگ ایک پست کی  
 خوشبو کے سبب جو اس ہوا میں پھیل رہتی تھی معلوم کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رستے سے نہ ریفٹ  
 لے گئے ہیں آدر کسی آدمی نے انکے بھارتے کو زہن پرہر دیکھا زمین بھٹکے گل لیتی تھی آدر اس بلیہ سے مشک کی  
 خوشبو نکلتی تھی آدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تولد کے وقت خفقہ کئے ہوئے ناف کئے ہوئے اور ہاک  
 صاف کہ اصلا ان کے بدن مبارک پر بلید یک اثر تھا پیدا ہوتے آدر میں پرسجدہ کرتے ہوئے آدیا پنی  
 شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی ہوئے آئے آدر انکے تولد کے وقت ایک پور بھکا اور سی  
 روشنی ہوئی جو انکی ما کو اس روشنی کے سبب شام کے سترہ نظر آئے آدر منے اکاھولاھولالتے تھے آدر  
 چاند کے ساتھ بچپن کے وقت جھولے بن بائیں کرنا تھا آدر جب اسکو ارشادہ کرنے نوا کی طرف چلنا تھا  
 آدر بارہ جھولے بن چھوٹے کلام کیا ہی آدر امدل پر ہمیشہ دھوپ کے وقت سایہ کرنا تھا آدر اگر جہاز کے طے  
 آنے جہاز کا سایہ انکی طرف منحہ ہونا تھا آدر انکا سایہ زمین پر گرنا تھا آدر انکی بستاک بر کھتی تھیں نہی  
 آدر اگر آپ کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور آپ کی سواری کی مدت تک بید اور پیشاب نہ کرنا تھا آدر  
 عالم ارواح میں جو اول پیدا ہوا وہ آپ تھے آدر پہلے جسے الت بن کر کے جواب میں ملی کہا سو بھی آپ تھے  
 آدر حواج اور بران کی سواری بھی مخصوص آلو تھی آدر انکا چرنا اور قاب نویسین باہر پھینا آدر دیدار الہی سے مشرف ہونا

سیار عام

الکر قہ

الکونم

سیر الضعی

اور فرشتوں کو انکی فوج اور سپاہ بنانا کہ کس طرح انکی سپاہ ہو کر تڑپے یہ بھی خاصہ انجمن کا ہی  
اور یاد کا دو تکرے کرنا اور دوسرے عجائب بھرے بھی انہیں کے ساتھ مخصوص ہیں اور بہت سے  
دن عشا کچھ ملیگا اتنا کسی اور کو نہ ملے گا اور جو پہلے قبر سے اُٹھے گا سو آب ہونگے اور جو پہلے میوہ شیشی سے  
ہو شیار ہو گیا سو بھی آپ ہونگے اور انجمن کہ حشر میں براق برلا دینگے اور شہر ہزار فرشتے اُٹھ کر گرہ ہونگے  
اور انجمن کو عرش عظیم کے داہنی طرف کرسی پر بٹھائینگے اور نعم محمود سے مشورہ کرینگے اور کواہ محمد بچے محمد  
محمد الے ڈنھ دیوینگے کہ حضرت آدم اور اعلیٰ نام اولاد اسی عہد کے ہے، گے اور سارے انہی ای  
امتوں سمیت انہی کے پیچھے چلینگے اور پروردگار کا دیدار دیکھنا پہلے انہی سے شروع ہو گا اور انجمن کو عرش  
عظیم سے مخصوص کرینگے اور پہل صراط پر جو پہلے گور کر گیا سو اب ہی ہو گا اور محشر سارے ظالمین کو ہم  
کہ انہی انجمن بند کر لو تا انکی یعنی حضرت فی فی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پہل صراط پر سے تشریف لجاوین  
اور پہلے جو بہشت کا دروازہ کھولے گا سو آب ہونگے اور انجمن کو قیامت کے وسیلے کے وقت سے مشرف  
کرینگے اور وہ وسیلہ ایک ایسا نام بلند مرتبہ ہی جو مخلوقات کسی کو بوسہ نہواو اسکی جھنڈ  
بہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن غاب الہی سے قرب و منزل میں ایتہ ہونگے جب انہر  
بادشاہ سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب شریفوں بن جن چیزوں سے مخصوص ہیں وہ سب یہ  
اُٹھکی گئی طول طول ہی انہن سے ایک یہہ ہی کہ انکو کافرون کی قیمت مال ملال کیا اور نئے واسطے  
زین کو مسجد نادی یعنی جسٹہ جاہن نماز پر عین اور انکے واسطے زین کی مٹی کو پاک اور پاک کرینوالی  
کیا اور بائچ و ثنوں کی نماز اور وضو اس طریق سے اور اذان اور اقامت اور سورہ صحہ اور آہن اور جمعہ کا  
روز اور قبولیت کی ساعت جو جمعہ کے روزین ہی اور رمضان شریف اور شب قدر کی برکتین کہ بیے  
سب انہی کے واسطے مخصوص ہیں اور خصوصیتین دریافت کرنے کو ظاہر نظر پنہنی ہی اور آہ کی دوسرے  
خصوصیتین جو باطنی مراتب کے بموجب ہیں اور وہ انوار اور وہ تجلیات جو روز بروز برتھتے اور زیادہ  
ہوتے جاتے ہیں اور وہ احوال اور مقامات جو ایک اُمیشوں کو انکی پیردی اور تاجدار کی کرنے کے طفیل سے  
حاصل ہوتے اور پڑتے ہیں اور قیامت تک حاصل ہونگے اور وہ علوم اور عرفان جو انکو عطا ہوتے ہیں

انفرد صلی اللہ علیہ وسلم  
کی حق کی خصوصی  
ہونے



سورۃ انتہا میں ہے اور اس دلسوف کی آیت میں اندب چیزوں کا اشارہ ہی ہے یہ سب تمہیں ملنے کے  
 اس واسطے عطا کو حاضر نہ کیا ہے یہ کچھ اور اتنا کچھ نہ فرمایا آدرجس وقت کسی کو کچھ نعمت زماں مستقبل میں  
 دینے کا وعدہ کرتے ہیں تو جو نعمت زماں ماضی میں دی ہوئی تھی اس نعمت کے شاہدوں اور علامتوں سے  
 اپنے اس وعدے کو محکم اور مضبوط کرنے ہیں تاہم وعدہ کو اگلے وعدے پر قیاس کرے اور امید اس کی قوی ہو جاوے  
 اس واسطے ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وعدے کے بعد ان اگلی خدمت کے اور دونوں درخواست کر سکنے  
 ملی تھیں اور کبھی کسی خیال میں نہیں آتا کہ دو نعمتیں کسی خدمت اور ثواب کی عوض میں ملی ہوں یا پھر فرمانے  
 ہیں اَلْمَجِیْدُ لَكَ یَتِمُّا فَاَوْحٰی بِمَا یُنِیْنُ بِاِیَّامِ تَحْمُكُ یُنِیْمُ ہر جگہ دی اس نعمت کا بیان یہ ہے کہ جب آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے میں تھے آپ کے والد عبد اللہ نے وفات پائی اور جب تولد ہوئے اور فریب  
 چھ برس کے تھے کہ آپ کی والدہ نے انتقال کیا پھر آپ کے دوسرے والد عبد المطلب بھی رحلت کی  
 اور آپ کو تین طرح کی بیٹی باپ ما اور دادا کے گذر جانے سے حاصل ہوئی اور اس طور کی حالت میں ادریشہ  
 وہ مخالف لڑکا ضایع ہو جاوے اور خوبی پرورش نہ پاوے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدا سے آپ کے پرورش ہونے کی صورت  
 اس طرح پر ظاہر فرمائی کہ والد کے انتقال کے بعد آپ کے دادا عبد المطلب کے دل میں آنحضرت کی محبت  
 ایسی برہمائی کہ اشفاق پدیری کے قائم مقام ہوئی اور دن اور رات آنحضرت کی محبوبی اور دلبری کے  
 کرشمے انکی ما اور دادا کو دکھانا تھا تا عاشق ہو کر عاشقوں کی طور پر انکے ہلنے اور سنبھالنے میں بری  
 کوشش کرتے تھے اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے پھر جب عبد المطلب کی وفات کا وقت  
 آیا تب انھوں نے آنحضرت کو اپنے بیٹے ابو طالب کے جو آپ کے حقیقی چچا تھے سپرد کیا اور نہایت تاکد سے  
 آپ کی خدمت اور خیر گیری کی ترغیب دی ابو طالب انکی تاکد اور وصیت کے موافق حضرت کی غمخواری  
 اور خدمت گزار بن کر سرگرم رہتے تھے اور اس بیچ میں باطنی تربیت اور تعلیم الہی مخفی نیک اخلاق اور سید  
 ادب پر لاس میں انا کام کرتی تھی یعنی انکی جاں چلن اور سارے چھن سکون بھانے لگتے تھے یہاں  
 تک کہ عدبلوغ کو پہنچے اور بالغ ہونے اور کمالات کی خوبیاں جمع کر کے اپنی قوم کے عزت بخش اور مخیر  
 خاندان ہوئے وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰی اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پھر راہ بتائی تجھے اس پر

اور اضلال کا بیان وہی نہ انجیرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بالغ ہونے کے بعد کمال عقل اور دانائی کے سبب اس قدر معلوم ہوا کہ بتوں کی یو جا اور کفر و جاہلیت کی جس سے اصل اور بونج ہیں نوعی دین کے کھوج اور تلاش کے درپے ہوئے اور ترے لور ہوں کی زبان سے سنا کہ ہمارا اصل دین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال بندھا اور یہ تذبذب بھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کی طرف پورا رجوع ہو جاؤں اور اسکی عبادت بندگی کروں لیکن جب دین امر ایہی نہ کسی کو یاد رہا تھا اور کسی کتاب میں لکھا ہوا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتاب پڑھ سکتے تھے یا ضرور اس دین کے احکام کی کھوج اور تلاش کرنے میں بیقرار ہو کر تہیج تہلیل تکمیر اشکاف جنابت کا غسل حج کے سنا سکا اور کرنے اور خلوت اور گوش نشینی سے اور اسی نوع کے اور دوسرے امور اسے جس قدر معلوم ہوا اس قدر مشغول رہتے تھے اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی سے انکو پاک دین کے اصول پر مطلع فرمایا اور آگاہ کیا اور اس پاک دین کے فروع بھی بہت اچھی طرح سے انکے لئے معین و مفر فرمائے اسدم وہ انکی میزاری جو حق دین نہ ہانے کے سبب رہنی تھی جاتی رہی گویا اپنی کھوئی ہوئی چیز پائی اور جس نام سے جلا چاہتے تھے اور وہ راہ سوجھ بڑتی نہ تھی سو راہ آپ کو دکھلائی اس باعث اس راہ کے نہ ہانے کی میزاری کو راہ بھولنے سے نسبت دی یعنی صالاً فرمایا اور تفسیر اول جنھون نے یہ بات جیسی چاہئے دسی پوری سمجھے سو اس بھولنے کی تفسیر میں بہت دور جا ترے ہیں بعضے کہتے ہیں اضلال سے مراد ظاہر کی راہ بھولنی ہی جو لوگوں کی حالت میں کے کے پہاڑوں کے بعضے درون میں گئی راہ بھول کر حیران بھٹکے پھرنے تھے کہ ابو جہل اونٹنی بر سو راہا جا تک ادھر جا نکلا اور آگ کو اٹھا اونٹنی سو راہ کر عبد المطلب کے پاس لے آیا اور کہنے لگا ہم نہیں جانتے کہ اس تیرے میتے سے بلکہ کیا کچھ بھیجکا عبد المطلب نے پوچھا کون آنو جہل بولا کہ میں نے اس لڑکے کو فلانے در سے میں رستا بھولا بوا بھٹکنا پایا سو اسکو اٹھا کر پہلے اپنی میٹھ کے پیچھے سو راہ کر لیا تو اونٹنی ہرگز نہ چلی میٹھ بیٹھ جانی تھی جب اسکو میں نے اپنے لگے بھلا یا تب یہہ اونٹنی اٹھکر چلنے لگی اس قصے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے سے وہ مشابہت ہی کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو انکے دشمن کے لٹھے سے جو فرعون تھا پرورش

کر دیا ویسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے دشمن کے ہاتھ سے جو ابو جہل تھا انکے دادا عبد المطلب کے پاس پہنچایا اور بعضے کہتے ہیں کہ نبی جلیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی آپ کو اپنے گھر سے عبد المطلب کے یہاں پہنچانے کو لائیں اور مکہ معظمیہ کے دروازے پر آپ کو گنوا یا تو سقر ہوا کر جبل کے پاس گئیں کہ وہ ایک برابست تھا اور وہاں جا کر بلند آواز سے رونے لگیں جبیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا، م مبارک لیا وہ وہیں سارے بت اور مذہب منہہ گر پرے اور بتوں کے انہد سے ایک آواز نکلی کہ یہی اسی ہے کہیا مام یعنی ہی کہ اسی لڑکے کے ہاتھ میں ہماری ہلاکی اور خرابی ہی آسے عرصے میں جبریل علیہ السلام نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکے انکے دادا عبد المطلب کے پاس پہنچا دیا آپ کی دائی نبی جلیلہ بت خانے سے بن آسے ہر کس اس اراد سے نکلی کہ عبد المطلب کو آپ کے گم ہو جانے کی خبر دون نا آپ کو دھونڈیں وہاں گئیں تو کہا دیکھتی ہیں کہ آپ عبد المطلب کے پاس ہیں بہہ دیکھ کر ہمت اچھی بن برین اور دنگ ہو گئیں بس اس وجود ک ضلالت فی کی آبت میں اس نصے کی طرف اشارہ ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ ضلال سے مراد ہجرت کی رنج کا بھولنا ہی کہ کس طرف جانا چاہئے یا تو قبیلے کا کم کرنا یا تو جبریل علیہ السلام کا پہلے پہل نہ پہچاننا یا تو دنیا کے کاروبار کی راہ بھولنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عباؤتین نہایت مشغول ہونے کے سبب دنیا کے کام کاج اور لین دین کے دستور خبر دار نہ تھے اور سرد کا نہ رکھتے تھے یا تو آسانی رستوں کا کم کرنا کہ وہ رستے معراج کی رات معلوم ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ ضلال اس جگہ بل جانے کے معنی میں ہی چنانچہ عرب کہتے ہیں ضل لساؤ فی اللہ یعنی مل گیا ہانی دودھ میں ایسا کہ فرق تمیز نہیں کر سکتے سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے آگے کا خون میں رلے تھے کوئی آپ کو ممتاز کر پہچاننا تھا اور بعضوں نے کہا ہی کہ ضلال کے معنی محبت اور عشق کا مرتبہ ہی چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے باپ کی کمال عاشقی اور محبت کو جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رکھتے تھے اس لفظ سے کہا ہی کہ انہد لفی ضلالک القدیم اس کے معنی کہ بے شک تو اپنے قدیم ضلال میں یعنی تو اسی اپنے اگلے عشق اور محبت میں ہی اور ہدایت سے براد وہ ہی کہ ہم نے تجھے اپنے محبوب مطلوب سے ملنے کی راہ تیلادی الغرض تفسیر والوں کی باتیں اسی



آپ پچیس برس کے ہوئے تب حضرت بی بی خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کو کہ نہایت مالدار تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کالج میں آئیں اس قدر انکی محبت اور خدمت بر لہجایا کہ اپنا سارا مال نقد اور حسن انکے آگے لار کھا اور فریون کے رٹیوں کو بلا کر شاہد کیا کہ اب یہ سب مال اس شخص کا ہی جا ہے لہذا وہ جا ہے رکھ لیوے جب بی بی خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا خلد برین کو سدھارین تب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ کے مال سے فارغ المال کیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں اس قدر درد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا سدھی اور دلبری کی محبت آ پڑی کہ اپنی پونجی کے عالیس فراز درم انکے کار بار میں خرچ کر بیٹھے پھر بعد حرجت کے دینے کے رہنے والے انصار کے مال سے غنی کیا اس سے کفار نابالگار کی فتوح اور غنیمتوں کے مال سے نہال کر دیا اگرچہ انکے بعض معاطے اس سورت نازل ہونیکے بعد ظہور میں آئے پھر جو کچھ کہ علم الہی میں ہی سو گویا ظہور میں آئے سریکہ ہی اس واسطے انکو بھی منت رکھنے کے مقام میں فرمایا اور باوجود ان سب ظاہری بے برداشیوں کے باطنی بے پردائی جسے قناعت کہتے ہیں اس نہایت تک عنایت فرمائی تھی جو اس کے نزدیک سونا اور پیچہ برابر تھا سو تواریخ والے خوب بیان کرنے میں اور تحقیق والے صاحب کمالوں کو یہاں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سبب یتیم کیا تا لوگ یتیموں کی حقارت نہ کریں اور جب کسی یتیم کو دیکھیں تو یاد کریں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی وقت میں یتیم تھے اور یتیم کو بان دیوین کم سے کم اتنا مان جتنا جاہل لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کو مان دیتے ہیں اور اگر سب سے بھی ہی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کی قدر بوجھیں اور یتیموں پر مہربانی رکھیں اور یاد کریں کہ یتیمی کا دکھ کتنا کچھ بھاری ہی اور اس باعث سے بھی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منظوریہ تھا کہ اپنی عمر کی شروع سے آخر عمر تک خدا تعالیٰ کے راسے کسی اور پر پھر دسانہ رکھیں اور جسے عالی نوا کل کار تہہ اپنی کو ملے اور یہ بات یتیمی کے سوا نہیں ملتی اور اس باعث سے بھی ہی کہ یتیم ہونا سوا عادت کے بموجب بچکے اور نفاصلع ہونے اور لٹنے بے ادب ہو جانے کا سبب ہی اور جب کوئی شخص یتیمی کی حالت میں پورے ستھرے لچھن اور بھلی حال سے مدھر جا کے تو بلا تک معجزی کے طور سے مانتے ہیں اور اسکو نبوت کی نشانی جانتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر و سیکنی میں اور دادا چار دو چہ محترمہ بار غار اور انصا جان نثار

یہ سب باتیں انکے دل میں  
انکے دل میں لکھی ہیں

مال سے مستغنی ہونے میں یہہ محمدؐ کی اگر آپ مالدار ہوتے تو مالداروں کے اخلاف کو فی محمدؐ بڑی خوب بند  
 حود میں اور عود مائی کو چاہتے ہیں سنت امدہ جاری ہونے کے بموجب آپ میں اتر کرنے اور آپ کی نسب  
 پر غماست اٹھ بیٹھ مالداروں کے ساتھ ہونی اور آپ کو تواضع پلڑی اور آہستہ پروردگی امدہ کی طرف  
 و مسدم الجاکر فی اور سیکینی کی لذت معلوم ہوتی اور یہہ بھی ایک سبب ہے کہ جس صورت میں آپ کو  
 آپہی کے مال سے مستغنی کرنے تو آپ کے نامہ داروں پر بدگمانی دھرنے کہ شاید لوگ اس شخص کا نشان  
 شان داری اور مال کی خواہش کی طمع کے سبب اس شخص کے تابع ہو گئے ہیں اور خالص اخلاص اور صرف  
 ایمان اور خیر کی باس داری سمجھی نجائی ان بانوں کے واسطے آپ کو فقیر بنے مایہ پیدا کر کے لوگوں کو آپ کی صحت کی  
 کشش سے گرویدہ کیا تا خود بخود اپنی جان اور مال کو آپ پر نشان کریں اور یہہ بات آپ کے کمال پر پہلی دلیل ہے  
 کہ لوگ ظاہری اسباب کے بغیر اس قدر آپ پر گرویدہ ہونے ہیں اور یہہ ان ایک نکتہ ہی سمجھا جاوے کہ ہر آدمی  
 کبھی فقیر کیا غنی ہوتا ہے مایہ اور تھی دست پیدا ہوتا ہے اور دوسروں کے مال سے جمعیت پاتا ہے لیکن اگر  
 وہ آدمی اپنی طرف سے ہوس اور دلچ کر کے مال زیادہ کرنے کی تلاش میں سرگردان رہتا ہے تو سب فطرت  
 ذلیل اور حوا ہو جاتا ہے اور اگر وہ آدمی اور دن کو طرافت اور انانی کی تدبیروں سے اپنا تاع اور فرمان بردار  
 کر کے انکے مال سے فائدہ لیتا ہے تو اسکی عزت اور شوکت کا باعث ہو جاتا ہے اور یہی ماعت ہی کہ بادشاہ  
 غریزی باوجود اسباب کے کہ رعیت کے مال سے مستغنی ہی انکے پاس سے ایک تدبیر کے ساتھ باج خراج اور  
 محصول کے پیسے لیتا ہے اور فقیر طمع رکھ کے آدمیوں سے طلب کرتا ہے بلکہ اس سے بہت کم مانگتا ہے مگر وہ  
 ذلیل ہی بس معلوم ہو کہ مال کا ہونا عزت کا سبب نہیں ہوتا اور اسکا ہونا ذلت اور حقارت کا واسطہ نہیں  
 مان سچ ہی جو مال کہ فتناعت پر وانی اور دلچ سرک کرنے سے فائدہ آوے سو عزت کا باعث ہی اور جو  
 فقیر کہ طمع اور تلاش کے سبب دور دھوپ میں لگا رہے ہو ذلت اور خواری کا موجب ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو اور دن کے مال سے عزت اور حرمت اور غلبے کے طور پر استقلال حاصل ہوا تب آپ کا  
 جاہ و جلال زیادہ اور کامل ہوا اور کبھی کوئی تنگ اور عار کا کلنگ نہ لگا اور جب امدہ تعالیٰ ان تینوں نعمتوں کا  
 بیان پورا کر چکا تب انکے سر کوئی در خواست کے لئے فرمایا کہ فَاَمَّا الْيَتِيمَ فَاِنَّهُ تَقَفَّرَ يَتِيمًا كَرِيمًا

مت دبا اور قہر مت کر یعنی یتیم کا مال اور حق تلف مت کر اور اسکے ساتھ بات کرنے میں تندی اور سختی  
 مت کر کہوں کہ تو بھی یتیم تھا اور یتیم کی لاچاری اور ناتوانی تھی خوب معلوم ہی کہ ذرا سی بات سخت کہتے  
 دل اور آزر دہ خاطر ہو جاتا ہی اور بہ شکر وہ ہی جو الم بعدک یتیم فارسی کی نعمت کے بدل اور نفا  
 میں ہی **وَأَمَّا الشَّيْطَانُ فَلَا تَنْهَرْهُ** اور مانگتے کہ نہ بھڑک کہوں کہ تو بھی عیال دار اور مسکین تھا اور  
 تو مسکین کا دکھ درد جو ب جانتا ہی اور بہ وہ شکر بھی جو **وَوَحْدَكَ عَائِلًا فَاعْتَنِ** کی نعمت کے  
 عوض اور مقابلے میں ہی **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** یعنی اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کو بیان کر  
 کہوں کہ تجھے بہت نعمتیں دی ہیں اور بہت علوم اور عرفان بے پایاں تیرے دل پر نازل فرمائے اور اس  
 نعمت کا شکر وہ ہی جو اور دن کو بھی اُنکے ہانے کی راہ بنا دین اور حصہ غنائم فرما دین اور یہاں اب  
 لطیفہ ہی سو بہ ہی کہ منت گذاری کے مقام میں دین کی نعمت کو جو ہدایت ہی دنیا کی نعمت پر کہ تو نگری  
 ہی مقدم کیا اور جو دین کی نعمت کی عوض اور مقابل تھا اسکو اسوا سچھے لاکھ دنیا کی نعمت کے بدل اور مقابلے  
 میں خلق اللہ پر شفقت منلو رہی اور دین کی نعمت کے مقابلے میں باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے کی راہ دکھلائی  
 ضرور ہی اور خلق اللہ پر شفقت اور مہربانی کرنا ہدایت کرنے پر مقدم رکھا ہی اسوا کہ جب تملک فوت  
 گذران کے کام انتظام نہ پاویں تب تملک شرعی احکام عمل میں لائے اور عاقبت کے سر انجام کی تلاش میں  
 رہنے کی خاطر جمعی میں نہیں ہوتی اور بہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ سائل کو یتیم کے ساتھ پوری برابری ہی اس  
 لئے کہ جو شکر گذاری کے سائل کے حق سے نسبت رکھتی تھی سو یتیم کے بیان سے لگا دی اور نعمتوں کی گنتی میں  
 ہدایت کی نعمت کو تو نگری کی نعمت پر مقدم کیا اس واسطے کہ تو نگری اس وقت نعمت ہوتی ہی کہ جب مال میں  
 تصرف کرنے کی چال معلوم ہو اور تصرف کی چال ہدایت بن خیال میں آتی نہیں اور این تینوں شکر نہ  
 گذاریوں کی مناسبت تینوں نعمتوں کے ساتھ ظاہر ہی جیسا کہ بیان ہوا اور ایک مخفی مناسبت اور ہی  
 کہ یہ تینوں شکر گذاریاں قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کے واسطے شفاعت کرنے پر دلیل  
 ہو سکتی ہیں کہوں کہ یتیم سب ناتوانوں سے نپت نہ تو ان ہی اسکی مدد کرنے میں کوشش کرنا کمال شفقت اور  
 لطف اور رحمت کی دلیل ہی اور سائل اکثر اوقات بے محل جاہلوسی اور مناف اور زاری کے ساتھ

سپاہِ عالم      الرکوع      الضحیٰ      سورۃ الضحیٰ

سوال کرنے سے ستا تا ہی بس باوجود اس ذریعہ کے ستانے ہر صبر کر کے ساتھ حسان  
 ہونے کے گناہوں سے درگزنی کی اور کئے ہوئے کو ذکیا ہوا خیال کرنے کی دلیل ہی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا  
 بیان کرنا ایک مشفق چاہتا ہی اور اُس کے فائدہ کے لئے اس مشق کی برداشت کرنی چاہیے آپ ہی میں عرض  
 معروض کرنے کی مشقین آتھانے کے اور ان کو عذاب پھرانے کی دلیل ہی اور یہ آیت و اما بنعمۃ ربک  
 فخذ فاسرہات کی دلیل ہی کہ عدایتعالیٰ کی نعمتوں کو جو اپنے اوپر اور اسے دہسوں پر ہوں ظاہر  
 کرنا کہہ سنا تا منت ہی لیکن اس وقت کہ نیت خالص ہو جس پروردگار کے شکر کرنے کا زبان سے  
 رواج دینے پر یا بہ ہر دی اور لوگوں کو حاصل ہونے پر ارادہ کرے اور جو کوئی ان نعمتوں کے ظاہر کرنے  
 سے اپنے جی میں شیخی اور خود پسندی کا خوف رکھتا ہو تو اُس کے حق میں جہار رکھنا اور کسی نہ کہنا بہتر ہی  
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ ہر روز اپنی شب بیداری کا احوال لوگوں سے کہا کرنے سے  
 کہ میں نے آج رات اس قدر نماز پڑھی اور اس قدر قرآن مجید کی تلاوت کی بعضے ناصون نے ان پر اعتراض  
 کیا کہ یہ ظاہر کرنا یا کا طور ہی انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی و اما بنعمۃ ربک فخذ  
 اور میرے نزدیک کوئی نعمت اس وقت کے برابر نہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی عبادت سندی کی توفیق عطا  
 فرمائی میں کس سے اس نعمت کو ظاہر کروں اور اُس کی شکر گزارمی سے محسوس ہوں سمجھ لیا جاہت  
 کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزوں کی ہمت تاکید فرمائی ہی  
 ایک یتیم کے حق کی رعایت رکھنا دوسرا سائل کا لیا ظا اور دھیان دھرنا اور تیسرے اللہ تعالیٰ  
 نعمتوں کا بیان کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تاکید کے بموجب یتیموں چیزوں میں نہایت  
 کوشش کرتے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اخلاق اور اطوار کے واقف کاروں کو  
 خوب معلوم ہی حدیث صحیحہ میں آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ یتیم کا پالنے والا خواہ وہ  
 یتیم اسکا قرابت والا سا خواہ بیگانہ کہن کا ہو تو اس کے دن بہت میں میرے ساتھ آیا ملا ہے گا  
 جیسے دو انجمن ہرے کتھ کی ملی ہوئی ہیں اور اپنی انجمنوں سے بنایا اور یہ بھی حدیث شریف میں ہی  
 کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں عرض کرنے لگا کہ بار اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل نیت سخت ہی



کچھ اسکا علاج فرمائے آپ نے ارشاد کیا کہ یتیموں پر شفقت لیا کر اور انکے سر پر ہاتھ پھیرا کرتیرے دل کی  
 سختی دور ہو جاوے گی اور پہنچتی حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی بیار سے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا اور اسے  
 واسطے جتنے اس یتیم کے سر پر ہال ہونگے اتنے ہر ہال کے حساب سے ایک ایک نیکی لکھی جاوے گی اور زمان سلف کے  
 بزرگوں نے کہا ہے کہ جب یتیم رو تا ہی تو عرض ہونے لگتا ہے چو یتیم کو دلبری اور فاطمہ داری کے ساتھ رونے  
 سے خاموش کرے تو گویا عرش کو بلنے سے ٹھہرا یا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش اور داد و بخشش ما و اولاد کو  
 یہاں تک تھی کہ کبھی لایعنے نبین آپ کی زبان مبارک سے بہن نکلے چنانچہ صحیح بخاری میں جا بر صلی اللہ  
 عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی کوئی چیز کا سوال نہ کیا کہ آپ نے اسے جو بہن  
 لا فرمایا ہو جیسا کہ فرز و نسا ع اس مضمون کو مبالغے کے طور پر اشعرین نظم کر کے کہا ہے مَا قَالَ لَا قَطْرَ  
 الْإِنْفِ تَشْتَدُّ لَوْلَا الْكُفْرُ كَانَتْ لَأَنْفُ نَعْمَ تَرْجَمُهُ نَبُولُ الْكَبِيْرِ رِگ رِگ رِگ اپنے تشہد میں نہ تشہد کو نہ  
 تو وہ لا الخافع ہوتا اور صحیح ترمذی میں روایت کی ہے کہ ایک مرتبے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
 بحرین ملک سے دس ہزار درم آئے آپ نے انکو اپنی مسجد کی جھروں پر ڈھیر کر دیا صحیح کی غلط پڑھنے کے بابت لگے  
 پھر پھر تک انہیں سے ایک درم بھی باقی نہ رہا اور اس بیچ میں جو مانگنے والا آیا اسکو دیا بٹن سے فارغ ہو سکے  
 اتفاقاً ایک مانگنے والا وہاں آگلا آئے آپ نے فرمایا کہ اب تو میرے پاس کچھ ماننی نہ رہا جو تجھے دون پر تو بہا نہ  
 جا اور بیو پار یوں سے سیر نام ہو جو کچھ چاہے تو خرید کر اور میرے ذمے پر لکھو اورے جب کچھ میرے گھڑاوسے  
 تہ بین ادا کروں گا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بار بول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ نے  
 آپ کو مقدور سے زیادہ تکلیف فرمائی بہن بھر کا ہیکو اس قدر اپنے ادب پر قرض کا بوجھ اٹھانے ہوا آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش نہ آئی اور آپ کے چہرہ مبارک پر خلی کے اثر ظاہر ہوئے ایک انصاری نے  
 جو وہاں حاضر تھا عرض کیا کہ انفق ولا تنفق من ذی العرش لولا ان ترجمہ دئے اور عرش کے مالک سے محتاج  
 ہونے کا خوف نہ کر یہ سننے سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور آپ کے چہرہ مبارک پر  
 خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور فرمانے لگے کہ اسی طور سے مجھے حکم ہی اور مامور ہوں مآصل کلام یہ ہے  
 کہ آنسر و انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بخشش اور انعام نہایت عام اور از بس نام تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے

اگو میا ز روی سے مہور کا اور بہت دے دینے اور زیادہ خرچ کرنے پر بھی کسی آیت نازل ہوئی چنانچہ پورے  
 اسرا کی نفسیہ میں مذکور ہی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک لڑکے نے لڑکھارشی کی  
 کہ یارول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماعرض کرنی ہی کہ میرے پاس کوئی گرتہ نہیں جو بیٹوں ایک گرتہ مجھے عطا کئے  
 آئے فرمایا کہ گرتی بھر ہرگز آئیں دو گلا وہ لڑکا گیا اور پھر اگر عرض کرنے لگا کہ میری ماعرض کرتی ہی کہ یہی گرتہ  
 جو آپ بیٹے بیٹے ہیں مجھے عنایت فرمائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسیدم دو تھانے کو نشرب فرما ہوئے  
 اور اس کرنے کو اپنے بن مبارک سے انا را اور تہ کر اس لڑکے کے پاس بھجوا دیا کہ لیا اپنی ماگو دے اور آپ  
 ننگ بن بیٹھے رہے اصحاب کہ آپ کے آنے کے انتظار میں بیٹھے تھے بڑنگ ہو کر اٹھ کر چلے گئے غی انالی نے یہ  
 آیت نازل فرمائی **وَلَا تَسْطِنَا كَلَّ الْبَسْطِ** یعنی اس قدر ہانا اٹھ کر لاہ مت کہ کہہ رہے ہو کہ گویں پتھر سے اور  
 اپنے مخلص یاروں مصاحبوں جو دیکھے فائدہ حاصل کر لیکے تیری خدمت میں آتے ہیں صحبت چھوٹ جاوے اور صحیح  
 بنجا رہیں اپاہی کہ ایک دفع کسی عورت نے ایک جاہدار اپنے ہاتھ سے سبکو اور درت کر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی خدمت میں گذرانی اور التجا کی کہ میری آرزو یہی ہی کہ ہے آپ ہی اور میں کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے تمہاری اور  
 کانہ سے بہت سسر لگا سہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس وقت جاہدار کی درکار تھی لیکر ادر سے  
 اتنے بن ایک شخص آیا اور انہاس کرنے لگا کہ یہ جاہدار کہا خوب ہی اور اسکی کناری بہت فاضلی خوش اسلوب  
 دل چاہے مرغوب ہی یارول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جاہدار مجھے عنایت کرو اپنے فرمایا بہت خوب ہے بن  
 وہ جاہدار سے بخشی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجلس مبارک سے برعات فرمائی تب صحابوں نے اس شخص کی  
 علامت کی اور کہا کہ نونے اچھانے کیا کہوں کہ وہ جاہدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محال ضرور اور شریک اور  
 نجانا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سال کو رو نہیں کہتے چوتھے کو سوا سطر وال کہا کہ میں نے یہ  
 جاہدار دنیا میں اور صفحے کے لئے نہیں بلکہ اپنے کفن کے واسطے مانگ لی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 مبارک دل کی مغبول اور محسوب ہوئی تھی اور بہت مطلوب اور مرغوب تھی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان کہ جو آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جنابا قدس الہی سے دینا اور احرمت میں برسات کی مانند برستی تھیں جو آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے رات دن ظہور ہاتی تھیں اور شکر گزار کی مقام میں یکسر فرسوز و فخرن سبکایا فرمایا

اللہی تبرکات کامل



چنانچہ حدیث شریف کی کتابوں کے واقفوں پر ظاہر اولاً یہی اور اس مبارک سورت کی ایک عجیب خاصیت یہ ہے کہ گم گم ہوئے کے واسطے اس سورت کو سات مرتبے پر حکم شہادت کی انگلی اپنے سر کے جوڑ دیکر پھر تہہ پر پڑے پڑا جھٹ فاما ان الله فاما ميت في جوار الله اميت في امان الله واصحت جوار الله سات مرتبے پر حکم دستک دیوے تو وہ گویا ہر ماں بھلا تھا آدھا دگا و الله اعلم بالصواب

### سورۃ المفتح

یہ سورت بھی ہی آسمان آتھ آیتیں اور آتھائیں ۳۸ رکعت اور ایک تو تفسیر فہن آدرا اس سورت کا ربط والضحیٰ کی سورت سے ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں میں اللہ تعالیٰ کو اپنی نعمتوں کی گنتی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر منظور ہے اور دونوں سورتوں کی عبارت کا انداز اور طور بہت ملتا ہوا ہے اور اس سورت میں سے یعنی رافعیوں نے ان دونوں سورتوں کو ایک ہی سورت گنا ہے اور دونوں کو بدون بیچ بن بسم اللہ لانے کے نماز کی ایک رکعت میں ملا کر پڑھنا مقرر کیا ہے لیکن اگر خوب مائل سے ان دونوں سورتوں میں غور کریں تو البتہ انکو معلوم ہو دے کہ اس میں ایک بار ایک بات ہے کہ اس سورت میں ان دونوں کو ایک کہنا درست نہیں ہے نہ لفظ میں نہ معنوں میں نہ لفظوں کے اعتبار سے ایک کہنا اس واسطے نہیں درست ہے کہ والضحیٰ کی سورت میں استفہام غائب کے صحیفے سے ہی جیسے المجدد کے بیٹا فاولیٰ آخر تک اور اس سورت میں مکمل کے صحیفے سے ہی اندر بہت تفریق ہے کہ اس کے سب سے دونوں کا ایک ہونا درست نہیں ہے کیوں کہ یہ بات جدا ہے پر دلات کرتی ہے اور اگر نسبت کی نظر کرنے سے کہ ان دونوں سورتوں میں شمار نعمتوں کا پیغمبر پر منظور ہے تو دونوں ایک ہیں بیچ بن بسم اللہ الرحمن الرحیم کا لانا چاہئے تو یہ بات غلط ہے کیوں کہ ایسی مناسبت بہت سورتوں میں پائی جاتی ہے بلکہ اگر سچ پڑھو تو تمام قرآن شریف ایک ہی کلام ہی تو اس صورت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا کمال دالنا اکثر سورتوں سے بلکہ تمام قرآن مجید سے لازم آتا ہے اور یہ بات غلط ہے اور معنوں کے اعتبار سے بھی ان دونوں سورتوں کو ایک کہنا درست نہیں ہے

اس واسطے کہ جو نعمتیں کہ حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمائی ہیں دو قسم کی ہیں ایک قسم کی دو نعمتیں ہیں جو ظاہر آپ میں پائی جاتی تھیں اور سب عام اور خاص انکو جانتے تھے اور دیکھتے تھے اور دوسری قسم کی نعمتیں ایسی تھیں کہ عوام کی نظر سے بلکہ خواص کی نظر سے بھی پوشیدہ تھیں سو ان دونوں قسموں کی نعمتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنا ضرور تھا اس واسطے حق تعالیٰ نے اول قسم کو واضحی میں اور دوسری قسم کو اس سورت میں بیان فرمایا تاکہ کسی طرح کا اسباب میں شبہ اور دھوکھا باقی نہ رہے اور یہ بھی ہے کہ اسے نعمتیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے خاص تھیں انکی دو قسمیں تھیں پہلی وہ قسم جو آپ کے ظاہر سے نکل رہتی تھی اور دوسری قسم وہ جو آپ کے باطن سے علاقہ رکھتی تھی سو سورۃ واضحی میں پہلی قسم کا بیان منظور ہوا اور اس سورت میں دوسری قسم کا توگو یا ایک سورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصیات ظاہری کے بیان میں ہی اور دوسری سورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصیات باطنی کے شمار میں اور ظاہر اور باطن میں جو فرق ہی ہوا ظہر من الشمس ہی اور اس سورت کے نازل ہونے کا سبب بعض مفترون نے ایسا بیان کیا ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درگاہ الہی میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تو نے حضرت ابراہیم کو حلت کا مرتبہ بخشا اور حضرت موسیٰ کو کلیمہ کی خلعت سے نوازا اور حضرت داؤد کو لوہا اور پہاڑ انکے تابعدار کر کے ممتاز کیا اور حضرت سلیمان کو جنوں اور آدمیوں کی سلطنت سے کرا اور آگ اور ہوا کو انکا فرمان بردار کر کے سرفراز کیا میرے واسطے یہ کون سی چیز خاص کی تو نے اس سوال کے جواب میں حق تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال معراج کے ہونے سے پہلے ہوا ہوا اس واسطے کہ بعد معراج کے ایسی نعمتیں مخصوص جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت ہوئیں کہ کسی نبی کو انبیاء و ائمہ عشر مشیرہ کا حاصل ہوا تھا اور سورۃ الفتح کی نکتوں سے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالیٰ نے بہ مرتبہ یعنی شرح صدر کا بدون طلب کے عنایت فرمایا اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود طلب کرنے کے جناب الہی سے کہ وہ باشرح لی صدی تو بھی بہ مرتبہ حاصل ہوا بموجب

ہدیٰ مصحح کے بن مانگے موقیٰ بن مانگے لے ذبحیہ کہ چنانچہ اس حصے سے جو ان سے اور ان کے بھائی حضرت  
 ۱۰ روئے علیہ السلام سے واقع ہوا تھا یعنی دارھی کا کھینچنا ترے بھائی کی بہہ بات ظاہری اور اپنے تمام پر  
 مفصل بیان ہو گا تاکہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ جو کام حق تعالیٰ کی عنایت سے بے جا ہے اور بے درجہ است  
 آدمی کے ہوتا ہی اس کا مرتبہ برا ہوتا ہی اس کام سے جو آدمی کے طلب کرنے سے ہوتا ہی اور اس  
 سورت کا نام سورہ الم نشرح اس واسطے رکھا ہی کہ اس سورت کا مضمون کمال محمدی علی صابہ الصلوٰۃ  
 و السلام کی اصل اور جبر قرار واقعی دلالت کرتا ہی اس واسطے کہ اس کمال کی حقیقت ہی ہی کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدر معنوی جسکی تفصیل آگے آتی ہی کشادہ اور وسیع ہو کے  
 تجلیات الہی کی روشنیوں سے بہہ جاوے یہی مضمون اس سورت میں بیان ہی اور اس سورت کی  
 خاصیتوں سے ایک بہہ ہی ہی کہ جو شخص اس سورت کو سونے کے وقت سترہ مرتبہ پڑھے کہ اپنی بھائی  
 ہونک لے تو اس کو دوسرے اور خطرے شیطان کا بھی چیرا اور پڑھنا ٹھن اور معاملے کی تہیز و تہ  
 میں خطا اور معمول چوک نہونے پاوے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الکرۃ الفتحیح کہا نہیں کھول دیا یعنی لک صد رک تیری بہتری کے واسطے سینہ تیرا تاکہ وحی کا بوجھ  
 سنبھالے اور حق تعالیٰ کے ہیدون کا وہ سینہ کھینچے ہو اور دعوت کا لینے امت کو اسلام کی طرف  
 بلانے کا اور احکام الہی کے پہنچانے کا غم اور امت اور دین کا غم اور دنیا اور آخرت کا غم سب اُس میں  
 سما جاوے یعنی تحمل اور بردباری حاصل ہو اور پیش اور کدورت اور دشمنی اور بد بھائی اور سب بڑی  
 خصلتیں اس سے نکل جاوین اور روشنی علم اور ایمان اور حکمت کی اُس میں بھر جاوے اور لک کی لفظ کو اس  
 واسطے لائے ہیں کہ تیرے سینے کو کشادہ کرنا تیرے ہی نفع کے واسطے ہی تاکہ تیرا کمال حاصل کرے تو  
 اور اگر یہ لفظ لک کی نہوتی تو یہ معنی بوجھ جانتے اور صدر عرب کی زبان میں سینے کو کہتے ہیں اور  
 طریقت والوں کی اصطلاح میں ایسا معرہ ہی کہ طلب کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ نفس کی طرف ہی



اسی کا نام صدر ہی اور دوسرا دروازہ روح کی طرف ہی وہ بہت کشادہ اور وسیع ہی صدر کی  
 نسبت اور صدر شکی نسبت بہت تنگ واقع ہوا ہی چو جب صدر کو کشادہ کیا تو ظاہر ہی کہ وہ  
 دوسرا دروازہ اس سے زیادہ کشادہ ہو جا جا اس سبب اس جگہ صدر کی لفظ کو لانے اور طلب کو  
 مذکور نہ کیا اس واسطے کہ صدر بجائے تلخ ہی تلب کے واسطے اور اکثر دنیا کی کمزوری کی اور اسکے ظاہری بہت  
 حرص اور خود پرہیزوں کے سبب شبہ سلطان قلب پر اسی صدر کی طرف سے دعوم مجاہد ہی اور تنگ کرنا  
 اور اسکی تنگی سے قلب بھی تنگ ہو جاتا ہی اور عبادت کی لذت اور ایوان کا مزہ لکھنی تنگی کے سب سے  
 کم ہو جاتا ہی اور بظاہر کی بہ طرف یعنی صدر کی کشادہ ہو گئی تو عبادت کا ادا ہونا سنجی دل کی خوشی سے  
 غیر ہوا اور مطلب حاصل ہوا اس جگہ پر جانا چاہئے کہ ترجیح صدر عبارت ہی حوصلے کی فراخی اور حوصلے کی  
 اسکی استعداد کے قدر اور اسکے کمال اور رہنے کے انداز سے اندر کی ہوتی ہی اور ہر رہنے کے حوصلے کی فراخی  
 اور ہر کمال کی جب تک کہ اس رہنے اور اس کمال کو نہ پہنچے ہرگز دریافت نہیں کر سکتا ہی بسبب  
 ہی کہ اکثر عوام الناس چاہتے ہیں کہ بادشاہوں کے حوصلے کی فراخی کو پہنچیں اور اسکو دریافت کر لیں بات  
 چیت سے لیکن ہرگز دریافت نہیں کر سکتے اس سبب کہا ہی لا یعرف الہی الا اللہ ولا یعرف البی الا  
 البی یعنی یعنی ولی کو لی پہچانتا ہی اور نبی کو نبی اور اسی مضمون کی ایک مثل ہی غازی بولی میں مشہور ہی ہے  
 ولی را ولی پہچناسد علی الخصوص سنج صدر مصطفوی کو کسی شجر کو ممکن نہیں ہی کہ گزار دہی اسکو دریافت  
 کر کے اسکو کہ اسکے کمال کا رتہ کہ نبوت کا خاتمہ ہی کسی کو حاصل نہیں ہی تو آپ کے مرتبے کی پہچان ہی  
 کسی کو حاصل نہو گی ولعم مر ما قبل بے کہا ہی انت ہی کسی شاعر نے یا صاحب الجمال دیاسد  
 البشر من وجہک المنیر لقد فخر القرب لا یکن الثناء کما کان حقدہ بعدار فدا بزرگ تو فی قصہ مختصر  
 یعنی اسی صاحب جمال کے اور اسی سردار آدمیوں کے مرتبے چہرے روشن سے تیغ روشن ہوا ہی چاہئے نہیں  
 ممکن ہی تعریف کرنا جسکے لایں ہی انکے بعد خدا کے بزرگ تو ہی ہی قصہ کو لکھنے وہ مشرع صدر یعنی حوصلے کی  
 فراخی کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر اور باطن میں حاصل ہوئی ہی تمسک کے طور پر فقہور اساجمل  
 یعنی گول گول بیان کو ضروری ہوا مشرع صدر معنوی یعنی حوصلے کی باطنی فراخی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح

حضرت علیؑ اور  
 شرح صحابہ کرام

سبھا چاہے کہ آپ سینے میں ایک برامیدان لیں اور دق واقع ہی اور اس میدا میں ایک بری عمارت عظیم الشان  
 بنی ہی اور اس عمارت میں بارہ مجلسیں ہیں کہ بعضی میں دنیل سے تعلق رکھتے ہیں اور بعضی آخرت سے اور بعضی زمین  
 اور دنیا سے اور ہر سو ایک مجلس میں بہ خیال کیا جاہٹے کہ ایک برابر بادشاہ عظیم القدر زمین بٹھا ہی اور سب  
 روسے زمین کے بادشاہ اس کے حضور میں حاضر ہیں اور سلطنت کے دستور اور ملک گیری کے آئین پوچھتے  
 ہیں اور توقعات کسری اور توڑک تیموری اور کلمات طبیات عالم گیری اور واقعات با سری اور آئین اکبری  
 ان سب کتابوں کے مضمون کو جانچتے ہیں کہ یہ آئین اور قاعدے جو ان کتابوں میں لکھے ہیں ٹھیک ہیں  
 یا نہیں اور ملکوں کے استظام کی تدبیر میں اور صلح اور لڑائی کی گھماتیں ہر ہر تلیوں اور ہر شہروں کی اس  
 بادشاہ عالیجاہ سے پوچھتے ہیں اور سب کہتے ہیں اور دوسری مجلس میں ایک بڑا حکیم حاذق بیٹھا ہوا  
 تدبیرین خاکمی اور اخلاق کا ستوا زنا اور آداب کا درست کرنا موافق قاعدے کے جہاں کہ جاہٹے بیان فرما  
 رہا ہی اور برسے برسے زمانے کے حکیم اور جہان کے داننے قاعدے سے سیکھ رہے ہیں اور جو قاعدے  
 کہ وہ ارشاد فرماتا ہی اسطو اور نصیر طوسی اور ابن مسکیر اور ابن سینا اور سوائس کے جو برسے برسے  
 داننا ہیں بہت سے علم اس سے نکلتے ہیں آؤ آگے نے فنون میں بننے ہیں اور تیسری مجلس میں ایک قاضی  
 عدالت کی سند پر بیٹھا ہوا جھگڑے اور قیے لوگوں کے چکار رہا ہی اور دونوں جھگڑنے والوں کو  
 راضی کر رہا ہی اور تمام جہان کے قاضی اسکے حکموں اور فیصل ناموں کو دستور العمل جان کر بری  
 احتیاط لکھ رہے ہیں اور جو قاضی مجلس میں ایک معنی علامہ در فتویٰ کی سند پر بیٹھا ہی اور ایک  
 قانون کا دریا اسکی زبان سے جوش مار رہا ہی اور ہر ایک نئے معاملے کا حکم موافق اصول کے قاعدوں کے  
 کتاب اور سنت سے نکال کر بیان کر رہا ہی اور درویشوں کے لکھنے والے اور فرائض کے کھینچنے والے  
 جہان کے اسکے گرد بیٹھے ہوئے ہر لفظ کو اسکی نقل کر کے اپنی اپنی عادتوں کے وقت اس پر عمل کرتے  
 ہیں اور با سچوین مجلس میں ایک محنت ملکوت پر بیٹھا ہی اور جلا د اسکے سامنے کوسے ہیں اور  
 گنہگاروں کو اور خاقانوں کو اسکے سامنے لا کر ہر ایک کو موافق اسکے گناہ کے سزا دیتے ہیں کرسی پر  
 صہ جاری ہی اور کرسی پر تفسیر اور لہنی قید خانہ میں اور کرسی کو فقط چشم غامی ہو رہی اور چہرہ حساب

قاعدے یعنی کو تو ال کے حکم اور حدود اور نغیر و کی اقامت اور بد عینوں کی تنبیہ سکام کے لوگ اس سے  
 سیکھ رہے ہیں اور وہ برائوں کے مذکر کرنے کے گھانوں میں اور تہوت اور غضب اور ظلم کے رہنما  
 روک دینے کی بانوں میں خوب کوشش کر رہے ہیں اور چھٹی مجلس میں ایک قاری خوش نمان اور خوش الحان  
 سائوں قرأت میں دعوہ اور دایا سے یاد کئے ہوئے رہے ساتھ ہر چہ رہا ہی اور جہان کے قاری دکان  
 حاضرین اور بوجہ اور ہر ہدایت کی تحقیق اس سے کہ رہے ہیں اور وہ کسی اذحام کا قاعدہ ارستا و  
 فرما رہے ہیں اور کسی نثرہ کی کتخف کی سمت اور کسی سے برطون کا فاعل اور کسی اظہار اور انفا اور  
 اسے بطور ایک کی تعلیم ہو رہی ہے اور ساتویں مجلس میں ایک عابد و رورہ اور دلطف اور لڑا گل میں اس  
 مشغول رہی کہ دنیا اور باہمت سے کچھ خبر میں رکھتا اور صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک تلاوت قرآن  
 حمید میں اور ذکار اہم نومی اور صبح میں جزوی اور ضرب اعظم طالع قاری اور اور اسے شیخ محمد احمد  
 علیم کے مطالعے میں مشغول ہی اور انوار و انوار کی کثرت کرتے آسمان اور زمین کے اسکی مجلس سے  
 اہنت حاصل کر کے گروہ کے گروہ گردا گرد اس کے آتے ہیں اور اسکی انکی حضوری میں نہایت انس اور تری  
 لذت حاصل ہوتی ہے کہ دنیا اور دنیا کو فراموش کر دیا ہی اور اس کام کے تلاشی لوگ دکان حاضرین کے  
 اس سے اس بحث میں بوجہ باخجہ کرتے ہیں اور وہ کسی کو دن اور رات میں نفلوں کے اور اگر نیکی کیفیت  
 تعلیم کر رہے ہیں اور کسی کو کتہرا پہنچے اور بانی بیٹے اور کھانا کھانے کی اور بیٹے چاند رکھنے کی اور اس کے  
 دعائیں بتا رہے ہیں اور اسکی اہانت کے سبب ذکر اور در د سے اپنے اپنے عمر کے وقوں کو معور  
 رکھتے ہیں اور انھیں مجلس میں ایک عارف کامل ب ذات اور صفات اور افعال الہی کے اسرار  
 جو جہان میں پھیل رہے ہیں اور ان کے سواے دوسرے معلوم بے نہایت اپنی زبان سے اس طرح بیان کر رہے  
 ہیں کہ گویا سوتلی جہر رہے ہیں اور اس علم کے ثوقین لوگ فتوحات کبہ اور فضوں حکم کے مضمون اور عمارت  
 اس کے زبانی لکھ رہے ہیں اور اسکی لذتیں حاصل کر رہے ہیں اور نویں مجلس میں ایک دافط منبر پر بیٹھا ہوا  
 کلمات و غلط اور نصیحت کے نہایت توضیح اور تشریح سے بیان کر رہا ہے اور ایک مجلس عام جمع ہی اور اس کے  
 کلمات ہندامین کی تاثیر سے دل حشر میں اور در و میں حرکت ہیں کسی کو برسے ثواب کی رغبت دلا کر



سپارہ عم      الرقۃ      رقم      الکونین      سیرۃ النبی

راہ پر لاتا ہی اور کسی کو برے عذاب دناں سے خوف دلا کر توبہ لاتا ہی اور قبر کے احوال اور حشرِ شرکی  
تخلیفین اور حساب اور میزان کی کیفیتیں اور پل صراط پر چلنے کی مشقتیں اور دوزخ کے طرح طرح کے رنج اور عذاب  
اور بہشت کے بھرتے مرتبے اور دو عمل جو ایسے مقام پر نفع کرے یا نقصان پہنچا دین اس سب کا احوال خوب  
شرح اور ربط سے بیان کر کے خاطر نشان کر دے ہی تاکہ کسی طرح کا سبب اُنکے دلون میں مافی نہ رہے سو اسکی  
مجلس میں کاؤز نار بنے حنیہ کو ٹوڑنے ہیں اور گنہ گار فانیں فاجو توبہ کرتے ہیں اور سخت دل نرم ہو جاتے ہیں اور  
حق نامتناہی حق شناس ہو جاتے ہیں اور دسویں مجلس میں ایک رسول اللہ العظیم بیٹھا ہوا امت کو راہ پر لانے  
اور سمجھانے کے واسطے ہزاروں تدبیروں اور حیلے سوچ رہے اور کر رہے ہی اور جن لوگوں کو اس کام کی تدبیر کے  
واسطے اپنا رفیق کر رکھا ہی انہیں سے ہر ایک کو اُنکے حوصلے کے موافق احکام الہی کے پہنچانے کے واسطے  
اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے کے واسطے چاروں طرف بھیج رہے ہی اور ہر قوم کا معاملہ اپنے رسول  
سنگر اس معاملے کے بند و بست کے واسطے تدبیریں کارگر اپنے عقل اور فکر سے خوب سوچ کر ان رسولوں کو  
تعلیم کر رہے ہی اور کہا رہیں مجلس میں ایک مرتد کا مل طریقہ والا بیتھا ہی اور ہزاروں مرتد خدا کے  
طالب اسکی خدمت میں حاضر ہیں اور اپنی اپنی مشکلیں اس سے حل کر رہے ہیں اور وہ ہر ایک کے استعداد و ادب  
جو صلیکے موافق بیگانگی کے ہر دیکے ددر کرنے میں کوشش کر رہے ہی اور مطلب کے پہنچنے کی راہ کا پتا بتلا رہے ہی  
اور ہر ایک احوالوں اور معاموں اور مرتبوں اور منصوبوں کی راہ نافی کر رہے ہی اور مردوں اور خاندانہ لینے  
والوں کے باطنوں میں طرح طرح کی تاثیریں اپنی توجہ باطنی سے پہنچا رہے ہی اور ہدایت اور نفس کی ہاکی کے کار  
رواقی دے رہے ہی بارہویں مجلس میں ایک مجاہدین جاند کا سا نکتہ املکہ کہنے کی مانند بیٹھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
جال کی تجلی نے اس گلیڈن کے بدن کو اپنا گھر ہاگ بھرا یا ہی اور طور کی طرح کی ایک شکل ہی کہ حسن ازلی کے  
انوار دن نے اسکو روشن کر کے خدا کی محبت کی شان میں جلوہ گر کر رکھی ہی اور اپنی محبت کی  
کشش سے لوگوں کے دلون کو منکارت کر رہے ہی اور لا کھون اس ازلی حسن کے عاشق تری تری دور سے فیبر ہیب  
کسی منفعت اور بربد وں خواہش کسی کمال کے حاصل کرنے کے فقط دیدار کے عمو کے دیوانے کی طرح دور سے  
چلے آتے ہیں اور اپنی اپنی شان ان کے فیض کے آستانے پر گھومتے ہیں اور ہر ایک کمال کی ایک جملہ کے مشتاق ہیں

آورد یہ مرتبہ ان مرتبوں سے ہی کہ کسی شجر کو حاصل نہیں ہوا مگر اسی محبوب و مفضل کے طفیل سے اور  
 اس کے امت کے بعض اولیاء کو تھوڑا حصہ اس جمودیت الہی سے نصیب ہوا ہی اسی سبب وہ اولیاء جو اس مرتبے  
 پر رہ مند ہوئے ہیں ثواب و ثلثوں کے محبوب اور خلائق کا مرجع ہو گئے ہیں اور تمام مخلوقات کا جھکاؤ انکی طرف  
 ہوا ہی جیسے حضرت عوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء قدس  
 اللہ تعالیٰ سر ہوا اور اگر کسی کو ان بارہ مجملوں میں یا ان مجملوں کے مضمون میں کسی طرح کا شک یا شبہ  
 یا طرین آوے تو اسکو چاہئے کہ ان معطلوں میں جو ان بارہ مجملوں میں بیان ہوئے ہیں تامل کرے اور خوب  
 غور کر کے دیکھے کہ ان بکاموں کی اصل کہاں سے ہی توبہ تک اسکو یقین ہو جا جائے کہ یہ سب کا زمانہ ایک  
 جھلک ہی کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے انواروں سے جیسے درخت کی جڑ کی تازگی سے شاخ شاخ  
 اور پتہ پتہ ہر ر ہتا ہی اور جیسے دریلے نہریں نخل کے چاروں طرف جاری ہوتی ہیں اسی طرح سے  
 حقیقت میں سینہ پاکینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرض کنخزانہ کے مانند تمام کمالات طاہری اور  
 باطنی سے ہوا تھا اور ہر ملت اور مذہب اور طریقے میں دن اور رات وہی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نور برکی مانند اسی خزانے سے جوش اور کامی اور ان گردہوں کو اپنے مجنون سے ممتاز کر دیا ہی چنانچہ بارہ  
 جانے والوں پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مطالعہ کیا کرتے ہیں بہت جلد ہی ہنریں اور پہرے حکمت  
 کا عہدہ ہی کہ ہمیشہ ایک طرح بر کاموں کا ہونا بغیر حاصل ہونے ان کاموں کے ملکہ ہن ہوتا اور  
 وہ کمال کے مرتبے میں جس قدر مشغوم ہوں گے اسی قدر اس ملکہ کے کمال پر دلالت کرینگے اور ظاہری شرح  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیربیان کرنے ایک مقدمے کے سمجھنا بہت مشکل ہی سودہ مقدمہ بہر  
 ہی کہ جینکے عالم کی نسبت ظاہر کے عالم سے ایسی ہی جیسے حمل کی نسبت فرغ سے ہوتی ہی اور جیسے آدمی  
 نسبت کے سائے سے جو چیز کہ عالم ظاہری میں پائی جاتی ہی اگر عالم غیب میں اسکی کچھ اصل ہی تو  
 بہتر ہی اور جو ہن ہی تو جیسے دھوکھا کہ ایک دم میں مت جاتا ہی اور جیسے جو تھا خیال کہ کچھ اصل نہیں رکھتا  
 اسی طرح جو چیز کہ عالم غیب میں پائی جاتی ہی اگر اسکی کوئی مثال یا کوئی صورت ظاہر کے عالم میں نہیں ہی تو  
 اسکی مثال ایسی ہی جیسے بے جھل کا درخت اور مدلول بے دلیل اور بے نشان اسی ہوا کہا ہی کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ظاہری شرح و مدعا  
 بیان

جو کچھ عالم ارواح اور عالم غیب میں ہی وہ مصدر اور جبر ہی اور جو کچھ عالم اجسام اور عالم ظاہری میں ہی وہ  
منزلت اور شان اس کی ہی قریب ہے۔ مقدمہ جانا گیا تو اب جانا چاہئے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معنوی نوح صد عالم غیب میں ثابت  
ہوا تو عالم ظاہر میں بہ معاملہ چار مرتبہ ظہور ہوا پابیلے درتے میں اس وقت ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ملک بیت میں  
کہ آپ کے پاس نے، فات ہائی بھر جب آب پیدا ہوتے تو آپ کی مانے جا کہ پرورش کے واسطے کسی دانی کو سہرو کر بس  
اس واسطے کہ عادت عرب کی اس طور کی تھی کہ اپنے لڑکوں کو پرورش کے واسطے باہر کے دایوں کو دے دیتے تھے اور وہ ایسا  
بت اپنے گھرو میں لجا کر پرورش کر کے دو چار برس کے بعد پہنچا دیتی تھیں اتفاقاً ان دنوں بھی کئی عورتیں  
دودھ دیا جانی سعد کے قبیلے کی کہ عائف کے گرد و نواح میں رہتے تھے چونکہ لینے کے واسطے مکہ معظمہ میں  
انہی تھیں اور مالداروں کے بچوں کو لے کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
یتیمی کے سبب کسی قبول کیا ایک عورت جگنا نام لیا صلیمہ تھیں اور ان کے ساتھ آئیں تھیں اور بہت  
مناس تھیں اس سبب کسی اپنا بچہ پرورش کرنے کو ان کو نہ دیا تھا وہ بیچاری نہایت چہران اور پریشانی تھیں  
کہ بغیر کوئی بچہ لئے خالی ہاتھ لوٹ جانا بڑی سخت اور شرمندگی ہی لا جا رہی تھی کہ ہی دل میں تھرائی کہ اس رات کے  
بنیم کو اگر کچھ نفع لئے پرورش کرنے میں نہیں ہی لیکر چلے یہ سوچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لے کر روانہ ہوئیں اور  
انہی سواری کا ایک گدھا نہایت دہلا تھا کہ چل سکتا تھا جو وہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دین لے کر سہر  
سوار ہوئیں دوہن وہ گدھا اس قدر قوی اور تیز رہا کہ بگدھوں سے آگے چل گیا باوجود اس کے کہ  
کہ دو سب آگے سے چلن تھیں تمام قافلہ والوں کو اس بات کے دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا جب بی بی  
صلیمہ اپنے گھوڑے میں بیٹھیں اپنی بکریوں کو کہہ دے وہ بلی بے دودھ چھوڑ آئی تھیں سب کو موتا تازہ دودھ ہا رہا یا ان  
سب باتوں کے دیکھنے سے ان کو یقین ہوا کہ یہ سب اس بچے کے قدموں کی برکت سے ہی تو نہایت شفقت  
اور پیار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پرورش کرنے لگیں یہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
گھوڑے چار سال کے ہونے ایک دن بی بی صلیمہ کے بیٹوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو تشریف لے گئے تھے  
دوڑ کے آپ کو جنگلیں بکریوں کے پاس چھوڑ کر اپنی ماں کے پاس کھانا لینے کو گئے تھے اور آپ ایک بکری کے  
پاس کھوتے تھے کہ ایک دو گدھ کی شکل کے جانور نمودار ہوئے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا بیان

وہی شخص ہی دوسرے نے کہا ان پر وہی شخص ہی چہرہ و نون آب کی طرف متوجہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 اُسے خوف معلوم ہوا تو وہ ان سے آب جگے آخر ان جانوروں نے آب کو آگے لیا اور دونوں بازو آب کے  
 پکر کر زمین پر چت لٹایا اور اپنی چونچ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور سینے کے اندر سے  
 دلو کو بھی نکال کر چاک اور اس دل کے اندر سے ایک قبلی جی رہی سیاہ حول کی نکال کر پھینک دی اور کچھل  
 بہ خون جا ہوا مردار شیطاں کا حصہ ہوتا ہی ہر آدمی میں اس سیراٹکے دل سے نکال دالانا کبھی شیطان کے دوست  
 نکال دال قبول کرتے بعد اس کے ایک نے دوسرے سے کہا وہ برف کا پانی لایا پھر اس سے آپ کے سینے کو دھویا  
 پھر اولے کا پانی منگوا کے اس سے دلو دھویا اس کے بعد سینہ منگوا یا اور سینہ ایک چہرے کی ذرور کی طرح  
 اور ذرور کہنے ہیں چہرے والی چہرہ کو اس کو آپ کے قلب مبارک پر چہرہ کا پھر ایک دوسرے سے کہا اب ہلو  
 سی دے پھر اس کو سب دیا اور نبوت کی ٹہر کر دی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو بھی سیکر  
 برابر کر دیا چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہما کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم تھے کہتے ہیں کہ  
 میں نے اس سینے کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے مبارک پر دیکھا تھا القصة فی فی جلیبہ کے  
 رسکے کو کھانا لیتے گئے تھے آہنیچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ حال دیکھ کر بہت گھبراتے اور اس وقت  
 اپنی لمبے جا کر کہا کہ بھی بہ حال سنکر نہایت گھبرائیں اور اپنے قاعدہ کو لے کر اس وقت آگے پاس اس  
 جنگل میں پہنچیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جو جنگل کوڑے ہیں اور رنگ مبارک آپ کا زرد  
 ہو رہا ہی بی بی علیہ نے آپ کو نہایت شفقت سے اپنے گود میں لے کر تسلی اور دلاسا دیا اور احوال پوچھا  
 کہ کہا گزرا آتے ہی زبان مبارک سے جو کچھ کہ گزرا تھا اب بیان فرمایا بی بی علیہ نے اس روز سے آپ کی  
 گھما بی بہت کرنا شروع کی اور آپ کو ایک لاکھ سے باہر جانے دیتی تھیں یہاں تک کہ انکے غاندنہ ان سے  
 کہا کہ یہ لڑکا کچھ عجیب و غریب ہی ایسے ایسے معلق اسکے ساتھ ہوتے ہیں کہ ہماری عقل میں نہیں آتے  
 ایسا نہو کہ اس کو کسی طرح کی اذیت یہاں پہنچے بہتر بہہ ہی کہ انکو انکے دادا عبدالطلب کے پاس پہنچا دین  
 چنانچہ آپ کو اسی عمر میں آپ کے پاس پہنچا دیا اور اس وقت کے شرح صدر سخن تعالیٰ کو منظور بہہ تھا کہ لڑکوں کے  
 دلو میں جو رغبت کھیل کود کی اور دوسرے لائق کاموں کی ہوتی ہی وہ آپ کے دل سے نکل جاوے چنانچہ

ابا ہی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچن اور طفولیت کی حالت میں بھی کھیل کود کی طرف رغبت اور خواہش تھی جس طرح اس عمر میں دو سکر لڑکوں کو ہوتی ہی اور اب کا اٹھنا بیٹھا اب کا اندازے سے لیکن اور وفار کے ساتھ تھا اور سرتبے کا ایمان بہہ ہی کہ اس صان اور عالم اور ابو نعیم اور ابن عباس اور رضی اللہ عنہم اور عبد اللہ بن احمد نے مسند کی زوائد میں صحیح سند روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دس برس کے ہوئے تو ایک بچل میں تھے وہ ان دو آدمیوں کو دیکھا اور اب فرماتے ہیں کہ میں نے نام عمرا سے لورانی چہرے آدمی نہیں دیکھے اور ایسی خوشبو انہیں آتی تھی کہ میں نے کسی عطر میں نہیں سونگھی ہی اور لٹکے کپڑے ایسے نفیس اور صاف اور براق تھے کہ چہرہ اب کپڑا دوسرا آج تک میری نظر میں نہیں آیا اور وہ دونوں شخص جبریل اور میکائیل تھے ان دونوں نے میرے دونوں بازو ایسے آستینگی سے پکڑے کہ جھکو کچھ بھی معلوم ہوا اور جھکو بیٹھ کی پٹی پر جٹ لٹایا کہ کوئی جوڑ میرا بچل نہوا اور دکھ نہ پایا چہرہ انہوں نے میرا پتہ ہاک کیا اس طرح سے کہ کچھ دکھ درد نہ ہوا اور خون بھی نہ نکلا اور ایک اینٹ سے سونے کے ٹٹتے بن بانی لانا تھا اور دوسرا اندر سے پت میرا دھوتا تھا ہوا ایک نے دوسرے کو کہا کہ انکے دلکو جاگ کر کے کیونہ اور بدخواہی کو اس سے دور کر دو انہیں دلکو چہرے کے ایک بھٹکی بندھ خون کی ٹھال کے پھینک دی چہرہ کہا شفقت اور مرہبانی کو انکے دلین دال دے سو ایک چیز جاندی کے نیل کی طرح کی لاکر میرے دل میں دال دی اور ایک کو بھی دو ایسے دردینے چہرے کی چیز کی طرح کی لاکر اسپر چہرے کی چہرہ لگو تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پکر کر کہا جا دہیشہ خوش رہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس وقت اپنے دل میں رہوئے برسے پر شفقت اور رحمت ہا تا ہوں اور اوقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلوغ کے قریب پہنچے تھے اور جوانی کے لوازمات میں شہوت یعنی نفس کی خواہشوں کی طرف جھلنا اور غصہ اور غضب کا حوش مارنا ہی سوان گناہوں کے بچانے کے واسطے جو شہوت اور غضب تعلق رکھتے ہیں اور اکثر انکا جوش اور خروش جوانی میں یا بعد اسکے ہوتا ہی آپ کے سینہ مبارک جاگ کر نادیہ سے مرتبے ہوا پتیرے مرتبے کا ایمان بہہ ہی کہ جب زمانہ بعثت کا قریب پہنچا اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کا بیان

وقت وحی کے نازل ہونے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک پر نزدیک آیا تو بھر تیسرے مرتبے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو صاف کرنے اور فوت دینے کے واسطے جاگ کیا اور اس نصی کو پہنچنے اور ابو نعیم نے دلائل میں اور ابو داؤد طیالسی اور حارث ابن ہشام نے اپنی مسندوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے کا اعکاف نذر مانا تھا اور اپنے اوپر لازم کیا تھا اور حضرت فدیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کے ساتھ اس اعکاف میں شریک ہوئی تھیں اور اتفاق سے وہ مہینہ رمضان کا تھا اور دونوں ایک غار میں اعکاف کی نیت سے بیٹھے تھے ایک رات کو اسی رمضان کی راتوں سے وقت کے دیکھنے اور ستاروں کے پچاننے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تھے کہ یکایک ایک آواز اسلام علیک کی آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جانا کہ یہ آواز جنوں کے جھپٹ کی سی ہی ہے یعنی کسی جن کا اس مکان میں گزر ہوا ہے یہ سوچ میں دور اور غار میں پہنچا اور حضرت فدیکہ کو اس حال سے خبردار کیا حضرت فدیکہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ خوشخبری کی آواز ہی اس واسطے کہ سلام علیک کا لفظ امن اور امانت کا نشان ہی اس آواز سے مت در و پھر دو سر مرتبے آپ باہر نکلے تو کہا دیکھتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک تخت پر جبکی جگہ افتاب کی سی ہی بیٹھے ہیں اور ایک پر اپنا مشرق کو اور ایک مغرب کی بجایا ہی آپ فرماتے ہیں کہ اس حالت کے دیکھنے سے جھکو پھر در معلوم ہوا اور چالاک پھر میں غار میں گھسوں لیکن جبریل علیہ السلام اتنی فرصت جھکو ندی اور جھپٹ غار کے دروازے پر آگئے یہاں تک کہ لنگے دیکھے اور ان کے کلام سے میری دہشت جاتی رہی بلکہ اُسیت حاصل ہوئی پھر جبریل علیہ السلام مجھ سے وعدہ لیا کہ فلاں وقت اکیلے آنا آپ فرماتے ہیں کہ میں اس وعدے کے وقت ایلا اگر دیر تک انتظار میں کھڑا رہا جب بہت دیر ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ اب گھر کو جاؤں یکایک بنا دیکھتا ہوں کہ حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام دونوں درمیان آسمان اور زمین کے بری عظمت اور شان سے آتے ہیں بس آتے ہی جھکو زمین پر لٹایا اور میرے سینے کو جاگ کیا اور میرے دل کو نکال کے بونیکے

طشت میں زرم کے پانی سے دھویا اور ایک چیز اسے نکال دالی کہ کچھ بھی محکمہ معلوم ہوا پھر دلو کو اپنے مکان پر رکھ کر سینے کو درخت کر دیا اور دونوں فرشتوں نے سبر کا تھہ بانوں بکڑے کے التابکا حصر کھڑی برتن کو اس کے اندر کی چیز گرنے کو اوندھا کرتے ہیں پھر ایک مہر میری پیشہ ہر کر دی یہاں تک کہ اس مہر گرنے کا صد مہر میں اسے دل پر پایا پھر مرتبہ معراج کی رات کو اور اس مرتبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کے چاک ہونے کا سبب تھا کہ آپ کا دل مبارک عالم ملکوت یعنی عالم ارواح کے سپر کی فوت حاصل کرے اور ان تجلیات کی روشنی اور چمکتے ہوئے انوار کے دیکھنے کی طاقت ہذا کرے کہ جن دیکھنے سے دل میں دھشت آجاتی ہی اور قصہ معراج کا موقوف اور مشہور ہی اس کے بیان کرنے کی اس جگہ ہر کچھ حاجت نہیں ہی اور اس قصہ میں ایمان اور حکمت کے دل کو پر کرنا بھی مذکور ہی چنانچہ اپنے مقام پر گزرا ہی حاصل کلام کا یہ ہی کہ طاہرین چاک کرنا آپ کے سینہ مبارک کا معنوی شرح صدر کا نمونہ ہی کہ دنیا میں کئی مرتبہ ظہور میں آتا اور اس شرح صدر ظاہری کے مکر ہونے کی وجہ سے اس قصہ کے بیان میں ذکر کئی گئی چنانچہ پوشیدہ نہیں ہی اور جو پہلی نعمت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہی تھی کہ سینہ مبارک کو اس قدر کشادہ کر دیا کہ بے انتہا کمالوں کی گنجائش اس میں ہو سکے اس پر اس سورت کے اول میں ہی نعمت کو استعمال انکار کی طور پر باد دایا ہی کہ بموجب قول نفعی النفع اثبات یعنی نہیں کی نہیں سے مطلب ثابت ہونا ہی ذہنی ثبات کو مفید ہوتی یعنی لہ شرح صبیغہ نفعی کا ہی جب اس پر مزہ استعمال انکار کی کالائے تو پہلے نفعی کی نفعی ہو گئی یعنی کیا نہیں کھو لاہم نے سینہ تیرا بلکہ بنے شک کھو لاہی اور یہی مطلب ہے اس کے بعد دو نعمتیں اور بھی کہ اسی نعمت کے تاثرات ہیں تفسیر کے واسطے لائے ہیں ان دونوں میں سے ایک یہ ہی **وَوَضَعْنَا** اور اتار لیا اور ذور کیا ہم نے اس جوصل کی کت ادگو کے **شِبِّ عَنَّاكَ وَدَّمَكَ** تجھے تیرا بوجھ اس واسطے کہ جو کچھ کہ آدنی کی روح میں استعداد ہوتی ہی سو اپنی جبلت اور ہدایت کے موافق ہونے کے حاصل کرنے کو زنجبت کرنا ہی اور جب اس کے اور جو زجند اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے ہیں تو وہ چیز ہر ہر جاری ہو جاتی ہی جسے کوئی برے قصد والک سرداری اور بادشاہی لینے کے واسطے موافق استعداد کے اسکی طبیعت خواہش کرتی ہی اور یہ بات بغیر بہت مال خرچ کے اور بغیر بہت توج جمع کار بغیر بری بری محنتیں ہونی کھینچے اور برے برے رنج روحانی اٹھانے کے حاصل نہیں ہو سکتی لاچار کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
جو شرح اسے شرح صدر کا بیان

دل پر بھاری پرتی ہی پھر اگر حوصلے کی فراخی حاصل ہوئی تو ہر کمال کے حاصل کرنے میں جو مخالف چیزیں بیکے  
 نرازم ہونگی اور پیش آدگی تو اسے بسبب اسکا دل ننگ اور خفا نہو گا آہا بوجھ کا اثر ہلدی اس کے دل سے دور ہو جا  
 اور اسے دلو نہایت سبکی اور آسانی حاصل ہوگی اَلَّذِي تَقْضَى ظَهْرَكَ وَه بوجھ جسے تیرے ہی کر دی گئی  
 اور تو نے کے قریب کر دی تھی پیٹھ تیری اس واسطے کہ تیری ہمت جاہتی تھی کہ ان سب کمالوں کو حاصل کرے  
 اور نفسانی فتونات کے سبب تیرا دل تلگی کرنا تھا پھر جو بچنے تیرے حوصلہ کو کٹا وہ کر دیا تو یہ سب  
 تشویشیں پھیرستان ہو گئیں اور تفسیر کر نیوالے عالموں کی فکر اس دوز کے میان میں ادھر ادھر لگتی ہی  
 لیکن بات کی حقیقت کو نہیں پہنچی چنانچہ بعضوں نے کہا ہی کہ وہ کہہ معطلیہ سے نکلنے کا غم تھا اور مدینہ میں  
 پہنچا دینے سے وہ غم جاتا رہا اور بعضوں نے کہا ہی کہ وہ غم کا فردن کی شہرارت اور دستکاری کا تھا  
 اور حق تعالیٰ کی تائید سے وہ غم جاتا رہا یعنی اسلام غالب ہوا اور بعضوں نے کہا ہی کہ وہ غم دین چینی  
 اور اس کے حکون کے پانے کا تھا سو قرآن کے نازل کرنے سے اور شہر بیت کے حکون کے میان کرنے سے  
 اس غم کو بالکل مٹا دیا اور بعضوں نے کہا ہی کہ وہ غم امت کا تھا سو شفاعت کے مقام کے دینے سے اس غم کو  
 کھو دیا اور بعضوں نے کہا ہی کہ وہ رسالت کی برادری کا غم کا تھا سو وہ جان نثار یاروں کے ہم  
 پہنچا دینے سے نیت اور باہو کر دیا جیسے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذی  
 النورین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین بہر حال جو کچھ ان بزرگواروں نے ذکر کیا ہی ایک نقطہ  
 ہی اس پر رہا ہے اور ایک پر پھر ہی اسی طواری سے آرد دوسری نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 شہج صدر کی پہہ ہی کہ وَرَدْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور بلند کیا یعنی تیرے واسطے ذکر تیرا یعنی جب  
 اس مرتبوں کے کمالوں کی جمعیت جھکو حاصل ہوئی کہ الہیت کے مرتبے کا ظل اور سایہ ٹھہرا اور اس  
 جمعیت کے ساتھ منفرد اور طاق ہوا تو اب تیرا ذکر حق تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ کرتے ہیں جیسے کہتے ہیں  
 کہ افسد اور اسکا رسول خوب جانتا ہی یا کہتے ہیں کہ افسد اور رسول کا ایسا حکم ہی کہ بیسی تباہداری  
 چاہتا ہی اور یہی ہر ادر ہاتھن قبایہں کو لیا جائے آہہ حدیث شریف میں وارد ہی کہ ایک روز  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مل علیہ السلام سے بوجھ کہ میری فکر کے ساتھ ہے یا نہیں

فرد کے سنوں کا تقاضا  
 بیان



حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تمھارے ذکر کو حق تعالیٰ نے اپنے ذکر کے نزدیک کیا ہی اذان میں اور  
 کبیر میں اور النجات میں اور خطبہ میں اور کلمہ طیب میں اور کلمہ شہادت میں اور زما بعد اربعہ کلام میں جیسے کہ  
 اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ اور گناہ کی حرمت میں جیسے وَمَنْ بَعْضُ اللَّهِ وَمَنْ بَعْضُ الْخَلْقِ اور لَمَّا نَسَحْتُمْ حَسْبُ  
 اَنْفُسِكُمْ اَبَدًا اَبَدًا جانا چاہئے کہ جس کلمہ ذکر حق تعالیٰ کا ہی اس کلمہ رسول کا بھی ذکر ہی کرنا ہے جاسپر ہے اذانی کے  
 آخر میں کہ فقط لا اله الا الله کہا جاتا ہی دوسرے چھانے کے بعد کہ فقط الحمد لله کہا جاتا ہی تیسرے نوح کے  
 وقت کہ فقط سلمہ کہا جاتا ہی اور ان کلمہ پر رسول کا نام نہ لینے کی ایک وجہ ہی کہ اپنے تمام بزرگ کی  
 جاوگی اور جب تینوں نعمتوں کو ذکر اصلی اور فرعی میں بیان فرمایا تو وہ خصوصیت کہ اس راہنما کے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہی بنت ہوئی اس بیان فرماتے ہیں کہ بے بس اس صبر کی برکت ہی کہ سختیوں پر  
 کیا تم نے اور ہماری راہ میں ریخ اَتْخَا يَا حَاقَ مَعِ الْعُرْسِ فِيمَا بُوِئِحُنَّ بِرِشْكَلِكِ اس تھوہ آتی ہی کہ  
 در کا وہ لہا سے عین اس سختی میں نصیب ہوتی ہی اور وہ آسانی اس سختی کے بوجھ اٹھانے کی طاقت دینا ہی  
 کہ اس سبب وہ سختی آسان ہو جاوے کہ اگر اس مصیبت گذر جائے کے بعد یا پہلے اسے اس سختی کو یاد کریں تو  
 اسے اٹھانے کی طاقت اپنے میں پناہ میں ہو کالات حاصل کرنے میں اس قسم کی آسانیاں آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو شرح صدر اور فراخی حوصلے کے سبب عنایت ہوئیں تھیں تاکہ آپ کے دل کو تنگی اور کدورت  
 حاصل نہوا اور ہر حال کے تحصیل کو باوجود پیشتر سے مزاحم اور موافق طرح کے انجام کو پہنچاویں اِنَّ مَعَ  
 الْعُسْرِ يُسْرًا اَتَيْتُمُنَّ اِسْرًا مَشْرُكًا اس تھوہ آسانی دوسری بھی ہی اور وہ دوسری آسانی ہر متون اور  
 درجوں کی بند ہی ہی اس واسطے کہ مصیبت میں صبر کرنا اگر حق تعالیٰ کی رضا کے واسطے ہی تو حق تعالیٰ کی درگاہ میں  
 مرتون اور درجوں کی بند ہی کا سبب ہی اور اگر بندوں کے واسطے ہی تو اس بند پر اپنی خدمت اور شغف کا  
 خنق ثابت کرنے کا سبب ہی کہ منصب اور مرتبے کی زیادتی دیکھنے کے وہ سختی اور مصیبت بالکل آسان  
 ہو جاتی ہی چنانچہ یہ معاملہ دنیا داروں میں جزب اور آزمودہ ہی کہ دنیا کے مرتبے اور جاہ کے واسطے  
 سرتک دینے میں بھی آہ نہیں کرتے ہیں اور اس تغیر پر وہ اعتراف ہی اس مقام پر مشہور ہی دار میں  
 ہوتی ہی وہ ہر ہی کہ مع کا عیب کی کثرت میں ملنے اور ساتھ ہونے کے معنوں میں ہی تو چاہئے کہ تنگی

ان میں سے کچھ کلام  
 جان بوجھ کر نام لے گا  
 اس کے لئے تھوہ لیا جاوے

اور فراموشی کا زمانہ ایک ہی ہو اور یہ ممکن نہیں ہی الوسطے کو دزدون کا جمع ہونا ایک زمانے میں لازم آتا ہی والصدان لایبجمعان اور دزدین پسہن اکتھ نہیں ہو سکتیں اس وجہ کی توضیح علمکے قاعدوں کے موافق یہ ہی کہ دزدون کا جمع ہونا جسے جسے دو اعتباروں سے ہو سکتا ہی جیسے کہتے ہیں مگر روزہ رکھنا اگر ہر مشقت ہی لیکن مسلمانوں کی موافقت اور ہماری کے سبب اسان ہو جانا ہی اور مصیبت ولے کو اگر ہر دکھ ہی لیکن ثواب کا پانا اور امدت عالی کی خوشنودی کو پہنچنا آسانی ہی اور افلاس اور تنگدستی اگر ہر فقیر کو دنیا کی مشقت کا سبب ہی لیکن آخرت کے حساب کتاب سے نجات پانا اور جو رونا اور بہت ماروں سے بے دہشت ہونا اور ظالم حاکمون کے تاوان لینے سے بچنا کمال آسانی ہی تو ہو سکتا ہی کہ ایک چیز ایک ہی زمانے میں ایک اعتبار سے مصیبت ہو اور دوسرے اعتبار سے آسانی اور بعضے مفردوں نے کہا ہی کہ مع کالفاظ لغت میں اگر ہر مفارقت اور نزدیک کے واسطے ہی لیکن جو ایک چیز بعد ایک چیز کے جلدی حاصل ہوتی ہی تو اس نزدیک کو بھی ملنا بولتے ہیں اور مع کے لفظ کو مان استعمال کرتے ہیں اور یہہ مقام بھی اس قسم کا ہی اس واسطے کہ دنیا کی سختی اگر ہر لہنی اور دراز ہو لیکن جآخرت دنیا سے بہت متصل ہی تو گو یا جس دانی نہیں ہی اور دنیا سے ملی ہوئی ہی ؛ اور اس آیت کے مکر لانے کی دو وجہیں ہیں پہلی وجہ یہہ ہی کہ حدیث شریف میں وارد ہی کہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نہیں ہوئے گو سے بار شریف لائے اور صحابہ سے فرمایا کہ خوش ہوئی تعالیٰ نے دنیا کی ہر سختی کے بعد دوسا نی کا وعدہ فرمایا ہی ایک آسانی دنیا میں اور ایک آخرت میں چنانچہ بعضے ذی فنون نے اس بیت میں اسی مضمون اشارہ کیا جہا سے اذاشتندت بک البلوی ففکرت فی النشج ؛ فعسربین یسربین اذافکرقتہ فافح یعنی جب مجھ کو کہیں تجھ پر بلائیں تو غور اور فکر کر ام نشج کے مضمون میں اس واسطے کہ ایک سختی دوسا نیوں میں واقع ہوتی ہی جو جب ہر مضمون کو غور کر جائے تو خوشیا کر اور شادیان کہ میری بھی سختی رہنے والی نہیں ہی اور حدیث صحیح میں وارد ہی کہ لن یغلب عسربین یعنی ایک سختی دوسا نیوں پر غلبہ کر سکیگی اور اگر کسی کی دل میں یہہ شبہ گذرے کہ جس طرح یسردو جگے پر مذکور ہی اس طرح عسربہی دو جا پر مذکور ہی جو عسربہی وحدت اور یسردو کا تعدد کہاں سے ہو جائیگا اسکا جواب یہ ہی

کہ عورت کے جاننے والے کہتے ہیں کہ جب مکہ سے کو بعد مکہ سے باعتراف کے لائے ہیں تو وہ حجابی کو چاہتا ہی  
 اور دونوں کے مضمون جدا ہوتے ہیں اور جب معرے کو بعد مکہ سے باعتراف کے لائے ہیں تو وہ نماذ کو چاہتا  
 ہی اور دونوں کا مضمون ایسا ہوتا ہی جتنا صحیح تعالیٰ فرمایا ہی اور سلنا الیٰ فرعون و سولا  
 فصّیٰ فرعون الکرسول یعنی الرسول کی لفظ معرّفہ ہی مکہ کے بعد ہیے رسول کے بعد آئی ہی اور  
 دونوں لفظوں سے مراد ایک ہی رسول ہی اسطرح جانی وجہل رجل فعال رجل بن بھی ظاہر ہی  
 کہ مکہ کے بعد مکہ آج ہی اور دونوں سے عمدہ علیحدہ رجل مراد ہیں تو یہاں پر کسی کو درتے معرّفہ لائے  
 لیکن دونوں ایک ہیں اور یہ کہ دونوں سے بزرگہ لائے تو دوسرے بوجھ گئے اور دوسری وجہ  
 یہ ہی کہ یہ تکرار تاکیدی کے واسطے ہی اس واسطے کہ مصیبت بن امیہ دست فی کی منقطع ہو جاتی ہی  
 تو اس مقام میں گمان اسباب کا تھا کہ مصیبت میں چھٹے ہونوں کو شاید حاصل ہونا آسانی کا بعد اس  
 سختی کے یقین نہو اس واسطے آسانی کی کیلانے کی احتیاج ہوئی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر  
 انہی نعمتوں کے شمار اور یاد دہی سے فراغت ہوئے تو ان نعمتوں کا شکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 طلب فرماتے ہیں کہ **فَاذْأَوْعَتْ فَاذْصَبْ** مہر جہت فارغ ہو بربرنے اور ہم مصیبت جن کے ادا کرنے سے  
 وہ مرتبے اور منصب کہ تم کو دے ہیں یعنی جیسے نبوت اور رسالت اور ہدایت اور معرفت اور خلافت  
 کبریٰ اور تقضا اور انفا اور حساب اور تعبد اور ولایت اور سلاطین جو ہیں بجز کعبہ اور محف کہ وہ  
 تعالیٰ کے یاد کرنے بن **وَاللّٰی رَبُّکَ فَاَوْعَتْکَ** اور اپنے پروردگار کی طرف رضیت کر اور دل لگا  
 ایسا پروردگار جسے تنھاکر کسی طرح سے پرورش کیا اور ایسے کمال کو پہنچا با کہ کسی کو بھی آدم سے  
 میسر نہوا اور سوئے کسی کو اپنی نظر میں جگہرت اور دہے مفر دے اسکے بنے کہے ہیں کہ جب فرض  
 نماز سے فارغ ہو تو دعا کے واسطے **اَتَقْرَأُهَا** اور بعضوں نے کہا ہی کہ جب اللجأت کے برہنے سے فارغ ہو تو  
 تو انہی دنیا اور آخرت کے واسطے دعا کر آسے یہاں بہا ترقی رہا ایک سوال کہ عریت کے واقف کار ذکر کرتے ہیں  
 وہ یہ ہی کہ المذبح کو مضارع کے صیغے سے اور اسکے معطوفوں کو جیسے **وَضَعَا لُوْرَعْنَا** کو انہی کے  
 صیغے سے کہ واسطے ذکر کیا اسکا جواب میں تغیر میں اشارہ کیا گیا ہی کہ **مَضَعَا لُوْرَعْنَا** کا پہلی نعمت ہی

سپارغ ع

الركفة رشيد الكرم

سورة التين

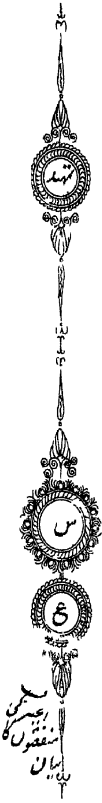
بلکہ بے نغسون کی چیز ہی تو ہمزہ استعمال نکھاری کا اسکی نفی برلائے اور مضارع کی صیغے سے ذکر کیا تا کہ شرح صدر کے نجد اور دوادم و رولات کہے اور وضع اور رفع فرعی نعمتین بن اور بھل کر شرح صدر کے سبب حاصل ہوئی ہیں اس واسطے انکو ایسے صیغے سے ذکر کیا کہ اسم پر رولات نکرے اور اس ترکیب میں اسبات کی طرف بھی اشارہ ہو کہ شرح صدر کے سبب وضع اور رفع سے بھی فراغت پائی جیسے یہ جب شرح صدر کا بلکہ وضع اور رفع دونوں عمل بن ایک اور ہو چکے اس واسطے کہ وضع اور رفع اسی شرح صدر کا شرح ہی اور اسی کا چل و اعلیٰ

سورة التين

یہ صورت ملی ہی اس میں آٹھ آیتیں اور چونکہ اسکی اور تیر تیر حرف ہیں اور اس پورے کا نام سورۃ تین اسواسطے رکھا ہے کہ تین عرب کی لغت میں ابجد کے پھل کو کہتے ہیں اور ابجد فائدہ بخشنے اور غیوں میں ب میوں سے جامع ہی جسے آدمی کا بدن ب بدنوں سے جامع ہی اور اسی جامعیت کے سبب مستحق فیضان روحی کا ہوا ہے کہ جامع کمالات کا ہی بس مشابہ ہی قرآن کے لفظوں کے ساتھ کہ سمیت والے بہت سے اسماء اور ہیں اور اس صورت میں ثابت کرنا شرح اور معاد کا ہے آخرت کمال تا کہ سب سے منظور ہی اسکی ہے اندھا ہا میں مذکور ہیں

سورة التين

والتین قسم ہی بخیر کی اور بخیر کو اور میوں سے ایک خصوصیت ظاہری ہی اور ایک خصوصیت باطنی تو جو ظاہری خصوصیت ہی وہ ہم ہی کہ وہ غذا بھی ہی اور دا بھی ہی اور وہ بھی ہی اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ طیف سبب الہضم لمن طبع اور سے مواد کو بدن کے اندر سے پسنے کی راہ کمالہ دینا ہی اس واسطے باوجود جو اسکی تپ کو مفید ہر تپا ہی اور بلغم کو تحلیل کر تپا ہی اور گردے اور مثانہ کو سنگریز سے بال کر دیتا ہی اور بدن کو موٹا کر تپا ہی اور سہم کو کھول دینا ہی اور رفع کرنے میں کبدا اور طحال کے سدھ کو بے نظیر ہی اور ایک جامعیت اس میں ہے کہ سب کھانے میں آتا ہی کوئی چیز پھینکنے کے لائق نہیں رکھتا قرآن کی طرح بالکل مغزی مغزی نہی ہے جھلکا رکھتا ہی کہ کھانے میں نہ آوے نہ کھلی رکھتا ہی کہ چھسکی جاوے



تین

س

ع

سپارغ ع  
سورة التين

آواز حدت تریف میں وارد ہی کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایک طباق بھرا ہوا  
 بھینروں کا بطور ہرنے کے لایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ انہیں سے نوسن جان فرمائے اور یاروں کو  
 بھی ارشاد فرمایا کہ کھاؤ کہونکہ یہ بیہ گتھلی نہیں رکھتا اور بہشت کے میوے بھی ایسے ہی ہیں سو اسکو کھاؤ  
 کہ ہر اسکو راجکو دفع کرتا ہی اور فقیر کسی درد کو نہایت مفید ہی اور حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی  
 اللہ عنہم سے منقول ہی کہ ہمیشہ اچھے کھانا گندہ دہی کو دفع کرتا ہی اور کسی بالون کو برہا تا ہی اور فالج  
 سے امن دینا ہی اور عجائبات ماس میوے ایک بیہ ہی کہ برابر ایک لٹھے کے بنایا ہی نہ چھو تا نہ بڑا کہ کھا ہوا  
 کسی طرح کی محنت اور زحمت نہ آوریہ جو اشلی باطنی خصوصیتیں ہیں موائیں سے ایک بیہ ہی کہ یہ بیوہ کھانہ کو  
 سے نہایت مشابہت رکھتا ہی کہ ظاہر اور باطن اسکا ایک ہی اسواسطے کہ گتھلی رکھتا ہی نہ چھلکا  
 بخلاف اور میووں کے کہ باہر کائے کھانے کے لاین ہی اور اندر کا چھیک دینے کے قابل دوسرے  
 بیہ کہ اس بیوے کا عجیب درخت ہی کہ اپنے کمال کو قبل دعویٰ کے ظاہر کرتا ہی کہ اول بھلتا ہی اور  
 پیچھے چھو لتا ہی بخلاف اور میوؤں کے درخون کے کہ اول کے چھول پتے نکلنے ہیں پھر صحیح سے میوہ ظہر  
 ہوتا ہی گویا کہ یہ درخت صحت ایثار کی رکھتا ہی کہ اول غیر کو فائدہ پہنچاتا ہی بعد اسے اپنی آراستگی  
 اور فائدہ کی تدبیر کرتا ہی اور دوسرے درخت معاملہ دار لوگوں کی طرح سے ہیں کہ اول اپنا جھلا کرتے ہیں اسکے  
 بعد اور دن کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور ایک بیہ بھی ہی کہ جس قدر فیض یہ بیوہ رکھتا ہی اور میووں میں نہیں  
 ہی کہ ایک سال میں کئی بار بھلتا ہی اور باوجود ان سب باتوں کے اس بیوے کے درخت کو ایک تبری  
 سنا جت ہی انسان سے کہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بہشت میں سبب تھمیر ہو جانے کے بہشتی لوہے کا  
 الٹی اٹاری گئی اور ننگرہ گئے تو گھبر کر جس زحمت کے نزدیک گئے کہ اسکے تے لیکر ابلتیاں دھا لیکن وہ درخت  
 اونچا ہو گیا اور پتے انکو نہ دے اور جب اچھر کے درخت کے پاس گئے تو بہرہ اونچا ہوا تھا انہوں نے اسکے  
 پتے بہت سے توڑ کر اپنی مشرگاہ کو چھپا با اور بعض کسان لاک بنے کھیتی کرنے ولے کہتے ہیں کہ کامل جھار  
 وہی کہ حسین دس جیرین موجود ہوں جراورد الیانا امدہتے اور چھول در میوہ اور گتھلی ڈر گونا اور چھال  
 اور جھلکا اور شیرہ جیسے کھجور کا درخت کہ بے دو چہرین اس میں موجود ہیں اور جس درخت میں ان میں چہرے

کم ہو دین وہ درخت ناقص ہے بس انجیر گٹھلی ہیں رکھنا ہی تو چاہیے کہ وہ قصص ہو حجاب اسکا بہہ ہی کہ بہہ  
 نقصان عین کمال ہی کہو کہ گٹھلی کچھ کھانے کی چیز نہیں ہی پھینک دینے کی چیز ہی بس ہونے سے اسکا نہ ہونا  
 بہتر ہی حاصل کلام کا بہہ ہی کہ جناب باری نے اسکی جمعیت پر یعنی سب ہونے کی خوبیاں انہیں موجود  
 ہیں اور فائدہ پر اور بے ضروری پر نظر فرما کر اسکی قسم کھائی ہی اور اسکی مناسبت کو جو انسان کی مناسبت  
 ساتھ رکھنا ہی رعایت فرمائی ہی وَالزَّيْتُونِ اور قسم ہی ریتوں کے درخت کی کہ پھل کو بھی ہنسکے  
 زیتون کہتے ہیں اور وہ بھی جامع یعنی جمع کرنے والا ہی بہت سے فائدہ دن کو ظاہر ہیں بھی اور باطن میں بھی  
 پھر وہ جو ظاہر کے فائدے ہیں انہیں سے ایک یہہ ہی کہ جب پھل کو ہسکے ہسکے میں اچار بنا کر استعمال کرنے  
 ہیں تو معدہ کو قوت دیتا ہی اور ہموک کو برہانا ہی اور زیتون کا پختہ پھل کھانے سے بخوبی سپر ہی حاصل  
 ہوتی ہی اور بدن کو موٹا کرنا ہی اور قوت باہ کو برہانا ہی اور اگر زیتون کی گٹھلی کا مغز جرجی اور آتے میں ملا  
 کوڑھی کے بدن پر ملین تو کوڑھ دفع ہو جاتا ہی اور اگر زیتون کے شیرہ کا عورت صاف لیوے تو بچہ دان کا  
 بہنا موقوف کر دیتا ہی اور جس نمک باقی ہیں کہ زیتون کے پھل والے ہون اگر اسکی کلی کر بن تو دانتوں کی  
 جردن کو مضبوط کرنا ہی اور جو کچھ کہ بجز میں فائدے سے جمع ہیں کہ غذا بھی ہی اور بہہ بھی اور دوا بھی ہی وہی  
 فائدے زیتون میں بھی موجود ہیں کچھ زیادتی کے ساتھ اور دے فائدے سے ہیں کہ زیتون کا ساہا سال  
 فائدہ باقی رہتا ہی اس طور سے کہ جس قدر کہ اس سے کچھ جھرتے ہیں اسکا نین بنتا ہی اور اسکو زیت لائق  
 کہتے ہیں کہ قذیلون اور چراغون میں جلانے کے کام آتا ہی اور روشنی اسکی نہایت صاف اور لطیف ہوتی  
 ہی کہ اور چیز دن کے تیل کی وہی روشنی نہیں ہوتی اور جو بک عامتا ہی تو اسکا بھی تیل نکالتے ہیں اسکو  
 زبنت الطیب کہتے ہیں کہ خوشبودار ہوتا ہی اور فائدہ بخشنے میں بے نظری اور قویج کے دمع کرنے کے واسطے  
 اور سدوک اور اسمال کے واسطے خاصیت ارمدی کے تیل کی رکھنا ہی اور نین میں اور لیب کرنے میں روغن  
 گل کی مانند ہی اور تری اور جمرہ اور قوبا اور صناع اور بالون کی سیاہی اور درنیوس اور وچ مغاصل اور  
 سبل اور طوبت غلیظ کو کہ لپکوں میں پہنچتی ہی بہت مفید ہی اور اگر بچھو کے کاتے پر لگائے تو بہت فائدہ  
 کرتا ہی اور جو خصوصین کہ باطن میں انہیں سے ایک بہہ ہی کہ جب اسکا نین بنتا ہی تو کمال نور اینت اور چمکت

رسوں کے فائدوں کا بیان

سیدالرائی اور اس سے پہلے یعنی باطنی حصہ جس کا مال والوں کے ساتھ نہایت مناسبت رکھتا ہے کہ جب اسے  
جات بھل کر دیا صحت کھو گیا میں گلا کر روح کے لطیف کرنے میں کوشش اور جانفشانی کر کے نہایت نرمی اور  
اطلافت پیدا کرنے میں توفیقی نورانیت اور روشنی حاصل ہوئی ہے اور باوجود اس بات کے تیل اسکا دھونڈی  
سیما ہے پاک ہونا ہی ارواح کا مذہبی توفیق کی مانند جلا اور تیلوں کے کہ باطل ریاضت کرنے والوں کی طرح سے  
ملی جوٹ دہن کی سبب سے ہوتے ہیں اور یہ بھی ہی کہ خود اور مستدل والوں سے کمال مناسبت رکھتا ہے  
کہ معلوم ہے احوال کو مگر کی قوت میں ڈال کر لگاتے اور اذیتا ہے تاکہ روشنی اور چمک پیدا کرے اور چیز کی  
حقیقت دریافت کرنے میں چراغ کی روشنی کی طرح کام میں لایوں اور یہ بھی ہی کہ کمال مناسبت رکھتا ہے قرآن کے  
اظہار سے کہ جب اسے مسنون کو لفظوں کی کچھ چیز سے ملحدہ کریں تو حقائق الہی کے نور کی تابش اور روشنی دکھاتا  
ہی اور یہ بھی ہی کہ کوئی درخت دنیا میں اتنی بڑی عمر نہیں رکھتا جتنی کہ یہ درخت رکھتا ہے کہ فلسطین  
جو ایلیہ بزرگ مشہور و معروف ہی اعظم شام میں دنان زیتون کے جھاڑ تو نائیون کے ماٹھ کے لگاتے ہوئے  
اب تک موجود ہیں کہ وہ لوگ سکندر کے زمانے میں اس ملک کی طرف آئے تھے بس درخت کی عمر ان  
درختوں میں سے آج کی تاریخ تک دو ہزار برس کے قریب ہوئی ہے اور یہ بھی ہی کہ بہت پیدائش کی کچھ برس  
درخت کی عظام کا ٹک ہے کہ جگہ ایسا ڈن اور ایسا ڈن سکے رہنے کی ہی اور یہ بھی ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ  
السلام نے اس درخت کے برکت کی دعا کی ہے اور یہ بھی ہی کہ قرآن مجید میں اس درخت کا نام شجرہ مبارکہ  
فرمایا ہے اور یہ بھی ہی کہ ان تفسیر لکھا ہے کہ جو کوئی اپنے خواب میں دیکھی کہ زیتون کے پنے ماٹھ میں لٹے ہی  
اس کو خوشخبری ہے کہ عہدہ الواقعیے شریفیت کی سیدھی راہ اسکے ماٹھ آگے اور ایک مریض ابن سیرین رضی  
عہ علیہ کے ہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سسر دار تعمیر کرنے والوں کے تھے اگر کھما کھجوا خواب میں بنایا ہی کہ  
دونوں لایوں سے کھا ابن سیرین نے کہا کہ زیتون کے پھل کھا کہ اسکے حق میں قرآن شریف میں لاشوقہ  
ولانصرہ بیٹہ وارد ہو ہی اور حدیث شریف میں ہی کلمہ آمن اللذیت یاد تھو باہہ فانہ من شجرہ بناؤ کذا  
یعنی کھا زیتون کا تیل اور بدن برطواس کو کہ وہ برکت ملے درخت کا تیل ہی حاصل کلام کا یہ بھی کہ اس قسم  
میں ترقی واقع ہوئی ہے پہلی قسم کہ جس سے یعنی پہلی قسم میں بھی کر دیا دفرمایا تھا کہ ظاہری فائدے رکھتا ہے

بغیر باطن کی نوریت سے اور اس قسم میں زینون کو یاد فرمایا کہ ظاہری فائدوں کے ساتھ باطن کی نوریت بھی رکھنا ہی انسان کے کمال سے اسکو مناسب زیادہ ہی و طو و سینین اور قسم ہی بھارتوں پہاڑ کی سمجھا جائے کہ طو لعت میں پہاڑ کو کہتے ہیں اور پہاڑ دو قسم ہوتے ہیں ایک بھارتوں کے لئے کہ ان سے جسے جاری ہوتے ہیں اور بسبب اس باطنی کے طرح طرح کے بھارتوں میں آنگے ہیں جیسے اخروت اور جو دہی اور انھر اور یوں اور دوسرے بے درخت جسے سال اور سالوں خود رو یہ آپ ہی آپ پیدا ہوتے ہیں اور دوائیں جیسے عقولہ و غیرہ اور مصالح گرم جیسے لوگ لیلایعی و غیرہ اور جو دارینے نرسبی اور زہر اور لاکھوں بوتان نقصان کرنے والی اور فائدہ بخشنے والی نمودار ہوتی ہیں اور جانور عجیب جسے پہاڑی بکری کہتے ہیں جسے برسہ اور ہرن حسین مشک کھنا ہی اور مرغ زین اور ان کے سوا اور بہت جانور عجیب و غریب دکان پیدا ہوتے ہیں اور قسم معدون کی جیسے بطور اور پتہ اور بہت سی جنرین اس قسم میں پیدا ہوتی ہیں بس جامعیت ایسے پہاڑ کی نہایت عالی مرتبہ ہیں ہی کہ نائلت بھی انہیں موجود ہیں اور حیوانات بھی اور ارواح جناتی بھی مثل دیوبہری کے ایسے پہاڑوں میں بہ ہوتی ہیں اور ان چیزوں کے فائدہ کی امید پر بہت سے آدمی بھی دکان رہتے ہیں بس ایسے پہاڑ کہ ایسے عجائبات کا مجمع ہو رہا ہی کہ عشر عشرہ اسکالسی جاے ہر معلوم نہیں ہوتا لیکن باوجود جمیع کے ہر پہاڑ بھارتوں دار تجلی الہی سے خالی ہی جب بسے پہاڑ میں تجلی الہی بھی حاصل ہوتی تو جامعیت کا ملنے واسطے حاصل ہوتی سو اس قسم کا پہاڑ بھارتوں والا ایک پہاڑی مدین اور مصر کی راہ میں کہ اس پہاڑ کو فلسطین کہتے ہیں اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس پہاڑ پر تجلی الہی سے سرفراز کیا اور آذانی انا اللہ رب العالمین کا ان کے کان میں پہنچایا اور کلیم کا مرتبہ اس پہاڑ پر انکو حاصل ہوا اور بعد اس قصے کے بھی حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جا کر بہن مساجد تین کی ہیں اور بطلے کھینچے ہیں اور عبادتین کی ہیں اور نورب کی تخمیناً بھی جناب الہی سے اس ہی پہاڑ پر انکو نہ عنایت ہوئی ہیں بس جو پہاڑ باوجود ظاہر کی جامعیت کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحی اسراروں کا بھی اور انکی عبادت کی نوروں کا بھی جمع کرنے والا ہوا اور جس نور اور اسرار نے کہ ان میں پہاڑ میں تجلی فرمائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ ہوش کیا اس قدر اس ملک انفراسکا مستقیم اور باقی رہا کہ علی تر اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ



یعنی فرعون اور زما نون تک قرب حاصل کرنے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تائید اذن نے اور احکام شرعی  
 ادا ہونے میں کافی ہوا پس شروع اور انتہا اولاد موسیٰ کی تمام ہی اسراہیل اُس سے نونانی اور در استہ  
 وہی مبارک پہاڑ تھا اس سبب اس قسم میں پہلی قسم بھی ترقی فرمائی کہ جو نور بتون میں ہی وہ نور حضرت  
 ہی اور جس نور نے اس پہاڑ پہنچائی فرمائی اور اس کو نکرتے نکرتے کر دیا نور آسمی تھا کہ علی مرالدھور والایام  
 یعنی فرعون تک اور مدتوں تک تاثر اس کی باقی رہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات کے ہمارے ابدال اباب  
 تزد تازہ دکھائی دے دے خشک پہاڑ کہ تین ہائی نہ ہمارے تو وہ موت آدمی کے جسم کی مانند ہیں کہ ظاہر  
 میں آدمی نظر آتا ہی اور باطن میں گئی ہائی کیفیت نہیں رکھتا اس واسطے غالب قسم سے اس سے بچنے کے  
 واسطے لفظ سین کا فرما یا پر چند اصل لغتین طور سینین، ربوبی، دلے پہاڑ کو بولتے ہیں لیکن عرف میں بہر لفظ  
 خاص اسی پہاڑ کے واسطے ہی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچائی واقع ہوئی تھی اور لفظ سینین کا  
 منطقی قوم کی تفسیر کرنا ہی کی قسم کے کھتی کرنے دلہ ہیں اور اس لفظ کو عرب کے لوگ کئی طرح کے تفسیر  
 استعمال کرنے ہیں کبھی سینین کہتے ہیں کبھی سیناسین کہتے ہیں کبھی سنفونہ سورہ قدا صلح میں واقع ہی اور کبھی  
 سیناسین کہتے ہیں کہ اس تھ چنانچہ او بعد اذ ذرا فرما دیا کہ کثیر تر تھے ہیں اور بعض مفسروں نے کہا ہی کہ مراد  
 انجیر سے اصحاب کعب کی مسجد ہی کہ اس کے گرد انجیر کے ہمارے ہیں اور مراد بتون سے بیت المقدس کی  
 مسجد ہی کہ گردا گرد اس کے بہ درخت کثرت سے ہیں اور بعضوں نے کہا ہی کہ بتون سے مراد بیتا کا پہاڑ  
 ہی کہ وہ بیت المقدس سے مشرق کی طرف واقع ہی بلندی مسجد قبی سے اور حدیث شریف میں آیا ہی  
 کہ بیت المقدس حضرت صید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں جب  
 المقدس کو نشہ ریف دیکھیں اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھ کر فارغ ہوئیں تو مسجد کحل کو طور بتا پڑتے شریف  
 ہوئیں اور وہاں پر بھی نماز پڑھی جو مسجد پہاڑ کے کنارے پر کو سے ہو کر ادا دیا کہ اسی جاگہ سے لوگ  
 قیامت کے دن متوفی ہوئے کچھ بہت کہ جاوینے اور کچھ دوزخ کو اور یہ وہی پہاڑ ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 بہاں سے آسمان پر لے گئے ہیں اور اُس مکان کی نصاریٰ بہت تعظیم کرتے تھے اور کرتے ہیں اور اس  
 پہاڑ کے سر پر ایک فرنگل نے کہ اس کا نام ہیلان تھا ایک کینہ بنایا تھا اور اس کے اندر ایک قصبہ بنایا تھا

۸  
 تیلوہار کابیان

سپانہ عم

الکفر اللکفر

سیرۃ المدین

کہ اسکو مصعب بن عمیر علیہ السلام کا کہتے تھے یعنی میری سلام کی جڑھنے کی جاگہ ہوتے ہوتے وہ اپنے ہاتھوں سے  
 لیکن بالفعل اس پر پانچ سو نو سو بیس کا درخت ہی کہ قریب سے ایک مسجد بنائی ہی اور اس مسجد پانچ سو بیس  
 ایک غار ہی صاف کہ بہت لوگ اس مکان کی زیارت کے واسطے جاتے ہیں اور اس درخت کو خزانہ العزری  
 کہتے ہیں اور جب سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کو فرنگیوں کے ہاتھ سے فتح کر لیا تا م زمین طور زیتا کی  
 شیخ احمد حکاری کو اور شیخ علی حکاری کو برابر آدھوں آدھوں نصیب کر کے دفع کر دی اور ہر ہاتھ سے چھ سو بیس  
 دی جو کی سال پانچ سو چوبیس ہی بن واقع ہوا اور وہ زمین اب تک ان دونوں شیخوں کی اولاد کے ہاتھ  
 میں ہی سب اس صورت میں اول اس جاگہ کی قسم کھائی کہ اصحاب کھف کی ولایت کے انوار کی جاگی اور  
 دسے لوگ پہلے گروہ میں اولیا بنے کہ فنا کی راہ پہلے تھے انوار نبوت عیسیٰ کی جلے کی قسم یاد  
 فرمائی تھے اسکے انوار موسوی کی جلے کی قسم کھائی بعد اسکے فرماتے ہیں **وَهَذَا الْبَلَدُ الْكَاثِمِينَ** اور  
 اس شہر امانت والے کی باطن والے کی آدر و اس شہر کے معظمہ کا شہر ہی کہ جامعیت میں نہایت کو پہنچا ہی  
 اس لئے کہ ہر شہر قسم کے لوگوں کو حصے سپاہی اور سوداگر اور پیشے والے اور فنی اور فقیر اور عورت اور مرد اور  
 سوائے اور قسم قسم کے چیزوں کو جامع ہوتا ہی جیسے بادشاہ اور حاکم اور مکانات متبرک اور مقام شہداء  
 اور قبور اولیا اور ایسا کی اور عبادت خانے اور مسجدیں ان میں ہوتی ہیں اور طرح طرح کی بوتیاں اور قسم قسم  
 جا اور پرند اور چوندان میں پرورش پانے ہیں لیکن کسی شہر میں بیت امد یعنی خدا کا گھر کہ ہمیشہ تخلی الہی کے اثر میں  
 جگہ ہمیشہ اور ب مخلوق کی عبادت کا قسبلہ ہیں ہی مگر ہی ایک شہر میں کہ معظمہ کہ بہتر بزرگی ہی اسکو  
 نصیب ہوتی ہی اور اس سب اسکو جامعیت کامل حاصل ہوتی ہی اور ان سب وصفوں کے ساتھ پیدا  
 ہونے اور بنی ہونے قائم اللانیا صلی امد علیہ وسلم کی جاے ہی اسس جامع دنی محمدی صلی امد علیہ وسلم کے  
 اسرار کا اور اس جناب کی نبوت اور ولایت کے ذرائعین ظاہر اور تائبان ہیں اور وہ نبوت اور ولایت کا  
 نہایت جامع دوسری نبوتوں اور ولایتوں سے ہی سب اس قسم میں برتری ترقی ہوگی جماعت کی الگلی قسم کی  
 بر نسبت کو یا کی یہ جماعت ایسی جماعت ہی کہ سب عالم افضل کے اور عالم اعلیٰ کے اسرار دون کو اور بھید و  
 اپنے اندر سمیت لیا ہی اور خالق اور خلق میں رلا ملا دیا ہی اور شہر کہ ایک شہر ہی لبتا کہ لبتا اور اسکا

زیادہ ہی چڑاؤ سے اور بہار گرد اس کے قطع کی مانند واقع ہوئے ہیں اور ان پہاڑوں کے ہونے کے ساتھ بعضے طرف دیوار شہر بناہ کے طور پر بنائی جاتی ہے دیوار کے مشرق کی طرف ہی وہاں مصلیٰ دیوار کر کے مشہور ہے کہ مقبرہ شریف اسٹیشن شہر کا ہی آردہ دیوار کے مغرب کی طرف اور کچھ شمال کی طرف محافل مدینہ مغربہ جنوبی کے ہی اسکو سور باب الشیخ کہتے ہیں آردہ دیوار کے مین کی طرف ہی اسکو سور باب الیمین اور سور باب الملاح بھی کہتے ہیں اور قبر بن دیوار ذمعی مشہور تھا سو لوہہ میں حکم سے وہاں کے شریف کے کہ حسین بن عملاً تھا واقع ہوئی اور طول اور عرض اس شہر کا تقدیری کہ باب مصلیٰ باب ماجن تک چار ہزار چار سو پندرہ گز ہی اور باب مصلیٰ کے ایک کھانہ تھا یہ گھر دو سو بیس گز زیادہ ہی اور گرداگرد اس کے دو پہاڑ ہیں ایک کو ابو قیس کہتے ہیں آردہ دیوار کے وہ سنگ سبز کا ہی انمقابل ابو قیس کے تعین کیا کہتے ہیں اور ان دونوں پہاڑوں کو حسین کہتے ہیں ابو قیس کو خشت شرقی اور فصفاں کہتے ہیں آردہ کے معظمہ میں عمارتیں بہت ہیں اور یہ جیسے اور چشمہ دار کوٹے اور دفنی حوض اور حمام بہت ہیں چنانچہ فاکھی کے زمانہ میں کہ اس مقام کا موضع ہی سو لہہ عام گرم ہوتے تھے اور اس شہر کو دو قسم مہرا یا ہی ایک مصلیٰ ایک مصلیٰ اور دار الجبزان کہ نزدیک کوہ صفحہ کے دانے طرف کے معظمہ کی مصلیٰ کی ہی آردہ دار الجبزان مائیں طرف کے معظمہ کے ہی نشانی مصلیٰ کی ہی اور بہت شہر گرم اور معظمہ کی ولایتیں داخل ہی آردہ ولایت دریمان میں ولایت تمام اور عراق اور مصر اور یمن کے واقع ہی اور اس ولایت میں کئی شہر داخل ہیں چنانچہ ایک ان میں سے یہی شہر ہے اور ایک مدینہ مودہ اور ایک عامہ اور بہت پر گئے ان تینوں شہروں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور عمل کے معظمہ کا بعضی طرف سے دس منزل ہی خصوصاً جو سرحد کہ مین کی طرف واقع ہی اسکو ضلکاں کہتے ہیں وہ کے معظمہ سے دس روز کی راہ ہی اور بعضی طرف سے کچھ سے مدینہ مکہ کی طرف کہ سرحد اس طرف کی ایک گائون ہی کہ اسکو اسکو اضا وہ بن صیفی کہتے ہیں اور وہ ایک گائون ہی درمان عسفان اور مکہ کے دیر منزل پر ہی اور عراق کی طرف ایک گائون ہی کہ اسکو عمیر کہتے ہیں وہ بھی اسی قدر ہی اور گرداگرد کے معظمہ کی حد حرم کی ہی کہ وہاں شکار کرنا اور درخت کا تنہا درخت ہین ہی اور اگر اتفاقاً کسی نے وہاں شکار یا جھاز کا تاننا سیر گزارہ آتا ہی اور حد حرم کے دروازے سے مسجد احمد کے مشہور باب بھی سیدھی دو میناروں تک کہ حد حرم کی طرف حرم کی حد پر کھڑے ہیں سببتیس ہزار دو سو گز ہی اور باب مصلیٰ انھن دونوں میناروں تک پندرہ ہزار

یہ معظمہ کے حرم کی حد کا بیان ہے

یہ ایسی گزہی اور جان کی طرف ان دونوں بینارون تک کہ راہ بردادی شکلہ کی نشانہ میں مستانہ ہزار ایک  
سومادون گزہی اور باب معلا سے اہنی دونوں بینارون تک پچیس ہزار پچیس گزہی اور تعیم کی طرف سے کہ دینیم  
منزہ کی سمت کو واقع ہی حد حرم کی بارہ ہزار چار سو پچیس گزہی اور میں کی طرف ہوا سے باب براہیم کے حرم کی حد  
نشان تک جو بس ہزار پانچ سو گزہی اور دیوار سے باب الماجن کے حرم کی حد کی علامت تک اسی طرف کو  
کہ وہ بھی عین کی طرف ہی بائیس ہزار آٹھ سو چھتر گزہی اور حساب کی رو سے حرم کے دور کو سیسئیس لکھا ہے  
وہند اعلم اور خصوصیات سے حرم کی وہ ہیں جو مذکور ہوئیں یعنی شکاری جانوروں کا نہ دہن شکار کرنا درست  
ہی اور نہ سایہ اور بانی سے ڈانگنا اور نہ درخت اور سبزہ دہن کا کاتنا اور کھیر نا اور نہ پتہ جھاڑنا یہ جائز نہیں  
مگر ذخیر اور سنا کہ وہاں مردت کے واسطے جائز رکھا ہی اور یہ بھی ہی کہ اس جاگہ آدمی ارادہ کرنے سے گناہ کے  
پکڑا جاتا ہی سوائے اور ملکاتوں کے اور عبادت اور بندگی دہن کی بہت نواب رکھتی ہی چنانچہ حسن بھری  
رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ ایک روز مکہ معظمہ کا برابر لاکھ روزوں کے ہی اور ایک درم دینا اس مکان مبارک  
برابر لاکھ درم کے ہی اور عالم کی مستدر کہ ہیں ابن عباس نقل کی ہی کہ حسنات الطورہ کل حسنة بما تلتا  
الف حسنة یعنی ہر نیکی کہ حرم میں کی جاتی ہی برابر لاکھ نیکی کے ہی اور یہ بھی ہی کہ جو کوئی مکہ معظمہ میں مرجا  
شرف اور بزرگی اسکو حاصل ہوگی چنانچہ حدیث شریف میں واقع ہی کہ من مات بکلمۃ بعثتہ اللہ تعالیٰ فی  
الامیان یوم القیمۃ بشجر مرکے میں اتھاوے اسکو اللہ تعالیٰ قیامت کو امن والون میں اور یہ بھی حدیث  
شریف میں ابن عمر سے واقع ہی کہ من مات بکلمۃ فکان مات فی السماء الدنیا یعنی جو کوئی مرا کہ معظمہ میں  
تو گویا کہ مراد دنیا کے آسمان پر آورث نیان عجب اور غیب دہن نظر آتی ہیں کہ اگر درندہ جیسے بھتر با بابتنا  
کسی جانور کے پیچھے دوڑتا ہی اور وہ جانور جب حرم کی حد میں داخل ہو جاتا ہی تو وہ درندہ جو جاتا ہی  
اور ہرگز حرم میں داخل نہیں ہونا اور بہت لوگوں نے حرم کی حد میں ہرنوں کو اور درندہ جانوروں کو ایک جگہ  
لے دیکھا ہی اور یہ بھی ہی کہ ہرن سے جب اڑتے ہو یہ بیت اللہ کے قریب آتے ہیں تو کچھ ادر کچھ ادر کو  
صحت جاتے ہیں اور خانہ کعبہ کے اوپر ہو کر کہیں جاسے یہ بات بہت لوگ دیکھتے ہیں اور یہ بھی ہی کہ ہانی زرم کا  
کوئے کاتب مرات کو جوش کرتا ہی اور یہ بھی ہی کہ زرم سے ہانی میں ایک حاجت ہی کہ اسکے پینے سے

سیری حاصل ہوتی ہے جسے کھانا کھانے سے حاصل کلام کا پھر ہی کہ یہ شہر مبارک سبب کمال جامعیت کے  
 نہایت عالی درجے کو پہنچا ہی ہے۔ اس سے اس پر میں ہر سی شہر کی قسم برتتم فرما کر مطلب کو ارشاد کرتے ہیں  
 کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَن تَقْوِيمٍ یعنی ہم نے انسان کو جادوں میں زندگی کی سبب سے بہتر ہی کہ موزہ سے  
 پیدا کیا انسان کو بہت اچھی صورت اور ترکیب میں اس واسطے کہ اگر ظاہر نہ لگا دیکھے تو کمال حسن اور جمال کے ساتھ  
 موصوف ہی قدر اور قامت میں اور دوسرے کائناتوں کی خوبی اور برابر میں گردن اس کی ذہنت یعنی ہی اور ان کی  
 سی نہ بہت چھوٹی ہی لکھوے کہ سنی ک اس کی نہ ایسی یعنی جسے نامتھی کی نوند نہ اند اور جو یوں کی طرح ہے معلوم  
 اسی طرح سب اعضا میں لکھ لیا جائے اور خوبی اور حسن اور جمال دریا ت لیا جائے اس سے اہم نامتھی اور محمد اہم  
 ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تھا کہ ان کو مکو فی احسن من الفخر فانظر طالق یعنی اگر تو چاند سے  
 اچھی ہوگی تو تجھ کو میں نے طلاق دی سب علماء اس وقت کے حیران ہوئے اور طلاق برے کا حکم واجب ہے  
 استغنا نامتھی اور حتمہ علیہ کے پاس پہنچا تو یا کہ طلاق واقع نہیں ہوتی اس واسطے کہ اس کی عورت  
 انسان ہی اور اس کو خیر بل غلامے فرمایا ہی کہ میں نے اچھی صورت میں ہو سکونایا ہی اگر چاند کی  
 صورت اتنے اچھی ہوتی تو احسن تقویم اس کی تعریف میں کیوں فرماتا ولعم ما قبل ما انت ما وحیالنا من  
 یتبہا بالشمس والبدن کما ملات حاجبها من ابن للشمس خال فوق وجہہا ومختار  
 من نظام الذر فی فہما من ابن للبدن واجفان مکملۃ بالبحر والفتح بھی ہے حاجبہا نہیں ہی  
 تو تعریف کرے والا ہی وہ شخص جو تشبیہ دیتا ہی انسان کو آفتاب اور ماہ سے بلکہ تو جو کہینا الا ہی  
 اسکا کھانا ہی انعام کے بل رسا کر پر اور ہنسنے میں لڑتی موبوں کی منہ میں اسکا کھانا ہی جادو کلموں  
 سے ہمہ والبان جادو بھری اور فتح اور نصرت جادوں کا لڑنے اور ظاہر بات ہی کہ چاند میں سوائے دوستی اور  
 جگہ کے کچھ اور نہیں ہی اور یہ شہر جامع ہی تعاشش کی نزاکتوں کا اور طرح طرح کی سنگلوں کا ناخجہ کما  
 گیا ہی سے من ماہ ندیدہ ام کلدار من سر و ندیدہ ام تباپوش ہے میں جادو نہیں دیکھا تو ہی دتے ہوئے  
 اور سر و کو بہن دیکھا میں نے قیامت ہوتے اور اس سے بھی ہی کہ کوئی صورت دنیا میں لائق جدا دون  
 کثیرہ کے نہیں ہی جسے آدمی کی صورت ہی کہ قیام اور رکوع اور سجود اس سے ہو سکنا ہی اور اگر

فہم

حسن کا بیان مفصل کے ساتھ کیا جاوے جب کہ علم تدریج میں سامان ہی نور کو دھڑکنے کے ذریعہ جانتے اس سے  
اس سامان سے جانوں ہو ما اور ان قسم کو روک رکھنا ہماری اور اگر اس کے باطن کے سے کو غور کریں جو عالم  
اس سطحی جامد میں ہے ان عالم شہوت کا اور عالم غضب کا اور عالم وہم کا اور عالم خیال کا اور ان چاروں  
عالم کو غیبی حاکم کے حکم کا نسخہ اور تابعدار کیا ہی اور اس حاکم کو شرع کے نورانی متعل سے آنکھوں کی روشنی  
بخششی کہ بچھڑے کو اس نور سے پہچان لے بھری حکم اس حاکم کا ان چاروں عالم پر غالب ہوتا ہی تو آدمی پر  
مرت کے لحاظ اور جامع کو پہنچتا ہی اور جو چیز کسی سے عالم متفرق ہیں اس کے حاصل ہونے کی نوع نہیں  
ہوتی ہی اس سطح جامد سے کہ انسان ہی حاصل ہوتی ہی جیسے معجون مرکب کی خاصیت کہ کسی جز  
بن اس کے اجزاؤں سے وہ خاصیت حاصل نہیں ہوتی لیکن غلیس حاکم کا مختص غیبی مدد اور آسمانی توفیق سے ہوتا  
ہی اس واسطے کہ کسی کو بسر نہیں ہوتا چنانچہ فرماتے ہیں فَتَدْرِكُهُ نَافَةٌ بِمَرَدِّهَا مَن  
اے عجیب مخلوق کو جسکے اس قدر نوازا تھا اس کے تصور کرنے سے عقل کے اور اس کے دوسرے  
رہے جیسے شہوت اور غصہ اور وہم اور خیال سے کارخانے کے انتظام میں اَسْفَلُ السَّمَاوَاتِ  
یعنی سے بچے کہ جو باطن کے مرتبے سے بھی گذر جاتا ہی اور شہوت اور غصہ کے جال ہی اسے چھس جاتا ہی  
اور بھید میں وہم و خیال کے سبب جاتا ہی کہ اس کا مرتبہ کمی اور ذلیل مخلوقوں سے بھی زیادہ ہے  
ہو جاتا ہی اس لئے کہ دوسری مخلوقات کو حکومات حاصل کرنے کی استعداد نہیں تو کچھ اور مار دھاڑ  
ہیں ہی اور اس مخلوق کو باوجود کمالات حاصل کرنے کی استعداد کے اگر کمالوں سے محروم اور بے نصیب  
رہے تو ہیبت کی کچھ اور سدا رہنے والا عذاب درپیش ہی اَلْاَلَدِ بْنِ اَمْعُوْلٍ مگر جو لوگ کہ امان لائے  
اور اپنی عقل کو اپنے وہم اور خیال پر غالب کیا وَعَمَلُوا الصَّالِحَاتِ اور کام کے اچھے اور اپنی عقل کو شہوت  
اور غصہ پر غالب کیا اور بہت محنت اور کوشش کی فَكَلِمٌ اَجْرٌ غَيْرٌ مَكْتُوْبٍ ہوا تو کمزور دوری ہی ہے  
انتہا اگر چہ ظاہر میں کوشش انکی میاری اور برہانے اور موت کے سبب تاہم ہو جاتی ہی لیکن جو کیفیت کہ انکی  
روح میں غیبی جم جائے جو زندگی پر حاصل ہوتی ہی ہر روز زیادتی میں ہی اور ہر آن اور ہر لمحہ بے  
ہیابت ثواب مغایر میں اس کے ترہنے جاوینگے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو مسلمان بندہ

اچھے دین کے چلن اور طریق پر ہوتا ہی اور وہ طریقہ اُسے رہا ہے یا سُفری یا بیماری کے سبب چھوٹ جاوے  
 حق تعالیٰ کا نبی محسنات یعنی نبی کے لکھے والے فرشتوں کو فرماتا ہی کہ نائمہ اعمال میں اس شخص کے ثواب ان  
 ملاعتوں اور نیکیوں کا کہ ہمیشہ کرنا تھا لکھ دو اور اس کا ثواب اُسے رد کو مہر بلکہ بعضی روایتوں میں آیا ہی  
 کہ مرنے کے بعد اُسے فرشتوں کو حکم کرینگے کہ اُسکی قبر کے پاس شیع اور کبر اور خیمہ مشغول رہو اور وہ سب  
 اس بندے کے نام لکھو یہاں تک کہ قیامت کے دن جب قبر سے اُٹھے تو ان بے انتہا خزانوں کو خرچ میں لاوے اور  
 بیٹھے مغمور نے شمشاد و باہ اسفل سافلین کی آیت کو ترجمہ کیا اور سمجھا جانے کی حالت پر قیاس کیا  
 کہ اس حالت میں آدمی کی صورت بدل جاتی ہی اور جو زندہ چیلے ہو جاتے ہیں اور پتھہ جھلک کر گمان ہی ہو جاتی ہی  
 اور سیدھا بن قد کا بر باد ہو جاتا ہی اور سارا بدن اور سر کے بال سفید ہو کر مبروہ میں سفید داغ والے کی صورت  
 بن جاتا ہی اور جھلکیاں اُسکے چہرے پر پڑ جاتی ہیں تو اُس کا چہرہ بدزیم معلوم ہوتا ہی اور دانت اکڑ کر منہ  
 کھنڈر کی صورت بن جاتا ہی لیکن ان معنوں کو استثناء الا الذین امنوا و عملوا الصالحات کی مناسبت  
 نہیں ہی مگر یہ کہ استثناء کو قطع کہیں ہو اسیں برا تکلف ہی اور جو ان اتوں نے معلوم ہو کہ حقیقت دین کی غالب  
 کرنا عقل کا ہی تمام قوتوں پر جیسے شہوت اور غصہ اور وہم اور خیال اور عقل کو نور سے شرع کے روشن کرنا  
 بس دین کے تکذیب کرنے کی کوئی وجہ باقی نہ ہی اواسطہ کہ انسان کی معنوی خوبصورتی میں دین ہی اور وہ جس  
 پر کسی کو مطلوب اور مرغوب ہی اسی واسطے اس تکذیب کے رد کے مقام پر فرماتے ہیں فَمَا يُكَذِّبُكَ  
 بَعْدُ بِالذِّينِ پھر کونسی چیز تیرے چھٹلانے کا باعث ہوتی ہی ای آدمی باوجود ظاہر ہونے اِسے اِسے  
 دین کے مقدمات کے جو اوپر بیان ہو چکے قائل ہے کہ جو حقیقت اپنی صورت معنوی کی معلوم کر لی تو نے اور جان لیا  
 کہ حسن اُس صورت معنوی کا موقوف اس بات پر ہی کہ اول عقل کو شرع کے نور سے روشن کر کے پھر اُسکو  
 اپنی قوتوں پر حاکم کرے بس کوئی وجہ دین کی تکذیب کی باقی نہ ہی کہوں کہ وہ نور دین ہی کا ہی جسے عقل راہ  
 باقی ہی اِس واسطے کہ عقل مانند بینائی کے ہی اور نور دین کا جیسے آفتاب کی شعاع پھر اگر شعاع آفتاب کی  
 درمیان میں نہ ہو تو بینائی سے اُسکے کچھ کام نہیں نکلتا بس دین کا نور انسان کی صورت معنوی کے کمال  
 حاصل کرنے کے واسطے ضروریات ہی اور جس طرح کہ انسان عقل پر جانے سے ظاہر کی صورت میں

ان نسبت نکل جاتا ہی اور جو انون کی مانند مسخ ہو جاتا ہی اسے طرح سے صورت معنوی میں نخل  
یتر جانے سے اُس سے نخل جاتا ہی اور مسخ معنوی میں گرفتار ہو جاتا ہی اور ایسا کون نادان ہی کہ نخل جانکو  
ان نسبت اور داخل ہونے کو جو اینت میں اپنے اوپر روارکے اور اگر مزاج کے فساد کی راہ سے کوئی شخص  
جو انی صورت کی طرف رغبت کرے تو اسکو اس مقدمے سے سمجھا دینا چاہئے کہ اَلَيْسَ اللهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ  
کہا نہیں ہی اقبہ سب حاکمون کا حاکم اور جو دوسرے حاکم انہی رعیت کے واسطے بہ بات نہیں چاہئے ہیں کہ  
ایک فرقے سے دوسرے فرقے میں جا ملین یا اعلیٰ مرتبے سے ادنیٰ کی طرف جھلکین تو حق تعالیٰ کہوں کر ایسی  
حرکت بسند کرے گا کہ حکمت کے خلاف ہی اور بہ بھی ہو سکتا ہی کہ دین کو جزا کے معنوں میں لین تو اس صورت میں  
ربط اس آیتوں اور اگلی آیتوں کا یوں سمجھا جائے کہ جب قدرت حق تعالیٰ کی احوال بدل کرنے پر ہن اس کی  
خلقت کے شروع سے کہ نطفہ تھا یہاں تک کہ خلقت میں کچھ اعتدال کو اور صورت کی خوبی کو پہنچا اور زمین  
معنوی عقل کے دینے سے اور دروستی کرنے سے اس کے تسرع کے ذریعے بھی اسکو بخشی پھر یکایک بعضوں کو  
انہیں سے ایسا ظاہر گرا دیا کہ سب ذلیلوں کا ذلیل ہو نا آدمی بر کھل گیا پھر جو ادینا قیامت کے دن اور مرد و نجا  
زندہ کرنا اور احوال کا بدلنا کہ دنیا کے سرکشوں کو ذلیل کر دینا اور یہاں کے عاجزوں کا مرتبہ بلند کر دینا  
اس کے نزدیک بے بسید ہے اس قدر کہ بیان کیا گیا ثابت ہو نیو کہ جزا کے باعث جہاں حق تعالیٰ کی قدرت کے بس ہی  
اور اگر نظر اسکی حکمت اور عدالت پر کریں اور معلوم کر لیں کہ بدلانیک کا اور بد کا پہنچانا اور فرق بدکار  
اور نیو کار میں کرنا حکمت اور عدالت کے واسطے واجب ہی بس واجب ہونا جزا کا ثابت ہونا چاہئے  
اليس الله باحكم الحاكمين من اشارہ اسی بات کی طرف ہی آج جانا چاہئے کہ جزا کا ہونا باعتبار قدر کا  
ممكن ہی اور حکمت اور عدالت کی راہ سے واجب ہی اور حدیث شریفین آیا ہی کہ جو کوئی مورعہ والیقن کو پڑھے  
اور اس آیت پر پہنچے کہ اليس الله باحكم الحاكمين فانه على ذلك من الشاهدين بنسب ہی کہ تو  
سب حاکمون کا حاکم ہی اور میں بھی سب سے ہر گواہ ہوں اور حدیث شریفین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی  
ناز میں اس یوریکو اکثر پڑھا ہی اور حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ بھی اکثر اس یوریکو کہے کے سامنے فرض نماز میں  
پڑھتے تھے کہ ہر اشارہ ہو وہ سب کی بزرگی پر کہ اسکی اس یوریم قسم کھائی ہی واما علم بالصواب



## سورة اقرأ

یہ سورت مکی ہی اس میں انیس آیتیں اور پھر مکہ اور بابل موافقتی حرفین اور اس پر بلورہ طے علیٰ معنی ہے کہ اس کی تفسیر میں کیونکہ اس پر میں مذکور ہی کہ آدمی کو عطف سے لینے جے ہوتے ہوئے بنا باہمی اور بہ مذکور دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ذلیل کو عزیز کر دیتا ہی جسے اس پہو کی عقل کی کوکہ نہایت ذلت کے درجے میں تھی انسان کی صورت بنا کر اور اس میں روح پھونک کر لیا کچھ عزت بخش ہی اس طرح آدمی کو باوجود کمال ذلت و حقارت کے اُتارنے سے قرآن کے اور سکھانے سے وحی کے علو کے عزت و تہا ہی اور جو شک اور شبہ کہ اس معنی میں کا فونک دین لیں لھکا تھا سو ان کی حلقہ کی ابتدا کو دیکھنے سے کہ ایک پہو کے بھکی سے بنا ہی مع ہر حاجی اور اس پر بلورہ اکثر مفسرین نے اول صاف تزل من القرآن کہا ہی یعنی اول جو قرآن سے نازل ہوا ہی سورہ فاتحہ ہی اور حضرت جابر بن عبد اللہ روایت ہی کہ اول ما نزل سورہ مدثر ہی سو بہ بات ظاہر میں تو ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتی ہی لیکن مطابقت اور توفیق ان تینوں قولوں کی اس طور سے کہ اول حقیقی یعنی سب سے پہلے نازل ہونے میں ہی با نوح آیتیں اس پر بھی ہیں بعد اسکے نماز کی تعلیم کے واسطے سورہ فاتحہ نازل ہوئی ہی پھر بعد بند ہونے وحی کے اول جو نازل ہوئی ہی سورہ مدثر ہی پھر بعد اسکے قرآن کا نازل ہونا ہے درجے شروع ہو گیا جس شخص نے سورہ مدثر کو اول نازل کہا ہی تو گویا اس نے منسل درجے نازل ٹھہرا دیا ہی اور نازل ہونے کو اس پر ہے باقی قرآن کے نازل ہونے کی تمسید ٹھہرایا ہی اور سورہ فاتحہ کے نازل ہونے کو مناجات کی تعلیم کے واسطے قرار دیا ہی اور پھر ناسخ کے حکم سے سورہ مدثر کے نازل ہونے سے شروع رکھا ہی اور جسے سورہ فاتحہ کو اول نازل کہا ہی سو اس راہ سے ہی کہ اول جو چیز کہ اسکے بسے قرب و نزدیکی حاصل ہو سکا پھر خدا عبادت ہو دہی سورہ فاتحہ ہی اور سورہ اقرآ قطب پڑھنے کا طریقہ سکھا کر اور عادت دالک کو نازل ہوئی تھی اور اس سورہ اقرآ کی کے نازل ہونے کی کیفیت یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چیز کہ علامتوں سے وحی اول نمودار ہوئی تھی خواب میں کہ جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھے تھے وہ جینے سے اس طرح دن کو ظہور میں آتا تھا بعد اسکے محبت علو اور گزشتہ تفسیر کی آج کی



## سورة اقرأ

یہ سورت مکی ہی اس میں نہیں اور پھر کلمہ اور باب موافقی جو فہم اور اس پر بلکہ اور علیٰ علیٰ ہی کہتے ہیں کیونکہ اس پر میں مذکور ہی کہ آدمی کو عطف سے لینے جے ہوتے ہوسے بنا باہی اور بہ مذکور دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ذلیل کو عزیز کر دیتا ہی جسے اس لہو کی عقل کی کوکہ نہایت ذلت کے درجے میں تھی انسان کی صورت بنا کر اور اس میں روح پھونک کر لیا کچھ عزت بخش ہی اس طرح آدمی کو باوجود کمال ذلت و حقارت کے اُتارنے سے قرآن کے اور سکھانے سے وحی کے علو کے عزت و تہا ہی اور جو شک اور شبہ کہ اس معنی میں کا فرق کیلین لکھا تھا سو ان کی حلقہ کی ابتدا کو دیکھنے سے ایک لہو کے بھکی سے بنا ہی بغیر ہر حاجی اور اس پر بلکہ اکثر مفسرین نے اول صائز من القرآن کہا ہی یعنی اول جو قرآن سے نازل ہوا ہی سورہ فاتحہ ہی اور حضرت جابر بن عبد اللہ روایت ہی کہ اول ما نزل سورہ مدثر ہی سو بہ بات ظاہر میں تو ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتی ہی لیکن مطابقت اور توفیق ان تینوں قولوں کی اس طور سے ہی کہ اول حقیقی یعنی سب سے پہلے نازل ہونے میں ہی بائیں آیتیں اس پر ہی ہیں بعد اسکے نماز کی تعلیم کے واسطے سورہ فاتحہ نازل ہوئی ہی پھر بعد بند ہونے وحی کے اول جو نازل ہوئی ہی سورہ مدثر ہی پھر بعد اسکے قرآن کا نازل ہونا ہے درجے شروع ہو گیا جس شخص نے سورہ مدثر کو اول ما نزل کہا ہی تو گویا اس نے منسل درجے نازل ٹھہرا دیا ہی اور نازل ہونے کو اس پر ہے باقی قرآن کے نازل ہونے کی تمہید ٹھہرایا ہی اور سورہ فاتحہ کے نازل ہونے کو مناجات کی تعلیم کے واسطے قرار دیا ہی اور پھر ناسخ کے حکم کو سورہ مدثر کے نازل ہونے سے شروع رکھا ہی اور جسے سورہ فاتحہ کو اول ما نزل کہا ہی سو اس راہ سے ہی کہ اول جو چیز کہ اسکے بسے قرب و نزدیکی حاصل ہو سکا پھر خدا عبادت ہو دہی سورہ فاتحہ ہی اور سورہ اقرا قطب پڑھنے کا طریقہ سکھا کر اور عادت دالک کو نازل ہوئی تھی اور اس سورہ اقرا کی کے نازل ہونے کی کیفیت یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چیز کہ علامتوں سے وحی اول نمودار ہوئی تھی خواب میں کہ جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھے تھے وہ جینے سے اس طرح دن کو ظہور میں آتا تھا بعد اسکے صحت معلوم اور گزشتہ قسم کی آیت کی

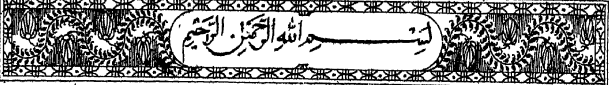


وہ لرزہ موقوف ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ کیا حال تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام احوال ان کے سامنے بیان فرمایا کہ میں اپنی جان سے ڈرتا ہوں کہ اس حد سے میں ہلاک ہو جاؤں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ ہرگز خوف نکر و کون کہ حق تعالیٰ نے آپ کی ذات پاک میں اپنی رحمت کی صفیں بہت ظاہر فرمائی ہیں چنانچہ ضعیفوں پر رحم کرتے ہو اور اپنے ماتے والوں سے ارحم اور سلوک اور محبت کرتے ہو اور مہمانوں کی صفیات کرتے ہو اور محتاجوں کے کاموں میں مدد کاری کرتے ہو جو شخص کہ اس قدر خلق اللہ پر رحم کرنا ہی وہ رحمت الہی کے سزاوار ہو نیلے لاین ہوتا ہی نہ غصہ اور غضب کے بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دریں ذوق کے پاس کہ اُس کے چاروا بھائی تھے اور دین عیسوی رکھتے تھے اور عربی لکنا ہوتے اور تورات اور انجیل سے خوب واقف تھے بلکہ عربی زبان میں ان کا ترجمہ بھی کرتے تھے لیکن اور کہا کہ بھائی ذرا سنو تو یہ تمہارے بھیجے کیا احوال بیان کرتے ہیں القصبہ جب ورقہ غنہ بہت تمام قصہ سنا تو کہا کہ یہ شخص ناموس لکھتا تھا اور اہل کتاب کی اصطلاح میں ناموس البرجر برٹل علیہ اسلام کو کہتے ہیں اور کہا کہ یہ وہی ناموس ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف پیغمبروں پر وحی لاتا ہی اور موسیٰ علیہ السلام پر بھی نازل ہوتا تھا اب خوش ہو اور کچھ خوف نکر و لیکن تمہاری قوم اس نعمت کی قدر نہ جانے اور تمکو خلیف پہنچا دے یہاں تک کہ تم کو اس شہر نکال دین گے گو کہا خوب بات ہو کہ میں اس وقت ملک زندہ رہوں تو تمھارا ٹیڈ اور مدد کروں اور دونوں چھان عبادت اس کیے حاصل کروں القصبہ اس قدر سے چند روز کے بعد ورقہ نے اس چھان فانی سے رحلت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں سفید کپڑے پہنے دیکھا تو تفسیر فرمائی کہ یہ شخص ہستی تھا اور اس قصہ میں کوئی ٹیڈ دریافت کرنا چاہئے اول تو یہ ہے کہ عادت نبی آدم کی پرورش کی اسباب کو عادت ہی کہ سچ سچ ہو چہ اگر اول ہی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے قرآن کی مشرف فرماتے تو اُسے اٹھا سکی تاہم نہ لاسکتے اس واسطے اول خواب میں کہ اس عالم سے رحلت کی حالت ہی دل میں ایک ایک چیز کے علم کا دالما شروع فرمایا کہ ہرستہ ہرستہ عادت علم سے کھلے کھلم غیب پیدا ہو اور رفتہ رفتہ اس تعلیم فہمی کے خوگر ہو جاؤں بعد اُس کے چالاکی میداری اور ہوشیاری میں انقطاع اور بے پروائی جو روحان اور گھر بار سے حاصل ہو تاکہ بالکل غیب کے عالم کی طرف متوجہ ہو جاؤں تو اس وقت انکو حجت غوث اور گوتہ گیری کی دل میں پیدا ہوئی

اور ایک ایسا مکان اُنکو بتا دیا کہ وہاں کوئی آدم نہ تھا تاکہ وحی اُنرنے کے وقت کسی دل میں شبہ نہ رہے اور سیکھنے کا نہ گذرے پھر وحی نازل ہونے کے وقت ایک برا صدمہ اور توہانا اور خوف آپ کے دل میں ڈالا تاکہ کسی کو خیال بناوٹ اور بلاوٹ کا نہ آوے دوسرے یہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام کی تاثیر کو آپ کی روح میں بھیج نے اور گلے لگانے کے سبب برے درجے ہر حال کے ثابت اور قائم کر دی اس واسطے کہ کالمون کی تاثیر جو دوسرے بزرگ اثر پیدا کرتی ہی سکو اہل طریقت کے عرفین کو نہ کہے ہیں چار طرح سے ہوتی تھی اول تو تاثیر انعکاسی وہ ایسی ہی جیسے کوئی شخص خوب عطر لگا کر مجلس میں آوے اور پس عطر کی خوشبو سب ہمشینوں کے دماغ کو معطر کر دے بس یہ قسم ہمشینوں میں توجہ کی ضعیف ہی کیونکہ اسکا اثر بھی تک ہی جب تک اسکی صحبت ہی بعد اُنکے کچھ باقی نہیں رہتا دوسری تاثیر القائی وہ اس قسم کی ہی جیسے کوئی شخص تہی اور تیل سکور میں ڈال کر لایا اور دوسرے شخص کے پاس آگ تھی اُسے ہسکو روشن کر دیا بس چراغ تیار ہو گیا اس قسم کی تاثیر اللہ کچھ قوت رکھتی ہی کہ سیکھنے سکھانے کی صحبت کے بعد بھی اسکا اثر باقی رہتا ہی لیکن جب کوئی صدمہ پہنچا جیسے آذھی یا مینہ یا کوئی اور آفت تو اسکا اثر جانا رہتا ہی اسواسطے کہ یہ تاثیر نفس اور لطیفوں کو درست نہیں کر سکتی ہی جیسے ناکارے پن ہیل اور تہی اور سکوری کو فقط شعلہ سنوار نہیں سکتا نیستی قسم تاثیر اصلاحی ہی وہ اس طور کی ہی جیسے پانی کو دریا سے یا کوٹے سے لاکر خزانے میں جمع کرین اور خزانے کی راہ کو حوض کے فرارے تک کوڑے کرکٹ سے صاف کر دین پھر خوب زور سے اُسین پانی چھوڑ دین کہ فرارہ خوب جوش اور فرس جھوننے لگے اس قسم کی تاثیر اُن گلی تاثیر دن سے بہت قوی ہی کہ نفس کی اصلاح اور ستھرائی لطیفوں کی بھی اُسین ہوتی ہی لیکن خزانے کی استعداد اور راہ کی سافت کے موافق فیضان ہوتا ہی نہ کنوے اور دریا کے برابر اور ان سب باتوں کے ساتھ ہی اگر خزانے میں کچھ آفت یا فطور واقع ہو جاوے تو البتہ نقصان پڑ جاتا ہی جو کچھ تاثیر اتحادی کہ شیخ اپنی روح بالکمال کو طالب کی روح کے ساتھ خوب زور سے بلاوے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح میں اثر کر جاوے اور یہ مرتبہ سب قسم کی تاثیر دن زیادہ ترقوت رکھتا ہی کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ ایک ہو جانے سے دونوں روحوں کے جو کچھ کہ شیخ کی روح میں ہی طالب کی روح میں سما جاتا ہی اور بار بار حاجت فائدہ لینے کی اپن رہتی ہی تو اولیاء ائمہ میں اس قسم کی تاثیر بہت کم پائی گئی

روحی شمسون کا بیان

ہی چنانچہ حضرت خواجہ باقی باقہ قدس سرہ سے منقول ہی کہ ایک روز آپ کے مکان پر کئی جہان آگئے اور اس روز آپ کے یہاں کچھ کھانے کی قسم ہو جو دغا اس واسطے انکو کھال ٹوٹا نہیں ہوئی اور انکے کھانے کی تلاش کرنے آتھا تا ایک ماں دانئی کی دوکان آپ کے مکان کے متصل تھی رسبات کی خبر باکے ایک جوان بھرا ہوا رومیوں کا خوب مختلف نرغین بہاری کے ساتھ آپ کے ساتھ لاکر حاضر کیا آپ سکو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مانگ لیا مانگنا ہی اسنے عرض کی کہ ٹھکرا اپنا سا کر دیکھنے فرمایا کہ تو اس حالت کا تعین کر سیکھا کچھ اور مانگ وہ اسی بات کا مال کئے جانا تھا اور خواجہ جارا کرتے تھے جب وہ بہت سی عاجزی کرنے لگا تو ناچار رہ کر اسکو اپنے ساتھ حجر میں لے گئے اور تاثیر تھا دی مسہر کی سب طرحیے باہر نکلے تو خواجہ میں اور اس نوانئی کی صورت شکل میں کچھ فرق باقی نہ تھا لوگوں کو چھپانا مشکل پڑا تھا لکن اس قدر تھا کہ خواجہ ہوشیار تھے اور وہ نوانئی نے ہوش اور شہرہ اقصیٰ میں نوانئی نے تین روز کے بعد اسی ٹھکرا اور بیہوشی میں وفات کی رقمہ اصد علیہ حاصل کلام کا یہ ہے کہ تاثیر جبریل علیہ السلام کی اس بھیجے میں تاثیر تھا وی بھی کہ اپنی روح لطیف کو بندے کے من میں ماہ سے آنحضرت صلی اصد علیہ وآلہ وسلم کے بدن میں داخل کر کے اب کی روح مبارک ملا دی اور شہرہ شکر کی مانند گھل مل گئیں تو ایک عجب حالت ملکیت اور بشریت کے درمیان میں پیدا ہوئی کہ میان میں ہنس سکتی تیرہ ہی بہرہ کہ در وقت نوافل کو کتبی سخننے والا اس جناب کا ہوا تھا اور وحی کے نازل ہونے پر گواہی دی تھی اور جبریل علیہ السلام کو پہچانا تھا اور یہ نصرت اور مدد کے واسطے کرمانہ بھی تھی جلد اس عالم سے اٹھالیا کہ کسی کو بہر مکان نہ ہو کہ یہ سب کچھ قصہ اور دروس کے شرح کے وہی دروز آنحضرت صلی اصد علیہ وسلم کو سکھانا اور یاد دلانا ہوا گا اور آنحضرت صلی اصد علیہ وسلم کے بعد ہر واقعہ کے صحبت میں رہنے کی بہن رہی اس واسطے گفتار میں اس احتمال کی بالکل بند ہو گئی اور یہ بھی منظور تھا کہ آنحضرت صلی اصد علیہ وسلم کو اس دین کے مقدمے میں اہل کتاب کی ملکہ کسی اسکے دین والے کی تائید اور مدد شامل نہ ہو چکے کہ ہر سو کی دستاویز ہے



اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ  
 الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ  
 اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ  
 الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ  
 اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ  
 الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ  
 اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ  
 الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ



کہ اللہ تعالیٰ کی تربیت تیرے اوپر ظاہر درگھٹی ہوئی ہی اور تمام مخلوق تربیت میں تو ممتاز اور پختہ ہوا ہی ہو رہی  
 ناموں سے اللہ تعالیٰ کے کربری تربیت میں مصروف ہیں کلام قدیم کے پڑھنے میں عدم مالک اور اگر تیرے خیال  
 پہر شبہ گذرے کہ کلام قدیم کو کس طرح سے پڑھ سکون گا کہوں کہ ہمارا پڑھنا حادث اور نو پیدا ہی اور  
 وہ قدیم اور ازلی ہی تو ایک اور صفت کو اپنے پروردگار کی خیال کر کہ اللہ ہی خالق وہ پروردگار  
 جسے پیدا کیا ہے جیزون کو اپنے ناموں کی صورت پر بس لستے کیا دور ہی کہ کلام قدیم کو صرفت کے قائلین لاکر اول  
 تیرے خیال حال سے بعد اسکے تیری زبان پر جاری کرادے اس واسطے کہ پیدایش ب جیزون کی اس طرح  
 ہی کہ اسلام قدیم کو حادث صورتوں کے ساتھ ظاہر کیا ہی اور اگر تیرے ذہن مشرک زردے کہ کلام الہی قدیم  
 نہایت ربے کو غرت و الہی اور آدمی نہایت ذلیل ہو اس جسم کی جزیرہ کو ذلیل مقام میں انار نہایت بعد  
 معلوم ہوتا ہی تو ایک عسری صفت کما پنے پروردگار کی لحاظ کر خالق الخلقان پیدا کیا ان کو  
 اور مجال عزت دی ہی اس کو ایسی روح سے کائنات والی اسرار الہی کی ہی اور جمع کیا ہی اس کو مختلف اعضا و  
 سے کہ اسما الہی ان سے ظہور کرتے ہیں اور ربط دیا ہی اس کی روح لطیف کو اس کے جسم کثیف سے اس طرح کہ اس  
 روح کی اپنے تھکانے ہیں اور کثافت جسم کی اپنے تھکانے ہی زروح جسم کی کثافت سے گرتی ہی نہ جسم روح  
 لطافت کھنڈا ہی اور یہ جسم روح ایک ہی چیز سے ہے کہ سر اسہر نجاست اور ذن رکفتا ہی خاصہ فرما جیزون  
 سے ہونے سے کہ شرح کے علم میں اور طبع کے رد سے بھی ذلیل اور نجس ہی ہو گیا عجب ہی کہ کلام پاک تعلیم  
 حادث لفظوں کے ساتھ جمع کر کے اور ترتیب دیکے تو توں خیالیہ اور بولنے کے آلات اور اسباب  
 والد سے اور وہ کلام پاک جیسا کہ ہی دیا ہی اسٹی سحرانی اور پاکیزگی پر رہت اور اس میں تغیر نہ آوے اب  
 یہاں پر سمجھ لیا چاہئے کہ آدمی کی پیدایش صحیح ہوئے لوہوسے نوالد کی صورت میں ظاہر ہی کہ جب لفظ ماکے بہت  
 سحرنا ہی تو قوت جاذبہ کے زور سے جو اس کو غماٹ ہوئی ہی بہت سا ہوا ماکے بدن سے اپنی طرف  
 کھینچتا ہی اور جانے والی قوت جسے جان کی مانند اس کو جو دیتا ہی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ صورت دیون اور  
 گوشت اور پوست کی حاصل کرتا ہی لیکن حضرت آدم علیہ اسلام کی مانند پیدا ہونے کی صورت میں پس پیدا  
 ہونا علی سے ان معنوں میں ہی کہ انسان کے اعضا غذا میں سے بدلے اس چیز کا ہی جو ان میں سے تحلیل

اور خافوئی رہتی ہیں اور غذا بوجھتی ہونے ہضم کے مریضوں کے جاہو الہون کے اعضاؤن کی صورت ہو جاتی ہے  
 ملکہ نوالہ کی صورت میں بھی بعد ہا ہونے بچے کے مائے حیات سے کسی طور سے خلقت ان کی دافع ہوتی ہے اور  
 اسپرہا جیسے اسانی میں بدلیش کی سب اہلون میں سے علی کو ذکر فرمایا ہے کہ بہہ مادہ ہر وقت میں کسی صورت  
 سے درکار ہے برخلاف مٹی اور لطفہ اور سوائے ان دونوں کے کہ شروع میں بدلیش میں درکار ہوتے ہیں  
 اور بقا میں درکار نہیں آتے بلکہ کیا چاہئے کہ ایک اعلیٰ چیز کہ وہ چاہو الہوی روح کی صورت میں کے  
 سمجھنے والی اور حرکت دینے والی قوتوں کا چاہل ہوتا ہے اور وہی اعضا کی صورت ہوتے کہ وہی اور مغز اور  
 گوشت و پوست بھی بن جاتا ہے اور روح لطیف مجرد کو اعضا کے ساتھ کہ ایسی ناپاک چیز سے بدلا ہوتے  
 ہیں کیسے کچھ لیا نیت اور اتحاد حاصل ہوتا ہے بس اس طرح سے نازل ہونا ذات اور صفیات کے معنی نکالنا  
 خیال میں اور بولنے کے آلات میں بوجھا جائے اور یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ اقرا کا لفظ کہ شروع کلام میں دافع  
 ہوا ہے اکثر عوام کو شہر میں دالتا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ چاہئے تھا کہ بہہ لفظ قرآن میں داخل ہوتا  
 کہ یہ کہ یہ لفظ قرآن شریف کے برہنے کے واسطے فرمایا ہے اسکو قرآن میں کس واسطے لکھنا چاہئے بلکہ قل کے  
 لفظ میں بھی کسے کبریا بیچ سورنوں کے واقع ہی قلا ہی اور قلا ایھا الکافرین اور قلا هو احد اور قلا عوذ  
 برب الغلظ اور قلا عرف برب الناس میں بھی ہی شہر دار ذکر ہے میں اسپرہا اسطے بعض صحابہ نے قل کے لفظ  
 معوذتہ میں سے موقوف کر دیا تھا لیکن اس شہرہ کو اس طور سے دفع کیا جائے کہ اقرا کا لفظ اور اسپرہا قلا کا  
 لفظ سپرہا علیہ اسلام کی طرف خطاب ہی دوسرا اور یہی کی طرح ہوتا اسکا قرآن میں داخل ہونا ضرور  
 جس طرح سے خط کی ابتدا میں لکھتے ہیں یا میں شامخ یا فرمان کی ابتدا میں لکھتے ہیں بداند اور شامخ اس پر  
 طرح ان لفظوں کو بھی سمجھا جائے اور اگر کسی شخص کو سب قرآن سنانا دوسرا کو تبلیغ کے طور پر منظور ہو یا  
 مضمون سمجھنا اور سب کو منظور ہونا لفظوں کا ہونا ہی اسپرہا رو ہو جاوے گا آتے ہم اس بات کی طرف کہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم تو اسی شخص تھے انکو کہنا کہ برہا اس قسم ہی جیسے اندھے کو دیکھنے کا ورشل کو دورنے کو کہیں  
 کہ یہ تکلیف الاطراف ہی اپنے ایسی چیز کی تکلیف دینا ہے کہ ہونے اور تکلیف الاطراف جمع ہی ہونا ہے  
 اندہ تعالیٰ خود فرماتا ہے لایکلفناہ غمنا الا ما سہا اجاب اس حدیث کا یہ ہے ہی کہ بہہ حکم تبلیغ میں ہی ملکہ

سپامع م      الکریم      الکریم      سورة اخرا

تفسیری جیسے سچے کو جو اول مکتب میں لیجانے ہیں تو استاد کو بتا ہی کہ برہم اگر وہ بجا اس وقت برہم نہیں جانتا ہی بلکہ استاد کا مطلب یہی کہ جیسے میں برہم ہوں تو بھی اسی طور سے میرے برہنہ کو سنکر برہم اور یاد کر لے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نجبِ اسماوات کا تھا کہ میں تو اتنی محض ہوں مجھے کس طرح سے برہم جاویگا تو ناجد کے واسطے دوسری بار زمانے میں اقرآن مجید اور بعض مغربوں نے کہا ہی کہ اول بار جو اقرآن اس سے مراد ہے ہی کہ قرآنِ فرآن کی اپنے نفس کے تو اب کے واسطے کہ اور دوسرے بار جو اقرآن فرمایا اسے مراد ہے ہی کہ قرآن کو اور لوگوں پر پہنچا اور جس طرح سے امت کو برہم کرنے کے واسطے ضروری اسی طرح ہی کہ امت کو برہنہ کرنے کے واسطے بھی ضروری کہو کہ اگر وہ نہ پہنچا دین تو امت کو برہم کرانے کا کس طرح سے میرے ہوا اور بعضوں نے کہا ہی کہ پہلا اقرآن میں ہی اور دوسرا اقرآن خارج نماز کے اور بعضوں نے کہا ہی کہ پہلا سبکھنے کے واسطے اور دوسرا سکھانے کے واسطے اور بعضوں نے کہا ہی کہ پہلے سے مراد ہے ہی کہ قاری ہو بغیر سبک کے کسی چیز کو قرات کے واسطے معین کریں اور دوسرا متعلق ہی اسمِ دہل سے جو پہلے گذر چکا ہی یعنی اپنے پروردگار کے نام کو پڑھنا اور ایک مانع کے دفع کرنے کے واسطے جو بار بار خاطر مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گذرنا تھا اور خیال فرماتے تھے کہ اُن کی کو علم حاصل کرنے کا طریقہ خصوصاً وہ علم جو متعلق صفاتِ الہی سے اور کلامِ وحی سے اور اسکے پروردگار کا ہونا ہے کہ حاصل ہر سبک کا اسوۃ ایک اور ضد میگردش و فرمانے ہیں کہ اس مقدمے سے طریقہ علم عینی کے حاصل ہر نیکیا کوگونہ پر واضح ہوتا ہی ورنہ تک لاکھ کھڑا اور پروردگار پر اتر کر ہم ہی کہ اُمی کو دانا کر دینا اور جاہل کو عالم بنا دینا اسکے نزدیک بہت سہان کام ہی کہو کہ اتنی کو اگر مانع ہی تو یہی بات ہی کہ علم حاصل کرنے کے سبب نہیں رکھنا ہی اور ہر قسم کے مانع سبب ہونے کے واسطے ہر سنت بعضے علموں کے موجود ہیں جو باوجود ان موانعوں کے حق تعالیٰ ان علموں کو بعضی مخلوقات کے واسطے سے اُنکو پہنچا دیتا ہی چنانچہ فرمایا ہی اَلَّذِیْ عَمِلْ بِالْقِلْمِ وَہ اب پروردگار ہی کہ تعلیم فرمایا ہی آدمیوں کو قلم کے واسطے سے وہ چیز جو جو اس اور عقل اور خبر سے دریافت نہیں کر سکتے ہیں ۔ سبب اور ہونے زمانے کے جیسے اعلیٰ متون کے اور کندی ہوئی سنگتوں کے اور اگلے حادث ہونے کے اور افسانہ اور اولیاؤں و متقدمین کے احوال یا سبب تجد مکان کے جیسے احوال دور دور کی دلائمتوں اور اقلیموں اور شہر کے بلکہ عادت و بادشاہوں کی اسی طور پر جاری ہی کہ اپنے نوکر دن اور رعیت کو اپنی دلکی باتوں پر قلم کے واسطے سے





علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنوں سے سخن کی فضیلت سے بوجھا تو جنوں نے عرض کیا کہ با حضرت سخن ایک ہوا ہے  
 کہ منہ سے نکلا اور فنا ہو گیا پھر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اُسکے باقی رہنے کی کیا تدبیر ہے  
 عرض کی کہ اُسکی تدبیر لکھنا ہی تہ قلم صبا دی علموں کا اور حاصل کرنے والا ہی ہر بات کا اور منہ ہوا ایک  
 بخت ہی بہت بڑی اور نہایت بزرگ جہانگیر فتادہ نے کہا ہے کہ لولا القلم لما قام الدین ولا صلح العیش  
 یعنی اگر قلم ہوتا تو دین قائم نہ رہتا اور نہ زندگی درست ہوتی اس واسطے کہ دین کی کتابوں کو قلم سے لکھتے ہیں  
 اور حساب کی بائیکیاں دریافت کرنا اور حقداروں کے حق قائم رہنے کے واسطے سب جہوں کا لکھنا اور علموں کا  
 اور مال کا محفوظ رکھنا یہ سب قلم سے متعلق ہیں اور اگر نظر کو کچھ تھوڑا سا بھی دور آوین اور غور کریں  
 تو بوجھیں کہ بادشاہت حق تعالیٰ کی بہت سی ولایتیں رکھتی ہیں اور ایک ولایت انہیں سے جو سب سے  
 چھوٹی ہی سو عالم شہادت کی ولایت ہے اور یہ ولایت بہت سے کارخانوں کو شامل ہی جہانگیر ہی میں سے  
 ہی کارخانہ عمارتوں اور باغات کا اور اسکو کئی علموں سے دریافت کیا جائے اول تو علم ہیئت کا کہ اُسین عدد  
 آسمانوں کے اور ہیئت اور ترتیب ان کی مذکور ہونی ہی دوسرے علم جغرافیہ کا کہ اُسین بہت زمین کی اور صورتیں  
 اقلیموں کی اور جو کچھ کہ انہیں ہیں دریا اور پہاڑ وغیرہ مذکور ہوتے ہیں تیسرے علم سالک اور حملک کا کہ اُسین  
 راہیں اور شہر اور گائون اور تفصیل بہارتوں کی اور نہروں وغیرہ کی ذکر کی جاتی ہیں چوتھا علم ابعاد اور  
 احرام کا کہ اُسین طول اور عرض زمینی اور آسمانی ملکوں کا دلیل کے ساتھ ثبات کیا جاتا ہے اور انہیں سب میں  
 کارخانہ روشنی اور شعلخانے کا اور وہ شماروں کی صورتوں کے علم سے معلوم کیا جاتا ہے اور علم اشعہ کا یعنی  
 شعائوں کے دریافت کرنے کا بھی اُسین دخل رکھتا ہے اور انہیں میں سے ہی کارخانہ قوش خانہ کا اور اسطبل  
 اور کبوتر خانہ اور بازدار خانہ اور تفصیل اس کارخانے کی علم سے جو انات کے کتاب جوہ اجوان اسیں تصنیف  
 ہونی ہی دریافت کرنا چاہئے اور انہیں میں سے ہی دوامی خانہ کہ اُسکی تفصیل مفودات ابن بیطار کی اور جامع  
 نبدای اور تبری ہی فرا بادیوں سے معلوم کرنا چاہئے اور انہیں میں سے ہی جواہر خانہ اور تفصیل اُسکی معادن  
 اور اصجار کے علم سے کہ بہت سی کتابیں اس فن میں ہیں بوجھا چاہئے اور انہیں میں سے نیکال اور خانے  
 عامرہ ہیں اور انہیں علم حساب اور شرطہ اور علم صنعت حاصل کر سکتا ہے اور انہیں میں سے ہی کارخانہ

روزینہ داروں اور جاگیر داروں اور ملکوں کا اسکواٹن اعلیوں کے بادشاہوں کے وقفروں سے پہچانا چاہئے  
 حاصل کلام کا یہ ہی کہ جتنا کچھ یہ مذکور ہوا اب نوذہی قسم کے علم کی وسعت کا اور یہاں سے ان علویوں کے فیض کو جو  
 قسم کے وسیلے سے واقع ہوئے ہیں جو جہاں چاہئے کہ قدم درایت کشوں اور مفتون کا احکام انہی کے دریاقت کرنے کا سبب  
 ہی معاملات اور جہادات میں اور قلم فرایض والوں کا ہریت کے دارتوں کے حصے معلوم کرنے کا سبب اور قسم  
 تاریخ والوں کا گویا تمام اگلے زمانہ فوج کا عرض حال ہی بلکہ اس خلیفہ والا محی و قلیح تاویگی مانند اور اگر تقدیر کے علم کو تعالیٰ  
 کہیں اور ہر قسم کے علویوں کے فیض کو جو ہر قسم کے طفیل سے آسمانوں اور زمینوں کو پہنچا ہی غور کریں تو عقل خیرہ اور وہ ہم  
 میران ہوتا ہی ہوا اور جو صورت تعلیم کی قسم کے وسیلے سے اس طور پر ہی کہ اول تو معنی ذہن میں معین ہوتے ہیں  
 بعد کے خیال میں لباس الفاظ مناسب کا پختہ ہیں بعد کے مدد سے قلم کی وہ الفاظ نقوش حلیہ کی صورت پر ظہور  
 کرتے ہیں بعد کے ہر خط کا ترجمہ والا اسکودر یافت کر سکتا ہی یا در یہ صورت کمال مشابہت وحی سے  
 اور قرآن کے نازل ہونے سے رکھی ہی کہ چونکہ اول کلام قدسی ہے لوح محفوظ میں لفظوں کی صورت پہنی بعد کے حضرت  
 جبریل علیہ السلام کی معرفت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفحہ خیال میں منتقل ہوئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان  
 مبارک سے ہر خاص و عام کو پہنچے بس اس نعت کو وحی کے ممکن ہونے کے اثبات میں لانے سے کمال مناسبت پیدا ہوئی  
 اور جس طرح کہ نسبت علم کے ان چیزوں کو کہ ہر کلمہ شہسہ ہی قوت انکو حاصل کر رہیں سکتی ہی حاصل کر لیتا ہی  
 اس طرح سب وحی کے جو معلومات کہ انکا حاصل ہونا ممکن نہیں ہی حاصل ہو جاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں **عَلَّمَ**  
**الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ** کھایا آدمی کو جو جاننا تھا لیکن کہ اسباب علم حاصل کرنے کے آدمی میں تین ہیں  
 اول آدمی صبح سلام ظاہر اور باطن کے کہ انکے سبب جو کچھ اپنے میں اور اپنے پاس ہوتا ہی جیسے جو کچھ پاس  
 اور خوشی اور غم اور امن اور ننگ اور بوا اور زہ اور آواز اور گرمی اور سردی اور سوا سے انکے دوسری  
 چیزوں کو معلوم کرتا ہی دوسری عقل کہ اسے سبب غائب کی چیزوں کو جو اس ظاہری اور باطنی سے معلوم کرتا ہی  
 اور طبع اور ال عقل کا تین قسم یا ہر نہیں ہی کہیں کہ جس چیز کو کہ معلوم کرنا اسکا منظور رکھتا ہی یا تو اسے سبب  
 سوا سے دریافت کیا ہی تو ہر ان تین کو ترکیب دیگا مثلا چاہتا ہی کہ گھر میں دھوین کا ہونا معلوم کرے  
 اور اپنے آگ جلنا اس کو میں معلوم کیا تو اس سبب دریافت کرے گا کہ البتہ اس کو میں دھوان ہو گا اس واسطے

گونا گونا گویا اور سببوں میں سے ایک نہیں ہوتا ہے اس کے سبب کو معلوم کرنے کے لئے اس کے ہونے پر علم کرنا  
ہی اور ترکیب دلیلی کی کرنا ہی مثلاً دھوین کو دوسرے دیکھ کر دریافت کیا کہ یہاں پراگ بھی ہوگی کیونکہ  
ہونا دھوین کا بغیر آگ کے محال ہی یا ایک سبب دوسرے سبب کو دریافت کر لیا اور اس پر مان کو کم اور اس  
سبب کو کم کر کے درکار لگانا کہ جو دوسرے سبب کا بغیر سبب کے محال ہی اور سبب کا جو دوسرے سبب کے وجود کا باعث ہی  
مثلاً ایک جگہ پر دھوین کو معلوم کیا اور آگ کی گرتی کو کہ اس مکان میں ہی قیاس کر کے سمجھ لیا کہ وہ مکان یقیناً گرم ہوگا  
کیونکہ دھوین کا بغیر آگ کے نہیں ہوتا ہی اور جب آگ وہاں موجود ہوئی تو گرمی بھی موجود ہوگی لیکن ان دو  
سببوں میں ایک حضور ہی وہ ہے ہی کہ جو اس شخص کا جزو کو نہیں پہنچتا اور عقل بھی مختلفا درمتھا وہ ہی  
ہے جس شخص کی عقل برابر نہیں ہی اور ان سبب باتوں کے ساتھ جو کچھ اسباب اور سببات کی عقل کی نظر سے  
چھپ جاتے ہیں تو ان کا دریافت کرنا ممکن نہیں ہوتا سو اس واسطے ایک اور سبب بھی اسے معلوم  
کرنے کے واسطے دیا ہی اور دوسری ہی ہے جسے جگر کہنے جس کے لوگوں کی دیکھی ہوئی اور دریافت کی ہوئی  
ان سے سن کر یقین کرے اور اپنے مطلق دریافت کرنے کے کام میں لادے اور جو خبر بنیو الا اسکا ہی نوع ہی  
اور وہ بھی اس شخص کی طرح ہے جو اس اور عقل کے دام میں گرفتار ہی ہے جو جبرین کہ اسکی نوع کے جو اس اور عقل کی  
مدد سے بند ہیں وہ ان کی گرفتار حالت سے باہر ہی اسکو نازل کرنے سے وحی کے تقسیم فرمایا کہ وحی ہم انہی کی  
دیس سے برے درجن والے فرشتہ دنیا نوع انسان کو بھیجے اور کام میں آوے اور اہلہام اور کشف  
اور زبردنی ہاتف کا اور صورت کرامت کے کاموں کا کارخون کو اور اولیاء کو انبیاء علیہم السلام کی مدد سے  
دیس سے اور انکی اقتدا اور پیروی کے طیف سے حاصل ہوتا ہی یہ سب وحی کے توابع سے ہی اور جو میں عالم  
یعلم کے یہ ہیں کہ قوت بشری میں معلوم کرنا اسکا ممکن تھا اس سبب سے لغو ہونے مالا بعد کے ذکر کا دفع  
ہو گیا نہیں تو ظاہر میں مشکل معلوم ہوتا ہی کیوں کہ تقیلم نہیں ہوتی مگر یہ معلوم جبر کی بس نہ کہ مالا بعد کا  
کہا ضروری کتا سمجھ لیا جائے کہ کلا کا حرف عرب کی لغت میں زجر اور توجیح یعنی خلی اور توجہ کی کے واسطے  
استعمال کیا جاتا ہی تو اس کلام کے بعد ایک کلام ایسا چاہئے کہ اسکی طرف زجر اور توجیح متوجہ ہو اور اس  
مقام پر ایسا کلام کہ رد اور باطل کرنے کے قابل ہو ظاہر میں ذکر نہیں لیا گیا اس واسطے علمائے کبار ہی

فان لفظی تحقیق اور اس کے  
عید کا بیان

گونا گونا گویا اور سب مردوں میں نہیں ہوتا ہے اس کے سبب کو معلوم کر کے اس کے ہونے پر حکم کرنا  
ہی اور ترکیب دینا اپنی ہی کرنا ہی مثلاً دھوین کو دوسرے دیکھ کر دریافت کیا کہ یہاں پراگ بھی ہوگی کیونکہ  
ہونا دھوین کا بغیر آگ کے محال ہی یا ایک سبب دوسرے سبب کو دریافت کر لیا اور اس زمانہ کو کم اور اس  
مرب کر کے درک لگا کر نونہ وجود سبب کا بغیر سبب کے محال ہی اور سبب کا وجود دوسرے سبب کے وجود کا باعث ہی  
مثلاً ایک جگہ پر دھوین کو معلوم کیا اور آگ کی گرمی کو کہ اس مکان میں ہی قیاس کر کے سمجھ لیا کہ وہ مکان یقیناً گرم ہوگا  
کیونکہ دھوین کا بغیر آگ کے نہیں ہوتا ہی اور جب آگ وہاں موجود ہوئی تو گرمی بھی موجود ہوگی لیکن ان دو  
سببوں میں ایک حضور ہی وہ ہے ہی کہ جو اس شخص کا رجز کو نہیں پہنچتا اور عقل بھی مختلفا درمتھا وہ ہی  
ہی ہے شخص کی عقل برابر نہیں ہی اور ان سب باتوں کے ساتھ جو کچھ اسباب اور سمیات کے عقل کی نظر سے  
چھپ جاتے ہیں تو ان کا دریافت کرنا ممکن نہیں ہوتا سو اس واسطے ایک اور سبب بھی اسے معلوم  
کرنے کے واسطے دیا ہی اور دوسری ہی ہے سبھی جگر اپنے جس کے لوگوں کی دیکھی ہوئی اور دریافت کی ہوئی  
ان سے سن کر یقین کرے اور اپنے مطلقاً دریافت کرنے کے کام میں لادے اور جو خبر بنیو الا اسکا ہی نوع ہی  
اور وہ بھی اسکی شخص کی طرح ہے جو اسے اور عقل کے دام میں گرفتار ہی ہے جو جبرین کہ اسکی نوع کے جو اس اور عقل کی  
مدد سے بند ہیں وہ ان کی گرفتار ہے باہر ہی اسکو نازل کرنے سے وحی کے تقسیم فرمایا کہ وحی ہم آہی کی  
وہی ہے جسے برے درجن والے فرشتہ دینا نوع انسان کو پہنچے اور کام میں آوے اور اہلہام اور کشف  
اور زبردنیہ توفیق کا اور صورت کرماعت کے کاموں کا کارفون کو اور اولیاء کو انبیاء علیہم السلام کی مدد  
وہی ہے اور انکی اقتدا اور پیروی کے طیف سے حاصل ہوتا ہی یہ سب وحی کے توابع ہی ہے اور جو میں مالہ  
یعلم کے یہ ہیں کہ قوت شیری میں معلوم کرنا اسکا ممکن تھا اس سبب یہ ہونے مالا بعد کے ذکر کا دفع  
ہو گیا نہیں تو ظاہر میں مشکل معلوم ہوتا ہی کیوں کہ تقسیم نہیں ہوتی مگر یہ معلوم جبر کی بس نہ کہ مالا بعد کا  
کہا ضروری ہے کہ سمجھ لیا جائے کہ کلا کا حرف عرب کی لغت میں زجر اور توجیح یعنی خلی اور توجیح کے واسطے  
استعمال کیا جاتا ہی تو اس کلام کے بعد ایک کلام ایسا چاہئے کہ اسکی طرف زجر اور توجیح متوجہ ہو اور اس  
مقام پر ایسا کلام کہ رد اور باطل کرنے کے قابل ہو ظاہر میں ذکر نہیں کیا گیا اس واسطے علمائے کبار ہی

فہم  
کلا کی لغت میں توجیح اور اس کے  
مجاہد کا بیان

سیما عم

الرقفہ علیہ الکتفہ

سورۃ افراسیاف

یقین جانا چاہئے کہ یہ آیت کئی ہی اور مذکورہ منورہ کی آیتوں میں یہ لفظ رگزن نازل نہیں ہوئی مگر اس بات کا حیدر  
 یہی ہے کہ یہ لفظ غصے اور غصہ پر دلالت کرتی ہے اور مدینہ منورہ میں ایمان والے لوگ تھے اور ان کے اعتقاد  
 بہت درست تھے اگر کسی ان سے کوئی خطا یا گناہ ہو جاتا تھا تو اس کا تدارک بہت جلد کرتے تھے اور ہند  
 اور نصیحت کو بہت رحم دلی اور نرمی سے قبول کرتے تھے اور غصہ اور غضب اور کلمہ اور بغض ہرگز اٹے درختان  
 تھا بخلاف یکے والوں کے کہ اکثر کافر جھگڑا و دشمنی نافرمان تھے تو ان کے مقابلے کے کلام میں بھی غصہ اور غضب  
 اور کار ہوا تو دوسری فصاحت یہی ہے کہ اول نصف میں قرآن شریف کے یہ کلمہ لکھنے کے بعد ہی آتی ہے اور آخر کے  
 نصف میں ضمیر چھلے سبھا دون میں یہ لفظ بہت آتی ہے اس کا معنی بہت ہی کہ پہلے کلام میں سبھا نا اور راہ  
 بتلانا نرمی سے منظور ہے اور جب آدھا قرآن شریف کوئی شخص پڑھ چکا اور اس کے معنیوں کو سمجھا اور سمجھانے  
 پر گزارا ہو گیا تو غصہ کرنے اور حرکت کے لائق ہوا حصہ صادمہ شخص کو جسے قرآن کو نام پڑھا اور اسے احکام  
 اور نصیحتوں پر عمل اور کھنڈ جتنا نہ بھرتے اور تیسرے کو پکارتا وہ تر لائی ہوا اس واسطے اس لفظ کا لانا آخر کے یہاں  
 بہت ضرور ہو اس واسطے اگر کسی کوئی حرکت ناشائستہ اور بجا طور میں آتی ہے تو پہلے اسکو نصیحت کرنے کی  
 اگر نصیحت راہ پر آیا اور برائی کو چھوڑا تو بہتر ہے اور اگر نصیحت کچھ فائدہ نہوا تو البتہ تندی دینے کے اور دلیل  
 کرنے کے لائق ہر تاہی اور غصہ و رن نے ان دونوں حالتوں کے بیان کرنے کے واسطے ایک بیت کئی جو یہ ہیں  
 ہی و ما نزلت کلابہ بیثرب فاعلم ولا جاد فی القرآن فی نصفہ الاصلی یضاد بین امری لفظ لکالی  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مدینہ منورہ میں سو جان رکھو اسکو اور ہین آجی لقا قرآن شریف کے نصف پہلے ہیں  
 جب یہ تمہید معلوم ہو چکی تو اب آیت کی تفسیر شروع کی جاتی ہے سو فرماتے ہیں کہ پہلے ایسی بات نہیں ہی  
 جیسا تم سمجھتے ہو کہ آدمی کا محتاج اور فقیر ہو نا کچھ امدہ تعالیٰ کے کرم اور فضل کے تصور ہی ملکہ اسے محتاج اور فقیر کا  
 سبب دوسرا ہی اس واسطے کہ انا الانسان لیکلفی تحقیق آدمی نافرمانی کر تاہی امدہ تعالیٰ کی اور سرکشی  
 کرتی ہے اس کے بندوں پر ان و اما استغنیٰ جب دیکھتا ہی اپنے من تو انکو بے پروا مال اور جاہ سے اور تندرستی  
 اور دولت اور حدود سے سبب میں بے نیازی اور بے پروائی کے جو اگر آدمی اس طرح کا محتاج سب چیزوں کا ہو  
 تو اس کی سرکشی اور نافرمانی بہت بڑھ جائے اور صلاح کی صورت شکل ہو جاوے یہ نہایت کرم اور فضل اس کرم کار کا اس کے

حال کوٹ مل ہی کہ ہر طرح کی احتیاج میں اسکو لگا کر کے کرکشی اور نافرمانی سے روک رکھا ہی نہایت حق تعالیٰ خود دوسری جگہ پر اپنے کلام پاک میں فرماتا ہی دَلَّكَ سَطَا لَقَّةَ الرَّزْقِ لَعَادَهُ لِبِعْوَانِ لَا وَضَّ لِحَ الْرُكْبَانِ کہ دینا اہم تعالیٰ رزق کے سمون کو اپنے بندوں پر تو اللہ ظلم کرنے اور اپنے عدا در انداز سے برہ طعن اور تہ پہا مچانے نہیں میں سواس طرح کا اغواء کرنا آدمی کو سہ اسر غلطی ہی اور بالکل بیوج کیوں کہ اسکو کسی حالت میں اپنے پروردگار سے بے پروائی حاصل نہیں ہی مَلِكًا اِنَّ لِيْ رَيْتًا لِّكَ الْوَجْهِ تَحْتِ اَيْ بُرُوْر دگار کی طرف رجوع اور بھرنا ہی بر حال بناب اس مقدے کو ایک ہستی نہیں مل واصل کر کے بان کرنے میں ہم کہ کسی طرح کی پوشیدگی نہ ہے جیسے الٹ شخص ہی کہ اسکو آجھا دعوت کھانا منس آبا اور اسے بہ سمجھا کہ آج تون مجھ کو کھو لے ہے پروائی حاصل ہونی اب اسے بوجھا جا ہے کہ سمجھو کھانے کی اور چلا نیکی غوث کون دیکھا پھر بعد کھانا کھانے کے فی حق جانے اور اٹ آئے سے کون رد کے لگا پھر ہضم کی ٹوت دے کے غذا کو روک کر سب جو رہندوں میں ہم کون کرنا ہی اور اس کے فضلات کو بہ شتاب اور با پٹخانے کی راہ سے کال کر کون دور کرنا ہی پھر خدا کو رسات سے کون چھانا ہی کہ ہر ہر ہر کے دن کو خواب کرے ماہ ہضمی سے کوئی نفا دہ نہیں پیدا کرے اور یہ سب باتیں یہی ہن کہ باوجود وقت کے اور حاصل ہونے غلے انکی طرف محتاج ہی اور بعد خواب ہونے دن کے اور چاہونے روح کے جسے پھر جانا اخفت کی طرف ہو لگا اور کرکشی اور نافرمانی کی وجہ پھر ہی جائیگی اور اسکا عوض لیا جا بلکہ نواسوت کی محتاجی یہی ہی کہ اسکا انتہا نہیں ہی بلکہ اگر عقل والے انصاف کریں اور اپنے دل میں خوب طرح سے شامل کریں تو اپنے میں تو اگر ہی کی حالت میں زیادہ تر حق تعالیٰ کا محتاج ہاویئے اس واسطے کہ فقیر کو اگر ہی کر دے جو تی ہی کہ جان اسکا سلامت رہے اور بدن اسکا صحیح اور ایک دن کا کھانا باقی مل جاوے اور رو وقت نہ جان اور مال اور مرتدا اور مال عیال سب کی سلامتی در کار ہی تو اگر کی محتاج کے سب زیادہ ہوش خیر سے آداسس جگہ پر ایک سبب کہ تون کو ان کی خاطر میں گزرتا ہی وہ یہی ہی کہ اگر مال کرکشی اور نافرمانی کا سبب ہو ما تیرے تیرے سبب کھانے ہا ملدار تھے جیسے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہما دے کسے اس واسطے اس کہ کرکشی کے سبب میں اتر قرار ہونے بلکہ حضرت سلیمان علی بن داؤد علیہ الصلوہ والسلام کو کس واسطے اس فرکشا تون اور مرتبہ دنیا کے مال میں دے کر بیت المقدس کے درو دیوار کو سونے اور جواہرات سے جرو دیا اور بہت سے

اسباب اور ہتھیار جمع کئے اور ہر شخص کا وضع اس طور سے ہو جھا چاہئے کہ اس آیت میں مال کو بالکل سرکشی کا سبب نہیں فرمایا بلکہ اپنے مال کے سبب بے برد بھجنا اور اس محتاج سے کہ بندے کو حق تعالیٰ کی دگر بازی ہر وقت اور ہر آن موجود ہی خاطر ہونا اور مال کی بیدائش کو امدت تعالیٰ کے کرم اور فضل سے سخاٹا ملکہ اپنی صحت اور کوشش کی طرف نسبت کرنا سرکشی اور نامانی کا سبب ہی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور اصحاب کبار کو اگرچہ مال کی زیادتی تھی لیکن اعتقاد سے بڑی تھے بلکہ جو شخص کہ ان بزرگوں کے احوال کو دیکھے تو یقینی معلوم کر لیا کہ جو حق کی حد سے اور جبرگیری اور خاطر داری جس قدر ان بزرگوں سے ہوتی ہی دوسروں سے بہن ہوتی ہی گویا مال کی کمزرت زہر قاتل سمجھ کر بندینے کو تر باق حانتے تھے اس عیضاً اس کام میں زیادہ کوشش کرنے تھے اور حدت شرف میں دار ہی کہ نعم اللہ الصالح للوجل الصالح یسے کہا اجمال نیک ہی جو بیخند آدمی ماس ہی کہ وہ نیک کام میں خرچ کرنا ہی اور حسب نام لیا کہ آدمی کے ہر مات میں محتاج ہونے کی یہی وہم ہی کہ بے احتیاجی کی صورت میں سرکشی اور نامانی کرنا اور اپنے منہ تھمتی سے غافل ہونے کے باعث ہی دیکھے ہیں اور بچھ رہا ہی اور یہاں لگان اسبات کا عھا کہ شاید کوئی تمثیل کے طور پر ان بے پرواؤں کا حال پر جھہ بیٹھے کہ انکو ہنسا سرکشی کا سبب ہوں کہ ہوتی تو اسکی مثال کو بیان فرماتے ہیں آدایت اللہ ہی کہ یہی کہا دیکھا لانے اس شخص کو جو مع کرتا ہی اور روکتا ہی عندک اذا اصلت بندے کو جب جاہتہا ہی کہ ناز پڑے اور حق نندہ کا بھی یہی ہی کہ اسنے پروردگار کی عبادت ڈا تھا اور باؤن سے اور دل اور زبان سے بجا لاوے اور ہی عبادت جو ان بباؤن کو جامع ہونو انما زکے ہیں ہی اور ہی خدا کا بہر ہی کہ معبود ہر ہر عبادت میں جو اس مع کرنے واسطے بندے کا حق ہی تلف کیا اور خدا کا حق ہی تلف کیا تو اسکی سرکشی اور نامانی خدا سے اور اس کے بندوں سے ہی ثابت ہوتی اور بہر شخص الوجل عھا کہ کوئی ہرستے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام میں ناز پڑھے سے مع کہا تھا بلکہ بہر کہا تھا کہ اگر کسی میں جھمکو دیکھوں گا کہ اپنے متبع کو زمین پر رکھا ہی نو نے تو تیری گردن کا تہ دالوں کا اور پر حد کہ یہ آیت ہی لعین کے حقیر نازل ہوتی ہی لیکن اب ہی جو شخص کہ امدت تعالیٰ کی نندگی سے منع کرے اور روکے وہ بھی یہی وہ عید اور سوز کی مثال ہی اور وہ جو ہنسانے لکھا ہی کہ غضب کی زمین پر ناز پڑھنے سے منع کیا جا پئے اور مکر وہ و قوی میں بھی ناز سے مع کیا جا پئے اور مکر وہ و مت بائچ میں ایک آفتاب نکلنے کا وقت دوسرا اسکی

نسخہ



وٹوینے کا تیسرا دو چکر اسے قہر نے کا دفت جو تھا نماز عمر کے بعد عرب مکہ ہاسوان طلع محرم سے اس  
 نخلے تک سوا نماز فجر نے اور اگر لوندی ماغلام کو اسکا مالک تہجد کی نماز پڑھنے سے کرت اس سے کرا کر رات کو بچے گا  
 تو فجر لوہی حدیث میں حضور کرگا ڈوسکو بھی سے کرنا پہنچا ہی اور اسی طرح ہر ایک وقت میں نماز سے منع کرنا  
 بھی پہنچا ہی اور اسی طرح غاوند کو منع کرنا ایسی جو روکو مارا نقل سے اور اعلیٰ کاف سے پہنچا ہی اس واسطے کہ  
 اس حالت میں بہت سی متغیبات کافی رہیں جسے جماع کرنا اور دوسری لذتیں تو ان سب باتوں میں جو ذکر کر گئی  
 ہیں منع کرنا مارتے دوسری مصلحت کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی توضیحت میں منع ہوا بلکہ ایک عبادت  
 دوسری عبادت میں پہنچا دینا ہوا اور بیٹھے جن کے زردگوں نے ادب کی رعایت کے واسطے ان حیروں کے  
 منع کرنے سے بھی احتراز کیا ہی جتا پھر حدیث شریف میں آیا ہی کہ ایک مرتبے بعد کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 بعد گاہ میں نہ صرف لے گئے جدا دہسوں کو دکھا کہ عبد کی نماز کے پہلے اعلین برہم رہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ  
 ان سے کہہ دو کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی عبد گاہ میں ایسوت فعل برہم نہیں دیکھا ان لوگوں نے  
 اسے حکم کو نہ سنا اور اپنے کام سے باز نہ آئے یعنی لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین اگر حکم ہو تو انکو زبردستی  
 منع کر دیں اور اگر تا بن نوسنہ کو نہیں آپ نے فرمایا کہ میں اس بات سے اپنے ارادت اللذی میں نہیں عبدا  
 اذا صلی کے مصون سے دتا ہوں اور سطح سخت حکم کریں سکتا لیکن ادب کی رعایت اسی حکم ہوتی ہی  
 جہاں حاجت کا حکم صریح اور ظاہر ہو جسے یہہ مقام تھا کہ یہاں صریح حاجت وارد نہیں ہوتی والا جو جاس  
 قول کے الامم فوق الادب یہہ حکم مان لینا ضروری ہی ادب کی رعایت اچھی بات کا نلدا دینا اور بری بات  
 ضعیف القدر دور کرنا اور جب ہی اور جہاد میں کی کمر کشی کی مثال جو استغفا اور بے سروائی کے سے ہوتی ہی  
 بیان فرمایا تو اس علیک علاج کا طور بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اذ اب ان کان علی الھدی او اصر  
 باللقوی کیا دکھا تو نے اس کمر کشی نا فرمان کو کہ اگر ہر دست ہر ہوتا یا لوگوں کو ہر ہیز گاری کا حکم کرنا یعنی اگر کسی  
 کمر کشی کا علاج کرنا اور اپنی روح کو صحیح نہ رکھنا چھاس مرتبے سے بھی آگے نہ رخا اور دوسروں کو بصیحت کر کے  
 راہ پر لانا اور نماز کے منع کرنے سے باز آنا اور لوگوں کو ہر ہیز گاری اور صلاحیت کا حکم کرنا ان آیتیں لکھ  
 یا یقین کیا دکھا تو نے اسی سرکے کو کہ اگر ہشتلا یا ہنجر کے دن کو اور منہہ مورا اسی راہ چلنے سے سوان دونو

سابع عم

الوقت قدیم الکفر

سوم اول

عائذ بن میں اسناد بالبا دیگا ایک پہلی حالت بن خزانیک ہی اور دوسری حالت بن سزابد اور جزا کا لحاظ رکھنا بھی کرکشی اور تغیان کا علاج ہی اور اگر اس کو جزا کے واقع ہونے میں کھرتک با مشبہ ہوا اسے سمجھا کہ اس قدر کافی ہے کہ **الکعبکم مات اذنتہ** تو ہی کہا نہیں جاتا ہے کہ حق خالی دیکھتا ہے اور دیکھنا ایسے کا جو بلاویہ کی قدرت رکھتا ہے اور ہرگز سے بن عالم کے ایسی حکمتیں اور قدرتیں اظہر من الشمس ہیں یعنی آفات سے زیادہ روشن ہیں جرات ہونے اور ضمن حاسے میں کافی ہے اس واسطے کہ قدرت ایسی خیرت کے جائز ہونے کو چاہتی ہے اور حکمت اور عدالت ایسی حراکے واجب ہونے کو چاہتی ہے اور اجمالی اور برائی کا دیکھ کر اپنا امتیاز اور عدلیہ کرنے کو ہرگز نہ رہیں کافی ہے جو شخص دیدہ و دستہ باد و دو تار ہونے تک نیک اور بد میں فرق کرنے اور ہر شخص کو اپنے اپنے کی جہاں اور سزا سے اس شخص ایک لوگ کی ریاست کے قابل نہیں ہوتا جو خدا کے قابل ہونے کا کون ذکر ہی اور قدرت اور حکمت اس مالک الملک کی ہر کس نہ اس میں ظاہر ہی اور جو پوشیدہ ہی وہ بھی ہے کہ احدہ خالی کو نبرد ار جاننا سب نیک اور بد کا مومن ہر اپنے کہ شہرت اور غضب اور جہالت پر د آؤنی کی مینائی کی اٹکھ کر کہ بد کر کے اس کو اس جبردار سے غافل کر دینے میں لا جا رہی اسی اطلاع کے ذکر رکھنا ت کی گئی کے لئے یہ مقدمہ یہ ایسے ہی کہ وہ سرش چل چھوڑ دیا جائے اور اس کی دنیا کی عزت اور رہنے کے لحاظ سے اس کی سرکشی اور نافرمانی کو بھی سچا بیگی بلکہ **لین کینتہ الراس وعلی ادرجہ** کی سے ایسی سرکشی سے باز آویگا **کنسفعاً بالنا صیۃ التہ** یعنی ہم کو جوئی سے کہ اس میں بری ذلت اور خوارت ہی آواسطے کہ پیشانی آدمی کی سب بدن میں برآ شرف اور بزرگی کو بھی ہی آواسطے تعظیم کی حکمہ بر باد ہوا ہون اور دوسرے امیر و ن کے سر مبارک کی قسم کھانا راج اور محول ہو گیا ہے اور جب اس پیشانی کو اس طرح سے دیلا اور خوار کیا تو مجال ذلت ہوئی اور خاصیت کی کے ذکر کرنے میں ایک ریشہ رہ اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی میں کرکشی اور نافرمانی کے سبب کہ اس عضو میں حوالہ کیا ہی آواسطے کہ بزرگی اور بزرگی وہم اور خیال اور جو اس شخص سے باصرا اور معادشاہ اور لامہ اور فراعہ بن سوئے سب اسے عضو بن یا اسے قریب سے دیکھنے کے ہیں اور کرکشی کی لفظ بھی اس عضو کی شرات ہر گواہی دیتی ہے اور آواسطے سیات اور سزا دینا اس کا اسے عضو حاضر سے ہوا چھ چور کی سیات لہجہ کا کانتا ہے آواسطے کہ چور ہی ہیں کرتا مگر آتھ سے **فأصیۃ کا ذبہ صا طہ** یہی پیشانی جو جو شخص اور گنہگار ہی

یعنی

یعنی کرسی کی حالت میں پیشانی کی جڑوں اور کمروں اور اس قوت سے جو پیشانی میں سپرد ہوئی ہی جھوٹھی باتیں برہہ برہہ کے کہتا تھا اور گناہ کے کام ہے پروا اندر نہ تھا کبھی سینوں اور غزبوں کی طرف تھارت کی آنکھ سے دیکھتا تھا اور کبھی اپنی مرضی کے مخالف اگر کوئی کام دیکھتا تھا تو پیشانی پر شکن ڈال کے نریش رہ ہونے بیٹھتا تھا اور کبھی ہنسی اور مسخرگی میں بالوگون کی تھارت میں سر ہلانا تھا تو یہ پیشانی اسی لائق ہی کہ اسکو اس طرح سے دلیل اور خوار کرین اور اسکی پیشانی اور چوتھی کے بال کو جنکو ہمیشہ دھونا اور نیل ڈالتا اور لکھی کرتا رہتا تھا پتھر کے کھنچن اور خالین ملا دین اور مغسرتوں لکھا ہی کہ خاطر ہی بہت بُرا ہوتا ہی مصلی سے اس واسطے کہ عرب کی زبان میں خاطر ہی اسکو کہتے ہیں جو جان بوجھ کے قصہ گناہ کرے اور مصلی اسے کہتے ہیں جس سے قصہ نادانستہ گناہ ہو جاے اس واسطے خاطر ہی کو قرآن مجید میں سخت عذاب کا وعدہ کیا ہی یعنی غسین کا کھانا اور غسین کہتے ہیں پیب ہو کو دوزخ میں جو انکا بدن جلنے کے جب سے انکے گوشت پرت اور جڑی سے اس کے پیبے کا چاغہ حق تعالیٰ فرماتا ہی من غسلیوں لایا کلمہ الا لظاظون یعنی غسین نہ کھا لگا اسکو مگر قصہ گناہ کرنے والا اور مصلی کے واسطے سخت اور مسامحی کا وعدہ فرمایا ہی ربنا لا تو اخذنا ان نسینا ولا حطانا یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یوں دعا مانگو کہ ای رب ہمارے نہ مگر تمکو ہمارے بھول اور چوک ہر اور حدیث شریف میں آیا ہی کہ جب سے آیتیں نازل ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو لوگوں کے سنے پڑھا تو رفتہ رفتہ یہ خبر اوجھل کو بھی بھی وہ ملعون نہایت غضب میں ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر سخت گفتگو ہے اور بازہ کرنے لگا اور کہا کہ ای نادان کچھ بھی تمکو سمجھ ہی اسکو تو درنا ہی اگر میں چاہوں تو چاہی اس میں لوگوں کو سوار اور پیادوں سے جو دون لیکن یہ کس لوگوں تمکو اور تیری قوم کو تو اس لوگ جو صبح اور شام کو میرے دربار اور مجلس میں حاضر رہنے میں کفایت کرتے ہیں اگر انکو پکاروں تو انکی حقیقت معلوم ہو جاتی ہی تو اس ملعون کے کلمے کے جواب میں حق تعالیٰ نے ایک آیت دوسری نازل فرمائی کہ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ يَوْمَ يَأْتُ سَآءُ يَوْمَ يَدْعُ إِلَى تَفْئِهِمْ فَسَيَكْفُرُ بِمَا كَفَرَ وَيَكْلُمُ الَّذِينَ يَدْعُونَ فَسَيَكْفُرُونَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامِ فَذَرْهُمْ هَلُمُّوا إِلَيْنَا نَحْنُ أَعْلَمُ بِالْمُؤْمِنِينَ

فصلی اور مصلی کا فرق

جو لوگوں کی مشکین یا مذہب کے قید خانوں میں بند کرتے ہیں اور یہاں پر حضرت مراد میں خود درخ پر مقرب ہیں اور لوگوں کے  
 ہاتھ پالون یا مذہب کے دوزخ بن دالینکے سو اسٹن ابو جمل مردود کا یہی حال ہوا بیٹے بدر کے روز ناریا اور  
 صحابہ نے جو یہ علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ملعون کے کا جن مورخ کو نے انہیں رستی والکد بار سے کٹے کے تقاضا  
 سے اسکی لاش کو ایک ناپاک کوئن تک اٹھینے لگے پھر اسکی جوئی کے بالوں سے کھینچ کر کوئے میں ڈالا اور اسکی  
 روح کو مدین سے بھاڑا ہوتے ہی دوزخ کے کھیاون نے جہنم کے عذاب میں گرفتار کیا پھر اسکی بیٹھ اور اسکی جس  
 بیٹھے والے کوئی اس سخت مصیبت میں کام نہ آئے اور زبانیہ کے عددون کا شمار جو فرآن مجید میں دوسری جگہ  
 بیان ہی وہ یہ ہی کہ کافروں کے واسطے انس فرشتے مغزہ میں جو انکو کبڑے کے دوزخ میں دالینکے اور انیس کے  
 مغزہ ہونے کی وجہ سے انکی تفسیر میں بیان کی گئی ہے اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ ان فرشتوں کا قدر  
 اتنا لہا اور چوڑا ہی کہ سپر انکے زمین میں اور سر سما نہیں لگتا ہی اور انکے سردار کا نام مالک ہی اور انکا  
 دوسرے انکے تابع ہیں انھیں انکی بھلی کی طرح چلتی ہیں اور دانت انکے بارہ سنگی کی سنگ کی طرح ایٹھے ہوتے  
 ہیں اور بال انکے اتنے بیٹے ہیں کہ زمین پر کھٹے جاتے ہیں اور انکے شعلے انکے منہوں سے نکلتے ہیں اور ایک کد سے  
 انکے دوسرے کد سے ایک برس کی راہ ہی اور انکے اٹھ کی پھیلی سر نہ ہر آدمی کی گھاٹن کھنٹی ہی اور  
 اس زبانیہ کی لفظ کی تحقیق میں اختلاف ہی بعض کہتے ہیں کہ یہ ہر اسمی حج ہی کا مغزہ ہیں ہی اور بعض کہتے ہیں کہ انکا  
 مغزہ نیست غفیت کے وزن ہر ہی کا الیہ ہی زین کی لفظ سے جس کے منہ دفع کرنے کے ہیں اور نیست ہر مغزہ شہیر  
 کہتے ہیں میں سے ہر وہ آدمی اور جیاس کافروں کے حال اور انکے میان سے فراغت پائی تو انحضرت صلعم کو  
 اسکی مخالفت ہر دلیر کیا اور فرمایا کلا یعنی مت درأت سے اور انکے دانے کو کچھ بھی مل من مت کہ لا قطعہ انکے کہنے کو  
 مت ان و استجد و اقربا و در سجدہ کرانے پروردگار کا اور نزدیک حاصل کر اس خرابی مسجد کی عبادت ہر چند کہ اس  
 مردود نماز پڑھنے سے بالکل منع کیا گیا لیکن زیادہ غصہ اسکا سجدہ کرنے پر تھا اس واسطے کہ نماز کے رکوع میں سجدہ کرنا  
 بیکر اور غور کے بہت منافی ہی اور اسکو کلمہ اور غور پر درج کیا تھا اسکو بہر فعل اسکو بہت برا معلوم ہوتا تھا اپنے سر سے کھانچا  
 تو کہا دگر ہی دوسرے کا سر کھانا دیکھ نہ سکتا تھا اسکو اس کے تقاضا میں سجدہ کو علم ہوا تاکہ رغب انف اسکی ہوئے کسی  
 ناک گھسی جا اور جو اس رکوع کو کلمہ کے بدلے میں جوئی کبڑے کے گھینے سے نوب دلوا یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو



تسلیہ: تسلیہ بن حکم ہوا۔ اسی پشانی کو ماغی سے ہمارے واسطے زمین پر رکھو۔ کبر میں استیجاب کہہ تھے تمہارے دشمن کی پیشانی  
 ذرا کمین ملا یا اور پہرہ بھی ہی کہ جو سحر و کدہ کا نائن تعالیٰ کی نری کی کا سنت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سحر کرنے کو فرمایا  
 اور حکم ہوا کہ جو سحر میں متحمل ہوتا کہ تیرا قرب رک گاہ الہی میں کمال کے مرتے کو پہچھے اور برابر تیرا در بزرگی ٹھیکو حاصل ہوا  
 اور تیرا دشمن جو خود بخود بلبل اور خواب ہو جاوے اس خطے کہ اس قدر تیرے قرب کے درجے غائب الہی میں بڑھیں گے اس قدر تیرے  
 دشمن کو دوری اور قہوری اس در گاہ سے ہوگی اور جو کئی کتا میں آویسکو زیادہ نوب غائب الہی سے حاصل ہو سکی وہ جہر ہی کہ  
 اس وقتیں آدمی اصل کی طرف کے مال ہی تو جو جہر ہوا ہی اور جس قدر اسکا نوجہ اصل کی طرف زیادہ ہوگا اس قدر حق تعالیٰ  
 قرب کو زیادہ حاصل ہوگا اور ایضا ان وجود کا اس غائب الہی راہ سے اسکو پہنچا ہی ہو جائے اس نے اپنے تئیں عہر ہی  
 در و اس پر جانتے آنا تھا پہنچایا اور اسی در و در رکھو گیا نوجوع الی اللہ نامت ہو گیا اسیرا حدیث شریف میں آیا ہی  
 کہ قریب مایا کنون العبد من ربه وهو ساجد فاکثر وافیہ من الدعایۃ بندے کو سجدہ کی حالت میں اپنے  
 پرورد گاہ سے بہت نزدیکی حاصل ہوتی ہی بواسطہ حالت میں اسکو جاہٹ کہ دعا بہت مانگے تاکہ عیب سے آوارہ اور بہت آتے تارو  
 سجدہ کی آیتوں سے ہی اس آیت کے پڑھنے سے برہے اور آیت و آیت سے بڑھتا ہی اور حدیث صحیح میں وارد ہی کہ ابو جہل نے لوگوں  
 کو رکھا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے کھینچے تیرا کبرن الہی گردن بڑھا باہر رکھو گا  
 اور گردن کو نور و الوں گا چنانچہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے کھینچے تیرا کبرن الہی گردن بڑھا باہر رکھو گا  
 وہ ملعون ہوا حق اپنے دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پہنچے گا لگے کہ ادنیٰ کہے کہ خود بخوئے دنوں تمہارے کبرن الہی گردن بڑھا باہر رکھو گا  
 لگے ہوتے چھے ہتا جس طرح سے کسی چیز سے کوئی آتے سے کہ اپنے بن جانا ہی رو میں ہر آئی طرح تصدیک اور اس طرح چھے ہتا لوگوں  
 بہت متاثر دیکھ کر کبھی کبھی ہتے بہت بڑھ کر ہوتے اور آتے ہو جا کر ہوا لیا تھا کہ تو اس طرح ہوا اس نے کہا کہ اسیرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک  
 صدق آگ سے جہی ہونی ظاہر ہونی اور ایک لگنوں پر ہر ہر شے کے پڑھے معلوم ہوا اور ایک ترازو میری طرف لگاتے ہتے جھک کر ہتے معلوم ہونی  
 اور میں ہرگز دان غم نہ سکا اگر ذرا ہی غم نہ تو بل ہی عانا اور ازوہ جھک کر لیتا لوگوں نے ہو جا کہ جو یہ کہا مات ہی اس کا فر  
 اتری نے کہا کہ بہت سخی تیرا زبردست جاوے گا ہی میں اس سے بہت عین ہا ہا ہوں اور پہرہ ہی حدیث شریف میں آیا ہی  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ بات سے کیا لگا اگر پہرہ مردود ہے نزدیک آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے ٹکڑے  
 کہے کے لجاتے اور ہرگز جینا نہ ہر ما ذاب جو فائے اور بار یکیمان کہ اس سے ہر ت سے تعلق رکھتے ہیں کچھ

سید صاحب نے فرمایا ہے  
 اس کو پہنچا ہی ہو جائے  
 اس نے اپنے تئیں عہر ہی

۵۰  
 اس کا دربار کیا ہے  
 سورۃ العلق میں ہے

عبدالرحمن بن عبدالمطلب

بیان ہونی میں نہایت اہمیت سے ایک پہنچ ہی کہ باوجود تین اسورت کی قرآن کے نازل ہونے تک اس میں نازل ہوئی تھی اور  
باقی جو چل کے جن بہت دنوں کے بعد نازل ہوئے لیکن جو بوج علم ہر در و گاسے ان آیتوں کو نئے ساتھ ملا دیا اور  
وہ بفرسیر میں پہلے بیان ہو چکی اور یہ بھی ہی کہ اسورت میں سہی علون کا ثابت کرنا منظور ہی کہ نقل کرنا اور لکھنے پر موقوف  
ہیں اور یہ بھی ایک نکتہ عجیب اسورت میں ہی اول اسورت کا علم کی فضیلت پر دلالت کرنا ہی اور باقی مال کی نسبت  
لو اس میں جگہ سے بوجھ لیا جائے کہ علم ایک چیز ہی نہایت مرغوب اور پسندیدہ اور دنا کا مال قدرت اور بے رشتی کے  
نزداری اور یہ بھی ہی کہ اسورت میں علم اور خط کی تعلیم کی نعمت جو مذکور ہوئی تو حق تعالیٰ نے اپنے تین الکریم کی صفت یا فرمایا  
ہیں وہ ایک لاکر اور سورۃ انفطار میں اعدال صفت اور ظاہری اور باطنی اعضا کی برابری کی نعمت جو مذکور ہوئی ہی تو  
اور ان اپنے تین الکریم کی صفت یا فرمایا ہی یعنی ما غرک بریک الکریم الذی خلقک فلوک فعدلک فی ارضہ  
لما شاؤ و رکبک اور یہ بات ظاہری کہ الکریم برے الکریم کو کہنے میں اور الکریم فقط الکریم پر دلالت کرنا ہی تو یہاں سے معلوم ہوا  
کہ علم کی نعمت صحت اور حسن اور جمال کی نعمتوں سے بڑھ کے ہی اور یہ بھی ہی کہ اسورت میں ابو جہل کے حق میں جو اس وقت کا  
فرعون تھا لیطینی فرمایا کہ لام تا حدیث سے موکہ ہی اور اسکا صفت بھی سہمرا اور تجدید پر دلالت کرنا ہی اور حضرت موسیٰ  
علیہ السلام کے فرعون کے حق میں باوجود اسکی بادشاہی اور عزت اور مرتے کی طنز کی لفظ فرمائی ہی یعنی کیا اور بے صینیت  
سہمرا کے تو یہ سہمرا سلوک استیسا کی طرف است رہی فرعون باوجود اس وقت اور مرتے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رنج نہیں دینا  
گرمات کہنے میں اور یہ مردود باوجود کمزوری اور بے علمی کے بارہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنر کا قصد کیا اور اچھی ملاکی کے  
پہنچے تھا اور یہ بھی ہی کہ فرعون نے سچ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کشتے اور آخر کو بھی اسکی زبان سے یہ کلمہ نکلا تھا یعنی  
لا الہ الا اللہ الذی امت بہ بنو اسرائیل اور نحو ترا کبریا کلمت کا لگت لیا تھا جلاؤ ابو جہل کے کہ حضرت مکی کی جانب میں سچ میں ہی  
سرد تھا تھا اور آخر میں اب کلمہ کہ کے حاجت کلمہ بوجھا جاتا ہی یعنی لو غیر اگانہ تعلق ہی سے ہر بار یہ بہت تھا کہ دینے  
کے ان کے کاغذ ارا جاواں اور جن وقت حضرت عبداللہ بن مسعود ہم اسکا رکاتے کو اپنے سینے پر چڑھے تو بطور کلمہ کے کہا کہ  
یا داعی الغنم لقد اذقت متعاً صعباً یعنی اے کمری چراغے وہ بڑے مقام پر بیٹھا تو آتو اور یہ بھی کہا تھا کہ اهل اعدا میں جلا  
قتلتمو یعنی کہا ہی کہنی دنیا میں عمدہ اور برابر ہی میں اس شخص سے جکوتے قتل کیا ہی جس ان دنوں سے سرکش  
اور کلمہ اس مردود کا فرعون کے کلمہ اور غرور سے بھی بڑھ گیا تھا اسکا سٹے حق میں ایسی لفظیں یا لید کی ارشاد ہوئے وادع الکریم

## سورة القدر

مشہور تو یوں ہی کہ یہ سورت ملی ہی لیکن اسکے نازل ہونے کے سبب میں جو حالات کہ بیان کیے جاتے ہیں ان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مدنی ہوگی اس واسطے کہ نصیبی اسرائیل کے مدینہ منورہ میں مذکور ہوتے تھے اور منبر بھی اسی مبارک مہینے میں بنایا گیا ہے اور اس سورت میں ہائے آئین اور تیس گنے اور ایک سو بارہ حرف ہیں اور اسکے نازل ہونے کے کئی سبب ہیں اول یہ ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی اسرائیل کا احوال صحابہ کرام کے سامنے بیان فرماتے تھے اس عرصے میں احوال شمعون یا سمعون کا کہ ایک زاہد کا نام ہی جو نبی اسرائیل میں گذرا ہے اور کثرت عبادت میں ضرب المثل ہی بیان فرمانے لگے کہ اُسے ہزار جیسے عبادت کی ہر روز روزہ رکھتا تھا اور کافر نیکے ساتھ جہاد کرتا تھا اور رات بھر نماز پڑھتا تھا صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم کس طرح سے ایسے شخص کے ثواب کو پہنچ سکیں گے کہ انہما ہماری عمر کی ساتھ یا شہرہ سن ہیں سو اُنہیں نہانی کی قدر تو دے دین جاتی ہے اور کچھ معاش کی تلاش میں اور دوسری حاجتوں میں صرف ہوتی ہے اور کچھ اُنہیں سے مرض اور سستی میں ضائع ہوتی ہے پھر عبادت کے واسطے کہا باقی رہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کو سن کر نہایت دلگیر اور غمگین ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دفع ظالم کے واسطے یہ سورت نازل فرمائی کہ اگر پچھارے ام کی عمر میں کوتاہ ہیں لیکن ہم نے ملو ایک سیسی رات عنایت فرمائی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار جیسے کی عبادت سے بہتر ہے اور دوسرا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک روز ان کی امت کی عمر میں دکھائیں تو اکثر درمیان میں ساتھ اور سب سے کچھ عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوتے کہ اتنی سی عمر میں میری امت کہا کام کہ لگی اور اُسے کہا ہو سیکھا ایسا ہنر کہ قیامت کے روز اگلی امتوں والے بری تیری عمروں کا ثواب ہاویں اور میری امت عھوری عبادت کے واسطے شرمندہ ہو حق تعالیٰ نے آپ کی خاطر مبارک کی تسکین کے واسطے یہ سورت بھی تیسرے یہ کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا کہ بنی امیہ کے ظالم حضرت کے منبر پر ایک کے بعد دوسرا بندروں کی طرح کود کود کر بیٹھے ہیں اور رعیت پر ظلم اور ستم کرنے میں یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت بیشاقی گذری تو آپ کی تشفی کے واسطے یہ سورت نازل ہوئی اور ہزار جیسے سے بنی امیہ کی سلطنت کی مدت ہی

نبی امیہ کی سلطنت کی مدت



فقد ركبوا في الفلك

انگلی پادشاہت کا زمانہ اسی قدر تھا اور اس سورہ کو سورہ قدر اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں مذکور لیلۃ القدر کا  
ہی اور لیلۃ القدر کو جو لیلۃ القدر کہتے ہیں اسکی دو وجہیں ہیں اول تو یہ کہ قدر مقدار اور رتے کو کہتے ہیں  
اور اس رات میں مقدار اور رتہ ہی آدم کے صلحا اور عابدوں کا ظاہر ہوتا ہی اور مراتب کموبہ یعنی مرتبہ کھاتے  
انکے قرب اور منزلت میں عند احد ثابت ہوتے ہیں گویا کہ تمام الکی عبادت کا ثمرہ ظاہر ہوتا ہی اور فرشتے اور ارواح میں  
قدر اور منصب ہر ایک کے مطلع ہو جاتے ہیں دوسری یہ کہ قدر بزرگی کے معنوں میں بھی آتا ہی چنانچہ کہتے ہیں کہ فلا نا  
نہایت عالی قدر یا ذوالقدر ہی یعنی شرف اور بزرگی رکھتا ہی اور پہر رات کئی طور سے دوسری راتوں پر شرف  
اور مرتبہ رکھتی ہی اول یہ کہ تجلی الہی شہ ہے صبح تک اس رات میں متوجہ بندوں کے حال کی طرف ہوتی ہی  
اور انکو قرب معنوی حق تعالیٰ کی جناب میں پیدا ہوتا ہی دوسرے یہ کہ فرشتوں کا عالم اور ارواح کا عالم ملاقات کے  
صلحا اور عابدوں کی آسمان سے زمین پر آتے ہیں اور انکے نزدیک ہونے کے سبب عبادتوں کی کیفیت اور طاقتوں  
صلوات دوسری راتوں کی عبادت کی کیفیت اور صلاحات ہزاروں درجہ بڑھ جاتی ہی تیسرے یہ کہ قرآن مجید بھی اسی رات  
نازل ہوا ہی یعنی لوح محفوظ سے دنیا کے آسمان پر اور یہ سب شرف ہی کہ نہایت نہیں رکھتا جو تھے یہ کہ پیدائش فرشتوں  
بھی اسی رات میں ہی پانچویں یہ کہ فرشتوں کا ارسلہ کرنا بھی اسی شب کو ہی تھے یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی  
پیدائش کا مادہ بھی اسی شب کو جمع ہوا ہی اور صحیح روایت میں آتا ہی کہ عثمان بن ابی العاص کا ایک غلام تھا  
کہ سالہا سال جہازوں کی ملاحی کی تھی ایک روز ان سے کہنے لگا کہ دریا کے عجائبات سے ایک چیز میرے گھڑے میں ہی  
کہ میری عقل آتے جہاں ہی وہ یہہ ہی کہ دریا شور کا پانی سال میں ایک رات میں تھا جو جاتا ہی عثمان بن ابی العاص  
اسے کہا کہ جب وہ رات آئے تو تو مجھکو خبر کرنا دیکھوں تو کہ وہ کون سی رات ہی اور کہا بزرگی رکھتی ہی اس  
غلام نے ستائیسوں کو رمضان مبارک کی ان سے کہا کہ یہ رات وہی ہی عرض کہ مضمون سے اس سورت کے معلوم  
ہوتا ہی کہ عبادتیں اور طاعتیں، تقویٰ کے نیکوئی اور مکانون کی بزرگی اور اجتماع اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب  
ایجاب بن ثواب کے اور اس پر ان میں برکات اور اولاد کے برابر تہہ رکھتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ ہماری طاعتوں  
اور عبادتوں کی مشقت اور بیخ کے موافق اس وقت ثواب دیا جاتا ہی کہ اس طور کا کوئی سبب درمیان نہیں ہو جیسے  
کہ فرمایا کہ اجرک علی قدر و نصبک یعنی ثواب تیرا تیری محنت کی قدر لیکن جو ان زیادتیوں سے تفاوت



حاصل ہونا ہی اور ثواب طاعنون کا رنج اور مشقت کے انداز سے پرہیز اس واسطے کہ بہت ہو ناہی کہ ٹھوس سی عبادت جمعیت خاطر سے ہنرک وقت با مکان بن بہت سی طاعت ہے ہنر اور منور ہو جانی ہی اور یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ لیلۃ القدر کو با وجود اس عظمت اور شرف کے لوگوں کی دریافت سے پوشیدہ رکھا ہی جیسے دعائیں قبول ہونے کی گھڑی کو جمعہ کے دن میں اور صلوات و بطعی کو ہاتھ نمازوں میں اور اسمِ عظیم کو اسماءِ الہی میں اور مقبول طاعت کو دوسری طاعنون میں اور اولیاءِ اہلہ کو دوسرے لوگوں میں تاکہ تمام لوگ ہمیشہ ان چیزوں کی جست و جو میں رہیں اور رب راتوں کی اور رب ساعتوں کی اور رب نمازوں کی اور رب اسماءِ الہی کی اور رب طاعنون کی اور رب نیک لوگوں کی رعایت کریں اور اس ہنرک رات کے چھانے میں بھی ایک حکمت ہی جسے مرنے کے آدھے تھکے کچھ چھانے میں حکمت ہی وہ یہ ہی کہ مکلفین محنت اور کوشش میں قصور کریں اور نیچے اور بھروسا ایک چیز میں ہر مگر بیٹھیں اور غفلت اور سستی کو نہ اختیار کریں اور اس وقت کے پوشیدہ رکھنے کے وجہوں میں یہ بھی کہا ہی کہ اگر شب قدر عام لوگوں پر ظاہر ہوتی تو بعض لوگ اس رات میں عبادت کر کے ثواب ہزار ہینے کا کھائے اور بعض لوگ شہوت اور ہوا اور ہوس کی گرفتاری کے سبب اس رات کو لغویات اور معصیات میں گزارنے عذاب ہزار ہینے کا حاصل کرتے بس رحمت الہی نے اس بات کو چاہا کہ لوگ اس رات کو یقینی نہ جانیں کہ دیدہ و دستہ اس رات میں گناہ کریں اور عذابِ عظیم میں گرفتار ہوں ہر چند کہ بعضوں کو اس رات میں عظیم ثواب حاصل ہونا ہے لیکن دفع ضرر کا بہتر ہی منفعت کے حاصل کرنے سے آدر یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ بعضے مغفروں نے قدر کو فقیر کے معنی میں لیا ہی اور کہا ہی کہ روزیان اور موئین اور ڈکھ اور بیاریان اور عمل اور ہوا اسکے دوسرے حادثے جو دنیا میں ہونے والے ہین اسی رات کو مقدر ہوتے ہین اور فرشتوں کو فریدین ان کا مون کی جو ان سے متعلق ہین لوح محفوظ سے نقل کر کے سپرد کر دیتے ہین تاکہ مطابق اس نوشتے کے تمام عمل کریں لیکن صحیح بہ بات ہی کہ بہ تقدیر شعیان کی بند رہیوں رات کو ہوتی ہی جس کو شب برات کہتے ہین اگرچہ تاہیں میں بعضوں نے کہا ہی کہ نقل نویسی اس رات کو ہوتی ہی اور متصدیوں کے حوالے اس رات میں کرتے ہین تو ابتداً تقدیر کی شب برات ہوتی ہی اور اسکی انتہا اس رات میں لیکن تحقیق وہی بات ہی جو ذکر کی گئی اور شب قدر کی تعیین میں بہت اختلاف ہی جو کچھ کہ قرآن مجید سے ثابت ہونا ہی موسیٰ قدر ہی کہ وہ مبارک رات رمضان کے مہینے میں ہی اس واسطے

کہ اس ہجرت میں قرآن کا نازل ہونا سی رات میں فرمایا ہی اور اس رات میں عبادت میں اور طاعت میں اور منصب اور مرتبہ ہر نفس الی اللہ کے عالم ملائکہ اور عالم ارواح ہر ظاہر ہوتے ہیں اسی سبب اس رات کو اللہ القدر کہتے ہیں اور تورہ و انجیل میں دو سہ سپار میں فرمایا ہی کہ نزول قرآن تریف کا رمضان کے چھینے میں ہی بس جمع کرنے سے اس دنوں فرمودوں کے اس قدر ثابت ہوتا ہی کہ شب قدر رمضان کے چھینے میں ہی آو رہے ہی ہو سکتا ہی کہ شب قدر تمام سال میں دائر ہو اور جس سال میں قرآن نازل ہوا تھا اس سال میں رمضان کے چھینے میں واقع ہوئی ہو لیکن بہ قول نہایت بیدہ ہی آورا ذروے حدیث صحیح مشہور کہ ثابت ہوا ہی کہ وہ رات رمضان کے چھینے کے آخر وہ ہے کی طانی راتوں میں بس تمام سال میں یہ باجہ راتیں سبب کا احتمال رکھتی ہیں کہ شب قدر ہوں۔

۱۳۱۰ کیسوں ۱۳۱۰ پچیسویں ستائیسویں اکتیسویں اور اسی صحیح یہ بات ہی کہ ایک رات ان راتوں میں سے شب قدر ہوتی ہی ہے تعین کے کسی سال کیسوں کسی سال ۱۳۱۰ دن اور کسی دن پچیسویں اور کبھی ستائیسویں اور کبھی اکتیسویں اور یہ بہ بات جو مشہور ہی کہ ستائیسویں رات ہی سوا سبب ہی کہ وہ اکثر ستائیسویں شب کو قیام ہوتی ہی اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہی کہ لیلۃ القدر نو حرف ہیں اور یہ لفظ اس پر یہ ہیں بار نکواری اور جب تین کو نو ہیں ضرب کر تین ستائیس ہوتے ہیں بعض علمائے کہا ہی کہ اس پر تین تیس ہیں اور ستائیسوں ان پر تین ہی کا لفظ ہی کہ شب قدر کی طرف چرتا ہی اور یہ ہر بار ہر اشارہ متاثر کی حد کی طرف ہی واسطہ اعلیٰ بالصواب

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ مقرر ہم نے نازل کیا قرآن کو لوح محفوظ اس آسمان دُنيا پر شب قدر میں یعنی وہ رات کہ آئیں قدر اور مرتبہ عبادت کرنے والوں کا ظاہر ہونا ہی اور مرتبہ انکے ولاتوں کے عالم ملکوت اور عالم ارواح ہر ظاہر ہوتے ہیں اور منصب تطہیت اور غوثیت اور ابدالیت اور امامت ان جنوں کے مستحقوں کے واسطے اس رات کو معین اور مغز کرنے ہیں اور اس معانی کو رات کا تھا اس واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ دن ظہور کا وقت ہی تو مت ہی بہ ہی عالم شہادت اور رات ہر وہ پوشی کا وقت ہی بس عالم غیب کا حال سبب رکھتی ہی آو رہے ہیں رات کا وہ جو بعض عارفوں کو معلوم ہوا ہی وہ یہ ہی کہ رات وصل کا وقت ہی



اور صحت و صلہ کو اس شے سے اس بلور سے جلوہ دیا ہی نہیں کہ حال الہی کی تخلیق ہے مستانِ مندوس کے حال کی طرف توجہ ہوئی ہے اور مدارک اور دلائل یعنی بوجھوں اور دھوں میں اُنکے اِک زاحی پیدا ہوتی ہیں اور قوتِ جنالیہ قوتِ مدد کی خدمت کرتی ہیں اور وہ صحیح ایک عالم کو ملائکہ اور ارواح سے کہ عالمِ قدس کے رہنے والے ہیں اپنے ہمراہ لاتی ہیں اور ملاقات کرنا غیب کے عالم کا عام ظاہر ہی سے اور مِلتا آسمان کے مجالِ دالون کا زمین کے مجالِ ارض اور درآنا انوار اور دستِ بنانِ الہی کو دس میں اور فائدہ حاصل کرنا الہی عالم کا دوسرے عالم کے ہتھیار اور لمعات یعنی کمالات کی روکشیں سے اُسرانہ کو بخوبی ہوتا ہے اور عالمِ روحانی میں ایک عیبِ خالص پیدا ہوتی ہے کہ اشکِ شریح بیان کرنا ہنس مسکھل ہی لیکن الہی افضّ ضال سے اس کے دستھے کے واسطے ماں کہا جاتا ہے کہ موسمِ بہار کے آنے کے طور پر بوجھ لینا چاہئے کہ آسمان سے باقی پرست کے سے اور آفتاب کی گرتی کی نینری سے حمزبن کی اٹھارہ نبوالی فوت من تا شکر کرتی ہی اور ہر ہر دانے اور گٹھلی میں جو حوسکھلی تھی اور بوستہ مہر ہے وہ سب طرح طرح کے گل بوٹے اور رنگ رنگ کے سے پھلنے لگتے ظاہر ہوتے ہیں اور یہی رونق اور حاصلِ زمّتِ عالم میں حاصل ہوتی ہیں مافیٰ ریلیمان بر الہی شہ اور وہ ہمہ ہی کہ نزولِ قرآن کا ہنس جس تک ہی اور شروع کے ردول کا برس الاول کے پینے میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے حاملوں برس کا شروع تھا اور قرآن مجید میں قرآن کے نازل ہونے کا اثر رتہ میں معین و متون کی طرف فرمایا ہے ایک نورِ مضان شریف، اور دوسرے نذر اور شہ شیب مبارک کہ اکثر علماء کے نزدیک تب رات ہی ہے مندرھوں رات سحال کی پھر مطابقت اور مطابقت اسل روایتی ہیں اور ان مخالف تعبیران میں کہوں کہ درس آویگی تو اسکا جواب روایتوں میں شامل کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے سو یہ ہی کہ نزولِ قرآن کا لوح محفوظ سے بہت المعرت میں کہ وہ ایک جا ہی آسمان و بنا کر ہوئی ہے ملائکہ ذوی قدرت و مدد میں ہی جو رمضان کے پینے میں واقع ہی اور اندازہ اُسے نزول کا اور حکم فرمانا لوح محفوظ کے نگہبانوں کو اُسکا نسخہ نقل کر کے آسمان دُنیا پر بھیجا وہیں اُسی سال کی ستراب میں خطاب اس صورت میں متنون بعینِ درست ہو جس قبضہ نزولِ حقیقتِ قدر کو رمضان کے پینے میں واقع ہوا اور نزولِ تقدیری اُسے پہلے شہِ براب میں اور نزولِ قرآن کا ہنس صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانِ ربورج الاول کے پینے میں چالیسویں برس کا شروع میں ہی اور عام ہونا اُسے نزول کا اخر عمر میں بس لعارضِ نزولِ ما آذونک ما لک

الْقَدْرُ اور کہا جانتا ہی تو کہ کہا نرگی ہی تب قدر کی جسے ہر چند کہ عارف وسیع المعرفة جلیل المرتبت ہو  
 لیکن اس سخی آسمی کی حقیقت کو کہ گونا گون عالم ہر ماہ رکھتی ہی اور زنگ رنگ تاثیر نرنگ کی استعداد کے موافق  
 ظاہر کرتی ہی جیسا کہ چاہئے ویسا بیان کہہ سکتا اس واسطے کہ شرط اسکے جاننے کی وہی  
 ہونا ان سب عالموں اور ان سب استعدادوں پر ہی اور یہ بات تفصیل سے حاصل ہونا جس کے مقدور باہر ہی  
 جس حد کہ ظاہر کرنا اس شب کی عظمت کا ممکن ہی بیان کیا جانا ہی کہ لَسْكَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ  
 شَهْرٍ شب قدر بہتر ہی ہزار مہینوں سے کہ ان میں شب قدر نہ ہو اور یہ ظاہر ہے کہ ہر مہینہ شامل ہی دنوں کے اور  
 راتوں کو اور ہر روز اور ہر شب موافق ان قدرے فیما مہر کہ نفاذ کا لاقتصر ضالہ شامل ہوتے  
 تجلیات غیبیہ اور سہو دید کے ہونے میں لیکن یہ تجلی کہ اس شب میں واقع ہوتی ہی ان تجلیوں کے نسبت ایسی  
 ہی جیسا کہ دربار کی نسبت نظریے ساتھ ہوتی ہی عام ہونے اور شایع ہونے میں اور اسماء الہی کی ملبندی کے  
 سبب کہ مادہ اس تجلی کا بہن اور ہزار کے عدو کی تخصیض اس واسطے ہی کہ عرب کی زبان میں عدد کا نام میں تک ہی  
 اور ہزار سے آگے انکی زبان میں نام نہیں ہی تو گویا کہ اشارہ فرمایا ہی عدد کی انتہا پر اور مہینوں کی تخصیض اس  
 واسطے ہی کہ باوجود اس بات کہ سال میں ماہ اور دن زیادہ ہیں لیکن جب کے سال کے قمر کے دور سے شمار  
 کرتے ہیں فقط ان مہینوں کی تکرار ہی اور کسی سال ایک پر سیدہ چیز ہی اور مخصوص دنوں کے ساتھ ہی برخلاف  
 چاند کے کہ اس سے خصوصیت رکھتا ہی اور باوجود ان سب باتوں کے چاند کو زیادہ مناسبت اس مقام پر تا بہت ہی  
 ہی اس واسطے کہ چاند کا کلنا پہلے شب سے چودھویں تک بلکہ ابتدا سے انتہا تک رات ہی میں واقع ہوتا ہی تو گویا کہ نرنگی  
 تجلی کا ظہور ہی دنیا کے ظلمت کے پر اور جو وقت کہ تجلی الہی اس رات کو اس عظمت اور بزرگی کے ساتھ واقع ہوتی تو  
 ثواب اس رات کی عبادت کا ہزار میسے کی عبادت سے بہتر ہو گیا آپ آگے بیان اسکی عظمت کا فرمانہ میں کہ تَنْزِيلُ  
 الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا أَنْزَلَتْ مِنْ فَرَسَاتِ السَّمَانِ أَوْ رُوحِ عِلْمِينَ کے مقام سے اس رات میں نئے کو اہل کمال  
 سے اور نبی آدم کمال کو نوار حاصل کرنے کو اور تین آٹھائے کو بہ معلوم کرنے ان کیفیوں کے جو زمین والوں کی ذہن  
 اپنے مجسب اور مہود کی نسبت سے حاصل ہوتی ہیں اور یہ نازل ہونا انکا زمین والوں کے نورا اور حضور ہی زیادہ ہو کہ بھی  
 اور اس واسطے ہی کہ آسمانوں کو کیفیتیں زمینوں کی بطور انعکاس کے حاصل ہوں بس علوی کلمات اور سفلی

حالات دونوں گروہوں میں تعاکس انوار کے طور پر جلوہ فرما دیں اور ایک شکل دونوں نوعوں سے مرکب ہو کے کمال کی صورت پکڑے اور وہ جو ہر ہر فرد میں کمالات مندرج تھے سو اجتماع کے اور حاصل ہو ہیئت و جدانی کے سبب کہ مزاج مرکب کے ہی دوسرا رنگ دکھاوے جسے مزاج معجون مرکب کا اجزائے مختلفہ الکیفیات سے کہ ہر فرد کی تاثیر سے علاوہ ایک دوسری تاثیر پیدا کرتی ہی اور یہ ایک طلسم ہی طلسمات الہی کہ ناقص کو اس طریقے سے کمال کے حساب میں داخل کر لیتے ہیں اور اسی عہد سبب جماعت کی نماز کو تنہا نماز سے افضل سمجھا رہا ہی اور جس قدر کہ جماعت کثیر ہوتی ہی اسی قدر روشن ہونے میں دل کے اور مقبول ہونے میں ہندامہ کے تاثیر زیادہ کرنی ہی اور جو ملائکہ اور ارواح کا نازل ہونا کاموں کے جاری کرنے کے واسطے جو ملائکہ سے تعلق رکھتے ہیں یا حاصل ہونے کو اس مناسب کے جو بعض اہل کمال کو ارواح علیہ کے ساتھ کبھی باطنی قیامی ہوتا ہی اس سبب ایک کلمہ دوسرا ارشاد فرمایا ہی کہ یہہ نزول اس قسم میں بلکہ یہہ نزول جائزین رجبہم حکم سے ان کے رب کے غرض یہہ ہی کہ تجلی وادب ملائکہ اور ارواح کو تا بعداری بن لیکر واسطے ایک کام کے کہ وہ حاصل ہونا ہیئت و جدانیہ کمالات مختلفہ المقدار کا ہی نیچے لانی ہی بسبب شبہ نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا سو اس وقت کے اس طور پر ہی جیسے کوئی امتصدی یا امیر بادشاہ کا کسی گھرانے استثنائی کے سبب یا کسی تقویب کے سبب آدیں اور نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا اس وقت میں بلاشبہ اس طور پر ہی کہ حکم سے بادشاہ کے یا پیراہ بادشاہ کے اس شخص کے گھوج ہوں بس جو کچھ کہ تفادت ان دونوں حالتوں میں ہی ظاہر اور روشن ہی من کمال ان بیان ملائکہ اور ارواح کا ہی بعض ملائکہ ہر کام کے اور ارواح ہر کام کے کہ قرب اور کمال کے ساتھ متعلق ہی نزول فرماتے ہیں ہر چند کہ لوگ منزل علیہم یعنی جن پر نازل ہوئے ہیں استعداد اس قرب اور کمال کی نہیں رکھتے ہیں لیکن پیدا کرنا ہیئت و جدانیہ اور پورا کرنا ناقصوں کے نقصان کا منظور ہی اور جب اس شب مبارک کی عظمت کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب ایک خاصیت دوسری اس شب کی خواصوں میں سے بیان فرماتے ہیں سلام بھی حتی مطلع الفجر سلامتی ہی اس رات کو نفس اور شیطان کے سبب کہ اکثر ملجانان کے مشرورن کا طاعتوں کے رد ہو جا کا سبب پڑنا ہی سو اس رات کو نور تجلی کی چمکت اور حاضر ہونے ملائکہ اور ارواح کے سبب نفسانی حادثوں کی تاثیر

دو نوعوں سے مرکب ہونے کی صورت پکڑے اور وہ جو ہر ہر فرد میں کمالات مندرج تھے سو اجتماع کے اور حاصل ہو ہیئت و جدانی کے سبب کہ مزاج مرکب کے ہی دوسرا رنگ دکھاوے جسے مزاج معجون مرکب کا اجزائے مختلفہ الکیفیات سے کہ ہر فرد کی تاثیر سے علاوہ ایک دوسری تاثیر پیدا کرتی ہی اور یہ ایک طلسم ہی طلسمات الہی کہ ناقص کو اس طریقے سے کمال کے حساب میں داخل کر لیتے ہیں اور اسی عہد سبب جماعت کی نماز کو تنہا نماز سے افضل سمجھا رہا ہی اور جس قدر کہ جماعت کثیر ہوتی ہی اسی قدر روشن ہونے میں دل کے اور مقبول ہونے میں ہندامہ کے تاثیر زیادہ کرنی ہی اور جو ملائکہ اور ارواح کا نازل ہونا کاموں کے جاری کرنے کے واسطے جو ملائکہ سے تعلق رکھتے ہیں یا حاصل ہونے کو اس مناسب کے جو بعض اہل کمال کو ارواح علیہ کے ساتھ کبھی باطنی قیامی ہوتا ہی اس سبب ایک کلمہ دوسرا ارشاد فرمایا ہی کہ یہہ نزول اس قسم میں بلکہ یہہ نزول جائزین رجبہم حکم سے ان کے رب کے غرض یہہ ہی کہ تجلی وادب ملائکہ اور ارواح کو تا بعداری بن لیکر واسطے ایک کام کے کہ وہ حاصل ہونا ہیئت و جدانیہ کمالات مختلفہ المقدار کا ہی نیچے لانی ہی بسبب شبہ نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا سو اس وقت کے اس طور پر ہی جیسے کوئی امتصدی یا امیر بادشاہ کا کسی گھرانے استثنائی کے سبب یا کسی تقویب کے سبب آدیں اور نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا اس وقت میں بلاشبہ اس طور پر ہی کہ حکم سے بادشاہ کے یا پیراہ بادشاہ کے اس شخص کے گھوج ہوں بس جو کچھ کہ تفادت ان دونوں حالتوں میں ہی ظاہر اور روشن ہی من کمال ان بیان ملائکہ اور ارواح کا ہی بعض ملائکہ ہر کام کے اور ارواح ہر کام کے کہ قرب اور کمال کے ساتھ متعلق ہی نزول فرماتے ہیں ہر چند کہ لوگ منزل علیہم یعنی جن پر نازل ہوئے ہیں استعداد اس قرب اور کمال کی نہیں رکھتے ہیں لیکن پیدا کرنا ہیئت و جدانیہ اور پورا کرنا ناقصوں کے نقصان کا منظور ہی اور جب اس شب مبارک کی عظمت کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب ایک خاصیت دوسری اس شب کی خواصوں میں سے بیان فرماتے ہیں سلام بھی حتی مطلع الفجر سلامتی ہی اس رات کو نفس اور شیطان کے سبب کہ اکثر ملجانان کے مشرورن کا طاعتوں کے رد ہو جا کا سبب پڑنا ہی سو اس رات کو نور تجلی کی چمکت اور حاضر ہونے ملائکہ اور ارواح کے سبب نفسانی حادثوں کی تاثیر

جماعت کی تاثیر سے علاوہ ایک دوسری تاثیر پیدا کرتی ہی اور یہ ایک طلسم ہی طلسمات الہی کہ ناقص کو اس طریقے سے کمال کے حساب میں داخل کر لیتے ہیں اور اسی عہد سبب جماعت کی نماز کو تنہا نماز سے افضل سمجھا رہا ہی اور جس قدر کہ جماعت کثیر ہوتی ہی اسی قدر روشن ہونے میں دل کے اور مقبول ہونے میں ہندامہ کے تاثیر زیادہ کرنی ہی اور جو ملائکہ اور ارواح کا نازل ہونا کاموں کے جاری کرنے کے واسطے جو ملائکہ سے تعلق رکھتے ہیں یا حاصل ہونے کو اس مناسب کے جو بعض اہل کمال کو ارواح علیہ کے ساتھ کبھی باطنی قیامی ہوتا ہی اس سبب ایک کلمہ دوسرا ارشاد فرمایا ہی کہ یہہ نزول اس قسم میں بلکہ یہہ نزول جائزین رجبہم حکم سے ان کے رب کے غرض یہہ ہی کہ تجلی وادب ملائکہ اور ارواح کو تا بعداری بن لیکر واسطے ایک کام کے کہ وہ حاصل ہونا ہیئت و جدانیہ کمالات مختلفہ المقدار کا ہی نیچے لانی ہی بسبب شبہ نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا سو اس وقت کے اس طور پر ہی جیسے کوئی امتصدی یا امیر بادشاہ کا کسی گھرانے استثنائی کے سبب یا کسی تقویب کے سبب آدیں اور نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا اس وقت میں بلاشبہ اس طور پر ہی کہ حکم سے بادشاہ کے یا پیراہ بادشاہ کے اس شخص کے گھوج ہوں بس جو کچھ کہ تفادت ان دونوں حالتوں میں ہی ظاہر اور روشن ہی من کمال ان بیان ملائکہ اور ارواح کا ہی بعض ملائکہ ہر کام کے اور ارواح ہر کام کے کہ قرب اور کمال کے ساتھ متعلق ہی نزول فرماتے ہیں ہر چند کہ لوگ منزل علیہم یعنی جن پر نازل ہوئے ہیں استعداد اس قرب اور کمال کی نہیں رکھتے ہیں لیکن پیدا کرنا ہیئت و جدانیہ اور پورا کرنا ناقصوں کے نقصان کا منظور ہی اور جب اس شب مبارک کی عظمت کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب ایک خاصیت دوسری اس شب کی خواصوں میں سے بیان فرماتے ہیں سلام بھی حتی مطلع الفجر سلامتی ہی اس رات کو نفس اور شیطان کے سبب کہ اکثر ملجانان کے مشرورن کا طاعتوں کے رد ہو جا کا سبب پڑنا ہی سو اس رات کو نور تجلی کی چمکت اور حاضر ہونے ملائکہ اور ارواح کے سبب نفسانی حادثوں کی تاثیر

جماعت کی تاثیر سے علاوہ ایک دوسری تاثیر پیدا کرتی ہی اور یہ ایک طلسم ہی طلسمات الہی کہ ناقص کو اس طریقے سے کمال کے حساب میں داخل کر لیتے ہیں اور اسی عہد سبب جماعت کی نماز کو تنہا نماز سے افضل سمجھا رہا ہی اور جس قدر کہ جماعت کثیر ہوتی ہی اسی قدر روشن ہونے میں دل کے اور مقبول ہونے میں ہندامہ کے تاثیر زیادہ کرنی ہی اور جو ملائکہ اور ارواح کا نازل ہونا کاموں کے جاری کرنے کے واسطے جو ملائکہ سے تعلق رکھتے ہیں یا حاصل ہونے کو اس مناسب کے جو بعض اہل کمال کو ارواح علیہ کے ساتھ کبھی باطنی قیامی ہوتا ہی اس سبب ایک کلمہ دوسرا ارشاد فرمایا ہی کہ یہہ نزول اس قسم میں بلکہ یہہ نزول جائزین رجبہم حکم سے ان کے رب کے غرض یہہ ہی کہ تجلی وادب ملائکہ اور ارواح کو تا بعداری بن لیکر واسطے ایک کام کے کہ وہ حاصل ہونا ہیئت و جدانیہ کمالات مختلفہ المقدار کا ہی نیچے لانی ہی بسبب شبہ نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا سو اس وقت کے اس طور پر ہی جیسے کوئی امتصدی یا امیر بادشاہ کا کسی گھرانے استثنائی کے سبب یا کسی تقویب کے سبب آدیں اور نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا اس وقت میں بلاشبہ اس طور پر ہی کہ حکم سے بادشاہ کے یا پیراہ بادشاہ کے اس شخص کے گھوج ہوں بس جو کچھ کہ تفادت ان دونوں حالتوں میں ہی ظاہر اور روشن ہی من کمال ان بیان ملائکہ اور ارواح کا ہی بعض ملائکہ ہر کام کے اور ارواح ہر کام کے کہ قرب اور کمال کے ساتھ متعلق ہی نزول فرماتے ہیں ہر چند کہ لوگ منزل علیہم یعنی جن پر نازل ہوئے ہیں استعداد اس قرب اور کمال کی نہیں رکھتے ہیں لیکن پیدا کرنا ہیئت و جدانیہ اور پورا کرنا ناقصوں کے نقصان کا منظور ہی اور جب اس شب مبارک کی عظمت کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب ایک خاصیت دوسری اس شب کی خواصوں میں سے بیان فرماتے ہیں سلام بھی حتی مطلع الفجر سلامتی ہی اس رات کو نفس اور شیطان کے سبب کہ اکثر ملجانان کے مشرورن کا طاعتوں کے رد ہو جا کا سبب پڑنا ہی سو اس رات کو نور تجلی کی چمکت اور حاضر ہونے ملائکہ اور ارواح کے سبب نفسانی حادثوں کی تاثیر

سہ ماہیہ  
الرقیۃ  
اللہ  
الکبریٰ  
سورۃ الفدر

اور شیطانی خطرات مالککہ دفع ہو جاتے ہیں اور غروب آفتاب کے وقت سے صبح صادق کے کھلنے تک  
یکساں ان آفتوں سے اس اور اطمینان ہونا ہی بخلاف اور راتوں کے کہ اول نہانی میں شیطانوں کے  
پھیلنے کا وقت ہی اور ان کے خطرے اور دوسرے عبادت اور زندگی کرنے والوں کی خاطر ان کو پریشان  
کر دیتے ہیں اس لیے اس نکتہ میں فرض نماز مقرر مائی ہی اور دوسرے نکتہ میں اکثر نیک غفلت کی اور رے رے سے  
خیال اور پریشان خوانین نفاذی خواہتس اور طبیعت کی عادت سے ظاہر ہوتی ہیں اور خراب کرتے ہیں اور دعا سے  
اور حضوری کی لذت حاصل کرنے سے غافل کر دینے ہیں اور تیسرا حصہ ایسے پچھلی رات کہ ان دونوں خواہوں سے  
بچتی ہوئی ہی سو نہید اور جناب الہی بن التجا اور زاری اور دعا کے واسطے مقرر جوئی ہی آب اس جگہ پر جانا چاہئے  
کہ عالموں کا اختلاف ہی استیسا میں کہ ملائکہ اور ارواح سے سب ملائکہ اور ارواح مراد ہیں جب کہ قرآنی ظاہر  
لفظ اسی برد لالت کرتی ہی یادہ ملائکہ اور ارواح مراد ہیں جو سدرۃ المنتہیٰ میں رتے ہیں جب کہ بعضی  
حدیثوں میں مذکور ہی ہر طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہونے میں سب کا اتھا ہی اور الکا مقام .  
سدرۃ المنتہیٰ کے بیچ میں ہی اور ان کے ہمراہ سب ملائکہ اور ارواح مراد ہیں اور عبادت کر نیو اسکے  
حضرت جبرئیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اور ان کے مصافحہ کرنے کا نشان یہ ہی کہ عین عبادت کی متغولی میں  
بال بدن پر کھڑے ہو جائیں اور دلین رفت پیدا ہونی ہی اور اکھ سے آنسو نکل آتے ہیں اور اس عبادت میں نہایت  
لذت حاصل ہوتی ہی اور اس رات خواہ سب سے ایک یہ ہی کہ اس رات کو دعا قبول ہوتی ہی تو سب کو لازم  
یہ ہی کہ بسی دعا اس رات کو مانگیں جو سب بہترین کو دنیا اور آخرت کی مثال ہو اور حدیث صحیح میں  
آیا ہی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کہ اگر میں شب قدر کو مانو تو کیا دعا  
مانوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا مانگو اللہم انک عفو متحبا للعفو فاعف عنی یعنی یا اللہ تیرا نام عفو  
ہی اور بخشنے کو تو دوست رکھتا ہی بخش دے مجھ کو اپنے کرم سے اور حدیث میں یہ بھی آیا ہی کہ من قامر لیلۃ  
القدر ایمانا فاعف بآغفر لہا ما تقدم من ذنبہ یعنی جو شخص کہ زندہ رکھے شب قدر کو نماز اور عبادت سے  
ایمان کے ساتھ تو اب کی طلک کے واسطے تو اسکے بچھے گناہ ب بخش دے گا جن آہ بعضی عالموں نے  
کہا ہی کہ سدا مہی حتی مطلع الفجر کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے اور روحیں اس رات کو سب مسلمانوں پر سلام کہتے ہیں

اور صاحب کمالوں سے مصافحہ کرنے میں بسن پر آیت ملاقات کی کیفیت کے بیان میں ہی نزول کے بیان کے بعد وادعا عمل

## سورة البينة

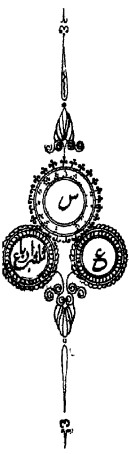
یہ سورت مکی ہی اور اس میں اٹھائیس آیتیں اور جو آیتوں کے لئے اور تین کو چھانڈنے عرف میں اور بدعت میں ظاہر اور روشن چیز کہ کہتے ہیں کہ اس جزیرے کے بعد تحفہ کام کی ظاہر ہو جاوے اور کچھ تیرہ اور نیک جن مانی نہ پڑے جیسے گو ائمہ پیغمبر دعوے میں آدراں اور بولجا نام منہ اس واسطے لکھا ہی کہ یہ سورت دلالت کرتی ہی استبصار کہ وجود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بخود اپنی نوبت پر ایک روز سنسرت فی ہر ہی پہنچانک کہ کچھ اجتماع دوسری دلیل لانے کی نہیں ہی اور جو شخص وضو اور حوالوں اور افعالوں اور اقوالوں اور افعالوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوی دافع اور غیر دار ہو تو یقیناً سمجھ لے کہ اس قسم کی مقدس ذات عرشہ و تنگ لیاقت پیغمبری کی رکھتی ہی اور جو تھو اور بناوٹ کا یہاں ہرگز دخل نہیں ہی تفصیل اس جمال کی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نبی کے کہ باب اور داد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچہ گی کی حالت میں گذر گئے تھے اور بھائی بناوٹ قوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جل ہر یک میں گرفتار تھے ستر آداب انہیک اور بسندیدہ وضو سے بالکل واقف تھے انکے درمیان میں کئی آداب برکات کمال حسن اخلاقی اور نہایت آداب کی رعایت کے ساتھ ظاہر ہوئی اور باوجود اس برکات کے کہ آپ مکی محض تھے مگر مکتب بن بیٹھے تھے نہ تھے شکل شکل علموں کی باریکیاں واضح میاں سے ارشاد فرماتے تھے اور الفاظوں کو گویا وہ بھی معجزے سے کمال نصیحت ادا کرتے تھے اور کبھی کوئی مات خلاف عقل اور مردت کے آپ ظہور میں نہیں آئی اور مکی ندیرین اور شگ و صلح کے متعددے اور کو انکے ہر کام آپ کا حکم کے قاعدے ہر جاری تھا بھرا وجود ہونے تعلیم اور تعلم کے کمال کو اس مرتبے کے ہنچا بنیہ تا بنیہ غیب کے اور بدو ان تعلیم الہی کے مکن نہیں ہی اور ہی سے پیغمبری کے

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لِلْمُؤْمِنِينَ مُفْسِدِينَ سَخَىٰ تَأْيِيدَهُمُ الْيَتِيمَةَ نَحْنُ وَسِ  
لوگ جو کافر ہوئے ہیں اہل کتاب اور مشرکین سے جدا ہونے والے اپنی ایمن اور وضع صحیح تک کہ نہ اُنکے اُنکے ہاں



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ذات تقویٰ خدیجہ  
 رشتہ خدیجہ  
 بیابان



فان قرآن مجید میں  
وہ کے ان کے  
تفسیر کے دو  
تفسیر کے دو

کھلی نانی حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ قبل مبعوث ہونے ہمارے بغیر صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک میں لوگ دو قسم تھے  
 ایک قسم تو منکر تھے کہ بعض انہیں سے صاحبین اور مجوس کی طرح سے رو عایت کو ستاروں اور آگ کی پوجتے تھے  
 اور بعضوں نے صلحا اور بزرگوں کی صورتوں کو معبود ٹھہرایا تھا اور انکو بہت مقرب درگاہ الہی کا سمجھ کر وسیلہ دان  
 اور دنیا کا سمجھتے تھے جسے قریش اور دو سردان کے جاہل لوگ آدر دوسری قسم اہل کتاب کہ اپنے کو تابع کتاب  
 الہی کا جانتے تھے اور بعضے توریت اور زبور کو اپنا میثو قرار دیتے تھے اور بعضے انجیل کو بھی مانتے تھے اور یہ سب فرقے  
 قبیح مدعتوں میں اور برسی رسوں میں اور باطل اعتقادوں میں پس جگہ تھے اور مضبوط ہو گئے تھے کہ ہند اور نصیحت اور غلط  
 اور ارشادوں کے دلونین اثر نہیں کرتا تھا اور قائم کرنے کے دلائل عقلی کے اور سمجھنے سے قرآن اور حکم کے ہرگز صلاحیت برہنہ تھے اور سب  
 یہی کہتے تھے کہ ہم اپنی فیدی و ضعون کو اور اپنے موروثی دیون کو ہرگز چھوڑیے جب تک کہ کوئی دلیل ظاہر اور کھلا  
 معجزہ نہ دیکھ لیں اور پھر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم جن کی تعریف آسمانی کتابوں میں جا بجا دیکھی ہی اور آگے انبیاء  
 شنی ہی ظاہر ہوں اور ہر کو ہمارے کاموں پر آگاہی دیوں ہم اپنی وضع اور این ہرگز چھوڑیں گے اور یہ حالت  
 انکی بعینہ ایسی تھی جیسے اس آیت کے بعضے گمراہ فرقوں کی اس زمانے میں ہی کہ ایک گروہ اپنے کو صوفی ٹھہرا کر مدعتوں میں  
 پھسے ہوئے ہیں اور ایک طائفہ ملحدوں کا اور ایک بے قیدوں کا کہ آپ تارک دنیا مقرر کیا ہی اور نہایت کی  
 حد سے باہر نکل گئے ہیں اور ایک گروہ نے اپنا نام شیعہ اہل بیت رکھا ہی اور باطل عقیدوں میں گرفتار ہیں اور کسوں نے  
 اپنے تین حکما کے زیر میں قرار دیکر تھکی اور مکر شروع کیا ہی اور جیسے شرعی نکال کر ایک عالم کی راہ ماری ہی اور رتوں  
 نادرا در غیب خلی کہیں اصل نہیں ہی اور بالکل مخالف اصول کے ہیں دنیا کی طمع کے واسطے لوگوں کو بتانے ہیں اور  
 راہ حق سے بھرتے ہیں پھر ان سب طائفوں کو اگر عقلی اور نقلی دلیلوں سے سمجھا جاوے کہ یہ محمدی رس پر قائم ہو جا  
 اور اپنی موروثی مدعتوں کو چھوڑ دو تو ہرگز نہیں سنتے ہیں اور ان سب گمراہ فرقوں کا جو اس قبلے میں دغطا اور نصیحت کے  
 ایک ہی وہ یہ ہے کہ ہم اس قسم وضع اور این کو اپنے بغیر کوئی دلیل ظاہر کی اور بدون حضرت امام ہدی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کے ظاہر ہونے کے اور ان کے بیان شافی کے ہرگز چھوڑیں گے بس اس کی حالت کی طرح یعنی جیسی اب ہی  
 قبل ظاہر ہونے ہمارے بغیر صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم میں بھی تو حکمت الہی نے چاہا کہ ایک معجزہ آوے کہ خود بھی ایک  
 ظاہر حجت ہو اور اسکا بیان شافی سب کو جہالت کے مرض سے نجات بخشنے بنا چھوٹا کیا بیان فرمائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم





بے اصل بنا کر اور انکو بخ تعالیٰ کی طرف بہت کر کے اس طرح شیطان کے عھد میں گرفتار تھے جناب باری نے انکی ہدایت کے واسطے کھلے کھلے معجزوں کے ساتھ جسے مردوں کا جلانا اور مازاواندھوں کا اچھا کرنا اور برے کو رھیبوں کا تندرست کر دینا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انکی طرف بھیجا اور ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنے کے بعد ایک بڑا اختلاف ڈال دیا یعنی ایک گروہ نے آپ کو نالمدار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تمھرا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مخالفت شروع کی اور انکے قتل اور امداد کے درپے ہوئے اور ایک گروہ نے اپنا لقب نصاریٰ تمھرا کر اپنے زعم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کی مددگاری اختیار کی اور سب میں مار لگائی اور لوٹ بات اور لعن طعن ہونے لگا اور فرعون تک اسی طور سے خون غروب میں گزری اور مدعا اس سے یہ ہے ہی کہ انما بعثناک اور نازل ہونا کتاب الہی بغیر حضرت حق کی توفیق کے اور ارادے کے ہدایت اور اصلاح اور ارشاد کے واسطے کافی نہیں ہونا چاہئے تھا کہ اسکو مستقل اسباب ہدایت کا لگانا نہ کرنے اور اسوا سطرے محققوں نے کہا ہی کہ قرآن اور پیغمبر اچھی غدا کی مانند ہیں کہ غدا سے بدن کو کمال قوت اور طبعی اور جوائی اور نفی کاموں میں درستی پیدا کرنی ہی اور مریض کے واسطے وہی غذا امراض اور عارضوں کی زیادتی کا سبب ہو جاتی ہی بس اول روح کے مزاج کی درستی کو شش کرنا چاہئے اور نصب کی فاسد خلطوں سے اور جہات کی ربومات اور خیالات کی قیدوں سے پاک صاف کرنا چاہئے بعد اسکے اس غذا لطیف سے تقویت حاصل کرئے اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ اس آیت میں بیان اس تفرقے اور اختلاف کا منظور ہو کہ بعد رسول ہونے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہوا اور وہ یہ بھی ایک طاغی ہو اور نصارتے کا انکار بر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکے توابعوں سے قتال اور جدال کے واسطے اٹھ کھڑا ہو اور دوسرے گروہ نے متابعت اختیار کی اور انکے دین کی تائید اور نصرت کے واسطے دل درجہاں شریک ہوئے اور اس صورت میں انکے تفرقے کے ذکر اور گفتا کرنا اور مشرکین کے تفرقے کا ذکر کرنا اس واسطے ہی کہ یہ بات کتاب والوں سے حواپنے کو عالم اور دانا کہنے تھے اور انبیاءوں کے حالہ حال سے اور کتب الہی کی شان سے خوب واقف اور ہشام تھے نہایت تعجب معلوم ہونی بخلاف مشرکین کے کہ ان چیزوں سے آگاہ نہ تھے اگر اختلاف کریں تو کچھ دور نہیں اور جب یہ ماجر افضل بیان ہو چکا تو یہاں لگجاں ایک شبہ کا تھا اسکو بھی دفع فرمایا اور تقریر اس شبہ کی یہ ہے کہ ہر جہد کہ معجزے

نظا ہر اور علامتین ردستن بقیقت بر ایک شخص کی گواہی دین لیکن جو یہ شخص ہر خلاف پہلی شریعتوں کے کرا عام  
 اینسا میں السلام کا اُنہر ہو چکا ہی لہر وہی کرے اور ان شریعتوں کو باطل کرے تو اسکی بات نامی نہ چاہئے  
 اور ان سب معجزوں اور علامتوں کو افعال دیوی بر تافاق ہر یا استدراج بر فاس کرنا چاہئے اور لغز بر اس  
 شخص کے دفع کرنے کی اس آیت میں ہی دنا امرؤ الا لیعبدہ واللہ محاصین کہ الدین حنفا  
 و یقیموا الصلوة و یؤتوا الزکوۃ و ذلک دین القیمۃ اور حکم نہیں ہوا انکو پیغمبر کی شریعت میں  
 لکھی کہ عبادت کرن امدہ کی خالص کرے اس کے واسطہ دن کو بھر جو خصوصیت اور کیفیت کے عبادتوں میں بہ پیغمبر  
 بیان کرنا ہی گو کہ پہلی شریعتوں میں وہ خصوصیت اور کیفیت نہو لیکن بہر سب تو طیبہ اور تمہید ہی اللہ تعالیٰ کے  
 قرب حاصل کرنے کے واسطہ اور ا خلاص کی ناکید اور چھپ کے دور ہونے کے واسطہ اس ذات پاک سے آویہ کہ  
 حنف ہو جاوین اور خیف عرب کی زمان میں اسکو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف تو نہ کرے اور ہر  
 کام میں اور ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا اور یہ کہ قائم کرین نماز کو اور دیون زکوۃ کو اگر کچھ کیفیت  
 نماز کی اور زکوۃ کے ادا کر نیکی مختلف ہو سکتی ہی وہی اور ہر مذہب مضبوط کوشہرت آدم علیہ السلام کے وقت  
 اس ناک دنیا اور حکما اور علما اسے علی شرح و تفصیل میں اپنی فکر کو صرف کیا ہی اور اس شخص کے دفع کرنے کا عامل  
 بہر ہی کہ مقصود اصل اس شریعت کا اعلیٰ شریعتوں سے نہایت مطابق ہی اگر یہ خصوصیات اور کیفیات میں موافق  
 وقت اور حال کے تفاوت ہوا ہو لیکن تحقیق میں مقصود کا مطابق ہونا اصل کے ساتھ کفایت کرنا ہی  
 چنانچہ ہر فر اور ہر صنف بن اس قسم واقع ہی مثلاً یونانی طب بقراط اور جالینوس کے زمانے سے پہلی  
 ابن سینا اور محمد و کربا اور مسیحی کے زمانے تک ایک ہی طور پر رہی اس لئے کہ اصول جو مقصود یونانی  
 طبیبوں کے ہیں ہر زمانے میں محفوظ ہیں ایمن تغیر اور تبدل ہیں ہوا چنانچہ کہتے ہیں کہ مسہل نفع کے بعد  
 میںے فاسد مادہ بک جانے کے بعد دینا چاہئے اور بجران کے روز مرئی کو چھیننا چاہئے اور مرض کو اسکی ضد سے  
 دفع کرنا چاہئے اور صحت کو اسکی جنس سے محافظ اور نگاہ رکھنا چاہئے اور علی ذالقیاس آب جو شخص کو  
 سنا جریں یعنی پھلے طبیبوں کی کتابوں کو دیکھئے اور انکے مقصدوں کے اصول کو مطابق اصول مقاصد متعین  
 ہوجھی تو یہی انکی طبابت کو دریافت کرے گا کہ خصوصیتیں کیفیات نامہ کی جو فی پھلے لکھوں کی نسبت اللہ تعالیٰ

رکھتی ہیں انکی کتابوں بن پائی جاتی ہیں بلکہ اگر تامل اور غور کو قرار دہی کام میں لاوے اور حکمت کی باریکیوں کی رعایت کہ ان خصوصیتوں میں واقع ہوئی ہی دیکھے تو ضرور متاخرین کی فضیلت کا قائل ہوگا موافق مضمون اس قول کے کہ الصناعات تنکامل صلاحی الافکار و بعض صنعتیں کامل ہوتی ہیں اس سے فکروں کو آرجب حال اہل کتاب کے مخالفوں کا بیان کیا گیا نواب تفصیل ان دونوں فرقوں کی ان کے درجوں کے موافق جو غلطی انکے واسطے ثابت ہی نواب سے یا عذاب بیان فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ مَقْرُوْبُوْلُوْا كَافِرُوْبُوْلُوْا اهل کتاب اور مشرک آخرت کے حکم میں شریک ہیں اور اہل کتاب کی برزگی اور غفلت مذی بہان کچھ کام نہیں آتی اس واسطے کہ کتب فی فَا رَجِهْتُمْ خَالِدِيْنَ فِيْهَا دوزخ کی آگ میں ہونگے سدا رہینگے اس میں اور اگر یہ لوگ بہ کہیں کہ ہم ان کی گردہ ہیں اور ان اشرف المخلوقات ہی اور کسی مخلوق کو سدا کا عذاب دینا اور آخرت میں نہیں ہی ہلکے واسطے دہی عذاب میں گرفتار کرنا جائے اسے جو اب میں ارشاد ہوتا ہی اُوْلٰئِكَ هُمُ شُرَكَآءُ رَبِّهِمْ لَوْ كَانَتْ اِلٰهًا مَّا كُنْتُمْ لَهَا شُرَكَآءُ فَتَخَذَنَآءُ لَهَا عِبَادًا لَّئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَعْبُدُهُمْ كَمَا نَعْبُدُكَ اُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُضَلُّوْنَ اور اس کے رسولوں کے منکر ہونے تو اپنے نفس کی خواہش کو اس کے حکموں پر غالب کر دیا اور یہ قیامت اور جانی کسی مخلوق میں نہیں ہی اسی واسطے سورہ فرقان میں فرمایا ہی اِنَّ هُمْ لَآسَآءُ اَعْمٰلٍ بَلْ هُمْ اٰخِلٌ سَبِيْلًا ج ۲۷۱ یعنی نہیں ہیں یہ کافر مگر جیسے چار پائے بلکہ ان سے بھی بدتر اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مَقْرُوْبُوْلُوْا کہ ایمان لائے تب پیغمبروں پر اپنے وقت کے پیغمبر تک اور کام کئے اچھے اُوْلٰئِكَ هُمُ خَيْرُ الَّذِيْنَ دَعُوْا لَوْ كَانَتْ اِلٰهًا مَّا كُنْتُمْ لَهَا شُرَكَآءُ فَتَخَذَنَآءُ لَهَا عِبَادًا لَّئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَعْبُدُهُمْ كَمَا نَعْبُدُكَ اُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُضَلُّوْنَ اور ہر زمانے میں امدت تعالیٰ کی حکمت کو بوجھ میں اور باوجود نفس کی خواہشوں کی کشمکش کے جناب باری حکموں کو اس پر غالب کیا ہی اور وہم کی مخالفت کو دور کر کے عقل کو سپر متعن کیا ہی کہ شک اور شبہ درمیان میں نہ آجاوین اور یہ بات فرشتوں میں نہیں رکھی بلکہ دو غرضی احکاموں کو جاننے میں اور وہم اور نفس نہیں رکھتے ہیں کہ علون میں یا عقیدہ وغیر انکے نقصان واقع ہو لیکن یہ بات عام ملائکہ کی نسبت ہی اور جو حاضر فرشتے ہیں جیسے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام سو انکا مرتبہ نہایت بلند ہی اور انکو کمال احتیاط حکمت الہی کے اسراروں پر غیر متناہی عالموں میں حاصل ہی اور بوجھ کامل رکھتے ہیں

ہر جہد کہ انہیں نفس اور وہم کا ہونا ظاہر بن سکے تو ابدان کے نقصان کا سبب معلوم ہونا ہی لیکن جو بنی آدم کے  
 عمل کرنے والوں کا ثواب ایک شاخ ہی ان کے فیوض کی تاشاخوں سے اس واسطے بہ زیادتی اسکی برابر بہین  
 ہو سکتی اور مولانا حافظ الدین سعید کے عقید میں یہ عبارت واقع ہے و خواص نے ادھر وہم اللہ رسول  
 افضل من جملہ الملائکة و عوام بنی آدم وہم الادیاء واللہ افاضل من عوام الملائکة و خواص  
 الملائکة افضل من عوام بنی آدم و در خاص لوگ بنی آدم کے لئے رسول در انبیا افضل ہیں خاص فرشتوں  
 اور عوام لوگ بنی آدم کے لئے ادیاء اعمد اور زاید لوگ افضل ہیں عام فرشتوں سے اور خاص فرشتے افضل ہیں  
 عام بنی آدم سے اور وہ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ المؤمن اکرم علی اللہ من بعض  
 الملائکة الذین عندہ فیہم من اللہ تلک کے نزدیک بزرگ ہی بیٹے فرشتوں جو اسکی حضور میں ہیں یہ  
 محمول ہے خاص ملائکہ کے ماواہر حراؤہم عند ربکم جنات عدن مدخلات ان کے رب کے پاس  
 باغ ہیں سدائے کوس واسطے کہ انھوں نے بھی مختلف طوروں میں اور متفاوت شریعتوں میں فی تعالیٰ کے لئے  
 نبی کا اور اسکی حکمتوں کا لحاظ کر کے سدائے قائم رہنے بجز ان میں سے کسی ایک کا کھانا نہیں ہے ان  
 باغوں کے بچے نہیں اس واسطے کہ انھوں نے اپنی معرفتوں اور عقایدوں علموں کی نہیں اپنی جان اور جسم  
 جاری کی تھیں اور نور ان علموں کے لئے خاندانی سلسلوں میں ادراکی اولاد اور ذوالعبود بن جاری رہا  
 ضالید من فیہا ابداء ہمیشہ رہنے والے ہیں ہر شے میں ابدال باذاتک اس واسطے کہ دلون بن بھی نیت  
 حق پر قائم رہنے کی ابدال باذاتک بس گئی تھی گو کہ عمر غور ہی باقی تھی و رضی اللہ عنہم امد و امی ہوئے  
 اس واسطے کہ انھوں نے کسی طور سے کسی نیک شان میں انکار سکنا نہ کیا و رضوا عنہ اور وہ بھی  
 راضی ہوئے اس واسطے کہ ایمان لانے سے شریعتوں مختلفہ پر ثواب ان سب کا پایا اور انکی طبیعت  
 پیمانہ اب البرزخ ہو گیا کہ گنجائش طلب کرنے کی تو ہی ذلک لکن خشی ربہ یہ بیان واضح ہے  
 شخص کے واسطے ہی کہ درس اپنے پروردگار سے اور کسی طور میں انکار اسکی حکمت کا یا اسکی شان  
 مکر سے اور اس جناب ہال کے حکم کو اسے غور سے اپنے نفس کی خواہشوں پر اور رسوم کی قیدوں پر  
 مقدم رکھے اور اس سورت میں کافروں کے حال کے بیان میں ان کی جزا کو مقدم فرمایا بعد شکر ارضاء

ہوا کہ اولئک ہم شوالبرید اور یہاں ہر فقط مومنین کی جزا پر اکتفا کی اور کافروں کی جزا کا ذکر نہ فرمایا اس واسطے کہ عاقل کو شربہ کے لفظ سے انجام اُنکے حال کا واضح ہو جاتا ہی اور یہ بھی مومنین کی جزا کے بیان پر کرنے سے کافروں کی جزا کی تفصیل دریافت کر لینا چاہئے صحت کے حکم سے والعاقل نکتہ الامتداد سے عالم ایک ات رہے بس ہی بعد اُسکے فرمایا اولئک ہم شوالبرید اور مومنین کے حال کے بیان میں اول فرمایا اولئک ہم خیر البریۃ بعد اُسکے جزا کو ذکر کیا اور نکتہ تعمیر میں اس اسلوب کے یہ ہی کہ کافروں نے بد جزا ہانے کے بعد مصیبت شربہ کا حاصل کیا اور ہیں تو دنیا میں بہ کثیر محو فاسد اچھی طرح سے گذران کی ہی اور مسلمانوں نے معرفت الہی کے دروازے کے کھلتے ہی اور نیک کاموں سے اپنے نفس کو درستہ کرنے کے سبب خیریت کا مرتبہ حاصل کیا ہی اور انکو جزا سے خبر کا ملنا ایک شہنشاہ کی شایستگی کی صورت سے اور یہاں ایک اور شبہ بھی آتا ہی کہ اوصاف اسم تفضیل کی جاتی ہی کہ مضافی الیہ کو ایک حصہ اصل صفت ہو دے گو کہ موصوف اسم تفضیل کا اسپر زائد ہونے اور اس جابر کہ صالح مومنین کو بہتر صفت مخلصات سے کہا ہی تو چاہئے کہ سب مخلوق فی جملہ کچھ بہتری رکھتے ہوں حالانکہ کافروں نے شیطانیوں نے بہتری کی صورت بھی نہیں دیکھی ہی جو اب اس شبہ کا یہ ہی کہ یہ تفسیر مضافی اس وقت ہوتا ہی کہ اوصاف اسم تفضیل کی مضاف الیہ پر زیادتی کے واسطے اور اس جابر اور مطلق زیادتی ہی اور اوصاف فقط توضیح کے واسطے ہی جیسا کہ یوسف احسن اخوتہ میں مقرر کیا ہی اور اس صورت میں اصل صفت کا وجود مضاف الیہ میں درکار نہیں ہی والعاقل

## سورۃ زلزلت

یہ سورت ملی ہی اسمین اللہ اتین اور تیرن کلے اور ایک سو انچاس حرف میں اور نثر دل اس سورت کا قیامت کے منکروں کے جواب میں ہی جو پوچھتے تھے کہ قیامت کب ہوگی اور تفسیرون میں مذکور ہی کہ پہرآت گئی تھی کہ یہ سورت نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح ہونے کا بھی انتظار نہ کیا اسی وقت محل سرا باہر تشریف لائے اور لوگوں کو سکھائی اور اس سورت میں ایک آیت ہی کہ گویا خلاصہ ہی تمام قرآن کا اور جامع ہی شریعت کے بسا حکاموں کو اور وہ اس سورہ کے اخیر کی آیت ہی



کہ دلائل کرنی ہی ہر عمل کی جزا ہے ہر وہ خواہ نیک اور حدیث صحیح میں وارد ہی کہ بہ سورہ جو نعمانی قرآن کے برابر ہی اور اس سورت کا نام زلزلت اس واسطے رکھا ہی کہ دلائل کرنی ہی زلزلہ عظیم کے واقع ہونے پر قیامت کے دن اور سبب اس زلزلے کا تین چیزیں ہیں اول تو سجی الہی کی بزرگی کہ زمین پر واقع ہوگی اور استجلی کے سبب اخرا زمین کے ٹوٹ پھوٹ کے کچھ جاوے جیسے کہ نمونہ سکا کہ طور پر واقع ہوا تھا قال اللہ تعالیٰ و اشرفت الارض بنعمہ و ہما و ایضاً قال اللہ تعالیٰ فلما تعلق ربہ للعجل جعلہ دکا و دس غصبت الہی کا جوش میں آنا کہ گارن پر اور انتقام کی شان کا ظاہر ہونا مردوں کے اٹھانے کی صورت پر اور یہ بات بغیر زمین کے ہلانے اور پھرنے کے تھا کہ ہر مردیکے اجزا جدا جدا معلوم ہو جاوین مکن نہیں یہ سہرا و از تندہ کے نفعی کا کہ ہوا شدید کے تھوکن کا سبب ہوگی اور اس ہوا کا داخل ہونا کمال شدت سے سام اور صحیح میں زمین کے اور اسے سبب زلزلے کا پیدا ہونا اور ازل پس کہ بہ زلزلہ ایک عظیم واقعہ ہی حشر کے روز کے دو تھوں سے اور مقدمہ ہی جزا کے کار تھا کا نورث نام میں تفرکیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَہَا جَوَتْ لَانِی جَاوِزِیْنِ اِیسا ہلانا کہ ممکن ہی اسی زمین کو اور ہلانے میں زمین کے کھال بالذکر کیا جاوے گا اس قدر کہ طاقت زمین کی تحمل اسکا کہ سیکے ہلائی جاوے گی اور روئی زمین پر کوئی عمارت اور کوئی چھاڑ یا چھاڑ باقی نہ رہے گا اور پستان برب برابر ہو جاوے گی اور زمین کی یہ شکل بدل جاوے گی اور بہ معاملہ نفع نمانی کے نزدیک ہوگا و اَحْوَجَتِ الْاَرْضُ اُفْتَالِہَا اذ کمال دایلیگی زمین بھاری ہو جھاپنے یعنی اس بری بھونچال کے سبب جو کچھ کہ زمین کے پیت میں ہی جیسے ٹرے اور خزانے اور دہانے اور گتھلیان باہر پھینک دیگی اور مردوں کے باہر نکل آنے کے سبب علاقہ کہ اردو میں کو زمین کے اندر تھا اس واسطے کہ ان اردو حوں کے جسموں کا ٹھکانا تھا ٹوٹ جاوے گا و قَالَ الْاِنْسَانُ اُوہ کہہ گا اُوہی یعنی اردو میں آدمیوں کی یا زندہ ہونے کے اور اس زلزلے کے آثار دیکھنے کے بعد کہیگا مَا اَکْهَا لَیَا ہو گیا ہی اِس زَیْنِ کُو یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَحْبَاوُہَا اس دن باوجود زلزلے کی شدت اور نہایت مینا بی اور تفرکیا



سید  
شہید کا

بولگی زمین اپنی باتیں یعنی بنی آدم کے کاموں کو ظاہر کرے گی اور کہے گی کہ فلا نے شخص نے مجھ پر زبر سے قہی اور دروزہ  
 رکھا تھا اور نیک کام کئے تھے اور فلا نے مجھ پر قہی خون کیا تھا اور زنا کیا تھا اور جو رسی کی قہی اور یہ کہنا  
 اس زمین کا دو حکمتوں کے واسطے ہے ایک تو یہ کہ لوگوں پر گواہ ہو کہ ان لوگوں کو انکار کی جگہ نہ رہے اس واسطے  
 آسمان اور ذلیق رات اور ستارے اور آفتاب دن اپنے سبلس روز گواہی دینگے اور اچھے بڑے کاموں کو سبک  
 ظاہر کریں گے دوسرے یہ کہ بدکار لوگ زمین کے بیان کرنے سے رو ہونگے اور نیک لوگوں کی تعریف اور اچھا مٹی نہایت  
 ہوگی اس جگہ بعض لوگوں کے دل میں شبہ گذرے گا کہ زمین تو ایک جگہ اور بے عقلی ہے یہ کیسی گواہی دے گی اور یہ زمین  
 کی گواہی تو مجھے اس شبہ کی بہرہ کی مخلوقات میں سے ہر چیز ایک روح رکھتی ہے لیکن جو انات کی وجہ سے اپنے بدن کی  
 تدبیر اور تصرف کا بھی علاقہ رکھتی ہیں اور عینہ تغیر اور تغیر سے کھانے پینے اور برہنے پینے اور جنبش اور حرکت میں  
 مشغول ہیں اور دوسرے مخلوقات کی ارواح تدبیر اور تصرف کا علاقہ ہیں رکھتی ہیں اور جنبش کرنا اور حرکت اپنے  
 اختیار سے دہی ہیں ہی اس سبب انکی ارواح کا علاقہ عوام کی نظر سے پوشیدہ رہتا ہے اس بہرہ فریق عادت کے  
 طور پر یہ باتیں کہی گئی ہیں ظہور کرتی ہیں چنانچہ صحیح حدیث میں تو اتر کے ساتھ یہ بات ثابت ہے جیسے باتیں  
 کرنا چھوٹا اور درختوں کا اور پکار پکار کے روزنامہ نامتوں کا اور پکارنا ایک پکار کا دوسرے پکار کو ہل سے  
 ملک احد یاد کرنا یہ ہے لہذا زہری تجھ کوئی شخص کہہ گا ذکر کرتا ہوں یہ سب ہی قسم ہیں اور قرآن مجید میں  
 سب مخلوقات کی ارواح کا ہونا سورہ یس میں مذکور ہے فصیحان الذی میدہ ملکوت کل شیء  
 ج ۲۳ ع ۶ اور سورہ اسراء میں بھی مذکور ہے وان من شیء الا بیع بحمدہ ولکن لا تفہمون فیسیہم ج ۱  
 ع ۶ اور زمین کا اور نازکی جگہ کار و ناما مسلمان کرنے ہر حدیث میں ثابت ہے اور گواہی دینا زمین کا اور  
 پتھر کا اور درخت کا اذان دینے والوں کے واسطے اذان میں آواز کو بلند کریں یہ بھی ثابت ہے چنانچہ  
 مولانا روم قدس سرہ اپنی سنوئی میں فرماتے ہیں ابیات ہستی کہ ہست مخفی از خود ہستی چون  
 خود کی کئی برود باور اچشم کرینش ندا و فرق چون بی کرد اندر قوم عاوا آتش نمود را اگر چشم نیست  
 باخلیق چون ترم کرد اوست گز بودی بل ما ان نورید ازہ کا فر از مومن کی گزید گزگودہ و سنگ  
 با دیدار شد بس چرا و در او یار شد این زمین را کہ بودی چشم جان ازہ قارون را فرود خورد و پانچ





بسن من جعل کا لفظ اسکے سوگے واسطے مخصوص ہو گا یا یوں کہا جاوے کہ جب تیرا اور ندامت اس نبی پر واقع ہوئی اور یہ تو بہ اور ندامت ایک نیکی ہی عمدہ نیکیوں سے بس کہ کھنسا اس پر ہی کا یا دیکھنا تو بہ اور ندامت کا اس پر ہی سے نقصان سبب ہو گا۔ اس واسطے تو بہ کرنا یوں کے تھیں فرمایا ہی فالثلک میدل امہ سیاقہم حسانت یعنی بیرون کو تو بہ کرنے والوں کی ذلک تو بہ کے ضمن میں نکو دکھا دیا گیا تو سے پر بیان نیکی کی صورت بکریں گی و احد اعلم اور حدیث شریف میں آیا ہی کہ ایک شخص نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھ کو قرآن سکھاؤ و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین رضی علیہ عنہم کو فرمایا کہ اس کو قرآن سکھاؤ امیر المؤمنین نے اس کو پڑھا اور ازراعت سکھائی جب اس آیت کو پڑھے تو وہ شخص بولا جسی حسنی لا ائیالی ان لا اسمع غیرہ ایسے ہی آیت مجھ کو بس ہی پڑھنا ہوں میں کہ کچھ اور سیکھوں میں اور سیکھنے کی کچھ حاجت نہیں ہی امیر المؤمنین نے اس قصے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و عذۃ فعدۃ الوحل یعنی چھوڑ دے اس کو کہ وہ مرد فقیہ اور دانائی اور بہرحقی حدیث شریف میں آیا ہی کہ اس آیت سے دو شخصوں کے رہنے والوں سے عبرت پکڑی تھی ایک میں سے وہ شخص تھا کہ صدقہ نہ دیتا تھا اور کپتا تھا کہ میں زیادہ مقدم نہیں رکھتا ہوں اور تھوڑی چیز اس کے نام پر دینا مجھ کو بے ادبی معلوم ہوتی ہی دوسرا وہ شخص تھا کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو خیال میں نہ لانا تھا جیسے یہ وہ باتیں اور دنیا جیسا نظر کرنا اور گمان کرنا تھا کہ ایسی ہی باتوں کی بکر نہ ہو گی ان دونوں کے گمان کے روکے واسطے یہ دونوں آیتیں کافی ہو گئیں ۵۱۶

سورۃ العادیات

یہ صورت ملی ہی اور اس میں گیارہ آیتیں اور چالیس کلمے اور ایک کلمہ مستحرف ہیں اور عادیات عرب کی لغت میں دورے گھوڑوں کو کہتے ہیں مشتق ہی قد سے جو دورے کے معنوں میں ہی آداس اور سیر بیکلام سوئے عادیات اس واسطے رکھا ہی کہ غازیوں کے گوز بے حسب آتی ہی صورت میں کہ فزون کی ناشکری ہی ہر اور احد فعلی کے انتقام کا ظہور، نافرمان برداروں پر دورے گھوڑوں کی طرح سے دنیا میں ہوتا ہی بس کہ ایک گونہ ہی حشر اور شکر کا اس واسطے آئے سے مخالف کی فوج کے اور شکست ہونے سے ایسی موافق فوج کے جو کچھ انقلاب



شہر اور ملک میں واقع ہوتا ہے کہ غت دار لوگ ذلیل ہو جاتے ہیں اور بردہ نہیں بے بردہ اور مال اور متاع  
 اور زر اور زیور اور کپڑے اور لٹاکے کس لباس میں جمع کیا ہوتا ہے ایک آن میں برباد ہو جاتا ہے یہ سب کچھ کیا  
 قیامت کا نمونہ ظاہر ہو جاتا ہے جو یہ حالت یا دد لائے والی قیامت کی ہی تو اس کی قسم لکھا ہی ہے اور اس  
 سورت کا نام بھی وہی ہے یا اور اس سورت کے نازل ہونے کا سبب غمزدگی سے پہلے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے منذر بن عمرو انصاری کو ایک غول بواروں کا دیکر بنی کنانہ کے ایک قبیلے پر کہہ دیا کہ غول کا فرخے معوز ملایا  
 اور ارشاد کیا کہ فلا نے روز صبح کے وقت ان پر چھایا مارنا اور خوب روئی سنہ پہنچانا اور فلا نے روزِ ہمان  
 پہنچنا اتفاقاً مارا میں ایک مذبح و اس روز جرجی تھی شکر کرتے تھے کہ لاچار ہو کر مقام گردیا جب دوسرے  
 پانی کم ہو گیا تو شکر اتر گیا اور حکم کے بموجب صبح ہونے سے قبل خون مارا اور فرار و قبی سزا دیکھے لوٹ  
 مار کے صبح اور سلم پھر آئے لیکن وعدہ پڑھنے میں تمام کرنے کے سبب ایک روز کی تاخیر ہو گئی تو منافقوں  
 پر یہ افواہ اتر آئی کہ وہ شکر ب تباہ ہو گیا اور ایلیادی حسین کا راجھا جو اگر تیرہ بیٹا سلا منوں کو اسباب نہایت  
 غم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی اور دیکھ کر ان کے گھوڑوں کا اور اٹکے دشمنوں کی جماعت میں لگس سچا کا اس  
 سورت میں مذکور ہے یا کسلا منوں کو تھی حاصل ہو لیکن اس شانِ نزول میں ایک حدیث ہے اس واسطے کہ یہ سورت  
 تھی اور صحیفہ شکر کا مدینہ میں تھا بس یہ واقعہ اسکا شانِ نزول نہیں ہو سکتا اور اصح یہ بات ہے کہ جب  
 باری نے جو چاہا کہ اس میں جہاد کی رسم مقرر فرماوے تو اس رسم کا ارشاد اس سورت میں منظور ہوا تھا کہ  
 جو شخصیری ہو سلا منوں کو سبھا کی کہ انکو طاعت جہاد کی اور گھوڑوں اور فوج اور لشکر کی ضایع ہوگی کہ پورا بدلا  
 اللہ کے دشمنوں سے اس اور انکی جمیعت کو کھیر دیں اور بال اور ملک انکا اپنے تصرف میں لا دیں ۴۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَادِيَاتِ صَبْحًا  
 اور جانوروں کا قاعدہ ہے کہ بہت دور نے کے وقت بیت میں آگے آواز نکلتی ہے کہ ہند میں نیت میں ہنسکو  
 لہننا کہتے ہیں فَاَلْمُؤْتِرَاتِ قَدْحًا  
 چرم ہی ان گھوڑوں کی کراگ جھارتے ہیں سخاقت سے بیٹھے



پہاڑوں میں اور پتھر ملی زمین میں اُن کے نعل جو ٹبھرون پر لگتے ہیں نو شعلے نکلے ہیں جسے عمی جھارے سے اور نمودار کی  
 رات کو زیادہ ہوتی ہی اور دن کو روشنی اسکی نظر ہیں اُنی بوس قسم میں اشارہ ہو گا اسباب کی طرف لگھورے  
 غازیوں کے رانوں کو دورینے قائلغیرکف صُحَّاء ہر قسم ہی ان گھوڑوں کی کہ عارت کرتے ہیں صبح کے  
 وقت بے راتوں رات دور کر کے صُح ہونے کہ عس غلب کا دف ہی دشمن پر پہنچتے ہیں اور مال اور سببا  
 انکالوت لیتے ہیں فَأَنْزَلْنَاهُ دَقْعًا مَّهِلًا لِّمَنْ أَهْلًا صُح کے وقت اُن گھوڑوں نے گرد اور بہہ معطوف اُس نعل پر ہی  
 جو میعان سے بوجھا جاتا ہی یعنی اَعْرَنَ صُحَّاء اور وہ عدول کی اسم نعل کی طرف بہ ہی کہ اٹھنا غبار کا  
 دشمن سے نزدیک ہونے کے دف ہی بس ایک ساع رہا اور گذر لبا بر خلاف دشمنوں کی لوت مار کے کہ یہہ  
 ہمیشہ ہی ادریب عبا راٹھانے کی صُح کے وقت اس واسطے ہی کہ تاب مارنے کی قوت اُن گھوڑوں کی خوب  
 ظاہر ہو اس واسطے کہ صُح کے وقت پھلی رات کی سردی اور سہمی کی رطوبت سے زمین دب جاتی ہی عر  
 اس وقت غبار کا اٹھنا برے زور سے ہوتا ہی بخلاف آجڑ کے دن کے کہ آفتاب کی حرارت اور اسکی  
 تنوع کی حد کی سے اجرا میں کے دھیلے ہو جاتے ہیں اور نھور می ہی حرکت میں غبار اٹھ لکوا ہو جاتا ہی  
 واسطے آندھان آخردن کو بہن اتنی ہیں فَوَسَّطْنَ بِهِ جَمْعًا مَّهِلًا لِّمَنْ أَهْلًا وہ گھوڑے اُس وقت  
 غول میں دشمنوں کے اور انہو کو اُن کے کبھیر دیا اب یہاں پر سمجھ لیا جائے کہ ہر اہلی کی صورت متعاطی میں لگا ہونے  
 کمال مشابہت رکھتی ہی ان گھوڑوں کی حرکت اس واسطے کہ شروع اسکا منوہ ہونا غضب کا ہی جسکا  
 نمونہ یہاں پر گھوڑوں کا دور ناما ہی مانپتے ہوئے جیسے عَصے کے وقت میں ہوتا ہی اور دست کرنا انک کا  
 سمون سے نمونہ ہی دوزخ کے شعلے کا جو دوزخیوں کے واسطے تیار کیا گیا ہی اور لوت مار نمونہ ہی د  
 دوزخ کے پیادوں کے مارنے کا اور سبنا اور پھول کے کاتنے کا اور لوت اور بدن اور گونٹ اور  
 چربیوں کے جلنے کا اور اٹھانا غبار کا نمونہ ہی ناشکر دن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دینے کا کہ رحمت الہی اُس  
 ہر ایک سبب کو شدید جا دیگی اور گھس جانا دشمنوں کے عول میں نمونہ ہی غضب کی آگ کے گھس جانے کا دل  
 اور جگر میں اور خراب کر دینا دستی کو بدن کی تو اس قدر الہی کے نمونے کی قسم کھانی اسپر کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ  
 لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ کا تحقیق آدمی اپنے رب کا اللہ ناشکر ہی یعنی اسکی نعمتوں کا کفران کرتا ہی اور یہ کفران نبوت کی طرح

ہونا ہی اول تو یہ کہ نعمت کو نعمت دینے والے سے سمجھ بلکہ کو دوسرے کے طرف منت کرے جسے انسانے کے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہکو مینا پیرنے دہلے جا را دکھ درد فلانے بزرگ نے کھو دیا دوسرے کہہ کہ اس نعمت وہ فائدہ جسے اس نے وہ نعمت دی گئی ہے نہ اٹھا دے بلکہ اسی صدیئے برائی کا دوسرے سے یہ کہ نعمت میں مشغول ہو جاوے اور نعمت سے غافل اور نہ قدر محبت نعمت کی اس کے دل پر غالب ہو جاوے کہ میں غرق ہو جاوے اور نعمت دینے والے کو بھول جاوے جسے دینا دار لوگ کہ دنیا کی محبت ایسی غالب ہو جاتی ہے کہ دن رات اسی میں مصروف رہنے میں یہاں تک کہ اسی کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بھول جاوے اور آیت **وَاَنذَرْتَهُمْ اَنَّ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ لَهَا عٰدِيْنَ** اور متورا دی ہی نام لکھتی آپ گواہ ہے یعنی خود اقرار کرتا ہے کہ میں آپ نامشکر ہوں اور یہہ اقرار عالمین اس صورت واقع ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو کہتا ہے کہ فلانا شکر اس نعمت کا اور میں کرتا اور حال ہم ہی کہ خود بھی شکر اس نعمت کا اور میں کرتا میں طعن کرنا اسکا دوسرے پر یعنی نہی جان ہر ہی **وَاَنذَرْتَهُمْ اَنَّ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ لَهَا عٰدِيْنَ** اور متور وہ محبت ہر مال کی بہت سخت اور مضبوطی ہے ایسے قدر دوستی مال کی اس کے دل میں بھر گئی ہے کہ قسم کی دوستی کو اسے کین گنجائش میں ہی اور اگر کوئی کہے کہ میں نامشکر نہیں ہوں اور مال کی محبت بھی میرے دل میں نہیں ہے تو یہہ انکار اسکا اللہ تعالیٰ کے آگے پیش نہیں جانا چاہئے فرماتے ہیں **اَفَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ لَهَا عٰدِيْنَ** اور جو نہیں جانتا ہے جس وقت اٹھائے جاوے جو قبر و زمین میں سے مرے زندہ ہو جاوے اور جو کچھ کہ زمین ہی اس کے اوپر آ جاوے گا اور اسدا بوشیدہ چیزوں کے ظاہر ہونے کی خود اقرار ہو جاوے گی یہاں تک کہ انہما ظاہر ہو ہر اخلاق اور نیات اور عہدے ہر عقیدوں کے پچھلے چاہئے فرمایا ہے **وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ** اور ظاہر ہو جاوے گا جو سینوں میں ہے پھر اخلاق اور اعمال کو ظاہری صورت دیکر اس کے لایسے کہ تمام خلق کو ایک دوسرے کے دلوں کے چھبے ہوئے سمجھ معلوم ہو جاوے اور اس وقت ہر شخص معلوم کر لے گا کہ **اِنَّ رَبَّكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ** لکھتا ہے تحقیق ہر روز گار اسکا اس کے حال پر اس روز اللہ خبردار ہے اور انکار اس کے حضور میں نہیں جانا اور ہر جند کہ اللہ تعالیٰ کا عہد ہر وقت بندے کے ظاہر اور باطن پر محیط ہے لیکن اس روز اسکا علم ہر شخص پر ظاہر ہو جاوے گا اور انکار کی جاگہ نہ رہے گی اور یہہ جملہ یعنی ان وقہم آقا بعلم کے مفعول کے محل میں واقع ہوا ہے لیکن سبب لام کے جو جیسے بن لائے بن لفظ میں عمل دیکھا اور نہیں تو ان کے ہمزہ کو فتح سے برہنے اور اسٹو

نحوی تعلقن بلام کہتے ہیں اور فعال تسلوب کے خصائص ہی اور حدیث شریف میں آیا ہی کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لکنو کے معنی پوچھے فرمایا کہ جو شخص سہا لکھا اور سلام کو مارا اور اچھا کو چھو لکھا

## سورة الفارغة

یہ سورت لمبی ہی اس میں آٹھ آیتیں اور چھ بیس کلمے اور دریر نو حرف ہیں اور اس کا نام سورہ فارغ اس واسطے رکھا ہی کہ دلالت کرتی ہی ایک سخت عادت پر جو قیامت کے دن واقع ہو گا اور دلون کو سری کو فتنہ بھانگا اور اس عادت کی تاثیر سے بھاری جسم ہلکے ہر جاویگے اور سخت جسم ریزہ ریزہ ہو جائیگے اور ملاوت اور جات و نیکے اجزا میں سے نکل جاویگی کسی چیز میں بوجھ جو اس چیز کے قائم رہنے کا اپنی جگہ ہر سب واقع ہوا ہی بانی نرہے گا اور سختی کر کے اخرا کے جمع ہونے کا باعث ہی بوجھ اور سبکی اور جمع ہوا اور کھونا کہ دنیا کے قائمہ موافق تھا اور ہم بہر ہم ہو گیا سہل تھا اور سہلی اور جمع ہوا اور کھونا اس حال میں ایک اور ہی طرح سے نمود کر لیا جو پوچھ بہشت کی درجات کی بلندی کا باعث ہو جاویگا اور سہلی دوزخ کی تہ میں گرنے کا سبب ہر خلاف ایکے جو دیوانہ مغر ہی کہ بوجھ نیچے ہونے کا سبب ہونا ہی اس کی بلندی کا سبب ہے اور اس کی بلندی سے درنا ہر مقصد ہر مقصد

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفارغة ما الفارغة کفر کفرانی کہا ہی وہ کفرانی یعنی قیامت کہ دلون کو ایک براہ صدمہ بھانگا دگی اور بند کو ست اور دست کو بند کر دگی حقیقت اس کی کہا ہی اور یہ انقلاب میں کس سے ہے ہو گا و ما اذ نزلت ما الفارغة اور کہا جاتا ہی تو کہ کہا حقیقت ہی اس کفر کفرانے عادت کی اور جو بھاننا ہر چیز کا اس کے اسباب جاننے ہر موقوف ہی اور اس سے قیامت کے قائم ہونے کے کہ عمدہ اٹھا کفرانی کی تجلی ہی تمام عالم پر لکھا ہے کس سے کہ معلوم نہیں ہی اس واسطے اس کے بیان کے مقام ہر اس کی بعضی اثر دن ہر الغفرانے ارشاد کرتے ہیں یوقد یکون الناس کالفراش المبثوث وہ عادت اس دن ہو گا ہر دن ہو جاویں گے لوگ جیسے پتیلے کچھوے ہوتے کہ ہر ایک ایک طرف کہ جلا جاتا ہی اور ہر شے جلا

وچوں سے مرکب ہی آواز لذت دوسری حرکت کا ضعف تیسری حرکت کی بے انتظامی کی کبھی تیز اور کبھی دھیمی  
 ہوتی ہی جرتھی میں ہونا حرکت کی طرف کا کبھی آگے کبھی پیچھے کبھی داپنے کبھی ٹپن طرف توتی ہی آوریہاں ہر حرکت  
 چاہئے کہ نقل جسم میں درتک گلوبہا ہی اول قسم کہ اہل ارادلی ہی سو درہ نقل ہی جو در فارادریکن اور مضبوطی  
 سکتے ہونا ہی آوریہ بات ان جسموں کا ساتھ خاص ہی کہ روح کا اہل کا تعلق انکے ساتھ ہوا ہی آریہ جسم جن اور  
 انکے کا غلیظ نام رکھی آوریہ جو چاندہ کہ روح میں تاثیر عظیم کرتا ہی اور سکو جیران کرتا ہی تو ہر نقل کو در  
 کر دینا ہی آریہ سب سے برے عقار اور بھلے والوں خوف در اضطراب کے وقت بے اختیار میں ہر کہیں شہبک  
 اور ہلکی ہونے لگتی ہی اس واسطے کہ انکی روح حادثے کی ہرنت کے سبب جسم کی حماقت سے عاجز ہوجاتی  
 ہی اور در نگارنگ ارادے اور خواہشیں انکی حرکتوں کی بے انتظامی کا سبب ہوجاتی ہی اور اس آیت میں اسی  
 نقل کے انقلاب کا بیان ہی آوریہ دوسری قسم کو عوام الناس بھی جانتے ہیں نقل طبیعی ہی کہ نسخہ جسموں میں  
 انکے اخراکی کنافیلے اور اجتماع کے سبب ہونا ہی اور اس قسم نقل میں بہار ضرب المثل میں اور سب سے انقلاب  
 دوسری آیت میں بیان فرمایا ہی وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ اور ہوجاویں گے بہار سے نگی ارن  
 دہنی ہوتی کئی رنگ کی کہ دھینا اسگوانی دھنکی سے دھنک کہ ہا ہا ہا ہا کہ کے ارادے حاصل کلام کا ہی  
 کہ تاثر اس حادثے کی برتے سخت جسموں میں کہ بہار میں اس حد کو پھینکی کہ اجزانے سب علحدہ علحدہ ہوں کے اور  
 مکانوں سے حرکت کے کہ ہوا میں ہر انگہ در منتشر ہوجاویں گے اور انکو رنگین اور اس واسطے بیان فرمایا ہی  
 کہ رنگین اور ہر رنگ ہوتی ہی اس اور سے جو رنگی نہیں گئی اور رنگوں کا اختلاف اس واسطے تشبیہ میں مذکور  
 ہوا ہی کہ بہاروں کے رنگ طرح طرح کے ہیں بعض سفید جیسے زر اور بعض سبز جہر ان میں بھی درجے ہیں جیسے  
 سنک سبز اور سنک شامی اور بعض سیاہ وہ بھی اسی طرح سے ہیں جیسے سنگ موسلی اور سنگ فادرا اور  
 بعض سنری کی طرف مائل ہیں جو جب بہار پھر کبھی کے ہوا سے آرجاویں گے تو ان کے رنگوں کے اختلاف کے  
 سبب ایک چیز تو علموں یعنی رنگ ہر ایک ہوا میں نظر آئے لگے گی اور جب اس حادثے کی تاثیر اجمال کے طور  
 میں فراموشی اور تفصیل اس اجمال کی ارشاد ہوتی ہی فَأَمَّا مَنْ تَقَلَّتْ مَوَازِينُهُ مِمَّا رَجَعُوا فِيهِمْ  
 ہونے تو ان اسکی آوریہ بلوچہ پرشیدہ ثقالت کے سبب ہی کہ ان عملوں میں بھی ہوتی تھی اور دنیا میں ظاہر بھی

اُس روز ظاہر ہو گی اور حقیقت اُن کو بوجھ کی اُن اعمالوں کی توفیق ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور سب سے بڑی ہے۔  
 سب سے بڑی اعمالوں کا مجموعہ ظاہر بنا دے گا۔ پھر تاہم اعمال ناموں میں بندیکے صورت پکڑتا ہی آدرا بہہ ہی ہے کہ ہر ایک عمل  
 دنیا میں انسان کے نفس پر شائق اور قبول ہوتا ہی اور بندہ تحمل اس کے تحمل اور مسکت کا حکم آہی کے فرمان برداری کے  
 واسطے کرتا ہی سو بہرہ نفع ہی اس روز ظاہر ہو جا دگا اور اس کے سبب بند کو ترقی حاصل ہو گی چنانچہ بیان فرمایا ہی  
 فَهِيَ عِشَّةٌ ذَا صَيْدٍ لَّسَ وَهِنَّ مِنَ الْمُنْتَضِينَ عِشِينَ هُوَ الْوَكُوفَةُ الْمَوَازِينُ وَأَمَّا صَخْفٌ مَوَازِينُهُ أَوْ مَرَّةٌ حَوْضِ  
 کہ ہلکی ہوئیں تو اُن اس کی آدرا بہہ ہوگی اس سبب ہی کہ وہ اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدک کچھ قدر بہین رکھتے تھے  
 اور جو نفس کی خواہش کے موافق تھے تو نفس پر بھی شائق اور گران نہوتے تھے پھر قیامت کے دن یہ سبکی  
 آسنا کا سبب ہو گی کہ وہ اعمال محفوظ نہ ہین گے بلکہ برہم درہم اور ضائع ہو جائینگے اور اس شخص کے واسطے  
 دولت اور چاہ ظلمات میں گرنے کا سہہ ہونگے چنانچہ بیان فرماتے ہین فَأَمَّا هَا وَهِيَ الْبَسْمُ اس کی  
 نیچے کا طبقہ دوزخ کا ہی اور ما اس واسطے فرمایا کہ بھیکو بے تعلق اور طبعی کاموں کی حاجت کے وقت رجوع  
 ہا کی طرف ہوتی ہی اور جو اُس روز کلف اور بنادت کہ دنیا میں بے امان لوگ کرتے تھے مائل جانا رہے  
 تو بے اختیار اُس دوزخ کے طبقے کی طرف رجوع کرینگے گویا اس کی دلچسپی اور ہوش اس کی طرف کھٹے تھے اور وہ طبقہ کل  
 طرح سے اپنی طرف انگوٹھ کی بجائے لگا اور جا دگا وَمَا آذَرْنَاكَ مَا هَيْبَةً أَوْ رَكِبًا بوجھا تو کہ لبا ہی وہ ڈاویہ  
 یعنی جو عذاب کہ اس طبقے کا ہی کچھ آدمی کی سمجھ میں آہیں سکنا اور ڈاویہ ساکن کہ ماہیہ کے آخر میں ہی سو تو  
 واسطے ہی اور سو کورن کو تنہا نہ سکتے ہی بولتے ہین وَاللَّاهُ صِلْ كَلِمَةً بَارِي هِيَ مِغْرَبَةٌ عَ نَادٍ حَامِيَةً أَيْ  
 آگ ہی نہایت گرم یعنی جس طبقے کا نام ڈاویہ ہی اس کی گرمی کے بیان میں سو اس کے کہ مان میں ہی ایک آگ نہایت گرم  
 کہ تعابلیں ہیکے اور آگوں کو گرم کہنا نہ چاہئے اور دوسرے طبقوں کو دوزخ کے اس کے درو گرم ہونا چاہئے  
 اعادنا الله منها ومن ساو رجوه الغلاب بناه دہم کو اللہ تعالیٰ اس کے دہم سے بہا زمین سے بہا

سورة التكاثر

بہر صورت کمی ہی اس میں آٹھ آیتیں اور اٹھائیس کلمے ہین اور ایک سو تیس حرف ہین اور اس صورت کے





نازل ہونے کا سبب یہ ہی کہ تشریش میں مذکورہ نئے ایک نبی عہد مناس کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں پیدا ہوئے تھے اور دوسرے نبیوں کے معاصرین میں سے کسی سرگروہ ان جماع کا تھا ایک روز انہیں تراختر اور ترائمان کرنے لگے اور ہر ایک کہنے لگا کہ از روئے مال کے اور عمدہ کاموں کے اور شان و دیوان اور مضامین کے اور نام اور مرتبوں کے ہم غصے کیا وہ میں اور یہ برائی برہتے برہتے استبا کو بھی کہ آؤ فی کسی زیادہ میں جب نبی عہد مناس نے اپنے لوگوں کو گنا تو یہ سب ہم زیادہ ہوتے تب نبیوں سے کہا کہ ہمارے لوگ ترائمان میں بہت ماسکتے ہیں روز بروز سے اور مردے ملاسے شہکار کر دج اس طور سے گنا تو نبیوں سے زیادہ ہو آؤ اس معقد میں مردوں کی بختوں کے واسطے ترسناں کر گئے اور قریب نکلنا ترائمان اللہ تعالیٰ نے انکی اس چہالت کے اور غفلت کلی کے بیان میں جو ان لوگوں سے ضروری چیزوں میں واقع ہوئی تھی یہ صورت نازل فرمائی اور اس صورت کا نام سورہ نکلا ترائمان واسطے رکھا ہی کہ اس صورت میں نکلا ترائمان برائی مذکورہ ہی اور بیان اسکا ہم ہی کہ نکلا ترائمان سے ایسا آؤرا جا ہے جب کہ ترائمان اس واسطے کہ نکلا ترائمان برائے حاجب ہی بنیہ کے اور اسکا مطلوب کے درمیان میں اور جو حاجب ہی بنیہ کے ہے عذابا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام نکلا ترائمان غفلت میں رکھام کو بہت سہایت نے اور نکلا ترائمان کے معنی زیادتی کا طلب کرنا تھا اور آؤرا ہی کی عادت ہی کہ اپنی آخر عمر میں مال کی اور اولاد کی اور لوگوں کو ہر کاروں کی اور نیویشن و انویاری کی زینتی چاہتا ہی تاکہ ان کے سبب اس کے نام اور مرتبے کا سلسلہ منقطع ہو جاوے اور یہ بات اسکو اللہ تعالیٰ کی معرفت سے اور اس کے ہسبون اور صفوں اور صلوں کے نال کرنے سے اور جو ہر وجہ اور جب اللہ تعالیٰ کے اور آؤرا سوچنے کے اور اسکا نفس کے حق سے غافل کر دینا ہی اور اس غفلت کے سبب سے ان نعمتوں کے دے ہمیں اس حیر کے واسطے بنیہ میں محروم رہتا ہی بس نکلا ترائمان آؤرا ہی کو آؤرت کمال دہتا ہی اور حیوانات کے مرتبے میں داخل کر دتا ہی جبرہہ غفلت اگر ارشاد سے کسی مرتب کے اور تریب سے کسی بزرگ کی جلد و دفع ہو گئی تھو آؤرت کی حد میں الگ ترائمان چلنے کی استعداد پیدا کی اور اگر ہی غفلت میں سدا رہا اور ہرگز نہ چو نکلا ترائمان سے ہی حالت میں درگیا تو ترائمان نکلا ترائمان اور اسکی مثال اسکا ہدیہ جسے ایک شخص کو بھیجے دکر بازار کو بھیجا آؤرا لڑی کرے اور کھم نفع کا دے اور یہ شخص نالو گیا اور جو



سدراب فی اور بیہوش ہو گیا اور بوجی کھو بیٹھا یہاں تک کہ شام کے وقت اسکو اٹھا کر ایک گھر پہنچا دیا  
ایک زونہ بوجی اسکے ہاتھ میں ہی رہ نفع معاذ امین ذلک اور اسی حالت کی طرف اشارہ ہی اس کلمے میں  
سَوَّیْتُ زُورًا مَلْفَاکًا یہاں تک کہ جاؤ گئے تھے قبریں بے اسی شکل میں تھے اور ہرگز خضر دار نہ ہوئے جب تک کہ  
گوشت ماں کو نہ پہنچے کَلَّا بان لوں ہی جیسے مئے بھی ہی بے نئے کمان کیا ہی کہ بعد موت کے اگر کمال ہی  
تو یہی ہی کہ ہفت سی دولت اور کار باری بیٹے اور اقربا جاں نثار تمھارے بعد تمھارے نام کو قائم رکھیں  
اور حال یہی کہ بعد موت ایک اور ہی چہرہ بن آئی گی کہ یہ چیزیں ایک مغایب میں سے جنت محض ہو جاؤ گی  
ہ حاصل دنیا زکین تابو جن لگے زندہ است نیز زوجو اور ہر عاقل کو ظاہر معلوم ہی کہ مال اور فرزند اور  
اور فرات رب ثانی میں اور جو چیز کہ ثانی ہی قابل فکر کرنے کے ہیں ہی سَوَّیْتُ تَعْمُوْنَ اَنْفُجَا  
لوگے بعد مرنے کے تکم معلوم ہو جاوے گا کہ دسے سب چیزیں جن میں نے اپنی عمر گزارنی سب تمھارے  
واسطے مضر اور مخل تھیں اس واسطے دسے سب نیت اپنی موت ہونے کا سب اور تمہاری ہی طرف کھینچ لیجانے کا باعث  
ہو میں فَمَنْ کَلَّا پھر بھی ہم کچھ دیتے ہیں کہ بات یوں نہیں ہی جس طرح سے کہ تم اغفاد رکھتے ہو سَوَّیْتُ  
تَعْمُوْنَ آخِر کچھ لوگے لغت اور سہ اور شر کے اور دوزخ اور اسکے پھینکے دیکھنے کے بعد کہ جو کچھ  
نہ بنے کباب خضر اور طفل پنجا پنجا لانا سوادل جاننا برزخ میں ہی اور دوسرا تمامت کے دن کَلَّا لَوْ  
نَعْمُوْنَ عِلْمَ الْبَقِیْنَ صحر کر دبات ہیں نہیں ہی اگر جاؤ تم جاننا حسین کچھ شک اور شہ نہ ہو اور بعضے  
عجاب ظلمانی تم سے کھل جاویں تَوَالِبَتْ جَان لُوگے کہ لَتَرُوْنَ الْحَیْةَ النَّبِیَّةَ دیکھو گے دوزخ کو بعد موت کے برزخ میں  
گرم ہواؤں کے جلنے سے اور عذاب کی صورت دیکھنے سے کَلَّا مَرْنَسے ال کے گزردن کے فَنَلَتْ لَرَوْتَهَا  
عِیْنَ الْبَقِیْنَ بھر اللہ دیکھو گے تم اس دوزخ کو یقین کا دیکھنا کہ اتھال سہ کا اور علیہ خیال کا اور دریافت کی  
غلطی کا اس میں نہو گا اور یہ دیکھنا قیامت کے روز ہو گا کہ دوزخوں کو لڑنے کے کنارے پر کھڑا کریں گے اور در  
اور سختیاں دوان کی امو دکھا دیں گے فَتَلَتْ لَتَرُوْنَ عِیْنَ النَّبِیَّةِ پھر مالہ نوال کئے جاوے کہ تم اُن  
نعمتوں سے جو دنیا میں نکو دی تھیں اور ان سے نکو بنی کمانے سے غفلت میں دالا اور بال نعمتوں سے تین  
طرح پر ہو گا اول یہ کہ اس نیت کو تین کس طرح کا یا حلال و حرام دوسرا یہ کہ اُن نعمتوں کو کہاں صرف کیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَعْتِ بْنِ  
رَضِيَّةِ بْنِ  
سَعْدِ بْنِ  
أَبِي  
وَيْحَانٍ

امد تعالیٰ کی رضا مندی میں یا نارضا مندی میں تیسرا پہلے اس نعمت کے سکر کے بدلے میں تم نے لیا کیا اور اس کا  
 پہنچھا جائے کہ جو حق تعالیٰ نے بندے کو زیادہ قدر فرمادی وہاں ہی کہ معاش اور زندگی بندے کی اسبب موقوف نہیں ہی  
 سب سے ہی قسم ہی کہ اتنے سوال کیا جا چکا اور کہ وہی بندہ اتنے عالی ہیں کہ کھلس اور فقیر ہو اس سبب لہا ہی کہ خود  
 پانی اور گرم روٹی اور تھنہ سے چھانوں اور بندگی لذت اور تندرسی اور اسلام اور قرآن اور ہمارے رسول قبول  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک اور تحفہ شریفیت کی بے سبب نعمتیں ہیں کہ ہر پہل اسلام غنی سے فقیر تک  
 انہیں شریک ہیں اور قدر انکی نہیں جانتے اور بھونے کہا ہی کہ راواں نعمتوں سے جو پونچھ جاؤں گے میں چیزوں میں  
 صحت اور جانی اور امن اور کوئی تحصیل اپنی عمر میں ان میں چیزوں سے عالی نہیں رہتا ہی کہ ہوشہ اتنے فائدہ مند ہو اور  
 حدیث شریف میں آیا ہی کہ ایسے فقیر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ کہوں سمیت جھکوں یا  
 میں ملی ہی کہ اتنے سوال کیا جاؤں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تباہ اور تھنہ پانی اور سایہ  
 اور بھجے حدیث میں آیا ہی کہ پونچھ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرا لومین ابو بکر صدیق اور امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب  
 اور دوسرے بار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ابو العیشیم کے گھر جہاں گئے تھے گرم رو تیمان کچھ روٹ کے ساتھ کھا تین اور تھنہ  
 پانی پیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ نعمت ہی کہ جس سے سوال کئے جاؤ گے وہ اللہ اعلم  
 بالصواب والیہد الکبیر والمآب

# سورة العصر

ہر سورت کی ہی اور زمین بن آتین اور جو وہ کھے ہیں اٹھ سٹھ طرف ہیں اور اس سو رکے نازل ہونے کا سبب یہی کہ  
 مکہ میں اسید کہلاوا لاسیدین جمع کئے تھے ذلیک کا ذکر تھا کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق سے ایام جاہلیت میں محبت نھا سورت کے  
 اسلام لائے کے بعد ایک روز اتنے ملا رہا کہ اسی ابو بکر ہینہ عہد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب آسے بخار تون اور سوہ اگر کوں  
 نفع آتھا نفع اب تکو کہا ہو گیا کہ ایک بارگی بسے تو نے میں بتر گئے کہ باپ ادیکے دین کو چھوڑ دیا اور لات  
 اور غنی کی عبادت سے محروم رہت اور انکی شفاعت کا امید ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس  
 باداں کے خواب میں فرمایا کہ جو شخص غنی کو قبول کرتا ہی اور ذلیک کام اختیار کرتا ہی وہ تو نے میں نہیں ترنا



سبأ عم  
الْوَقْتُ لِلَّهِ  
الْكَرِيمِ  
سُورَةُ الْعَصْرِ

حق تعالیٰ نے اس گفتگو کے بیان میں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کی جو نبی ہیں یہ سورہ نازل فرمائی اور اس سورہ کا نام سورہ عصر اس واسطے رکھا ہے کہ اس شروع میں عصر کی قسم کھائی ہی اور عصر کے دو حصے ہیں ایک روزانہ کہ اس کی عمر بھی انہیں سے ہی اور عمر بنان کی ایک چیز ہی نہایت بعین اور ایک بونگ ہی بہت غیر کہ دینی اور دنیوی کمالات اس کے سبب سے حاصل ہوتے ہیں اور اس کے دس لہال اور پونجی کی مانند ہیں بلکہ اس میں عیب ہی تو اتنا ہی ہی کہ خود بخود کم ہونی چلی جاتی ہی سو اگر اعتقادات تھے اور اعمال صالحہ اور احوال نیک کے حاصل کرنے میں صرف ہو تو ایک عمر بڑی اور لذت سہمی حاصل کی اور اگر اس کے عکس میں گزرتی تو ظاہر بات ہی کہ نقصان اور ذلت اس کے آگے رکھی ہی آسناں کو کہ اس عالم میں بھیجا ہی اور پونجی اور دس لہال کی جگہ اس کو عمر ہی ہی سورہ صرف بیخچے دلے کی مانند ہی اس کی تجارت کی خود بخود گھٹی چلی جاتی ہی اگر اس کے بدلے کوئی عزیز چیز حاصل کر لی تو ہتر ہوا ہیں نو خیارہ سہ دست موجود ہی اور جو اس تجارت اور سودا گر میں ایک عجیب اور غریب بات ہی تو اس کی قسم کھائی ہی دوسرے بھلا دن کہ نماز عصر کا وقت ہی اور وہی بعد اور نقصان کے ظاہر ہونے کا وقت ہی اس واسطے کہ ہر شخص روزی کی فکر میں صبح سے اپنے اپنے دھند میں مشغول ہوتا ہی اور سیکڑوں جیسے اور ہزاروں کمزور فریب رزومی کے پیدا کرنے کے واسطے کرتا ہی پھر جب دن آخڑ ہوا تو دسب بدیسریں اور صبح تمام ہوئے اور انہما کو پہنچے پھر اس وقت ہر شخص اپنے کام سے فراغت کرتا ہی اور ہر سودا گر اپنی دوکان اتھا کر گھر جانے کا ارادہ کرتا ہی سو اس عرصے میں اگر کچھ کھالیا تو واہ واہ نہیں تو نقصان اور کھانے میں پڑا اور جو یہ وقت تو تا ظاہر ہونے کا تھا تو اس وقت کی قسم یاد فرمائی کہ اگر آدمی فن کرے تو دینی اور دنیوی سودا ورزیان کے ظاہر ہونے کا وقت بھی ہی اس واسطے کہ اعمال دن رات کے تمام ہو چکے اور جو چیزیں کھانے کی تھیں کھا چکے اب روزانہ چکے دیکھنے کا وقت ہی کہ کہا گیا اور کہا گیا کہ یہ وقت بزرگی رکھنا ہی میا کے طالبونین بھی اور آخرت کے طالبونین بھی اور لائق بہت ہے کہ اس کی قسم کھا دین اور حدیث صحیح میں آیا ہی کہ جب کسی عصر کی نماز نضا ہو گئی تو اب ہوا کہ گویا اس کا گھر بار برباد ہو گیا اور بعضوں نے کہا ہی کہ ترا وعصر سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا عصر ہی کہ ان کے پیغمبر ہونے کے سبب بازار سودا ورزیان کا گرم ہو گیا جس نے اطاعت اور تابعداری ان کی کی تو سودا حاصل کیا کہ ابدالاباد تک باقی ہی اور جس نے کہ نافرمانی ان کی کی تو اب سے تو نے میں پڑا کہ اس کی صداور نہایت ہنر ہی ہے



طاعتوں کی مشقتوں پر اور روک رکھنا رضا اور تسلیم پر سختی اور تکلیف کے غلبے کے وقت میں اور نئے فنونِ فہمیں  
 صبر کی خام طاعتوں کو گھیرے ہوئے ہیں اور بگناہوں اور مستہوتوں سے روکنے والی ہیں اور ان دونوں لفظوں کے  
 لانے میں یعنی حق اور صبر کے اشارہ ہمسات کی طرف ہی کہ مرتبہ ارشاد اور تکمیل کا روحانی طبابت کا سہارا ہی  
 اور طبابت میں دو چیزیں ضرور ہیں اول: والی تجویز دوسرے پر ہیز کرنا اسے تو اصولاً صحیحی دو اگر کسی طرف اشارہ ہی  
 اور تو اصولاً صبر کثرت ہی پر ہیز ہے یعنی اس دو فون امر عظیم کے صحت روحانی کا حاصل ہونا محال ہی اور جب  
 یہہہ دونوں باتیں سرانجام کو پہنچیں تو طبابت روحانی کا کام درست ہو گیا اور ارشاد اور تکمیل کا کارخانہ جم گیا  
 اور جو فائدہ اور منفعت کہ اس کا رہنے میں حاصل ہوتا ہی اندازے سے جس کے اور احاطے سے تیس کے باہر ہی  
 اس واسطے کہ جو شخص صاحب ارشاد یعنی مرشد کی وصیت کے موافق عمل کرتا ہی تو ثواب کے عمل کا اس تعلق دیکھے  
 دائرہ اعمال میں بھی لکھا جاتا ہی اور یہ سلسلہ قیامت کے دن تک تمام ہو گا ایسے صحابہ کرام کا ثواب کہ انکی ارشاد  
 اور تکمیل کے سبب تمام امت صلاحیت کی راہ چلتے ہیں اور اسی طرح جسے مجتہد کہ ان کے مذہبوں بزرگ قیامت کے  
 دن تک چلے جائیں گے اور اسی طرح طریقت کے خاندانوں کے لئے کہ انکی وصیتوں سے طالب اور مرید دنیا کی زندگی بھر  
 تک عمل کئے جاتے ہیں اور ثواب کے مرتبوں کو پہنچتے ہیں کوئی ثواب اسے برابر نہیں ہو سکتا اور یہہہ مرتبہ مکمل منفعت کا ہی  
 کہ تھوڑی سی عمر میں ثواب فرعون اور زانوں کا حاصل ہوا ہے چند کہ وصیت کا لفظ عرف میں خاص اس چیز کے واسطے  
 ہی کہ مرینے بعد اس کے واسطے فرماتے ہیں لیکن قرآن کے عرف میں تا یکدی امر کو جا بجا وصیت فرمایا ہی قال اللہ  
 وَصِيْنَا الْاِنْسَانَ اِذْ وَالدَّيْلٰٓا حَسٰٓا كَا اُوْر وِصِيْتِ كِيْ يَرْجُو اَدْمٰٓى كُوْلِنِے اَبَاۤءُ بَنِي كِيْ كَرْنِے كِيْ اُوْر اِس  
 لفظ کے لانے میں اس مقام پر ایک نکتہ ہی نہایت باریک اور وہ یہہہ ہی کہ ارشاد اور تکمیل کے مرتبے کا حال  
 بعد تھا ہونا نفس کے اور دوسرے لطیفوں کے ہی اور فانی میت کا علم رکھتا ہی جو کچھ وہ فرماؤ گویا وصیت ہی کے بعد فرمائی

## سُورَةُ الْقَمَرِ

یہ سورت کی ہی اور ہیں نوائین اور تیس کلمے اور چھانوے حرف ہیں اور اسے نازل ہونے کا سبب  
 یہہہ ہی کہ تین شخص کافروں میں سے آگے تو عاص بن وائل سہمی اور دوسرا ولید بن مغیرہ مخزومی اور



اصحاب شہین شفیعی رحمہ اللہ میں ہوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کی کرنے تھے اور ان بطن اور تشبیح کرتے تھے اور بعض انہیں سے جیسے امین بن شہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بھی تکرار اور بعت بیعتا لیا کرتا تھا سوائے حق بن بہرہ سورت نازل ہوئی اور اس سورت کا نام سورۃ ہجرہ اس واسطے رکھا ہی کہ ولالت کرتی ہی اس بات پر کہ جو کوئی کسی کی آبرو لیتا ہی اور لوگوں کا عیب دعو نہ تھا ہی تو وہ شخص خرابی اور عدا کے سردار ہونا ہی چھوڑ دے کہ غایب اسی کی زبان عروت کرے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قرآن مجید کی تکلیف اور اس کے احکام سے فدا کرے تو نکالنا تھا ہونا ہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقِيلَ لِكُلِّ عُمَّةٍ لَمَنَظَرٌ خرابی ہی رطلہ رہے اسے عیب ملے گی آن دونوں لفظوں کو کئی دہرے سے نفس کی ہی اول تو یہ کہ ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں سن کر لفظ نامحد کے واسطے ہی اور اس کی طرف اشارہ ہی کہ وہ شخص اُس بڑے فعل کا معاد ہی اور با بار آتے واقع ہوتا ہی چنانچہ صیغہ فعلہ کسی بات پر ولالت کرتا ہی دوسرے ہم کہ ہمز ماں شخص کہتے ہیں کہ روبرو ہر کہتے اور لغزہ اس کو کہتے ہیں کہ پیٹھ چھجے برا کہتے ہیں کہ ہمز کہ ہمز وہ ہی کو فہم اور سردار لکھنا در بہن اس آیت راہ لوگوں کی عمارت کا کارے اور مزہ وہ شخص ہی کہ زبان سے ان باتوں کو کہے عرض ہر طور سے دونوں لفظ شہین ایک دوسرے کے قریب ہیں اور مدعا تکرار تاکیدی کہ لوگوں کی دولت اور بیکرونی ٹکڑے اور اس کام سے بچے اور اکثر یہ عمل بطن کے طور پر نسبت میں یا نخل میں یا فصل میں ظہور کرتا ہی چھوڑ اس قسم کو کہ خلق اللہ کے عیب بیان کرنے میں سے کساتے اور ان کے ایذا دینے میں مبالغہ کرتے ہیں تو حق تعالیٰ بھی عذاب دہمی کے طور پر ان کے واسطے وعدہ فرمایا ہی جیسا کہ لفظ دہل کا اسے خبر دہتا ہی اس واسطے کہ زبان عرب میں دہل عبارت ہی بلاوت سے جو دائمی ہوا در سمجھ لیا جائے کہ اصل اس فعل کی طلب کرنا ظہور کا ہی لوگوں پر اور منشا اس کا اکثر اوقات بن مال کی کثرت ہی اس واسطے کہ بہت لوگوں کو مال غیر یافتگی کا عدا جاتا ہی تو چاہتے ہیں کہ اس مال کے سببے اور دن سے ان کے اندھے اور بڑے بن کے پتھن اور دہرانی اور بزرگی کی کجھ مال ہی ہر منظر نہیں ہی ملکہ عمدہ نسب اور خوبصورتی اور عمل نیک اور اخلاق پسندیدہ



اسی قسم میں سے ہیں تو اس واسطے دبا دار لوگ اپنا فخر اور برائی نامت کرنے کو اپنے ہم چشموں پر طعن شروع کرتے ہیں مگر اپنی برائی اور بزرگی ثابت کر لین ہیستے ہنوزہ اور فخرہ کا اس صفت کے ساتھ موصوف فرمایا ہی اللہ شی جمع صلا وعدہ دہ کہ جسے مع کیا ہی بہت سال اور گن گے رکھا ہی اسکو اور گن گے رکھنے کے بیاباں میں اس رہ ہی ہستی کی طرف کہ جمع کرنا مال کا خرچ کرنے اور بخشش کرنے کے واسطے ہنوں ہی مالہ نخل کرتا ہی اور بار بار اسکو رکھتا ہی کہ کچھ اسیں سے کم نہو جاوے تو خرص اور نخل کی صقین و دونوں اسیں جمع ہونے میں اس قسم کو گن سے اگر نخل کی و برہو بھی جانی ہی تو کچھتے ہن کہ ہن نے مال کو زمانے کے نشیب و دروازے واسطے رکھا ہی اسواسطے انکے حق میں یہ عبارت ارت و فرانی ایحسب ان مالہ اخلد چہ نکلما کرتا ہی کہ مال اسکا ہمیشہ رکھے گا اسکو دنیا میں یہی موت کے استبا کو اتے دور کرد لگا کے لایہ یں جن جیبا وہ سمجھتا ہی اسواسطے کہ عالم کی پیدائش کی ابتدا سے مال لہ ہوتے آئے ہن لیکن موت کا استبا کوئی اپنے اور پر سے دفع ہن کر سکا بلکہ مال کی کثرت ہونا نخل کے ساتھ قیامت کے انقلاب کی شدت کا سبب چنانچہ فرمایا ہی لیکمذک ان البیتہ بھیجا جاوے لگا ہر شخص کہ بد معلق اور توخ زبانی اور خرص اور نخل کو اپنے میں جمع کر رکھا ہی فی الحظمتہ فوشہ والی آگ میں کہ عادت اسکی روغنا اور توخنا ہی اور بہرہ آگ توڑنے والی جراسے دفاع ہی سے اس شخص کی پوری سزا ہی اس واسطے پہلے نسلط اور غلبہ آگ کا صورت بر ہی کہ جملنے کے بعد نہایت خراب ہو جاتی ہی بعد کے نوبت گوشت اور پوست کو پہنچتی ہی بعد کے ہڈیاں ٹوٹنے کی گندہات اسکی قیام رہی اور نہ حسن اور جمال خیر جو مال کہ نتیجا اسکا بہرہ ہو اسکو سد ارینہ کا استبا سمجھنا کمال نادانی ہی اور جو اس قدر تاثیر آگ کی کہ حطمیہ کے لفظ میں مذکور ہونی مشترک ہی شش کو کی اور شش عضری اور شش فراچی ہن کہ نسبت بق کے اندر ہونی ہی اور تاثیر اس عدہ دنی گئی انگوان سے زیادہ اور برہم کے ہی تو اس آگ کا احوال ظاہر ہونے کو اور تھوڑے کے بعد کے بیاباں کرنے کو سوال اور جواب کے طور پر ایل اور عمارت فرمائی ہی و ما آوہک ما الحظمتہ اور نو کیا جاتا ہی باوجود اس بات کے کہ علم کے اٹھا کو پہنچ چکای کہ کہا ہی وہ توڑنے والی بنے وہ آگ عاقلوں کی اور حکیموں کی کو جس سے بہت دور ہی اس واسطے کہ لٹنے نزدیک حرارت میں قسم زیادہ ہن ہوتی ایکنہ عضری ہی جیسے آگ کی گرنی یا کو کبی ہی جیسے آفتاب کی گرنی یا نراچی ہی جیسے تب کی باعرت کی گرنی اور بہرہ آگ







# سورة الفيل

یہ سورت مکہ ہی میں اس میں بائیس آیتیں اور عیسٰی علیہ السلام اور زینا نوسے حرفین آداس سورس کا نام سورہ فیل اس واسطے  
 رکھا ہی کہ اس میں حساب فیل کا قصہ مذکور ہی اور یہ قصہ اعدہ غالی کی قدرت کا طرکی علامتوں سے ایک علامت ہی  
 کہ ولادت کرنا ہی اسباب رکھوئے سے جوئے قہر ہی کے استبا کو بر سے بر لیا نور جو اسی ہی تحمل نکر سکا تو جس کے  
 فتر کے بر سے ہر ماہن لوگوں نخل کر سیکھا اور سب آد رسب آد رسب ولادت کرنا ہی اس کے لکھی پھر منی کرنا اس  
 در سے کو فخر کا سب ہوا تو اس کے دین اور ہی کے پیغمبر کی ہنک حرمت کیا کچھ کر گئی اور یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے فریب ہوا تھا بس گو یا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ارادہ صلی اللہ  
 اس قصہ کو اس صورت میں یاد دلایا ہی تاکہ ایش عبرت پکڑیں اور ہنک حرمت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 منگی برکت سے عالم غیب تابید الہی الکی مدد واسطے پھوٹی بیعت مدنی پکڑیں آداس قصہ کے واقع ہونے کا سبب  
 یہ تھا کہ ابراہام ایک حبشی نجاشی کی طرف سے جو تمام حبشہ کے ملک کا بادشاہ تھا من کا صوبہ ہو کر آبا اور بن کے  
 لوگوں کو دیکھا کہ حج کے موسم میں ہر اطراف اور جانب سے نذرا دینا زمین لیکر کہ مضطر کو جلتے ہیں پوچھا  
 کہ یہ لوگ کہاں را وہ رکھتے ہیں اور کہاں کو جلتے ہیں لوگوں نے سا را احوال بیان کیا تو سخت اور سرکشئی نے  
 کفر کی اس مردو کے دین خوش مارا اور حکم کیا کہ اس کو کے مقابلے میں اس شہر میں ہی ایک گھر نیا کر دو  
 پھر صنعان بن کر میں کے ملک کا پختت ہی اچھے خوشترک پھر دن کا ایک کلیسا بنایا اور ہسکا قلیبیہ  
 رکھا اور اس کے دو دیوار کو زرا اور ہر سے مربع اور زمین کیا اور بتوں کو بچھے اچھے لباس پہنا کر خوب  
 زور دیا تو یہ آہستہ آہستہ کر کے اس گھر میں تھلایا اور عطر اور کلاب اس کے دو دیوار پر چھڑکایا اور انھیں تیان  
 عود اور عنبر کی روشن کردائیں اور گردا گرد اس کے مکانات ہت عمدہ مسافروں کے واسطے تیار کیئے اور آسے  
 تمام ملکوں میں حکم کر دیا کہ سب لوگ اس گھر کے طواف کے واسطے حاضر ہو لوگین یہ بات فریضوں پر اور سب کے مضطر کے  
 رہنے والوں پر شان گذری سب سے ہی ایک شخص بنی لٹاڑ کی قوم کا میں بن جا کر بادشاہ سے ملکر اس  
 گھر کی خوشی اور جاہ و کثرت کی خدمت پر میں ہوا جب چذر در گذر سے تو بے خلف ہر وقت آئے جا سکتے

ایک رات اس گھوڑے میں جا سجا پا سجا پھر کھانگ لگا کھج جو لوگ آئے ناپاک گھر کے طواف کے واسطے آئے اور یہ سوال  
 دلیھا تو انکے جیسے اور یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی اسنے حکم کیا کہ اسکو تھکن کر دو کہ یہ کام کرنے کی ہی آخر ثابت ہوا کہ یہ حکم  
 اسنے کے کہ رہے دلے کی ہی اسنے سے وہ مردود نہایت جیسے ہوا اور جاؤ کہ اسکی عوس میں کہ معظیہ کی ہنسک  
 حرمت کرے وہ اسی خیال میں نکھا کہ ایک اور بناشکوہ لہلا کہ ایک قافلہ ہم کے رہت والوں کا اس گھر کے منصر  
 شب باش ہوا صبح کو چلنے کے وقت آگ جلائی تھی کہ کوئی خبر گیری تہی ہو تو نظر آجاوے اتنا فاس وقت ہوا تیرہ صبی  
 شروع ہوئی اور آگ اتر کر اس گھر کے بہت سا اور سامان میں حالکی اور عام فرش فرزند اور زیوارہ درجا ہر اس گھر کا سب  
 جل گیا اور زیوارہ وقت دیکھا وہ عوس میں سے سب مال سب ماہ ہو گئے قافلے والوں نے جو یہ سائل دیکھا آکر گھر کے  
 بادشاہ نے پھر حکم کیا کہ اسکو تھکن کر دو کہ یہ حرکت کہ جس ہوتی ہی جسا نہایت کی خوب جہاں ہوتی تو آخر تو معلوم  
 ہوا کہ یہ حرکت تھی کے والوں سے ہوتی ہی یہ بات سنکر بادشاہ کمال غصے میں آیا اور بہت سی فوج اور بارہ ہاتھی  
 کہ میں ایک کا نام محمود تھا نہایت قدر و قامت میں ہوا اور قوی تھا اور سب ہاتھیوں سے آگے آگے چلا کر اتنا قافلہ  
 لے کر خانہ کعبہ کے نزدیک پہنچا کہ چلا پھر رات میں جو سب ہر اور جو قوم کو کھنی تھی تو اسنہ سبہ اور قوم کے لوگ عاجزی اور زاری کرتے  
 تھے کہ اس گھر کو نہ پھیرا اور جو تھکن جاؤں بے ہن سے ہم سب اس مردود نے ہرگز قسم لیا نہ جان سک کہ مکہ معظمہ کے  
 منصل پہنچا اور کے دلے یہ خبر سنکر اپنے اسکے بالال استمالے کہ پھاروں ہر چلے گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 دا داعیہ المطلب نہما مکہ معظمہ میں رہ گئے تھے جب یہ حال دیکھا تو وہ بھی حیران اور پریشان ہو کر مدد غیبی کے  
 منتظر تھے کہ چالیس سبہ قرآن مجید کی طرف سے کہ دریا بے نوز کا بندر ہی اور کو معظیہ سے منوکی جانب کو واقع تھی  
 خواہ مخواہ ہوا کہ اوروں کے لشکر کی طرف توجہ ہو میں اور ہر ہر ایک کے پاس ان جریوں میں سے تین تین لکھریں اور ہر  
 جری اور پچیس ہوتی ایک تو پچیس میں اور دو پچیس میں چہرہ برابر اس لشکر کے نہیں ہوا ان لکھریوں کو وہ انالنا سیر  
 اور حاجت ان لکھریوں کی یہ تھی ایک سبہ لکھری تھی اس کے ہاتھ کی راہ سے نکل جاتی تھی اور اندر اس کا سب  
 جلا تھی تھی اور یہ ہار نہ وادی بختر میں ہوا تھا جو کہ معظیہ سے چھ لکھری ہر زمانے کے آہستہ میں اور اس حالت میں وہ لشکر  
 اسی جگہ میں تھا اور ہر اٹھنی اس کا سب کا نام محمود تھا اس جگہ میں لکھنے تک دشت تھی اور تھکن کر تھا اور ہرگز  
 قدم لگنے نہ لگتا تھا اور دو سبہ لکھری تھی تھکن دشت تھی اور جب ہاتھیوں کو زمین کی طرف لے چلنے سے تو جگہ جگہ چلنے سے



جوق حوق کے معنوں میں اور سکا واحد سماع نہیں ہے لیکن جاس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنا احد بگر یا اول بالآلہ ہی آدر عرف بن اباہل ان حاورون منہ سور کہ کہتے ہیں اور غیبی جانور جس کے سر لیکر آئے تھے اسی صورت کے تھے اور جو اصحاب میل برے برے جانور دن کو کوکھ تھی ہی خانہ کعبہ کے گراے کو لائے تھے وان کے مغایب میں ایک ادنیٰ ضعیف جانور کو چھوئے سے چھو نا اسباب کہ کلکریاں ہیں دیکھنا نیز بھی جانا کہ لوگ معلوم کر لیں کہ نائید الہی کے سبب ضعیف مخلوق تری فوی مخلوق کو زیر کرنی ہی اور بغیر اسکی مدد بری نیز مخلوق سے کچھ نہیں ہو سکتا تو یہ مفہم بھی جانوئے میں پختہ ہمارے تھے دو جانوران شکر والون کو پھرون سے جو کلکری کی قسم تھے اور میل مرب ہی سنگل کا لینے وہ تھی ایک کرتب کی طرح ہر جادو جادو ہندی زبان میں انگریز کہتے ہیں اور قول کے قول لانے میں ان پر چون ایک حکمت تھی لینے جب پتھر مارنا شروع ہو گا تو لوگ ہر طرف بھاگیں گے تو جانور بھی غول کے غول چاہے کہ ہر طرف کے بھاگنے والوں کا کام تمام کرین اور ناشران کلکریوں کو کچھ کہ انکے مدون بر ظاہر ہوتی تھی میان اسکا اس آیت میں ہے کہ **جَعَلْنٰمْ كَعَصْفٍ مَّا كُوِيَ جَهْرًا وَّالَا** شکر والون کو جسے گھاس کھانی ہوتی ہے گھاس جو جانور کھائے آخور چھوڑ دیتے ہیں اور میلٹ رہی اعضا کے ٹوٹ پھوٹ جا کی طرف لینے نکل اور صورت اور بدن ب بگڑ گیا اور یہہ تا نیز بھی خوارق عادات سے ہی گویا کہ ان پھرون میں بہ کچھ زیر تھا کہ بدن پر لگتے ہی سال بدن چلنا چور ہو جانا تھا اور میلٹ اور خشکی کراہت کرجاتی تھی اور جو زبردت سا لکھ کچھ جاتے تھے اور بہ نصد عذاب الہی کا ایک نمونہ تھا اور کی خرق عادات کو نشان ل تھا اول تو ایک رہنا ڈھیلوں کا کہ بیٹھ بیٹھ جاتے تھے پرا ایک قدم آگے نہ کھسکے تھے دوسرا چرون کا آنا اس کثرت اور ہجوم سے ساتھ دوسرا شوریٰ کی طرف سے کہ ظاہر میں ہر زدن کی بود باشر کی جاہن ہی اور بعد اس واقعہ کے بھی چھرون ان چرون کو کسی نے نہیں دیکھا تیسرا یہ کہ ان کلکریوں کا لانا کہ کہیں انکا تھکانا معلوم نہیں ہی چوتھا یہ کہ کہا کچھ تاثیر قوی ان کلکریوں میں تھی دابھ اعلم بالصا

سورة القدر

یہ نورت کی ہی اسمین چا مدتین اور سترہ کلے اور ہتر حرف بن آور دریش نام ہی ایک شب کا حضرت



اسامیل علیہ السلام کی اولاد سے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور انصاحب کبار بھی اسی قبیلہ تھے اور یہہ  
قبیلہ رہنے والا مکہ معظمہ کا ہی اور بنی اسد کی اور جاہ زبیر کی خدمت ہمیشہ سے انہی کو سپرد ہی اس وقت ہونے والے  
اور بنی عمن اور بنی کعب اور بنی سہم کے شہر دن کے بیت اللہ کی حرمت کے سبب اس قبیلہ کو معظم اور مکرم جانتے  
اور جہاں بے جانتے تھے نذر اور نیاز اور ہجرت اور قربانیاں اور قربانیاں اور ملتیں نہیں اور تجارت کا مال کہ ان کے ساتھ  
ہونا تھا کوئی اس کا محصول نہ لیتا تھا اور چوراہے اور تطاع الطریق بھی خانہ کعبہ کے ادب سے ان سے تفرض نہ کرتے تھے اور  
ہمیشہ اس قبیلہ کی عادت تھی کہ سردی کے دنوں میں یمن کی طرف کہ گرم ملک ہو جاتے اور طرح طرح کے فائدے  
تجارت کے اٹھاتے تھے بانڈیز اور نیازیں بھی لاتے تھے اور گرمی کے موسم میں اسی طرح شام کو جاتے اور ہمیشہ  
اس طرح سے سفر کیا کرتے تھے اور دولت و دنیا بہت سی کما لیتے تھے اور اسی واسطے کہ معظمہ میں سبزی تمام کھڑا  
کرتے تھے اور باوجود اس کے کہ مکہ معظمہ کا مشہور کہستان اور بلستان میں واقع ہی اور زمین و لہنگی کمال خشک  
ہی کہ زراعت اور زرخیز نہیں ہو سکتی تھی اور اس سبب سے ان نعمتوں کو فریضوں کو یاد دلا تاہی اور فرما  
ہی کہ اگر کوئی نظری کرو اور باری تعالیٰ کی ذات پاک کی عمدہ کمالا توں کو اور اس کی بے انتہا نعمتوں کو کہ عرش سے  
فرش تک بلال ہیں نہ جانو تو اس بڑی نعمت کو جو خانہ کعبہ کی برکت تمہارے حق میں امداد فرمائی ہی خود بخود  
سمجھ لو اور ادا کرنے میں اسے شکر کے بموجب عبادت کے قیام کرو اور اسی واسطے اس سورت کا نام سورۃ قوش  
رہا ہی کہ اس سورت میں خاص قبیلوں کے احسان کا ذکر ہی اور حقیقت میں قریشوں پر احسان کرنا تمام عالم پر  
احسان ہی اور اسے عبادت کی طلب کرنا گویا تمام نبی آدم سے عبادت کی طلب ہی باور میرتبہ انکا متبوعیت  
میں انند قرآن مجید ہی بہ نسبت دوسری کتابوں کے تفصیل اس اعمال کی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ عالم کی  
اصلاح اور شرک اور کفر کے دفع کرنے کے واسطے متعلق ہوا اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام کے واسطے  
اختیار فرمایا تو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک پر ارادہ اور لوازمات اس راویکے اور علم اور عقول  
کو اس ہم عظیم سے نعلق رکھتی تھیں ان الفاہوں میں بس لازم ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جاری کرنے میں اس ہم سب کے  
استعانت اپنے قبیلہ کی طرف کہ بن اس واسطے کہ قبیلہ آدم کا اخلاق اور اوصاف کے پھلنے میں دوسرے  
بہ نسبت پیش قدمی رکھتا ہی اور جو اطلاع کہ اس شخص کے احوال پر انکو ہونی دوسروں کو نہیں ہوتی ہی اور

ہر بھی ہی کہ فکر کی فوت اور ذہن کی صفائی اور سعادت کی نزول کی اور رحمت و امداد کی قدرت والوں میں زیادہ ہوتی ہی غیر ذہن کی نسبت سے بس گویا کوفیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعد شرف ہے کہ شرف اسلام ساری امت کے نسبت علم و سیرت کا رکھتے ہیں اور امتوں کی نسبت سے اسی واسطے حدیث شریفین آتا ہی کہ تعلموا من قریش ولا تعلموا بیہ سیکھو قریش سے اور نہ سکھاؤ انکو اور یہ بھی فرمایا ہی کہ انما نتبع فی هذا الشأن بقدرش یعنی سب آدمی اس بات میں تابع ہیں قریش کے اسی طرح قرآن مجید انہی کی زبان میں نازل ہوا تاکہ وہ موافق اپنے پیدائشی پیغمبر کے اسکی بارگاہ میں کو سمجھیں اور دوسرے لوگوں کو بتاویں پس منہ نبوت کے سب قریش میں ہر اگندہ اور مشرکین اور ازل الازل میں مقدر تھا کہ ریاست میں کی اور سلطنت اسلام کی ابتدا سے ہر ایک چہرہ سوچوں سال کے آخر تک قریش میں رہی بعد اسکے جنگیں ہی ترکوں کے ہاتھ سے خراب ہوئی اور شرک سلطہ ہونے کا پانچ جون کا لفظ اسباب وراثت کرتا ہی یعنی اس لفظ سے تاریخ جو بھی جانی ہی یہ بات ہی آدہ میں یہ پیشی کہ بن اور نہ بین انقر تابع رہنے کے ہونے میں بس مقتضا حکمت کا ہی تھا کہ اول انکی اصلاح کے واسطے کوشش کی جاوے تاکہ اور لوگ جاوے اور انکی بدعتی سے درست ہو جاویں کے آدہ سبب اس سورے کے نازل ہونے کا اسی تقریر سے واضح ہوتا ہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا یَلْبِثُ قُرَیْشٌ بِہَا نِیْلًا مِّمَّا یَسْمِعُ ہر ایک پر لام قسمیہ ہی جسے اللہ لایجو خوا کاجل میں امد کی قسم ہی کہ وقت نہ ٹیکلا یعنی قسم قریش کے الفت دینے کی اور قریش ضرر نکانہ کی اولاد کو کہتے ہیں کہ تیر عربوں دا دا ہمارے سیر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس واسطے کہ آنحضرت محمد بن عبدکدین عبدالمطلب بن آشم بن عبد مناف بن عبدمنی بن کنانہ بن خزیمہ بن کعب بن لؤح بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کے ہیں اور جنھوں نے نضر بن کنانہ کی اولاد میں ہی مدہ قریش میں داخل ہی اور اسکو قریشی کہتے ہیں اور قریش لغت میں نام ہی ایک جانور کا دریا ہی جاوے تو جس سے کہ سب جانوروں کو پکرتے لکھا جاتا ہی اور سب پر غالب ہی اور اولاد نضر بن کنانہ کی گردش زمانہ کے سب کے کے سب سے متفق ہو کر تمام ملکوں میں پکھرتے تھے قصی کہ باسچوں دا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے سے لگا دھر



اُدھر سے بلا کہ چھڑے، معظمہ میں بابا سیوطی قصبہ کو جمع کہتے ہیں اور اس قبیلہ کو لو کہ اور قبیلوں کے زبانی :  
 نصاحت میں اور شجاعت اور سخاوت اور بہت کی بلتہ میں اور نب کی صحبت میں عالم تھا اس لئے کہ نام پر نام  
 رکھا ایک اذیم رَحَلَتِ الشَّيْءُ وَالصَّيْفُ خَوَّجَرْنَا كَالسَّوْنِ جَارُونَ کے اور گرمی کے کہ میں اور شام کی طرف  
 اُنکو اتفاق پڑتا تھا اور اس قسم کے کھانے بن استبا کی طرف اشارہ ہی کہ اس میں حق تعالیٰ کی تدبیر عجیب تھی  
 معاش کی فراخی کے واسطے جلوہ گر ہوئی ہی اور اس سبب استبا کی مجال حکمت بردالات کرتی ہی اس واسطے  
 کہ جس طرح کہ رہے وہ اگر لوح سے اس شہر کی اپنی معاش پیدا کر لیں زمین کی قطنی کی اور کوسن ان کی پر  
 سنگ لاشی اور ہوا کی خشکی کے سبب تو کچھ عجیب ہیں کہ وہ شہر دیران جو حاد اور لوگ دونوں کے ملاش معاش  
 واسطے ملک اور ملک بہر جا دیں پھر آبادی اس شہر کی اس عجائب تدبیر کے ساتھ مخصوص رکھی کہ وہ دن ایک گھر  
 اپنے نام کا تعمیر فرمایا اور لوگوں کے دلوں میں اس گھر کی عظمت وال دی اور اس گھر کے  
 مجاوروں کو جازروں کے اور گرمیوں کے سفر کے واسطے مانگ لیا کہ ہر ملک اور ضلع سے مناسبت سے مال اور سبب  
 لاکر اس شہر میں لایں اور اُن کے رہنے کا سبب اس بقعہ بجز سے منقطع ہو جاوے اور یہ بات بھی کہ ہمیشہ  
 سفر میں رہنا مال خاطر کا سبب ہی حصہ صاحبین ہر روزی اور شدت گرمی میں لیکن اس قبیلہ کو اصل اس تکلیف کا رنج  
 ہوتا تھا بس گناہ غرق عادت ہو گیا اور سبب لایں ہوا کہ اس کی قسم کھانی جاوے اور یہ بھی ہی کہ  
 خوگر ہونا کاسر دی اور گرمی کے سفر میں موہنی ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ترقی کا سبب ہوا  
 کہ چھوڑنا وطن کا ہجرت میں انہر شاق ہوا بعد اُس کے جہاد کے واسطے دوردور کے ملکوں پر جانا  
 اُنکو یہاں معلوم ہوتا تھا اسی واسطے کہ یہ منورہ سے کابل تک اور وسطیٰ اور اندلس تک متعلق ہو کر میں کچھ پھیل  
 اور یہ بھی ہی کہ اس ہمیشہ کے نمودین لوگوں کی خصلتوں اور عادتوں کا تجربہ ہی کا حصہ ہو گیا تھا ہر جو وقت کہ  
 دینی اور دنیوی ریاست لنگے تھے میں آتی تو یہ بات غیب مفید پڑی اسی واسطے کہ تھوڑے سے عرصے میں رواج  
 دینا میں دایمان کا اور شہروں اور ملکوں کا فتح کرنا لنگے تھے بہت آسانی سے سبب انجام پاتا تو یہ حالت  
 سوں کی لنگے تھیں ایک عجیب نعمت اور ایک عظیم دولت تھی کہ دونوں جہان کی سعادت اور دین و دنیا کی ریاست  
 اس کے سبب سے حاصل کی ہر چند کہ گروہی اور صحرا نوردی کی صورت پر ہوا اور جس نعمت کو باوجود اس عظمت کے

کہ رہتی



کہ رکعتیں اٹھایا اور دلایا تو بتے کٹ کر اپنے من عبادت طلب فرماتے ہیں قَالِیَعْبُدُ فَاذِنْتَ هَذَا الَیْتِ بِمَاجِبِ  
 کہ عبادت کریں قریش اس لوگو کے صاحب کی اس واسطے کہ عظمت اور بزرگی انکی لوگوں کے دلوں میں اور انکی معاش کی فراہمی  
 اور انکی خیر ہو نا دشمنوں سے بہ سبب اسکی بجاوری اور استیجابی کی در بانی کی برکت سے ہی ہر جب دوسرے  
 لوگ اس مکان عبادت نشان کے خادموں اس طور کی تعظیم اور تکریم سے بہتر ہیں تو ان خادموں کو لازم ہی  
 کہ اس لوگ کے صاحب کی کمال اور تعظیم اور تکریم کریں بہ سبب وہ ہذا البیت کا لفظ اس مقام پر لائے ہیں  
 گویا اشارہ کرتے ہیں کہ اگر ازراہ کونہ نظری کے راجحیت حق تعالیٰ کی تھادی نظروں سے محجب ہی لیکن عظمت  
 اور بزرگی تو اس لوگ کی ظاہر اور کھلی ہی اور اگر جناب الہی کو اس لوگ کا صاحب سمجھ کر عبادت کرو تو بھی ہزار دار  
 ہی الذی علیٰ ظہم ہم من جوجحہ جسے کھانا یا می انکو جھول سے بیٹھے رہنے کی جاگہ انکی زمین بنے کھیتی کے  
 اور جنگل بغیر کھاس کا ہی سو تو قابل استیسا کے تھا کہ رہنے والے وہ ان کے چھوٹے مر جاوین اگر تیسرا الہی آباد  
 کرنے کو بیت اہد کے جلوہ گر ہوتی تو لوگوں کو وہ ان کی روٹی کا کھنکھانسا کھانچ کر تاوا مہم من خوف  
 اور امن دنیا کو دوسرے باوجود اس بات کے کہ وہ بے قبیلوں میں قتل اہلقت اور بندی اس قدر مروج ہی  
 تھی کہ وہ نہایت تنگی قلبی بیت اہد کے گرد لگے حرم شریف کی حد تک کہ بعضی طرف میں کوس ہی اور بعضی  
 طرف چھ کوس اور کسی طرف تین کوس ہی ہرگز تعرض اور مزاحمت نہ کرتے تھے بلکہ لوگوں کی کسی باپائیے کو  
 مار کر حرم میں چلیٹھا تھا تو اسکا پھانکرتے تھے اور بعضوں کے ہما ہی کہاں سبب امنوں کے سوا ایک امن اور ہی  
 کہ حرم کے رہنے والے کو حرام کا مرض پر گز نہیں ہوتا چنانچہ بہ بات وقت مرا سے تجربے میں آئی ہی داد اہد اعلم

سورة الماعون

یہ سورت کی ہی آسین چھ آیتیں اور پچیس کلمے اور سوا اعراف میں آدراں سورت کو سورۃ الماعون کہتے ہیں  
 اس واسطے کہ منع کرنا ماعون کا جو احسان کا اونی مرتبہ ہی سبب ہی محاب کا اور باعث ہی تھا کا ہر  
 جوق کہ اپنے اوپر واجب ہیں خواہ حق اہد میں خواہ حق العباد ایک ادا نہ کرنے سے ڈرا جائے اور درنا انان  
 کا ہون سے جن مقصد ہی قرآن کا اور نصف اس سورت کا کافروں حق میں ہی اور نصف بنافقوں کی



حق میں آوری کے نازل ہونے کا سبب یہ ہی کہ ابو جہل مردود کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی مالدار بیمار ہوتا تھا تو اس کے پاس اگر میتھا اور کہتا کہ اپنے بیٹوں کو چھکوکھک کر اور ادا کا حصہ میرے پاس امات رکھ کر میں تجھے اور خدمت گزار می لگی بخوبی ادا کر دینگا اور دو سے وارث اپنی زبانی مکر میں گئے پھر جب مال اپنے قبضے میں کر لینا تو بیٹوں کو اپنے دروازے سے اٹک دیتا پھر وہ بیچارے بگے بھوکے در بدر گلی کوچوں میں روتے ہوئے مارے مارے پھرتے اسب طرح سے ایک نیشیم ننگے سر ذات کا مارا آٹھرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس ملعون کی فریاد کرنے لگا آٹھرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نیشیم کی رعایت کے واسطے اس ملعون کے پاس تشریف لے گئے اور بسکوپریشن سے قیامت کے دن کی درایا اس ملعون نے تعالیٰ میں اس وعظ اور نصیحت کے جز کے روز کا چھٹلا نا اور انکار کرنا شروع کیا آٹھرت صلی اللہ علیہ وسلم بچیدہ ہو کر دولت خانے کو تشریف لا پھر یہ سورت نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اٰیٰتِ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالذِّیْنِ کٰیٰ دیکھا تو نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو جو جھٹلا ہی اور جو تھ سمجھتا ہی دین کو جینے ملت کو یا بجز ان کو اور درویشوں و فو معصومین آباہی اور سان و دون میں ہوسکتے ہیں نہ اس واسطے کہ ظلم کرنا بیٹوں اور بے کسوں ہر اور حرم نکرنا تھیر دین اور تھا جو ن تبت کے جھٹلانے کی علامت ہی اور جا بجا دین میں تاکید سی بات کی ہی اور جز کے با در نکر نے کی ہی علامت ہی اس واسطے کہ جو شخص جز کا معقد ہی اور بسکوج جانتا ہی وہ خدا سے درنا ہی اور جو خدا سے درنا ہی وہ یہ کام بین کرنا اور اس قسم خطاب کرنے میں ہش راہ ہی اسالی طرف کہ اگر کوئی چاہے کہ دین کی تکذیب کرنے والوں کو علامت سے دریافت کرے تو چاہئے کہ ان علامتوں کو خیال کرے فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدْعُ اِلَیْہِمْ جَوْدَ جھٹلانے والا دین کا وہ شخص ہی کہ زور سے دھیکلتا ہی تیم کو لینے سینہ زوری سے تیم کا حق کھاتا ہی اور تیم سے ضیعفوں سے ضیعف ہی اور جو شخص کہ معقد جزا کا ہی ہوا ہے خاص مال سے لوگوں کے ساتھ احسان کرنا ہی خصوصاً ضیعفوں سے علی الخصوص بیٹوں ہر کہہ سب ضیعف کا این کا تھہ موجود ہوتا ہی اس واسطے کہ خورد سال ہی ہوتے ہی اور قوت کر ہی اور معاش کی تلاش کی ہیں رکھتے اور حیلہ اور تدبیر ہیں جانتے اور کوئی وارث اور ولی ہی نہیں رکھتے کہ ان کا جال



پوچھے اور کام سے سوار اور اگر اس کو نکلوا کر کچھ سلوک نہیں کے جو قوی سے تو البتہ باز رہے اور بالفرض اگر حق تلخ علی  
 کرے تو ایسے کی کہے کہ قوت متقابل کی رکھتا ہونہ ضعیف کی خصوصاً یہ کہ جس نے کفرت سے کہ کجا اب ایسے کے سوا کوئی فریاد کا  
 پہنچے والا نہیں رکھتا تب جو شخص کفر سے کہ مسلک اور ضعیف بہر بعد عرک کم تر ہی تو نہیں ہی کی حد میں نہ ماردانغا  
 عملوں کو چرا کا نہیں رکھتا جو بعد اس علامت کے ارشاد فرمایا کہ تیمم کے ہاتھ کی حالت اس لمون کو کھل نخل اور حجت ال کی ہی  
 یہاں تک کہ وہ لایکھتے حکم عام لیس کیکن اور تا یہ نہیں کہ ناک کی کھانا کھلانے برفیق کے چہرہ اٹا رہے سب بات کی  
 طرف ہی کہ اپنے اس فیرن کو دینا تو کہا مگر ہی دوسروں سے بھی کھانا کھلا مانتھو تو وہاں رکھنا سب عمل اس شخص کا ہوتا  
 پہنچا ہی اور معلوم ہوا کہ اہل کفر تیمم کا نخل اور مال کے جس کے سب سے ہی نہ اس تیمم کی مصلحت اور اسے مال کی گفت کے واسطے  
 اور جب معلوم ہوا کہ اہل کفر تیمم کا اور کھانا نہ دینا فیرن کو باوجود اسب کے کہ بے دونوں عملوں کے ترے نہ سوں سے نہیں  
 تو توجہ دین کی تکذیب کی علامت ہے جسے جو جو لوگ کہہ رہے کا مون بن دین کے جسے نماز اور رکوع ہی کھل کرنے بن اور  
 نخل دینے بن اچھا حال تو ادھر ہی غراب اور کجا ہٹلا نا دیں کو زیادہ تر ہو گا اسب سے نماز فرمایا ہی خوب لایکھتے  
 بحر خرابی ہی ان نمازوں کی یعنی جو لوگ کہ کلف نماز کے ہیں اور نماز ایک عمل ہی ذوق کرنے والا اسلام اور کفر  
 اللہینہم عن صلو کعبہم سائون وہ نمازی کہ جو اپنی نماز کی حقیقت سے مائل ہیں بہر نہیں جا کہ نماز کی سائیا  
 ہی اور حضور نماز سے کیا ہی والا در بدر لوگوں کے نماز پڑھنا اور پڑھتے ہی لوگوں کے نہ پڑھنا اور ہر ہی طرح فرغت  
 وقت نماز کو یاد رکھنا اور کچھ دنیا کے کام بن جوئے تو بھلا دینا اور بیضے ارکانوں کو ضروری سے ادا کرنا اور بیسے ان کا  
 میں دوسروں اور حالات میں چلے جانا ہے سب اچھا ان طہر ہو بن اس واسطے کہ حقیقت نماز کی مزاج سے کام ہی  
 ہی سے تعلیم کے طور پر اور کام میں رکھنا جو اس اور قوی اور جارح اور اعضا کا بنے اہل تعالیٰ کی طرف مل اور جان اور بہر توجہ بند  
 عاجزی سے توجہ کو دینا اور یہ بات ان تفرق کی گنجائش میں رکھتی ہیں کہ کاموں اور طرف کھانے سے اس طرح کا  
 جمعیت حاصل نہیں ہوئی اللہینہم عن صلو کعبہم سائون وہ نمازی کہ جو اپنی نماز کی حقیقت سے مائل ہیں بہر نہیں جا کہ نماز کی سائیا  
 فقط اپنی نمازی کو برہا نہیں کیا بلکہ تمام اعمال کو اپنے سبب ریا اور محبت جھٹ کر دینے میں لینے کیا گیا بہر امر ہو جانا ہی  
 اور ریا ایک شاخ ہی شرک کی چھٹی ہوئی بلکہ شرک سے ہی قوی ہی دودو جہ اول تو یہ کہ ریا والا لوگوں کو خدا سے  
 زیادہ وغیر رکھتا ہی دوسری یہ کہ شرک جس حالت بن کر تہا ہی کہ مقام توجہ اور اطلاق کا ہی نہ استعانت اور

نماز سے بھی زیادہ ہے

الرَّقْعُ لِلَّهِ

سورة الكثر

معاذ اللہ  
یعنی کہ

استمدادین کو ذیل کے کاموں سے متعلق ہیں پسر وہ خیفت بن کر کی سخت سسواں ہی اعاذ فاللہ منہ  
 ویستعون الماعون اور منع کرنے میں برتے کی چیزوں سے اور تفسیر میں ماعون کے اختلاف ہی اکثر  
 صحابوں اور تابعین کو دیا تھا کہ ماعون زکوٰۃ ہی اور یاد الا زکوٰۃ ہیں دنیا سے واسطے کہ واجب فقہ سے جو روپے  
 اور اقربا اور مہمان اور فقیر کے حودہ اور الزامی توفیق کے عوض کہ اگر ادا کر لیا تو عالم کچھ زبردستی لینگے  
 اس واسطے کہ یہ حق بندوں کے ہیں اور وہ لوگوں کے سامنے محکمے میں طلب کر سکتے ہیں اور زکوٰۃ توفیق معاری کا  
 حق ہی جو حد سے نہیں رہتا ہی نواسک کا پہلو اور کچھ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ماعون مانگے دینا گھر کا استبا  
 نماز ہی جسکا دینا پڑوسیوں اور مہمانوں کو مروج ہی جیسے ہمدی دیکھ بہا لکھنا سوئی دھا کہ دل کھتا ہی سہارا  
 اور اس کی قسم کی اور چیزیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ماعون کیا ہے تو فرمایا کہ اگر ادا ہوا ہی اور نمک آدہ بھی  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی کو ایک دینا ہی جو کچھ اسے بلنا ہی گیا کہ تب اسے دیا اور  
 نمک بھی اس طرح سے ہی آدہ جو کوئی کسی کو بانی دینا ہی کہ وہ بانی کا قحط نہ ہو تو ایسا ہی کہ جیسے بردہ  
 آزا دیا اور اگر کسی جاہل سے کہ وہ بانی ناباں ہو تو گویا مرے کو زندہ کیا :

سورة الكثر

یہ سورت کی ہی اہداس میں تین آیتیں اور بالکل کلمے اور بالترتیب فہن اور اس سورت کے نازل ہوئے  
 بہ تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فدیجہ رضی اللہ عنہما سے دو صاحبزادے تھے قاسم اور عبداللہ کہ تعقیب  
 طیب اور طاہر کے ساتھ آدہ بہ دونو صاحبزادے ہمیں میں ہے درے گذر گئے تو کا فر بطور ظن کے کہنے لگے کہ  
 یہ سب میرے ہی ہیں یعنی اس کی منقطع ہو گئی بعد اس کوئی نہیں ہی کہ جن کو اپنے گرا بوا دقاہم رکھے کا فریب ہی  
 کہ اسکا دین جانا رہا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مبارک کی کتاب اور شفیع کے واسطے بہ سورت  
 نازل فرمائی اور اس سورت کا نام سورہ کوثر اس واسطے رکھا ہی کہ اس میں ذکر کوثر کا ہی اور وہ ذکر وکالات کرتا ہی  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محال بزرگی اور ربوبیت کی بلند ہی برقیامت کے دن کہ سب اگلے اور پھلے انبیا اور رسول  
 اس دن بہاس کی حالت میں اس عرض کے بانی کے محتاج ہوئے اور کوثر لغت میں بہت سی چیز کو کہتے ہیں مشق ہی یعنی

ع



ملاحظہ فرمائیے

کھلا ہی کثرت سے آدرہت اولاد کو بھی شامل ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی آدراد اولاد ہی دو  
 قسم ہیں ایک حقیقی آدرہ دوسری مجازی تو ان دونوں قسموں کی کثرت اس قدر ہی کہ کسی پیغمبر کو عشرت عشرت یعنی سو  
 حصہ بھی سکا حاصل نہیں ہوا اور مسلم کثرت کو بھی شامل ہی ہو کثرت علم کی ہی اس امت میں جو کچھ کہ ہی ظاہر ہی اور بھی  
 کہ جو علم ہیوں کے جیسے یونانوں اور فارسیوں اور ہندوؤں کے تھے سب لکھتے آدران علموں کو اس کے علموں  
 اس طرح ہر تحقیق اور صاف کہ دیا ہی کہ ان علم والوں کو بھی ثمت میں ہوا تھا آدرہ تو اسکے اور علم نے مثل جو اور صرف  
 اور معانی اور بیان اور فیسیر اور حدیث اور اصول اور فقہ اور علم عقاب اور معارف کو جو اس امت کو غایت الہیت  
 نے ہیں ہرگز ان علموں کو کسی خبر بھی تھی آدرہت علموں اور حروف اور سلطنتوں کو بھی شامل ہی جو اس امت کو  
 اسکے فضل اور کرم سے غایت ہوتے ہیں لیکن کونٹر کا لفظ عرف میں خاص نام ہی اس حوض کا حوقیا کے دن  
 کے سبدا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غایت ہو گا اور حقیقت میں وہ حوض ایک نمونہ ہی حیرت کثیر کا آدر اس  
 وسعت اور کثرت دگی کے کمال کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے مخصوص ہی آدر اسی سبب کہا  
 ہی کہ قرآن اور جاننا اسکا کثر ہی آدر ما زینچکا نہ کو ہی کثر لکھا ہی آدر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو  
 بھی کثر لکھا ہی اور حقیقت الامر ہی ہی جو پہلے ذکر ہو چکا اور حوض مذکور میں جو جیسا حادثہ صیغہ کے پانی  
 آتا ہی ایک جنت کی نہر سے آدر وہ نہر بھی خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہی آدر اسکا نام ہی کثر  
 ہی اور صواح کی رات کو کو سب نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلا دی میں جو آدر اس نہر کا ایک میسے  
 رستے کے برابر ہی اور کنا رہن ہر اس کے فیے موجود اندر سے خالی کئے ہوئے کھوکے کئے ہیں اور بخور سونے اور عاڈی کے  
 آستانے تارو کی مانند اس نہر کے کناروں پر چنے ہیں آدر گرا کر اس نہر کے درخت لگے ہیں جنکی جڑیں سنہری اور شاخیں سرخ  
 اور کلبہ تھوٹے موتی اور باقوت بن آدر کسی اسی مثل سے زیادہ خوشبو دار ہی آدر پانی اسکا شہد میٹھا آدر وہ شہد سفید  
 آدر ہر سبب شہد تھا ہی جو کوئی ایک گھونٹ ایک بار اسے پئے لذت آدر اسکا کچھ نہ ہو لے آدر نہ کوئی سپاس لگے

آن میں کمالی اور  
 کائنات کے خالق ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اعطیناک الکوثر موعودا بینہم کھلو حوض کونٹر کونٹر کے دینے کی نسبت بیعت اسنی طرف فرمائی آدر



کہ غنا طیب بعر لبت قدر نوح اور اکی نظر خشت اور نعت برین برقی اگنا منظور نظر نعم اور خشت مسوا کی ذات باک کوسا اور کھ  
 ہنس ایسی لکے تاکہ کے واسطے جو اعظما میں منع کو کر نہ کر گیا گو با اشارہ اشتباہ کی طرف ہی کہ ہر نظر تہری بہت بلند  
 این چیزوں کی طرف جمال نہیں ہی لکل جو چار کی کوئی ہی تو واجب العظم ہی فصل لوت باک جو نماز تہرہ لبت برورد  
 واسطے ایسی تری چمت کشا سے بن چہرہ کہ سکر کے مقام جو عبادت کرے مقبول ہی لیکن یہ نماز ایسی عبادت ہی تاکہ  
 دنیا میں نمودہ کو نہ رکا ہی جتنے نجات برورد گا اور ایسی بہت زیادہ مدد ہی اور اولاد فیسیکہ اس میں لکے بن اور  
 زیادہ بعد میں آردہ بغین کہ اسے حاصل ہوتا ہی ہر صبح ہی زیادہ سرد آجہ جو لطف اور دل کی چین نماز تہرہ لکے  
 عادل ہوتے ہیں سکتا ہی زیادہ نرم ہی آدم سن اور اداب کہ شکر گھیرے تو چین اور زندگی معنی کی سستی لکے ہیں  
 مانند در خون زرد کے آرن اور کواڑتیں چین کہ برین من مغر ہیں مانند جانسی ہر لکے بزبون کے بن کہ محبت لکھی کی شراب  
 گھونٹ گھونٹا نئے باطن میں جاتی ہی اور نشوون کی پیاس کو سکیں بخشتی ہی اور اس میں جگہ لربک فرما لانا فرمایا  
 تاکہ اشتباہ کی طرف ہتسارہ ہو گو دشوار کہ مناسب مرتبے بزرگی انسانات ہانکے ہی کسی پیسے سے ادا نہیں ہو سکتا  
 اور اتہا ہر شکر کی یہ ہی کہ مقابل مرتبے رویت اندہ شعلہ کے ہو نہت اس شخص کے اور جو کو شکر عوض ہ  
 فرزندوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غنایت فرمایا ہی تو لازم ہوا کہ ایک اور شکر فرزند ہونے کے کٹ کرانے  
 قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کہ بن سواسطہ فرمایا کہ و آنحضرت نے قربانی کر جب اور لوگ فرزند  
 عطا ہونے کے بعد عقیقہ کو قربانی کرتے ہیں اور حقیقت بھلا در بیچ کی یہ ہی کہ سکر الہی کے مقام میں مال اور جاہ کا  
 اور دوسری مرغوب چیزوں کا بیچ کرنا معمول ہے آدمیوں کا ہی لیکن جان دینا دستور نہیں ہی ایسی سواسطہ اس  
 تر لوہین میں حال رہنے کی عوص میں بیچ کرنا جانور کا صورت ہوا ہی تو ظاہر میں یہ مال دینے کی ہنر اور حقیقت میں حقیقت جان و جان  
 اور یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر کویا اپنے بیٹے کو یا اپنے غلام کو بیچ کرنا اس شریعت میں جائز نہیں ہی سواسطہ کہ جان آدمی  
 کسی کی ملک نہیں ہوتی سوائے خدا کے ایسی ہوا اور اللہ غلام اور لوندی کا دار نہیں ہی ملک آدمی کی آدمی پر صرف  
 ملک اور منافع اور کماٹی ہر اسکے ہوتی ہی جو جس آدمی سے اسکی لوندی یا غلام کی جان طلب کرے تو اس حکم  
 تا بعد اری سوائے اسکے کہ جان کسی جانور کی جو خاص سے رکھا ہوا ہو یا کسی اور آدمی کا تہارہ اور علاج نہیں ہی  
 اور یہ ہی ایک حکمت اور مجید ہی اس بات کہ فریانی سوائے چار قسم جانور کے کسی اور پروردگ میں ہی ایک

من  
 جان آدمی کی ہوتی نہیں  
 کسی کو ایک نہیں ہوتی







عبدالتم کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے اصل کیا ہی بالکل محتمل یعنی ابن سب معنون کا انحال ہو سکتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اس سورے کو پڑھے تو گویا جو تھا فی قرآن پڑھا اور تفسیر کو اسی میں لایا ہے کہ اس سورت کو اور سورہٴ اخلاص کو مشفقین کہتے ہیں اور جو کوئی کہ اس سورت کو اور سورہٴ اخلاص کو پڑھے تو کفر اور نفاق سے پاک رہے گا اور مسنون ہے کہ فجر کی سنت کی اول رکعت میں اس سورت کو پڑھے اور درود میں قلی پورا خدا ہو خدا کو اور شہر پہ بات ہی یہ سورہٴ غفر فی قتال کی آیت بلکہ تحقیق یہ ہے کہ بیسویں نہیں ہی اس واسطے کہ اس سورت کا مصحفی مسلمان اور کافر کو یکساں کی گمان جلدانی اور فرق کے بیان میں ہی نہیں کہ کافر بالکل تعرض کرنا بلکہ مسلمانوں کے دین میں جاوے اور قتال ہی داخل نہیں ہونا بلکہ قتال کی آیت کسی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا

### سورة التكبیر

یہ سورت مدنی ہی آدرا اس سورت کو سورہٴ نوح بھی کہتے ہیں آسین تین آتین اور انیس کے اور نو اسی حرف میں آدرا اس سورت کو سورہٴ تودیع بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ اس سورت کا مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے نزدیک ہونے سے خبر دیتا ہے اور امت کے رخصت کرنے کا حکم ہی آدرا اس سورت کا مضمون یہ ہے اسی وجہ انبیاء و ن سے وہ کام جو دنیا میں اٹکے ہونے پر موقوف تھا سر انجام پا چکا تو چارنا چارنا کو رجوع الی اللہ اور داخل ہونا عالم ارواح میں ضرور ہوا اس واسطے کہ یہ عالم فانی تھا ہوا دکھ دردوں کا اور نقصانوں کا رہے گی جاس کے عالم ارواح مقدس کی نہیں ہی فقط ضروری کاموں کی تدبیر واسطے انکوں ناقص گھر میں نازل کرتا ہیں اور ضرورت کے قدر انکو بیان رکھتے ہیں آسمان سلوم کیا جائے کہ وجود حارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا میں کون کون سے ضروری کاموں کے واسطے تھا اور وہ ضروری کام کب سر انجام کو پہنچے تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ سچے دین میں غفلت والے والی در سیدھی راہ سے ہلکانے والی چار چیزیں ہیں اول نفس در سب شیطان سے کفار جو نوکت اور حکومت رکھتے ہوں جو سے منافقین یا باطن کرچھے چھے لوگوں کے دلوں میں مشیغ دالتے ہیں اور اگلے انبیا نفس اور شیطان کے شر اور وسوسہ کو دفع کرنے کے واسطے مبعوث ہوتے تھے اس واسطے کہ شر ابن دونوں کا سب مٹوون کی جبری اور اعمار اور منافق بھی تا بعد ازاں دونوں کے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ



علیہ وسلم کے معوث کرنے میں ان چاروں چیزوں کا دفع کرنا علیحدہ علیحدہ منظور ہوا ہے۔ اسی طرح کسی اور جہاد اور ملک گیری اور مسخردن اور باغیوں اور تماردن کی تسمیہ کا طریقہ اور عدو اور لعنہ ہون کا جاری کرنا مدعا کا رد ہونا ہے۔ دین کی اصل میں داخل ہوا ہی اور اس شریعت کی صورت بادشاہت کی صورت ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ اربعین سے درجہ بدرجہ نبوت کو ترقی دیکر خلافت کبریٰ کی انہما کو پہنچایا اور جب اس کام سے خارج ہوئے تو ان کو اپنے حضور میں بلوایا اور تیس برس تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا زمانہ تھا چار یاروں نے اس امر سے افضل تھے فاعلم خلافت کی عاری کر کے ایک دستور اصلاحی حکمون کا چھوڑ گئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا جَاءَ قَضَا اللّٰهُ جِیَآئِ مدعا کی یہ نیچے کا فروع پر شہادت اور انسان کے استعمال سے یہی جہاد کے حکم سے اور منافقوں اور بدعتیوں پر حجت اور دلیل قائم کرنے سے اور نفس پر ذکر کے علیہ اور اس کی کثرت اور شیطان پر برہنہ کاری کے لائق ہونے سے دفع اور آئی نفع کے کی اور دفع کے کف کے مکانوں کی اور تو ثمنیا خانوں کا اور اٹھنا ایسے مشکلات کا اور باطنی احوال کا اور نفع کا ذکر کرنا نصرت کے بعد اس طرف رہا ہے۔ اس کی طرف ہی کہ نفع ہرگز میں نفع اور تابع نصرت کے ہی پس نفع شہدوں کی اور خانوں کی کفار پر نصرت کے تابع ہی اور نفع معلوم کی دفع ہونے شہدوں سے منافقوں اور بدعتیوں پر نصرت کے تابع ہی اور نفع احوال سنیہ کی درمیان علیہ تابع ہی نصرت سے نفع اور شیطان پر نصرت ہوا ہے اور اول اور نفع کے مرتبہ کی طرف اور نفع اس بارہ ہی انہما اور کمال کے مرتبہ کی طرف کو یاد و حجت کے نقصان سے کمال کی طرف شروع ہونے ہی انہما کو پہنچا اور سنی وسط فرمایا ہی وَاٰیٰتِ الرَّسٰلِ اَوْ رَکِبْہِ لَانُو لُو گن کو نفع کے اس واسطے کہ اول ہی ہونا جو صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی کی طرف تھا اور جب وہ اس دین میں داخل ہوئے تو دوسروں کو بزور شہادہ اور رحمت اور برہان کی قوت اور نفس و شیطان کی قوتوں سے دفع کرنے سے اس دین میں داخل کرنے اور نہیں تو داخل ہونا ان کا تھیں ہو یہی حقائق اور نفع ہونے ہی ملک جن سے باطل کی ہوتے ہیں دین میں ائمہ کے بغیر اس دین میں جس میں سنی کے اور عدوت اور نفاق اور جور کا دخل نہیں ہی ملک جن سے باطل کی طرف بسلان ہی مطلق ہوا گا احوال کے گردے گردے اور قبیلہ کے نفع ہر جہاد شروع ہونے لوگ اس دین میں



داخل ہوتے تھے لیکن ایک ایک دود اور تفصیل ان تینوں باتوں کی اس صورت نمودار آئی کہ ہجرت سے  
 ایک برس کے بعد قوت لڑنے ہجرت کی ہجرت اور انصار جان بازی میں مشغول ہوئے تو وہ زمانہ نصرت کے ظہور کا تھا اور  
 کے کی فوج کے بعد برس برس ملتا اور شہر کفار کے لینا شروع ہو گیا اور نوزن و جون سال میں خلق کا جمع ہونا  
 اور بے درپے آنا اسلام میں گرد ہونے اور قیاموں کا ظاہر ہونا چنانچہ نبی اسد اور نبی خازنہ اور نبی کمانہ اور نبی  
 نذہال اور نبی انجیب اور ورام اور دو سکہ تمیم کے بطون کا اور عبد القیس کے قبیلے اور بنو طی اور عین کے اور شام کے  
 اور عراق کے لوگ طرف اور جلیانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور ان میں سے بعضوں نے  
 نفس اور شیطان کے چہاد پر اور بعضوں نے کفار اور منافقوں کے چہاد کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی کہ  
 کہرا بھی اور تیار ہو گئے اور چار بار کبار اہل بیت اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اور  
 خدا کی راہ کے دین اور مشورہ دینے میں اور مدد گاریں ہر مقدس کی ذل اور جان سے حاضر تھے اور آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے طور اور وضع ابتداء نبوت آتہا، غلاقت تک کا حقہ دریافت کئے تھے اس حال میں آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود شریف کی ضرورت نہ رہی تھی اس سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک جلال سبحی  
 اور انکو مامور دوسری چیز کی طرف فرمایا یعنی کہ تیغ تیغ کی قربان ہو جائے اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ  
 اور بہت ارہ استیجاب کی طرف کہ عارف کو بعد سیر اور سولک تنزیہی اور تجدیدی آتہا کی ایک اور راہ کھولتے ہیں  
 اور اسکی حقیقت متغیر اور کیا ہونا عارف کا ہی اس حال کے ساتھ جو اسکو نصب ہوا ہی اور کوئی شخص  
 اس حال میں شریک اسکا نہیں ہی واستعظفہ اور لگنا، مجتہد است آدر بہت ارہ ہی استیجاب کی طرف کہ عارف  
 کسب کے مرتبہ کو پہنچا اور ہر طرح کے لوگ اس کے تابع ہوئے اور انکی استعداد میں نقصان اور کمال میں بہت نفاذ  
 رکھتی ہیں تو اسکو ضرور چاہئے کہ ناقصوں کی کسب کے واسطے طلب بخشش کی کرس کہ وہ سب استعداد اصلیکے نقصان  
 کے اسکی تسامع کے سبب قیامت کے دن اسکی کمال استقلالی کی طرف کھنچ جاوے اور ہی صفت ہی متعاضد کی  
 آتہا کہ کان تقوا جا مقرر وہ برا بخشے والا ہی ناقصوں کے حق میں اور کسب رحمت کی فرمائا ہی سلسلے بعد نہیں  
 ہی کہ تیرا بعد از دن کو تیرے طفیل کا مل سے لامل کہ وہ آدر بہت سورت سب سورتوں سے پھیلی ہی اس کے بعد کوئی  
 سورت نازل نہیں ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نازل ہونے کے بعد تیرے بہ دعا زبان پر جالی کھینچے

سَعَانَكَ اللَّهُمَّ جَدِّكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي أَدْرِبَهُ جَعِي مَنفُولٌ هِيَ كَرَابُكَ جَعِي حَضْرَتِ عَبَّاسِ صَاحِبِ مَضِيٍّ اَمَدِ عَنَدَهُ  
 جَبِ بِه سَوْرَتِ اَنْحَضْرَتِ صَاحِبِ اَمَدِ عَلِيٍّ وَسَلْمِ سَنِي تَوْرُوْتِ لُوْكَوْنِ بِنِي پُوْجَا كَدِ اَبِ كِهَوْنِ رُوْتِ فَرَمَا يَكْرَمِ بِنِ مَسْنِ  
 سَوْرَتِ اَنْحَضْرَتِ صَاحِبِ اَمَدِ عَلِيٍّ وَسَلْمِ كِي وَفَا كِي جِهْرَسَنَا هَوْنِ لُ

سورة تبت



یہ سورت کی ہی اس میں بائیس آیتیں اور تیس کلمے اور لکنا سی حرف ہیں اور اس کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ  
 جب آیت وانذر عسبیر تک لاقولین کی نازل ہوئی یعنی ذرا ایسے نزدیک کے نمانے والوں کو خدا کے عذاب سے  
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوسے نکل کر کوہ صفا پر گئے اور ہر ایک کو ان پر کہنے لگے والوں آواز دیا جب جمع ہوئے تو  
 بعد اس کے فرمایا کہ اگر میں کوئی باب جو عقل میں نہ آتی ہو غیب کہوں تو تم یقین کرو گے مثلاً میں کہوں کہ ایک ہر اشکر  
 تمہارے لوت سے کو اس ہمارے کے بھیجے کھو اہی تم یقین کرو گے رکھنے لگے ان فرمایا کہ میں مکہ در آتا ہوں خدا کے اس  
 عذاب کے اگر اطاعت میری نہ کرو گے اور قرآن شریف ایمان نہ لاؤ گے تو تم بڑا دیگا آؤ ہب کہ اس کا نام عبدالعزی  
 تھا اور وہ بوبلا جچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا سخت سخت کلمے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 جناب میں کہے اور بولا کہ تو نے اسے ہلکا ہلکا کیا اور جمع کیا ہلاکت باد تیرا جسے ہندی میں کہتے ہیں تو غارت ہو جو  
 یہ سورت جو اس میں اس غیبت کے نازل ہوئی اور اس سورت میں اس غیبت کو کینت کے ساتھ یاد فرمایا ہی باوجود اس  
 مات کے کہ کینت کے نزدیک صیغہ نعظم کا ہی دو طور سے اول تو یہ کہ نام اس کا عبدالعزی تھا اور یہ نام  
 شرک کا ہی اور اول تو حید کے نزدیک یہ نام نہایت مکروہ ہی دو سہ یہ کہ اس کی کینت اس کے دوزخی  
 ہونے پر دلالت کرتی ہی اس واسطے کہ ہب اس کے شعلے کو کہتے ہیں ہر جہل کے اس کے بائیں اس کے چہرے کی دیک کے  
 سب سے جو آگ کے شعلے کی مانند تھی یہ کینت مقرر کی تھی لیکن حقیقت میں اس کے دوزخی ہونے کا سبب ہوئی  
 اور جو روا ہوا ہب کی ام حبیبہ کہ ابوسفیان کی پس بھی وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں نہایت کوشش  
 کرتی تھی یہاں تک کہ بول کے کانتوان اور دوسرے کتبے درختوں کے گھٹے خشک سے لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 راہ میں رات کو بکھیر دیتی تھی کہ صبح کو مانگ کے واسطے جو مسجد حرام کو شریف جادین نزلنے پاؤں میں چھین

آخر اسی کام میں مر گئی تھی ہیں کہ ایک روز گتھ کا نون کا سر بر رکھا اور سلی سلی اپنے گلے میں جو لہیرت  
 لی یعنی تعاقب وارہ گتھ سے دھلاک پڑا اور وہ سلی گلے میں بھنس گئی آخر اسی حالت میں گلا گتھتے مر گئی  
 اور دروخ کا گتھہ ہوتی اور سطح سے ابولہب بھی آخر عمر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمایت عداوت  
 رکھتا تھا یہاں تک کہ بارہ مارنے کو بلکہ شہید کرنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قصد کیا لکن حافظہ جیسی  
 حاجت بھینٹے اس غصبت شرس محفوظ رہتے جا بختیرت اور تواریخوں میں مذکور ہی آورد و صاحبزادیاں آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت رفیقہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے درو بیٹوں سے کہ ان کا نام عتہ اور عتہ تھا انہوں  
 تھیں ابولہب ہے دونوں بیٹوں سے کہا لاکھ میری رضامندی جاہت ہو تو اس علاقہ سے ڈھاکھا لو نہیں تو  
 زندگی بھر تمھارا مدد نہ دیکھو گلا گتھ کا ترا بیتا یہاں نام غصبت تھا یہ بات سن کر جب رڈ اور دوسرا بیتا حکما  
 نام عقب بنیا لکھاں جبانی سے اس مجلس آتھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اگر بولا کہ میں تمھاری  
 پیشی کو طلاق ہی اور کچھ دوسری نالای باتیں بھی بجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مار تدا یا ایک لٹا اسنے  
 گونہیں یہ اس سرخوردے آ کر لو اس کو نام کے بوعین شہینے چھا رکھا یا اور اس بورت کا مضمون یہ ہے احمد  
 کہ ابولہب نے غصبت اور مال اور جاہ اور شروت اور ریاست کے سببے دنیا کی بڑی شرافت رکھتا تھا پھر صلی اللہ علیہ وسلم  
 عداوت اور جن جن کے الحار کے سببے ہلاکت ابدی اور دونوں جان کی رو سیاہی اس کو نصیب ہوئی پس ہر  
 شخص کو چاہتے کہ ان چیزوں پر سے تباہ اور مال اور جاہ پر مغرور نہ ہو اور رسم و راہ اللہ کی درگاہ کے معقول  
 درست کرے یہ انیسادون الحار سے نوبہ کرے اس سببے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جو بھی حضرت  
 صفیہ کو اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو بعد مائل ہونے اس پر رکت فرمایا کہ لا املاک لکم من  
 اللہ شینا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ اور حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے اپنا  
 معاملہ درست کر لو میں وہاں تمھارے واسطے کچھ نہیں کر سکتا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبَّتْ بَدَنُ ابْنِ لَهَبٍ هَلَاكٌ هُوَ كَيْ دَوْلَا تَهَابُ ابُولَهَبِ ابِ سَمْحٍ لَبَا جَاهُ لِنَسَانِ بِنِ مَن دَرُو بِنِ مَن



ایک فوتِ علمی اور دوسری فوتِ علمی فوتِ علمی وہ ہے جسے جانتا ہی اور لوجہا ہی اور فوتِ علمی وہ ہے  
 کہ جس کے سبب نیک آدمی کا نام اُسے صادر ہوتے ہیں سو وہ دونوں اُنھیں ہے اسرارہ این دونوں دونوں کی طرف  
 ہی اپنے ہلاک ہو گیا اسکا عمل اور افعال اور بہر بھی ہو سکتا ہی کہ دونوں اُنھوں سے نیک اور بد عمل ہوا ہوں  
 اور بہر عملوں کی ہلاکی نو ظاہری ہی کہ سزا بھل لائے ہیں اور نیک عمل کی ہلاکی بہر ہی کہ کفر کے سبب نیک بھل لایا  
 بلکہ نہ فائدہ گیا اور بعضوں نے ظاہر اور باطن کے عملوں پر فاس کیا ہی اور بعضوں کو قوی اور ضعیف جانب  
 محل کیا ہی اور بہر سبب ہو سکے ہیں وقت اور ہلاک ہو گیا وہ آیتیں اس نصیحت کے اعفاؤن اور علو کی  
 ہلاکی اور خواری اسکی ذات کی ہلاکی کا اور اسکا جوہر نفس کے فساد کی جزائی کا سبب بری بیان بلکہ کوئی  
 سبب اسکی برستی کا باقی نہ رہا اَعْتَقَ عَنفَهُ لَمَّا وَصَا كَسْبٌ كَمَّه كَامٌ نَأْيَا اسکا مال اسکا اور جو کچھ جیسے  
 نام اور جاہ اور اولاد اور نوکر جا کر اور دروغ اور ہنسنا اور بہہ بھی ہو سکتا ہی کہ مال سے مال مورد قی و مراد  
 جائے اور مال سے اپنا کھایا ہوا مال جن کے بعضوں نے کہا ہی اور بعضوں نے فرزند مراد لائے ہیں اس کے مال اور کمالات  
 بیان فرمائے ہیں کہ جہیزین دنیا میں اسکا البتہ نفع کر سکتی ہیں لیکن آخرت میں جو بری تہلیل کی جا ہی اور سزا  
 رہنے کا گھر ہرگز نفع نہ کرے گی اس واسطے کہ سیدھی کیا اب پر کمال میں سے مرینہ سے کھڑی اسکو گاہ میں  
 ذالینک اور انتظار قیامت کے آنے کا اس واسطے مگر یہ کہ مخالف اور کافر دین کے ذات کھب برے شیعہ والی میں  
 اس واسطے کہ کھوسکا اور دن کے کوس بہت زیادہ ہی اس سبب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ میں بہت  
 عزیز تھا یعنی چچا تھا نو تیل اور خصلتوں کی نیکی اور بات کی سچائی اور امانت داری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 سچپن سے اپنی جانی بھی بخوبی واقف تھا جو باوجود ان سب باتوں کے نہایت دشمنی اور عداوت سے رکھتا تھا  
 اور اس کے عذاب زیادہ ہونے کے سبب ان میں سے ایک یہ بھی کہ اسکی محبوبہ کو اس کے روبرو جلا دینے سے پہلے فرمایا  
 وَأَمْرًا نَشَدُّهُ اور جو رو اسکی بے سطح اسکی عداوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو رد کے سبب  
 زیادہ ہوئی تھی اسی طرح عذاب بھی اسکا عورت کے عذاب دیکھنے سے زیادہ ہو گا استعمالہ لَطِيفٌ یعنی مراد لایا ہوا  
 وہ عورت جو ایذا ہوا تھا ہی یعنی دوزخ میں بدالاسکا جو دنیا میں کرتی تھی یعنی کائنات کے گھنے لاکر آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں کبھہ نہی تھی فی حیدر ہا اس عورت کی گردن جو زار اور جوارہ تھی کی جا ہی

جبل رسی بہر من مسکد کچھ رکھی جمال کی جو خوب بٹی ہوئی ہو اور خاصیت اس رسی کی یہ ہے کہ جب سے بھگتیں ہی نوا مٹھتی ہی اور گلا گھولت فالتی ہی اور موافق اس کلام کے بوسہ کی شان میں آیا ہی اسی طور سے وہ مری عوان اعلم اور اس پور میں ہر اشارہ ہی ہستی کی طرف کہ مال کا کھانا مردوں کا کام ہی اور ان کے ذمے ہر چیز اور کچھ کی خدمت یہاں تک جمع کرنا چاہئے چلانے کے سبب ایسی ہی نہ ہر غیر غور نون کام ہی اور ان کا ذکر

سُورَةُ الْاِحْكَامِ



یہ سورت لمبی ہی اس میں چار آیتیں اور ہزارہ کلمے اور سینا اس صحیفین اور اس سورت نازل ہو چکا ہے یہ تھا کہ کادون کے سرداروں کے مالک گردنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر سوال کیا کہ تم ہمارے خداؤں کو تو برا کہتے ہو اور انکی عبادت ہی اور نوافی جان کرتے ہو اور طرح طرح کے عیب نہیں بتاتے ہو تھلا کہو تو تمھارا خدا کہا صفت رکھتا ہی اور کس چیز سے بدلا ہوا ہی اور آست کیا چیز پیدا ہوتی ہی اصل اور فرج ہر سکی کہا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا پھر جبریل علیہ السلام بہر سورت لائے اور بعضی روایتوں میں بون بھی آیا ہی کہ کافروں کے سوال میں بہ بھی تھا کہ کیا چیز ہی اور کہا تھا تا ہی اور کہا بہتا ہی اور سکون خدا کی کس میرات ملی ہی اور اسکی میرات کون بلگا اور شہر اور دگوار سا خدا کی کے کارخانہ کون ہی اور اس سورت کو سورہٴ اخلاص کہتے ہیں اس واسطے کہ یہ سورت مسلمانوں کے دلوں کو جن کی معرفت کے واسطے خالص کہتی ہی اور اسکی ذات اور صفات کی دریافت کے واسطے اور اس جگہ پر عانا جائے کہ آدمی کی معرفت کی انتہا میں تعالیٰ کی تعریف اور کھنے کے دریافت میں بہ ہی کہ اسکی ذات پاک نوا صوں کو جو اس ذات کو لازم ہیں دریافت کرنا اور بس اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس بسیط ہی یعنی خزا اور کرے اس میں باہن جادو کسے علت کی معلول بھی بہن ہی یعنی اس کے وجود کا کوئی سبب بہن ہی اور ہر چیز کے دریافت کرنے کا طریقہ عالم میں ہر طور پر مٹھی ہی یعنی چار علتیں اس کے واسطے ضرور ہیں پہلے اس چیز کے ماڈ کا دریافت کرنا یعنی اصل اسکی کہا ہی دوسرے اسکی صورت کا دریافت کرنا اس طرح کی ہی اسکی علت کا دریافت کرنا چوتھے اسکی غرض کا معلوم کرنا کہ یہ چیز کس کام کی ہی تو پہلے نہان طبعی ہاں ہر جو بہن سکے اسکا بیان بہ ہی کہ جیسے کہ شہر شخص نے

تحت کی تحقیق سے سوال کیا تو اس کا جواب چار طور سے ہو سکتا ہے یعنی اس کے جواب میں چار چیزیں بیان کی جا سکتی ہیں۔  
 اول اس کے مادہ کو بیان کرینگے کہ لکڑی کے تختوں اور لوہے کی میخوں سے بنا ہے اس کو علت مادی کہتے ہیں اور اسے جوڑنے  
 اس کی بیان کرینگے کہ جو کھنٹی ہے یا لہنی ہے اور اس کو علت صوری کہتے ہیں تب سے اسے بنا نیول کہو بیان کرینگے کہ چنانچہ  
 بنا یا ہے اس کو علت فاعلی کہتے ہیں جو کھنے اس کی غرض کہ بیان کرینگے کہ بہر چیز بیچھے کے واسطے ہی ہے اور اس کو علت  
 غائی کہتے ہیں موصوفی تعالیٰ کی جناب میں پہلے تینوں طریقے ممکن ہیں تو ضرور ہوا کہ جو کھنے پر گفتا کی جاوے لیکن جناب  
 الہی کی یا کیوں کہ بیان کرنا ضرور ہوا تاکہ پوری تمیز اور جنبدانی حاصل ہو کہ اس لفظ کا لفظ عام غرضوں کو شامل ہے  
 جو عالم کی نسبت اس کی ذات ہا کے خیال کی جاتی ہیں جیسے خالقیت اور رازقیت اور داد و دہش اور محمود ہونا اور اس  
 کے استیوا اس کے لفظ کو سزا مہر سورت کا کیا تو اگر یا بہ بات فرمائی کہ صفت اس کی یہ ہے کہ مبعود اور مبدی اور نیا  
 اور نمانے والا اور رزق دینے والا اور زندہ کو نیا والا اور مارنا والا ہے اور سب عالم کے ضروریات اس کے اپنے ہنگے ہیں  
 اور آخر تک اس سے تعلق رکھنے اور جو بہ بات عوام کے خیال میں ہلحدہ و علمہ مشترک تھی تو سب لیبہ صفوں کا ملانا اس کے  
 ساتھ ضرور ہوا تاکہ وہ اشتراکِ ذہنی بھی دور ہو جاوے اور تو حید خالص حاصل ہووے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ کہ تو ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوا اللہ وہ جس کو تم پوجتے ہو اللہ ہی ذات ہے جو سب کمال کی صفوں کو جامع  
 ہے اور جو کچھ عالم میں دیکھا یا سنا جاتا ہے سب اس کی حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور کلام وسیع اور بصیرت  
 ہے اور تو اس کے جوہر اور اعضاء بنائے جاتے ہیں سب اس کے وجود میں آسکتے ہیں اور جو نہ شریک رکھتا ہے  
 نہ جزو یعنی نہ جزو عقلی نہ خارجی نہ بالفعل نہ تجلی اور اس کے کمال میطہ ہونے کی طرف ہمارے ہر ہوا حد کا لفظ لائے  
 ہیں اور اس لفظ کے واحد کا لفظ شریک عددی کی نفی میں اکثر بولا جاتا ہے راجح کی نفی میں جیسا کہ کہتے ہیں نہ زید  
 انسان واحد ہی اگرچہ ہاتھ پیرا کھانک کان اور تو اس کے بہت اجزا رکھتا ہے اسی نسبت اس کو واحد نہیں کہتے  
 ہیں بسل حد وہ کسی طرح سے قسمت اور بانٹا نہیں ہونے کے اور یہ بات خاص سہی ذات ہا کے ہیں باقی جاتی  
 ہے اور کسی میں نہیں باقی جاتی اِنَّ اللّٰهَ الصَّمَدُ اللہ کی لفظ کو بھر مکرر لائے تاکہ اس کے استیوا کی طرف اشارہ ہو کہ





باوجود اس صرف بسبب اور مجرّد اعتقاد کے اس کو ہم کمال کی صفتیں ثابت کرتے ہیں اس واسطے کہ اس کا صمد ہونا اپنی نہ  
 تصفون کو اتفاقاً کرنا ہی اور صمد کے معنی حضرت امام صفوح صادق رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جو کسی کا  
 محتاج نہ ہو اور بس اس کے محتاج ہونے اور وجود کا سلسلہ بغیر اس کے ایک ذات کے جو صمد کی صفت سے موصوف ہو  
 قائم نہیں رہ سکتا اس واسطے کہ عالم میں بالکل احتجاج کبھی جاتی ہی اور جب پرچیزہ دوسری کے محتاج ہوتی تو ضرور  
 ہو اگر ایک ذات ایسی ہو کہ کسی احتجاج اس کی طرف نہیں ہو اور وہ محتاج کسی کی نہ ہو اور اگر یہ ہو تو احتجاج کا  
 سلسلہ منقطع نہ ہو تو حقیقت میں اس ذات پاک کی جو اخصون ہیں دو چیزیں یہاں ذکر کرنی چاہئیں ایک اعد ہونا  
 دوسرے صمد ہونا اور باقی صفتوں سے علیٰ ہین کہ جیسا کہ جتنا ہی اس واسطے کہ اگر کسی چیز کو جسے  
 تو حقیقت میں وہ چیز اس کی شریک ہو جائے اور جب شریک ہوتی تو اسے بے پروائی حاصل ہوتی اور جب اسے بے  
 پروائی ہوتی تو وہ صمد نہ رہے کہ جو لگے اور نہ جائیگا ہی کسی اس واسطے کہ اگر کسی سے جانیگا ہوتا تو اس کا محتاج  
 ہوتا اور جب محتاج ہوتا تو صمد نہ ہوتا اور جہاں ہے تو وہ کہہ دیکھ کہ کفو احد جمع صفت ہے کی ہوگی یعنی  
 اور نہیں ہی اس کے واسطے کوئی برابری والا اس واسطے کہ اگر اس کو فی ہمس ہوتا تو دوسروں ایک چیزیں شریک  
 ہوتے اور دوسری چیزیں دونوں علیحدہ علیحدہ خاص ہونے تو اس کی ذات پاک کیلئے ہوتی یعنی علمائے کہا ہی  
 کہ کبھی شرکت عدد میں ہوتی ہی تو اس کی احد کی لفظ سے نفی فرمائی اور کبھی شرکت میں اور منصب میں ہوتی ہی اس کی  
 صمد کی لفظ سے نفی فرمائی اور کبھی شرکت میں ہوتی ہی تو اس کی ایلیدہ بولہ سے نفی فرمائی اور کبھی شرکت کام اور نامبر میں ہوتی ہی  
 تو اس کی ایلیدہ بولہ احد سے نفی فرمائی اور دوسری سے اس سے ہر نکلورہ اخصا کہتے ہیں اور ہر بھی کہا ہی کہ باطل نہ ہو دنیا میں  
 فرقہ میں پیدا فرقہ دہریہ کا جو کہتے ہیں کہ اس عالم کا کوئی پیدا کرنا والا نہیں ہی کسی طرح ہے ہر احتجاج ہے کہ کارنا میں کیا ہو گیا ہو  
 آدمی نے جو کہتے ہیں کہ لفظ کو اپنی زبان سے نکالا تو اسے باطل عقیدے سے اس کو جب رائی اور بیزار ہی حاصل ہوتی دوسرا  
 فرقہ فلاسفہ کا جو کہتے ہیں کہ عالم کا پیدا کرنے والا تو ایک ہی مگر کوئی صفت نہیں رکھتا یعنی جو تاثرین کہ عالم میں  
 باقی جاتی ہیں دے کسی سبب میں نہ اس ذات واحد سے اور حقیقت میں ہندون کا مذہب بھی ہی ہی اور جب  
 مسلمان آدمی نے امدہ کی لفظ کو جو بس کمال کی صفتوں کی جامعیت بردالت کرتی ہی منہ سے نکالا تو اس سے فریقا  
 عقیدے سے خلاصی حاصل ہوتی ہتیبہ فرقہ ثنویہ کا جو کہتے ہیں کہ رب عالم کا پیدا کرنے والا ایک نہیں ہو سکتا ہی

فی  
 بطلان عقیدت

سپہ سالخ عم الرقہ اللہ الکرم سورۃ الاخلاص

اسکو کئی پیدا کر نوالے چاہئے اور جب مسلمان آدمی نے احد کی لفظ کو اللہ تعالیٰ کی صفوں سے جاننا تو اس  
 شے سے نجات پائی جو تھا فرقہ گراہوں کا اہل کتاب سے جسے یہود اور نصاریٰ اغفاد رکھتے ہیں کہ عالم کا  
 پیدا کرنے والا دوسری مخلوقات کی طرح سے حور اور اولاد بھی رکھتا ہی چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت عیسیٰ  
 علیہما السلام کو جنی تعالیٰ کے بیٹے اور حضرت برہم رضی اللہ عنہما کو جو رکھتے ہیں اور جب مسلمان آدمی نے لم یلد و  
 لم یولد کہا تو اس عقیدے بالکل ناک ہوا اور اسی قسم میں وہ تشبیہیں جو یہود اور نصاریٰ نے باری تعالیٰ کی  
 جناب میں ایجاد کی ہیں اور اس جناب پاک کو دوسری مخلوقات کی طرح سے چیزوں کا محتاج جاننے  
 ہیں سو ان تشبیہوں کے رد کے واسطے صمد کی لفظ جو تمام احتیاج کی نفی بردھالت کرتی ہی کافی ہی ہے چنانچہ  
 فرقہ مجوسیوں کا جو کہتے ہیں کہ عالم کے دو خانی ہیں ایک کا نام یزدان اور دوسری اچی چیرین میں سب اسکی  
 پیدا کی ہوئیں ہیں اور دوسرے کا نام اہرمن اور اسکو قوت تاثیر میں یزدان کی برابر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ  
 خلقی چیزیں تاریک اور اذی دینے والی ہیں اور سب بدیاں اور برائیاں اسکی پیدا کی ہوئی ہیں اور ہمیشہ یزدان کے  
 لشکر اور اہرمن کے لشکر سے جھگڑا قصہ رہتا ہی جو کبھی یزدان غالب ہو جاتا ہی اور اسکا حکم جاری ہوتا ہی  
 تو عالم میں بھلا یا غلبا غالب ہونی میں اور کبھی اہرمن کا لشکر زور کرتا ہی تو عالم میں برائیاں چھین پرتی ہیں تو اس  
 عقیدے کے رد کے واسطے لم یکن لہ کفو احد کو آخر صورت میں لائے اور یہ بھی کہا ہی کہ آدمی مرکب ہی نفسی اور عقلی اور قلبی  
 اور روحی اور سری لطیفوں سے اور نفس کی معرفت کی انتہا یہ ہی کہ لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفو احد کو دریافت  
 اس واسطے کہ نفس چیر کو شہوید یا غیبیہ قوت حاصل کرتا ہی تو اس دونوں حالتوں سے خالی نہیں ہوتی یعنی یا  
 کسی چیز سے وہ پیدا ہوتی ہی یا عالم میں کوئی دوسری چیز اسے برابر جو جو وہی اور جو پودہ در و گار کو سب موجودات سب  
 اعلیٰ تر بننے میں نولا چار ان صفوں کی اس سے نفی کرتے ہیں اور اس سے بزر عقل کا مرتبہ ہی اور اسکی  
 معرفت کی انتہا مضمون اللہ الصمد کا ہی یعنی اللہ ایسی چیز ہی کہ اصباح کا سلسلہ سے منقطع ہو جاتا ہی  
 اور وہ محتاج دوسرے کا نہیں ہو اس واسطے کہ اسکا اور سب کا علم عقل کو دیا ہی سو عقل مرتبہ کو ایک سبب کا  
 محتاج چانتی ہی اور اس سبب کو دوسرے سبب کا اور یہی سبب کہ دین و دنیا کی تدبیر میں کرنا جو عقل کا کام ہی  
 سو دیکھ برین اسباب کے ملاحظے پر موقوف ہیں اس آدمی کی عقل دریافت کی انتہا اس بات پاک کی حقیقت میں

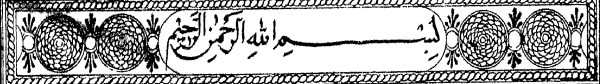
اسی قدر ہی کہ وہ ذات پاک عالم اسباب اور مہابت سے بلند اور بزرگتر ہی آدر دل کی شان پہ ہی کہ کسی  
 بیشیور حالوں سے ایک حال بن مستغرق رہتے جیسے محبت اور خوف اور امید اور اغماء آدر دل کی معرفت کی انہما  
 احدیت کا مرتبہ ہی آدر روح کہ عالم امر سے آئی ہی اور نطفہ فہم من روحی کی خلعت سرفراز ہوئی ہیں یہ علی معرفت کی  
 انہما اپنی اصل کی طرف کھینچ لجانا ہی آدر اسم ذات کبھی اصبہ کے ذکر سے انسان در راحت یا نا آرزو مجبور جا  
 مرتبہ روح سے اوپر ہی ہوا ہے ہوتے مستقل کے نہیں جانتا ہی آدر اس کا بر علم وجود کی خصوصیت نے رباقت میں  
 منحصر ہی ہوا اس کے اس صورت میں وہ معرفت تمام لطائف انسانی سے منقطع ہی ارشاد فرمائی ہی  
 تاکہ ہر لطیفہ اس معرفت سے بریاب ہو آدر یہ بھی کہا ہی کہ کلمہ ہو کا عاشقوں اور والہوں کے واسطے ہی کہ اس  
 ذات پاک کے ملاحظہ میں اس درجے کو مستغرق ہو گئے ہیں کہ سولہ اس قدر کثرت ہو کے نکلے ستنے کچھ نہیں رہا  
 ہی آدر کلمہ اہمہ کا عارفوں کے نصیب ہی جو رب اسون اور صفتوں میں اسکو پہچانتے ہو اور ہر مرتبے کے علموں کو  
 جدا جدا جانتے ہیں آدر احد کا لفظ احد ہے اور ابداء اہمہ کا ہی جو اس ذات واحد کو ہر کثرت میں اسی وجود کی  
 صفت سے ملاحظہ کرتے ہیں آدر لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد کے منے عام مسلمانوں کے نصیب میں کہ عقلی  
 اور نقلی وہیلوں کی فہم سے اس مرتبے تک پہنچتے ہیں اور حجابان سب معقول کو کوئی شخص کہے کہ تہذیب اور موجد  
 ہو آدر جانا جاہل کہ اس صورت کو حدیث شریف میں ثبت یعنی تمنا ہی قرآن فرمایا ہی اور اس مقرر ہوا ہی کہ اس  
 صورت کو جو کوئی پڑھے تو گویا تمنا ہی قرآن اس نے پڑھا ہوا اس نصیحت کی وجہ یہ ہی کہ قرآن کا مقصد میں سپر  
 باہر نہیں ہی یا احد تعالیٰ کی ذات کی معرفت کا بیان ہی یا اصول کے طریق کی معرفت کا بیان ہی کہ اس کے ازال  
 کرنے سے اور پیغمبروں کے بھٹے سے اور شیعروں کے بیان کرنے سے یا اس حالت کا بیان ہی جو جنت با و دوزخ  
 میں پہنچنے کے بعد حاصل ہو گی آدر یہ صورت ایک کے بیان میں ان تینوں قسموں سے جو اشرف اور اول قسم  
 ہی کافی ہی جہاں اسکی توضیح آدر ہر جگہ والہ اعلم

## سُورَةُ الْفَلَقِ

بہدورت یعنی ہی اسپن پانچ آیتیں اور ہر سطر کے آدر ہر حرف ہر آدر نطق لغت میں صحیح کی سفیدی کہتے ہیں جو



راب کی انحصاری کو کھانے کے ظاہر ہوتی ہی آدراہ کی تاریکی سے صبح کا ظاہر ہونا مالک نمونہ ہی وجود کے ظاہر ہونے کا نمونہ ہے کہ بریسے اس واسطے کہ نسبتی کی حالت میں کچھ تیز اور شخص نہیں ہی اور سب عالم پرستہ ہی اور سب وجود کے نازنے ظہور کیا تو ہر چیز میں اور شخص ہونگے اور ہر چیز کے نشان اور علم اسپر سب ہونے لگے اور یہہہ حالت بعینہ صبح کے نور ظاہر ہونے کی حالت ہی کہ اس کے سبب سب چیزیں جدا جدا معلوم ہوتی ہیں آدراہ میں اور حرکت عالم میں ظاہر ہوتی ہی آدراہ کی تاریکی نسبتی کا نمونہ ہی اور جو برائی یا بدی میں علم نہ پائی جاتی ہی بھتقت میں وجود عدم کے ساتھ مختلط ہونے کے سبب ہوتی ہی جو سب برائیاں عدم کے ساتھ منوب ہیں اور وجود کا نور ان برائیوں کا دفع کرنے والا ہی اور جو یہہہ صورت سب برائیوں سے ہناہ مانگے کے واسطے نازل ہوتی ہی نوابتدا میں اس صورت کے نور کے ظہور سے ہٹا رہہ ہونا ظہور ہوا اور اس صورت کی اضافت اس طرف کو ہے سورہہ فلق نام رکھا ہی اور یہاں ہر ایک کلمہ تہیہ لطیف اور تاریکی ہی وہ یہہہ ہی کہ اس صورت میں ایک ہی صفت سے امدت تالی کی جو رب الفلق ہی نمود واقع ہوا ہی میں چیزوں کی برائیوں سے ایک تاریکی دوسرا سحر تیرا خدا اور سورہہ فاس میں ایک چیز کی برائی سے یعنی شیطان کے وہ اس سے حق تعالیٰ کی تین صفوں سے کہ رب الناس اور ملک الناس اور الذی الناس میں نمود واقع ہی جو یہہہ اس لئے ہی تاکہ ہٹا رہہ ہو سب کی طرف کہ دین کی حفاظت مقدم ہی جان اور بدن کی حفاظت سے اس واسطے کہ وہ اس شیطانی دین کا خواب کرنا لاہی اور وہے تینوں چیزیں یعنی تاریکی اور سحر اور خدا جان اور بدن کو ضرر پہنچانے والیاں واحد اسلم



قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کہہ اے لینے والے کہ ہناہ لینا ہو میں فلق کے پروردگار کی اور فلق لغت میں صبح کے معنوں میں ہی اور حقیقت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو بھتتے اور ان میں سے دوسری چیز علی آویس ہا کہ عیب اور غیب نشانیاں اس نکلے ہوئی چیز سے ظاہر ہوں جیسے فلق کا دانہ اور کھجور کی گٹھلی اور درخت کا بیج یا جیسے تھلاؤ میں کہ ان سے بانی نکلے ہی یا جیسے باہ کی پیٹھ اور ما کا بیت سوان سب چیزوں کو



فلق کا لفظ شامل ہی اور فلق کی تخصیص اس جا پر اس واسطے ہی کہ مخلوقات کی برائی اکثر اعلیٰ مخلوقات کے  
 نسبت ہوئی ہی اور جو لوہا امد غالی کی اصل اور فرع دونوں پر محیط ہی نو شکر کے وضع ہونے کے  
 واسطے التجا اصل کی طرف متروک پڑی چنانچہ اگر کوئی شخص کسی کو کرے کچھ خوف اور خطر رکھنا ہی تو ضرور  
 اسے آفا کی طرف رجوع کرنا ہی اور اگرست ہی کچھ ایذا کا لکھا ہوتا ہی تو اس آفا کی طرف رجوع کرنا ہی چنانچہ کہ وہ آفا کی  
 سلسلہ تمام پر جاوے اور ہر سلسلہ تمام نہیں ہوتا مگر کہ اس واسطے پہلے ہی سے التجا کی تعلیم رب ہی کی طرف سے وہی مالک کل  
 جگہ جاوے جس شے میں اختلاف برائی سے اس چیز کی جو پیدا کی ہی یہاں پر معلوم کیا جائے کہ امد غالی کی مخلوقات میں  
 قسم کی جن ایک تو وہ جس میں جبر غالب ہی اور شکر مغلوب ملکہ معدوم جیسے معرب فرشتے اور نبیہا  
 علیہ السلام اور اولیاء و کرام دوسری قسم وہ جن میں برائی غالب ہی اور صلاحی مغلوب ہی باسعد  
 جیسے شیطان اور دوسرے کوئی آدمیوں سے ہوں یا جن سے اور درندے اور جو بائے اور کبوترے کوڑے  
 جیسے سب اور کچھ تیری قسم وہ جن میں جبر اور شکر دونوں موجود ہیں کچھ کسی واسطے نہ ہو جانے  
 پر کچھ کسی حق بن خیر جیسے دنیا کا مال اور جو رو بچے یا دوسرے راستا ملکہ خلاق اور علوم اور حب اور سب  
 اور دوسری صفین اور بستین بھی ہی علم رکھتی ہیں بس شراظن سے خبر کی دونوں ضمنوں میں وہ بدی مراد ہی  
 جو امین موجود ہی اور قسم اول کی قسم جو مطلق شی نہیں رکھتی ہی باعتبار نزدیکی ہو جانے دوسری  
 چیزوں کے ہی جیسے جمادات کاسر رہا اور سمجھی اور ایمان کاسر نفاق اور مزدبوجا نا ہی اور نبیہا علیہم  
 السلام کاسر انکو جھٹلانا اور انکی فرمان برداری میں تصور کرنا ہی اور اولیاء امد کاسر انکو صحبت سے  
 محروم رہنا اور نہ بانا ہی اور علیہ ذالقیاس اس واسطے کہا ہی شکر الخیر تاخیرہ و شر العیال الصالح فقیرہ سے  
 خیر کی برائی نہیں ڈھیل کرنا ہی اور دیر لگانا اور نیک عمل کی برائی نہیں تصور کرنا ہی اور اس قسم کے سز کی  
 نسبت نیک کی طرف کرنا جائز ہی چنانچہ خوف میں مشورہ ہی کہ پھول کاسر کا نسا ہی اور خزانے کا  
 مشر سب ہی اور مصروفی کاسر بدوئی ہی اور جیسے مفسرین کہا ہی شراظن سے مترس مخلوقات  
 مراد ہی جیسے شیطان اور جو منشا نام مشرولگی ہی سلطان ہی تو خاص ہی سے پہلے پناہ مانگی و جن  
 شکر خاصین اذا وقت اور سکر اندھیری کے جب گھوڑے اور ہجوم کرے آج سمجھ لیا جائے کہ

اندھیری کبھی جستی ہوتی ہی بیٹنے ظاہر میں نظر تری ہی اور کبھی معسوی ہو جو نظر آدراں کی اندھیری ہی کی زمین  
 بہت سی برائیاں ظاہر ہوتی ہیں اول وہ پھیل بڑا جات کے سطلوں کا ہی کہ اندھیری کی مناسبت کے سبب  
 گیل میں آتی ہیں اور چنگا رو کی طرح اپنے اپنے مکانوں سے نکل کے لوگوں کو ایذا دیتی ہیں اس سطلے حدیث شریف  
 میں آیا ہی کہ جب رات آوے تو اپنے بچوں کو باہر کھلے ہو کر وہ شیطانوں کے منتشر ہونے کا وقت ہی کہ  
 درندے جائزوں کا نکل کرنا اور موزی کیروں کا بلوں سے باہر آنے کا وقت ہی جسے سہا اور بکھر سہا  
 چورن کا پھین کرنا لوگوں کے گھو ماروٹنے کو جو تھ جاو و گردن اور طلسم والوں کی قوت کا دفت ہی کہ  
 افاقے نورقاہرہ کے سبب لے کے مملوں کو تاثیر کم کرتے ہیں پانچھان نئی اور خود والوں کا مشغول ہونا ہی ہون میں  
 اور معسوی ماری ہی کبھی قسم کی ہی ہر ان سب میں ترھ کے دم کی اندھیری ہی جو عقل کے اور پر غالب آتی ہی اور  
 اشیا کی حقیقتوں کو نظر سے چھپا دیتی ہی اور اس کیلئے انوں سے فو کی اندھیری ہی اور گناہوں کی اندھیری اور  
 بڑے اخلاقوں کی اندھیری اور بری صحبتوں کی اندھیری ہی ہر اس آیت میں ان سب تار کیوں پناہ واقع ہوتی  
 ہی **وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقُبِ** اور وہی سے چھوکنے والیوں کی کاتھوں میں اپنے نفس خبیثہ کے  
 شہ جو شیطانوں کے نام جتنے سے اور ان کے کھوں کو سول کے جانوں میں اور جانوں میں تاثیر کرتے ہیں اور یہی  
 سے ہیں سحر کے **وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ** اور یہی سحر کرنے والے کی جت شمع کو ظاہر کرے  
 اور اس کے موافق عمل میں لاوے اور یہ قید اس سطلے ہی کہ عاص جب تک کہ اپنے سحر کو چھانا ہی تو اس  
 جیر کا ضرر اس کی طرف پہنچا نہیں ہی اور یہیں معلوم ہوا کہ سب بڑا بڑوں سے زیادہ برا ہی اور حقیقت یہ ہے  
 جو سحر کہ نام علم میں پیدا ہوتا ہی سو یا راوے اور اختیار والوں سے ظہور میں آتا ہی جیسے لوگ مثل طلسم  
 سادان لینا اور سحر اور سوار کے یا غیر ذوے الارادہ اور اختیار کی طبیعتوں سے جیسے غرق ہونا یا پانی میں اور  
 جنانا میں اور سو اس کے اور سب بدیوں سے بڑی بدی اختیار اور ارادہ والوں کی ہی اور جڑھ ان سب  
 برائیوں کی حد ہی اس سطلے کہا ہی کہ اول گناہ جو اس میں واقع ہو الیس کا حد تھا حضرت آدم علیہ السلام  
 اول گناہ جو میں صا رہو اسو قابل کا حد تھا مائیل سے باقی رہے یہاں بر دو سوال اول تو یہ کہ جو سطلے نام  
 مشرہن سے منقولہ تھانے پناہ مانگی گئی تو بس جاو و گردن اور حاسدوں اور تار کیوں کے فیصل کرنے کی

حاجت نہی تھی چکر واسطے ان تین چیزوں کا خاص ذکر فرمایا جو آب اسکا بہہ ہی کران تینوں گرد ہوں گنا  
 شہ پر مشیدہ اور چھا ہونا ہی بخلاف دوسرے مخلوقات کے شر کے کہ وہ ظاہر اور کھلا ہوتا ہی اور بہہ بات  
 ظاہر ہی کہ پوشیدہ شہ بہت سخت ہوتا ہی کھلے کس واسطے بناہ بالکنا اُس خاص کہ کے ضرور ہوا دوسرا  
 یہ کہ غائق اور حاسہ کو کس واسطے لائے ہن اور ثقانات کو کس واسطے لام تعریف معرف کیا جواب اسکا بہہ  
 ہی کہ لام کہ تعریف کا استعراق کے واسطے ہی اور جادوگر بالکل شرین ہونے کو معرفتی لغت گناہ گمیرہ ہی کہ کہ است  
 شر کو دفع کرنا یا جھلانی کا نام منظور ہو اسی واسطے کہ کافرون کو جادوس مارنا اور معرفت کی طرف اس کے خاند  
 دل کو پھیرنا جا وہ صے درست ہن اور ہر غائق اور ہر حاسہ شرین ہی کہ ہونے بہت سی راتیں خیر سے گذرتی  
 ہن اور حسد ظالمون اور کافرون کا بد ہن ہی تو حاسہ اور غائق محل استعراق کا نام اور تندرینا معلوم ہتی

سُورَةُ التَّائِسِ

یہ سورت مدنی ہی اسین پھا تیر اور تیس کلمے اور اسی خوف ہن اور اس ہوت کو سورہ تائس واسطے خطاب کیا  
 ہی کہ حقیقین الہیہ اور کونہ جو ناس کے ساتھ تعلق رکھتی ہن تائسین نکور ہن بسم اللہ الرحمن الرحیم ذکر ائمہ کا پس  
 واسطے ہی کہ اس اور صفات اور افعال ذات باری کے اس تین روشن ہن اور رحمن اس لئے لائے ہن  
 تاکہ نور و جود کے فیضان کے تر وال کے بعد ناس کی تکمیل کی طرف اشارہ ہو اور ہر جس واسطے لائے ہن تاکہ جو بدی  
 کہ ان بن ہی یا ائسے ظاہر ہوتی ہی اسے محافظت کی طرف اشارہ ہو اور اس دو نورونوں کے نازل ہو گیا  
 جنب یہ ہی کہ کہیدین عاصم ہودی نے سوال الہم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جادو گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم اس کے جادو کے سبب ماری ہو گئے تھے اور بعض وقت ایسا جانتے تھے کہ مین نے یہ کام کیا ہی حالانکہ  
 کیا ہوتا تھا جب اس عارضے کو چھہہہہ ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات خواب میں دکھلایا کہ  
 دو فرشتے آئے ایک تو سر ہٹا اور دوسرا ہنٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا اور پسہن پوچھے گئے کہ کیا ہوا  
 کہ اس سوال کو کہا جا رہی ہی دیکھنے کہا کہ انہر جادو کیا ہی چھہہہہ نے پوچھا کہ سن ان ہر جادو کیا ہی دوسرے  
 کہا کہ کہیدین عاصم نے انجا بال انکی لنگھی سے لیا ہی اور انکی لنگھی کے دھا نو نون بن مکان کے پٹے سے لیا رہ گئین

ساتھ ہیں اور سب کو کھجور کے جھول کے خلاف میں لیت کر برزورہ زمین تھم کے نیچے دبا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 صحیح کو لکھے تو اس کے لئے کی طرف تشریف فرما ہوئے دو شخصوں کو اپنے یاروں میں سے اس کو لئے ہر ایک کا  
 سے تھم کے پچھ سے ہسکو کھال لائے اور جہڑل علیہ السلام نے دونوں سو رہیں لیکن نازل ہوئے ان دونوں میں  
 کیا رہا زمین بن چھو حاب ایسا آیت لہر جو کہ گروہ پر چھوٹنے تھے تو وہ گروہ کھل جاتی تھی اس طرح سب  
 کر میں کھل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحت کھلی حاصل ہوئی اور عود زمین برزخاں شریف تمام ہونے کا  
 کہنے پہ پہی کہ جب لغت تمام ہوتی ہی اور کھال کو ہنچھی ہی تو دشمن کے حصار فریب کو کوئی خوف نہیں رہتا  
 اس واسطے بہ مقام استعاذتے کا تھا اور اس سورت میں استعاذہ شیطان کے سب سے خاص ترین ناموں کا ساتھ  
 فرمایا ہی تہ اور علیک آورا لہ اسکی وجہ پہ ہی کہ شیطان کا داخل ہونا آدمی کے دل میں میں طرف سے ہی  
 شہوت اور غضب اور باطل عقیدہ جسکو چاہی کہتے ہیں تو رب کا نام شہوت کے شرکے دفع ہونے کے واسطے  
 ہی اور تک کا نام غضب کے شرکے دفع ہونے کے واسطے ہی اور الہ کا نام شہوت کے دفع ہونے کے واسطے ہی  
 تو کو یاریاں ارشاد ہوا کہ اگر شیطان تجلو شہوت کی راہ سے دھمکے تو تو رویت کو بروہ گار کی نظر کر اور اگر غضب کی  
 راہ سے پیش آئے تو با دت ہت اور عدل اور بلائینے کو اس کے یاد کر اور اگر ہوا کی راہ سے آئے تو  
 الوہیت کے مرتبے کی طرف التفکر بہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قل کہہ ہی کہنے والے کہ شیطان کے شر سے بناہ جاہتا ہی تو آعوذ برب الثانی بناہ علیہا ہون میں ایسے  
 ہروردگار کی ہر جہد کہ اللہ تعالیٰ کی پرورش ب مخلوقات کو شامل ہی لیکن جو تہرت کہ آدمیوں ہر واقع ہی دوسرا  
 کسی مخلوقات ہر میں ہونی اس واسطے کہ انسان کا وجود تمام عالم کا غونہ ہی تو گویا وہ ایک مختصر ہی حصر  
 آہیہ اور غلام عالم کا جمع کر نوالا اسکی تفصیل پہ ہی کی وجود اور حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور شہوت  
 اور ہنسی اور گویائی ہے سب حضرت الوہیت کی صفوں کا ہر تو ہی اور عورت اور بردت اور طوبت اور  
 یہوست ہے سب اربع عناصر کے پہلے اور وجود میں ہر کہ ہونے کے سب سے معادن یعنی کھانوں کے ساتھ ہنسی





رکھنا ہی اور غذا اور برہنے میں درخت اور جھاز کے مشابہہ ہی اور حرکت میں اور خیال اور وہم کرنے میں اور  
 طرف اور بیخ پانے میں حیوان کی مانند ہی اور حیوان کی حرکت میں مشابہت رکھنا ہی جیسے غصہ اور جرات کے وقتیں  
 درندے اور جھاز نے ولے سے مشابہت ہے اگر تاجی اور شہوت اور حرص کے وقتیں چارے بچرنے ولے کی مانند ہوتا  
 ہی اور کمر اور فریب اور صلے اور اچھانے اور نیکیوں کے خراب کرنے میں شیطان کی مانند ہی اور معرفت اور بندگی  
 اور باطن میں فرشتے متور کی مثل اور حکمتوں کے جمع ہونے میں لوح محفوظ کی مانند ہی اور چیزوں کی صورتیں نشان  
 اور مریدوں کے دلوں میں جو اسکی تاثیر کے سبب ثابت ہو جائیں اور ذرا کپڑتی ہیں اس میں قلم علی کی مانند ہی حاصل  
 کلام کا پہلی آدمی کی استہ اور اتہا کی تفاوت کو دیکھا جائے پنے کے نطق کی حالت کو دیکھے کہ کس طرح کی  
 کہتی چیز ہی ہر اسکو بعد بلوغ کے پھر ولایت اور نبوت کے مرتبے کو پہان تک کہ رسالت کا عینیت کے مرتبے کو لحاظ  
 کیا جائے جو اسکو نصیب ہوا ہی اور ان دونوں ادنی اور اعلیٰ مرتبوں کو غور کرنا اور چراندہ تعالیٰ کی ربوبیت  
 اور پرورش کو متاثر کرنا ہے کہ کیا تھا اور کیا کر دیا بے لک الناس دیوسون کے بادشاہ کی اس صفت کے مابین اشارہ  
 استمالی طرف کے آدمیوں کو رواج دہرے تیر کر نیوالی عنایت ہوتی ہی اور وقتوں در یافت کر نیوالیوں اور  
 حرکت کر نیوالیوں میں اس رواج کو تصرف اور دخل دیا ہی سورج آدمی کے بدن کے عالم میں بادشاہ مطلق ہی اور  
 سب بدن کا ملک آباد کی مانند ہی اور وقتوں مدار کو اور محو کہ اس بادشاہ کی فوج اور سپاہ کی مانند ہیں سو بہ  
 س ایک کارخانہ ہی جن تعالیٰ کی بادشاہت کے کارخانوں میں سے اللہ الناس آدمیوں کے معبود کی بہ  
 صفت اشارہ ہی استمالی طرف کے آدمیوں کو حق تعالیٰ کی معرفت کا اور اسکی عبادتوں کا اور اسکی نذر  
 حاصل کرنے کا شوق اصل پیدا ہونے میں امانت رکھا ہی سو اسکی پیدائشی شوق کے سبب ہر گروہ آدمیوں کا  
 اس لحاظ کی تلاش اور جستجو میں سرگرداں اور دریشان ہی اور یہ شوق اور گرفتاری تمام خلق کی ایک کوشش ہی  
 اسکی معبودیت کے کوششوں سے اور بعض مفسرین ان تینوں صفتوں کی تفصیل میں اس مرتبے سے ذکر کرین  
 بیان ایسا کیا ہی کہ آدمی بچپن کی حالت میں آہ پرورش کرنے والے کو اس دور سے کوہن بچا تاجی اور جھول  
 پیاس کے وقتیں ہونسی کی طرف التجا کرتا ہی اور اگر کسی چیز سے ڈرتا ہی تو ہونسی کی طرف بھاگتا ہی اسکو  
 کہ اس وقتیں مابا تک چار تاجی اور تاجی سے فریاد کرتا ہی اور جب جوان عاقل ہوتا ہی اور دیکھتا ہی کہ

سہ ماہی عم      الرقۃ      اللکم      سونم الناس

ما باب بھی میری طرح پادشاہ اور امیر کے مضاف بن اور بادشاہ اور امیر سے روزی طلب کرتے ہیں اور  
 بلا کے دفع کرنے میں پادشاہ یا امیر کی طرف التجا لجاتے ہیں لاچار کے بھی دل میں یہی بات بیٹھ جاتی ہے  
 ہی کہ جو کچھ ہی بادشاہ اور امیر ہی انکی نزدیکی وجود کے کار تھا کی انتظام کا سبب بس اس طرح میں اس کو بادشاہ  
 اور امیر ہی پر اتھا دہو تا ہی اور جس حالت سے بھی آگے ترھا اور کچھ بادشاہ اور امیر ہی بعض چیزوں میں کچھ حسد  
 نہیں رکھتے بلکہ علیحدگی کی طرف التجا کرتے ہیں اور ادھر سے اسے مطلب کے ہماری کو اور اپنے مقصد حاصل نہیں ہو  
 طلب کرتے ہیں سب سے یقین ہو تا ہی کہ بادشاہ اور امیر ہی میری طرح دو سب کے مضاف ہیں تو معلوم ہو کہ دنیا کا  
 در سے نعلق رکھا ہی جس کو کہتے ہیں سوان تینوں مقنون کا لانا یعنی رب اور ملک اور آلہ کا اس کا اس کا  
 ہش اور ہی کہ اگر گندہ بیچے کا س مزاج رکھا ہی اور سو اور بیت اور پر درش کے کچھ اور نہیں جانتا تو تین پہنھی صفت  
 رکھا ہوں اس کو جاہت کہ میری طرف التجا کرے کہ میں رب الناس ہوں اور میری ربوبیت اور پر درش عام ہی بس  
 ہی آدم کو فاضل مختلف باب کے کہ انکی پرورش اپنے مٹھون کے واسطے خاص ہی اور اگر اس میں عقل بلوغت کے حد کو پہنچی  
 ہی اور بادشاہ اور امیر کو مالک سب کام کا جانتا ہی تو پہنھی صفت مٹھون میں صبی جاہت و بی بی جاتی ہی  
 اس واسطے کہ سلطنت میری سب آدمیوں پر بلکہ تمام دنیا پر ہی اور اگر تجزیے سے معلوم کر لیا ہی کہ اب بادشاہ  
 اور امیر سے کے مضاف ہیں جس کو کہتے ہیں اور دن رات اسی کو جیا کرتے ہیں اس صفت بھی میں موصوف  
 جوں حاصل مطلب یہ ہی کہ ہر وقت اور ہر حال میں اسی کی جناب ہاں بین التجا لیا جاہت اور بیچ کے سببوں اور  
 وسیلوں پر اتھا دہو کر کے زخم چاٹے سے کسی براد سے نہ کچھ کام جان جو وہ ہر جان ہو تو کل ہر جان سے ہم سے تو  
 تم ہی ہو اور تم لگ بھگ دور جیسے کال جھانجھ اور زخمور میں شرا کو شو اس خیال سے ہاں اکثر اور تین عود سے معلق  
 ہی بیٹے نہا لیتا ہوں میں فاضل لگ بھگ ہی اور فاضل خیال کی طرح سے نقصان پہنچانے ہیں مزاج کے فاضل سے  
 دو سب نفس کی تیر ہیں سے معرفت میں جسے عبادت میں باچوں حق تعالیٰ کی نزدیکی کے سببوں میں اور آدمی کو ابتدا سے  
 اتھا لگ ہی کام دیر پیش ہیں اور جہاں کاموں میں خلل برآ تو عمر سکی بر باد لگی التجا میں سے جو جھا لگ ہی  
 اور یہ دو اس کی صفت ہی اس کے صاحب کے اعتبار سے اس واسطے کہ شیطان کی پیدایشی پہن بات ہی  
 کہ حق تعالیٰ کے ذکر اور قرآن شریف کی تلاوت اور زشتیوں کے سامنے سے جھا لگ ہی اور اس صفت لا لعا

اس واسطے ہی کہ سلطان مرد و سپہا بہت مشکل اور اسکی مدد سے محفوظ رہنا سو اس کے کہہ لیا کہ کی غیبت  
 النجاشی کے دوسری صورت ملن ہیں ہی اس واسطے کہ جو دشمن نے ہونے کے مقابلہ کرنا ہی اسکا دفع کرنا اسان ہی  
 بر خلاف اس دشمن کے جو سامنے ہوا اور ہمیشہ بھی دشمنی من لگا ہوا ہو اس دشمن سے ہر وقت اور ہر آن بچنا لازم ہوا  
 اور یہ بات بہت مشکل ہی اسکی سبب اور دشمنوں اور حاکموں ہر آن کا دفع کرنا جو سامنے ہو کر صف جنگ  
 کرنے میں بہت آسان ہی تھکوں اور چور دن کے دفع کرنے سے اس واسطے کہ بے لوگ ناپا کرنا ہوا کام کرنے  
 ہیں اور بھاگنا آسان ہی اسکی سبب اور انتظام مشکل ہر جا نا ہی مگر اس کھلے اور چھپے جاتے اور ہر بہ  
 سے اس ہی اللہ ہی یوم یوم میں ہر دوسری صفت ہی دوسری لینے وہ فاسد خیال والے والا جو بڑے  
 بڑے دوسروں میں ڈالتا ہی فی صدقہ والی تائیں آدھوں کسب نہیں سے کی تخصیر کی وجہ یہ ہی کہ اس جگہ  
 نفس طائفے کے آثار جو ان سے محفوظ ہونے کے فساد کا طور جلد قبول کر لیتے ہیں بر خلاف دوسرے اعضاء  
 اس واسطے کہ جگر میں بر بخظروں کی جگہ نہیں ہی بعض نا طائفہ نفس نسانی سے انا کام لبتا ہی اور دماغ میں اگرچہ  
 فساد ہو سکتا ہی اس طرح ہر کو وقت وہمیدہ غلبہ رفت کو توشیح میں دالتی ہی لیل الزما سکا فانس  
 جو ابند کے آثار ملت ہو سکتے ہوتی ہی ہر ناچاس طائفے کے جانے والوں بر ویسیدہ نہیں ہی من الحنہ  
 دواس کا بان ہی بسے فاسد خیال دل میں آئے والے والا خواہ جن کی قسم ہو جیسے سلطان کو جاننے کے غلبے  
 سبب یہ ایسی تاریکی نہیں گھسی ہوتی ہی اور فاسد مشور اور انتظام کج کرتے والی بد میں انکی طبیعت لازم  
 ہیں اور تیشی مزاج ہونے اور اسکی لطافت کے سبب گھسی جاننا ان جسموں کا انکی جوفانی روح میں بہت  
 جلد اور سہل ہوتا ہی اور جو جسم ان فاسد تدبیروں اور باطل راہوں کے اٹھانے والے ہیں اور ہادی روحوں  
 مخلص ہوتے ہیں اور انکا ترددوں کو پہنچتا ہی اور وہ درجن ان بدبیروں اور راہوں کو اٹھانوالی ہوتی ہیں اور انکی  
 سبب یہ میں جوت اور سکون ظاہر کرتے ہیں اور گناہ سے ظاہر ہوتے ہیں اسکی سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ہی کہ ان الشیطان یجری من الانسان محرری الذمیر یعنی یہ شیطان جن کی طرح آدمی کے دل پر چڑھتا  
 ورتا ہی اعادنا اللہ منہ اور شیطان کے وسوسوں کی حد اور نہایت نہیں ہی اکثر شیطان بڑی ذوق  
 اور فوج کی طرف بلاتا ہی اور اگر کبھی بھولے سے طاعت اور نیکی کی طرف رجعت دلاتا ہی تو اسکی نیکی کی

فیضانِ کرم و برکت  
مختصاً بہ مبارک

طرف ملانا دو حال سے خالی نہیں ہی نہ یا تو بری طاعت جسکا ثواب بہت ہی بھگت چھوٹی طاعت کی طرح  
 جسکا ثواب بہت بھگت چھوڑا ہی رغبت دلانا ہی جیسے عبادت کی لینے مارنے دیکھنے کی ذمیت والا کرنا زکوٰۃ چھوڑا  
 یا تھوڑی سی نیکو بری ہی کا سبب کر دینا ہی جیسے البتہ گزار دینی کا فقہ کو دینا اور اسپر حسان رکھنا اور  
 اسے ہنسی اور سخری کرنا آج یہاں پر تھوڑے شیطان دوسو سے جو آدمیوں کے دلوں کو اکثر خراب کرتے  
 ہیں میان کئے جائیں چاہتا ہنسی شیطان دوسوں سے ایک بہ بات ہی کہ عوام لوگوں کے دل نہیں سے  
 باتیں جو انہی کو بھد اور ہبند باہر ہیں دالتا ہی جسے ذات اور صفات الہی کی شخص کا اور نبوت کے بعد دن کا  
 اور آخرت کے کاموں کا مظہر اور جبر اور نصیہ اس کے لئے کی شخص اور رضا اور قدر کے بعد اور صحابہ کے لئے کی لڑائی  
 بھگت میں جس بات کی تفسیر کرنا لینے جس کی طرف ہی بے سبب شیطان دوسو ہیں تاکہ رفتہ رفتہ میں شخص میں  
 ان شخصوں کا انکار کر دیکھیں اس واسطے کہ ان باتوں کی حقیقت سے لوگ بوجھ نہیں سکتے اور بعضوں کے  
 دل نہیں داری شیعہ دالتا ہی جیسے بزرگوں سے شفاعت کی امید رکھنا اور تھوڑی سی طاعت پر برسے ثواب کی  
 امید رکھنا اور احد تعالیٰ کی بخشش عام پڑھ کرنا اور اس کے مذاب بند پڑھا اور بعض کو لوہن اسکا حال دالتا ہی  
 لینے احد تعالیٰ کے اور بخشش اور ثواب سے بالکل نا امید ہونا اور بہت ہرسنوں کو احد تعالیٰ کی نزدیکی سے فریب  
 دیتا ہی کہ اس میں احد تعالیٰ کی نزدیکی ہی اور دیو اور بری اور جنات کی عبادت چھوڑنے میں دنیا کے نقصان سے  
 خوف دلانا ہی اور دین دالتا ہی کہ اگر انکی طرف نہ بھلو گے اور اسے التجا کر دے تو تمہاری اولاد مر جائیگی  
 یا مال میں نقصان ہو جائیگا اور نماز پڑھنے والوں کو پہلے ریا اور دکھلانا انکی نیت میں ملانا ہی بھگتوں اور رکعتوں  
 شمار کو بھلانا ہی اور بعضوں کو نیت کے اچھا جاننا اور قرأت کو راک سے پڑھنے میں اور حرفوں کو صحیح سے  
 نکلنے میں گرفتار کرنا ہی اور زکوٰۃ کے دینے میں فقیر جو جا سے دانا ہی اور کبھی زکوٰۃ دی بھی تو ریا اور سمعہ اور  
 بکبر سے اور فقیر برحسان رکھنے سے انکے ثواب کی باطل کر دینا ہی اور عوام جینز میں مال خرچ کرنے کو نیک اور  
 اچھا دیکھنا ہی اور یہ خیال میں دالتا ہی کہ شہرت اور جاہ میں جو لذت ہی وہ کسی میں نہیں ہی اور  
 غصے کے وقت یا دین دالتا ہی کہ اگر تو غصہ نہ کر گیا تو تو عاجز اور ذلیل ہو جائیگا اور احد تعالیٰ کی عبادت میں  
 اگر کسی طرح کی محنت یا شفقت ہوئی تو اسکو دوانگن کر کے دکھانا ہی اور بتوں کی عبادت کرنے میں بری

بری شقیقین کا ذوق کو اس ان اور سہل دکھاتا ہی اور امدہ تعالیٰ کی راہ میں مرنے کو عوام اور بڑو دکھاتا ہی  
 اور یہاں ہر جان کی محافظت کا خیال اُنکے دل میں آتا ہی اور کافروں کو اپنی جان و دماغوں کے واسطے اور  
 بیٹے اور خاندان کی محبت میں ملنا اس ان دکھاتا ہی اور سب اُٹھا لکھ کر تا ہی اور کسی کو اپنی عورت جو بصورت  
 زیور لباس سے آراستہ جو حلال و حرام موجود ہی اسی طرف سے دل کو اس کے پھیرتا ہی اور حاصل بد خلق  
 شخص یا پاک عورتوں سے زنا کرنے کی طرف رغبہ لاتا ہی اور امیر دن کو لوگوں کے مال پر بدستی لینے کی طرف  
 صحیح دلاتا ہی ما جو د اس کے لاکھ پاس مال اور اس کا بہت سامو جو ہوتا ہی اور لوگوں کو مار ڈالتا تھوڑے سے  
 حضور کرنے میں اس ان دکھاتا ہی اب جانا چاہئے کہ جو کچھ شیطان کے دیووں سے مذکور ہوا ہی ایک غوندہ  
 ہی اس کے فریبوں سے اور اگر اس کے بس فائدہ اور بیڑیوں کی شرح کی جاوے تو ابک بڑا ذفر چاہئے لیکن  
 ان سب کی علاج تین چیزیں ہیں پہلی یہ کہ اس کے مکر اور حیلوں کو پہچاننا اس واسطے کہ جب کسی کو معلوم ہو کہ یہ عمل  
 شیطانی ہی تو اس کا زور گھٹ جاتا ہی اور اس کی برائی کم ہو جاتی ہی جیسے جو رکب گھوڑا دن کو جاگتا  
 ہوتا ہی تو جھاگتا ہی اور جیسے مکار فریبی آدمی کہ جب کسی کو جانتا ہی کہ یہ سپہ مکر اور فریب سے خوب واقف  
 تو اس سے نا امید ہوتا ہی دوسری یہ کہ اس کے دیووں کو سہل جانا اور اس کی طرف ہرگز التفات نہ کرنا  
 اس صورت میں بھی اس کا شرم کم ہو جاتا ہی جیسے کتا جھونکتا ہو اگر جس قدر اس کی طرف التفات کیجئے جھونکتا اس کا  
 زیادہ ہو گا اور اگر کچھ بھی نہ بولئے تو اب ہی اب چُپ رہے گا یہ کہ ذکر قسلی اور خیالی پر عمل کرنا اور  
 بری صفوں سے جیسے شہوت اور غضب ہی اپنے دل کو پاک رکھنا اس واسطے کہ شہوت اور غضب کے غلبہ کی  
 حالت میں ذکر کا انداز کے کناروں کی طرف جھاگ جاتا ہی اور شیطانی دیوانس بیچ دل میں آ جاتا ہی  
 اور اپنا کام کر جاتا ہی وَالنَّاسِ اور خواہ وہ دیوانس آئے والوگوں کی فوت تمہید ہو جو غالب اعتقاد  
 اور شہوت اور غضب کے غلبے سے چھوٹے خیال تمام رد حق اور فتنوں میں کبھی گارتینوالا طبیعت نہیں کی  
 تدبیر کا یا عبادت اور تقویٰ کے سببوں میں سستی کا یا معرفت میں حطا کا سبب پرتا ہی اب سمجھ لیا چاہئے کہ اس  
 لفظ اس صورت میں با بیچ جاہر واقع ہوا ہی لیکن لباب آئے اپنی تفسیر میں کہا ہی کہ حقیقت بیچ گزار نہیں ہی  
 اسی واسطے کہ پہلی جاہر اس لئے کہ ہر وہاں اور تربیت کا ذکر جو پرورش کے معنوں میں ہی اُنکے حال کے مناسب



# تصحیح الاعلاط ترجمہ لغت پیر فتح الغریب پیارہ عم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۳	اوناد	ھلوانادا	۹	۱۱	ایضا	انھی
۳	۱۹	سامنے	سامنے	۱۵	۴	اور دوسری	اور دوسری
ایضا	۲۱	مان	بان	۱۸	۳	زیادتی	زیادتی
۵	۱۸	جبر	جبر	۷	۶	ہودی	ہودی
۶	۳	پس	پس	۲۰	۱۲	مجموع	مجموع
۸	۱۳	معاونت	معاونت	۲۳	۱۴	روچہ	روچیت
ایضا	۲۰	ہونا	ہونہ ہونا	۲۴	۲۱	حریک	بجائے حریک
ایضا	۲۱	یے	یے	۲۵	۱۴	ہائیک	ہائیک
۹	۶	برکے	برکے	۲۷	۱۱	لباسا	لباسا
ایضا	۱۳	ناتین	چیرن	۲۹	۸	پس	پس
ایضا	۷	ان	ان	۳۱	۳	چھکار اور	چھکار اور
ایضا	۹	ہین	ہونگے	۳۷	۲۰	تھاڑکی مثال	تھاڑکی مثال
۱۱	۱۱	تو	تو	۳۸	۱۵	ہین سکنی	ہین سکنی
ایضا	۱۳	تا	تا	۳۹	۲	وہ ب	وہ ب
ایضا	۱۵	رکھی	رکھی	۴۳	۲۱	اوسا	اوسا
ایضا	۱۳	تا	تا	۴۴	۱	جو جو ضرور	جو جو ضرور
۱۲	۱۳	نعت والا	نعت والا	۴۵	۱۳	جاتی ہیں	جاتی ہیں
ایضا	ایضا	نعت والا	نعت والا	۴۶	۳	کہ درانا ازہ	کہ درانا ازہ
ایضا	۵	لازم آتی ہی	لازم ہو	۵۰	۱۵	آسمان کی	آسمان کی
۱۳	۲	ہونے	ہو گی	۵۱	۸	پانیوں کو	پانیوں کو
ایضا	ایضا	اور ایک	اور ایک	۵۲	۲	باہر بس	باہر بس
ایضا	۴	چنے	چنے	۵۳	۷	اتنی	اتنی

صفحہ	سطر	صفحہ	سطر	صفحہ	سطر	صفحہ	سطر
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳

تکمیل ہوا

اللہم انصر من نصر من صلح صلواتك على محمد وآل محمد  
 وعلقت في كتابي كتاب مطالعة تفسير فتح العزيز كما ترجمه هندوستانی زبان میں جناب فیض احمد جود دستخدا فیض  
 صاحب حسن غزالی شہ فاجناب آذخدا محمد علی صاحب بن محمد حسین صاحب روئے دام انبار کے حکم کے بموجب  
 محمد حسین بن منشی محمد سلیم اور عبد الملک بن مولوی محمد صادق مرحوم نے طبع محمد حسین صاحب پالہ دکنی لکھنؤ  
 کے جناب ناو خدا صاحب مرحوم نے لیکر دیکھ کر تصحیح کیا کہ شریفین علم دین کے پتہ پتہ ہوئے ہیں اس علم محرم  
 میں ان ارضیہ ذی مقدور کہ دینی کمالی سے استرازا لکھتے ہیں ان کے فوق کے قاطع سے کہنے سے اور  
 ہیں تاکہ لوگ بھی اس علم جلیل القدر کے کمال سے فائدہ مند ہوں اور حق ان دونوں ظاہری  
 کے جس کے منشا ہی ہر طرف دکھایا ہے وہ دینی ہی اور جب پڑھیں اور حق القدر  
 اس کے ایک اظہار کی صورت میں کوئی نہیں لکھیں کہ کوئی غلط محقق  
 کے رہ گئی ہوا کہ کسی کو وقت مطالعہ کے معلوم ہو تو اس  
 بنیاد میں اداس ناخبر کو سب زور رکھیں ان امداد ایضاً برحقین

ذوالحجہ الحرام

وصلواتك على خير خلقك سيدنا و  
 نبينا وشفيعنا ومولانا محمد وآل محمد  
 سيدنا دايم ابنا وکثيرا  
 آمين